

تَذَكُّرُكَ الْعِزَّاءِ

تَارِيخ

خلفاء عرب و اسلام

رسول کریم کے حالات و واقعات سے لے کر
دورِ حاضر تک کے خلفائے اسلام
اور صاحبانِ کمال کا تذکرہ

مُصَنَّفُہ

مولانا سید شاہ محمد کبیر ابوالعلا دانا پوری

نفیس اکیڈمی ^{تیتھ داس روڈ} _{اردو بازار} کراچی

DATA ENTERED

جملہ حقوق محفوظ

ناشر

چوہدری طارق اقبال گاہندی

مالک

نغیس اکیڈمی - اردو بازار - کراچی

۱۳۸۱ھ

۳ ۱۹۹۲

تذکرۃ الکرام

تاریخ خلفائے عرب و اسلام

مولانا سید شاہ محمد کبیر ابوالعلا دانا پوری

نغیس اکیڈمی - اردو بازار - کراچی

اکتوبر ۱۹۸۶ء

۳۶ صفحات

۲۱۳۳۰۳

نام کتاب: _____

تالیف: _____

ناشر: _____

طبع اول: _____

ضخامت: _____

ٹیلیفون: _____

روپے

قیمت

طابع: احمدیہ ادب رزیڈنٹس - ناظم آباد - کراچی

عرضِ ناشر

مسلمانوں کو یہ فخر حاصل ہے کہ انہوں نے تاریخ کو کھانیوں کے حدود سے نکال کر حقیقت سے آشنا کیا اور مختلف طریقوں پر اس کو فنی ترقی دی اور حالات اور واقعات کی جانچ پڑتال کے اصول مقرر کیے۔ یہی وجہ ہے کہ اس فن میں کوئی دوسری قوم مسلمانوں کی برابری نہیں کر سکی۔ دوسری قوموں کے مقابلے میں مسلمانوں کا تاریخی سرمایہ ہر زبان اور ہر ادب میں محفوظ اور قابلِ استناد ہے۔ اس کے ساتھ عربی کی بہت سی تاریخیں اُردو میں منتقل ہوئیں ابن خلدون طبری، ابن کثیر، سیوطی اور اسی قسم کے دوسرے مورخوں کے کارنامے سامنے آئے لیکن یہ تاریخیں تمام موضوعات کا احاطہ نہیں کر سکیں، ان میں زمانی اور واقعاتی تسلسل موجود ہے لیکن ان مورخوں کی نظر سے کل عالم اسلام کے واقعات اوجھل رہے غالباً اس کی کو دور کرنے کے لئے تاریخ خلفائے عرب و اسلام لکھی گئی۔ اگرچہ اس کا عنوان، اس کے موضوع کے محدود ہونے کی دلالت کرتا ہے اور خیال ہوتا ہے کہ یہ تاریخ خلفائے راشدین کے دور کے خاتمہ پر ختم ہو جائے گی لیکن فی الواقعہ ایسا نہیں ہے۔ تاریخ کی کئی اقسام ہیں ابتداء میں جتنی بھی تاریخیں لکھی گئی ہیں۔ ان کا آغاز حضرت آدم علیہ السلام اور دوسرے پیغمبروں کے حالات سے ہوتا ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک اور خلافت راشدہ کے واقعات

تاریخ لکھنا

۱۳۸۱ھ

(ب)

درج ہوتے ہیں، اس سلسلہ میں جب ہم فارسی اور عربی کی تاریخوں کا مطالعہ کرتے ہیں تو دونوں میں یہ صورت حال یکساں طور پر پائی جاتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے مورخوں نے زمانی تفصیل کی کوئی کڑی کم نہیں ہونے دی۔ البتہ بعض تاریخوں میں حالات تفصیل سے لکھے گئے ہیں اور بعض میں اختصار کے ساتھ، ابن خلدون، طبری اور دوسرے مورخوں نے اس امر کا خاص التزام رکھا ہے۔ اس کے علاوہ بیشتر تاریخیں ایسی بھی لکھی گئی ہیں جن کو تاریخ تو نہیں البتہ تذکرے ضرور کہا جاتا ہے، اگرچہ یہ بھی قدر و قیمت کے لحاظ سے تاریخ کا ایک ناگزیر حصہ ہوتی ہیں، لیکن تاریخ میں ان کے مشمولات کے نام آتے ہیں۔ تفصیل نہیں، اس سلسلہ میں لکھی جانے والی تاریخوں میں طبقات ابن سعد، تذکرۃ الحفاظ، وفيات الاعیان اور اسی قسم کی دوسری کئی کتابیں مشہور ہیں۔ فارسی تاریخوں میں بھی ایسے تذکروں کی کمی نہیں۔ ان سے کم سے کم اتنا ضرور معلوم ہو جاتا ہے کہ فلاں دور میں فلاں زمانے میں کون کون امراء اور اقا بر تھے۔ بعض تاریخوں نے اس امر کا بھی اہتمام کیا ہے کہ تاریخ کے ساتھ شعراء اور علماء کا بھی جو معاصرین میں سے تھے ذکر کر دیا ہے۔ ایسی تاریخوں میں طبقات اکبری، منتخب التواریخ تذکرۃ الکرام و قابل ذکر ہیں، جہاں ان تاریخوں سے ان کے عہد کے تفصیلی حالات معلوم ہوتے ہیں، وہیں ان کے دور کی تمام اہم شخصیتوں کا بھی تعارف ہو جاتا ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دور میں کون کون سی شخصیتیں اہم اور موقر تھیں بعد میں جتنی بھی تاریخیں لکھی گئیں ان میں اس نہج اور اسلوب کو برقرار رکھا گیا ہے لیکن ہمارے دور کے آتے آتے تاریخ نویسی میں بڑی تبدیلیاں آئیں، لکھنے کے اسالیب اور آہنگ بدل گئے۔ واقعات کی چھان بین کا کام زیادہ ہوا محض روایتوں کو جمع نہیں کیا گیا۔ اس طرح ہمارے دور کے مورخ کے فرائض پہلے مورخوں کے مقابلہ میں کہیں زیادہ ہو گئے اور وہ تاریخ لکھنے والے ہر ممکنہ ماخذ سے فائدہ اٹھانے لگا۔ چنانچہ

سندھ، عرب اور اسی طرح کے دوسرے موضوعات پر ایسی کئی کتابیں منظر عام پر آئیں جن میں واقعی تحقیق سے کام لیا گیا تھا۔ زیر نظر تاریخ خلفائے عرب و اسلام بھی ایسی ہی تاریخ ہے۔ اس کے نگینے والے نے اس میں اپنے مآخذوں کی تفصیل نہیں دی ہے لیکن چونکہ وہ انگریزی، عربی، اردو اور فارسی پر پوری طرح قادر تھا اور ان زبانوں پر کما حقہ عبور رکھتا تھا اس لئے یہ شک کرنے کی کوئی وجہ نہیں کہ اس نے کسی مآخذ کو نظر انداز کیا ہو گا اس نے تمام مآخذ اپنے سامنے رکھے ہیں۔ اس کتاب کے مطالعہ کے وقت مآخذوں کا کوئی حوالہ نہیں ملتا ہے لیکن اس کے متن سے یہ بات خاص طور پر ظاہر ہوتی ہے کہ اس نے اس کتاب کی تیاری میں کئی کتابوں سے مدد لی ہے اور فائدہ اٹھایا ہے۔ خصوصاً وہ دور جو مصنف کے عہد و زمانے سے پہلے کا ہے وہ حوالوں سے ممکن نہیں؟ اس کے لئے ظاہر ہے کہ مصنف نے کئی مآخذ استعمال کئے ہیں اگر ہم دقیق مطالعہ کریں تو ان کے مآخذوں تک ہماری رسائی ہو سکتی ہے۔

اس تاریخ کے مولف کا نام محمد کبیر بن محمد وزیر بن سید شاہ محمد واحد بن سید شاہ تراب الحق ہے جو مختلف سلسلہ ہائے تصوف سے نسبت رکھتا تھا اس نے اس کتاب کے نگینے کی ضرورت یوں بیان کی وہ انگریزی اور فارسی تاریخوں کا مطالعہ کرتا تھا اور اس نے اس مطالعہ کے دوران کوئی ایسی کتاب نہیں دیکھی تھی جس میں تمام خلفائے عرب و اسلام کے حالات یکساں ہوں چنانچہ یہی وجہ اس کتاب کی تصنیف و تالیف کا سبب بن گئی۔ اس کتاب میں مصنف نے بے شمار کتابوں کو حوالے کے طور پر استعمال کیا ہے لیکن جس زمانے میں کتاب لکھی گئی اس وقت حوالہ کا اندراج آج کی طرح لازمی اور ناگزیر نہیں تھا۔ اس لئے مسامحتاً یہ کہہ دینا جائے میں بڑی دشواری ہوتی ہے کہ کون سا واقعہ کہاں سے لیا گیا ہے۔ اس کے باوجود یہ حقیقت ہے کہ وہ حوالہ کسی نہ کسی کتاب میں ضرور موجود ہو گا۔ سب سے اہم بات اس تاریخ کی یہ ہے کہ اس میں مسلمین

کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ یہ دراصل مصنف کا اضافہ ہے جو بڑا اہم ہے اور اس کی وجہ سے اس کتاب کی حیثیت دوسری کتابوں کے مقابلے میں زیادہ ہو جاتی ہے۔ ہم اس کتاب کو چھاپتے ہوئے اس امر پر خوشی محسوس کر رہے ہیں کہ ہمارے ادارے سے ایک ایسی کتاب شائع ہو رہی ہے جو کسی کتاب کا ترجمہ نہیں ہے لیکن اتنی ہی اہم اور ناگزیر ہے جتنی دوسری کتابیں۔

طارق اقبال



بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله والتعظیم لرسوله صلی اللہ علیہ وآلہ و آلہ وسلم بعد اس کے بندہ
حقیر محمد کبیر بن مولوی محمد وزیر ابن سید شاہ محمد واجد ابن سید شاہ تراب الحق بہاری
و انابوری حنفی نقشبندی ابوالعلائی قاسمی السجادی کہ بالفعل عمدہ سرکل انگریزی ضلع پٹنہ
میں مستاریون عرض کرتا ہوں کہ انگریزی و فارسی تواریخوں کے دیکھنے سے دل میں شوق ہوا
کہ بھی اس قسم کی کوئی کتاب زبان اردو میں نہیں دیکھی گئی کہ جس میں مفصل احوال حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا اور ان کے خلفاء راشدین اور خلفاء بنی امیہ اور خلفائے عباسیہ
اور غیرہ کا یکجا درج ہو اور اس کی عبارت سلیس اور باخوار ہو اس لیے میں نے قصد کیا
کہ کام کو انگریزی اور فارسی اور عربی کتابوں سے منتخب کر کے انجام دوں بارے
بفصلہ تعالیٰ یہ کام انجام کو پہنچا۔ اور اس کتاب کا نام تاریخ خلفائے عرب
و اسلام رکھا۔ اور دو مسلمان نام تاریخ کبیر اور تذکرۃ الکرام ہے۔

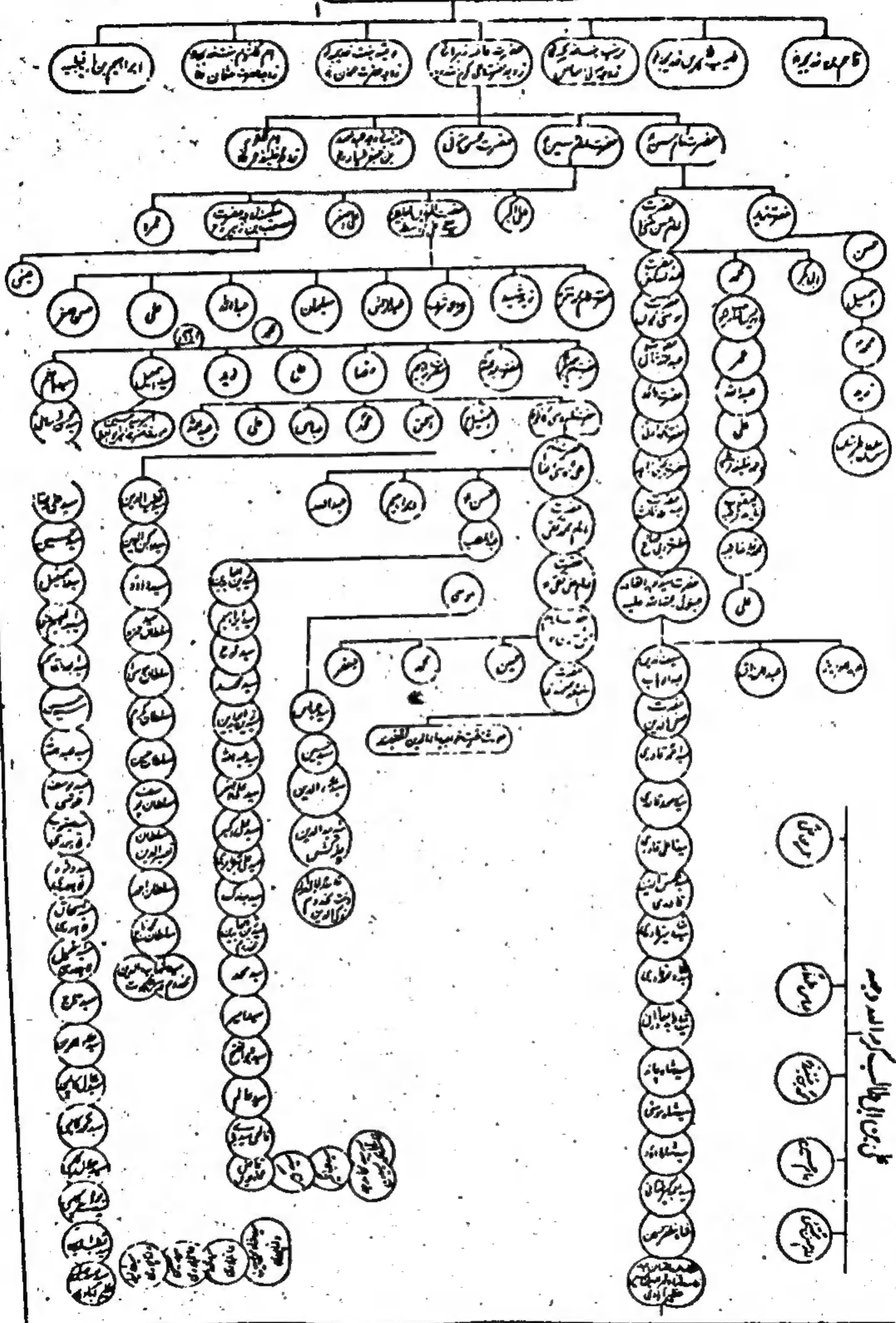
باب اول

قبل لکھنے تواریخی حالات خلفائے عرب و اسلام کے یہ نہایت ضروری امر ہے کہ کچھ

حالات اور کیفیت ملک عرب اور اس کے بانی کی بیان کیجائے۔ عربستان ایک جزیرہ نما ہے جو براعظم ایشیا کے جنوبی اور مغربی گوشہ کی حد پر واقع ہے۔ اس کی مشرقی حد بحیرہ فارس اور بحر اوقیانوس ہے۔ جنوبی حد بحر ہند ہے۔ اور مغربی حد بحر احمر (ڈیسی) ہے۔ یہ جزیرہ نما بالعموم چار حصوں میں تقسیم ہے۔ اخصصہ۔ اور حجاز۔ جس میں یمن شامل ہے۔ اور نجد اور عمان پہلے دونوں حصہ سلطان روم (ترک) کے قبضے میں ہیں۔ نجد ایک وہابی امیر کے تصرف میں ہے۔ اور عمان امام مسقط کے زیر حکومت ہے۔ اس جزیرہ کا اکثر حصہ بلکہ قریب القریب کل ریگستان اور کوہستان ہے۔ اس میں کسی قسم کی زراعت نہیں ہو سکتی ہے سوائے بعض خاص جگہوں کے جیسے طائف موصیہ وغیرہ ہے۔ اس جزیرہ نما کے باشندوں کی گذراوقات گوشت اور دودھ پر اکثر ہوتی ہیں۔ ہر بار کوہستانوں میں چراتے ہیں۔ لیکن سمندر کے کنارے کے رہنے والے تجارت کا پیشہ بھی کرتے ہیں۔ درمیان ان زمانوں کے کہ واقعات سے تمام دنیا پر اثر پڑا جسے اقلیم ایشیا و افریقہ و فرنگ (یورپ) زیر و زبر ہوئے۔ صرف یہ جزیرہ نما جس کو عربستان کہتے ہیں ابتدا سے زمانہ سے نہایت ساتویں صدی عیسوی تک محفوظ رہا۔ ہر گاہ چھوٹے چھوٹے ملک اور سلطنتیں عروج پر ہوئیں اور نزول میں درآمدیں۔ ہر گاہ بہت قدیم خاندان گذر گئے ہر گاہ حدود اور نام ملکوں کے بدل گئے اور اُن کے باشندے تمام ہو گئے اور قیدی بنائے گئے۔ صرف عربستان اپنے ریگستانوں کے بیچ میں اصلی حالت پر آباد رہا اور نہ اس کے خانہ بدوش باشندے کسی کے غلام ہوئے۔ اس جزیرہ نما کی ابتدا کی حالت یوں بیان کرتے ہیں کہ ملک عرب سام بن نوح کی اولاد سے بعد طوفان نوح کے آباد ہوا جو نوحی پشت میں سام کے ایک شخص ہوا تھا جس کا نام محطال تھا۔ اُس کے فرزندوں میں سے ایک کا نام عرب تھا جس نے یمن کو بسایا۔ اور دوسرے بیٹے کا نام برحام تھا جس نے حجاز کو آباد کیا۔ حجاز وہ سرزمین ہے جو بحر احمر (ڈیسی) کے کنارہ پر ہے۔

اور جس میں شہر مکہ اور مدینہ واقع ہیں۔ انرض سام بن نوح کی اولاد سے بہت قومیں
 ہوئیں انھیں مین سے قوم عا و اور ثمود بھی تھی جن کی بربادی کا حال قرآن مجید میں مذکور ہے
 بعض ان مین سے پہاڑوں پر جا بسے جو بدو اور عربی کہلاتے ہیں اور بعض
 شہروں میں آباد ہوئے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی بی بی ہاجرہ
 اور اپنے بیٹے اسمعیل کو فاران کے پہاڑ پر چھوڑ گئے۔ اور پیاس کی شدت سے
 انکی حالت غیر ہوئی۔ قدرت خدا سے چاہ زمزم ظاہر ہوا۔ حضرت اسمعیل نے اسی جگہ
 اپنی اقامت کی اور شہر مکہ کی بنیاد پڑی۔ آپ کے بارہ بیٹے ہوئے انکی اولاد سے اس
 علاقہ کی آبادی خوب ہوئی جب حضرت ابراہیم کو دوسری مرتبہ اپنے بیٹے اسمعیل کی
 ملاقات کے لیے فاران کی طرف آئے۔ خانہ کعبہ کی بنیاد ڈالی۔ اور اس تاریخ سے
 مکہ عظمت کے قابل ہو گیا۔ خانہ کعبہ کی زیارت کو دور دور سے لوگ آنے لگے۔
 حضرت اسمعیل ہی کے خاندان میں اس علاقہ کی حکومت اور خانہ کعبہ کی خدمت برابر
 رہی۔ اسی خاندان میں ایک شخص قریش نامے ہوا۔ ان کے وقت میں خانہ کعبہ کی
 خدمت انھیں کے ذمہ رہی۔ اور قریش کے قوم کی بہادری اطراف میں مشہور
 ہوئی۔ لیکن کبھی کسی بڑے بادشاہ نے مثل قیصر روم اور کسریٰ فارس کے
 اس ملک کی طرف رخ نہ کیا اور یہ ملک ہمیشہ آزاد رہا۔ قوم قریش میں جب ہاشم بن
 عبد مناف کے بیٹے عبد المطلب کا زمانہ پہونچا کعبہ کی خدمت ان کے سپرد
 کی گئی۔ اور بنی ہاشم تمام قوموں سے عرب کی ممتاز سمجھے جانے لگے۔ انھیں کے زمانے
 میں حبشہ کے بادشاہ نجاشی ابرہہ نے جسے اصحاب فیل کہتے ہیں ہاتھیوں سے
 کعبہ کے توڑنے کی واسطے فوج کشی کی۔ آخر اسکی فوج تباہ ہوئی۔ اب اہل عرب کی شہرت
 غیر ملکوں میں پھیلنے لگی۔ لیکن اسوقت تک عرب کی قومیں جمالت کی تاریکی میں مبتلا
 تھیں آپس میں برابر لڑائی جھگڑا کرتی تھیں۔ خانہ کعبہ کو بتوں سے بھرو یا تھا۔

محمد رسول اللہ بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم



محمد بن ابی طالب کریم الرحمن

اور اصلی ہار بھی مذاہب کے درگزر کربت پرستی کرنے لگے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے بادل سے دنیا کو شاداب کرنا چاہا اور حضرت سیدنا حبیب خدا جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو شیروان کے سنگنہ جلوس میں یعنی اسی سال میں جس میں اصحاب فیل حملہ کیا تھا شہر مکہ میں پیدا ہوئے اور آسمان سے زمین تک اپنی ہدایت کی روشنی سے منور کر دیا

باب دوم ترا

فصل اول

حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ابن خواجه عبد اللہ بن عبد المطلب شہر مکہ میں ماہ ربیع الاول میں یعنی اپریل کے مہینے ۵۷۰ء میں پیدا ہوئے۔ آپ شجاع اور مشہور قوم سے قریش کے تھے جنکی دو شاخیں مشہور تھیں۔ ایک بنی ہاشم اور دوسری بنی امیہ ہاشم کے مورث اعلیٰ شہر مکہ کے بڑے ہی خواہ تھے۔ یہ شہر درمیان ریگستان اور سنگستان کے آباد تھے۔ اور سابق زمانوں میں اکثر قحط سالی غلہ کی بہان رہا کرتی تھی۔ شریع میں چھوٹے عیسوی صدی کے ہاشم نے دو سالانے قافلے قائم کیے ایک جاڑے کے موسم میں یمن کی طرف اور دوسرا ایام گرمیوں میں شام کی طرف جاتا۔ ان وسیلوں سے رسد وغیرہ کثرت سے مکہ میں لائی جانے لگی۔ اور علاوہ انکے تجارت کی چیزیں بھی آنے لگیں۔ اب یہ شہر تجارت کا مرکز ہو گیا۔ اور اس قوم کے لوگ جو اکثر اس تجارت میں مصروف ہوئے مالدار اور قوی ہو گئے اسوقت چونکہ خانہ کعبہ کی خدمت بھی ہاشم کے متعلق تھی۔ اس خدمت سے اعزاز ظاہری اور بھی پڑھا۔ اور شہر مکہ پر پورا اختیار بھی رہا۔ ہاشم کے اہمال کے بعد انکے بیٹے خواجہ عبد المطلب بانشین ہوئے۔ اور ایسے ہی خدمات ان سے ظہور میں آئے جس سے خانہ کعبہ کی خدمت بنی ہاشم میں مورد ثی ہو گئی۔ اس سے بنی امیہ کو نہایت اضطراب اور رشک ہوا۔ خواجہ عبد المطلب کے تیرہ بیٹے اور کئی بیٹیاں تھیں۔ لیکن جگانام تواریخون میں

مذکورہ ابو طالب اور ابولہب اور حضرت عباسؓ اور حضرت حمزہؓ اور خواجہ
عبداللہؓ اور زبیر بن عوفؓ عبداللہؓ سب سے خوبصورت اور پیارے تھے۔
انکی شادی حضرت آمنہؓ سے ہوئی تھی جو اسی مشہور خاندان سے قریش کے تھیں۔
خواجہ عبداللہؓ اپنے حسن و جمال میں بیٹل تھے کیا کہ عورتوں کو اس شادی کا رشک ہوا۔
اس مناکحت کے وقت کے ٹھہرنے والے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔
آپؐ کی ولادت میں اکثر باتیں عجیب خیر ظہور میں آئیں۔ آپؐ کی والدہ ماجدہ کو بار حمل سے
کسی قسم کی تکلیف جو عورتوں کو پیش آتی، نہ ہوئی۔ جب آپؐ صلعم پیدا ہوئے ایک
نور ظاہر ہوا جس سے اطراف کے ملک روشن ہو گئے۔ اور آپؐ صلعم نے سر آسمان کی
طرف اٹھا کر فرمایا۔ اللہ اکبر ولا اکبر!! اللہ لانا رسول اللہ۔ آپؐ کی پیدائش کے وقت آسمان
اور زمین کا پنے۔ اور دریائے سادہ جو جاری تھا خشک ہو گیا۔ ہر گاہ و جلہ اسقدر
اندھا کہ کنارے سے اہل گیا۔ اور کسرے کے آیران میں نزلہ آیا۔ اور چودہ کنگرے اسکے
کر گئے۔ اسی رات کو فارس کے قاضی نے خواب دیکھا کہ وحشی اور نمون کو عربی گھوڑوں نے
نک دی۔ اُسے یہ خواب بادشاہ سے ذکر کیا اور اس کی تعبیر کہی کہ عرب کی جانب
سے اس ملک کو نقصان پہنچے گا۔ اسی رات کو آتش پرستوں کا آتشکدہ جو ہزار
برس سے روشن تھا بجھ گیا۔

آپؐ کی ماں کے ایک قرابت مند نے جو بڑے منجم تھے آپؐ کو دیکھ کر پیشین گوئی کی کہ آپؐ
بطنی سلطنت کے بانی ہونگے اور نیا مذہب قائم کریں گے۔ آپؐ کے جدا مجد خلافت
عبدال مطلبؓ نے آپؐ کی پیدائش کے ساتویں روز تمام سرداران قریش کی دعوت کی۔
اور آپؐ صلعم کو سب کے سامنے لا کر فرمایا کہ یہ لڑکا فخر خاندان اور ممدوح خلایق ہو گا۔
اور اسی لیے آپؐ کا نام محمد صلعم یعنی سراپے ہوئے رکھا۔ آپؐ کی ولادت کے جیسے عجیب خیر
واقعات ہیں ویسی ہی آپؐ کی طفولیت کی بھی حیرت افزا باتیں ہیں۔

ہنوز آپ پیدا نہ ہوئے تھے کہ آپ کے والد خواجہ عبداللہ نے وفات فرمائی۔ اور سوا گئے پانچ اونٹ اور کچھ بھیڑوں اور ایک حبشی کنیز برکات کے اور کچھ ترکہ نہ چھوڑا تھا۔

آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ کو اس حادثہ سے نہایت صدمہ ہوا۔ اور حساس مکہ کی آب دہوالکون کے حق میں موافق ہونے کے باعث اُنکو تلاش ہوئی۔ کہ کسی ہمسایہ کی قوم بدو کی عورت کے سپرد آپ کو دودھ پلانے کے لیے کریں۔ اقوام بدو کی عادت تھی کہ سال میں دو مرتبہ لینے موسم بہار اور موسم سرما میں لڑکوں کے دودھ پلانے کے واسطے آیا کرتے تھے لیکن اُنکو والد ارون کے لڑکوں کی طرف توجہ رہتی تھی اور آپ صلعم کی طرف بوجہ غربت کے کسی کو رغبت نہ ہوئی۔ آخر شحلمہ بن مسعود یہ کو یہ دولت نصیب ہوئی۔ اور آپ صلعم کو اپنے گھر لے گئیں۔

قوم بنی سعد قحطانی عرب کے خاندان سے ہیں۔ اور انکی سکونت اُن پہاڑوں کے درون میں ہے جنکا سلسلہ طائف سے جنوب کی طرف چلا گیا ہے۔

شحلمہ کے اس کام سے اللہ تعالیٰ کی رحمت اُن کے گھر پر نازل ہوئی اور جب تک آپ صلعم اُنکے مکان میں رہے اُنکو برابر ترقی رہی۔ کنوئیں اور چشے اُن کے علاقے کے کبھی خشک نہ ہوئے۔ اور چراگاہ ہمیشہ سرسبز و شاداب رہے۔ اُنکی بکریوں کے گلون میں بڑی افزائش ہوئی۔ اور اُنکی زراعت میں خوب پیدا ہوا اور اُنکے مکان میں برابر امن و امان رہا۔

آپ صلعم میں نمونہ کی قوت اپنے سن کے اعتبار سے بہت زیادہ تھی جب آپ تین مہینے کے ہوئے تو کھڑے ہونے لگے جب سات مہینے کے ہوئے تو چلنے لگے۔ اور دس مہینے میں لڑکوں کے ساتھ تیر اور مکان لے پھرتے آٹھویں مہینے میں آپ ایسا بولنے لگے کہ لوگ سمجھنے لگے اور ایک مہینے بعد آپ اس طرح بولنے لگے کہ اُس سے سننے والے کو آپ کی عقلمندی پر تعجب ہوتا۔

تین برس کی عمر میں جب آپ اپنے رضاعی بھائی مسرور کے ساتھ میدان میں تھے کہ
دو ہیکلے فرشتے ظاہر ہوئے فرشتوں نے آپ کو زمین پر لٹایا ان میں سے ایک نے
جنگ نام جبریل تھا۔ آپ کا سینہ چاک کیا لیکن اُس سے آپ کو ایذا نہ ہوئی۔ آپ کا
دل نکال کر صاف کیا۔ اور اُس سے وہ سیاہ خون دُور کیا جو حضرت آدمؑ کے صلب میں
پشت درشت چلا آتا ہے۔ اور اصل مصیبت کی بنیاد وہی ہے۔ جب اُس کو صاف
کر چکے تو اُس میں نور ایمان اور علم اور رسالت کا نور بھرا۔ اور اسکو سینہ میں رکھ کر بچہ
سینہ کو برابر کر دیا۔ اب آپ کے چہرہ مبارک سے وہ نور چمکنے لگا جو حضرت آدمؑ کے
وقت سے برابر حضرت اسمعیلؑ تک آیا تھا۔

علاوہ اس نشانی کے آپ کے دونوں شانوں کے بیچ میں مہر نبوت تھی جو کافروں کی
نظروں میں بھی مثل کبوتر کے انڈے کے ستون کی طرح معلوم ہوتی تھی جب اس واقعہ
کی خبر حکیمہ سعدیہؓ اور اُن کے شوہر کو ملی۔ انھوں نے اُسکو کسی قسم کی آفت مثل پری
اور جن کے سایہ کے گمان کر آپ کو آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہؓ کے پاس
پیونچا دیا۔ آپ اُس وقت سے اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ رہے۔ یہاں تک
کہ جب آپ چھ برس کے ہوئے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کسی اہل قرابت کی ملاقات
کو آپ صلعم کو ساتھ لیکر مدینہ گئیں اور جب وہاں سے واپس ہوئیں تو اثنا سے
راہ میں ابواء کے مقام میں انتقال فرمایا۔ اور وہیں دفن کی گئیں۔ آپ کی خادمہ
برکاتؓ آپ کو وہاں سے خواجہ عبدالمطلب کے پاس لائیں جنھوں نے
آپ کی پرورش فرمائی دو برس بعد جب خواجہ عبدالمطلب نے دیکھا کہ
ہمارا زمانہ آخر ہے آپ کو اپنے بڑے بیٹے خواجہ ابی طالب کے سپرد کیا۔
اور انھوں نے نہایت شفقت سے آپ کی پرورش کی خواجہ ابی طالب اپنے
باپ کے بعد خانہ کعبہ کے بھی محافظ ہوئے۔

فصل دوسری

یہاں پر خانہ کعبہ کی اصلیت اور حج کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جب حضرت آدم اور حوا بہشت سے نکالے گئے۔ تو متفرق زمین پر ڈالے گئے حضرت آدم جزیرہ سراندریب میں اور حوا بحر احمر (رڈوسی) کے کنارے جہاں اسوقت شہر جدو آبادی و مسویریں تک حضرت آدم و حوا زمین پر پھرا کیے۔ آخرش جبل عرفات پہنچے جہاں سے قریب ہی حضرت حوا سے ملائی ہوئے اپنی فسادگی میں حضرت آدم نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھایا۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کی دعا کی۔ کہ ایسا ہو کہ ویسی ہی مسجد جنہیں وہ بہشت میں عبادت کرتے تھے اور جسکے گرد فرشتے بیٹھتے تھے اس زمین پر بھی بنا کر دین۔ چنانچہ حضرت آدم کی دعا قبول ہوئی۔

ایک روشن امر کی بنی ہوئی مسجد اسی مسجد کے مقابل میں جو بہشت میں ہی فرشتے زمین پر لائے اور جہاں اب خانہ کعبہ ہے قائم کیا۔ اسی طرف حضرت آدم سجدہ کرنے گئے اور اس کے گرد سات مرتبہ دوران طواف کرتے۔ بعد ازاں حضرت آدم کے اُس مسجد کو فرشتوں نے زمین سے اٹھایا لیکن اسی جگہ حضرت شیث نے مٹی اور تھیر سے اُسی صورت کا مکان بنایا۔ اُسکا نشان طوفان نوح کے باعث باقی نہ رہا۔ کئی پشت بعد حضرت ابراہیم کے زمانے میں جب حضرت ہاجرہ اور اُنکے بیٹے حضرت اسمعیلؑ اس ریگستان میں پیاس سے قریب ہلاکت ہوئے فرشتوں نے ایک چشمہ اُگوا اُسی جگہ کے قریب جہاں حضرت آدم کی واسطے مسجد اُناری گئی دکھایا۔ یہی چشمہ اب چاہہ زفرم کہلاتا ہے اور خاندان اسمعیلؑ میں اسکی تقدیس کی جاتی ہے۔ کچھ دنوں بعد قوم الملک لہ کے دو اشخاص اپنے اپنے اونٹ کی تلاش میں یہاں آئے۔ اور کنوئین کو دیکھ کر شہر مکہ کی بنیاد ڈالی اور حضرت ہاجرہ اور اسمعیلؑ کی خبر گیری اپنے تعلق لی۔ وہ لوگ مابعد میں شہر مکہ کے باشندوں سے نکالے گئے لیکن حضرت اسمعیلؑ ان میں رہے جب آپ جوان ہوئے آپ کی شادی ایک شاہزادے کی لڑکی سے ہوئی جسے آپ کی بہت اولاد ہوئی جو تمام عربستان میں پھیل گئی۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت اسمعیلؑ نے خانہ کعبہ کی

اس میں وہاں مذہبی اسکرپچر

بنیاد اسی جگہ ڈالی جہاں فرشتوں نے پہلے مسجد اناری تھی۔ اس متبرک کام میں حضرت ابراہیمؑ نے بھی آپ کی مدد کی جب حضرت ابراہیمؑ خانہ کعبہ کی دیوار بنانے تھے۔ ایک پتھر آپ کے معجزے سے اٹھا اور گر دیا۔ اور اب تک حضرت ابراہیمؑ کے پاؤں کا نشان اسپر موجود ہے۔ ہر گاہ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمعیلؑ اسی طرح معروف تھے کہ حضرت جبریلؑ ان کے پاس ایک پتھر لائے۔ اس کے بارے میں لوگوں کو اختلاف ہے بعضوں کا قول ہے کہ یہ بہشت کے قیمتی پتھروں سے ہے۔ جو حضرت آدمؑ کے ساتھ زمین پر آنا لگیا۔ اور بعد طوفان نوحؑ کے اس کا کچھ نشان نہ رہا اور اب اسکو جبریلؑ نکال کر لائے۔ اور بعضوں کا قول جو زیادہ مستند ہے یہ ہے کہ ایک فرشتہ حضرت آدمؑ کا محافظ تھا۔ لیکن جب آدمؑ عصیان میں مبتلا ہوا۔ اسپر بھی اللہ تعالیٰ کا عتاب ہوا اور وہ پتھر ہو گیا اور ان کے ساتھ بہشت سے نکالا گیا۔ حضرت ابراہیمؑ اور اسمعیلؑ نے اُس پتھر کی عظمت کی۔

اور خانہ کعبہ کے بیرونی گوشے پر اسکو نصب کیا۔ اس پتھر کو حجر اسود کہتے ہیں۔ اور طواف کنووالے پر مرتبہ طواف کرتے ہیں اُسی قدر تھوڑے اسکو بھی دیتے ہیں۔ ایسا مشہور ہے کہ جب یہ پتھر نصب کیا گیا تھا نہایت شفاف تھا۔ لیکن گناہگاروں کے بوسوں سے سیاہ ہوتا گیا جنھوں نے دیانت داری سے مراسم حج ادا کیے ہیں قیامت کے دن یہ پتھر الکا گواہ ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ اس قدر قدیم زمانے سے خانہ کعبہ اور چارہ زمزم قابل عظمت ہے۔

شہر مکہ کی شہریناہ کے اندر یہ متبرک چیزیں قبل ظہور اسلام کے بھی مدت دراز سے تھیں مقدس شہر سمجھا جاتا تھا اور یہ۔ اور عربستان کے ہر اطراف سے لوگ زیارت کو آیا کرتے تھے۔ اس متبرک جگہ کا لوگوں کو ایسا خیال تھا کہ چار منے تک جس میں مراسم حج ادا کیے جاتے تھے۔ کسی قسم کی جنگ اور تشدد آپس میں نہیں کرتے تھے معاند قومیں بھی اپنے ہتھیاروں کو پھینک دیتی تھیں۔ اور ریگستانوں میں امن کے ساتھ بسر کرتی تھیں۔

اور مکہ کے دروازے میں حاجیوں کے ساتھ احرام میں جمع ہوتین۔ سات مرتبہ طواف کرتین۔
حجر اسود کو بوسہ دیتین۔ چاہ زمزم کا پانی پیتین۔ اُس سے وضو کرتین اور بعد انجام کرنے کل
مراجم حج کے گھر کو واپس جاتین اور تب ہتھیار اٹھاتین ایام جمالت میں یعنی قبل اجرا سے
مذہب اسلام کے بھی روزے اور نماز کا اہل عرب میں رواج تھا۔ دن میں تین مرتبہ نماز
پڑھتے صبح اور دوپہر اور شام کو اور اپنا منہ خانہ کعبہ کی طرف رکھتے۔ اور روزہ تین
زمانوں میں رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ تین روز تک دوسری مرتبہ نوروز تک دوسری
مرتبہ ایک مہینے تک۔

فصل تیسری

اب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سن شریف بارہ برس کا ہوا۔ لیکن آپ کا
اوراک بہ اعتبار سن کے بہت زیادہ تھا۔ آپ کے چچا خواجہ ابوطالب علاوہ
اُس بزرگی کے کہ خانہ کعبہ کی حفاظت کے سبب سے تھی۔ قوم قریش کے بڑے تاجروں
میں تھے اور اُس قافلہ کے ساتھ جس کو آپ کے جد امجد ہاشم نے جاری کیا تھا اور
جو ملک شام اور یمن کو روانہ ہوا کرتا تھا۔ بڑے کوشاں رہے۔ قافلہ کی آمد و رفت
سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوش پیدا ہوا کہ ہم بھی بیرونی ملکوں کی
سیر کرتے۔ اس لیے جب آپ کے چچا خواجہ ابی طالب قافلہ کے ساتھ شام کو
چلے تو آپ اُن کے گلے میں لپٹ گئے۔ اور درخواست کی کہ ہم کو بھی ساتھ لے چلیے
خواجہ ابوطالب نے آپ کی استدعا قبول کی۔ انھوں نے خیال کیا کہ اب آپ کا سن
شریف ایسا ہوا کہ بیرونی کاموں کو آپ دیکھ سکیں گے اور قافلہ کے ضروری کاموں کو
انجام دیا کریں گے۔ اس لیے خواجہ ابی طالب نے شوق سے آپ کی التجا قبول کی اور
آپ کو ملک شام کی طرف لے گئے۔ راہ کے جانے میں آپ صلعم اُن جگہوں سے

گندسہ جہان واقعات حضرت ہاجرہ اور بنی ثمود کے پیش آئے تھے اور ان کے حالات سے واقفیت حاصل کی۔

قوم ثمود ایک قوی قوم تھی جو حضرت ابراہیمؑ کے قبل تھی۔ وہ لوگ جب بت پرستی میں مبتلا ہو گئے۔ ان پر اللہ تعالیٰ نے حضرت صالحؑ کو بھیجا کہ انکو ہدایت کر دین۔ لیکن ان لوگوں نے نہیں مانا۔ اور کہا کہ اگر آپ پیغمبر حق ہیں تو اس پہاڑ سے ایک بڑی اونٹنی مع بچے کے ظہور ہو چنانچہ حضرت صالحؑ نے دعا کی اور ایک بہت بڑی اونٹنی پہاڑ پھٹ کر نکل آئی اور اس نے بچہ دیا۔ اس معجزہ سے قوم ثمود کے بعض آدمی ایمان لائے۔ لیکن اکثر کافر رہے۔ حضرت صالحؑ نے اس اونٹنی کو قوم ثمود میں چھوڑ دیا۔ اور کہا کہ اگر تم اسکو حضرت یونسؑ کے تو قبر قہر الہی نازل ہوگا۔ کچھ عرصے تک لوگوں نے اس کی چرائی سے تکلیف اٹھائی۔ اور جب وہ پانی پیتی تو چشمہ خشک ہو جاتا۔ اور اس قوم کے موشیوں کو تکلیف ہوتی۔ لیکن اس قدر دودھ دیتی کہ تمام قوم کے واسطے کافی ہوتا۔ قوم ثمود اس پر اس سے ناراض ہوئی اور اسکو مار ڈالا۔ اور کچھ پہاڑ میں بھاگا اور غائب ہو گیا۔ اس پر ایک مہیب آواز آسمان سے آئی اور سخت بجلی کرچی اور صبح کو تمام قوم ہلاک ہوئی اور اس زمین پر قبر الہی رہا۔

دوسرا واقعہ اسی قسم کا شہر ایلا کا تھا۔ یہ جگہ سابق میں قوم یہود سے آباد تھی جو بت پرستی میں مبتلا ہو گئی۔ اور شنبہ کی احتیاط کو بھول گئی۔ یعنی شنبہ کو پھلی کا شکار کرنے لگی۔ اس لیے ان پر قبر الہی نازل ہوا۔ اور مڈ سے ان میں کے سوز ہو گئے اور جوان بندر بن گئے بت پرستی سے ممانعت کرنے میں آنحضرت صلی علیہ وسلم ان دونوں واقعات کا اکر بیان فرماتے۔

اس سفر میں حضرت صلی علیہ وسلم کے کئی معجزے دیکھے گئے۔ دوپہر کے وقت فرشتوں نے اپنے پروں سے سایہ کیا۔ اور ایک ابر کا ٹکڑا آپ کے سر پر ہمیشہ سایہ کرتا دکھائی دیتا۔ اور ایک خشک درخت کے نیچے جو آپ کھڑے ہوئے تو وہ شاداب ہو گیا اور

آپ کے سر پر اسکا سایہ ہوا۔

آپ صلعم کا قافلہ شہر بصریٰ میں جو ملک شام کی سرحد پر پہنچا۔ یہاں قوم مناسیح آباد تھی لیکن یہ لوگ نصرانی عیسائی تھے۔ یہ بڑی تجارت کی جگہ تھی اور قافلہ یہاں پر نصرانی درویشوں کے معبد کے قریب ٹھہرا۔ ان درویشوں کے اہل برادری نے آنحضرت صلعم اور آپ کے چچا ابوطالب کی بڑی خاطر داری کی۔ انھیں درویشوں میں سے ایک نے جسکا نام بحیرا رہا تھا آپ کی بڑی منزلت کی۔ اور اس نے ابی طالب سے چلتے وقت کہا کہ اس لڑکے کی بڑی خبر گیری کرنا کہ یہودان کے بڑے دشمن ہونگے۔ آپ صلعم کی بیٹی کی مہر نبوت کو دیکھ کر کہا کہ یہ نبی آخر الزمان ہیں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملک شام کی منزلت فرماتے تھے۔ کیونکہ حضرت ابراہیم جب اُس ملک میں گئے اور اللہ کی توحید پھیلائی۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے شام کو چالیس سال سے دنیا کی حفاظت کے واسطے ہمیشہ آباد رکھا ہے جب ایک اُن میں کامر جاتا ہے۔ دوسرا اُس کی جگہ قائم ہو جاتا ہے اور دوسرا قول آپ کا ہے۔ کہ اہل شام کو بشارت ہو کہ اللہ کی رحمت کے فرشتے اپنا بازو اُس پر پھیلائے رکھتے ہیں۔

فصل چوتھی

ایک مرتبہ جب آپ صلعم کا سن شریف سولہ برس کا ہوا۔ آپ صلعم اپنے چچا زبیر کے ساتھ کہ اس کا تب کے مورث اعلیٰ ہیں۔ میں کو گئے۔ اور پھر دوسری مرتبہ انھیں کے ساتھ منیٰ ہوا زن کی لڑائی میں گئے جس میں قوم کنانہ کی مدد اہل قریش نے بمقابلہ ہوا زن کے کی تھی۔ اور آپ صلعم اس لڑائی میں تیروغیر سے اپنے چچا زبیر کو مدد دیتے رہے یہ پہلا معرکہ تھا جس میں آپ ہتھیار بند ہوئے۔ لیکن خود نہ لڑے صرف اپنے چچا زبیر کی حفاظت ڈھال دغیر سے اور تیرون کے مہیا کرنے سے کرتے رہے اہل عرب

اس لڑائی کو الفجار کہتے ہیں چونکہ یہ لڑائی ماہ حرام میں ہوئی۔ اس کے بعد اکثر لوگوں نے آپ کو
 یمن اور شام کا امین مقرر کیا۔ جس سے آپ کا تجربہ بڑھتا گیا اور آپ کی استعداد اور
 لیاقت ظاہر ہوتی گئی اور امین کا لقب پایا۔ اسی زمانہ میں شہر مکہ میں ایک بیوہ
 عورت تھیں جس کا نام خدیجہؓ تھا اور وہ قوم قریش سے تھیں۔ ان کے دو نکاح ہو چکے
 تھے ان کے آخری شوہر نے کہ بڑے مالدار تاجر تھے انتقال کیا۔ اس لیے ان کو خانگی امور ات
 کی انجام دہی کے لیے کارندہ درکار ہوا۔ ان کے بھتیجے قطیمہؓ آنحضرت صلم کے بڑے
 دوست تھے اور آپ صلم کی لیاقت ذاتی اور خوبی سے خوب واقف تھے انھوں
 نے خدیجہؓ سے آپ کی سفارش کی۔

خدیجہؓ نے آپ کا مشاہدہ المضاعت کیا۔ اور اس قافلہ کے ساتھ جو شام کی طرف
 جاتے والا تھا آپ کو روانہ کیا۔ اس وقت حضرت کاسن شریف پیش برس کا تھا اس سفر
 میں آپ صلم کے ساتھ خدیجہؓ کے بھتیجے ادو ان کے غلام میسرہ بھی تھے۔

اس کام کو آپ صلم نے اس خوبی سے انجام دیا۔ کہ جب آپ صلم واپس آئے خدیجہؓ
 نے آپ کا مشاہدہ المضاعت کر دیا۔ خدیجہؓ نے اس کے بعد آپ صلم کو یمن کی جانب روانہ
 کیا۔ اور جب یہ قافلہ پھر خدیجہؓ کو آپ صلم کا انتظار تھا۔ ہنوز آپ صلم راہ میں
 تھے کہ خدیجہؓ نے سائبان سے دیکھا۔ کہ کوئی چیز آپ کے سر پر سایہ کیے ہو۔
 اس لیے ان کو حضرت سے اعتقاد ہوا۔ اور اپنی دایہ سے کہا کہ دیکھو اللہ تعالیٰ نے اپنے
 پیارے پر فرشتوں سے سایہ کرایا ہے۔

اسی شام کے سفر میں ایک راہب نے جس کا نام فسطور تھا آپ کی بڑی منزلت
 کی اور آپ کے قافلہ کی دعوت کی اور کہا کہ آپ نبی آخر الزمان ہیں اور میسرہ نے
 یہ سب حال دیکھا اور سنا۔ اور خدیجہؓ سے کہا۔

اب خدیجہؓ نے اپنے غلام میسرہ کے ذریعہ سے آپ صلم کے پاس نکاح کا پیغام کیا میسرہ نے

آپ سے کہا آپ کو تعجب ہوا۔ آخر شریعتیں مقابل میں آئیں اور ایک رذکار کا قرار پایا خدیجہ کے باپ کو آپ صلعم کی غربت پر غم نہ ہوا تھا۔ لیکن خدیجہ نے نہ مانا نکاح کے رذکار خدیجہ نے بڑی دعوت کی جس میں ان کے باپ اور حمزہ اور خواجہ ابی طالب بھی شریک تھے خواجہ ابی طالب نے آپ صلعم کی طرف سے اور ورقہ نے خدیجہ کی طرف سے مبارکباد کی تقریر پیش کی۔ اور بھوننے بخوشی و خرمی اس کام کو انجام دیا۔ آپ صلعم نے اُس کے بعد طعام ولیمہ کیا۔ اور ایک اونٹ ذبح کر کے سب کی دعوت کی۔ اس وقت آپ کا سن شریف پچیس برس کا اور حضرت خدیجہ کی عمر چالیس سال کی تھی۔

فصل پانچویں

ابو الفدا مورخ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلعم میں کل اوصاف جمع کئے تھے جسکی وجہ سے لوگ آپ صلعم کو امین کہتے تھے۔ آپ کی نصف مزاجی کے باعث اکثر لوگ امور متنازعہ میں آپ صلعم کو ثالث مقرر کرتے تھے۔ ایک واقعہ آپ صلعم کے تذکرے میں لوگ بیان کرتے ہیں کہ خانہ کعبہ میں آتشزدگی کے باعث آگ لگ گئی تھی۔ اور اُس کی مرمت ہوتی تھی۔ اس سبب سے سنگ اسود کو قائم کرنا ضرور ہوا۔ اس بارہ میں ایک نزع متفرق قوموں کے سرداروں میں پیش ہوئی کہ کون شخص اس عہدے کا مستحق ہے کہ سنگ اسود کو اپنی جگہ پر قائم کرے اور یہ سادات حاصل کرے۔ آخر شریعتیں یہ تصفیہ پایا کہ جو شخص کل کے روز حرم کے دروازے میں پہلے داخل ہو اسی کا فیصلہ سب قبول کریں۔ اتفاقاً وہ شخص کہ پہلے داخل ہوئے حضرت صلعم علیہ وآلہ وسلم تھے آپ صلعم نے اس امر میں یہ فیصلہ کیا کہ ایک لبنی چادر منگوائی اور اس میں سنگ اسود کو رکھ کر ہر قوم کے ایک ایک شخص سے اُس کے اٹھانے کے واسطے کہا۔ اس طرح

ہر شخص اس کے اٹھانے میں شریک ہوا۔ اور جب اپنی جگہ پر آیا تو حضرت صلعم نے اس کو لعنہ کیا۔ اس فیصلہ سے ہر شخص راضی ہوا۔
حضرت خدیجہؓ کے بطن سے آپ کے چار بیٹیاں اور دو بیٹے ہوئے جنکا نام طیب طہر اور قاسم تھا اور اسی وجہ سے آپ کو ابوالقاسم کہتے ہیں لیکن انھوں نے بچپن ہی میں تنہا کی۔ بعد نکاح کے بھی آپ صلعم نے کئی سفر شام اور یمن کے کیے۔ لیکن آپ صلعم کے مال میں کچھ ترقی نہ ہوئی۔ روز بروز گھٹا گیا۔ اب آپ کا خیال ریاضت اور عبادت کی طرف مائل ہوا۔ اور روز بروز ترقی ہوتی گئی۔ آپ کے اس خیال میں ورقہ بن نوفل خدیجہ کے چیرے بھائی بھی اکثر شریک رہے۔ جنھوں نے تو رات و زبور اور انجیل کا ترجمہ عربی زبان میں کیا ہے۔

آپ صلعم کے دل میں توحید کی بڑی عظمت تھی۔ اور بت پرستی سے کمال نفرت۔ ہر وقت خانہ کعبہ بتوں سے بھرا ہوا تھا۔ اور ہر روز کے واسطے ایک بت تھا۔ اور بتوں کی تعداد تین سو ساٹھ تک پہنچی تھی۔ کیونکہ سال میں تین سو ساٹھ روز ہوتے ہیں۔
ان میں ایک بڑا بت تھا جسکا نام ہبل تھا وہ ایک شام سے لایا گیا تھا اور کھجا جلا تھا کہ پانی برسانا اسکے اختیار میں ہے۔ ان میں حضرت ابراہیمؑ اور اسمعیلؑ کی بھی تصویر تھی اور ان کے ہاتھوں میں تیر و کمان اور پالے تھے۔

جس قدر آپ صلعم کے علم میں ترقی ہوتی گئی اسی قدر بت پرستی سے نفرت بڑھتی گئی۔ آپ صلعم کے ادراک میں یہ باتیں آتی گئیں۔ کہ پیغمبر دن کو اللہ تعالیٰ نے وقتاً فوقتاً بت پرستی کے دور کرنے کی واسطے بھیجا تھا چنانچہ نوحؑ کا مبعوث ہونا اسی واسطے تھا۔ اور حضرات ابراہیمؑ موسیٰؑ و عیسیٰؑ اسی لیے پیغمبر ہوئے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی توحید بھلا دین اور بت پرستی دور کریں۔ ان لوگوں نے دین کو سچی صورت میں قائم کیا تھا۔
آپ صلعم کو یہ بھی تحقیق پہنچی تھی کہ یہ وہی زمانہ آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کے

تو اس سے بچے دین کو وسعت دیگا اور بت بتی نازل کریگا۔ آپ صلعم اکثر فرماتے کہ ہم اپنے جہ
 ابراہیم کے مذہب کو مستحکم اور پاک کرنے کو آئے ہیں۔ اور کوئی نیا مذہب قائم کرنے کو نہیں آئے
 آپ اکثر ہپاٹون کے فارون میں غائب ہو جاتے۔ آپ اکثر کود حرا کے غار میں رہتے جو مکہ سے
 تین کوس کے فاصلے پر ہے۔ اور شہانہ روز اس میں بسر کرتے آپ صلعم اکثر رمضان کے مہینے میں رہیں
 رہتے۔ ایک مرتبہ آپ صلعم چھ مہینے تک برابر اس طرح غائب رہے آپ صلعم کو اکثر بخود کی حالت طاری
 ہوتی اور زمین پر پڑے رہتے۔ خود بخود کچھ اس تنہائی میں آپ کا ساتھ دینے والے حالتوں کو ملاحظہ
 کرتے تھے۔ اور آپ صلعم سے سب دریافت کرتے تھے۔ اور جواب اسرار کے طور پر باتیں قبل نبوت کے
 آپ صلعم کو سچے خواب اور دل کا انکشاف ہوتا تھا۔ آپ صلعم کو چالیس برس کی عمر میں نبوت ہوئی
 اور اسکی حالت یوں لگتی تھی کہ جب آپ غار حرا میں تھے ترقیات روحانی میں مصروف تھے کہ ایک
 روز رمضان کے مہینے میں کہ لیلۃ القدر تھی اور آپ گنچہ چھپائے سوتے تھے۔ ایک آواز
 پکارتے ہوئے کی آپ نے سنی۔ جب آپ نے منہ کھولا بڑی روشنی دیکھی کہ جس سے آپ کو بخود کی
 حالت طاری ہوئی جب پھر آگئی ہوئی۔ ایک فرشتے کو آدمی کی صورت میں دیکھا کہ نزدیک آیا
 اور اسنے ایک ریشمی کپڑا دکھایا۔ جس پر لکھا تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم اقرا بسم ربک الذی الخ
 اور اس فرشتے نے کہا کہ پڑھئے۔ آپ صلعم نے فرمایا کہ تم چھپنا نہیں جانتے تب وہ فرشتہ آپ صلعم
 سے بے غلیہ ہوا جس سے آپ صلعم پر علم کا نور چکا اور موافق کہنے فرشتے کے آپ صلعم نے آخر تک پڑھا
 جب آپ اس تحریر کو پڑھ چکے اس فرشتے نے کہا کہ او محمد صلعم آپ نبی ہوئے۔ اور ہم اللہ کے فرشتے
 جبریل ہیں۔ آپ صلعم کے جسم مبارک پر اسے بعد بھی لرزہ رہا اور آپ صلعم اسی حالت سے
 اپنے مکان میں آئے۔ اور خود کچھ سے سب حال کہا۔ لرزے کا جسم مبارک پر ہونا کیفیت
 کے آثار سے تھا جسکو حضرات صوفیہ بخیر سمجھ سکتے ہیں۔ دوسرے کو اس سے بہرہ مندین خود بخود
 آپ صلعم کو مبارکباد دی اور فرمایا کہ تم بخیر رہیں پھر ایمان لاتے ہیں۔ اور آپ کی بہت
 تشفی کی خود بخود اپنے چہرے بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس آپ صلعم کو مبارک حال کہا

انہوں نے کہا کہ اے خدیجہ تم یہ کہتی ہو قسم اسکی جسکے ہاتھ میں ورقہ کی جان ہے۔ یہ وہی فرشتہ ہے جو موسیٰ بن عمران پر نازل ہوا تھا اور تمہارے شوہر کا بیان نہایت صحیح ہے۔ اور وہ فی الحقیقت پیغمبر ہیں۔ جب آپ صلعم نے ورقہ کا بیان سنا آپ صلعم کو سکون ہوا۔ اور کیفیت اپنی زائل ہو گئی جب ابو بکرؓ نے جکا نام عبد اللہ بن ابوقحافہ تھا یہ خبر سنی فوراً ایمان لائے یہ آپ صلعم کی کم سن سی بیٹے دوست تھے اور کاموں کے مشیر۔ اور انکو ان میں سب سے پہلے حضرت علیؓ ایمان لائے

فصل چھٹویں

کچھ عرصے تک آپ صلعم نے اپنی نبوتؐ کے اعلان کرنے میں تامل کیا پہلے ایمان لانے

مسلمہ واضح رہے کہ توریت اور زبور ایسی کتابیں ہیں کہ جنہیں گنہگاروں کو اعتبار ہے۔ یعنی یہود نصاریٰ اور مسلمان اور غلاوہ انکے جتنی کتابیں ہیں سوائے ایک قوم کے اسکو دوسری قوم اعتبار نہیں کرتی جیسے بید۔ یازر وشت کی کتاب اور انجیل کو دوسری قوم اعتبار کرتی ہیں نصاریٰ اور مسلمان اس صورت میں جو باتیں ان تینوں کتابوں سے ثابت ہوں ان سے زیادہ تحقیق اور قابل اعتبار دوسری بات نہیں ہے اور ان تینوں کتابوں سے ہمارے حضرت محمد صلعم کی نبوت ثابت ہو چنانچہ بعض باتیں بیان کی جاتی ہیں۔ تورات کی جلد ثانی میں ہے کہ آفتاب جمال پیغمبری کا فاران کے پہاڑ سے (کہ مکہ کے پہاڑ کا نام ہے) چلے گا۔ اور مذہبی اسلوب سے نہوگا۔ اور اسکو متوکل کہیں گے۔ اور اسکی امت کے لوگ تکبیر میں مشغول ہونگے اور چار عضو کا وضو کریں گے۔ اور انجیل میں مذکور ہے۔ کہ عیسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ جب فارحیطا (یعنی محمد صلعم) مبعوث ہوں جو انکا زمانہ پاوے ایمان لاوے۔ اور انجیل برنباس میں کہ بائبل میں جلد انجیل کی ہے۔ عیسائیوں نے چھاپا اور ترجمہ نہ کیا جا بجا صاف لفظ محمدؐ آیا ہے اور بالکل آپ کی تعریف ہے۔ سیلس کے ترجمہ قرآن میں انجیل برنباس کا ذکر ہے۔ اور زبور داؤد میں لکھا ہے کہ اے داؤد شمشیر حاصل کر۔ اور لڑائی میں آیمان تک کہ امت تیری طرف مخاطب ہوں اور پیغمبر ہاشمی خلق کو تلوار کے زور سے اپنا مطیع کرے۔ اور شعیبؓ کے صحیفہ میں ہے کہ میرا ایک بندہ ہے کہ مہنبوت اس کے مونڈھوں کے درمیان میں ہے۔ ۱۲

والوان میں آپ صلعم کے خادم زید بن الحارث ہی تھے جو قوم کلب سے تھے۔ انکو قوم قریش کی ایک جماعت نے لڑکپن میں قید کیا۔ اور بیچ ڈالا۔ انکو ورقہ بن نوفل نے خرید کر کے حضرت خدیجہؓ کے نزدیکیا حضرت خدیجہؓ نے آنحضرت کو نذر کیا۔ کئی برس کے بعد جب زید کے باپ کو خبر ملی تو آئے اور بہت کچھ زرفندیہ دینا چاہا۔ آپ صلعم نے زرفندیہ لینے سے انکار کیا۔ اور فرمایا کہ اگر وہ جانے کو چاہیں تو ہم انکو اجازت دیتے ہیں۔ زید نے باپ کے ساتھ رہنے سے انکار کیا۔ اور آپ کی خدمت بابرکت کو اپنی ربانی پر ترجیح دی۔ اسلئے آپ صلعم نے انکو آزاد کیا اور متبہی کیا۔ لیکن واضح رہے کہ اہل اسلام میں متبہی کو ترکہ نہیں ملتا ہو جیسا موافق اہل ہنود کے مذہب کے انکو ترکہ ملتا ہو۔ کیونکہ کوئی شخص بیٹا کینے سے اصلی بیٹا نہیں ہوتا اسی وجہ سے جب زید متبہی نہ اپنی بی بی زریبہ کو بسبب ناموافقیت مزاج کے طلاق دی۔ تو آپ صلعم نے اسلئے بیکم خد نکاح کیا۔ اور اسکلنگ قرآن میں بھی آیا ہو۔ چونکہ کفار آپ صلعم پر طعن کرتے تھے کہ اپنے بیٹے کی بی بی سے نکاح کیا اسلئے قرآن مجید میں بھی وارد ہوا کہ محمد کسی مرد کے باپ نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اور زید کا نکاح زریبہ سے جو ہوا وہ بھی آپ ہی نے کیا تھا۔ اور ایک انگریز دیونپورٹ نے بھی اس اعتراض کا کفار کے جواب دیا کہ آنحضرت صلعم کے نکاح میں جو تعدد ہوا وہ بعد پچاس برس کی عمر کے ہوا تھا یعنی بعد وفات خدیجہؓ کے۔ اور یہ بات تجربہ سے ہر شخص پر بخوبی ظاہر ہو۔ کہ شہوت رانی کا زور بعد چالیس برس کے نہیں رہتا۔ اسلئے آنحضرتؐ کا متعدد نکاح کرنا معاذ اللہ نہایت شہوت پرستی کے نہ تھا بلکہ اللہ کے حکم اور حکمت سے تھا۔ آپ صلعم کی نبوت کے اظہار سے اپنی قوم کے لوگ اپنے اہل قریش اور بنی امیہ اور بعض بنی ہاشم آپ صلعم کے مخالف ہوئے۔ قوم قریش اور بنی امیہ کا سردار اسوقت ابوسفیان ابن حرب تھا۔ جو امیہ کا پوتا اور عبدالمطلب کا پرپوتا تھا یہ شخص نہایت مالدار ذی اقتدار اور شجاع تھا۔ اور عرصہ دراز تک آپ صلعم کا دشمن جانی

۱۔ اس سبب سے آپ تین برس تک اسلام کی دعوت پوشیدہ کرتے رہے چنانچہ تین برس میں اہل اسلام کی تعداد صرف اسیس تک پہنچی۔ ان میں سے اکثر کس مسافر اور غلام تھے۔ یہ لوگ اپنی نماز اپنے گھروں میں یا پڑاویوں کے درون میں چھپ کر پڑھتے تھے۔ لیکن اس کام کے چھپانے سے بھی پھر کفاروں کا کٹھن رہا۔ چنانچہ یہ لوگ پوشیدہ ایک جگہ فراہم تھے کہ اس پر لوگ آپڑے۔ جن میں سے ایک کے سر کو سعد بن ابی وقاص نے زخمی کیا اور اس تاریخ سے انکی امتنازی اسی وجہ سے ہوئی کہ انھوں نے کافر کا خون پہلے بہایا آپ صلعم کے بڑے مخالفین سے آپ کا چچا ابولہب محتاج نہایت مالدار مغزو را اور بد مزاج تھا۔ اس کے بیٹوں عتبہ اور عقیلہ سے آپ کی بیٹیوں ام کلثوم اور رقیہ کی شادی کم سنی میں ہوئی تھی۔ اور ابی لہب کی بی بی ابی سفیان کی بہن ام جمیل تھی۔ اور ابی لہب کی مخالفت بسبب اسکی زوجہ کے تھی کہ اسکا وہ نہایت فرزند وار تھا۔ آپ صلعم کو اس مخالفت سے ام کلثوم اور رقیہ پر نہایت تاسف ہوتا۔ آپ صلعم کو اس مخالفت سے سخت تردد تھا۔ کوئی آپ کو جنوں کہتا۔ کوئی تجھ پر محمول کرتا۔ خاص کر ام جمیل ابی سفیان کی بہن نہایت تنگ کرتی کہ دوسری جی ہانسل ہوئی جس میں حکم ہوا کہ اعلان حق علانیہ کرو اور اہل تہذیب کو اسلام کی دعوت کرو۔ چنانچہ اپنی نبوت کے جو تھے برس میں آپ صلعم نے کوہ صفا پر اپنی قوم غی را شتم کو فراہم کیا۔ اور اظہار اپنی نبوت کا کیا۔ اس پر ابولہب نہایت رنجیدہ ہوا اور اسکی بی بی ام جمیل نے پتھر سے مارا۔ اسی باعث سے سورہ بہت یدنا نزل ہوئی جس میں ذکر ہوا کہ ابی لہب کے ہاتھ ٹوٹیں گے۔ اور اس کی بی بی کنزین کا بوجھ بھاری ہوگا جو جہنم کا اندھن ہوگا اور ان کی گردنوں میں موج کی رسی ہوگی۔ اس پر جمع متشرعوں اور ابی لہب اور ان کی زوجہ کو اس قدر رنج ہوا۔ کہ اپنے بیٹے عتبہ اور عقیلہ کو ترغیب دی کہ آپ کی بیٹیوں کو طلاق دیں۔ اور انھوں نے

ایسا ہی کیا۔ لیکن کچھ عرصہ بعد اُس کے نکاح عثمان بن عفان سے ہوئے۔ ان باتوں سے آپ کی دعوت اسلام کے طریقے میں فرق نہ آیا۔ اور آپ صلعم نے نبی ہاشم کی دعوت اپنے مکان میں کی۔ اور لوگوں کو گھانا کھلا یا۔ آپ صلعم علانیہ اپنے نبوت کا اظہار کرتے۔ اور جیل حرا اور ابوقیس پر اکثر وعظ فرماتے اور مذہب عیسائی اور موسوی کی تسبیح کی بہ نسبت ذکر کرتے۔

فصل ساتویں

جب کفار قریش مسلمانوں پر زیادتی کرنے لگے۔ تو آپ صلعم نے اپنے اصحاب کو ہجرت کی اجازت دی۔ اور اکثر مسلمان ملک حبشہ کو چلے گئے۔ اُن میں آپ صلعم کے چچا کے بیٹے جعفر طیار اور آپ کے داماد عثمان بن عفان بھی تھے۔ اور آپ کی صاحبزادی رقیہؓ اُنکے ساتھ تھیں۔ بادشاہ حبشہ جسکو نجاشی کہتے تھے مسلمانوں پر نہایت مہربان ہوا۔ اور اُنکو رہنے کے لیے جگہ دی۔ جب یہ خبر کفار قریش کو ملی حسد کی آگ میں جل گئے۔ اور ایک قافلہ جسکا سردار عمرو ابن العاص کو بنا یا مع اسباب تحفہ حبشہ کو روانہ کیا۔ عمرو ابن العاص نے تحفے سب نجاشی کے حضور میں گدرا کر مسلمانوں کی شکایت کی۔ نجاشی نے مسلمانوں کو طلب کر کے فریقین کی گفتگو سنی اور جعفر طیار کی تقریر کو بہت پسند کیا۔ اور کہا کہ کاش بادشاہ ہی کی خدمت نجد سے متعلق نہ ہوتی تو میں پیغمبر عربی کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ اور تحفہ سب کفار قریش کا پیروں پر اس سبب سے کفار مکہ اور بھی جلتے۔

ایک شخص ابو جہل نامے کفار قریش سے تھا۔ حال مذکور کو سکر نہایت غصہ ہوا اور اپنے غم میں بولا کہ جو آدمی آپ صلعم کا سر کاٹ کر لاوے اُسکو سواونٹ یا چالیس ہزار دینار انعام دیں گے۔ اس پر عمر بن الخطاب نے جنکاہن اسوقت پچیس برس کا تھا

اور شخص قوی الجسم تھے۔ اسکی ذمہ داری اپنے ذمہ لی۔ اور آپ صلعم کی جستجو میں روانہ ہوئے۔ زاد میں حضرت نعیمؓ سے ملاقات ہوئی۔ انھوں نے پوچھا کہ اسے عمرؓ تم کہاں جاتے ہو۔ جواب دیا کہ محمد صلعم کے قتل کو نعیمؓ نے کہا کہ تم بنی ہاشم کے انتقام سے نہیں ڈرتے عمرؓ نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تم بھی مسلمان ہو گئے۔ بہتر ہے کہ پہلے تمہیں کو قتل کریں۔ نعیمؓ نے کہا کہ ہم نہ سب آہانی پر ہیں لیکن تمہاری بہن اور بہنوئی جو مسلمان ہوئے ہیں پہلے انکو قتل کر لو کہ تمہاری قربت قریب سے ہیں عمرؓ نے کہا مسلمان ہونے کی کیا پہچان ہے۔ نعیمؓ نے جواب دیا کہ وہ تمہارا ذبیحہ نہیں کھا دیں گے۔ اس پر عمرؓ اپنی بہن کے مکان کو چلے۔ اور حضرت خباب صحابیؓ گھر کا دروازہ بند کر کے اُن کی بہن کو سورہ طہ کہ اُسی زمانہ میں نازل ہوئی تھی تعلیم کرتے تھے کہ عمرؓ نے دروازے پر آواز دی۔ حضرت خباب اُس وقت چھپ گئے۔ اور عمرؓ نے گھر میں داخل ہو کر ایک بکری آپ سے فرج کی۔ اور اپنی بہن اور اُنکے شوہر سعد بن زید کی کہ اصحاب عشرہ بشرہ سے ہوئے دعوت کی۔ لیکن اُن لوگوں نے کھانے سے انکار کیا۔ اس پر عمرؓ نے اُن لوگوں کو خوب مارا کہ سر اور رخسار سے سے خون جاری ہوا۔ اس پر انکی بہن نے کہا کہ اگر مجھ کو مار بھی ڈالیے۔ تب بھی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت سے ہم دور نہ گذریں گے اور انکی پیروی سے باہر نہ نکلے۔ اس بات سے عمرؓ کے دل میں رحم آیا۔ اور نور ایمان پر توان لگن ہوا۔ اور کہا کہ تم کیا پرستی تھیں۔ سناؤ۔ اس پر سورہ طہ اسٹایا۔ اور جب یہ لا الہ الا ہولہ الاسما الحسنی پڑھا عمرؓ نے کہا کہ کیا اچھا کلام ہے۔ حضرت خباب کو اس بات کے سننے سے یقین ہوا۔ کہ عمرؓ کے دل میں ایمان کا اثر آیا۔ اور پردے سے نکھر کہا کہ اے عمر مبارک ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا تمہارے حق میں قبول ہوئی۔ اور اُنکو اپنے ساتھ حضرت صلعم کے پاس لے گئے۔ آپ صلعم نے عمرؓ سے معاف کیا کہ جوڑ جوڑ سے عمرؓ کے آواز آئی اور انھوں نے کلمہ طیب پڑھا۔ جب عمر ایمان لائے مسلمانوں کی تعداد چالیس ہوئی۔ اور یہ واقعہ نبوت کے سال میں ہوا۔ اور اسی وقت

سے ارکان اسلام لوگ سب جرم میں عثانیہ ادا کرنے لگے۔ اسی سال حضرت صلعم کے چچا امیر حمزہ جو بڑے شجاع تھے ایمان لائے۔

فصل آٹھویں

آپ صلعم کے چچا خواجہ ابی طالب بہر حال میں آپ صلعم کے حامی تھے بلکہ کفار قریش اسی وجہ سے انکے خلاف ہوئے۔ اور انہوں نے پرکامادہ ہوئے۔ اس وجہ سے انہوں نے قوم نبی ہاشم اور نبی مصطفیٰ کے ایک پہاڑ کی گھاٹی میں آپ صلعم کے ساتھ پناہ پکڑی۔ اور کفار قریش نے ایک عہد نامہ آپس میں کر کے خانہ کعبہ میں لٹکایا جس کی رو سے بھون نے نبی ہاشم اور نبی مصطفیٰ سے قطع رحم کیا۔ اور رسم دراہ اور خرید و فروخت بازار کا بند کر دیا۔ جسکے باعث سے ابی طالب مع نبی ہاشم اور نبی مصطفیٰ کے تین برس تک بڑی تنگ حالی میں رہے۔ آخر میں جب حضرت صلعم اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وحی کے ذریعہ سے معلوم ہوا کہ اُس عہد نامہ کو کپڑوں نے کھالیا۔ اور سوا سے اللہ تعالیٰ کے نام کے اس میں کچھ باقی نہ رہا اس حال کو ابی طالب نے کفار قریش سے کہا اور سمجھایا کہ اگر یہ خبر محمد صلعم اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحیح ہو تو مناسب ہو کہ سب لوگ انہیں ایمان لاؤ اور اگر ایسا نہ کر دو یہ ضرور کرو کہ عہد نامہ کو منسوخ سمجھو۔ جب کفار قریش نے عہد نامہ کے بہ نسبت خبر خشک پائی۔ ایمان تو نہ لائے لیکن عہد نامہ کو منسوخ کیا اور حضرت صلعم اللہ علیہ وآلہ وسلم مع نبی ہاشم اور نبی مصطفیٰ کے پہاڑ کی گھاٹی سے باہر نکل آئے اور سابق دستور مکہ میں رہنے لگے۔ اور وعظ و نصائح میں مصروف رہے۔ دسویں سال میں بشت کے خدیجہ اور خواجہ ابی طالب نے انتقال کیا اس سے آپ کو نہایت غم ہوا۔ اور آپ صلعم نے اس سال کا نام سنۃ الحزن رکھا۔ خواجہ ابی طالب نے اگرچہ اقرار سانی نہیں کیا مگر کسی کے سامنے کفار طیب نہیں پڑھا

لیکن حضرت صلعم کے ساتھ بہت محبت کرتے تھے۔ اور لوگوں کو آپ صلعم کے دین کی طرف دعوت فرماتے بعد انتقال خدیجہ رضی اللہ عنہا کے آپ صلعم نے دو عقد اپنے کیے۔ ایک حضرت سودا سے جو شیبہ تھیں (یعنی ایک نکاح انکا ہو چکا تھا) اور دوسرا عائشہ بنت ابی بکر سے جو باکرہ تھیں اور آپ صلعم کی بیبیون میں سوائے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سب شیبہ تھیں عائشہ کا بن شریف وقت نکاح کے سات برس کا تھا آپ صلعم بیبیون میں سب سے زیادہ عائشہ کو عزیز رکھتے اور وہ بڑی عالمہ اور مجیدہ تھیں قریب دو ثلث کے حدیثوں میں ان سے روایت ہے۔ اور اکثر اصحاب قرآن اور حدیث کی صحت ان سے کرتے تھے۔

فصل نوین

اہل مکہ جب آپ صلعم کے پند و نصائح کی طرف مخاطب نہ ہو بلکہ طرح طرح کی ایذا میں دینے لگے تو آپ صلعم نے مخالفین کا قصد کیا۔ اور آپ صلعم وہاں تشریف لے گئے لیکن مخالف کے لوگ بھی مخاطب نہ ہوئے بلکہ آپ صلعم پر ڈھیلے بھیلے لگے۔ اور آپکا پاسے مبارک زخمی ہوا۔ آپ صلعم وہاں سے مکہ کو واپس آئے۔ اور صرف غیر شہر والوں کو جو بنظر تجارت یا زیارت کعبہ کے آتے پند و نصائح فرماتے۔ اور اسلام کی دعوت کرتے جنت کے گیارہویں سال میں مدینہ کی قوم انصار سے کچھ لوگ مکہ میں آئے اور آپ کی دعوت میں شریک ہوئے۔ اور چچہ آدمی ان میں سے مسلمان ہو گئے۔ مدینہ کی قوم یہود اور قوم انصار میں برابر تکرار تھی اور قوم یہود جب مغلوب ہوتی تو کہتی کہ بنی آخر الزمان کے ظہور کا زمانہ آپہونچا ہم لوگ اُن کے ساتھ ہو کر تم سے لڑیں گے۔ اور تم پر غالب آویں گے۔ جب انکا مدینہ مکہ میں پہنچے۔ اور خبر آپ کے نبوت کی دعوت کی سنی سمجھے کہ یہ وہی پیغمبر ہیں جن کی خبر یہود دیتے ہیں۔ اور مسلمان ہو گئے۔

اور اسلام لائے میں پیش قدمی کی کہ یہودیوں پر اب بھی غالب رہیں۔ اور ان لوگوں نے یہ بھی کہا کہ ہم آئندہ سال میں پھر آویں گے۔ اور زیارت سے مشرف ہو گئے۔ جو انصار کہ مدینہ کو آئیں گے۔ اُسے آپ کی نبوت کی خبر گھر گھر پھیلی۔ اور سائنہ بشت میں بارہ آدمی انصار کے آئے۔ پانچ آدمی ان میں کے مؤمن تھے۔ اور نئے سات آدمی ایمان سے مشرف ہوئے۔ اور ان لوگوں نے ایک پہاڑی کی گھاٹی پر معاہدہ کیا۔ کہ اگر آپ مدینہ تشریف لیجاویں تو ہم لوگ آپ کے حامی رہیں گے۔ اور آپ صلعم کے دشمن سے جو ایذا رسانی کو جائیگا اور ننگے اسی کو پہلا معاہدہ عقبہ کا کہتے ہیں عقبہ کے معنی گھاٹی کے ہیں۔ جب یہ لوگ مدینہ کو جانے لگے تو آپ صلعم نے حضرت مصعب کو کہ فقیر اور قاری تھے قرآن اور فقہ سکھانے کے واسطے انکی خواہش کے موافق ساتھ کر دیا۔ اُنکے وعظ و نصائح سے مدینہ کے تمام انصار میں ایمان پھیل گیا۔ اور تیرہویں سال میں بشت کے نشر آدمی مدینہ کے انصار میں کے آپ صلعم کے حضور میں حاضر آئے۔ اور آپ صلعم سے بدل تشریف بری کے طالب ہوئے تب دوسرا معاہدہ عقبہ کا تکمیل پایا۔

فصل دسویں

ایک شب رجب کے مہینے میں بارہویں سال میں بشت کے جب آپ صلعم ایمانی کے گھر میں سوتے تھے۔ اور سب لوگ خواب میں تھے۔ کہ جبریل علیہ السلام آپ صلعم کے پاس آئے اور اُٹھا کر آپ کو اپنے ساتھ کعبہ کے حرم میں لے گئے اور آپ کا شوق صدر کیا اور مثل سابق کے مشیت اور صاف کر کے پھر بند کر دیا۔ اور آپ کو ایک ہشتی جانور پر جسکو براق کہتے ہیں سوار کر کے مسجد اقصیٰ میں لے گئے بیت المقدس میں ہو۔ وہاں سب انبیاء کی ارواحوں سے ملاقات ہوئی۔ اور آپ صلعم نے سمحون کے ساتھ نماز میں امامت کی اور وہاں سے روانہ ہو کر سردر تک پہنچ کر ایک درخت ساتوین آسمان پہنچا۔ وہاں پر حضرت جبریل علیہ السلام آئے۔ اور انھوں نے کہا کہ رگڑو آگے برہمن تو ہمارے بال و پیر تجلی کی روشنی سے

جل جائیں گے جگہ بڑی بھی رہ گیا۔ اور آپ ایک تخت پر جسکو رخت کہتے ہیں روانہ ہوئے۔ اور قرب الہی سے فائز ہو کر جو دیکھا سو دیکھا۔ سنا سنا۔ اور اسی اشارہ میں بہشت اور دوزخ کی بھی سیر کی۔ اور ہر امت کا مقام ملاحظہ فرمایا۔ اور جب واپس آئے تو ان کی آن میں آہو پیچے۔ اس میں علما کو اختلاف ہو کہ یہ سیر آپ کا جسمانی تھا یا روحانی۔

بعد عقبہ ثانی کے معاہدہ کے آپ صلعم نے اپنے اصحاب کو مدینہ کی جانب ہجرت کی اجازت دی اور ایک ایک کر بھوننے کے ہجرت اختیار کی۔ صرف خود بدولت صلعم اور حضرت ابو بکر جمع اپنے متعلقان اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ایک روز ابو جہل نے آپ کے قتل کا مشورہ کیا۔ اور یہ خبر آپ کو مل گئی۔ آپ صلعم فوراً ابو بکر کے پاس آئے اور کہا کہ ابو جہل نے ایسا مشورہ کیا ہے۔ اور میرا قصد آج کی شب ہجرت کا ہے۔ اور تم ساتھ چلنا۔ حضرت ابو بکر نے فرمایا کہ میں نے دواؤنٹ اسی لیے خریدے ہیں۔ آپ صلعم نے ایک اونٹ کی قیمت حضرت ابو بکر کو دی اگرچہ انھوں نے اُسکے لینے میں بہت عذر کیا۔ جب آپ صلعم اپنے گھر واپس آئے اُسی رات حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے۔ اور جو امانت کہ آپ صلعم کے پاس اہل مکہ کی تھی اُسکو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالہ کیا کہ اہل مکہ کو دیدینگے اور فرمایا کہ اگر کوئی میری تلاش میں اس گھر میں آوے نہ ڈرنا کہ تمکو کچھ نہ کہینگے اور اپنے بچھونے پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سونے کی اجازت دی ماسی وقت کفاروں نے آپ کے مکان کو آگھیرا لیکن آپ صلعم نے ایک مشت خاک اُنکی طرف پھینکی۔ اور اُنکے درمیان سے نکل آئے اور انھوں نے آپ صلعم کو نہ دیکھا۔ اور آپ صلعم ابو بکر کے مکان پر آہو پیچے۔ اور انھوں نے نثار ثور تک آپ صلعم کو اپنے کندھوں پر بجا کر بیٹھایا۔ جب کفار قریش آپ صلعم کے مکان میں داخل ہوئے انھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آپ صلعم کے بستر پر پایا۔ اور ان سے پوچھا کہ صلعم کہاں ہیں انھوں نے لاعلمی بیان کی۔ کفار نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مواضع

لے لیا اور مکان سے نکل کر آنحضرت صلیم کی جستجو میں ہوئے۔ لیکن آپ صلیم کو نہ پکڑ سکے۔ آپ صلیم تین روز تک مع ابوبکرؓ کے غار میں رہے۔ وہاں ایک سانپ نے ان کو کاٹا لیکن آپ صلیم کے لعاب دہن لگانے سے چمکا ہو گیا۔ اور زہر کا اثر نہ ہوا۔ آیت ثانی اثنین سے ابوبکرؓ کی منزلت معلوم ہوتی ہے۔ اس غار کے منہ پر عامر ابن فہیرہ جو آزاد غلام ابوبکرؓ کے تھے اپنی بکری چرایا کرتے تھے۔ اور ان بکروں کا دودھ دونوں صاحبوں کو پلایا کیے اور رات کو عبد الرحمن بن ابوبکرؓ غار میں آتے اور آپ صلیم اور اپنے باپ کو کفاروں کے مشورے سے خبر دیتے۔

چوتھے روز حسب فرمانے آنحضرت صلیم کے حضرت عبد الرحمن بن ابوبکرؓ نے اونٹ کو غار کے منہ پر بھیجا۔ اور وہاں سے آپ صلیم مع ابوبکرؓ اور عامر بن فہیرہ کے روانہ ہوئے۔ شتر بان جو آپ صلیم کے ساتھ ہوا اسکا نام ارقیط تھا۔ اور آپ صلیم سواحل کی راہ سے پلے اثنائے راہ میں جب آپ صلیم ام مجد کے خیمہ میں پہنچے۔ آپ صلیم نے اس سے گوشت اور پھوارے طلب کیے۔ لیکن اس کے پاس نہ ملے سے اس نے منہ کی تباہی آپ نے ایک دیلی بڑھی بکری اس کے خیمہ کے گوشے میں دیکھی۔ آپ نے اس کے دو بٹے کی اجازت مانگی۔ ام مجد نے جناب دیا کہ آپ کو اختیار ہے لیکن وہ ایک عرصہ سے دودھ نہیں دیتی ہے۔ آپ نے اس میں ہاتھ لگایا اور دودھنا شروع کیا۔ اس میں اس قدر دودھ ہوا کہ آپ صلیم کے ساتھیوں نے اور ام مجد نے سیر ہو کر بیا اور اس قدر دودھ پیج رہا کہ ابو مجد جب آیا اس نے پیلا اور دونوں آدمی بعد فتح مکہ کے مسلمان ہوئے۔

جب آپ صلیم کی ہجرت کی خبر مشہور ہوئی۔ کفار قریش نے منادی کر دی کہ جو شخص آنحضرت صلیم کا سر لاوے اس کو سواونٹ اور جو ابوبکرؓ کا سر لاوے اسے بھی سواونٹ انعام دیے جاویں گے۔ اس پر ایک شخص سراقہ جکا گھر مدینہ کی راہ پر تھا۔ اس خبر سے مطلع ہوا۔ اور جستجو میں رہا کسی نے آپ صلیم کو اونٹ پر دیکھا اسے جا کر خبر دی وہ گھوڑے پر سوار

بچے سے آپ بونچا۔ اور آپ صلعم کو قرآن سے معلوم ہوا کہ یہ شخص میری گرفتاری کو اتاتا ہے۔ اس سبب سے آپ صلعم نے فرمایا کہ اتر زمین اس کے گھوڑے کو نکل جائے اس کا گھوڑا تانہ زانو زمین میں دھنس گیا۔ لیکن اُس نے اپنے اس فعل سے توبہ کی اور اچھا کرنے لگا تب آپ نے اس کی خلاصی کی دعا کی اور اس کا گھوڑا صحیح و سالم زمین سے نکل آیا۔ اور وہ بعد فتح مکہ کے مسلمان ہوا۔

فصل کیا رھوین

جب مدینہ کے انصار کو آپ صلعم کی ہجرت کی خبر ملی روزانہ بہا طریر جاتے اور آپ صلعم کے منتظر رہتے اور جب دھوپ نہ برداشت ہوتی مکان کو آتے۔ یہاں تک کہ آپ صلعم مدینہ کے قریب پہونچے۔ اور انصار مدینہ انتظار دیکھ کر مکان کو واپس جانے لگے۔ کہ ایک یہود نے آپ صلعم کے اونٹ کو دور سے دیکھ کر انصار کو پکارا کہ بڑا جدم اور وہ لوگ فوراً بہا طریر چڑھ آئے۔ اور آپ صلعم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ انصار کی برکبان بھی آپ صلعم کے آنے کی تمنیت میں غزلیں گاتی ہوئیں پیش قدمی کو آئیں۔

جب آپ مدینہ میں داخل ہوئے۔ چوگاہ روز تک محلہ قبا میں رہے اور یہ جگہ اگرچہ شہر سے باہر ہی لیکن شہر کے محلوں میں اس کا حساب ہی تیسرے روز وہاں حضرت علیؓ بھی آپ صلعم کے پاس مع انخیر آپونچے۔ آپ صلعم نے شہر مدینہ کے اندر داخل ہونیکا قصد کیا۔ اس پر ہر شخص کو آرزو تھی۔ کہ آپ صلعم میرے مکان کے قریب مقام کریں۔ آپ صلعم نے فرمایا کہ میرا اونٹ اللہ تعالیٰ کے حکم سے مامور ہے اور ہم وہیں ٹھہریں گے جہاں وہ آپ سے بیٹھ جائے گا۔ آخرش آپ صلعم کا اونٹ اُس جگہ بیٹھا جو مقام حضرت ابوالیوب انصاری کے مکان کے قریب تھا۔ اب اسی جگہ منبر نبویؐ ہے۔ اُس زمین کو جہان اونٹ بیٹھا تھا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے

دس دینار کو خرید کیا اور مسجد نبوی اور حجرہ انداز طیبات اسی زمین میں بنایا گیا۔ قبل طیار ہونے حجرہ ازدواج طیبات کے آپ صلعم نے اپنا اسباب ابوایوب انصاری کے مکان میں آمارا اور انھوں نے آپ صلعم کو اعلیٰ درجے میں رہنے کی جگہ دی۔ ابوایوب کو آنحضرت صلعم کی ہجرت کی خبر بطور پیشین گوئی کے اپنے مورث اعلیٰ سے پہنچی تھی۔ اور ایک نوشتہ بادشاہ یمن کا تھا۔ جس میں آپ صلعم کی ہجرت کی خبر درج تھی۔ اور ان کے خاندان میں برابر چلا آیا تھا انھوں نے وہ بھی آپ کے سامنے پیش کیا۔ ابوایوب انصاری کی قبر دارالاسلام قسطنطنیہ میں اس وقت موجود ہے۔ وہ امیر معاویہ بن ابی سفیان کے زمانہ خلافت میں ایک لشکر کے ساتھ جسکے سالار سفیان تھے اور جس میں امام حسینؑ اور یزید بن معاویہ بھی تھے شہید ہوئے۔ عجمی بن جو قسطنطنیہ کے محاصرہ کے واسطے بھیجا گیا تھا شہید ہوئے۔ اور وہیں دفن ہوئے۔ اب سلطان روم جو جانشین ہوتا ہے پہلے وہیں حاضر ہو کر راج شاہی سر پر رکھتا ہے۔

فصل بارہم

سنہ پہلی ہجری میں ایک بڑے عالم قوم یہود کے جسکا نام عبد اللہ بن سلام تھا اسلام سے مشرف ہوئے۔ انھوں نے پہلا آنحضرت صلعم سے سوال کیا کہ بہشت میں پہلی غنہ ا آدمیوں کی کیا ہوگی اور پہلی غلامت قیامت کی کیا ہوگی۔ اور لڑکا کس سبب سے باپ کی جانب مشابہت رکھتا ہے اور کس سبب سے ماں کی جانب۔ آپ صلعم نے جواب دیا کہ پہلی غنہ ابل جنت کی مچھلی کا جگر گوشہ ہوگا۔ اور پہلی غلامت قیامت کی لک ہوگی کہ لوگوں کو مشرق سے مغرب کو ہٹا لائے گی۔ اور جب لطفہ ماں کا غالب ہوتا ہے تو لڑکا ماں یا اس کے اقربان کے مشابہ ہوتا ہے۔ اور جب لطفہ باپ کا غالب ہوتا ہے تو لڑکا باپ کے مشابہ یا اس کے اقربان کے مشابہ ہوتا ہے۔

اسی سال حضرت سلمان فارسی بھی دولت ایمان سے مشرف ہوئے۔ انکار سن شریف

اسوقت ٹھہرائی سو برس کے قریب تھا پہلے یہ مجوسی تاجر تھے۔ پھر یہود ہو گئے پھر ہندو سب نصاریٰ قبول کیا۔ اور کتب سابقہ کے عالم ہوئے۔ اور بعض علامتوں کو نبی آخر الزمان صلعم کے کتب سابقہ سے دریافت کر کے اور مدینہ کو ان کی جا سے ہجرت جان کر وہیں مقیم ہوئے۔ اور کسی وجہ سے ایک نصاریٰ کی غلامی میں درآمد ہوئے۔ جب آنحضرت صلعم ہجرت کر کے مدینہ میں تشریف لائے تو آپ صلعم کے پاس کوئی چیز وہ مثل صدقہ کے لائے آپ صلعم نے اسکو قبول نہ کیا۔ پھر کچھ چیز بطور ہدیہ کے پیشکش کیا۔ آپ صلعم نے اسکو لیلیا پھر کسی طرح آپ صلعم کی پشت کی مہربوت کو دیکھ کر نورا ایمان لائے۔ آپ نے فرمایا کہ اب صورت اپنی آزادی کی کرو۔ اُنکے آقا نے شرط آزادی کی یہ کی۔ کہ سلمان ایک باغ لگا دیں جب وہ بارور ہوگا اور بھی جب ایک ادقیہ سونا دینگے تب آزاد ہونگے حضرت سلمان کی خاطر آپ صلعم نے باغ لگایا۔ اور درخت اپنے ہاتھوں سے نصب کیے اور وہ درخت اسی سال میں آپ کے ہاتھ کی برکت سے بارور ہوئے۔ اور کچھ سونا کہ غنیمت میں آیا تھا۔ سلمان کے حوالہ کیا۔ لیکن حضرت سلمان کو اس کے ایک ادقیہ ہونے میں شک ہوا تو آپ صلعم نے اپنا نقاب دہن لگایا۔ اور کہا کہ تو لو پورا ہوگا۔ چنانچہ جب تو لایا تو پورا ہوا حضرت سلمان کے انتساب اُمّی کی تکمیل حضرت ابوبکرؓ سے تھی اور ان سے قاسم بن محمد بن ابی بکر خیر التابعین فیضیاب ہوئے حضرت سلمان کی وفات ۳۳ھ ہجری میں ہوئی۔ واضح رہے کہ امام جعفر صادقؑ کہ تو اسے قاسم بن محمد بن ابی بکر کے تھے پہلے اپنے تاتا سے مستفید ہوئے اور بعد اُس کے اپنے والد ماجد امام محمد باقرؑ سے بہرہ اندوز ہوئے۔ اسی سبب سے انکو ذوی جہنم کہتے ہیں۔

فصل تیرھویں

بعد ہجرت کے جہاد کے احکام نازل ہوئے۔ اس سبب سے آپ صلعم نے کفار کے ساتھ غزوات شروع کیے نیمائے غزوات کے ایک واقعہ بدر کا ہے کہ جس سے

مسلمانوں کی ترقی ہوئی۔ اور قوت بڑھی۔ جب آپ صلعم کو خبر ملی کہ ابی سفیان کا قافلہ مع سلمان تجارت ملک شام سے واپس آتا ہے۔ آپ صلعم مع مہاجر اور انصار کے کہ حملہ تین سو تیرہ آدمی تھے۔ اُس سے لڑنے کو گئے۔ ابی سفیان۔ اُس وقت قریش کے کفار سے تھا۔ اور آپ کا جانی دشمن سے تھا۔ اور قوم بنی امیہ سے تھا۔ بعد مناف جو عبد المطلب کے دادا تھے۔ اُن کے چار بیٹے تھے ہاشم۔ عبد الشمس۔ نوفل۔ اور مطلب۔ عبد الشمس کا بیٹا امیہ تھا اور ہاشم کی اولاد میں ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے مطلب کی اولاد میں امام شافعیؒ تھے اور نوفل کی اولاد میں عبد اللہ بن جبیر۔ الغرض جب ابی سفیان کو آپ صلعم کے ارادوں کی خبر ہوئی۔ اُس نے ایک تیز قاصد مکہ کو روانہ کیا۔ اور لکھا کہ اگر قافلہ کی غیرت چاہتے ہیں تو اہل قریش فوراً مدد کے واسطے آدین۔ ابی جہل نے یہ خبر سنکر تمام عمائد قریش کو فراہم کیا۔ اور سامان لڑائی کا کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لڑنے کو روانہ ہوا۔ اُس کے لشکروں آپ کے چچا عباسؓ اور آپ صلعم کے داماد ابی العاص کہ اس وقت تک ایمان نہ لائے تھے شریک ہوئے۔ لیکن اس موقعہ میں۔ ابی سفیان دوسری راہ سے قافلہ کو بخیریت لے گیا اور ہر چند بعد ازین منع بھی کرا بھیجا کہ حاجت فوج کشی کی نہیں ہے۔ لیکن ابی جہل نے نہ مانا۔ اس سبب ابی سفیان مکہ پہنچا پھر مدینہ کی طرف واپس آیا۔ اور شکر سے آگلا۔ کفار کے لشکروں میں ایک ہزار آدمی تھے۔ اور مسلمان صرف تین سو تیرہ تھے۔ اور دونوں بدر کے میدان میں مقابل ہوئے۔ پہلے شیبہ۔ اور عتبہ۔ اور ولید۔ آگے ہوئے۔ مسلمانوں کی جانب سے انصار اُن کے مقابلے کو بڑھے۔ اُس پر اُن لوگوں نے کہا کہ ہم لوگ اپنے برادران قریش سے لڑنے کو آئے ہیں۔ نہ انصار سے۔ تب حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ اور امیر حمزہؓ اور عبیدہؓ بن حارث اُن کے مقابل میں حضرت صلعم کے حکم سے ہوئے۔

حضرت علیؓ اور امیر حمزہؓ نے اپنے اپنے فوجی لشکر اور عقبہ کو قتل کیا عبید بن عمارؓ کی مدد کو آہوئے۔ اور ان کے فوجی ولید کو بھی قتل کیا۔ اس کے بعد فزین بن یزیدؓ مسلمان اور کفار میں خوب جنگ ہوئی۔ اور میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا۔ ابی جہل اس لڑائی میں مارا گیا اور ابی سفیان زخمی ہوا۔ اور شرادوی کفار کے گرفتار ہوئے۔ جن میں عباسؓ اور ابی العاصؓ بھی تھے اور باقی مفور ہوئے بعد ختم ہونے لڑائی کے حضرت صلعمؓ نے عبداللہ بن مسعودؓ سے کہ اصحاب میں بڑے فقیہ تھے کہا۔ کہ دیکھو۔ ابی جہل کی نعش کہاں ہے۔ انھوں نے دیکھا کہ اس میں کچھ جان باقی تھی۔ اُس نے پوچھا کہ فتح کسی ہوئی عبداللہؓ نے کہا کہ مسلمانوں کی اور اس کے سینہ پر چڑھ کر اُس کا سر کاٹ لیا۔ سر کے کاٹنے میں اُس نے کہا کہ میرا سر کندھوں کے پاس سے کاٹنا کہہ دیکھنے میں بڑا معلوم ہو کہ کسی سردار کا ہی حضرت صلعمؓ نے اُس کا سر دیکھ کر فرمایا۔ کہ یہ ہمارا فرعون تھا۔ اس لڑائی میں اہل اسلام کو غنیمت اور ہتھیار خوب ہاتھ آئے حضرت عثمانؓ اگرچہ اس لڑائی میں شریک نہ ہو سکے کہ وہ اپنی اہلیہ کی بیماری میں آپ صلعمؓ کے حکم کے موافق مصروف تھے۔ لیکن اُنکو بھی غنیمت کا حصہ ملا۔ جب اہل اسلام اپنی کامیابی پر خوشی خوشی مدینہ میں داخل ہوئے۔ حضرت عثمانؓ کی تعزیت میں شریک ہوئے یہ واقعہ سنہ ۱۰ ہجری میں پیش آیا۔

بعد وفات رقیہ کے حضرت صلعمؓ نے اپنی دوسری صاحبزادی ام کلثومؓ کا نکاح عثمانؓ سے واقع رہا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بڑے ممتاز تھے۔ اور بڑے عالم حدیث اور قرآن کے اور بڑے فقیہ تھے۔ متواتر حدیث اُنکی شان میں آئی ہے جن میں سے مشکوٰۃ میں بھی درج ہیں اُن کے شاگرد رشید ملقمہ تھے جنکے شاگرد رشید حضرت ابراہیمؓ تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں قاضی تھے۔ اُنکے شاگرد رشید حضرت حماد رضی اللہ عنہ تھے جنکے شاگرد رشید امام ابو حنیفہؒ کوئی رحمت اللہ علیہ تھے۔

سے کر دیا۔ اور اسی سبب سے یقیناً ذی النورین ہوا۔ آپ صلعم نے قیدیوں کے بارے میں اپنے اصحاب سے مشورہ کیا مشورہ میں یہ بات ملے پائی کہ ہر ایک سے قدرے لیکر چھوڑ دینا چاہیے۔ چنانچہ یہی بات عباس عم رسول اللہ صلعم کو بھی سنائی گئی۔ انھوں نے آپ صلعم سے کہا کہ یہ بات آپ صلعم کو اچھی معلوم ہوتی ہو کہ آپ صلعم کے چچا دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلا دیں۔ آپ صلعم نے فرمایا کہ ضرورت ہاتھ پھیلائے کی کیا ہے۔ وہ نقد جو ملنے وقت اپنی بی بی کے پاس چھوڑ آئے ہونگا وہاں عباس بے اختیار بول اٹھے کہ آپ صلعم بیشک برحق نبی ہیں۔ کیونکہ اس نقد کی کسی دوسرے کو خبر نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے آپ صلعم کو مطلع کیا۔ اور ابی العاص کے ذریعہ میں جو زیور آیا وہ حضرت زینب بنت رسول اللہ صلعم کا محتاج اصل میں خدیجہ کا تھا اور انکو حیز میں دیا تھا۔ انکو دیکھ کر آپ صلعم کو خدیجہ یاد آئیں۔ اور آپ صلعم بہت روئے اور اصحاب کی اجازت لیکر وہ زیور سب واپس کیا۔ اور ابی العاص سے کہا کہ زینب کو مدینہ بھیج دو کہ وہی مبادلہ ہو جائیگی۔ چنانچہ وہ مدینہ میں آئیں اور انتقال کیا۔

اسی سال حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ کا عقد کتاب کی سب بیٹیوں میں چھوٹی اور سب سے ممتاز اور عزیز ترین حضرت علی بن ابی طالب سے ہوا اور آپ صلعم نے اپنا عقد حفصہ بنت عمر سے کیا۔

فصل جو دھوئیں

بجملہ غزوات کے غزوہ احد بھی ہو۔ وہ کفار کے جنگو بدر کے مقام میں شکست ہوئی دوسرے سال میں یعنی سکنہ ہجری میں لڑائی کے واسطے پھر آمادہ ہوئے۔ اور برطل سامان فراہم کیا۔ یہ خبر جب آپ صلعم کو ملی۔ مع اصحاب مقابلے کے واسطے روانہ ہوئے اور لڑائی شروع کر دی۔ اہل اسلام کو فتح نمایان ہوئی۔ اور کفار پس پا ہوئے۔ اہل اسلام

عنیت لڑنے لگے۔ اس وقت خالد بن الولید کہ ہنوز ایمان نہ لائے تھے اور کفار قریش
 میں سے تھے۔ ایک پہاڑ کے ورے سے ہو کر کہ مسلمانوں کی پشت پر تھا۔ اور اس پر
 عبداللہ بن جبیر۔ آپ صلعم کے حکم سے پچاس تیر اندازوں کے ساتھ تعینات تھے
 مسلمانوں کی پشت پر پہنچے۔ اور مسلمانوں میں انتشار ڈالا۔ عبداللہ کے ساتھی
 عنیت کے لایح میں اُن سے جدا ہو گئے۔ صرف دس آدمی اُن کے ساتھ رہ گئے تھے کہ
 لڑ کر شہید ہوئے۔ بعض اصحاب کے پاتوں اس بحر کہ میں اُٹھ گئے تھے لیکن حضرت
 ابو بکرؓ اور عمرؓ اور علیؓ اور طلحہؓ اور ابو عبیدہؓ آپ صلعم کے برابر ساتھ رہے۔ ایک کافر
 ابن قمیہ نے آپ صلعم کو تلوار ماری جس کے باعث سے آپ صلعم غار میں گر پڑے۔
 اس وقت آپ کے بدن میں دوزرہن عین۔ اُن کے بوجھ سے اور نیز زخم کی تکلیف سے
 آپ صلعم اپنے سے اُس غار میں سے نکل نہ سکے حضرت طلحہؓ نے اپنی پیٹھ پر چھاکر
 نکالا۔ ابن قمیہ نے کفار کے لشکر میں مشہور کر دیا کہ آپ شہید ہو گئے۔ پھر کی
 ضرب سے صرف ایک دانت آپ صلعم کا ٹوٹا تھا۔ اور زرہ آپ صلعم کے رخسارہ
 مبارک میں گر گئی تھی۔ اُسکو ابو عبیدہؓ نے اپنے دانتوں سے پکڑ کر کھینچا جس کی وجہ
 سے اُن کے دانت ٹوٹ گئے۔ آپ صلعم نے ابو عبیدہؓ سے بہت راضی ہو کر
 اُن کو بہشت کی خوشخبری دی۔ اور آپ صلعم فار سے نکل کر مع اصحاب پہاڑ پر چڑھ
 گئے۔ جہاں کفار نہ پہنچ سکے۔ جب ابی سفیانؓ کو معلوم ہوا کہ آپ صلعم زندہ ہیں۔
 وہ ڈرا کہ کہیں اہل شہر آپ کی خاطر سے اسپر نہ چڑھ آ دیں اور اسی قدر ظفر کے نام کو
 عنیت بھگدوان سے چلا کر کہا کہ آئندہ سال میں پھر لڑائی ہوگی۔ کفار کے جانے
 کے بعد آپ صلعم پہاڑ سے اترے اور مسلمانوں کے لعش کی شمار کی نشر آدمی
 شمار میں ٹھہرے۔ ان میں حضرت امیر حمزہؓ بھی تھے۔ جنگ و حشی نے قتل کیا تھا۔
 ہندہ ابی سفیانؓ کی زوجہ نے اُن کا ہاتھ لٹکا کر چاڈالا۔ اور اُن کا مثلہ کیا۔

بیتے ناک کان کٹوا ڈالے۔ جب آپ مدینہ کو پھر آئے کسی نے خبر دی کہ ابی سفیان پھر آتا ہوا ہے آپ صلعم نے اس کا تعاقب کیا لیکن وہ نہ ملا تو آپ صلعم پھر لوٹ آئے۔

فصل میں رخصتین

ترب مدینہ کے دو قومین یہودی تھیں جو بنی قریظہ اور بنی نضیر کہلاتی تھیں وہ آپ صلعم کے ساتھ ہم عہد تھیں۔ کہ جنگ اور صلح میں آپ صلعم کی مددگار بن گئی اور جو قریظین کے ساتھ دوسری قومین بھی ہم عہد تھیں وہ بھی آپس میں مثل قوم ہم عہد کے تصور کی جائیں گی۔

ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ دو شخص اس قوم کے کہ بنی نضیر کے ہم عہد تھے۔ ایک سلمان عمرو ابن امیہ کے ہاتھ سے مارے گئے۔ چونکہ عمرو کے ساتھیوں کو جن میں عامر بن فہیرہ تھے ایک کفار کی قوم نے فریب دیکر راجھا اس لیے اُنکے دھوکے میں اس قوم ہم عہد کے بنی نضیر کے دو آدمی کو مار ڈالا۔ اس سبب سے آپ صلعم نے عمرو بن امیر کے حق میں دیت کا حکم فرمایا۔ اور شوریٰ کیواسطے چند اصحاب کے ساتھ بنی نضیر کے محلہ میں گئے لیکن اُنکے دل میں فریب آیا اور آپ صلعم کو ہلاک کرنا چاہا آپ صلعم کو دیوار کے نیچے بٹھلایا۔ اور اوپر سے دیوار کے پتھر گرائے چاہا اس کی خبر آپ صلعم کو وحی کے ذریعہ سے معلوم ہوئی اور آپ صلعم وہاں سے اٹھ کر ایسا چلے کہ جیسے کوئی حاجت رفع کرنے کو اٹھتا ہے۔ اصحاب نے آپ صلعم کو جاتے دیکھ کر آپ صلعم کی اقتدا کی اور مدینہ میں آ پہنچے۔ اس سبب سے آپ صلعم نے بنی نضیر پر فوج کشی کی۔ لیکن وہ نہ لڑ سکے اور جلا وطنی پر راضی ہوئے۔ اور مال و اسباب چھوڑ دیا کہ مسلمانوں کے ہاتھ آیا یہ واقعہ سکھتے ہجری میں پیش آیا۔

فصل سوطھوین

بجملہ غزوات کے غزوہ خندق ہے۔ جسکو غزوہ احزاب بھی کہتے ہیں بنی نضیر میں سے

جوجلا وطن ہوئے۔ ایک اکن بن سہیل بن اخطب بھی تھا جو خیبر میں اکیسا اس نے لوگوں کو آپ صلعم کی طرف سے بہکا یا۔ اور کئی اقوام کو لڑائی پر آمادہ کیا۔ اور میر آدمیوں سے اپنی سفیان کے پاس گیا کہ وہ بھی اس لڑائی میں شریک ہو جائے اس نے اہل قریش میں سے چار ہزار آدمی لڑائی کے واسطے فراہم کیے۔ اور قوم قنیقلع اور قریشیہ اور غطفان کے یہود کہ قریب چھ ہزار آدمیوں کے تھے۔ بھون نے آپس میں میں عہد کیا کہ آپ صلعم سے لڑیے اور اپنے اپنے سوانہ سے روانہ ہوئے۔ جب یہ خبر آپ صلعم کو ملی۔ آپ صلعم نے اس بارہ میں اپنے اصحاب سے مشورہ کیا۔ حضرت سلمان فارسی نے کہا کہ اہل فارس کا دستور یہ ہے کہ جب ان پر کوئی بڑا دشمن چڑھ آتا ہے جس سے وہ مقابلے کی طاقت نہیں رکھتے ہیں تو شہر کے گرد کھائی کھودتے ہیں۔ اور اسکی پناہ میں دشمن سے لڑتے ہیں۔ انکی رائے کو آپ صلعم نے پسند کیا۔ اور کوہ سلع کی طرف خندق کھودنے کا حکم دیا۔ چونکہ مدینہ کے اور طرف مضبوط شہر پناہ تھی۔ اسلئے صرف کوہ سلع کی طرف کھائی کھودنے کے لیے فرمایا۔

اسی اثناء میں کہ لوگ کھائی کھودتے تھے۔ اور آپ صلعم بھی اس کام میں شریک تھے آپ صلعم کو بھوک کی شدت ہوئی۔ اور آپ صلعم نے پیٹ پر تھیر باندھا جب جابر بن عبد اللہ نے یہ حال دیکھا۔ اپنی زوجہ سے دعوت کے واسطے کہا۔ انھوں نے چار سیر آٹا جو کالیا اور ایک بکری فوج کی۔ اور آپ صلعم کو اس حال سے خبر دی جابر سے آپ صلعم نے کہا کہ آٹا گوندھا جائے اور روٹیاں تائے ہمارے نہ پکائی جائیں اور ہانڈی گوشت کی نہ اتاری جائے اور آپ صلعم نے تمام اہل خندق کو کہ ایک ہزار آدمی تھے طلب کیا۔ اور سب جابر کے مکان پر پہنچے جابر اس حال سے نہایت متروک ہوئے۔ لیکن آپ صلعم نے ان میں سے آٹے اور گوشت میں اپنا لعاب دہن ڈالا۔ جسکی یہ برکت ہوئی کہ تمام لشکر نے سیر ہو کر کھایا۔ اور کچھ رہ گیا۔

کہ جابرؓ کے معرفت میں آیا۔ اسی عرصہ میں کہ خندق کھودتے تھے۔ ایک چھرا یا سپاہی آیا کہ کسی اصحاب سے نہ ہٹ سکا۔ آپ نے اپنے دست مبارک سے اُس پر چوٹ ماری پہلی چوٹ میں اُس میں سے ایسی چمک پیدا ہوئی کہ جس میں ملک شام کے مکانات آپ کو نظر آئے۔ آپ صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ملک شام مجھ کو دیا۔ دوسری ضرب میں اسی طرح فارس کے بارے میں فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے فارس مجھ کو دیا۔ تیسری ضرب میں میں کی نسبت فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میں مجھ کو دیا۔ اور ان تینوں ضرب میں وہ چھرا پاش پاش ہو گیا۔

جب کفار کا لشکر آیا۔ خندق دیکھ کر متحیر ہوا۔ وہ سب خندق کے مقابل میں خیمہ زن ہوئے اور تیر اور چھرے لڑنا شروع کیا۔ اسی عرصہ میں ایک شخص عمر ابن عبدود کہ نہایت قوی تھا اور ایک معرکہ میں اکیلے پچاس آدمیوں کو ہلاک کیا تھا۔ خندق میں آئے یا حضرت علیؓ اس کے مقابلہ کو گئے علیؓ کو کم سن تھے دیکھ کر ہنسنا۔ لیکن انھوں نے ایک تلوار اس کا فر کو ایسی باری کہ اس کا سر بدن سے جدا ہو گیا۔

جب لڑائی ہو رہی تھی کہ ایک شخص قوم غطفان سے جبکہ نام نعیم تھا حضرت صلعم کے پاس آئے اور سلمان ہوئے۔ انھوں نے آپ صلعم سے کہا کہ اگر اجازت ہو تو ہم کفار میں جبر ہمارے مسلمانوں میں ظاہر نہیں ہو چوٹ ڈالیں۔ وہ وہاں سے بنی قریظہ میں آئے اور ان پر اپنی خیر خواہی ثابت کر کے کہا کہ مجھ کو حکم ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ قریش محمد صلعم سے مل گئے۔ اور تم نے جو محمد صلعم سے خلافت عہد کیا تھا اچھا نہیں کیا۔ کیونکہ قریش کو اگر شکست ہوئی تو محمد صلعم تمہارا کام تمام کرینگے اور اگر قریش کا مہیا ہوئے تو وہ تم پر غالب رہیں گے۔ اور اگر قریش کا ملجانا محمد صلعم سے صحیح ہو تو بھی اس صورت میں تمہارے واسطے بہتری نہیں ہو انھوں نے کفار قریش کے عہد کے جاننے کا طریقہ پوچھا۔ نعیم نے کہا کہ اب اگر قریش تم سے اول مدد طلب کوں تو ان سے

اول طلب کر دینی دو چار مغز آدمی انکی قوم کے اپنے اختیار میں ضمانت کے طور پر کرو۔
تب مدد کرو اگر قریش ایسا کرنے سے انکار کریں تو سمجھو کہ کفار قریش کے دل میں فریب
ہے نبی قریش نے ان کی رائے کو بہت پسند کیا۔ نعیم دہان سے روانہ ہوئے۔
اور کفار قریش کے شکر میں اگر کہا کہ تمہارے واسطے ایک بھید کی بات لایا ہوں۔
یعنی نبی قریش محمد صلعم سے مل گئے اور تم سے اب ادل مد طلب کریں گے ہرگز نہ
دینا۔ اس بات سے قریش بہت مشکور ہوئے اور اسی قسم کی باتیں قوم غطفان
میں بھی کہیں جب کفار قریش نے ان قوموں سے مد طلب کی۔ موافق نعیم کے
کئے کے جواب دینے پر یقین ہوا کہ یہ قومیں حضرت صلعم سے مل گئیں اور آپس میں تفرقہ
پیدا ہو گیا۔ اور مشیت ایزدی سے تند ہوا چلنے لگی۔ اور جاڑے کی شدت ہوئی۔ کہ
کفار قریش کا حال تنگ ہوا۔ اس بات سے یاموس ہو کر واپسی کا قصد کیا۔ یہ خبر جب
ملی آپ صلعم نے حذیفہ بن الیمان کو مخفی طور پر خبر کی سچائی دریافت کرنے کے لیے بھجوا۔
انھوں نے واپس آ کر خوشخبری سنائی کہ ابی سفیان کا خیمہ کوچ ہوا۔ آپ صلعم نے
فرمایا کہ اب کفار قریش ہم پر حملہ آور نہ ہوں گے۔ بلکہ ہم ان پر حملہ آور ہوں گے۔ یہ واقعہ
سکنہ ہجری میں پیش آیا۔

فصل شتر حصوں

جب آپ صلعم غزوہ خندق سے فارغ ہوئے۔ اور اپنے مکان میں آئے۔ آپ صلعم
غسل فرمانے لگے کہ جب مل آئے اور کہا کہ نبی قریش۔ بہت جلد فوج کشی کیجئے
اس سبب سے آپ صلعم نے تاکید روانگی کی فرمائی۔ اور وقت عصر کا تھا اس لیے
آپ صلعم نے فرمایا کہ نماز کوئی ایمان نہ پڑھے نبی قریش۔ کے محلہ میں جا کر پڑھے
چنانچہ لوگ روانہ ہوئے۔ رات میں عصر کا وقت فوت ہوئے لگا۔ اور بعضوں نے راہ
میں نماز پڑھ لی۔ اور بعضوں نے طاہری حدیث کے نظر پر عمل کیا۔ اور نماز قضا کی جب آنحضرت

کو اس اختلاف کا حال معلوم ہوا۔ آپ صلعم نے کسی فریق کو برا نہ کہا۔ اسی جگہ سے اختلاف حنفی اور شافعی کے مسائل کا نکلا جو حنفی حدیث کے معنی اور مراد پر عمل کرتے ہیں اور شافعی ظاہری فقہ پر عمل کرتے ہیں۔ اس اختلاف سے ایک دوسرے کو برا سمجھنا ہرگز درست نہیں عمل کی جزانیت کے موافق ہوتی، لیکن ایک مذہب معین کو اختیار کرنا اس سبب سے بہت بہتر ہے کہ اس میں اپنی خواہش اور نفسانیت کو دخل نہیں ہوتا۔ اور اسی سبب سے اس بارہ میں علما کا اجماع ہے۔

ان غرض اصحاب نے بنی قریظہ میں پہونچ کر انکا خاصہ شروع کیا اور انکی حالت تنگ ہوئی۔ یہاں تک کہ انھوں نے سعد بن معاذ کے فیصلہ پر رضامندی ظاہر کی کہ وہ اسکی قوم سے غتے اور وہ قوم انکی ہم عہد تھی۔ لیکن سعد بن معاذ کو جنگ خندق میں بنی قریظہ کے ہاتھ سے نہایت زخم اور تکلیف پہونچی تھی۔ اسلئے انھوں نے عہد کیا تھا کہ اگر ہم اچھے ہوئے تو بنی قریظہ سے بدلہ لین گے۔ چنانچہ وہ وقت آگیا اور سعد نے فیصلہ کیا کہ سب مرد بنی قریظہ کے قتل کیے جاویں۔ اور انکی عورتیں اور لڑکے نوٹھی اور غلام بنائے جاویں۔ اور انکا مال مسلمانوں کا ہو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ یہ واقعہ مکہ ہجری میں پیش آیا۔

فصل اٹھارھویں

سنہ ہجری میں مسلمانوں کو غزوہ بنی مصطلق پیش آیا۔ اس غزوہ میں آپ صلعم کے ساتھ حضرت عائشہؓ بھی تھیں۔ جب اسلام کا لشکر فتح کے بعد واپس چلا حضرت عائشہؓ راہ میں چھوٹ گئیں۔ چونکہ وہ سرفہ حاجت کر گئیں۔ اور اسٹے گلے کا ہار ٹوٹ گیا۔ اور گر گیا۔ اس کے ڈھونڈنے میں دیر ہوئی۔ اور کسی کو خیال نہ رہا اور قافلہ وہاں سے کوچ کر گیا۔ جب عائشہؓ اپنی جا پر آئیں۔ اپنے اونٹ اور لشکر کو نہ پایا۔ ایک شخص اصحاب سے کہ چکا نام صفوانؓ تھا۔ شکر کے پیچھے چھوٹے ہوئے

رسباب کی حفاظت کے لیے رہا کرتے تھے۔ وہاں پہنچے۔ اور عائشہؓ کو اونٹ پر بٹھالایا۔ منافقین کو کہہ دے کہ بے حرمتی آپ صلعم کے رہتے تھے موقع ملا۔ اور حضرت عائشہؓ کو صفوان بن یس سے تم کیا۔ اور بعض مخلصین بھی نادانی سے اس غوغا میں شریک ہوئے۔ آخر شجب یہ خبر حضرت صلعم کو پہنچی آپ صلعم نے اسکی تعقیب کی۔ اور آیت تطہیر نازل ہونے سے حضرت عائشہؓ کی صفائی ہوئی اور تسمون کو سزا دی گئی۔

اسی طرح ایک راہ میں عائشہؓ کے گلے کا ہار گم ہو گیا۔ اس سبب سے لشکر کو ٹھہرنا پڑا اور وہاں وضو کے لیے پانی نہ تھا۔ اور نماز کا وقت فوت ہوتا تھا اسلئے ابو بکر عائشہؓ کو ڈانٹنے لگے۔ کہ آپ صلعم کو ایسی جگہ ٹھہرا دیا کہ وضو کے واسطے پانی نہیں ملتا۔ اسی وقت آیت تیمم نازل ہوئی۔

فصل انیسویں

سنہ ہجری میں حضرت صلعم نے خواب میں دیکھا کہ عمرہ کے واسطے مکہ تشریف لینگے مہین میں آپ صلعم نے اصحاب سے اس خواب کو ذکر کیا۔ اصحاب اس خبر کو مسخر بیتاب ہوئے۔ اسلئے آپ نے مکہ کی روانگی کا قصد کیا۔ پندرہ سو آدمی کہ اصحاب تھے آپ صلعم کے ساتھ روانہ ہوئے۔ جبکہ مکہ کے قریب اصحاب پہنچے۔ اونٹ آپکا مکہ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ صلعم نے فرمایا کہ ہم کعبہ پر حملہ کر لے کی نظرے نہیں آئے مہین بلکہ عمرہ کے لیے آئے ہیں۔ یہ سکر اونٹ اٹھا۔ تب آپ صلعم نے پھر کر حدیبیہ میں کہ قریب مکہ کے ہی قیام کیا۔ جب کفار قریش کو اس حال کی خبر ہوئی سو وہ لوگ لڑائی کے واسطے آمادہ ہوئے۔ اسلئے بدیل کو قاصد مقرر کر کے روانہ کیا کہ آپ صلعم پر لڑائی کی طیاری ظاہر کرے۔ آپ صلعم نے بدیل سے فرمایا کہ ہلوگ میان لڑنے کو تہین آئے صرف عمرہ کے واسطے آئے ہیں جب بدیل نے ان حالات سے قریش کو مطلع کیا۔

اس پر بھی وہ راضی ہوئے۔ بلکہ عروہ کو آپ صلعم کے پاس بھیجا کہ اہل قریش کی ناراضی اس امر میں ظاہر کرے آپ صلعم نے عروہ سے فرمایا کہ اگر قریش ہمارے عروہ کرنے پر یوں راضی نہیں ہیں تو مجھے صلح کا معاہدہ کر لین کہ ہم تا بیجا و معاہدہ کے دوسری قوم سے لڑینگے۔ اگر اس عرصہ میں ہمارا کام دوسرے کے ہاتھ سے تمام ہوا تو اہل قریش کا مطلب برائے گا۔ اور اگر ہم ظفریاب ہو رہے تو قریش کو اختیار رہے گا ہم سے زمین یا صلح کریں عروہ نے اصحاب کے آداب کو کہ آپ صلعم سے کرتے تھے ملاحظہ کیا۔ اور عروہ جب اہل قریش میں واپس گیا اور سب حالات کے یہ بھی کہا کہ محمد صلعم کے اصحاب جس قدر ان کا ادب کرتے ہیں قیصر اور کسریٰ کا انکی مجلس میں بھی استقدرا دہ کرتے کسی کو نہیں دیکھا۔ اور یہ کہ سب اصحاب آپ صلعم کے جانباز ہیں اور شہادت کو غنیمت جانتے ہیں۔ لیکن اس مرتبہ عروہ کے ساتھ حضرت عثمان رضی بھی جو اپنی قاصد ہو کر گئے تھے۔ اور صلح کا پیغام پیش کیا گیا پہلے قریش راضی ہوئے تھے آخرش انھوں نے چند شرائط پیش کیے یا سپر بعضوں نے کہا کہ اگر عثمان رضی اکیلے عروہ کرنا چاہتے ہیں تو کر لیں۔ لیکن وہ آپ راضی ہوئے اور انکی خاطر داری قریش نے بہت کی۔ اور اسی میں دیر ہوئی۔ اور اسلام کے لشکر میں ایسی شہرت ہوئی کہ عثمان شہید ہوئے۔ اس سبب سے حضرت صلعم نے لڑائی کا قصد کیا اور اصحاب سے بیعت رضوان جسکا ذکر سورہ اُتھتہ میں مذکور ہے یعنی شروع کی اور اس سے مطلب یہ تھا کہ اصحاب جنگ کے میدان میں بھی امر حق سے غافل نہ رہیں۔ آپ صلعم نے سب کا ہاتھ ایک ایک کر کاٹا۔ اور اسی طرح بیعت لی۔ اس بیعت سے اللہ تعالیٰ نے انہی بڑی رضا مندی ظاہر کی۔ اور اسی سبب سے حضرت صوفیہ کہ ایک گروہ اہل اسلام

سلہ واقع رہے کہ حضرات صوفیہ کی اصل اصحاب صحابہ ہیں۔ یہ شہر آدمی تھے کہ ہر دم محض تھے سوائے ایمانی اور جہاد اسلام کے دوسرا کام نہ تھا۔ یہ لڑکے ہائے نہیں رکھتے تھے اور ان کا کھانا کپڑا

سے ہیں اور اپنا اصل کام اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اُسکی قدرت میں فکر کرنا مقرر کیا ہے اس بیعت کو نہایت ضروری سمجھتے ہیں۔ آنحضرت اسی عرصہ میں کہ آپ بیعت لے رہے تھے حضرت عثمانؓ آئے۔ اور خبر صلح کے پیغام کی سنا لی۔ اور شرائط صلح کے پیش کیے۔ قریش بھی مع سہیل وغیرہ کے آئے صلح کے شرائط یہ تھے:

۱۔ سن بزرگ صلح کی میعاد رہے گی۔
۲۔ جو لوگ ہم عہد فریقین کے ہونگے وہ بھی اس معاہدہ سے ہم عہد سمجھے جائیں گے۔
۳۔ اس سال اہل اسلام عمرہ نہیں کرنے پادیں گے۔
۴۔ سال آئندہ سے عمرہ کر سکتے ہیں۔

جب عمرہ کے واسطے آوین کوئی اختیار سولے تلوار کے نہ لادیں کہ وہ بھی میان میں ہو۔
۵۔ اور تین روز سے زیادہ حرم میں نہ ٹھہریں۔

۶۔ اگر اہل قریش کا کوئی مفروزی اسلام میں جائے تو وہ اُسے واپس کر دیں۔
۷۔ اگر اہل اسلام کا مفروزی قریش میں جائے تو وہ واپس نہ کریں۔

آخری دونوں شرائط پر اکثر اہل اسلام کو اعتراض ہوا۔ لیکن حضرت صلح نے اُسے قبول کر لیا اور معاہدہ لکھا گیا۔

آخری دونوں شرائط سے اصحاب ناخوش تھے۔ بلکہ حضرت عمرؓ نے کہا کہ یا حضرت صلح جب ہمارا مذہب برحق ہے تو ہم اس قدر دیکھ کر کیوں صلح کرتے ہیں۔ آپ صلح نے جواب دیا کہ صلح کے شرائط ہمارے حق میں برے نہیں ہیں۔ خود سے معلوم ہو گا کہ سوا اسے

تقریباً اہم حضرت صلح کے تعلق تھا اور ایک مکان میں رہتے تھے جسکو صفحہ کہتے تھے۔ یہیں سے خاتواہ کی اصل ہے اور حضرت صوفیہ کے دو گروہ ہیں۔ بعض اہل سماع سے ہیں اور اُسکو جائز سمجھتے ہیں اور دوسرے ناجائز اہل سماع سے ہیں وہ اپنی دلیل اُس حدیث سے لاتے ہیں جسکو حضرت مخدوم شرف الدین محمد ہماری نے اپنے مکتوبات صدی کے مکتوبات تراویح میں نقل کیا ہے ۱۲

منافق کے ہم مین سے کوئی کیون جانے لگا۔ اور منافق کا ہم سے جدا ہونا ہی بہتر ہے اور ان مین کا جو ہم مین آوے گا۔ واپس جانے پر بھی اُس کا دل اُن سے نہ ملے گا۔ اور اُسکے آنے کی راہ خدا پیدا کر دیگا۔ تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ صلعم نے فرمایا تھا کہ ہم لوگ عہد بھی کرینگے۔ آپ صلعم نے جواب دیا کہ یہ سچ ہی لیکن بتنے یہ تو نہیں کہنا تھا کہ اسی سال کرینگے شرائط کے لکھنے مین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لکھا تھا کہ یہ حمد نامہ ہے درمیان محمد صلعم رسول اللہ اور اہل قریش کے۔ اس پر قریش نے اعتراض کیا کہ جب ہم محمد صلعم کو رسول اللہ ہی مان لیں پھر ہمارے تمھارے کیا کرار رہی محمد ابن عبد اللہ لکھنا چاہیے۔ آپ صلعم نے فرمایا کہ ہم محمد رسول اللہ اور ابن عبد اللہ بھی مین اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ لفظ رسول اللہ کو قلمزد کر کے ابن عبد اللہ لکھ دو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ کام ہم سے نہیں ہو سکتا۔ اس پر آپ صلعم نے اُسکو بیکر خود قلمزد کیا اور ابن عبد اللہ لکھوایا۔

بعد انجام معاہدہ کے آپ صلعم نے ہدی کے اداکاری کا حکم حدیبیہ مین دیا۔ اس سبب سے اصحاب اور بھی افسردہ ہوئے۔ اور انجام دینے مین سستی کی اس پر آپ صلعم ملول ہو کر اپنے خیمہ مین تشریف لے گئے اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کہ آپ کی ازواج مطہرات سے تھیں اور اس سفر مین ساتھ تھیں۔ انھوں نے سبب ملولی کا پوچھا آپ صلعم نے اصحاب کی ناراضی کا سبب بیان فرمایا۔ اس پر اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ صلعم پہلے اپنے ہدی ادا کیجئے تو اصحاب بھی ویسا ہی کرینگے۔ چنانچہ آپ صلعم نے ویسا ہی کیا اور تمام اصحاب نے بھی دیکھ کر ویسا ہی کیا۔ اور سب خوشی خوشی مدینہ کو واپس آئے۔ آپ صلعم اس شرط کے باعث سے جو کی تھی کہ جو قریش سے آپ کے پاس آوین اُنکو واپس کرین۔ ایک شخص ابو جندل بن سہیل کو کہ مسلمان ہو گیا تھا اور آپ صلعم کے ساتھ آنا چاہتا تھا لانے سے مجبور رہے لیکن اس شرط نے آئندہ کو شب رنگ دکھایا یعنی ایک شخص ابو بصیر کہ مکہ مین رہتا تھا خود بخود مسلمان ہو کر مدینہ کو چلا۔ اُسکے پیچھے سے قریش نے دو شخصوں کو

معاہدہ کے موافق واپس لانے کے لیے آپ صلعم کے پاس بھیجا۔ آپ صلعم نے موافقہ کے حوالہ اُسکو کر دیا۔ اگرچہ اُسیر اور سب مسلمانوں پر بولصیر کا واپس جانا بہت شاق تھا بولصیر مدینہ سے قریش کے دونوں آدمیوں کے ساتھ روانہ ہوا۔ بولصیر نے راویں میں واقعہ پائیک کو ان میں سے قتل کیا اور دوسرا ڈر سے بھاگ کر حضور صلعم میں مدینہ آیا اور اُسکے پیچھے بولصیر بھی آیا جب آپ صلعم کو صورت واقعہ کی معلوم ہوئی۔ آپ صلعم نے بولصیر کو ڈانٹا کہ عجب لڑائی لگانے والا ہو۔ بولصیر نے سمجھا کہ اگر اہم ٹھہرے تو پھر آپ صلعم قریش کے حوالہ کر دیں گے۔ اور وہاں سے چپکے روانہ ہوا۔ اور مکہ کے قریب ایک جگہ اپنی پناہ کی کرنی۔ اور جو آتا اُسکو لٹٹا اُسکے ساتھ۔ ابو جندل بن سہیل بھی کہ بانی صلح حدیبیہ کا تھا جا ملا۔ اور اسی طرح جو مکہ میں نو مسلم ہوتا اس سے آلتا۔ اور اس کی گروہ کی تعداد بہت بڑھ گئی۔ اور قریش کے کفار کو بہت شوق کرنے لگے۔ تب کفار قریش نے خود اس شرط کے توڑنے کی استدعا کی اور لکھا کہ آپ ان لوگوں کو بلالین چنانچہ آپ صلعم نے ان کو بلایا۔ لیکن بولصیر کا انتقال ہو چکا تھا۔

فصل بیستون

جب حدیبیہ سے آپ صلعم پھرے آپ صلعم نے اپنا ارادہ خیبر پر حملہ کرنے کا ظاہر کیا۔ اسکی شہرت اہل خیبر کو پہونچی اور انھوں نے بہت اچھی طرح سامان لڑائی کا آمادہ کیا۔ سنہ میں آپ نے خیبر پر فوج کشی کی۔ اہل خیبر اپنی زراعت کے واسطے قلعہ سے باہر جاتے تھے کہ مسلمانوں کی لشکر جماعت کو دیکھ کر اپنی جگہ پر واپس گئے۔ اور مقابلہ کرنا شروع کیا۔ اس قلعہ میں سات قلعہ تھے۔ اصحاب رضوان اللہ علیہم نے چھ قلعوں کو یکے بعد دیگرے فتح کیا۔ جب ساتویں قلعہ کی باری پہونچی اصحاب عاجز رہے۔ ایک دن

آپ صلعم نے فرمایا کہ کل کے روز یہ قلعہ فتح ہوگا۔ ہر شخص کو انتظار تھا کہ کسکو حکم ہوتا ہو اور کس کو یہ سعادت حاصل ہوتی ہو۔ جب صبح ہوئی آپ صلعم نے حضرت علیؓ کو طلب فرمایا۔ آپ کی آنکھیں جوش کر آئی تھیں اور بالکل مجبور تھے۔ لیکن آپ صلعم نے اپنا لعاب دہن انکی آنکھوں میں لگا دیا۔ اور وہ بالکل اچھے ہو گئے۔ اور آپ صلعم نے اپنا دلدل اور ذرا ہتھکڑی بھی انکو دیا۔ اس لڑائی میں حضرت علیؓ نے بڑی بہادری دکھلائی۔ تمام دن لڑے اور خیر کا دروازہ نہایت بھاری تھا اٹھا ڈلیا۔ اور پچاسے سپر کے اس کو کام میں لائے اور بعد لڑائی کے جب حضرت علیؓ نے اُسکو بھیکا۔ اور اُسے لوگوں نے اٹھانا چاہا۔ سات آدمیوں سے بھی نہ اٹھ سکا۔ اس لڑائی میں سات افسر یہود کے کہ بڑے نامی تھے۔ اور ان میں بڑا نامی مرحب بھی تھا مارے گئے۔ اہل اسلام کی فتح ہوئی اور بہت غنیمت باعہ آئی۔ اسی خوشی کی حالت میں جعفر طیار بن عم آپ صلعم کا آپ صلعم کی مرضی سے حبشہ کو سفر کر گئے تھے واپس آئے اور ان کے ساتھ حضرت ام حبیبہ ابی سفیان کی بیٹی بھی تھیں جن کا نکاح نجاشی نے حبشہ کے ان کے شوہر کے انتقال کے بعد حضرت صلعم سے غائبانہ کر دیا اور دین مہر بھی دے دیا۔ اسی جہاز پر ابو موسیٰ اشعریؓ بھی تھے۔ ان لوگوں کو دیکھا آپ صلعم نے خوشی کا اظہار کیا اسی عرصہ میں ایک یہودیہ آئی اور اُسے گوشت کی دعوت کی آپ صلعم نے قبول فرمایا جیسے ہی اس کھانے میں سے آپ صلعم نے ایک لقمہ اپنے منہ میں دیا آپ صلعم نے اصحاب کو کھانے سے باز رکھا کہ اس میں زہر ہے نہ کھاؤ ایک صحابہ نے جو کچھ اُس میں سے کھالیا فوراً ہلاک ہوئے اس یہودیہ کو آپ نے سزا دی۔ اس جنگ میں منجملہ غنیمت کے صفیہ بنت حی اخطب بھی تھیں جن سے آپ صلعم نے نکاح کیا۔ اُنکے رخسارے پر ایک نیلا داغ بھی تھا۔ آپ صلعم نے اسکا سبب پوچھا۔ اُسکے جواب میں انھوں نے کہا کہ جس روز مسلمانوں نے پہلے خیر کا محاصرہ کیا۔ میں نے خواب دیکھا کہ خاند میری گود میں ہے

اسکو بننے لے اپنے سابق شوہر سے کما تھا۔ اُس پر اسے بھگوتیا پتھر مارا اور کہا کہ اس حملہ آور بادشاہ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم آغوش ہونا چاہتی ہے چنانچہ اُسکی تعبیر پوری ہوئی۔

فصل اکیسویں

اسی سال شہنہ ہجری میں آپ صلعم نے عمرہ القضاء ادا فرمایا۔ عمرہ کہتے ہیں کعبہ کے گرد طواف کرنے اور خفامرود پہاڑ کے درمیان میں دوڑنے کو جس طرح حج میں کرتے ہیں۔ آپ صلعم نے چلتے وقت اصحاب کو فرمایا کہ جو لوگ صلح حدیبیہ میں شریک تھے اس سفر میں ضرور ساتھ ہوں۔ چنانچہ سب ساتھ آئے اور بھون نے عمرہ ادا کیا اسی زمانہ میں میمونہ رضی اللہ عنہا کا نکاح بھیجا اور آپ صلعم نے قبول فرمایا اور نکاح ہو گیا اس لیے آپ چاہتے تھے کہ تین روز سے زیادہ ٹھہریں۔ اور ولیمہ کی دعوت فرما دیں لیکن قریش راضی نہ ہوئے۔ اس سبب سے آپ صلعم مدینہ کو واپس آئے اسی سال خالد بن الولید اور عمر و عاصؓ بھون نے آپ صلعم کی ہجو نظم میں کی تھی اور مابعدین اسلام کے بڑے حامی اور فاحش معر ہوئے اور عثمانؓ بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ صاحب مقلح کعبہ مدینہ میں آپ صلعم کے پاس آئے اور اسلام سے مشرف ہوئے۔ انکی نسبت آپ صلعم نے فرمایا کہ مکہ نے اپنے جگر گوشوں کو بھیجا ہے۔

فصل بائیسویں

آپ صلعم نے حسب مرضی الہی بادشاہوں کے پاس بھی مکتوب ایمان لانے کے لیے روانہ فرمائے۔ اسی سبب سے آپ صلعم نے ایک مہر کھردائی چونکہ لوگوں نے آپ سے کہا کہ بادشاہان عجم بے مہر کے خطوط قبول نہیں کرتے۔ آپ صلعم نے قیصر ہرقل سلطان روم اور خسرو پرویز بادشاہ پارس اور مقوقس حاکم مصر اور نجاشی بادشاہ حبشہ اور حاکم یمن کے پاس خطوط روانہ کیے۔ قیصر ہرقل نے جب آپ صلعم کا خط آیا۔ اسکا دل اسلام کی طرف مائل ہوا۔ لیکن اُس کے

ہر کان دول راضی نہوے۔ اس سبب سے وہ ایمان لانے سے مجبور رہا۔ آپ صلعم کا نام جب پرویز کو ملا اور اُس نے آپ صلعم کا نام اپنے نام پر مقدم دیکھا۔ نہایت غصہ ہوا اور نامہ مبارک کو پارہ پارہ کر ڈالا۔ جب آپ صلعم کو یہ حال معلوم ہوا۔ آپ صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اُس کی سلطنت کو پارہ پارہ کر ڈالے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جب حبشہ کے بادشاہ نجاشی نے آپ صلعم کا نامہ پایا اُس کی تعظیم کی بانگھون سے لگایا اور ایمان سے مشرف ہوا۔ جب سہنہ ہجری میں اُس نے انتقال کیا۔ آپ صلعم نے اُسکے مرنے کی خبر سنائی اور اُسکی نماز جنازہ غائبانہ پڑھی۔

اسی طرح آپ کا نامہ مقوقس یعنی مصر کے حاکم کو ملا۔ اُس نے اسلام قبول کیا اور بے درپے بہت تحفے آپ صلعم کے پاس بھیجے۔ منجملہ تحفوں کے ماریہ قبطیہ بھی تھیں جن سے آپ صلعم کے صاحبزادے حضرت ابراہیمؑ تھے لیکن انھوں نے بچپن ہی میں انتقال فرمایا۔

ملک تین بھی خسرو پرویز کی تخت میں تھا۔ وہاں کے حاکم کو پرویز نے لکھا کہ شخص نبوت کا دعویٰ کرتا ہے اور اُسکو گرفتار کر کے میرے پاس بھیج دو۔ اس نے وہاں کے حاکم کے واسطے آپ صلعم کے لانے کے واسطے روانہ کیا۔ جب آپ صلعم کے پاس وہ لگ پہنچے اور اُس حکم سے مطلع کیا۔ آپ صلعم نے فرمایا کہ آج کی شب خسرو کو اُس کے بیٹے شیرویہ نے مار ڈالا اس خبر کو سُکر وہ دونوں مین کو واپس گئے اور وہاں کے حاکم سے یہ خبر کہی۔ اُس نے کہا کہ اگر یہ خبر صحیح ہوگی تو وہ بے شک پیغمبر ہیں اور ہم انہیں ایمان لا دیں گے۔ چنانچہ اُسی وقت شیرویہ کا خط آیا کہ پرویز ظالم تھا وہ مارا گیا اور ہم بادشاہ ہوئے ہماری اطاعت کرو اور عرب میں جو نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں ابھی اُن سے تاحکم ثانی ہمارے نہ ہو تو۔ چنانچہ مین کا حاکم مع اور لوگوں کے اُسی وقت ایمان سے مشرف ہوا اور مین میں اسلام پھیل گیا۔

فصل تیسویں

آپ صلعم نے ایک قاصدِ مصری کے حاکم کے پاس کہ شام کی سرحد پر ہوا ایمان لانے کے لیے روانہ کیا تھا۔ رادین مورتہ کے حاکم نے اسکو پکڑ لیا۔ اور ہلاک کیا۔ آپ صلعم کو جب یہ معلوم ہوا آپ صلعم نے تین ہزار آدمیوں کا لشکر تادیب کے واسطے روانہ کیا۔ اس فوج کی سالاری زید بن حارث کو دی گئی۔ زید آپ صلعم کے آزاد غلاموں میں تھے اور اول ایمان لانے والوں میں۔

آپ صلعم نے روانگی کے وقت فرمایا کہ زید اگر شہید ہون تو ان کی جگہ جعفر سالار ہون اور اگر وہ بھی نہ رہیں تو عبد اللہ بن رواحہ ہوں اور اگر وہ بھی باقی نہ رہیں تو جس کو مومن لوگ پسند کریں مورتہ کے حاکم کو جب اس حال سے خبر ہوئی۔ اُس نے ایک لکھ آدمی فراہم کیے۔ اہل اسلام نے شہادت کو غنیمت سمجھ کر مقابلہ کیا۔ اور اہل اسلام نے بڑی بہادری دکھائی۔ لیکن دو تینوں سردار یکے بعد دیگرے شہید ہوئے تب مسلمانوں نے خالد بن الولید کو اپنا سردار بنایا جنہوں نے اپنے کفر کے زمانے میں مسلمانوں کو شکست دی تھی خالد بن الولید کی حکمت عملی سے مسلمانوں کو فتح ہوئی اور بخیریت تمام مدینہ کو واپس آئے۔ حضرت صلعم جنگ مورتہ کے حالات سے خبر مدینہ میں دیتے رہے۔ یعنی پہلے زید بن حارث کی شہادت کا حال کہا پھر جعفر طیار پھر عبد اللہ بن رواحہ کی شہادت کو بیان کیا۔ اور فرمایا کہ اب سیت اللہ لشکر کا سردار ہوا۔ اور اہل اسلام کو فتح نصیب ہوئی۔ اگرچہ آپ صلعم سو کوس کے فاصلہ پر تھے لیکن باخبر ذہن و صفائی سے یہ سب حال بیان فرماتے تھے۔ جب جعفر طیار کی شہادت کی خبر آپ صلعم نے کہی۔ اُنکے گھر میں ماتم برپا رہا اور کھانا کسی نے نہ پکا یا۔ اس لیے آپ صلعم نے تین یا چار دن تک کھانا اپنے بہان سے بھیجا۔ یہ واقعہ سنہ ہجری میں پیش آیا۔

فصل چہیشویں

اسی سال مکہ بھی فتح ہوا۔ اور اسکا سبب یہ ہوا کہ نبی بکر اور بنی خزاعہ دو قومیں عرب کی تھیں۔ بنی بکر صلح حدیبیہ کی رو سے اہل قریش کی ہم عہد تھیں اور خزاعہ اہل اسلام کی۔ ان دونوں قوموں میں اس رو سے صلح رہنی چاہیے تھی۔ لیکن بنی بکر نے زیادتی کی اور بنی خزاعہ پر بخون مارا۔ اور بنی آدمی بنی خزاعہ کے مارے گئے اور اس میں کفار قریش بھی مثل حکمران ابن ابی جہل وغیرہ کے شریک تھے۔ بنی خزاعہ نے عین سرکہ میں آپ صلح کا نام لیکر فریاد کی۔ اُس فریاد کو اللہ تعالیٰ نے آپ صلح کے قانون ایک پہونچایا۔ اسوقت آپ صلح حضرت میمونہؓ کے حجرے میں تھے۔ اور عشا کی نماز کے واسطے وضو فرماتے تھے اس فریاد کو سنکر لبیک جواب میں بولے میمونہؓ نے آپ صلح سے پہونچا کہ لبیک آپ صلح نے کس کے جواب میں فرمایا۔ آپ صلح نے فرمایا کہ بنی خزاعہ کی فریاد میرے قانون تک پہونچی۔ اُس کا جواب میں نئے دنیا۔ اور آپ صلح نے لبیک جواب میں فرمایا کہ بنی خزاعہ نے میدان سرکہ میں سنا۔ دوسرے روز حضرت عائشہؓ سے آپ صلح نے فرمایا کہ اہل قریش نے جو بھمدی کی اس میں اللہ تعالیٰ نے حکمت رکھی ہو کہ اس کے ذریعہ سے ایک حکم اپنا ظاہر کرے حضرت عائشہؓ نے کہا کہ یہ آپ صلح کا گمان ہے اہل قریش ایسے نادان کنین ہیں اسی گفتگو میں عمر بن سالم کہ بنی خزاعہ سے کھٹا آیا اور محل حالات عرض کیے۔ یعنی قریش کا شریک ہونا۔ اور بنی خزاعہ کا فریاد کرنا اور لبیک جواب میں سنا۔ اس عرصہ میں اہل قریش ذر سے کہ یہ حال آپ صلح کو خبر ہو رہا ہوگا اور یہ فوج بھی کریں گے۔ اس لیے ابی سفیانؓ کو قاصد کر کے ارادہ کیا کہ صلح کے شرائط سے سرے سے قائم کرے۔ چنانچہ ابی سفیان آیا اور پہونچا کہ جب پہونچا بنی بکر کے مکان میں گیا۔ جو حضرت سلمہؓ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ تھیں ام حبیبہؓ

نے اپنے باپ کو دیکھا آپ کا بستر جو بچھا ہوا تھا پیٹ لیا۔ کہ اس پر ابی سفیان نہ بیٹھے۔ انھوں نے کہا کہ اسے باپ تم کفر کی نجاست سے ناپاک ہو۔ پیغمبر برحق کے بستر پر بیٹھنے کی زیادت نہیں رکھتے ہو۔ ان باتوں سے وہ اندر ہوا کراٹھا اور باہر آ کر حضرت ابو بکرؓ اور عمرؓ سے ملا اور صلح کی درمیانی کے واسطے کہا۔ اُن لوگوں نے انکار کیا تب حضرت علیؓ سے کہا۔ حضرت علیؓ کے مزارت میں طرافت تھی انھوں نے فرمایا کہ حضرت صلح کے حضور میں جاؤ اور کہو کہ بنے قریش کو آپ صلح کی طرف سے امن دی ہے اس خیال سے کہ آپ صلح میری بات کو رد نہ کریں گے چنانچہ اُس نے ایسا ہی کیا اور کہا لیکن آپ صلح نے کچھ جواب نہ دیا۔ ابی سفیانؓ نے سمجھا کہ میرا مطلب برآیا۔ اور مکہ کو چلا گیا جب اُس نے اپنی قوم سے یہ بات کہی۔ اُن لوگوں نے موقوف بنایا۔ حضرت صلح نے لڑائی کا سامان مخفی طور پر کیا۔ اور مکہ کی خبر بند کر دی۔ ایک شخص نے کہ اُن کا نام۔ حاطبؓ تھا قریش کے نام مخفی خط لکھا۔ اور ایک عورت کی معرفت روانہ کیا اس حال کی خبر آپ صلح کو وحی کے ذریعہ سے ملی۔ اور آپ صلح نے حضرت علیؓ اور زبیرؓ اور مقدادؓ کو روانہ کیا کہ روضہ کلخ میں ایک عورت سے ملاقات ہوگی اسکے پاس خط ہر اسکو ساتھ لیتے آنا۔ جب یہ لوگ روضہ کلخ میں پہنچے ایک عورت سے ملاقات ہوئی۔ اُسے خط سے انکار کیا۔ لوگوں نے اسکی تلاشی لی۔ تب بھی خط کا پتہ نہ لگا۔ اس پر حضرت علیؓ نے اس پر تلوار کھینچی کہ حضرت صلح کا فرمانا غلط نہیں ہو سکتا۔ ضرور تیرے پاس خط ہر کال اور نہیں تو ابھی تجھ کو قتل کرتا ہوں تب اس عورت نے اپنے بال کے جوڑے سے خط نکال کر دیا اُس میں لکھا تھا کہ اے اہل قریش حضرت صلح نے تم پر فوج کشی کا قصد کیا ہے خبردار رہو۔ لیکن وہ تم پر ضرور ظفر یا ب ہونگے اگرچہ تمہا بھی ہونگے پس آپ صلح نے حاطبؓ کو طلب کیا حاطبؓ نے کہنے سے اقرار کیا اور کہا کہ اس میں نیکی کی نیت تھی ضرر کی نہیں۔ اس پر حضرت عمرؓ حاطبؓ پر غصہ ہوئے آپ صلح نے فرمایا کہ

اے عمر حاطب اہل بدر سے ہیں۔ اور قابلِ نحو کے ہیں۔ اگرچہ اس امر میں اُن سے خطا ہوئی۔ پھر آپ صلعم دس ہزار آدمی سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اور ایسی راہ سے گئے کہ اہل مکہ کو مطلق خبر بھی نہ ہوئی اور آپ صلعم مکہ کے قریب پہنچ گئے۔ اور امین حضرت عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہجرت کیے آتے تھے ملے۔ اُسے آپ صلعم نے کہا کہ تم خاتمِ ہجرت ہو۔ جیسا ہم خاتم النبیین ہیں۔ اور آپ صلعم اُن کو واپس مکہ کی طرف لے گئے اور انکی اہلخانہ کو مدینہ کی طرف بھیج دیا جب مکہ کے قریب پہنچے آپ صلعم نے شکرِ قیام کیلئے رات کے وقت آپ صلعم نے ہر شخص کو آگ روشن کرنے کا حکم دیا۔ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ اپنے خیمہ سے نکل کر شہر کی طرف چلے۔ کہ کوئی راہِ زمین ملے تو اہل شہر کو شکر کی خبر کہیں۔ چنانچہ ابی سفیان مع حکیم اور بدیل کے آگ کی جستجو لینے کو آئے بدیل نے کہا اے ابی سفیان یہ لوگ بنی خزاعہ سے ہیں ابی سفیان نے کہا اتنے آدمی بنی خزاعہ میں کہاں ہیں ابی سفیان کی آواز سن کر عباس رضی اللہ عنہ نے اسکو پکارا۔ اُس نے ملاقات کی اور جماعت کا حال پوچھا عباس رضی اللہ عنہ نے اہل اسلام کی جماعت اور ان کے قصد سے مطلع کیا۔ ابی سفیان کے ہوش اڑ گئے۔ لیکن عباس رضی اللہ عنہ نے سمجھایا کہ ہمارے نبی کریم رحمہم دل میں۔ اگر تم اُن کے پاس جاؤ گے اور صلح چاہو گے تو وہ پسند کریں گے۔ چنانچہ وہ راضی ہوا اور اُن کے ساتھ چلا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ راہ میں ملے اور ابی سفیان کو پہچان کر مار ڈالنے کا قصد کیا۔ عباس رضی اللہ عنہ نے باز رکھا کہ وہ ہماری پناہ میں ہے۔ اور حضرت صلعم کے پاس صلح کے لیے جاتا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ جھپٹ کر حضرت صلعم کے پاس پہنچے۔ اور ابی سفیان کے مار ڈالنے کی اجازت چاہی۔ عباس رضی اللہ عنہ نے ہونچکر جواب دیا کہ میری پناہ میں ہے۔ چنانچہ حضرت صلعم نے رات بھر کے واسطے عباس رضی اللہ عنہ کے حوالہ کیا اور کہا کہ اس کا فیصلہ کل صبح کر دیا جائے گا۔ ابوسفیان کو عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے خیمہ میں لہجا کر سمجھایا کہ اب ایمان

میں یہ حال عرض کیا۔ آپ صلعم نے فرمایا: میں مار ڈالوں۔ چنانچہ اُسے وہیں قتل کر ڈالا اللہ تعالیٰ جلتانہ نے اُس دن حرم میں بھی اجازت قتل کی دی لہذا آپ صلعم نے وہیں قتل کا حکم دیا۔ وہ پہلے مدینہ میں آکے مسلمان ہو گیا تھا۔ آپ صلعم نے اُسکا نام عبداللہ رکھا تھا۔ آپ صلعم نے ایک قبیلہ کی زکوٰۃ لانے کو اُسے بھیجا۔ اُس سفر میں اُس نے اپنے خدشہ گار کو کہ کھانا پکانے میں اُسے دیر کی تھی مار ڈالا۔ پھر اس ڈور سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قصاص میں اُسے قتل کریں گے۔ مدینہ کو نہ گیا۔ اور زکوٰۃ کا مال لیکر مرتد ہو گیا۔ اور مکہ کو چلا گیا۔ آپ صلعم نے اُس کا خون ہدر فرمایا۔ کہ مارا گیا۔ مقیس ابن صبابہ کا یہ جرم تھا کہ اُس کے بھائی ہشام کو ایک انصاری نے مشرک جان کر قتل کیا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے دیت دلوادی۔ مقیس نے بعد لینے دیت کے انصاری کو قتل کیا۔ اور مرتد ہو کے بھاگ گیا۔

مکہ کے فتح کے روز ایک گوشہ میں اور مشرکوں کے ساتھ مکہ میں شراب پی رہا تھا۔ نمیلہ بن عبداللہ بنی کو خیر ہوئی۔ انھوں نے اُسے قتل کیا حارث بن طلحہ بھی حضرت صلعم کو ایذا میں دیتا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اُسے قتل کیا۔

حویرث بن نقید کو بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔ گھڑ میں بیٹھ رہا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دروازے پر اُس کی تلاش کے لیے گئے۔ گھڑ میں کسی نے کہا کہ جگل کو گیا، ہر۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ان سے چلے آئے تب وہ گھر سے نکلا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مل گیا۔ انھوں نے قتل کیا یہ شخص شاعر تھا۔ حضرت صلعم کی جو لاکھ شائع کرتا تھا۔ اس لیے اُسکا خون ہدر ہوا۔ عکرمہ بن ابی جہل کا یہ حال ہوا کہ وہ مکہ سے بھاگ گیا۔ ام جمیل اسکی جوڑو مسلمان ہو گئی۔ اور حضور اقدس میں عرض کیا کہ عکرمہ کو امان ملے۔ آپ صلعم نے عکرمہ کو امان دی۔ اور ام جمیل نے عکرمہ سے جا کر کہا جبکہ وہ بھاگنے کے قریب تھا اور جواز پر سوار ہوتا تھا۔ کہ اُسکو امن ملا ہو۔ اُس نے کہا: تمب کیا۔ کیونکہ وہ بوجہ اپنی عداوت

خاندانی کے اُسکو محال سمجھتا تھا۔ لیکن ام جمیل نے کہا کہ آپ صلعم بڑے رحیم اور کریم ہیں کہ آپ صلعم کی تعریف نہیں ہو سکتی عکرمہ۔ آپ صلعم کے پاس ام جمیل کے ساتھ حاضر ہوا اور کہا کہ یہ عورت کہتی ہے کہ آپ صلعم نے مجھے امن دیا ہے۔ آپ صلعم نے کہا کہ سچ کہتی ہے۔ اور عکرمہ ایمان سے مشرف ہوئے۔ اور آخر میں اُنکا یہ حال ہوا کہ قرآن مجید کو دیکھ کر بذا کتاب ربی فرماتے اور وجد کرتے۔ یہ محض کے سرکہ میں شہید ہوئے عبداللہ بن سعد کا یہ جرم تھا کہ کاتب وحی تھے لیکن وحی کا عکس پرلے سے وقت لکھنے کے بعض لفظ قبل بتانے کے بول اُٹھتے اور اُسکو آپ صلعم صحیح بتاتے اس سبب سے وہ سمجھے کہ آپ صلعم وحی سے گزیر کر بتاتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے نہیں بتاتے اور مرتد ہو گئے۔ اس لیے آپ صلعم نے انکے حق میں بھی قتل کا حکم دیا۔ لیکن عثمان غنی کے وہ رضائی بھائی تھے اور انھوں نے اُنکو بچھایا۔ اور آپ صلعم کے پاس۔ سفارش کی۔ تب اُنکا قصور معاف ہوا۔ اور ایمان قبول کیا بارقہ اور سودان کے فاتح ہی ہیں۔ وحشی کہ میر حمزہ۔ کا قاتل تھا۔ بعد فتح مکہ کے بھاگا رہا۔ دفعہ مکہ میں آپ صلعم کے پاس حاضر ہوا اور تائب ہوا اور ایمان لایا۔ آپ صلعم نے اُسکی توبہ قبول کی۔ مسلمانہ کذاب کا قاتل بھی یہی شخص تھا۔ کعب۔ بن زہیر نے آپ صلعم کی جو شعر میں لکھی تھی۔ یہ بھی چھپا رہا لیکن مدینہ میں دفعہ حاضر ہوا اور توبہ کر کے مسلمان ہو گیا اور اشعار آپ صلعم کی تعریف میں اپنی تصنیف سے بڑھے آپ صلعم نے اس میں ایک شعر کی اصلاح بھی کی اور سیف کی جگہ نور کا لفظ بنایا۔ اور اُسکی طبیعت کی جودت پر بہت راضی ہوئے۔ صفوان جر عکرمہ کے ساتھ لڑائی میں شریک تھا بھاگا۔ اور ایمان لانے کے واسطے مہلت لی۔ یہاں تک کہ حنین کی لڑائی میں جو غنیمت بہت ہاتھ آئی اُس نے تعجب کیا۔ اور آپ صلعم نے ایک بہادر غنیمت کا اُسے بخش دیا۔ اُسکو بہت تعجب ہوا اور سمجھا کہ یہ بخشش سوائے نبی کے کوئی آدمی نہیں کر سکتا۔ اور فوراً ایمان لایا۔ بیمار کا یہ قصور تھا۔

کہ جب آپ صلعم کی صاحبزادی زریب مکہ سے مدینہ کو روانہ ہوئیں اُس نے نیزہ اونٹ پر مارا جس سے اُنکو زخم پہونچا۔ اور اُنکا حمل ضائع ہوا۔ اور اسی صدمہ میں مدینہ پہونچ کر اُنکا انتقال ہوا۔ اس سبب سے ہمار کا خون ہدر ہوا۔

فصل پچیسویں

بعد فتح مکہ کے سترہ چری میں حنین کی لڑائی ہوئی۔ جب آپ صلعم مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ کو پھرے۔ آپ صلعم کے ساتھ بارہ ہزار آدمی تھے۔ آپ صلعم نے اُن آدمیوں کے ساتھ بدوؤں پر فوج کشی کی۔ یہ لوگ حنین میں مجتمع تھے۔ یہ حنین۔ طائف کے قریب ہے جب لڑائی شروع ہوئی مسلمانوں کو اُن کی تھوڑی جماعت دیکھ کر ایسا گمان ہوا کہ فوراً انپر غریب ہونگے۔ لیکن بدوؤں نے خوب مقابلہ کیا۔ اور قریب تھا کہ مسلمانوں کا پانٹون اٹھ جائے۔ لیکن حضرت صلعم مسلمانوں کو اس ضیق میں دیکھ کر خود لشکر کے آگے ہوئے۔ اور اُس وقت آپ کے چچا عباسؓ اور چچے بھائی ابی سفیان بن حارث آپ صلعم کے بغلہ کے دونوں جانب تھے۔ اور آپ صلعم نے یہ رجز پڑھا۔ انا انبی لا کذب انا ابن عبد المطلب۔ یعنی میں نبی ہوں جھوٹا نہیں ہوں۔ میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں۔ اور فرمایا کہ لشکر کو پکار دو کہ پیچھے سے آگے بڑھے۔ چنانچہ عباسؓ نے پکارا اور سب لشکر ٹوٹ پڑا اور دشمن پسپا ہوئے۔ میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا۔ اسی لڑائی میں مویشی بہت غنیمت میں ہاتھ آئے۔ انھیں میں سے صفوان کو کہ اُس سے آپ صلعم نے کچھ ہتھیار اُدھار لیا تھا۔ ایک پہاڑ مویشی کا دیا۔ اسی سخاوت پر آپ صلعم کی ودایمان لایا۔

انھیں دشمنوں نے اوطاس کے مقام میں بھی جمع کیا۔ لیکن مسلمانوں نے اُن کو بھی زک دی۔ تب اُن لوگوں نے طائف میں اجماع کیا۔ اور اُس کا محاصرہ بھی کیا گیا۔ لیکن آپ صلعم نے ایک خواب دیکھا کہ اُسکی تعبیر کے بموجب محاصرہ اٹھایا گیا

لیکن فرشتہ کا سردار ابن مالک آپ سے اگر مسلمان ہو گیا اور وہ قلعہ بھی
اخانت میں در آیا۔

فصل پچیسویں

سب فتح مکہ کی خبر شائع ہوئی۔ عرب کے ہر فرقہ اور گروہ کے لوگ جوق جوق مسلمان ہو
گئے۔ کیونکہ کل عرب کا اعتقاد بسبب تعدد اصحاب نبیل کے یہ تھا کہ اس پر کوئی شخص
اہل باطل اور گمراہ سے قابض نہ ہوگا۔ اس لیے اکثر عرب بلکہ کل آپ صلعم کے تابع ہو گیا۔
اور عرب کی ہر قوم سے دو ایک شخص آپ صلعم کے پاس علم اور ادب سیکھنے کے واسطے
آئے۔ ان لوگوں کا نام آپ صلعم نے وفود رکھا۔ اور ان کی قدر کرتے۔ اور ان کو
انعام دیتے۔ اسی سال یعنی سنہ ہجری میں وفود اس کثرت سے آئے کہ آپ صلعم نے
اس سنہ کا نام سال وفود رکھا۔ ان وفود میں سے صرف دو شخص مرتد ہوئے۔ ایک
اسود غنسی تھا کہ آپ صلعم ہی کے زمانہ میں غیر وز صحابی کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اور
دوسرا مسلمہ۔ کذاب تھا کہ ابو بکر صدیق کی خلافت کے زمانے میں مارا گیا۔

فصل ستائیسویں

اسی نوین سال میں ہجرت کے غزوہ تبوک پیش آیا۔ اس معرکہ میں آپ صلعم پچیس ہزار
آدمیوں کے ساتھ روانہ ہوئے۔ یہ جگہ شام کی سرحد پر واقع ہے۔ اور یہ مقام قیصر
ہرقل کے دخل میں تھا۔ اس فوج کشی کا یہ سبب ہوا کہ ایک شخص نے مدینہ میں یہ
خبر پہنچائی کہ قیصر ہرقل بڑے لشکر کے ساتھ مدینہ پر آتا ہے۔ اس سبب سے آپ
صلعم نے پیش قدمی مقابلے کے لیے کی۔ لیکن تبوک پہنچ کر معلوم ہوا کہ یہ صحیح خبر نہ تھی
آپ صلعم وہاں دو مہینے مقیم رہے لیکن ہرقل کا کوئی لشکر نہ آیا۔ اس لیے آپ
صلعم نے موافق مشورہ اصحاب کے واپسی کا قصد فرمایا۔

اور خالد بن الولید کو کچھ لشکر کے ساتھ اکیدر کی گرفتاری کے لیے کہ جنگ موتہ

کاباعت وہی تھا بھیجا۔ اور وہ نیل گاؤ کے شکار کے وقت گرفتار ہو گیا۔ خالد اسکو حضور
میں لائے اور اُس نے جزیہ دینا قبول کیا۔ اُسی کے ساتھ قوم بنی ہلے جس میں حاتم کی بیٹی تھی
گرفتار آئی تھی۔

اس فوج کشی کا پایا بن نہایت خشک سالی میں ہوا تھا۔ اور وہ عسرت اور تنگی کا زمانہ
تھا۔ اس لئے آپ صلعم نے اصحاب کو اعانت کے لیے فرمایا تھا چنانچہ دو ثلث لشکر کا
سامان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کیا۔ اور ان سے آپ صلعم بہت راضی ہوئے اس
واقعہ میں کل اصحاب شریک تھے۔ صرف بعض منافق نہ گئے۔ اور جھوٹا حیلہ پیش کیا۔
آپ صلعم نے ان سے تعرض نہ کیا۔ لیکن اہل باخلاص سے بھی دوستی نہ گئے تھے۔
آنحضور نے جھوٹا حیلہ پیش نہ کیا۔ اور کہا کہ صرف اپنی سبستی سے نہ پہنچ سکے اور
اپنے فعل پر نادم تھے۔ وہ کعب بن اشرف۔ اور صفوان بن امیہ تھے۔ آپ صلعم نے ان پر عتاب فرمایا
اور کہا کہ اتنے کوئی مسلمان بات نہ کرے۔ چنانچہ یہ لوگ پندرہ روز تک اسی میں
بتلا رہے تیار اور برابر دوتے رہے۔ آخر شج بن وحی آئی کہ قصور معاف ہوا۔ تو سب
مسلمانوں سے ملے۔ لیکن اس پر کعب بہت خوش تھے کہ ہم جھوٹ پنہاں خدا سے
نہ بولے۔ اور میرا حساب منافقین میں نہوا۔ اور اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کے
ساتھ معاملہ صاف رہا۔ اس کا تب نے غور سے دیکھا تو یہی بڑا وادِ استاد و
مرشد باپ اور شیخ کے ساتھ بھی چاہیئے۔ یعنی ان کے ساتھ حیلہ اور جھوٹ
بولنا نہ چاہیئے ایک شخص کہ نام اسکا لکھنا مناسب نہیں ہے۔ اپنے شیخ سے اکثر
جھوٹ بولتا تھا۔ اور شیخ کی شفقت اُس پر بہت تھی اور ظاہر اُس کے اعمال
صالح بھی تھے۔ لیکن میں نے دیکھا۔ کہ بعد شیخ کے فوڑا ہلا میں بتلا ہوا اور اُس
سے ایک ایسا فعل قبیح ظہور میں آیا کہ اُس سے سب لوگ بدظن و متنفر ہو گئے
اور وہ اپنی نکبت میں گرفتار ہو۔

فصل اٹھائیسویں

جب آپ صلعم بنوک سے واپس آئے۔ اور حج کا زمانہ پہنچا۔ آپ صلعم بسبب کثرت و فود کے حج کو نہ جاسکے۔ حضرت ابو بکر کو امیر اخراج کر کے حجاج کا قافلہ روانہ فرمایا۔ اُن کی روانگی کے بعد سورہ برات نازل ہوئی جس میں حکم تھا کہ حج فرض ہوا۔ اور سال آئندہ سے کوئی کافر حج نہ کرنے پاوے۔ چنانچہ حضرت علیؓ کو سورہ برات تعلیم فرما کر روانہ کیا۔ اور فرمایا کہ تم خود حج کے بعد ان احکام کو خطبہ کے طور پر سنا دینا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

فصل انتیسویں

سلسلہ ہجری میں آپ صلعم نے ایک قاصد بنی حبران کے پاس کہ قوم نصارا تھے روانہ کیا۔ اور اُنکو اسلام کی دعوت فرمائی اُن میں سے جو وہ آدمی آپ صلعم کے پاس آئے اور بحث بجا کرنے لگے۔ آپ صلعم نے موافق وحی کے جواب دیا جیسا کہ آئیر۔ تم بتھمل قرآن میں شاہد ہو۔ کہ اگر تم کو شک ہو تو ادھم تم مباہلہ کنیزن لینے قسم کھا دین۔ کہ جو ہر سر خطا ہوا اسکو خدا غارت کرے۔ چنانچہ انھوں نے مہلت لی کہ اس کا جواب کل دینگے اور آپس میں مشورہ کیا۔ آخر ش اُن لوگوں نے مباہلہ سے انکار کیا۔ اور آپ صلعم نے فاطمہؓ زہراؓ اور علیؓ رضاؓ اور حسنینؓ کے ایک میدان میں مباہلہ کے لیے آمادہ تھے۔ اُن کے انکار پر آپ صلعم نے فرمایا کہ اگر یہ گروہ مباہلہ کرتے تو کوئی نصارا روئے زمین پر قیامت تک نہ رہتا۔ یہین سے یہ بات نکلتی ہی۔ کہ قیامت کے قرب میں نصارا زیادہ ہونگے۔

فصل تیسویں

اسی سلسلہ ہجری میں آپ صلعم نے حج و دلع فرمایا۔ لینے اس حج کے بعد ہجرج کا اتفاق ہوا۔ اور ایک لاکھ آدمی سے زیادہ آپ صلعم کے ساتھ حج میں آئے۔

بعد انجام دینے ج کے ارکان کے اور اداے خطبہ کے آپ صلعم نے وعظ فرمایا کہ مسلمانوں کی جان و مال کی حفاظت میں ہر مومن کو کوشش کرنا چاہیے اور مسلمانوں کے قتل و قتال سے پرہیز۔ دوم یہ کہ اگر قرآن پر جیسا کہ چاہیے عامل رہو گے تو راہ راست سے نہ جھٹکو گے۔ تیسرے۔ کہ آئندہ برس میں شاید ہم نہ رہیں اور یہ بھی فرمایا کہ مسلمانوں کو تین چیز لازم ہو کہ دنیا کی آلائش سے پاک رہے گا۔ ایک نیت کا خلوص ہو۔ ہر کام میں نیت کو خالص رکھنا اور نوازش کو ترک کرنا۔ دوسرے یہ کہ مسلمانوں کے ہر جمع میں جانا اور ہر حال میں ان کی اصلاح کے کوشاں رہنا۔ تیسرے یہ کہ مسلمانوں کا ہر حال میں خیر خواہ رہنا۔ اور ان کی ناقدری سے دولتنگ نہ ہونا۔ اس زمانہ میں حضرت علیؓ عین کے والی تھے۔ اور آپ صلعم کی ج کی خبر شکر وہ بھی آئے اور اس میں شریک ہوئے۔

جب آپ صلعم مدینہ کو واپس چلنے لگے۔ حضرت علیؓ کو بھی ساتھ لے لیا اور غدیر کے مقام میں کہ مکہ کے قریب ہی خطبہ پڑھا۔ اور حضرت علیؓ کی تعریف کی اور فرمایا کہ جو میرا دوست ہو وہ علیؓ کا دوست ہو اور جو علیؓ کا دشمن ہو وہ میرا دشمن ہو۔ اس خطبہ کا یہ سبب ہوا کہ بعض اہل مین نے حضرت علیؓ کی شکایت کی تھی۔ ان کے بھانے کے واسطے آپ صلعم نے ایسا فرمایا یعنی حضرت علیؓ کا فعل نفاست سے نہ تھا بلکہ اہل مین کی سمجھ کا قصور تھا۔ حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کو مبارکباد دی کہ آج سے آپ میرے مولا ہوئے۔ جس زمانے میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں تھے سرفہ کے دن آیہ املت لکم دینکم نازل ہوئی۔ بعض اصحاب نے اس پر بڑی خوشی کی کہ دین اسلام کی تکمیل ہوئی۔ لیکن مثل ابو بکرؓ کے کہ امیدوار زیرک تھے۔ بہت روئے کہ اس سے فراق کی ہونگئی ہے کہ جب دین کی تکمیل ہوئی تو نبی کے رہنے کی ضرورت نہ رہی۔

فصل اکتیسویں

سنہ ہجری میں آپ صلعم نے فرمایا کہ مجھ کو اس قمر کا اثر کہ خیر میں کھایا تھا معلوم ہوتا ہے اور اب اس سے میری رگ جان کٹ گئی۔ شاید اس سال اب ہم نہ بچیں گے ایک روز آپ صلعم کو بلغمی بخار آیا اور بڑھتا گیا کہ آپ صلعم مسجد میں نماز کے واسطے نہ جا سکے امامت کا حکم ابو بکرؓ کو فرمایا۔ جب ابو بکر امامت کین مشغول ہوئے۔ آپ صلعم کی جگہ خالی دیکھ کر اے اختیار روئے اور آواز رونے کی بلند ہوئی۔ یہاں تک کہ آپ صلعم کے کالون تک پہنچی اور آپ صلعم مسجد میں آئے۔ اور حضرت ابو بکرؓ کے پیچھے نماز پڑھی۔ بعد نماز کے آپ نے تسکین کے کلمے فرمائے۔ اور مسلمانوں کو نیکی کی بھی نصیحت کی۔ اسی عرصہ میں ایک لشکر آپ صلعم نے شام کی طرف روانگی کے لیے آمادہ کیا۔ اور اسامہ بن زید کو اسکا سردار کیا۔ اور ان کی ماتحتی میں اصحاب کرام سے مثل ابو بکرؓ اور عمرؓ کے بھی رہے۔ لیکن یہ لشکر ہنوز روانہ نہوا تھا کہ عارضہ آپ صلعم کا بڑھ گیا۔ اور لشکر ٹھہر گیا۔ یہاں تک کہ ابو بکرؓ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں اسکو روانہ کیا۔ صحیحین میں مذکور ہے کہ آپ صلعم نے اسی بیماری میں ایک روز حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ اپنے باپ اور بھائی کو بلاؤ کہ تمہارے باپ کے لیے خلافت نامہ لکھ دوں پھر آپ صلعم نے فرمایا کہ اسکی ضرورت نہیں ہے کیونکہ مومن لوگ انکے سوا دوسرے کو سردار نہ کریں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کی مشیت بھی یہی ہے۔

اسی طرح صحیحین میں یہ بھی مذکور ہے کہ ایک روز بیماری کی حالت میں کاغذ اور قلم مانگا۔ چونکہ اسوقت عارضہ کی شدت تھی حضرت عمرؓ نے کہا کہ اسوقت لکھوانے میں آپ صلعم کو تکلیف ہوگی۔ ہمارے لیے آپ صلعم کے فرمانے کے بموجب قرآن مجید کافی ہے بعضوں نے اسکے خلاف تقریر کی اور اسی قبیل وقال میں آواز بلند ہوئی کہ آپ کے کالون میں گران معلوم ہوا اور آپ نے فرمایا کہ سب لوگ باہر جاوین۔ جب آپ صلعم کے عارضہ میں تحقیق آچھی

ہوئی آپ نے سب کو بلایا اور فرمایا کہ تین چیزوں کو خوب نگاہ رکھو۔ اول یہ کہ وفود کو انعام دیا کرو۔ دوم یہ کہ جو کفار عرب میں ہیں اُن کو عرب سے نکالنے کی کوشش کرو۔ سوم یہ کہ اسامہ کا لشکر روانہ کرو۔ انھیں تینوں باتوں کے واسطے کاغذ اور قلم مانگا تھا کہ ربانی فرمادیا۔ ایک گروہ مسلمانوں کے اُس کو قصہ قرطاس کہتے ہیں اور یوں سمجھتے ہیں کہ اس سے یہ مطلب تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خلافت نامہ لکھتے۔ لیکن خلافت نامہ کا حال تو پہلی ہی روایت سے ظاہر ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لیے خلافت منظور تھی۔

القرض اسی بخاری میں آپ صلعم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں دو شنبہ کے روز بارہویں ربیع الاول کو اللہ مجری میں انتقال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اصحاب رضوان اللہ علیہم کو اس حادثہ سے بڑا صدمہ ہوا۔ اکثر دن کے ہوش جاتے رہے۔ حضرت عثمان ایک مدت تک سکوت میں رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ صلعم مرے نہیں ہیں۔ یہ منافقین کا شعبہ ہے۔ جو ایسا کہیگا اُسکو قتل کرینگے۔ اور اسی لیے تنگی تلوار لیے پھرتے تھے۔ حضرت ابوبکر اپنے مکان پر اسوقت نہ تھے۔ خبر وفات کی سکر دوڑے آئے۔ اور حجرے میں چلے گئے۔ آپ کے چہرہ مبارک کو بوسہ دیا۔ اور رونے لگے۔ اور پوئے کہ جیسا کہ آپ صلعم زندگی میں خوشبو تھے۔ ویسا ہی بعد ممات بھی ہیں۔ جب باہر آئے اور عمر کا حال دیکھا۔ منبر پر خطبہ فرمایا کہ اے مسلمانو! مضطر نہ ہو۔ آپ و ما محمد الا رسول الخ پڑھا۔ اور کہا کہ اگر اُس اللہ کے بندے ہو جس نے محمد کو پیدا کیا اور اُن کو رسول بنایا اور اسی کو پوجتے ہو بہت درست ہو اور ایمان تمہارا حق پر ہے۔ اور اگر تم محمد صلعم کو پوجتے تھے تو انھوں نے انتقال فرمایا۔ جب عمر رضی اللہ عنہ نے یہ مضمون سنا اُن کو ہوش آیا اور اپنے قول سے تائب ہوئے۔

اسی اثنائیں کہ لوگ کفن کے سامان میں تھے ایک شخص جہیم اور خوش رنگ آئے

انکلی وارھی کے بال کچھ سپید اور کچھ سیاہ تھے۔ انکھوں نے کچھ کلمات تعزیت کے نقش
مہانک کے پاس فرمائے اور بہت روئے اور واپس چلے گئے۔ بعد جانے کے حضرت
ابوبکرؓ اور علیؓ نے فرمایا کہ یہ خضرؑ تھے۔

حضرت صلعم کی قبر کے بارے میں لوگوں کو اختلاف ہوا۔ لیکن اکثر اصحاب نے اس مضمون
کی حدیث سنائی کہ پیغمبر کو زمین دفن ہونا چاہیے جہاں اس کی روح قبض ہو۔ اسلئے
عائشہؓ مدینہ کے حجرے میں مدفون ہوئے۔ حضرت فاطمہؓ کو اس حادثہ سے
اس قدر صدمہ ہوا کہ چھ ماہ تک کہ زندہ رہیں نہ ہنسیں۔

حلیہ۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قدمبارک میانہ تھا۔ لیکن اُدیوں کے مجمع میں
سب سے بالا معلوم ہوتے۔ چہرہ مبارک کارنگ، گندمی تھا۔ اور اس میں بڑی ملامت
تھی۔ آپ کا سر مبارک بڑا تھا اور سر مبارک کے بال کاے۔ زلفیں نہ بہت پیچیدہ تھیں
نہ سیدھی آپ کی زلفیں کبھی نرم گوش تک رہتیں۔ اور کبھی کندھے تک زلفوں
کے بیچ میں شگاف کی طرف شگاف رہتا جس کو مانگ کہتے ہیں۔ آپ صلعم کے کان
نہ بہت بڑے تھے نہ چھوٹے۔ دیکھنے میں خوشنما معلوم ہوتے تھے۔ بھوین آپ
صلعم کی مچھی ہوئی تھیں۔ لیکن ایک باریک رگ درمیان میں فاصل تھی کہ
غصہ کے وقت ظاہر ہوتی تھی۔ دونوں آنکھیں آپ صلعم کی بڑی اور خوش رنگ
تھیں۔ اور سپید فی میں سرخ ڈور سے تھے انکھوں کی پتلی سیاہ تھی۔
پہنیاں۔ انکھوں کی کسی قدر لمبی تھیں۔ اور رخسارے مبارک نرم اور پر گوشت
تھے۔ دانت آپ کے مثل موتی کے صاف اور چمکیلے۔ اور بات کرنے میں ان کی چمک
مثل بجلی کے ہوتی۔ آپ صلعم کے جسم مطہر میں سایہ نہ تھا کیونکہ وہ سرایا لور تھا۔ شمع میں
کہاں سایہ ہوتا ہے۔ اور آپ کے بدن سے خوشبو آتی۔ اور آپ کا پسینہ عطر کی جگہ
پر روگ استعمال کرتے۔ درمیان دونوں شانوں کے مہر نبوت تھی۔ کف سار کی

اکھ میں مثل مشون کے کبوتر کے اڈے کے برابر معلوم ہوتی تھی۔
خلق۔ آپ صلعم کے اخلاق کا یہ حال تھا کہ کبھی ایک غریب بڑھیا کا کنا بھی مرد نہ کیا امیر اور
غریب سب آپ صلعم سے یکساں راضی اور خوش تھے۔ کسی کو آپ صلعم سے شکایت
نہ تھی۔ ایک لاکھ سے زیادہ اصحاب تھے اور سب سے ایسا ملتے کہ ان کو ماننا پ
بھول گئے۔

اپنا کام بیشتر آپ ہی کرتے۔ جو خوبان نبیوں میں جدا جدا تھیں آپ میں اکٹھی تھیں
خود اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں آپ کے خلق کی تعریف کرتا ہے۔ بشر کی کیا طاقت۔
معجزات۔ واضح رہے کہ نبی نبی آدم میں مخصوص ہوتے ہیں۔ اور مخصوص ہونا خلاف عادت
ہے۔ (تجربہ کے خلاف) ایسے خلاف عادت یعنی معجزہ سرزد ہونا ان سے ممکن ہے
بلکہ ضروری ہے۔ اگرچہ یہ مسئلہ اہل فلسفہ کا بہت صحیح ہے کہ خلاف عادت کوئی بات
نہیں ہوتی لیکن ہمارے ایسے عام لوگوں میں نہ کہ مخصوص لوگوں میں مثل انبیا
اور اولیا کے۔ کہ ان میں ایک خاص بات روحی ترقی سے حاصل ہوتی ہے۔ اور روحی
ترقیات آدمی میں ہونا اختیاری نہیں ہے۔ اگرچہ کوشش کو ہر امر میں اللہ تعالیٰ نے
بڑا دخل دیا ہے لیکن طبیعت کی مناسبت بھی اک چیز ہے جو خلقی ہوتی ہے۔

حضرت صلعم کے معجزات اس قدر نہیں ہیں کہ احاطہ تحریر میں آسکیں معجزے سے کتابیں
بھری ہیں۔ اور چونکہ اولیا کی کرامتیں بھی نبی کے معجزے کے تحت میں ہوتی ہیں اس
سبب سے معجزے کی انتہا ہی نہیں ہے۔ ایک معجزہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
قرآن مجید ہے کہ آج تک کوئی ایک آیت کے مثل بھی نہ لکھ سکا۔ اور ایک بڑی بات یہ ہے
کہ تیرہ سو برس ہوئے اور قرآن مجید کے ایک حرف میں بھی مثل اور کتب سماوی کے
تحریف نہ ہوئی۔ ایک معجزہ جاندار کا بیٹ جانا ہے کہ جس کا ذکر ہنود کی کتاب میں بھی پایا
جاتا ہے۔ دوسرا معجزہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے سورج کا لوٹ آنا۔ پھر استن حنا نہ کا

فراق میں مثل آدمی کے فریاد کرنا۔ پھر سو برس کے مُردے کا زندہ ہونا۔ آپ کے لعاب
وہن سے بیماروں کا شفا پانا۔ انگلیوں سے پانی کا فوارہ جاری ہونا۔ اور پچاس ہزار
آٹے میں ایک ہزار آدمیوں کا آسودہ ہونا۔ شجر اور حجر کا کلمہ پڑھنا۔ اور آپ کی نبوت
کو برحق کہنا۔ حق تو یہ ہے کہ آج تک آپ صلعم کے معجزے ظاہر ہوتے ہیں آنکھ ہو تو
دیکھے۔

واضح رہے کہ موافق آیہ کریمہ وازواجہ اُمہاتہم یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پہلی
اُن کی اُمّت کی مان ہیں۔ اندراج طیبات قابل تعظیم ہیں اور اُن کا ذکر بقید نام لکھنا مناسب
معلوم ہوتا ہے۔ آپ کی گیارہ بیبیاں اور پانچ سر یہ تھیں۔ پہلی بی بی حضرت خدیجہ
رضی اللہ عنہا تھیں کہ ان کا انتقال پانچ برس پہلے ہجرت کے ہو چکا تھا اور اُن سے
آپ کے صاحبزادے قاسم اور طیب ظاہر ہوئے کہ بچپن ہی میں انتقال فرمایا۔
اور چار صاحبزادیاں حضرت زینب ابی العاص کی زوجہ اور رقیہ اور ام کلثوم
جنکا نکاح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے یکے بعد دیگرے ہوا۔ اور حضرت فاطمہ زہرا جنکا
نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ اور انھیں کی نسل اب آل نبی یعنی سادات ہیں دوسری
بی بی حضرت صلعم کی حضرت سودہ بنت زمعہ تھیں جو آپ کے سامنے ضعیفہ ہو گئیں
اور اپنی نوبت حضرت عائشہ کے لیے چھوڑی اور مجاہد شوال سنہ ۵۵ ہجری کو انتقال فرمایا۔
تیسری بی بی آپ صلعم کی حضرت عائشہ صدیقہ تھیں بی بی ابوبکر صدیق کی تین برس ہجرت
کے پہلے انکا نکاح مکہ میں ہوا انکا انتقال سنہ ۵۵ ہجری میں ہوا۔ چوتھی بی بی آپ
کی حفصہ بنت عمر تھیں انکا انتقال سنہ ۵۵ ہجری میں ہوا۔ پانچویں زینب بنت
خزیمہ تھیں جنکا انتقال سنہ ۵۵ ہجری میں ہوا۔ اور وہ صرف آٹھ مہینے بعد نکاح کے زندہ
رہیں چھٹی بی بی آپ صلعم کی اُم سلمہ تھیں کہ اُن کی مان عبدالمطلب کی بیٹی تھیں اُن کا
انتقال سنہ ۵۹ ہجری میں ہوا۔ حضرت حسن بصری کی مان آپ کی نوٹھی تھیں اور حسن بصری نے حج

انکا دودھ وغیرہ ایام رضاعت میں پیا تھا۔ سنا توین بی بی حضرت کی زنیب بنت جحش
تھیں کہ یہ بھی عمرہ رسول اللہ کی بیٹی تھیں ان کا انتقال سلسلہ ہجری میں ہوا انکوین
بی بی آپ کی ام حبیبہ تھیں جو ابی سفیان کی بیٹی تھیں ان کا انتقال سلسلہ ہجری میں ہوا۔
توین بی بی آپ کی جویریہ بنت حارث تھیں جن کا انتقال سلسلہ ہجری میں ہوا۔
دسویں بی بی آپ کی صفیہ بنت اخطیب تھیں کہ اولاد سے ہارون پیغمبر کی تھیں۔
ان کا انتقال سلسلہ ہجری میں ہوا۔ گیارھویں بی بی آپ کی میمونہ بنت حارث
تھیں کہ ان کا انتقال سلسلہ ہجری میں ہوا۔ اور سر یہ میں سے پہلی ماریہ قبطیہ
تھیں کہ ان کا انتقال سلسلہ ہجری میں ہوا۔ ان سے ابراہیم ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ
علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے کنہین ہی میں انتقال کیا۔ دوسری نہ کحاشہ تھیں کہ سلسلہ
ہجری میں انتقال کیا تیسری ام ایمن۔ چوتھی سلمہ۔ پانچویں برصوی۔ اور ہر ازدواج
مطہرات کا دین مہربان سودرم تھا۔ صرف صفیہ اور ام حبیبہ کا چار سودرم تھا۔

باب تیسرا خلافت ابو بکر رضی اللہ عنہ

فصل پہلی

واضح رہے کہ بعد وفات حضرت صلعم کے جو وقت اصحاب آپ کے دولت خانہ میں جمع
تھے۔ اور غسل اور کفنانے کے سامان میں تھے۔ کہ اسی اثنا میں مغیرہ بن شعبہ آئے
اور حضرت عمرؓ سے کہا کہ انصار سقیفہ بنی سعد میں جمع ہو کر چاہتے ہیں کہ امر ریاست کو قبضہ میں
سعد بن عبادہ کے کہ انصار سے تھے سپرد کریں۔ یہ سنا کر حضرت عمرؓ اور ابو بکر رضی اللہ
عنہ نے ابو عبیدہ وغیرہ کے اس خیال سے کہ امور شریعت میں خلل نہ واقع ہو وہاں سے
پہلے۔ اور سقیفہ میں پہنچے۔ اور ابو بکرؓ نے کہا کہ اسے انصار محمد صلی اللہ تعالیٰ کے
جوار رحمت میں پہنچے۔ اگر کسی کو امر ریاست کے لیے سردار نہ مقرر کیا جائے تو
موردین میں اتورا جانے کا احتمال ہے۔ اس لیے مناسب ہے کہ ہم لوگ نسب

اور بزرگی میں، مناجار اور انصار کے غور کر کے ایک شخص کو سردار مقرر کر لیں مسجد بن
عبادہ۔ نے جواب دیا کہ جو بزرگی اللہ تعالیٰ نے انصار کو عنایت کی وہ کسی قوم میں ہو سکتی
کیونکہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے یاروں کو پناہ دی اور ان کے لیے
بیشماروں سے لڑے اور جان و مال فدا کیا۔ کہ جس سے اسلام کے کاموں میں ترقی ہوئی حضرت
ابوبکرؓ نے کہا کہ جو بزرگی انصار کی اور ان کے احسانات ہیں اُس کے قریب بھی ہیں لیکن قریش کی قوم کو اللہ نے
تمام عرب کی قوموں پر ترجیح اور بزرگی دی، اور اس لیے جب تک ان میں سے لوگ اسلام کے قبول
کرنے سے انکار نہ کریں سو ساری قوم میں سے کسی کا سردار نہ بنا مناسب نہیں پس مناسب ہو
امارت قریش میں رہے اور وزارت انصار میں مقرر نہ کیے کہ آپ لوگوں نے نہیں سنا ہے۔ کہ
حضرت صلعمؐ نے فرمایا ہوا اللہ من قریش یعنی امارت قریش میں ہونی چاہیے۔ سعد کے بیٹے بشیرؓ
نے کہا کہ یہ حدیث سننے نہیں چاہی۔ لیکن یہ امر آپ لوگوں میں سے کسی کے ساتھ ہونا زیادہ
مناسب ہو ابوبکرؓ نے کہا کہ یہ امر تم اپنے لیے نہیں چاہتے۔ اور خلافت کے لیے ان
بہ نون میں سے یعنی عمرؓ اور ابوجہشؓ کے کسی کو چن لو اور مقرر کرو۔ اس پر ان لوگوں نے
ابوبکرؓ سے کہا کہ اس امر کی بزرگی اور قابلیت آپ کی پیشانی سے ظاہر ہے۔ آپ کے ہوتے
ہوئے دوسرا شخص خلیفہ نہیں ہو سکتا۔ اور حضرت عمرؓ نے ہاتھ بٹھا کر وہیں بیعت کی۔
دوسرے دن حضرت ابوبکرؓ نے خطبہ منبر پر چڑھا اور سب لوگوں نے عٹانہ بیعت کی ایک
بڑی مسلمانوں کا حضرت علیؓ کی بیعت میں اختلاف کرتا ہے۔ لیکن یہ خبر درست نہیں معلوم
ہوتی ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو اس فرقہ کا ہونا اسی وقت سے ظاہر ہوتا حالانکہ اس
فرقہ کی بنیاد حضرت علیؓ کے بعد سے ظاہر ہوتی ہے بلکہ عینی میں کہ بہت معتبر اور میرانی
آداب ہر ایسا لکھا ہے کہ حضرت علیؓ نے جب سنا کہ لوگوں نے حضرت ابوبکرؓ کے
باقریہ بیعت کی نوادہ لڑے آئے اور بیعت کی اس پر ابی سفیان نے ان
سے کہا بھی کہ تمہارے رشتہ ابوبکرؓ کو خلیفہ ہونے کا کیا حق تھا۔ اور

تم کو تو تھمارے بیٹے یہ میدان لشکر دن سے بھر دوں۔ اس پر حضرت علیؑ نے کہا کہ تھمارے
 دل میں ہمیشہ سے فساد ہے۔ بنی ایران کے بھی اسکا اثر پاتی ہو۔ اور خلفائے راشدین کا طمانت
 قبول کرنا محض اللہ کے واسطے تھا۔ جیسا ان کی مابعد کی کارروائیوں سے ظاہر ہوا اور
 اس میں نصانیت کو ذرا بھی دخل نہ تھا۔ غیر مذہب کے فرقے بھی مثل نصاریٰ اور یہود
 کے اس بات کے مقرر ہیں۔ کہ اگر نصانیت کو ذرا بھی دخل ہوتا تو اپنے بیٹوں کو
 یہ لوگ اپنا جانشین کر جاتے۔ اور عمرؓ اپنے بیٹے کو در سے نہ مار ڈالتے۔
 حضرت علیؑ کا یہ حال تھا کہ اگر کوئی صحابہ شہید ہوتے نہایت غم کرتے اور کہتے
 کہ میں ان سے پہلے کیوں نہ شہید ہوا اور اپنی صاحبزادی ام کلثومؑ کا عقد
 کہ حضرت فاطمہؑ سے ختم حضرت عمرؓ سے کر دیا۔ اگر آپس میں عداوت ہوتی تو ایسا امر کیوں ظہور
 میں آتا اور حضرت علیؑ کی شجاعت مشہور ہو۔ کچھ دیر بھی نہ تھے کہ دب کر ایسا کام کیا ہو گا۔
 جس وقت خلافت کی بیعت ہوئی ۳۵ صحابہ موجود تھے۔ آپ کی راے اور فہم
 ہمارے ہی فہم و راے سے کہیں بہتر ہوگی۔ پھر حضرت صلح نے فرمایا کہ سب سے بہتر ہمارا
 زمانہ ہو اس کے بعد ہمارے صحابہ کا اور اس کے بعد ان کے تابعین پیروان کا مگر ۳۵۔
 صحابہ کی رعایت اور اسے اعتبار نہ کیا ہے تو قرآن مجید بالکل باطل ٹھہر جاتا ہو کہ انھیں
 سے ہم تک آیا ہے۔ و بلا حال۔

فصل دوسری

حضرت ابو بکرؓ نے بارہ خلیفہ ہونے کے بادشاہ اور شاہزادے کا خطاب لینے سے
 انکار کیا۔ بعض مسلمانوں نے خلیفہ اللہ کا لقب دینا چاہا لیکن آپ نے انکار کیا اور فرمایا
 کہ میں خدا کا خلیفہ نہیں ہوں بلکہ اپنے نبیؐ کا خلیفہ ہوں جس کی مرضی اور ارادے کے
 موافق کرتا ہوں۔ اور آپ نے فرمایا کہ ایسا کرنے میں ہم رسومات اور
 جانب داری سے پرہیز کرنے کی کوشش کریں گے۔ اللہ اور رسولؐ کا

اکثر قوموں نے یکے بعد دیگرے بغاوت کا جھنڈا اڑانا شروع کیا۔ یہاں تک کہ خلافت کے احکام صرف تین ہی شہروں میں باقی رہ گئے۔ یعنی مدینہ منورہ۔ مکہ معظمہ۔ اور طائف۔ بلکہ ایک بڑی مضبوط قوم نے باغیوں کی مدینہ پر حملہ آور ہونے کی تیاری کی۔ مالک سوار ایک قوی اور مشہور شیخ تھا۔ جس کا نام مالک بن نضرہ تھا۔ ایک عالی خاندان شجاع عمدہ سوار اور نامی شاعر تھا۔ یعنی سب صفتیں جس کے خواہاں عرب ہوتے ہیں اس میں موجود تھیں اور اس کی بی بی تمام عرب میں خوبصورتی میں مشہور تھی۔ اس بہادر شاعر اور اس کے لشکر کی خبر سنکر حضرت ابو بکرؓ نے شہر کی مضبوطی کی۔ اور قریب کے پہاڑوں اور غاروں میں تمام آدمیوں کو مرد سے حورت تک اور بزرگوں سے بڑھوں تک تعینات کیا۔ اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتقال فرمایا تھا۔ لیکن آپ صلعم کے اسلام کی تلوار ہنوز باقی تھی۔ یعنی خالد بن ولید آپ کے آگے اگر کھڑے ہوئے تاکہ وہ اسلام کی شہرت قائم رکھیں۔ خالد بن ولید ساڑھے چار ہزار آدمیوں کے ساتھ اور مع گیارہ ہندوؤں کے باغیوں کے مقابلہ کو روانہ ہوئے۔ حضرت ابو بکرؓ باغی سردار کے چال چلن اور قابلیت کا لحاظ رکھتے تھے۔ اور اس پزیرمی سے کامیاب ہو جانا چاہتے تھے۔ اس لیے خالد بن ولید سے فرمایا تھا کہ جب مالک بن نضرہ گرفتار ہو جائے۔ تو اس کو عزت کے ساتھ رکھیں۔ اور قیدی پر رحم کریں۔ اور سہل ذریعوں سے اُن کو اسلام کی قید میں در لادیں۔ چونکہ خالد بن ولید بڑے بہادر اور شجاع تھے۔ انکو اپنی شجاعت میں سہل ذریعوں کی طرت کم لحاظ رہتا تھا۔ باغیوں کو ایک سخت لڑائی میں خالدؓ نے شکست فاش دیکرائٹ ملکوں پر قبضہ کر لیا۔ اور اپنے لشکر کو لوٹ کی اجازت دی۔ قیدیوں کے زمرے میں مالک بن نضرہ اور اس کی بی بی بھی تھی خالدؓ نے مالک سے پوچھا کہ تم زکوٰۃ نکالنے

سے کیوں انکار کرتے ہو۔ اُسے کہا کہ ہم خدا کی عبادت بے خرچ کر سکتے ہیں۔ انہی گفتگو میں خالد نے قتل کا حکم دیا۔ اور ضرار بن الازور نے اُسے قتل کیا۔ یہ خبر مدینہ میں پہونچی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ خالد نے ایک مسلمان کا خون کیا۔ کتاب اللہ کے خلاف کیا لیکن حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ بہت ٹھیک کیا۔ اور جس تلوار کو کہ اللہ نے خود میان سے باہر کیا اُس کو ہم کیونکر میان میں کریں۔ اور مالک کی زوجہ سے خالد نے عقد کیا۔

تھوڑے ہی عرصہ کے بعد خالد بن ولیدؓ مسلمانہ کذاب کے مقابلہ کو بھیجے گئے مسلمانہ نے حضرت صلعم کی علالت کی خبر سنکر اپنے مذہب کے قواعد جاری کرنا شروع کیے۔ اور جب آپ صلعم کے وفات کی خبر سنی تو اور بھی خوش ہوا۔ روز بروز اُس کے اقران اور ہمسائے اُس کے گروہ میں آتے گئے یہاں تک کہ صوبہ بھامہ جو درمیان بکرا حمر۔ اور بحیرہ فارس کے ہوا اُس کے تصرف میں آگیا۔ درمیان اُن لوگوں کے جو اُس کے مذہب میں در آئے۔ ملکہ شجاع زوجہ ابوقحصلہ قوم تہمہ کی بڑی شاعرہ بھی تھی۔ وہ مسلمانہ کو دیکھنے آئی تھی۔ جسے بلقیس سلیمانؑ کے جاہ و حشم کو دیکھنے گئی تھی۔ شجاع بھی شہر سبا کی ملکہ تھی۔ لیکن وہ مسلمانہ پر فریفتہ ہو گئی اور اُس کے نکاح میں در آئی۔ اس سبب سے اسکے لشکر والے اُس سے بگڑ گئے۔ اور مالک بن نویرہ کو کہ سالار لشکر تھا اپنا سردار مقرر کیا۔ شجاع نے مسلمانہ کا مذہب بھی اختیار اور اُس سے پیشین گوئی دیکھی۔ اور اُس کے بدے میں مسلمانہ کو شاعری تعلیم کی۔ اکثر اشعار مسلمانہ کے ایک مورخ نے جمع کیے ہیں۔

خالد بن الولیدؓ کے آنے سے مسلمانہ کے خیالات بدل گئے۔ خالد کے ساتھ بڑی فوج تھی جسے دس ہزار آدمی تھے۔ مسلمانہ ایک لاکھ آدمیوں سے مقابل ہوا۔

عقربہ کے قریب جو یمامہ کی دار الخلافت سے دور نہیں ہر سخت لڑائی ہوئی۔ پہلے
 باغیوں کو کسی قدر فتح نمایاں ہوئی۔ اور بارہ سو مسلمان شہید ہوئے۔ پھر خالد نے
 اپنے لشکر سے حملہ کیا اور دشمن کو ہٹا دیا۔ دشمن کے دس ہزار آدمی مارے گئے۔ مسلمان
 نائیدی کے ساتھ لڑا۔ لیکن آخرش زخمی ہو کر گرایا اسی وحشی نے جس نے امیر حمزہ کو
 شہید کیا تھا۔ مسلمانوں کو قتل کیا۔ خالد نے ایسے مشکل وقت میں اور بھی جنگی کارروائیاں
 کیں اور دوسرے مسلمان سرداروں کو بھی مدد دی جو اطراف و جوانب میں بغاوت کے دفع
 کرنے میں مصروف تھے۔ اور یہ صرف خالد ہی کی تیزی اور جہتی کا سبب تھا کہ
 خلافت کے پہلے ہی سال کے ختم ہونے سے پیشتر اسلام کی سلطنت میں بھر تسلط قائم
 ہوا۔ بعد ختم ہونے مسلمانوں کی لڑائی کے حضرت عثمان نے حضرت ابوبکر کو رات ہی کہ کلمہ شہد
 ایک جاگ جمع ہونا چاہیے۔ کیونکہ بہت صحابہ غزوہ موتہ میں شہید ہوئے اور ان کے ساتھ
 پیغمبر خدا کی بہت باتیں گذر گئیں۔ اسی طرح چند عرصے بعد اصحاب کے شہید ہونے سے
 جمع ہونا قرآن کا دشوار ہو جائے گا۔ آپ نے اس امر کو پسند کیا۔ لیکن اسکا انجام مابعد
 کی خلافت میں ہوا۔

فصل تیسری

جب باخمی قومیں عرب کی بھر موافقت میں درائیں۔ اور صلح قائم ہو گئی تو حضرت ابوبکر
 نے پھر اپنے ارادوں کو پیغمبر برحق صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کی طرف توجہ اسلام کو تمام دنیا
 میں پھیلانے کے واسطے متوجہ کیا۔ کہ تمام دنیا کی قومیں بخود بخود تلوار بہ تالیف
 مسلمان ہو جائیں۔ اب وہ نوناک لڑائیاں جو درمیان فارس اور روم کے
 بدت سے تھیں اگرچہ ختم ہو چکی تھیں لیکن ان کے اثر نے ان قوی ملکوں کو ضعیف کر دیا تھا
 اور انکی سرحدوں کو حملہ کے قابل چھوڑ دیا۔ اس لیے اپنی خلافت کے دوسرے
 برس حضرت ابوبکر نے حسب منشاء پیغمبر برحق فتح شام کی تیاریاں کیں۔ اسوقت

ملک شام بن سرزمین بیت المقدس و فونیسیا و کل زمین جو درمیان دریائے فرات و بحر روم کے واقع ہو داخل تھی اس وقت یہ سب ملک مع اپنی چھوٹی چھوٹی ریاستوں اور بادشاہوں کے قیصر ہر قتل بادشاہ قسطنطنیہ کے تحت میں تھے۔

ملک شام پہلے فراعنہ مصر کے تحت میں اُسکے بعد فارسیوں کے قبضہ میں رہا اُسکے سکندر اعظم کے وقت سے یونانیوں نے لیا۔ یونانیوں سے رومیوں نے لیا۔ رومیوں کے مسلمانوں نے لیا۔ اور اس وقت تک کہ تیرہ سو برس ہوئے مسلمانوں کے قبضہ میں ہی۔ اور ان سلطنتوں کے بادشاہوں کا ذکر اس کتاب کے آخر میں ہوگا۔ مطابق آسمانی کتابوں کے ملک شام زمانہ دراز سے عربوں کو موعود تھا اور وہ بہت دلوں سے بوجہ رسم و راہ قافہ اور لانے غلہ کے اُسکو جانتے تھے۔ یہاں غلہ افراد سے ہوتا تھا۔ کچھ حصہ اس ملک کا ذراعت و کاشتکاری میں خلون کی اور کچھ حصہ باغوں میں عمدہ قسم کے پھند اور رختوں کی اور کچھ حصہ چراگاہوں میں مویشیوں کے منقسم تھا۔ عرب کے سرحدوں پر شہر تھے جو اندرونی تجارتوں سے معمور تھے۔ ہر گاہ اُن کے بندر گاہ اگرچہ قدیم زمانے کے طائر اور سائندون کے مانند جاہ و جلال کے نہ تھے لیکن تاہم بڑے تجارت گاہوں کے مرکز تھے۔

سنہ ہجری میں حضرت ابو بکرؓ نے مکاتیب ذیل بریکستانی عرب اور حجاز عرب کے سرداروں کے نام لکھے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم منجانب عبد اللہ عقیق ابن ابوقحافہ بنام کل سچے مسلمانوں کے احمد اللہ و انشا اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم اس خط کے ذریعہ سے تم لوگوں کو مطلع کرتے ہیں کہ ہمارا ارادہ مسلمانوں کا ایک لشکر شام کی طرف اس غرض سے روانہ کرنے کا ہے کہ وہ لوگ اُس ملک کو کافروں سے نجات دیں اور ہم تم کو یاد دلاتے ہیں کہ سچے مذہب کے لیے لڑنا اللہ تعالیٰ کی طاعت کرنا ہے۔ اس سے

زیادہ کہنے کی حاجت نہ تھی۔ ہر عرب جس کے پاس ایک گھوڑا یا ادنٹ یا بھالا تھا۔ آپ کے اسلامی جھنڈے کے پیچھے حاضر تھا۔ روزانہ ایک شیخ اپنی جنگجو قوم کے ساتھ حاضر آتا۔ اور گھوڑے ہی دونوں میں مدینہ کے اطراف کے میدان اقوام عرب کے غیموں سے بھر گئے۔ اس فوج کی سالاری یرید بن ابی سفیان۔ کو دی گئی۔ فوج کو روانگی اور خیمہ اٹھاڑنے کی بے صبری ہوئی۔ انھوں نے کہا کہ ہمارے یہاں سست پڑے رہنے سے کیا فائدہ جنگو آنا تھا آجکے اب زیادہ کی اُمید نہیں۔ مدینہ کے میدانوں میں ہماری اور ہمارے گھوڑوں کی غذا کمان ہو۔ چکو حکم ملے۔ اور ہم شام کے زرخیز ملک کو روانہ ہوں۔

حضرت ابو بکرؓ نے انکی استدعا منظور کی۔ ایک پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ کر آپ نے فوج کو ملاحظہ کیا۔ آپ کا دل خوشی سے جوش میں آگیا جس وقت جوق جوق قوموں کو ان کے ہتھیاروں کو چمکتے۔ ان کے گھوڑوں کے رسائے۔ ان کے اونٹوں کی قطاروں کو دیکھا اور یاد کیا کہ رسول اللہ صلیم کے جھنڈے کے پیچھے کتنی قلیل فوج تھی۔ اور اب کس قدر ہیں۔ بارہ برس بھی نہیں گزرے تھے جبکہ حضرت صلیم تنہا مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ آئے تھے اور کوئی ساتھ سوا، محدود و چند کے نہ تھا۔ اور اب آپ صلیم کے خلیفہ کی طلب پر ہزاروں آدمی جمع ہو گئے۔ اور دور دور کی سلطنتیں اسلام کی تلوار سے کاٹنے لگیں۔ ان سب باتوں کو خیال کر کے حضرت ابو بکرؓ نے ہاتھ اٹھایا۔ اور ان کی کامیابی کی دعا کی۔ تب روانگی کا حکم دیا خیمے اٹھاڑے گئے۔ اور اونٹوں پر بار بکے گئے۔ اور عرصہ قلیل میں فوج نے پہاڑوں اور ودوں کے ایک بڑے سلسلہ کوٹ کیا۔

حضرت ابو بکرؓ ایک روز کی راہ پیدل فوج کی مشاغت میں آئے۔ سرداروں نے اتر کر اپنا اپنا گھوڑا دینا چاہا۔ آپ نے قبول نہ فرمایا اور کہا کہ تم سوار رہو۔

کہ تم اشد کی راہ میں جاتے ہو۔ اور میری پیادہ روی پر خیال نہ کرو کہ میں ہر قدم پر جزا پاتا ہوں۔ آپ کی آخری نصیحت جو یزید سالار لشکر کو کی تھی نرمی اور گرمی سے مشترک تھی آپ نے فرمایا کہ اپنے سپاہیوں پر مہربانی اور لحاظ رکھنا۔ ان کے کل معاملات میں منصف رہنا۔ اور ان سے مشورہ اور رائے لینا۔ دلیری سے لڑنا اور دشمن کی طرف کبھی پیچھے نہ کرنا۔ جب فتحیاب ہو جو بیسوں کو ضرر نہ پہونچانا اور لڑکوں اور عورتوں کی حفاظت کرنا۔ کھجور اور دوسرے پھلدار درختوں کو بریاد نہ کرنا۔ کھلیاؤں میں آگ نہ لگانا۔ اور کسی جانور کو سواے اپنے کھانے کے بے نہ مارنا۔ گل دینداروں کی جو صومعہ میں رہتے ہیں اغراز کرنا۔ اور ان کی عمارتوں کو ضرر نہ پہونچانا لیکن اگر اور قسم کے کافروں سے ملو۔ جو تراشید و ٹوپی پہنے پھرتے ہیں اور شیطان بیودیوں کے عبادت خانہ سے علاقہ رکھتے ہیں۔ بیشک ان کا سر کاٹو۔ یہاں تک کہ اسلام قبول کریں یا جزیہ دیں۔

یزید بن ابی سفیان ان سب نصیحتوں کو سنتے ہوئے اپنی روانگی میں مصروف رہے اور مقدس خلیفہ مدینہ کو واپس گئے۔ وہ دعائیں جو آپ نے فتحیابی کے لیے کی تھیں قبول ہوتی نظر آئیں۔ عرصہ قلیل میں ایک رسالہ گھوڑوں، خچروں اور اونٹوں کا لوٹ کے اسباب سے لدا ہوا مدینہ کے دروازے میں داخل ہوا۔

شام کی سرحد پر یزید بن ابی سفیان کو ایک لشکر قیصر ہرقل کا بھیجا ہوا ملا۔ اور اس سے مقابلہ کی ٹھہری یزید نے اسکو شکست دی اور اس لشکر کا سردار مع بارہ سو آدمیوں کے مارا گیا یزید بن ابی سفیان مابعد کی بھی کئی لڑائیوں میں کامیاب ہوئے کل لوٹ کے اسباب جو ان لڑائیوں میں ہاتھ آئے۔ خلیفہ وقت کے پاس بطور تحفہ کے پہلے پہل شام سے بھیجے گئے۔ حضرت ابو بکرؓ نے اس کامیابی کی خبر مکہ میں اور دوسرے اطراف میں بھیجی اور کل سچے مسلمانوں کو اس فتحیابی کی اطلاع کے

لیے طلب فرمایا۔

ایک دوسرا شکر فوراً ہی سعید بن خالد کے زیر حکومت روانہ کیا گیا۔ یہ تقرری حضرت عمرؓ کے خاطر خواہ ہونے سے جنگی راسے اور خواہشوں پر اہل مدینہ کو نہایت وثوق تھا۔ حضرت عائشہؓ نے اپنے والد سے کہا کہ سعید کو واپس بلا لیجئے۔ اور انکی جگہ عمرو بن العاصؓ کو مقرر کیجئے یہ وہی ابن جحون نے حضرت صلح کی خدمت نظم کی تھی۔ اور بعد ایمان لانے کے اسلام کے بڑے بڑے امورات انجام دیتے رہے اور بڑے لائق سردار اور دلیر دن میں شمار کیے گئے۔ اُس زمانہ میں اہل اسلام میں ایسی بے نفسی اور جہاد کا جوش تھا کہ سعید نے اس حکم کے بجالانے میں کوئی عذر نہ کیا اور اسی شکر میں مثل ایک معمولی سپاہی کے رہنا قبول کیا۔

فوج کی روانگی کے وقت حضرت ابو بکرؓ نے کہ صلاح و مشورہ میں ہے نظیر تھے عمرو بن العاصؓ کو چند ضابطے انتظام سلطنت کے بتائے۔ اور انکو نصیحت کی کہ راستبازی سے رہنا۔ گویا کہ خدا کے سامنے موجود ہو۔ اور فتنہ تحارے لیے ہی۔ اور تم گل چیزوں کے لیے کہ فتنہ ہونگی جوابدہ ہو گے۔ دوسروں کے خائنی امورات میں دست اندازی نہ کرنا۔ اور اپنے آدمیوں کو نہ بھی تکرار سے بہ نسبت واقعات یا مسائل کے کہ ایام جہالت میں ہوئے باز رکھنا۔ اور قرآن پڑھنے کی تاکید کرنا کہ اُس میں کل ضروری احکام جن کا جاننا لازم ہو درج ہیں۔

اب چونکہ بیت سی زین شام میں جمع ہو گئیں۔ اور اکثر سردار فراہم تھے۔ حضرت ابو بکرؓ نے ہر ایک کے واسطے جدا جدا جنگ کے میدان تجویز کیے عمرو بن العاصؓ کو بیت المقدس یعنی فلسطین کا علاقہ سپرد ہوا ابو عبیدہؓ کے لیے حمص و شام کا علاقہ تجویز ہوا۔ نیز یلدرم امی سفیان کے حوالے دمشق کا علاقہ کیا گیا۔ اور شمر حبیل بن حسنہ کو وہ ملک سپرد ہوا جو دریا سے جارتون کے اطراف میں بیت المقدس کے پورب کو

سب لوگوں کو ہدایت کی گئی کہ جہان تک ہو سکے صلاح سے کام کریں اور ایک دوسرے کو ضرورت کے وقت مدد دیں۔ اور جب اکٹھے ہو جاویں تو سب ابو عبیدہ کے زیر حکومت رہیں جنکو شام (سیریا) کی حکومت عام سپرد کی گئی تھی حضرت ابو عبیدہ کا اعزاز حضرت ابوبکرؓ کے ذل میں تھا ایسے انھوں نے خلافت کی تجویز کے وقت بھی انکا نام لیا تھا۔ انکی عمر قریب پچاس برس کے تھی۔ اسلام کے کاموں میں نہایت سرگرم لیکن لڑائی میں سہولیت فرماتے۔

ہر گاہ یہ بڑی لڑائی رومین سے شروع کی گئی۔ ایک چھوٹی فوج عراق عرب پر حملہ کے لیے بھیجی گئی۔ یہ صوبہ جس میں کلدیہ یعنی بابلستان شامل ہے۔ یون محدود ہے۔ پورب اسکے ملک ساسانیان (اہواز) اور کردستان ہے۔ اور اسیریا (عراق عجم) اور میدیہ کے پہاڑ ہیں۔ پچھ اسکے شام اور عرب کا ریگستان ہے۔ یہ ایک ملک تھا۔ جو ایمان کا خراج گزار تھا۔ اس سبب سے ایک حصہ اس ملک کا کہلاتا ہے۔ اس علاقہ میں اہل مشن تھے۔ لیکن حضرت ابوبکرؓ کو خالد بن ولید کی دلیری پر بہت بھروسہ تھا۔ وہ اسوقت تک ایک مختصر فوج کے ساتھ کسی باغی صوبہ میں جنوبی عربستان کے تھے جسکو انھوں نے سر کیا تھا حضرت ابوبکرؓ نے اس مضمون کا خط ان کے نام پر روانہ کیا۔

اب تم عراق عرب کی طرف جاؤ۔ علاقہ حیرہ اور کوفہ کا تمھارے سپرد کیا گیا۔ بعد کا میانی ان سب جگہوں کے ایلا کی طرف رخ کرنا۔ اور اللہ تعالیٰ کی مدد سے اسکو بھی سر کرنا۔ حیرہ ایک چھوٹا سا ملک بابلستان سے پچھ شام کے ریگستان کے کنارے پر ہے۔ اسکی بنیاد کسی قحطان کی قوم عرب نے ڈالی تھی۔ اور چھ سو برس کے پہلے سے قائم تھا۔ یہ ایک عرصہ سے خاندان مندار کے شہزادوں کے علاقہ میں تھا۔ جو کسرا سے فارس کے باج گزار تھے۔ اور انکی بنیاد

عراق عرب پر تصرف تھے۔

تیسرے عیسائی صدی میں اکثر یعقوبی نصرانی بسبب شدت اور بد انتظامی کے شرق
گرجون سے نکال دیے گئے تھے۔ وہ سب درہیان عرب کی قوم کے حیرہ میں پناہ گزین
ہوئے۔ انکی تعداد ابعد میں دوسرے حصہ کے مفرورون سے بہت بڑھ گئی۔
ہیان تک کہ حضرت صلیم کی پیدائش کے تھوڑے ہی زمانے پہلے ملک حیرہ کا بادشاہ اور
اسکی کل رعایا عیسائی ہو گئی۔

بہت کچھ تعریف اس ملک کے دارالسلطنت کی جو اس ملک کے ہتمام تھا لکھی ہے یہاں
دو جگہ نہایت مرصع تھیں اور ان میں سے ایک کی خوبصورتی ہمارے ہلاکت کی باعث
ہوئی۔ کیونکہ بادشاہ نے یہ خیال کر کے کہ کوئی ایسی ہی عمارت دوسرے ملک میں بھی
نہ بناوے معمار کو مینار سے گرا دیا۔ خالد بن الولید نے اپنی معمولی طاقت اور کامیابی
سے اس ملک پر بھی حملہ کیا۔ دس ہزار آدمیوں سے شہر حیرہ کا محاصرہ کیا اسکی شہر پناہ
پر دھاوا کیا۔ اور بادشاہ کو عین لڑائی میں قتل کیا۔ ملک کو سر کیا۔ اور ستر ہزار اشرفیوں
کا سالانہ خراج مقرر کیا۔ یہ پہلا خراج ہے۔ جو مسلمانوں نے غیر ملک سے لیا۔ اور اسکو
مع بادشاہ کے بیٹے کے مدینہ روانہ کیا۔

دوسرا حملہ۔ خالد بن الولید کا ایٹاپر ہوا۔ اسکے باری حاکم ہرمز کو شکست دی۔ اور اسکا
تاج مع باغچین حصے اسباب لوٹ کے پاس خلیفہ کے بھیجا۔ وہ ٹوپی نہایت قیمتی تھی۔
جونکہ اول درجہ کے تاج سے تھی جسکو صرف سات شاہنشاہ کے نابکون سے اس کے
پہنتے تھے۔ درمیان لڑائی کی غنیمتوں کے ایک ہاتھی بھی تھا کہ مدینہ کو روانہ کیا گیا۔ مین
اور بھی فارس کے سرداروں نے کئی کوششیں قومی لشکروں کے ساتھ خالد
بن الولید کی کامیابی روکنے کے لیے کیں لیکن سبھوں نے شکست اٹھائی۔ کل شہر کے
بعد دیگرے خالدؓ کے قبضہ میں درآمدے۔ کوئی چیز ان کے ہتھیاروں کو

روکنے والی نہ تھی۔ اپنے کامیاب جھنڈے کو دریا سے فراست پر نصب کر کے انھوں نے کسراے فارس کو لکھا کہ اسلام قبول کرے یا جزیہ دے اور اگر دونوں سے انکار کرے گا تو میں ایسے لشکرے آپڑوں گا۔ جو زندگی سے موت کو زیادہ عزیز رکھتے ہیں۔

خالد بن الولید کا بار بار اسباب غنیمت کا سیاہی کے بعد مدینہ کو بھیجنا۔ اور قیمتی ٹوپی اور شاہزادہ مقید کا ملاحظہ کرنا۔ اور پہلا جزیہ روانہ کرنا۔ اہل مدینہ کی نہایت گرجموشی اور سرت کا باعث ہوا۔ حضرت ابوبکرؓ کو خصوصاً ان کارروائیوں سے زیادہ خوشی تھی کیونکہ خالد بن الولید کے انتقام کے لیے حضرت عمرؓ نے اسے دی تھی۔ اور صرف حضرت ابوبکرؓ کی رائے سے وہ بری رہت چونکہ برابر فتوحات خالد بن الولید کے ہاتھ پر ظہور میں آئے۔ اور گاریوں پر اسباب غنیمت بکے بعد دیگرے مدینہ کے دروازے میں داخل ہو گیا۔ آپؓ نے اپنی دورانیشی پر نہایت خوشی کی اور جوش میں فرمایا کہ ایسی کوئی عورت اور بھی ہو کہ دوسرا خاندان پیدا کرے۔

فصل چوتھی

ملک شام کی خبروں سے لوگوں کے جوش سرت میں کمی آگئی۔ حضرت ابوعبیدہؓ میں۔ جنکو ملک شام کی عام حکومت سپرد تھی بیباکی حملہ آوردن کی ایسی نہ تھی کسی قدر شکست ہونے سے انکا دل تنگ ہو جاتا۔ اور ان کو یہ سننے سے کہ قیصر۔ ہرقل نے ایک بہت بڑی فوج مقابلہ کے لیے فراہم کرنا شروع کی ہو نہایت اضطراب تھا۔ انکی پراگندگی اس خطبے جو حضرت ابوبکرؓ کو لکھا تھا ہر تھی۔ حضرت ابوبکرؓ کو کہ جن کا دل خالد بن الولید کے فتوحات سے جوش مار رہا تھا۔ حضرت ابوعبیدہؓ کے حملہ نہ کرنے سے دلنگی ہوئی۔ ہر گاہ خالد اپنی کامیابیوں میں پیشرو تھے۔ حضرت ابوعبیدہؓ صرف مخالفت خود اختیاری میں مصروف تھے۔ ایسی حالت میں حضرت ابوعبیدہؓ پر حضرت ابوبکرؓ نے ناسف کیا۔ اور خالد کے پاس قاصد روانہ کیا کہ

وہ اپنے عراق عرب کی کارروائیوں کو کسی اپنے ماتحت سردار کے سپرد کر دیں۔ اور خود بہت جلد شام کی حکومت عام کی طرف مدد کے لیے روانہ ہوں خالد بن الولید اپنی عراق کی فوج فنی ابن حارث کی تحت میں چھوڑ کر خود پندرہ سو سواروں کے ساتھ شام کے مسلمانوں کی فوج سے ملنے کو روانہ ہوئے۔ جس کی خبر عیسائی شہر بصرے کے قریب آتے ہوئے سنی۔

اس کتاب کے پڑھنے والے کو یاد ہو گا کہ یہ شہر بصرے شام کی حد پر بڑا تجارت گاہ تھا۔ جہاں سالانہ عرب کے قافلے آیا کرتے تھے۔ اور حضرت صلعم نے اپنی جوانی میں جس نصرانی دستور راہب (م) سے یہیں ملاقات کی تھی۔ یہ ایک جگہ تھی کہ تجارت کے لیے باب سے بھری ہوئی تھی۔ اور یہاں غنیمت کے اسباب ہاتھ آنے کی زیادہ امید کیجاتی تھی لیکن بڑی مضبوط دیواروں سے گھرا ہوا تھا۔ اور اس کے رہنے والے بازہ ہزار جنگی آدمی ضرورت کے وقت لا سکتے تھے۔ شام کی زبان میں اس کے نام ہی سے اسکی مضبوطی معلوم ہوتی ہے جس کے معنی محفوظ برج کے ہیں۔ اس شہر کے حملہ کے لیے حضرت ابو عبیدہ نے شرجیل بن حسنہ کو دس ہزار سواروں کے ساتھ روانہ کیا۔ اُن کے پہنچنے پر روئس شہر کا حاکم بلا لحاظ جگہ کی مضبوطی اور سپاہیوں کی دلیری کے خراج گزاری قبول کرتا۔ کیونکہ مسلمانوں کے واقعات اور دلیری سن کے اس کی ہمت ٹوٹ گئی تھی۔ لیکن اس کے آدمیوں نے جو نہایت قوی دل نہ تھے لڑنے پر آمادہ کیا۔

حضرت شرجیل بن حسنہ نے جب شہر کے قریب پہنچے اللہ تعالیٰ نے نعمیابی کی دعا کی۔ کہ توحید قائم ہو اور خالصین متشرہوں۔ انکی دعا دیوین قبول ہوتی نظر آئی کیونکہ لشکر کے بعد لشکر شہر بصرے کے دروازے سے نکلے اور مسلمانوں پر ہر طرف سے حملہ آور ہوئے۔ اور اُن کو منتشر کر ڈالا۔ اور بڑی خونریزی کی۔ بہت بڑی جماعت سے

مگر جانے کے باعث قریب تھا کہ شرجیل واپسی کا حکم دین۔ کہ ایک بڑے غبار کے ظاہر ہونے سے معلوم ہوا کہ دوسرا لشکر آتا ہو۔

فریقین کچھ غرض تک متامل رہے۔ لیکن اللہ اکبر کی صدا بلند ہوئی اور خالد بن ولید کا جیل والا جھنڈا غبار میں دکھائی دیا۔ خالد بن ولید مع اپنے سواروں کے میدان جنگ میں غبار میں لپٹے ہوئے آہو پٹے۔ اپنی معمولی بہادری کے ساتھ دشمنوں پر حملہ کیا۔ اور انکو شہر کے اندر ہٹا دیا۔ اور اپنا جھنڈا زبردیا شہر نصب کیا لڑائی ختم ہونے سے شرجیل نے اپنے قدیم دوست خالد کے ہٹلے ہونا چاہا لیکن انھوں نے ملامت کی کہ تم کو کیا خط ہوا تھا کہ اتنے قلیل آدمیوں سے ایسے مضبوط قلعہ پر دھاوا کیا تھا جو اس قدر اسباب جنگ اور فوج سے مہیا ہو۔

شرجیل نے کہا کہ میں نے یہ کام اپنی رائے سے نہیں کیا۔ بلکہ ابو عبیدہ کے حکم سے کیا۔ خالد نے کہا کہ۔ ابو عبیدہ لائق آدمی ہیں لیکن لڑائی کا حال بہت کم جانتے ہیں۔ شام کی فوج نے فرق دونوں سرداروں میں دریافت کر لیا خالد کی سپاہ بسبب ماندگی راہ کے اور لڑائی کے سیرے کھانا کھا کر زمین پر سو رہی لیکن خالد نے نہ سوئے بلکہ نئے دوسرے گھوڑے پر سوار ہو کر رات بھر شہر اور خیمہ کے گرد پھرے۔ اس خیال سے کہ مبادا دشمن شب خون نہ باریں۔ صبح ہوئے ہی انھوں نے لشکر کو نماز کے واسطے اٹھایا۔ بعضوں نے وضو کیا اور بعض نے تیمم۔ خالد بن ولید نے صبح کی نماز پڑھائی۔ تب ہر شخص نے ہتھیار لیا اور گھوڑے کی طرف بڑھے۔ کیونکہ بصری کے دروازے سے دشمن نکلتے ہوئے نظر آئے۔ خالد کی آنکھیں انکو میدان جنگ میں کودتے دیکھ کر چلپیں اور انھوں نے کہا کہ کفار ہکو سفر زدہ اور تھکا ہوا سمجھتے ہیں لیکن انشا اللہ وہ گجرا جا دیں گے لڑائی کے واسطے آگے بڑھو کیونکہ اللہ کی رحمت میرے ساتھ ہے۔

جب فوج ایک دوسرے کے قریب پہنچ گئی۔ رومس سوار ہو کر آگے بڑھا اور مسلمان سردار سے اکیلے لڑائی چاہی۔ خالد مقابلہ کے لیے آگے بڑھے رومس نے بجائے سیدھا کرنے اپنے نیزے کے صلح کی گفتگو شروع کی اُس نے انکار کیا کہ ہم دل سے مسلمان ہیں۔ اور اپنے آدمیوں کو خراج گزاری کی ترغیب دیتے ہیں۔ اُس نے اسلام قبول کرنے کا وعدہ کیا۔ اور واپس جا کر شہر کو بشرط حفاظت جان و مال اور آزادی کے مطیع کرانے کا عہد کیا۔

خالدؓ نے شرائط قبول کیے لیکن کہا کہ ہلکے زخم لگاؤ۔ تاکہ اہل شہر کو آمیزش کا گمان نہ ہو۔ رومس راضی ہوا اور کچھ نشان امتحان سے بنالینا چاہا۔ لیکن خالدؓ نے اپنے سخت ہتھون سے ایسا مارا کہ اگر ضرب دھار کی جانب سے ہوتا تو دودا دھتے کر دیتا رومس نے کہا آہستہ سے۔ اسی کو تم جنگ زرگری کہتے ہو۔ یا تم ہم کو مار ڈالنا چاہتے ہو۔

خالدؓ نے کہا نہیں۔ لیکن زخم ایسا تو ہو کہ سچا معلوم ہو۔ رومس گر کر کچلا کر اور زخمی ہو کر خوشی سے اپنی جان لیکر اپنی فوج میں واپس آیا۔ اُس نے خالدؓ کی طاقت کی نہایت تعریف کی اور اہل شہر کو اطاعت اور صلح کا مشورہ دیا۔ لیکن انھوں نے اُسکی بزدلی پر ملامت کی اور سرداری سے معطل کر کے اُس کو گھرمین قید کیا۔ اور اس سردار کو اپنا افسر بنایا جو مدی تائیدی فوج ہر قتل کے ساتھ آیا تھا۔

یہ نیا حاکم اپنے لشکر کے آگے بڑھا۔ اور خالدؓ کو لڑائی کے واسطے آواز دی عبدالرحمان خلیفہ دقت کے بیٹے نے جو ہونہار جوان تھے خالدؓ سے دشمن کے مقابلے کے لیے اجازت چاہی۔ انکی التجا قبول ہوئی۔ وہ خوب ہتھیار بند ہو کر مقابلے کے واسطے سوار ہوئے۔ لڑائی تھوڑی دیر رہی۔ رومی حاکم نے اُس جوان کی صورت

انکی گھنگو۔ اور ہتھیار بندی دیکھ کر خوف کھایا۔ پہلے ہی زخم میں اس کے ہوش جاتے رہے۔ اور گھوڑے کی باگ موڑی اور بھاگنا چاہا۔ اس کا گھوڑا نہایت تیز تھا۔ وہ بھاگنے میں کامیاب ہو کر اپنے لشکر میں آہو بچا۔ لیکن تیر جوان (عبدالرحمن) نے اسکا پیچھا کیا۔ اور وہ ہنے بائیں تلوار سے کاٹے ہوئے گھس پڑے خالد رحمہ اللہ کی بہادری سے خوش ہوئے لیکن اس خطرناک حالت میں عام حملہ کا حکم دیا لڑو۔ لڑو۔ بہشت ہو۔ بہشت ہو۔ یہ صدا بلند ہوئی۔ گھوڑے پر گھوڑا آدمی پر آدمی گرا۔ اس سخت لڑائی کو شہریناہ کی دیوار کے اوپر سے اہل شہر نے دیکھا۔ اور شہر میں خوف پھیل گیا۔ عیسائی گرجوں میں گھنٹیاں بجنے لگیں عورتوں اور لڑکوں کے رونے اور مابدون کے دعا کی آواز ہر گلی میں شہر کی بلند ہوئی۔

مسلمان بھی لڑائی کے ساتھ دھاک دے جاتے تھے۔ آخر میں بصری کا لشکر بھاگا۔ اور شہر کے دروازے میں جنگست خوردہ اور تباہ لوگ واپس گئے۔ ہر گاہ وہ تھکے ہوئے اور خوف زدہ اپنے قلعوں میں داخل ہوئے قلعہ کی دیوار پر جھنڈا اڑایا گیا۔ اور بادشاہ ہرقل قیصر روم کے پاس مدد کے واسطے قاصد بھیجے گئے۔

رات ہو جانے سے لڑائی کا تماشا بند ہو گیا زخمیوں کی کراہ عورتوں اور لڑکوں کی فریاد شہر بصری کی ہر گلی میں سُنی جاتی تھی۔ اور سنٹری عرب کے خیموں کے گرد پیرا دیتے تھے۔

شہریناہ کے دروازے کے محاذی میں عبدالرحمن بھی خیمہ زن تھے رات کو شہر کی دیوار کے سایہ میں گھومتے وقت انھوں نے ایک شخص کو نکلتے ہوئے دیکھا جو لباس فاخرہ پہنے ہوئے تھا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ کوئی مغز آدمی ہے۔

عبدالرحمن نے اپنا نیزہ اس کے سینہ کی طرف بڑھایا۔ لیکن اس نے اظہار کیا کہ ہم

روفس بن۔ اور خالد بن الیہ کے پاس جانا چاہتے ہیں خالد کے خیمہ میں داخل ہو کر اُس نے بیان کیا کہ اہل شہر نے اُس کے ساتھ بدسلوکی کی۔ اور اسکا بدلا اُن کو ملا۔ اہل شہر نے روفس کو اُس کے گھر میں قید کیا تھا۔ لیکن وہ گھر شہریناہ سے ملا ہوا تھا۔ اُس نے اپنے بیٹوں اور نوکروں سے شہریناہ میں سوراخ کرایا۔ جس میں سے ہو کر وہ نکل آیا اور جسکے ذریعہ سے چند مسلمان سپاہیوں کو داخل کرانا چاہا۔ کہ شہر کا دروازہ کھول سکیں۔

روفس کی التجا قبول ہوئی۔ اور عبدالرحمن کو اس خوفناک کارروائی کا تعلق دیا گیا۔ انھوں نے ایک سوچنے ہوئے آدمیوں کو اپنے ساتھ لیا اور روفس کے ساتھ رات ہی کو اُس دیوار کے سوراخ سے روفس کے مکان میں داخل ہوئے یہاں انھوں نے کچھ غذا کی۔ اور اپنا لباس بدل کر قلعہ کے سپاہیوں کا لباس پہنا عبدالرحمن نے پچیس پچیس آدمیوں کا چار گروہ بنایا۔ تین گروہوں کو متفرق سمت میں روانہ کیا۔ کہ غموش چپے رہیں۔ یہاں تک کہ اللہ اکبر کی آواز سنیں۔ تب انھوں نے روفس سے اس حاکم کے رہنے کی جگہ دریافت کی جو اُن کے مقابلہ سے لڑائی کے وقت بھاگا تھا۔ تب وہ اپنے بچپس ہمراہیوں کے ساتھ روفس کی رہنمائی سے ایک کمرہ میں داخل ہوئے۔ اکثر بد نصیب باشندے بصرے کے سوراخ سے تھے لیکن کبھی کبھی زخمیوں کی کراہ اور حورتوں کے رونے کی آواز سنی جاتی تھی۔ مجلس کے دروازے پر پہونچ کر انھوں نے دروازے کے محافظ کو تعجب میں ڈالا کہ اُس نے سمجھا کہ دوست ہیں اور رومی حاکم کے دروازے تک پہونچ گئے روفس پہلے داخل ہوا۔ اور اُس نے آواز دی کہ تمہارا دوست آیا ہے رومی حاکم نے پوچھا کہ ایسی رات میں اس وقت کون دوست آیا ہے روفس نے خوشی سے جواب دیا کہ تمہارا دوست عبدالرحمن آیا ہے کہ تم کو جہنم داخل کرے

وہ مدی حاکم بھاگ چلا کہ عبدالرحمن بنے کما کہ دوبارہ ہم سے کمان بھاگتا ہو۔ اور ایک ہاتھ میں دو ٹکڑے کر ڈالا۔ تب انھوں نے اللہ اکبر کی صدا بلند کی اس کے ساتھیوں نے بھی دروازے پر یہی صدا پکاری۔ اور دوسرے لوگ جو متفرق سمت میں تھے انھوں نے بھی یہی پکارا اور شہر بناد کے دروازے کھول دیے گئے۔ خالد بن الولید اور شہر جلیل کا لشکر گھس پڑا۔ اور تمام شہر میں اللہ اکبر کی صدا بلند ہوئی۔ شہر کے باشندے نیند سے چونک پڑے اور دھڑکے کہ اس صدا کے سننے دریافت کریں۔ لیکن اپنے دروازے ہی پر قتل کیے گئے۔ سخت خونریزی ہوئی یہاں تک کہ امن کی صدا بلند ہوئی۔ تب خالد بن الولید نے اسلام کے قاعدے کے موافق پناہ دی۔ بعد دور ہونے انتشار کے شہر کے باشندوں نے شہر میں داخل ہونے کا حال دریافت کیا۔

خالد بن الولید نے رونس کا حال ظاہر کرنے میں تامل کیا۔ لیکن اس نے خود ہی بیان کیا کہ میں نے تم سے بد لایا ہو۔ اور میں نے تم کو اس دنیا میں اور اس جہان میں چھوڑا میں نے اس سے انکار کیا جو صلیب پر چڑھایا گیا۔ اور جو اس کے پوجنے والے ہیں اس سے بھی۔ میں اسلام کو از روئے مذہب کے پسند کرتا ہوں۔ کعبہ کو قبلہ اور مسلمانوں کو بھائی مانتا ہوں اور محمد صلیم کو رسول۔ اشہدان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہدان محمد عبدہ و رسولہ اس طرح سے پہلے مذہب کو چھوڑ کر اور نئے مذہب میں مدد اگر اسے بصری کو چھوڑا اور خالد بن نے اس کو غنیمت کا حق فرما کر کیا۔

فصل پانچویں

بصری کے قبضہ ہو جانے سے مسلمانوں کی جرات اور بھی بڑھ گئی اور خالد بن الولید نے دمشق کی فتحیابی کا ارادہ کیا۔ یہ شہر اور خوبصورت جگہ کہ مشرقی اطراف کا نہایت مرصع اور بڑا شہر تھا۔ اور قدیم زمانہ میں بھی شہرت رکھتا تھا نہایت

شاداب اور زرخیز زمین میں واقع تھا۔ جس میں اشجار اور باغات بہت تھے اور دامن میں کوم لبنان کے پہاڑوں سے گھرا ہوا تھا۔ ایک دریا جس کا نام کمرالی سور واپی یعنی سونے کا دریا اس میدان میں جاری ہے۔ جو نردون اور منیجا اور چشمون کو اس شہر کے شاداب کرتا ہے۔

اس جگہ کی تجارت سے یہاں کی زرخیزی ظاہر ہوتی ہے۔ اور تجارت کا کاروبار شراب اور ریشم اور ادون اور سوکھے بیر اور کشمش اور انجیر اور بے نظیر گلاب اور خوشبو چیزوں میں ہوتا تھا۔ باغات خوشبو پھولوں سے بھرے ہوئے تھے اور دمشق کا گلاب اب بھی دنیا میں مشہور ہے۔ یہ ایک ایسا شہر تھا کہ ناباب شہرون میں شمار کیا جاتا تھا جس میں قدیم عیش کے سادان موجود تھے۔ ایک مسافر کا بیان ہے کہ یہاں کے ترنج کو سون تک شہر کے گرد ہوا کو معطر کرتے ہیں اور یہاں انجیر کے درخت بہت بڑے مقدار کے ہوتے ہیں۔ یہاں انار اور نارنگی بھی بہت کثرت سے ہوتی ہیں۔ اور پانی کے دھارے ہر طرف بہتے ہیں۔ جہاں جائے وہاں پانی کا پر شور چشمہ یا پر جوش دھارا ہے اور جس طرف جائے وہاں ایک سبز درارے دوسرے سبزہ زار میں کشتی یا چھوٹے چھوٹے پل سے عبور کرتا ہوتا ہے۔

اسی شہر میں اس ریشمی چیز کی ایجاد ہوئی جس کو دمشق کہتے ہیں۔ اور وہ اسی نام سے مشہور ہے۔ اور تلوار اور تیغ یہاں کی لاثانی صفت کی وجہ سے ضرب المثل ہے۔ جب خالد نے اس بڑے معرکہ کا قصد کیا تو اس کے پاس پندرہ سو گھوڑے سوار جو عراق سے ساتھ آئے تھے موجود تھے۔ علاوہ اس کے وہ لشکر بھی تھا جو شریک بنی کے تحت میں تھا۔ چونکہ اب خالد بن ولید کو شام کے لشکروں کی حکومت عام ملی تھی اس لیے آخر نے ابو عبیدہ کو لکھا کہ اپنے سینیس ہزار آدمیوں کے ساتھ دمشق کی طرف آئیے۔ چنانچہ وہ آئے۔

اہل عرب جو ریگستان کے عادی تھے نہایت تہج سے دمشق کی درخیز زمین کو دیکھتے تھے
 و دریا کے کناروں سے درمیان باغات اور خوشبو میدانوں کے گزرے اُن کو ایسا
 معلوم ہوا کہ گریا وہ بہشت موعود میں پہنچ گئے اور جس وقت انھوں نے دمشق
 کے میدانوں اور میناروں اور برجوں کو دیکھا خوشی کی آواز بلند کی۔ اُس وقت
 قیصر ہرقل الظالمی سر میں جو شام کا دارالسلطنت تھا موجود تھا جب اُس کو عربوں کی
 دمشق پر حملہ آوری کا حال معلوم ہوا اُس نے خالد بن ولید کے لشکر کو صرف معمولی فوج
 کی جماعت سمجھا۔ اور شہر کی حفاظت کا چندان خیال نہیں کیا۔ کہ یہ شہر اپنی مضبوطی
 اور لشکر کی کثرت کے واسطے مشہور تھا۔ اُس نے اس لیے ایک افسر کو چکا نام
 کیلوں تھا پانچ ہزار آدمیوں کے ساتھ شہر کی مدد کے واسطے روانہ کیا راہ
 سے گزرنے میں کیلوں نے آدمیوں کو قلعوں اور برجوں میں بھاگتے دیکھا۔
 جب وہ بعلبک پہنچا۔ کچھ عورتیں جن کے بال پریشان تھے باتیں کرتی ہوئی
 آگے آئیں۔ انھوں نے کہا افسوس عربوں نے ملک کو لے لیا اور کوئی انکا مقابلہ
 نہ کر سکا۔ عراق۔ سکند۔ تدمر۔ اور بصریٰ اُن کے قبضہ میں در آیا۔ اب دمشق
 کو کون بچائے گا کیلوں نے حملہ آور کے لشکر کی تعداد دریافت کی۔ وہ صرف خالد
 بن الولید کے لشکر کی تعداد جانتے تھے۔ اور کہا کہ پندرہ سو گھوڑے سوار ہیں کیلوں
 نے خوش ہو کر کہا کہ بہت بہتر۔ ہم چند روز میں خالد کے سر کو واپس لا دیں گے وہ قبل
 پہنچنے مسلمانوں کے لشکر کے دمشق پہنچ گیا۔ اُس نے اپنی حکومت کا فخر کر کے
 غزرائیل کو کہ پہلا حاکم قابل سپاہی اور ہر دل عزیز تھا نکال دیا۔ آپس میں اختلاف
 ہونے لگا۔ اور دمشق میں مقابلے کی تیاری ہونے کے بدلے خانہ جنگی شروع ہو گئی
 اس اختلاف میں خالد بن الولید کا لشکر تعدادی چالیس ہزار آدمیوں کا میدان میں
 دکھائی دیا۔ اس خطرناک حالت میں اُن لوگوں نے نزاع کو دور کیا۔ اور دونوں

حاکم قلعہ کے لشکر کے ساتھ تلہ آوروں کے مقابلے کے واسطے آمادہ ہوئے۔ فریقین کے لشکر صفت آرا ہوئے خالد بن الولید مسلمانوں کے آگے تھے۔ اور ان کے بھائی ضرار بن الازدران کی بغل میں تھے۔ یہ عمدہ عربی گھوڑے پر سوار تھے۔ اور ہاتھ میں برہچا لیے تھے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ اچھے سپاہی ہیں۔ خالد نے ان کے کام کو نمایاں کرنا چاہا۔ اس لیے کچھ گھوڑے سواروں کے ساتھ دشمن کی قوت دریافت کرنے کو روانہ کیا۔ اور کہا کہ اسے ضرار یہ وقت مردانگی دکھانے کا ہے اور اپنے باپ اور دوسرے شجاعان اسلام کی مثال ظاہر کرنے کا۔ حق بات میں بسقت کرنا اور اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا۔

ضرار بن الازدران نے اپنا نیزہ سیدھا کیا اور اپنی تھوڑی جماعت کے ساتھ دشمنوں کی بیڑ میں گھس پڑے پہلے ہی حمل میں چار سواروں کو گرایا تب پیادوں پر آپڑے اور چہر آدمی کو اپنے ہاتھ سے مار ڈالا۔ اور بہتوں کو پامال کیا۔ اور دشمنوں میں بڑی انتشار ڈالی۔ جیساٹیوں نے بہت بڑی تعداد سے رومی قواعد کے ساتھ مقابلہ کیا۔ ضرار نے تعداد کی زیادتی دیکھ کر قاعدہ کے ساتھ واپس آنے میں عرب کی ہوشیاری ظاہر کر دی۔ مسلمانوں کے لشکر میں ان کے بخیریت واپس آنے میں بڑی خوشی پیدا ہوئی۔ عبدالرحمن بن ابی بکر نے بھی بڑی بہادری ظاہر کی لیکن ان کے رسالہ کے مقابلہ کو ایک پیادوں کا لشکر یا جن کے پاس بڑے بڑے بھلے تھے اور چھ اور ڈھیلوں نے دور سے سوار اور گھوڑوں کو زخمی کیا۔ وہ بھی حملہ اور خونریزی کر کے واپس آئے خالد نے بھی اپنے دوستوں کی طرح بہادری دکھانا چاہی اور دشمنوں کے مقابلہ میں پہونچ کر فرار لڑائی کا آمادہ دیا۔ دونوں عیسائی حکام کے درمیان حد کی کارروائی جاری تھی عزرائیل نے کیلوس کو کہا کہ تم شہر کی حفاظت کے واسطے بیٹے گئے ہو حباوا اور لڑو۔ کیلوس کا

کمزور و کمزور تھا۔ اور اُس کا قصداً یہی دشمن سے لڑنے کا نہ تھا۔ لیکن غرور کے باعث انکار بھی نہ کر سکا۔ وہ شکستہ خاطر مقابلے کو آیا اور تھوڑے ہی غرصے میں اپنے لشکر کو بھاگ چلا۔ لیکن خالد بن الولید اُس کے لشکر اور اُس کے درمیان میں آگے گئے تب وہ ناامیدی کے ساتھ لڑا۔ اور لڑائی سخت ہوئی۔ یہاں تک کہ کیلوس نے اپنی زرد سے خون بہتا دیکھا۔ یہ دیکھ کر اُس کا دل چھوٹ گیا۔ اور ضعف آگیا تب وہ صرف حملہ کر رہا خالد بن الولید یہ دیکھ کر اُس کے قریب پہنچ گئے اُس کا نیزہ بائیں ہاتھ میں لیا۔ اور دایہ سے ہاتھ سے پکڑ کر زمین سے کھینچ لیا اور اُس کو قید کر کے اسلام کے بشکر میں لائے۔ مسلمانوں نے خوشی کی صدا بلند کی۔

پھر دوسرے گھوڑے پر سوار ہو کر خالد بن الولید نے لڑائی کی تیاری کی ضرورت نہ کہا اے دوست کھڑے رہو۔ کسی قدر آرام کر لو۔ اور اب تمہاری جگہ پر میں جاتا ہوں۔ خالد بن الولید نے کہا اے ضرار جو آج محنت کرے گا کل آرام پاویگا بہشت میں بہت آرام ملیگا۔

جب میدان جنگ میں جاتے تھے کیلوس نے کہا کہ کچھ بس لو۔ اور روس مترجم ہوا اُس نے کہا کہ عزرائیل حاکم سابق کے مطیع کرنے کی خوب کوشش کیجئے جبکہ مرنے سے نجات پائی حاصل ہوگی۔

خالد بن الولید اپنے دشمن سے بھی مشورہ لیتے تھے۔ خاص کر جب وہ خود مشورہ دے تب وہ سامنے آئے۔ اور عزرائیل کا نام لیکر مقابلے کے واسطے طلب کیا فوراً حاضر ہوا۔ خوب مرصع اور ہتھیار بند تھا۔ خالد بن الولید نے پوچھا کیا تمہارا نام۔ عزرائیل ہو۔ اُس نے کہا ہمارا نام عزرائیل ہی خالد بن الولید نے کہا قسم اللہ کی تمہارا ہمنام تمہاری روح قبض کرنے کو کھڑا ہے۔ انھوں نے لڑائی شروع کی۔ عزرائیل

نہایت تیز گھوڑے پر سوار تھا۔ مجبور ہو کر اُسے عرب کے طریق پر کرنا چاہا۔ اور باگ
الگھوڑے کی چوڑی جس سے معلوم ہو کہ بھاگا جاتا ہے۔ اپنے دشمن سے دور اگر اور
گھوڑے کو تھکا کر وہ پھر بچا۔ اور خالد بن ولید حملہ آور ہوا۔ خالد اس کو سمجھ گئے اور جب
نزدیک آیا گھوڑے سے آہستہ اتر پڑے اور دشمن کے پاؤں میں ایسا مارا کہ وہ گر پڑا
اور سوار کو قید کر لیا۔ خالد بن ولید میں بوجہ سخت ہمدردی کے کافرون پر رحم نہ تھا
انھوں نے عزرائیل کی بہادری کی تعریف کی لیکن اُسکے کفر سے متنفر تھے انھوں
نے دونوں کیلوس اور عزرائیل کو مقابل کیا۔ اور اسلام قبول کرنے کو کہا۔ انکار
کرنے پر دونوں کا سر کاٹ لیا گیا اور شہر کی دیوار میں بڑا ہل شہر کے ڈرانے کو بھینکا گیا۔

افصل چہم

دشوق کا محاصرہ بڑی کوشش کے ساتھ جاری رہا۔ شہر کے باشندے اپنے دونوں
حکام کے منافع ہونے سے بڑی مشکل میں تھے۔ اور گھبرا گئے تھے اور قلعہ کا لشکر
روز بروز کم ہوتا گیا۔ کیونکہ بڑے بڑے دلیر اس بڑائی میں مارے گئے۔ آخر
سپاہیوں نے حملہ کرنا چھوڑ دیا۔ خالد بن ولید مع آدمے لشکر کے پورب طرف
شہر بنیادی دیوار کے قریب آگئے۔ ہر گاہ دوسرے آدمے لشکر کے ساتھ ابو عبیدہ
بچھم کی جانب رہے۔ باشندوں نے خالد کو ہزار اشرفی اور دوسو دمشق کی
عبا کی لالچ دی کہ وہ اپنا محاصرہ اٹھالیں۔ لیکن انھوں نے جواب دیا کہ
اسلام لاؤ جزیہ دو۔ جب کہ عرب اس طرح شہر کے گرد محاصرہ کیے پڑے تھے
ایک نہایت خوشی کی آواز شہر کے اندر سے مٹی گئی۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ
اُن کو خبر ملی ہے کہ بہت بڑا لشکر اُن کی خلاصی کے لیے آرہا ہے فی الحقیقت
مصورین نے ایک رات کو ایک شخص کو دیوار سے اتار دیا تھا اور اپنی خطرناک
حالت کی خبریں ہر قل کو روانہ کیا کہ میں تھا کہلا بھیجی تھی اور مدد کی التجا

کی غمی ہرقل اس مرتبہ اصلی حالت سے مطلع ہوا۔ اور ایک لاکھ آدمی وردان کے تحت میں کہ تمہیں کا سردار اور نہایت جہرہ کار جرنیل تھا روانہ کیا۔ خالد بن الولید دشمن کے مقابلہ کے واسطے فورا ہی روانہ ہوئے۔ کیونکہ یہ خیال ہوا کہ انہیں لشکر اکٹھا نہیں کیا ہوگا۔ اور جدوجہد شکست کھا کے گالیکن بردبار ابو عبیدہ نے مشورہ دیا کہ محاصرہ جاری رہے۔ اور کوئی لائق افسر کسی قدر لشکر کے ساتھ روانہ کیا جائے کہ بڑھتے ہوئے لشکر کو روکے۔ ان کا مشورہ اختیار کیا گیا۔ اور ضرار رضی اس کام کے واسطے چنے گئے وہ دیر افسر کتنے ہی مختصر لشکر کے ساتھ دشمن پر حملہ آوری کے لیے آمادہ تھے۔ لیکن خالد رضی نے انکو نصیحت کی کہ ہلکے سلام کیواسطے رٹنے ہیں نہ کہ اپنے کو ہلاکت میں ڈالیں۔ انھوں نے اس لیے ایک ہزار گھوڑے سوار چنے کہ دشمن کے بازو کو بڑھنے سے روکیں ضرار رضی کے جلد باز ساتھی بہت جلد وردان کے لشکر عظیم کے مقابل میں آگئے۔ جو آہستہ آہستہ آگیا تھا۔ وہ فقط دشمن کے ڈرانے کے لیے بھیجے گئے تھے لیکن ضرار کی ہمدردی نے جوش مارا۔ اور انھوں نے قسم کھائی کہ بغیر سخت لڑائی کے ایک قدم پیچھے نہ ہٹیں گے۔ ان کی مدد میں رفیع ابن عکیرہ بھی آئے جنھوں نے کہا کہ تھوڑے مسلمان کا فزون کے بڑے لشکر کو شکست دینے کو کافی ہیں۔ لڑائی کی آواز دی گئی۔ ضرار رضی نے مع چنے ہوئے آدمیوں کے دشمن کے دستے پر حملہ کیا۔ اور تلاش میں تھے کہ افسر لشکر کو گرفتار کریں جس کو محافظین سے گھرا ہوا دیکھا۔ ایک حملہ میں انھوں نے اس افسر کے داہنے بازو کے آدمی کو مار ڈالا۔ اور تب نشان دے کے کہ کسی شخص ضرار رضی کے پیروان سے جھنڈا لینے کو بڑھے۔ یہ ایک صلیب تھا کہ جواب اس کے مرصع تھا۔ اس کے لینے کو جو بڑھتا مارا جاتا۔ آخر شمسلمانوں نے کامیابی کے ساتھ اسکو لے لیا۔ لیکن ضرار رضی کو ایک زخم وردان کے بیٹے کے نیزے کا لگا۔ سپر انھوں نے پھر کر اپنا نیزہ اس جوان کے بدن پر مارا لیکن کھینچنے میں نیزے کا

لو ہاڑٹ گیا اور وہ اس طرح سے بے اختیار ہو گئے۔ کچھ عرصہ تک ضرار نے صرف تیرے سے زد کا۔ لیکن جب بہت دشمن انپر پٹ پڑے تو گرفتار ہو گئے۔ مسلمان انکی خلائی کے واسطے نہایت دلیری سے لڑے۔ لیکن بیکار تھا۔ کفار انکو میدان جنگ سے لے بھاگے۔ مسلمانوں کے پاؤں اٹھ جاتے۔ لیکن رفیع نے پکارا کہ جو بھاگے گا وہ اشد اور اس کے رسول سے بھاگتا ہے۔ اگرچہ تمہارا سردار قم میں نہ رہا لیکن اشد زندہ ہے اور وہ اور تمہارے کاموں کو دیکھتا ہے۔

رفیع نے دشمن پر بھر بھی حملہ کیا اور اپنی جگہ پر قائم تھے۔ لیکن وہ دن ان کے خلاف تھا۔ انپر دس گونہ آدمی حملہ آور تھے۔ اور شاید سب مارے جاتے۔ اگر ایسے مشکل وقت میں خالد نے اپنے اکثر لشکر کے ساتھ نہ آہو پختے جن کے پاس ایک تیز گھوڑے سوار ضرار کی گرفتاری کی خبر لیکر گیا تھا۔

اس خبر کے سننے سے بھی خالد صلح کی گفتگو میں مصروف نہ رہے بلکہ دشمن کے جھنڈ میں گھس پڑے۔ جہاں پر بہت جھنڈے دیکھے سمجھے کہ شاید ضرار قید میں وہیں ہوں لیکن جس طرف گئے اُس طرف راہ کی مگر ضرار کو نہ پایا۔ آخر ش ایک قیدی نے خبر دی کہ وہ جمص بھیجے گئے۔ خالد نے فوراً رفیع ابن عمیرہ کو ایک سو سواروں کے ساتھ روانہ کیا۔ انھوں نے فوراً محافظین کو پایا۔ ان پر حملہ کیا اور اکثر کو مار ڈالیا۔ اور بقیہ ضرار کو چھوڑ کر بھاگے۔

اس وقت تک کہ رفیع اور ضرار اسلام کے لشکر سے آئے خالد نے کل وردان کے لشکر کو شکست دی۔ اس طرح ایک لاکھ آدمیوں نے اپنے تیسرے حصہ سے کم سے شکست اٹھائی ہزاروں مفروزی مارے گئے اور بحساب قیمت اور خزانہ اور ہتھیار اور اسباب اور گھوڑے فتحیاب مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔ خالد نے مع لشکر و شوق کے محاصرہ کو بھر دیا پس آئے۔

فصل ہاتھوین

وردان اور اسکے قوی لشکر کی شکست کی خبر سن کر نیمبرہر قتل اپنے انشاکیہ کے محل میں ملک شام کے استخفا کی یہ نسبت کانپ گیا۔ فوراً ہی ایک دوسرا لشکر ستر ہزار آدمی کا قائم کیا۔ اور پھر وردان کے تخت میں۔ اجنادین کی طرف واسطے خلاصی دمشق کے روانہ کیا کہ عربوں پر حملہ آور ہوں کہ ان کی تعداد ان لڑائیوں میں کم ہوتی ہوگی۔

خالد بن ابوعبیدہ سے مشورہ کیا کہ اس طوفان سے بچنے کے لیے کیا کرنا چاہیے۔ یہ رائے قرار پائی کہ دمشق کا محاصرہ اٹھالیا جائے اور دشمنوں سے اجنادین میں مقابلہ کیا جائے۔ خالد بن ابوعبیدہ کو اپنا لشکر ناکافی معلوم ہوا اس لیے اپنے ماتحت جرینوں کے پاس خط لکھے کہ فوراً چلے آؤ۔ خط کا مضمون درج ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نہایت خالدين الوليد بنام عمرو بن العاص۔ اے برادران اسلام ہم ستر ہزار یونانی وردی کے مقابلے کو جاتے ہیں کہ وہ اجنادین میں ہیں۔ تم بھی مع اپنے لشکر کے وہیں آؤ۔ اور ہم کو وہاں پاؤ گے۔ یہ پیغام بھیجا انھوں نے اپنا خیمہ اکھاڑا اور دمشق کا محاصرہ اٹھا کر اجنادین کو روانہ ہوئے خالد بن ابوعبیدہ کو آگے روانہ کرتے۔ لیکن انھوں نے یہ کہہ کر کہ آپ سردار ہیں یہ جگہ آپ کو زیبا ہے۔ انکار کیا۔ اور لشکر کے پیچھے جہاں اسباب اور عورتیں تھیں رہنا قبول کیا۔

جب دمشق کے قلعہ کے لشکر نے دیکھا کہ ان کے دشمن واپس جلتے ہیں انھوں نے زیر حکومت دونوں بجائی اور رئیس پیٹر اور پال کے حملہ کیا۔ پیٹر کے ساتھ دس ہزار پیادہ تھے اور پال کے ساتھ چھ ہزار سوار پال مسلمانوں کے محلے بشکرہ اکھڑا۔ اور درمیان میں گھس کر اکثر کو مارا اور پال کو مار ڈالا۔ ہر گاہ۔

پیٹر نے اپنے پیادوں کے ساتھ خیمے اور اسباب کو روٹا۔ اور عورتوں کو قید کر لیا۔ اور
 دمشق کو واپس آیا۔ جب یہ خبر خالد کو آگے ملی۔ انھوں نے ضرار بن عبد الرحمن
 و رفیع ابن عمیرہ کو دو سو سواروں کے ساتھ روانہ کیا۔ اور خود اصل لشکر کے ساتھ
 آئے ضرار اور ان کے ساتھیوں کے آنے سے لڑائی کی حالت بدل گئی۔ پال اور اسکے
 ساتھی قتل کے ساتھ شکست دیے گئے۔ ایسا کہ چھ ہزار سواروں میں سے بہت کم
 دمشق کو واپس پہنچے اور پال گھوڑے سے گر کر بھاگنا چاہتا تھا کہ گرفتار ہو گیا۔
 لیکن کامیاب مسلمانوں کی خوشی یہ منکر کہ ان کی عورتیں دشمن کے ہاتھ میں گرفتار
 میں جاتی رہی اور ضرار یہ منکر اور بھی منوم ہوئے کہ ان کی بہن قائلہ بھی گرفتار
 ہو گئی ہیں۔ اس عرصے میں پیٹر اور اس کا لشکر مع اسباب غنیمت و دمشق کے
 واپس جانے میں درخت کے سایہ میں ٹھہر گئے۔ اور تازگی لینے لگے قائلہ بجز غنیمت
 کے پیٹر کے حصہ میں پڑیں۔ تقسیم طے پا کر وہ لوگ اپنے اپنے خیموں میں ہوئے
 اور عورتوں کو اسباب کے پاس چھوڑ دیا۔

قائلہ نہایت لائق اور دلیر مثل اپنے بھائی کے تھیں بچاؤ سے روئے کے انھوں نے اپنے
 ساتھیوں کو طاقت کی۔ انھوں نے کہا کہ ہم شجاعان حرب کی بیٹی اور محمد صلعم کی امت
 ہو کر ان جنگی بت پرستوں کی اطاعت کیوں کریں انکو بہت جلد مرنا چاہیے۔ ان کے
 ساتھیوں میں حمزہ قوم کی اور حمیاز قوم کی عورتیں بھی تھیں جو بچپن سے گھوڑے پر زین
 چڑھنے اور نیزہ لگانے کی عادی ہوتی ہیں ان کو قائلہ کے اس کلام سے جرات
 ہوئی۔ انھوں نے کہا ہم کیا کر سکتے ہیں۔ ہمارے پاس نہ نیزہ ہے نہ تلوار نہ سلاخ
 نے کہا ہم لوگ خیمہ کے بانس سے ہتھیار بند ہوں اور اپنی حفاظت کریں یہاں تک
 کہ ہلاک ہو جاویں۔ اشد ہلکو بچاؤ سے۔ در نہ مر جانا بشرایہ کہ انام سے رہیں گے
 اور کئی دھتیا ہمارے ملک پر نہ آوے گا۔ ان کی تائب ایک قوی عورت نے بھی جیسکا نام

عقیدہ تھا کہ اس لڑکی خورشید بھون نے تمیل کی اور خیمہ کے بانس سے ہتھیار بند ہوئیں۔ اور فتنہ نے سب کو ایک دوسرے سے بھگدڑ کر کے دائرے کی شکل میں قائم کیا۔ انھوں نے کہا مضبوطی سے کھڑی رہو اور کسی کو اپنے درمیان میں مت آنے دو۔ اپنے حملہ آور کا وارو کو اور ان کے سر پر مارو۔ اس درمیان میں ایک یونانی سپاہی جو قریب آیا اسکو قائلہ نے ایسا مارا کہ اسکا سر پھٹ گیا اور گر پڑا۔ شور مچنے سے نیچے مارے نکل پڑے اور انھوں نے عورتوں کو بھیڑ لیا اور ان پر نرمی سے غالب آنا چاہا لیکن جو شخص ان کی ضرب کے اندر پہنچتا وہ ایذا اٹھاتا۔ کفاروں نے بہت سمجھایا لیکن عورتوں نے ایک نہ سنا۔ تب پیٹر نے اپنے سپاہیوں کو تلوار لینے کا حکم دیا۔ اور عورتوں کی جماعت فوراً قتل ہو جاتی لیکن خالدؓ اور ضرارؓ کو اپنے رسالے کی پشت پر آتے دیکھتے ہی پیٹر کے ہوش جاتے رہے اس نے عورتوں پر حملہ کرنے سے سپاہیوں کو باز رکھا۔ اور کہا ہماری بھی جو عداوت جو تین ہیں اور ہم تمھاری بہادری کی عزت کرتے ہیں تم اپنے ملک کو جاؤ۔

اُس نے اپنے گھوڑے کو بچھڑا لیکن قائلہ نے گھوڑے کا پانوں توڑ ڈالا۔ اور اُس کو زمین پر گرایا۔ اور ضرارؓ نے جون ہی دوزمین پر گرا پہنچ کر ایسا بھالا مارا کہ اٹھ نہ سکا اور اسکا سر کاٹ کر نیزے پر بلند کیا۔ اس پر ایک سخت لڑائی ہوئی جس میں دشمنوں کو شکست ہوئی اور ان کا تعاقب و شوق کے دروازے تک کیا گیا۔ ان بہت غنیمت گھوڑوں اور ہتھیار کی ہاتھ آئی۔

لڑائی ختم ہو جانے پر یال قیدی خالدؓ کے سامنے لایا گیا۔ اور اسکو اُس کے بھائی کا سر دکھایا گیا اور کہا گیا کہ تم اسلام قبول کر دو گے یا تمھارا بھی یہی حال کیا جائے۔ بہت رویا اور کہا کہ اپنے بھائی کے مرنے کے بعد جینا ناگوار ہے۔ چنانچہ خالدؓ کے حکم سے اُسکا بھی سر کاٹا گیا۔

اب مسلمانوں کا شکر اپنے قدیم خیمہ میں جہان ابو عبیدہؓ نے معرور یوں کو فراہم اور اپنے کو سورجہ بند کیا تھا واپس آیا۔ یہاں مسلمانوں کے کسی قدر آرام کیا۔

فصل آٹھویں

وردان کا یہ شکر اگرچہ ستر ہزار آدمیوں کا تھا۔ لیکن اکثر ان میں کے نا تجربہ کار تھے وہ اجنادین میں مقیم تھے۔ اور اکثر لوگ شاہی خیمہ کے مرصع ہونے کی بڑی تعریف لکھتے ہیں۔ اور جھیلے سپاہی اور جھکتے ہوئے ہتھیار اور تلوار اور نیزے کی بھی ہر گاہ کفار کا لشکر اس طرح شہم تھا۔ ایک مذہور دان ہر طرف سے غبار اٹھتے ہوئے دیکھ کر نہایت تعجب ہوا جس میں ہتھیاروں کی جھک اور باج کی آواز معلوم ہوئی۔ یہ وہی لشکر تھا جسکو خالدؓ نے خط لکھ کر طلب کیا تھا اور سب کا ایک وقت معلوم پر پہنچنا کراہت سمجھا گیا۔

مسلمانوں کو پہلے دشمنوں کی تعداد دیکھا کسی قدر خوف ہوا لیکن خالدؓ نے ان کو جرات دی اور کہا کہ یہ آخری مرتبہ ہے کہ دشمن اس قدر جمع ہوئے ہیں۔ اس لشکر کے شکست کھانے پر پھر کوئی لشکر نہ آوے گا۔ اور کل شام کا ملک ہمارا ہو جائے گا۔ فریقین تمام رات ایک دوسرے کے مقابل پڑے رہے اور صبح ہوتے ہی لشکر صفوں میں آراستہ ہوا خالدؓ نے پوچھا کہ کون آدمی دشمن کے قریب جائے گا۔ اور اس کی تعداد کا اصل حال لائے گا۔ خضرؓ آگے بڑھ کر اس کام کے واسطے آئے۔ خالدؓ نے کہا جادو۔ اللہ تمہارے ساتھ ہے۔ لیکن ہم تم کو نصیحت کرتے ہیں کہ بغیر اشتعال کے دار نہ کرنا۔ اور اپنے کو خطرے میں نہ ڈالنا۔

جب وردان نے ایک تنہا سوار کو اپنے لشکر کے پاس دیکھا۔ اس نے تیس سوار جنگل ان کی گرفتاری کو بھیجا۔

ضرار اُنکے آگے سے بھاگے یہاں تک کہ پہنچا کر لے میں لشکر سے بہت دور ہو گئے
تب ضرار نے منہ موڑا اور یکے بعد دیگرے سب سے مقابلہ کیا اور نیزہ چلا یا یہاں
تک کہ انھوں نے سترہ آدمیوں کو مار ڈالا۔ اور گھوڑے سے اتار دیا۔ اور اسید طرح
اور دن کو ڈراتے بھاگتے تمام اپنے لشکر میں واپس آئے۔ خالد نے ضرار
کو حکم کی نافرمانی پر ملامت کی ضرار نے جواب دیا کہ ہم نے لڑائی نہیں چاہی تھی۔
لیکن دشمن ہم پر آرہے اور ہم ڈرے کہ اگر اللہ ہلکے بیٹھ پھیرے دیکھے گا۔ تو ناراض
ہوگا۔ اللہ نے بیشک ہماری مدد کی اور اگر آپ کا حکم نہ ہوتا تو ہم لڑائی سے باز نہ آتے
دشمن کی تعداد اور جگہ کا حال ضرار سے دریافت کر کے خالد نے اپنا
لشکر اس کے موافق درست کیا۔ انھوں نے دہنے بازو کی حکومت نعمان بن حازم
کو دی۔ اور بائیں بازو کی حکومت سعد بن ابی وقاص۔ اور شریک بن
اور وسط لشکر کو اپنے تحت میں رکھا۔ اور عمرو اور عبدالرحمن اور ضرار اور
قیس اور رفیع وغیرہ مشہور لوگوں کو اپنے ساتھ لیا۔ چار ہزار آدمیوں کا
رسالہ عورتوں اور اسباب کی حفاظت کے لیے یزید بن ابی سفیان کے
ساتھ کیا۔

لیکن اس لڑائی میں صرف مرد ہی آباد نہ تھے بلکہ عورتیں بھی قائلہ اور عفرہ نے
حالی کی کامیابی پر خوشدل ہو کر اپنے کو ہتھیار بند کیا۔ اور لڑائی میں شریک ہونا چاہا
خالد نے اُنکی بہادری کی تعریف کی اور انکو دو گروہ میں تقسیم کیا۔ ایک کا سردار
قائلہ کو بنایا اور دوسرے کا عفرہ کو۔ اور کہا کہ عطاوہ اس کے گہرا پی حفاظت کرو
جو تمہارے مردوں میں سے منہ موڑے اور بھاگنا چاہے اُسکو مار ڈالو تاکہ تنبیہ
رہے۔ آخرش خالد گھوڑے پر سوار ہوئے۔ اور سب کو دیکھتے اور حرات دیتے
اور کہتے کہ آخری وقت تک لڑنا آگے گئے لڑائی کی صدا فریقین سے بلند ہوئی۔

عیسائیوں نے کہا مسیح اور اُس کا دین۔ اور مسلمانوں نے کہا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

قبل اس کے کہ لشکر کا رزار میں مصروف ہو۔ ایک ضعیف آدمی عیسائیوں میں سے آگے آیا اور خالد کے پاس آکر پوچھا کہ کیا تم ہی سرور ہو خالد نے جواب دیا کہ ہاں۔ اُس نے کہا کہ تم بلا اشتعال عیسائیوں کے ملک پر حملہ کرنے کو آئے ہو دوسروں نے تمہارے پہلے جو ایسا کیا ہو۔ اُن کو بجائے فتح کے اس زمین میں قبر میسر ہوئی۔ اس غنیمت کی طرف دیکھو کہ کتنے ہیں اور کس طرح آساتے ہیں تم سے بہت زیادہ ہیں اور بہتر قاعدہ دان ہیں کیونکہ ان سے لڑتے ہو جس میں تمہاری شکست اور خونریزی ہو بہتر و صلح کے ساتھ واپس جاؤ۔ اگر تم ایسا کرو گے تو ہم کو اختیار حاصل ہو تمہارے ہر سیاہی کو ایک جوڑا کپڑا ایک پگڑی اور ایک اشرفی دین اور تمہارے بے سو جوڑے اور دس ریشمی ملبا اور سو اشرفی اور تمہارے خلیفہ کے لیے ہزار اشرفی اور ایک سو ملبا۔

خالد نے جواب دیا کہ ایک حصہ اُس چیز کا جس کو ہم پورا لینا چاہتے ہیں دیتے ہو تمہارے بے تین شرطیں ہیں۔ اسلام قبول کرو۔ خواہ جزیہ دو۔ خواہ لڑو۔ اس جواب سے وہ ضعیف عیسائی اپنے لشکر میں واپس گیا۔

خالد بن الولید کو حماء آدمی میں کسی قدر تامل تھا۔ اُنھوں نے کہا ہماری تعداد سے دشمن کی تعداد دونی ہو۔ ہم لوگ غموش رہیں۔ یہاں تک کہ رات آجائے کیونکہ وہی وقت پنہیر برحق کی کامیابی کا تھا۔ دشمنوں نے اپنے ارنی تیر اندازوں کو آگے کیا جس سے کئی مسلمان زخمی ہوئے اور شہید ہوئے۔ تب بھی خالد نے اپنے لشکر کو جگہ سے ہٹنے نہ دیا۔ آخر شخضرا نے حملہ کی اجازت چاہی نا اور اپنے لشکر سے لشکر تیزی کے ساتھ اُنپر آپڑے غنیمت کا ہنسنے لگے لیکن اُنکو بھر مدد پہنچ گئی۔

اور خسار کی سدا کو بھی لشکر آیا مفریقین کے بہت آدمی مارے گئے۔ لیکن فتح مسلمانوں کو نمایان ہوئی۔ قریب تھا کہ لڑائی عام ہو جائے۔ کہ ایک آدمی سواروں میں سے آگے بڑھا اور دریافت کیا کہ مسلمانوں کا کون سردار ہے۔ خالدؓ نے یہ خیال کر کے کہ مقابلہ کو آیا ہے نیزہ سیدھا کیا۔ وہ چلایا کہ ہم پر نیزہ نہ چلائیے۔ ہم اپنی ہین اور صلح کا پیغام لائے ہیں۔

خالدؓ نے اہستہ سے اپنا گھوڑا بچھا اور اپنا نیزہ گرا دیا اور کہا کہ کہو لیکن جھوٹ مت بولو۔ اُس نے کہا ہم سچ کہیں گے لیکن سچ کہنے میں ہمارے بڑے خطرہ ہیں ہمارے ہمارے خاندان کی حفاظت کا وعدہ کیجئے یہ وعدہ لیکر قاعد جس کا نام واؤد۔ (وایوڈ) تھا آگے آیا اور بولا کہ وردان نے ہمارے بھائی کو موقوف رہے اور دیرون کی خونریزی بند کیجائے۔ اور یہ کہ تم۔ وردان سے سویرے ملاقات کرو یہی میرا پیغام ہے لیکن اسے خالدؓ اس میں کچھ فریب ہے۔ دس تپتے ہوئے آدمی خوب ہتھیار بندرات کو ملاقات کی جگہ میں چھپے رہیں گے۔ کہ تمکو مار ڈالیں یا گرفتار کر لیں۔ تب اُس نے پھر نے کی جگہ وغیرہ بیان کی۔ خالدؓ نے کہا بس کہ وردان کے پاس جاؤ اور کہو کہ ہمارے ملاقات کرنا منظور ہے۔

مسلمانوں کو واپسی کا حکم لشکر تعجب ہوا کیونکہ قریب تھا کہ ان کو فتح حاصل ہو وہ جبراً میدان جنگ سے واپس آئے۔ اور ابو عبیدہؓ اور خسار نے پوچھا کہ اس میں کیا مجید تھا۔ خالدؓ نے کل حالات اُن سے کہے اور کہا کہ میں اکیلے کل جاؤں گا اور سب کا سر لاؤں گا۔ ابو عبیدہؓ نے اس خطرہ میں ڈالنے سے انہیں روکا اور کہا کہ دس آدمیوں کے لیے دس آدمی ساتھ لینا چاہیے خسارؓ نے کہا کہ ان مکاروں کی سزا کل کیوں ہو آج ہی ہونا چاہیے دس آدمی ہم کو دو ہم اُنکے لڑکوں کو اٹھ دیتے ہیں۔ اجازت لیکر انہوں نے دس آدمی تحمل اور دلیر بنے اور مقررہ جگہ پہنچے۔

جب نزدیک پہنچے۔ ضرار نے اپنے ساتھیوں کو ٹھہرایا اور اپنا کپڑا اٹا لاکر کپڑے کی کھڑکڑا بٹ نہ ہوا اور ٹپکینا ننگی تلوار لیے اُس جگہ کو چلے۔ یہاں پر انھوں نے آدمیوں کو سوتے ہوئے دیکھا کہ اپنی تلوار سر سے رکھے سوتے ہیں۔ ضرار نے اپنے آدمیوں کے پاس واپس آئے۔ اور ایک ایک آدمی پر ایک ایک کو تعینات کیا۔ یہاں تک کہ ایک ہی دارمیں سب مارے گئے تب انھوں نے مردوں کو گھسیٹ کر بچکوا دیا۔ اور خود انکا لباس پہن لیا۔ اور وقت معینہ کے منتظر رہے۔

صبح ہوتے ہی دونوں طرف کے لشکر صفوں میں آراستہ ہوئے۔ اور اپنے افسروں کی گفتگو کے منتظر رہے۔ وردان۔ ایک سفید خچر پر سوار ہوا اور مرصع کپڑے پہنے تھا۔ سونے کی زنجیر اور جواہرات لگائے۔ خالد بن ولید زرد ریشمی عبا اور سبز عمامہ باندھتے تھے۔ وہ وردان کی مکر کی جگہ میں گئے۔ تب فرش پر بیٹھ گئے اور صلح کی گفتگو ہونے لگی۔ دونوں کے کلام مختصر اور فخر آمیز تھے۔ کیونکہ ہر شخص اپنے کو دوسرے پر قابض سمجھتا تھا۔ وردان نے کہا کہ مسلمان لوٹیرے ہیں اور مال کے واسطے اس زرخیز زمین پر حملہ کرتے ہیں اور ہم لوگ مالدار ہیں اور صلح چاہتے ہیں۔ تم کو کیا چاہتے ہو۔

خالد بن ولید نے جواب دیا کہ اے کافر، ملو گون کو غریب اور عییک منگا بھتا، ہوا اللہ تعالیٰ ہم کو دیتا ہے۔ تو ایک حصہ اُس چیز کا ہم کو دیتا ہے جو کل ہمارا ہے اگر تم صلح چاہتے ہو تو ہماری تین شرط ہیں۔ ایمان لاؤ۔ خواہ جزیہ دو۔ خواہ لڑو۔ کیا تم اس سے انکار کرتے ہو۔ کیونکہ ہم کو بتایا کہ کل تم کو معلوم ہو چکا تھا۔ کیا تم یہاں تھا لڑنا چاہتے ہو تو آؤ ہمارے ہتھیار اس کا فیصلہ کر دیں گے۔ یہ کمزورہ کھڑے ہو گئے وردان بھی کھڑا ہو گیا اور مدد کے منتظر رہ کر تلوار ہنوز نہ نکالی تھی کہ

خالد بن ولیدؓ نے اُسکا گڈا پکڑ لیا۔ اس پر اُس نے اپنے آدمیوں کو پکارا مسلمان یونانی لباس پہنے نکل آئے۔ وردان نے کچھ عرصہ تک سمجھا کہ ہم محفوظ ہیں جب وہ نزدیک پہنچے تو اُس نے اپنی غلطی دریافت کی۔ خسار اُس کو دیکھ کر ڈرا اور پکارا کہ رحم کرو رحم کرو۔ خالدؓ نے جواب دیا کہ اُسکے لیے رحم نہیں جس کو ایمان نہیں۔ تمہاری زبان پر صلح اور دل میں فساد تھا۔ تمہارا تصور تمہارے سر پر ہو گا۔ جون ہی حکم دیا کہ خسارؓ نے فوراً سر کاٹ ڈالا۔ اور نیزہ پر بلند کر کے اُن آدمیوں نے جنہوں نے یونانی لباس پہنا تھا دشمن کے شکر کی طرف پھینکا۔ جنہوں نے خالدؓ کا سر سمجھ کر خوشی کی صدا بلند کی۔ جب انہوں نے اچھی طرح دیکھا کہ وردان کا سر ہی اُن میں انتشار آگیا۔ خالدؓ نے اُن کو انتشار سے نکلنے دیا بلکہ عام حملہ کا حکم دیا۔ قیصر کے لشکر کو شکست ہوئی۔ اور انکے سپاہی ہر سمت سے فرار ہوئے۔ کچھ۔ قیصر یہ کی جانب۔ کچھ۔ دمشق کی طرف اور کچھ لوگ۔ الحاکمیت میں پہنچے بہت غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آئی۔ سونے اور چاندی کی صلیب جواہرات سے مرجع سونے کی زنجیر قیمتی گوبند۔ زیور۔ ریشمی عبا۔ ہتھیار اور ہر قسم کے اوزار اور بہت جھنڈے لیکن خالدؓ نے تاقبضہ و مشوق تقسیم ہونے سے باز رکھا۔

اس بڑی فتحیابی کی خبر مدینہ کو خلیفہ وقت کے پاس اُن کے عزیز اور بہادر بیٹے عبدالرحمن کے ذریعہ سے روانہ کی گئی یہ خبر شکر حضرت ابوبکرؓ نے سجدہ کیا اور اللہ کا شکر بجالائے۔ یہ خبر تمام عرب میں شائع ہوئی۔ تمام سپاہ جمع ہوئی خاص کر مکہ کی۔ چونکہ اب فتح نمایان ہوئی اور بہت غنیمت ہاتھ آئی سب اسلام کے کام میں جانفشانی کے واسطے حاضر ہوئے۔

حضرت ابوبکرؓ نے لوگوں کی استدعا قبول کرنا چاہی لیکن حضرت عمرؓ سے مشورہ لینے پر انہوں نے غدر کیا۔ آپ نے فرمایا اکثر ان میں کے وہ ہیں جو اب ہماری

اکامیابی پر ہم سے ملنے کے خواہشمند ہیں۔ اور سابق میں جب ہم قلیل اور ضعیف تھے ہم کو تباہ کرنا چاہتے تھے۔

یہ اسلام کی چندان پروا نہیں کرتے بلکہ شام کے زرخیز ملک کو لوٹنا چاہتے ہیں اور دمشق کی غنیمت کا حصہ لینا چاہتے ہیں۔ ان کو لشکر میں مت بھیجو کہ فتنہ اور فساد ڈالیں گے۔ انھوں نے کام شروع کیا ہے وہی لوگ انجام کے لیے کافی ہیں جنھوں نے کامیابی حاصل کی ہے انھیں کو غنیمت سے بہرہ ور ہونا چاہیے اس مشورہ پر حضرت ابو بکرؓ نے سائلوں کی استدعا نامنظور کی۔ اس پر مکہ کے باشندوں نے خاص کر اہل قریش سے ابوسفیان کو سردار کر کے خلیفہ وقت کے پاس التجا کے لیے بھیجا۔ انھوں نے کہا کہ میری التجا کیون نہیں قبول کی جاتی ہے۔ یہ درست ہے کہ ایام جہالت میں ہم نے اصحاب رسول اللہ صلعم کے ساتھ لڑائی کی۔ اس خیال سے کہ ہم راستی پر نہیں تھے اللہ تعالیٰ نے ہم پر ایمان کی روشنی پھیلانی۔ ہم نے اپنی غلطیوں پر گاہی پائی۔ ہم از روئے اسلام کے تمھارے بھائی ہیں۔ اور ایک خون ہیں۔ اور اسی سبب سے تمھارے حال کے شریک ہو کر دشمن سے لڑا جاتے ہیں ہمارے دل میں حسد اور عداوت نہیں ہونی چاہیے۔ ان باتوں سے خلیفہ وقت کے دل میں ہم آیا انھوں نے حضرت علیؓ اور عمرؓ سے مشورہ لیا اور یہ بات سنے پائی کہ قوم قریش کو لشکر میں شریک ہونے کی اجازت دیجائے ابو بکرؓ نے اس لیے خالدؓ کو انکی کامیابی پر مبارکباد دی اور لکھا کہ ایک بڑا امدادی لشکر ابوسفیان کے تحت میں جاتا ہے اس خط پر انھوں نے رسول اللہ صلعم کی مہر ثبت کی اور اپنے بیٹے عبدالرحمن کی معرفت روانہ کیا۔

فصل نوین

اجنادین کے مغوریوں نے۔ دمشق میں شاہی لشکر کی شکست کی خبر پہنچائی

اندیشہ کہ آخری مدد کی اُمید قطع ہوئی۔ شہر کے باشندوں میں بڑی گجراہٹ ہوئی۔ تاہم وہ بہادری اور مایوسی کے ساتھ استحفاظ کی کارروائی میں مصروف رہے۔ مغربیوں نے قلعہ کے لشکر کو کئی ہزار سے مدد دی۔ نیا استحکام جلدی سے تیار کی گئی۔ دیواروں پر انجن ڈھیلے اور پتھر پھینکنے کے لیے قائم کیے گئے۔ اس کام کو یہودیوں نے جو اس میں ہوشیار تھے انجام دیا۔ اپنی تیاری کے درمیان میں انھوں نے دیکھا کہ دور کے درختوں سے رسالے کے بعد رسالے مسلمان سواروں کے چلے آتے ہیں۔ ہر گاہ بڑی قطار پیدل باغی سپاہیوں کی نمودار ہوئی مسلمانوں کے لشکر کا یہ انتظام تھا۔ پیشرو محافظین نو ہزار آدمیوں کے ساتھ۔ عمرو بن العاص کے تحت میں تھے۔ اور دو ہزار قریشی سوار ابوسفیان کے تحت میں آئے اور اسی قدر آدمی شمر حیل کی تحت میں پہنچے۔ اور عمیر ابن ربیعہ اس قدر آدمیوں کے ساتھ آئے۔ اور اصل لشکر حضرت ابوجہشیدہ کے تحت میں پہنچا۔ اور آخر میں خالدؓ کا لشکر اپنے قسم توجیل آئے تھنڈے کیساتھ آیا۔

خالد بن الولید نے اپنے متفرق سرداروں کو اب جمع کیا۔ اور ان کو متفرق جگہ دی۔ ابوسفیان کو جنوبی دروازے کے مقابل میں قائم کیا۔ اور شمر حیل سنٹ نامس کے دروازے کے مقابل میں رہے۔ عمرو بن العاص بہشت کے دروازے کے سامنے تھے۔ اور قیس بن مہیرہ قازان کے دروازے کے مقابل تھے۔ اور حضرت ابوعبیدہ جابہہ کے دروازے کے مقابل فاصلہ پر تھے۔ اور خالدؓ نے اپنے واسطے پورب کا دروازہ تجویز کیا تھا۔

ایک دروازہ جنوب میں تھا جس کا نام سینٹ مارک تھا۔ یہ ایسے موقع پر تھا۔ جہاں سے کوئی لڑائی نہیں ہو سکتی تھی۔ اس لیے اس کا نام صلح کا دروازہ ہوا۔ خزار کے بہ نسبت یہ تجویز ہوا کہ وہ دیوار کے گرد و ہزار سواروں کے ساتھ

گرد آوری کرین اور اسکی حفاظت کوین کہ خیمہ پرا چانک حملہ نہ ہونے پاوے اور شہر کے اندر کسی قسم کی مدد نہ جانے دین۔ خالدؓ نے کہا کہ اسے ضرارؓ اگر تم پر حملہ ہو۔ ہم کو فوراً خبر دینا کہ ہم تمھاری مدد کرینگے ضرارؓ نے کہا کہ اسے خالدؓ تا آنے تمھارے ہم نہ لڑیں گے۔ اپنی حفاظت میں رہیں گے۔ خالدؓ نے کہا کہ لڑنا لیکن حفاظت کے ساتھ اور ہم ضرور آویں گے۔

اب مسلمانوں کے پاس ایسے ہتھیار تھے کہ ویسے سابق میں نہ تھے۔ اور اب وہ لڑائی کے واسطے اور سب لڑائیوں کی بہ نسبت زیادہ تیار تھے۔ کیونکہ قیمت کا اسباب ان کے ہاتھ خوب آیا۔ لیکن تاہم وہ اپنے عرب کے سادے لباس میں تھے اور فائقہ دار کھانے اور فاخرہ لباس میں جنکے عادی ان کے فروق تھے مشغول نہوے حضرت ابو عبیدہؓ اپنے قدیم اونٹ کے چرٹے کے خیمہ میں سادگی کے ساتھ ایلام کرتے تھے باوجودیکہ عمدہ عمدہ شے عیسائی افسروں کے ان کے ہاتھ آئے تھے۔ پہلے حملہ میں مسلمان بہادری کے ساتھ پتھر وغیرہ کے ذریعے سے ہٹا دیے گئے۔ اور قلعہ کے لشکر نے نکل کر حملہ کی جرات کی لیکن بڑی خونریزی کے ساتھ ہٹا دیے گئے۔ محاصرہ بڑی تیزی کے ساتھ کیا گیا یہاں تک کہ کسی کو اپنی دیوار سے باہر آنے کی جرات نہ ہوئی۔

اکثر باشندوں نے اس سبب سے کہ امیدوار تھے کہ اور بھی عمدہ شرائط ہاتھ آویں۔ صلح قبول نہ کی۔ اسوقت دمشق میں ایک شریف یونانی جسکا نام ٹامس تھا جسکی شادی قیصر برقل کی بیٹی سے ہوئی تھی موجود تھا۔

اسکا کوئی عمدہ نہ تھا۔ لیکن شہر میں بسبب لیاقت اور دایری کے بڑی منزلت تھی۔ اس نے لوگوں کو یہ کنکر جرات دی کہ حملہ آور لوگ جنگی شے بھوکے۔ اور بے قاعدہ دان میں اپنے جوش میں بہادری سے لڑتے ہیں جو چند روزہ سن

اور صرف اُنکا ڈر تمام پھیل گیا ہے۔
کل ہاتون کو بیکا ریا کر اُسے لشکر کی سرداری خود قبول کی۔ اس غرض سے کہ وہ حملہ کرے
اُسکا وعدہ قبول کیا گیا۔ اور دو ہزار روز مقابلہ کے واسطے قرار پایا خالہ نے رات
کی تیاریوں کو دریافت کر لیا۔ اور اپنے آدمیوں سے کہا کہ ہتھیار رہنا کیونکہ یوں
دشمن کے حملہ کی امید کیجاتی ہے۔ ہم لوگ رات کو نہ سوئیں مرنے کے بعد برابر
نیند ہی نیند ہے۔

عیسائی غم کے ساتھ تیاری میں رہے۔ یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ اور پادری اُس
دروازے کے پاس جہاں سے حملہ ہوئے والا تھا انجیل در صلیب لیے ہوئے آیا۔
جب ٹامس گذر نے لگا اُسے انجیل پر ہاتھ رکھا اور کہا کہ اے اللہ اے اللہ اگر
ہمارا عیسائی مذہب سچا ہے تو ہکو مدد دے۔ اور ہم کو دشمنوں کے قبضہ میں مت ڈال
اہل اسلام جو اپنے فوق کی حرکت کے نگران تھے دروازہ سے نکلتے ہی دشمن پر
حملہ آور ہوئے۔

لیکن تھچر اور ڈھیلے سے جو انجن کے ذریعہ سے اُنپر بھینکے گئے وہ ہٹ آئے ٹامس
اپنے لشکر کے ساتھ اُنکے مقابلے کو آیا۔ لیکن رٹائی سخت اور خونریز تھی ٹامس نہایت
تیر انداز تھا اُس نے جن جنگرا چھے اچھے مسلمانوں کو مارا۔ اور اپنے اچھے لوگ شہید
ہوئے۔ اُن میں ابان ابن زید بھی تھے۔ جنکو نہ ہر آلود تیر لگے تھے۔ اُنھوں نے
ہر چند اپنے زخم کو کپڑے سے باندھا۔ لیکن جب نہ ہرنے اڑ گیا اور گرنے لگے لوگ اُن کو
خیمہ میں لے آئے۔ اُنھوں نے حال میں ایک عورت سے جو قوم حمیار سے تھی
شادی کی تھی۔ قوم حمیار کی عورتیں بھی تیر انداز ہی جانتی تھیں۔

و د عورت یہ سُن کر کہ اُسکا شوہر زخمی ہوا دوڑی لیکن قبل پہنچنے اُس کے
انتقال ہو چکا تھا اُسے شوہر کو مردہ پا کر نہ غم کیا نہ روئی۔ اُس نے کہا کہ اے میرے

پیارے تم اللہ کے پاس ہوا چھو۔ لیکن میں تمہارے خون کا بدلہ لوں گی اور تمہیں
تم سے بہشت میں آملوں گی۔ کیونکہ میں اب اپنے کو اللہ کے واسطے وقف کرتی ہوں
تب اپنے شوہر کی تیر و کمان کو لیکر ٹامس کی تلاش میں میدان جنگ میں گئی اپنی
جگہ پہنچ کر جہان وہ لڑ رہا تھا اُس نے ایک تیر مارا کہ نشان والے کے ہاتھ میں
لگا نشان گر پڑا اور مسلمانوں کے ہاتھ آیا ٹامس نے اُس نشان کا تعاقب کیا اور
اپنے آدمیوں سے کہا کہ چھین لو۔ وہ ہاتھوں ہاتھ شہر حبیل تک پہنچا۔
ٹامس نے اُنپر تلوار سے حملہ کیا۔ انھوں نے نشان کو اپنے لشکر میں پھینک دیا اور
خود اُس سے مقابلہ کرنے لگے۔ لیکن دونوں برابر رہے بلکہ۔ ٹامس کسی قدر
دور رہنا چاہتا تھا کہ زوجہ۔ ابان نے ایک تیر مارا کہ ٹامس کی آنکھ میں لگا۔
وہ زخم کے باعث سے گرے لگا کہ اُسکے آدمی نشان کا تعاقب چھوڑ کر اُس کی مدد کو
دوڑے اور اُسکو شہر میں لگے اُسکے زخم کی اصلاح فوڑا کی گئی اور وہ چاہتا تھا کہ
لڑائی میں بھر شریک ہوں کہ اُسکے آدمیوں نے نہ کیا۔ اُسے اپنی جگہ شہر کے دروازے
پر قرار دی جہاں سے وہ جنگی کارروائی دیکھ سکے اور حکم کر سکے۔

لڑائی برابر جاری رہی اور انجن کے ذریعہ سے ڈھیلے اور پتھر ہودیوں نے پھینکے
جسکے باعث سے مسلمان دیوار سے دور رہے اور نزدیک نہ آ سکے۔

رات آجانے سے لڑائی ملتوی رہی۔ اہل اسلام تمام دن کی لڑائی سے تھک گئے
تھے اور فوڑا زمین پر سو رہے۔ ٹامس نے دیکھا کہ قلعہ کے لشکر میں کسی قدر جرات
اگئی اُسے بڑے حملہ کی تیاریاں کیں اور شہر کے ہر دروازے سے حملہ کا حکم دیا۔
صبح ہوتے ہی سب دیوار سے کھول دیے گئے اور ایک آواز میں بھونکنے
حملہ کیا۔ ایسی آہستگی سے حملہ کی تیاری کی کہ مسلمان غافل رہے۔ باجے کی آواز
لشکر مسلمان جاگے۔ اور اپنے ہتھیار کو اٹھایا لیکن چنانچہ ان پر آپڑے

اور کچھ عرصہ تک لڑائی کے بدلے خونریزی رہی۔ خالد بن ولید دیکھ کر روئے اور کہا کہ اے اللہ مسلمان بندوں کی مدد کر اور چار ہزار سواروں سے جہان مدد کی ضرورت دیکھی دوڑے۔ اس دروازے کے سامنے جہان سے ٹامس نے حملہ کیا سخت لڑائی ہوئی۔ یہاں شہر حبیل تھے اور اپنی بے نظیر دلیری سے لڑے۔ ان کے قریب زوجہ ابان بھی تھی۔ اس نے اپنے گل تیردن کو صرف کیا۔ صرف ایک تیر باقی تھا کہ ایک یونانی سپاہی نے اسکو پکڑنا چاہا۔ لیکن اس تیر کو بھی اس نے صرف کیا اور اسکو مار ڈالا۔ لیکن اب بے اختیار ہوجانے سے گرفتار ہو گئی۔ اس وقت شہر حبیل اور ٹامس بھر سینہ بسینہ لڑے لیکن شہر حبیل کی تلوار ٹامس کی ڈھال پر ٹوٹ گئی اور گرفتار ہونے کے قریب تھے کہ خالد بن ولید اور عبدالرحمن سواروں کے ساتھ آہٹے اور ٹامس کو شہر میں واپس جانے پر مجبور کیا۔ اور شہر حبیل اور زوجہ ابان کو چھڑا لیا۔

وہ لشکر جو جابیر کے دروازے سے نکلا سب سے زیادہ تباہ ہوا تھا۔ ابو عبیدہ اس دروازے کے سامنے تھے جس وقت غنیم نے حملہ کیا وہ سورہے تھے۔ آنھوں نے پہلے صبح کی نماز پڑھی۔ اور ایک چٹا ہوا مختصر رسالہ دشمن کی روک کے واسطے روانہ کیا۔ تب وہ لڑائی میں مصروف تھے۔

آنھوں نے آہستہ ایک رسالہ بھیجا کہ درمیان غنیم اور درمیان شہر کے دروازے کے حائل ہو جائے۔ یونانی مسلمانوں کو آگے اور پیچھے دیکھ کر نہایت منتشر ہوئے اور بہت مایوسی کے ساتھ لڑے لیکن یہ کارروائی ایسی کامیابی کی ہوئی کہ کوئی آدمی جو دروازے سے نکلا تھا واپس جانے کو نہ بچا۔ رات کو بھی ایسی ہی لڑائی رہی جیسی دن کو تھی۔ عیسائیوں کو ہر جگہ شکست ہوئی اور اپنے شہر کی دیواروں میں پھر پناہ گزین ہوئے۔ اور ہزاروں مرد سے

جنگ کے میدان میں چھوڑ گئے۔ مسلمانوں نے دروازے تک پہنچا کیا۔ لیکن یودیوں کے ڈھیلے اور تھوڑے دیواروں سے پھینکنے کی وجہ سے واپس آئے۔

فصل دسویں

شریروز تک دمشق کا محاصرہ مسلمانوں نے کیا۔ اور باشندوں کو حملہ کی تاب نہ نہی۔ اور پھر صلح کی گفتگو ہونے لگی۔ شامس کا سمجھانا بیکار تھا اور اس کا یہ کہنا بھی کہ قیصر کو مدد کے واسطے لکھا ہے۔

اہل شہر کو بہت خوف ہوا اور انھوں نے خالد بن ولید سے صلح کے لیے مہلت چاہی۔ لیکن انھوں نے کچھ نہ سنا۔ اُن کی خواہش تھی کہ شہر کو تلوار کے زور سے سر کرین کہ مسلمانوں کو غنیمت ہاتھ آوے۔

اس تنگ حالت میں شہر کے باشندے حضرت ابو عبیدہ کے پاس گئے۔ جنکو لوگ تحمل اور بردبار جانتے تھے۔ پہلے قاصد بھیجا اُن کا استخراج لیا۔ پھر ایک رات ایک سو آدمی جس میں باوری بھی تھے۔ خانگی طور پر جا بیہ کے دروازے سے اُنکے پاس گئے۔ انھوں نے اس افسر کو چڑے کے نیچے میں نہایت سادہ لباس میں دیکھا۔ انھوں نے باشندوں کی رائے کو اچھی طرح سنا۔ کیونکہ اُن کی رائے یہ تھی کہ سب ایمان لادین اور غنیمت اور جزیہ کا جندان خیال نہ تھا۔

ایک معاہدہ ان شرائط کے ساتھ لکھا گیا کہ شہر کا قبضہ مسلمانوں کو دیدیا جائے اور مخالفت موقوف کی جائے۔ اور وہ باشندے اگر چاہیں شہر کو بمخاطبت تمام چھوڑ سکتے ہیں اور اپنا اسباب بھی لے سکتے ہیں۔ اور سات گرجے اُن کے واسطے چھوڑ دیے جا دیں۔ یہ سب ہو کر ابو عبیدہ نے معاہدہ پر اس خیال سے دستخط نہیں کیا کہ عام سالار لشکر نہ تھے۔ لیکن یہ اقرار کیا کہ کل مسلمان اسکو مانیں گے

Full of amide daily paper
Lahore

شرائط منظور ہوئے اور ضمانت دے کر جابیہ کا دروازہ کھولا گیا۔ اور ابو عبیدہ
ایک سو آدمیوں سے شہر پر قبضہ کرنے کو داخل ہوئے۔

جب یہ سب جابیہ کے دروازہ پر پہنچے ایک دوسرا دروازہ کے دروازے پر
واقع ہوا۔

خالد کو عفرہ کے بھائی کے قتل سے نہایت صدمہ ہوا۔ اسی حالت میں ایک
پادری جس کا نام یسوع تھا آیا۔ اور اپنے خاندان کی امان چاہی تاکہ وہ شہر میں
داخل ہونے کی راہ بتا دے۔ اس شخص کے ذریعہ سے ایک سو عرب شہر پناہ کی
دیوار میں داخل ہوئے۔ اور پورب کے دروازے کی گلی اور کنواڑ کھول دے
اور اللہ اکبر اللہ اکبر کی صدا بلند کی۔ خالد نے اپنے لشکر کے ساتھ دروازے میں داخل
ہوئے اور سب کو قتل کیا۔ اور خون کا پیرنالہ گئی میں بہایا۔ رحم کرو رحم کرو۔
خالد نے کہا کافروں کے لیے رحم نہیں۔ اور مریم کے گرجے تک خونریزی کرتے چلے
گئے۔ یہاں پر انھوں نے متعجب ہو کر ابو عبیدہ اور ان کے ساتھیوں کو دیکھا کہ ان کی
تلوار میان میں رہی۔ اور عورتیں اور لڑکے گھیرے ہوئے ہیں۔

ابو عبیدہ نے خالد کو غضبناک دیکھا اور ان کو نرم کرنے کے لیے دوڑے
انھوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ شہر ہم کو صلح سے دلویا ہے بغیر خونریزی اور لڑائی کے
خالد نے غیظ میں اگر فرمایا ایسا نہیں ہو سکتا اسکو تلوار کے زور سے حاصل کیا۔ اور
ہم ان کو پناہ نہیں دیتے ہیں۔ ابو عبیدہ نے کہا لیکن ہم نے باشندوں کو
ایک عہد نامہ اپنے ہاتھ سے لکھ کر دیا ہے۔ خالد نے کہا آپ کو کیا حق تھا کہ
ہم مرضی ہماری عہد نامہ کیا۔ کیا ہم افسر نہ تھے۔ قسم اللہ کی یہ ثابت کرنے کو ہم
ہر باشندے کو قتل کریں گے۔

ابو عبیدہ نادم ہوئے کہ ہم نے غلطی کی۔ لیکن انھوں نے خالد کے مرضی

کرنے میں بڑی کوشش کی۔ اور یہ کہا کہ ہم نے یہ سب بہ نظر بھلائی کے کیا تھا۔ اور یہ کہ جو عہد نامہ ہم نے کیا ہے وہ قبول کیا جائے۔ اور یہ سب مسلمان جو حاضر ہیں ان کی بات سے کیا گیا ہے۔

اکثر مسلمان افسروں نے ابو عبیدہؓ کی تائید کی۔ اور خالدؓ کا بھیجا گیا کہ عہد نامہ کو منظور کریں۔ جب تک خالدؓ کو تامل تھا کہ انکی فوج کو بے صبری ہوئی اور انھوں نے قتل پھر شروع کر دیا۔ ابو عبیدہؓ یہ دیکھ کر بے قرار ہوئے۔ اور کہا قسم اللہ کی میری باتیں کچھ وزن نہیں کی جاتی ہیں اور میرا عہد نامہ جو تے کے نیچے ڈالا جاتا ہے۔ اپنے گھوڑے کو ہمیز دیکر قاتلون کے پاس پہنچے۔ اور انکو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واسطہ دیکر کہا کہ جب تک ہمارے اور خالدؓ کے درمیان میں کوئی امر طے نہ پاوے قتل طوسی رکھو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کا اثر ہوا اور سپاہیوں نے قتل موقوف کیا۔ اور دونوں سردار مریم کے گرجے میں داخل ہوئے۔

یہاں خالدؓ اور ابو عبیدہؓ سے بحث رہی۔ اور خالدؓ صلح کے خلاف رہے جب اُن سے کہا گیا کہ یہ امر مصلحت کے خلاف ہے۔ کیونکہ ابھی بہت شہر فتح کر لے کو امن اطراف میں باقی ہیں۔ اپنے ماتحت افسر کی بات نہ رکھنے سے مسلمانوں کی بے اعتباری اور شہر والوں کو ہو جائے گی اور اسی شہر و مشق کی نظیر دینگے اور آخر وقت تک لڑنے کو آمادہ ہو جائیں گے۔ اور معاہدہ کے قریب نہ جائیں گے۔

بڑی مشکل سے ابو عبیدہؓ نے خالدؓ کو راضی کیا۔ کہ کل امر خلیفہ وقت کے پاس تصفیہ کے لیے بھیجا جائے۔ ہر شرط پر ان کو اعتراض تھا۔ اکثر لوگوں نے شہر میں رہنا قبول کیا۔ لیکن کچھ لوگوں نے ٹامس کا ساتھ الطاکیرہ تک دینا چاہا ٹامس نے مسلمانوں کے ملک سے گزرنے کے واسطے پاسپورٹ چاہا۔ بڑی شکل سے خالدؓ نے تین روز کی مہلت دی کہ اتنے عرصے تک اُن کا تعاقب نہ کیا جائے۔

اس شرط پر کہ وہ اپنے ساتھ سوزے کھانے کے کچھ نہ لے جاوین۔
 بیان پر ابو عبیدہؓ نے کہا کہ میں نے شرط کی ہے کہ وہ اپنے اسباب کے ساتھ جاوین تب
 انھوں نے کہا کہ بے تمھیں جاوین۔ پھر ابو عبیدہؓ نے رد کیا۔ اور خالدؓ آخر شام
 ہوئے۔ کہ اتنے تمھیں لے جاوین کہ اپنے کو ڈاکوؤں سے بچا سکیں۔ جس کے پاس تیرا ہو
 اس کو بھالے کی ضرورت نہیں ٹامس اور ہر بس نے کہ اس قافلہ کے رہنما تھے
 اپنا خیمہ چراگادین شہر کے قریب نصب کیا۔ جہاں پر سب جلاوطن ہونے والے
 جمع تھے۔ سب چیزوں میں قیصر ہر قل کی ایک عبا تھی کہ نہایت قیمتی تھی۔ سب
 نے جمع ہو کر اپنی راہ اختیار کی۔

جن لوگوں نے بسبب غور یا بہادری یا اختلات مذہب کے جلا وطنی اختیار کی وہ
 لوگ بڑے عالی خاندان اور آسائش کے پیے ہوئے تھے۔ اور محلوں کے رہنے
 والے تھے۔ انہیں میں سے ٹامس کی زوجہ قیصر ہر قل کی بیٹی بھی تھی۔
 انکی طرف دیکھنے سے افسوس آتا تھا کہ بوڑھے آدمی اور روتی ہوئی عورتیں اور مایوس
 لڑکے یوں اپنے گھر سے نکلے جاتے ہیں اور جنگلوں اور میدان اور پہاڑ کو طے
 کر رہے ہیں اکثر دن نے پھر پھر میناروں اور برجوں اور محلوں اور شہر کے باغوں کو
 دیکھا کہ ایک دن ان میں کس عزت سے اور آسائش کے ساتھ بسر کرتے تھے اور بعض
 روتے تھے اور سینہ پیٹتے تھے۔

اس طرح سے سخت محاصرہ دمشق کا جس کو ایک نامی شاعر والٹر نے بہ اعتبار
 مضبوطی اور چھوٹی چھوٹی لڑائی اور فدا لڑائی کے لڑائی کے محاصرہ سے تشبیہ
 دی ہے ختم ہوئی۔

جب سے مسلمانوں نے پہلا خیمہ نصب کیا تھا اور تاریخ کامیابی تک ایک برس سے
 زیادہ گزر گیا۔

فصل گیارھویں

ضرار کو ناگوار تھا کہ اس قدر غنیمت ہاتھ سے نکل جائے خالہ کو بھی اس کا خیال ہوتا لیکن اُن کے دل میں یہ بات تھی کہ سبب سباب دشمن سے واپس لینے کیلئے انھوں نے اپنے آدمیوں کو آرام اور تازگی لینے کیلئے فرمایا۔ اور مستعد رہے کہ تین روز گزر جانے پر پھر اُن کا تعاقب کرینگے کسی قدر اختلاف جو غلہ کی نسبت حضرت ابو عبیدہؓ سے ہوا۔ وہ کہتے تھے کہ غلہ شہر والوں کا، خالہ کو اُس کے تصفیہ میں ایک روز کا اور بھی وقفہ ہوا اور خالہ تعاقب کے قصد سے گذر چکے تھے کہ ایک شخص رہتا ہونے کو آگے آیا اور کہنے لگا کہ اہم نہایت مختصر پہاڑوں کی راہ سے بچیں گے۔ اس رہتا کا جیب قصہ ہے۔ وقت محاصرہ کے ضرار دو ہزار آدمیوں سے گرد شہر کے گرد اوری کر رہے تھے۔ جب یہ لوگ ایک رات قریب دیوار کے گھومتے تھے کہ انھوں نے دور سے گھوڑے کا ہنسنانا سنا اور چاروں طرف دیوار کے دیکھا۔ قازان کے دروازے سے ایک سوار کو آتے دیکھا۔ وہ ایک غار میں چھپ رہے۔ اور جب نزدیک آیا اُس کو گرفتار کر لیا۔ وہ نوجوان شامی تھا۔ اور بہت عمدہ اور فاخرہ لباس پہنے تھا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ معزز آدمی ہے۔ جون ہی انھوں نے اُس کو گرفتار کیا۔ ایک دو سوار اسی دروازے سے آتے دیکھا جس نے اُس قیدی کو آہستہ یونس کے نام سے پکارا۔ انھوں نے یونس سے کہا کہ اپنے ساتھی کو بلاؤ۔ اسپر اُس نے پھر یونانی زبان میں کہا اور وہ سوار دروازے میں واپس گیا۔ عربوں نے یونانی زبان نہ سمجھ کر یہ سمجھا کہ قیدی نے اُس کو آنے سے باز رکھا۔ عرب یونس کو وہیں مار ڈالتے لیکن اور خیال سے اُس کو خالہؓ کے پاس لائے۔ اُس نوجوان نے کہا کہ میں و مشق کے عالی خاندانوں سے ہوں اور میری نسبت ایک خوبصورت عورت سے جکنا نام

یوڈویشا ہوئی تھی۔ لیکن اُس کے والدین نے کسی لالچ سے میری نسبت کو قطع کیا اس لیے ہم لوگوں نے خفیہ مشورہ کیا کہ دمشق سے نکلیا دین اور محافظ کو ایک اشرافی دی کہ رات کو میرا منتظر رہے۔ وہ عورت مرد کے لباس میں اور دو آدمیوں کے ساتھ بیچھے آتی تھی لیکن میرا جواب تھا کہ چڑیا بکڑ گئی۔ اُس پر وہ واپس گئی۔

خالدؓ نے کہا کہ تمہارے لیے یہ شرط ہو کہ ایمان لاؤ۔ اور نہیں تو تمہارا سر کاٹا جائے گا اور دمشق تمہارے قبضے میں آنے سے تمہاری مسو بہ تم کو ملیگی۔ اُس نے فوراً اسلام قبول کیا اور دمشق کے قبضے کے لیے خوب لڑا۔

جب دمشق قبضے میں آگیا۔ اُسے یوڈویشا کا مکان تلاش کیا اور اُسکی محبت کا فسانہ سنا۔ اُس نے یہ سمجھ کر کہ۔ یونس عربوں کے ہاتھ سے ایمان کے لیے مارا گیا۔ دنیا کو چھوڑ کر معبد میں رہنا قبول کیا بڑے جوش کے ساتھ یونس معبد کی طرف گیا۔ لیکن جب اُس عورت نے دیکھا کہ یونس نے اپنا مذہب بدل دیا اُس نے نفرت کی اور واپس گئی۔ اور اُسکو بھر دیکھنا نہیں چاہا۔ اُس نے بھی ٹامس اور ہیرس کے ساتھ جلا وطنی اختیار کی یونس نے خالدؓ سے کہا کہ وہ عورت دلواد بجائے لیکن خالدؓ نے معاہدہ کی حالت بیان کی۔

جب یونس کو معلوم ہوا کہ خالدؓ کا ارادہ تعاقب کا ہے لیکن زیادہ وقفہ ہونے سے متامل ہیں۔ اُس نے وعدہ کیا کہ ہم مخفی تشریف اٹھون کی راہ سے لے چلیں گے۔ اور یقینی جلا وطنوں کو پالیں گے۔ اُس کا وعدہ قبول کیا گیا۔

جو تھے روز اس روز سے کہ جلا وطن روانہ ہوئے تھے۔ خالدؓ نے چار ہزار سواروں سے تعاقب شروع کیا۔ جو یونانیوں کے لباس میں یونس کے مشورے سے تھے کچھ عرصہ تک جلا وطنوں کے گھوڑے وغیرہ کے بانوں کے نشان سے پستہ لگاتے چلے آئے۔ آخر شام کوہ لبنان کے پہاڑوں کے قریب وہ نشان کم ہو گیا۔

مسلمان سرسید ہوئے۔ لیکن یونس نے کہا ان پہاڑوں میں وہ راہ بھولے ہونگے اور ہم سے اب دو بیچ سکین گے۔ مسلمان برابر چلتے رہے صرف نماز کے وقت ٹھہر جاتے۔ اب یہ لوگ بلندی پر پہاڑوں کی چوٹی کے چڑھ گئے اور تاہوار چٹانوں کی تکلیف اٹھانے لگے۔ گھوڑے کی نعلوں سے آگ نکلتے لگی۔ اُنکے نعل نکال دئیے گئے۔ بعض گھوڑے چٹانوں کی ٹھوکر سے لنگڑے ہو گئے۔ سوار اتر پڑے اور پیدل چلنے لگے۔ اُن کے کپڑے جھاڑیوں میں پھنس کر پھٹنے لگے۔ اب شکایت ہونے لگی۔ ایسی شکل ان کو کہیں پیش نہ آئی تھی۔ اُن لوگوں نے آرام کرنے کے لیے اور گھوڑوں کے آرام پر اصرار کیا۔ بلکہ خالہ بھی یونس پر ناراض ہوئے۔ کہ کس تکلیف میں ڈالا۔

یونس نے کہا کہ آگے آئیے۔ تازے پانوں کے نشان دکھلائے اور گھوڑوں کے ستم کی علامت بھی بتائی۔ کئی گھنٹوں کی آسائش کے بعد انھوں نے پھر تعاقب شروع کر دیا۔ مقام جبلہ اور بوطیشا کے سامنے سے گزرنے میں اُن کو ایک دیہاتی سے معلوم ہوا کہ قیصر ہرقل نے جلاوطنوں کو انطاکیہ میں آنے سے باز رکھا ہے۔ شاید وہاں کے باشندوں میں انتشار نہ آ جاوے۔ اور کنارے کنارے ہو کر قسطنطنیہ جانے کو کہا۔ بجا اس سے تعاقب کرنے والوں کو اور بھی موقع اُن تک پہنچنے کا ملا۔ لیکن خالہ کو معلوم ہوا کہ ایک اور شکار اُن کے مقابلے کے واسطے تیار کیا جاتا ہے اور اُنکے درمیان میں صرف ایک پہاڑ حد فاصل ہے۔ ان کو خوف ہوا کہ مبادا یہ شکار تیغے میں دمشق پر نہ آپڑے یا چٹھیر نہ آجائے اور ایک پریشان خواب بھی دیکھا تھا لیکن عبد الرحمن نے بہت عمدہ تعبیر کی۔ اور تعاقب جاری رہا۔ ایک طوفان رات کو آیا اور پانی برسا اور آدمی اور جانور پریشان ہو گئے لیکن تب بھی یہ لوگ نہ ٹھہرے۔ اور آگے بڑھتے گئے یہاں سے

مفزوری قریب تھے۔ اور قصد ایسا تھا کہ اُن کو غارت کیجیے اور واپس آئیے۔ صبح ہو گئی۔ ابرصاف ہوا اور آفتاب چمکا۔ بہر کیف وہ آگے بڑھے یہاں سے ایک سبزہ زار پھولوں سے معمور نظر آیا۔ اور اُس میں چشمہ دکھائی دیا۔ اس چشمہ کے کنارے پر جلاوطنوں کا قافلہ تھا۔ مساکین کے طوفان سے تھک کر آرام لے رہے تھے۔ بعض لوگ گھاس پر سوئے تھے بعض کھارہے تھے ہر گاہ چراگذا پھیلی ہوئے بھگے کپڑوں سے رنگین تھی۔ تھکے ہوئے۔ مسلمان پہاڑ کی تکلیف سے تنگ آ گئے تھے۔ ان تازگیوں کو دیکھ کر خوش ہوئے۔ لیکن خالد قافلہ کی تلاش میں تھے۔ اور وہ نو مسلم ریوس (اپنی نسوبہ کی جستجو میں تھا۔ اور ان عورتوں کی طرف دیکھتا تھا جو غیمہ کے کنارے پر بیٹھی تھیں۔ خالد نے ہوشیاری سے قافلہ کو دیکھ کر اپنے لشکر کو چار حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک کی حکومت ضرار کو دی دوسرے کی رفیع ابن عمیرہ کو اور تیسرے کی عبدالرحمن کو اور چوتھے کے خود حاکم ہوئے۔ اور انھوں نے حکم دیا کہ ہر حصے کو یکے بعد دیگرے آنا چاہیے کہ دشمن کو تعداد کا اصل حال معلوم نہ ہو۔

غمار پڑھ کر خالد نے اپنے لشکر کو حکم دیا۔ عیسائی اپنے آرام سے چونکے جب دیکھا کہ ایک قافلہ اُنکی طرف پہاڑ سے آتا ہے۔ اُن کو یونانی لباس سے کچھ دھوکا ہوا۔ لیکن قبڑاہی اصلیت دریافت کر لی ٹامس نے پانچ ہزار آدمیوں کو جمع کر لیا اور جو ہتھیار اُنکے پاس تھے اُن سے لڑنے کو آمادہ ہو گیا۔ دوسرا حصہ جلد آتے ہوئے دیکھا۔ پھر تیسرا حصہ۔ تب سخت لڑائی ہوئی ٹامس۔ اور خالد سینہ بسینہ لڑے۔ لیکن ٹامس گرا اور عبدالرحمن بن ابی بکر نے اُسکا سر کاٹ لیا اور صلیب کے تیزے پر بلند کر کے عیسائیوں کو دکھلایا۔

رفیع بن عیسے و عورتوں کی جماعت کی طرف گئے۔ کہ اُن کو گرفتار کریں لیکن

وہ دلیری سے مقابلہ کرنے لگیں۔ اور پتھر اور ڈھیلے اپنے دشمن کی طرف پھینکے ان میں ایک نہایت خوبصورت عورت۔ عمدہ کپڑا اور زیور پہنے تھی۔ یہ قیصر ہرقل کی مشہور بیٹی تھی۔ اور ٹامس کی زوجہ تھی ر فیج نے اُس کی گرفتاری میں کوشش کی لیکن اُسے ایک پتھر پھینکا کہ گھوڑے کے سر میں لگا۔ اور وہ مر گیا۔

عربی سوار نے تلوار نکالی اور اُسکو مار ڈالتا لیکن وہ چلائی کہ رحم کرو۔ اسیلئے وہ گرفتار کر لی گئی اور ایک معتمد شخص کے سپرد کی گئی۔

اس کا نثار کے درمیان میں یونس اپنی نسوبہ کی تلاش میں دھڑا۔ وہ پہلے یونس کو کانفہ بھتی تھی اب اُس سے خوف کرنے لگی کہ یہی شخص تباہی لانے والا ہے کل کوششیں اسکی کہ اسکی خطا معاف کی جائے بیکار تھیں۔ اُس نے قسم کھائی کہ قسطنطنیہ جا کر کسی معبد میں رہینگے یونس نے التجا بیکار دیکھ کر اُسکو گرفتار کر لیا۔ اُسے زیادہ انکار نہ کیا۔ اور گھاس پر خموش بیٹھ رہی اور موقع وقت کی منتظر رہی۔ ایک تلوار نکال کر اپنے سینہ پر ماری اور مر گئی۔ ہر گاہ یہ ہو رہا تھا کہ خالد کو ہربس کی تلاش تھی۔ ایک جماعت میں وہ بھی تھا اور تیجھے سے اگر خالد کو ایک ایسی تلوار ماری کہ اُن کا خود ٹوٹ گیا۔ اور اگر گڑھی سر پر نہ ہوتی تو خالد کا سر بچٹ جاتا۔ ہربس کے ہاتھ سے تلوار اُس ضرب میں گر پڑی۔ اور خالد کے پیروان نے اُسکو ٹکڑے کر ڈالا عیسائیوں کی لڑائی ختم ہو گئی۔

سب مارے گئے یا قید ہوئے سوائے ایک شخص کے کہ اس قتل عام کی خبر قسطنطنیہ لے گیا۔ یونس اپنی نسوبہ کے مرنے پر ناز زار روتا تھا۔ لیکن مسلمانوں نے ان کی تشفی کی کہ اللہ تعالیٰ نے مقدر میں ہی لکھا تھا اور ر فیج ابن عمیر نے اُس شاپہادی کو بدے میں دیئے کے لیے فرمایا اور خالد نے اس شرط پر کہ قیصر زر مخلصی دے کر اُسکو نہ منگوائے منظور کیا۔

اب وقت نمان کر لے کا موقع نہ تھا۔ ڈیڑھ سو میل اس تعاقب میں دشمن کے ملک کو ملے کیا تھا۔ اور خوف تھا کہ دشمن پیچھے ہٹ کر ٹکڑے نہ کر ڈالے۔ سوار ہو۔ اور چلو یہی کلام تھا۔ غنیمت خجرون پر بار کیا گیا۔ اور قیدی محفوظ کیے گئے۔ اور سب دشمن کو روانہ ہوئے۔

جب راستے ہی میں تھے کہ ایک غبار بکھر ڈرے جس میں کچھ صلیب نظر آئے انھوں نے مقابلے کی تیاری کی۔ لیکن صلح کا پیغام معلوم ہوا۔ ایک بوڑھا پادری کئی مصاحبوں کے ساتھ خالد کے پاس قیصر کی طرف سے اس کی بیٹی کی رہائی کے لیے آیا۔ مسلمانوں نے اسکو بلا زرخلصانہ کے رہا کیا۔ اور کہا کہ اس کے بدلے ہم اسی کو گرفتار کریں گے۔ ہم یہ لڑائی موقوف نہ کریں گے۔ جب تک ہم اس کا ملک نہ لیں گے۔

اس نو مسلم یوننس کو اس کے بدلے میں بہت اشرافی دی گئی کہ قیدیوں میں سے جس عورت کو پسند کرے خرید لے۔ لیکن اب اسے دنیاوی نعمتوں سے کچھ موڑا اور اسکا منتظر رہا۔ کہ اس کے بدلے اسکو بہشت کی نعمتیں ملیں گی۔

اور اسلام کے کاموں میں بڑی جانفشانی کی۔ یہاں تک کہ یرموک کی لڑائی میں اس کے سینے میں تیر لگا۔ اور شہید ہو گیا۔ عیسائیوں کی تواریخ میں اس نو مسلم کا حال اسی قدر لکھا ہے۔ لیکن واقعہ رافع ابن عمرہ نے اسکو خواب میں دیکھا کہ یوننس ایک نہایت مرنے کے بعد رافع ابن عمرہ نے اسکو خواب میں دیکھا کہ یوننس ایک نہایت عمدہ کپڑا پہنے ایک چمن میں تھلے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ستر حورین بہشت میں خدمت کو دی ہیں جو آفتاب اور ماہتاب سے بھی زیادہ روشن ہیں۔ رافع نے اس خواب کو خالد سے کہا۔ انھوں نے فرمایا کہ اسلام کی شہادت میں یہی فائدہ ہے۔ نہ ہے نصیب اس کے جس کو یہ دولت ملے۔

خالد بن ولید اپنے لشکر کے کامیابی کے ساتھ واپس آئے۔ اور اپنے ساتھیوں سے ملے جنہوں نے نہایت خوشی کی اور اس کے جانے پر اندیشہ کیا تھے انہوں نے اب غنیمت تقسیم کی۔ غنیمت کے چار حصے سپاہیوں اور افسروں میں تقسیم ہوئے یا پھر ان حصہ بیت المال کے واسطے رکھا گیا اور خلیفہ وقت کے پاس بھیجا گیا۔ اور خط بھی لکھا جس میں دمشق کے قبضے میں ہوجانے کا حال درج تھا۔ اس میں جو اختلاف ابو عبیدہ سے ہوا وہ بھی اور جلا وطنوں کا تعاقب کرنا۔ اور غنیمت ہاتھ آنا۔ یہ سب لکھا تھا۔

یہ بھی مقدر تھا کہ اس کامیابی کی خبر خلیفہ وقت اپنے کانوں سے نہ سُنیں۔ کیونکہ جس روز دمشق فتح ہوا اسی روز حضرت ابو بکرؓ نے انتقال فرمایا۔ مورخین آپ کے انتقال کے سبب میں اختلاف کرتے ہیں ابو الفدا کا قیاس ہے کہ آپ کے کھانے میں ایک یہودی نے زہر دیا۔ لیکن آپ کی بیٹی حضرت عائشہؓ کا قول زیادہ معتبر ہے۔ جن کا بیان ہے کہ آپ نے ایک سردوز میں غسل کیا جس سے بخار ہو گیا۔ جب آپ بیمار ہوئے آپ نے اپنی جگہ حضرت عمرؓ بن الخطابؓ کو کام کے لیے فرمایا۔ کہ خلافت کے اُمورات کو انجام دیں۔

آپ نے یہ سمجھ کر کہ موت قریب پہنچی اپنے کاتب حضرت عثمانؓ کو بلایا اور چیدہ مسلمانوں کے مقابل میں ذیل کا مضمون فرمایا۔

میں۔ ابو بکرؓ ابن محافہ مرنے کے قریب ہوئے سے اور ایسے وقت میں کہ کافر ایمان لائے اور مشرک یقین پر آئے۔ اور جو ٹٹے بچے ہو گئے کل مسلمانوں کے سامنے یہ اٹھا کر تارہوں۔ بلا جبر۔ اپنے دل سے کہ میں اپنا جانشین نامزد کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر آپ کو غش آگیا۔ اور خموش ہو گئے۔ حضرت عثمانؓ نے جو آپ کے ارادوں کے واقف تھے عمرؓ بن الخطابؓ کا نام لکھا جب آپ کو ہوش آیا اور دیکھا کہ عثمانؓ بیٹھے

کیا لکھا تو آپ نے فرمایا تمہاری دو راہنمائی پر آمین ہے۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحمت کرے۔ تب آپ نے فرمایا کہ عمر کا کہنا سننا۔ اور اطاعت کرنا کیونکہ جہان تک میں جانتا ہوں وہ بچلے خود عقل ہیں۔ وہ جو کرتے ہیں اس کے منہ سے نہیں۔ وہ انصاف کے ساتھ حکومت کریں گے اور اللہ جو سب جانتا ہے جزا دے گا۔ ہم بہتری چاہتے ہیں ظاہر کو دیکھتے ہیں دل کا حال اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ بس رخصت۔ راست بازمی سے کام کرو اور اللہ کی رحمت تم پر ہو۔ آپ نے اس وصیت نامہ پر مہر چکائی۔ اور اس کی نقل سب حکام کے پاس بھیجنے کے لیے کہا۔

تب آپ نے حضرت عمرؓ کو بلوایا اور کہا کہ تم جانشین نامزد کیے گئے۔ حضرت عمرؓ شدید اور سادے آدمی تھے اور کسی عہدے یا مرتبے کے خواستگار نہ تھے۔ آپ نے فرمایا کہ اسے خلیفہ رسول اللہؐ ہم کو اس بوجہ سے معاف رکھیے۔ ہمکو خلافت کی ضرورت نہیں حضرت ابوبکرؓ نے کہا لیکن خلافت کو تمہاری ضرورت ہے۔ تمہارا قبول کرنا اس عہدے کو اس وقت بہتر رہا عام اور ان کی شفقت کے ہی کیونکہ ہم تم کو اس کے لائق سمجھتے ہیں۔ اور آپ نے حضرت عمرؓ سے قبول کرایا۔ اور ان کے جانے کے بعد انکی کامیابی کے لیے اور اسلام کی سلطنت کے استحکام کے لیے بہت دعا کی یہ سب خلافت کا انتظام فرما کر آپ نے حضرت عائشہؓ کے آغوش میں انتقال فرمایا۔

لَا تَأْتِيهِ دَانَا اَيْكُو مَرَا جَعُونَ د

اس وقت سن شریف آپ کا تیسرے برس کا ہو چکا تھا۔ اور چوبیس سال تھا۔ آپ نے خلافت و دس تین مہینے نوروز فرمائی۔ جس وقت آپ کا انتقال ہوا۔ آپ کے والدین زندہ تھے۔ آپ کے والد کا سن ستانوے برس کا تھا جب آپ کے والد نے انتقال کا حال سنا انھوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے دیا اور لیا۔ لیکن انکا بھی انتقال اسی زمانے میں ہوا۔

حضرت ابو بکرؓ کی چار بیبیاں تھیں۔ آخری بی بی حضرت جعفر طیار کی منکوحہ تھیں۔ جو موتہ میں شہید ہوئے۔ اُن سے دو بیٹے تھے۔ ایک کا نام محمد بن ابی بکر تھا۔ حضرت ابو بکرؓ فرماتے تھے کہ عورتیں بُرائی کی جڑ ہیں لیکن سب سے زیادہ بُرائی یہ ہے کہ اُنکی ضرورت ہے۔

حضرت ابو بکرؓ کے انتقال سے عامۃً خدائق کو نہایت افسوس اور صدمہ ہوا اور واقعی آپ اس افسوس کے سزاوار تھے کیونکہ آپ نہایت ہی عمدہ حاکم تھے منصف مزاج تحمل۔ اور سادہ دل اور اپنے نفع سے بیخبر تھے۔ آپ کی خلافت کا زمانہ اتنا قلیل تھا کہ سلطنت اسلام کی وسعت خوب نہ ہو سکی۔ لیکن آپ کی بیعت اور سرگرمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد باغیوں کے سر کرے سے ظاہر ہو گئی آپ نے اپنے پیچھے ایسا نام چھوڑا کہ ضربِ بطل تھا اور حضرت عمرؓ فرماتے تھے کہ اُنکے جانشین کو اُن کے قدم بقدم ہونا دشوار ہے۔

باب چوتھا

فصل پہلا

حضرت عمرؓ کے نام زد ہونے میں حضرت عایشہؓ نے تائید کی اور حضرت علیؓ بھی رضامند تھے جس روز حضرت۔ ابو بکرؓ کا انتقال ہوا اسی روز۔ عمر بن الخطابؓ متعجب کیے گئے۔ خلیفہ جدید کی جال چلن سے اس کتاب کے پڑھنے والے کسی قدر واقف ہو چکے ہیں تاہم اُسکا بیان کرنا قابل قبول ہوگا۔ اُسوقت اُنکا سن تیرہ برس کا تھا آپ کثیفہ تنہا اور تاریکی مائل تھے۔ چہرہ بھاری اور سر بڑا تھا۔ آپ اس قدر بے ہوش تھے کہ ایک مورخ نے لکھا ہے کہ جسوقت آپ بیٹھے رہتے تھے اُسوقت بھی اُن لوگوں نے جو کھڑے رہتے اور سناٹے معلوم ہوتے۔ آپ کی قوت غیر معمولی تھی اور آپ جیسا دہتے ہاتھ سے کام کرتے تھے ویسا ہی بائیں ہاتھ سے بھی۔ اگرچہ ابتدا میں اسلام کے

ایسے مخالف تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہلاکت کا قصد کیا تھا۔

لیکن اسلام لانے کے بعد اسلام کے بڑے حامی اور بہادر دن مین تھے۔ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ ڈیرے بھاری کاموں اور واقعات میں دیا۔ آپ کا نام بدر۔ احد۔ حنین۔ خیبر اور تبوک کے سپاہیوں کے انسروں میں اور مدینہ کے حملہ اور مکہ کی فتح میں دیکھا جاتا ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اکثر اسلامی ابتدائی کارروائی کی آپ روح تھے۔ آپ کا جوش ہر وقت آمادہ اور کاموں میں مستعد تھے۔ آپ اسلام کے احکام مثل ایک سپاہی کے نافذ فرماتے جب کوئی منطقی کردہ پیش کی جاتی آپ اسکو تلوار کے زور سے کاٹ ڈالتے اور جو یہودہ۔ بحث اور بد اعتقادی ظاہر کرتا اسکا سر بھی قطع کرتے۔

خلافت کے امور کے انتظام میں آپ کی دیانت داری راست بازی اور عدل ضرب المثل ہے۔ خانگی امور میں بھی آپ کی پرہیزگاری۔ سادگی۔ اور چھوٹی ٹمائش سے احتراز مشہور تھا۔ سادہ پانی آپ کا شربت تھا۔ آپ کی غذا چند کھجور یا چند ٹکڑے جو کی روٹی کے اور نمک تھی۔ بلکہ نفس کشی کے وقت نمک بھی غذا کے لذیذ سمجھا جاتا تھا۔ آپ کی سخت پرہیزگاری۔ نفس کشی اور سادگی اور اظہار عزت کی وقعت ابتداء اسلام میں بھی کی جاتی تھی۔ آپ کے قواعد کے اصول نہایت ہانت کے تھے۔ جس پر آپ کی جال و چلن کا مدار تھا۔ بجز اسکے ذیل کے نہ مین۔ آپ فرماتے تھے۔ چار چیزیں واپس نہیں آتی ہیں۔ بات بولی ہوئی تیر چھکا ہوا عمر گزری ہوئی اور موقع ہاتھ سے نکلنا ہوا۔

آپ کی خلافت کے زمانے میں بحساب مسجدین عبادت کے لیے بنیں اور اسی قدر قید خانے بھی مجرموں کی سزا کے لیے تعمیر پائے۔

آپ چھوٹے اور خفیف مجرموں کے لیے کوڑے مع بٹے ہوئے تسموں کے

رکھتے اور ایسے جرموں میں جیسے مذمت یا تہمت تھی۔ اُسی سے سزا دیتے۔ اور اُسکا اُس کثرت سے استعمال ہوا۔ کہ یہ بات مشہور ہوئی کہ حضرت عمرؓ کا ڈرہ لکھا سے زیادہ قابل خوف ہے۔

عمدہ خلافت کے اختیار کرنے پر آپ کو لوگوں نے خلیفہ خلیفہ رسول اللہؐ کے نام سے مبارکباد دی۔ آپؐ نے اُس پر مدد کیا۔ کہ اس قدر لہجہ خطاب ہر خلیفہ کے وقت میں بڑھتا جاوے گا۔ یہاں تک کہ نامحدود ہو جائے گا۔ اس پر یہ بات قرار پائی کہ آپ کو امیر المؤمنین کا خطاب ہونا چاہیے۔

پہلا کام آپ کا شام کے شکر کی بہ نسبت تھا۔ آپ کا بردبار عدل خالدؓ کی جیکبلی فتحیابیوں سے چکا چوندھ میں نہ آیا۔ اور آپ کو اُن کی حکومت کی قابلیت میں شک آیا۔ آپ کو خالدؓ کی بہادری اور جنگی ہنر کا اقرار تھا۔ لیکن ان کو جلد باز تند اور فضول خرچ اور زیادہ خطرے میں ڈالنے والے اور طر خدار نہ تھے تھے۔ اور سرداری کے قابل نہیں جانتے تھے آپ نے اس لیے ایسے آدمی سے لشکر کی حکومت لے لینی چاہی۔ اور حضرت ابو عبیدہؓ کو واپس۔ یعنی چاہی جن کی بہ نسبت آپ نے فرمایا کہ ابو عبیدہؓ نے اپنی پرہیزگاری اور علم اور عدل اور ایمان داری کے سبب سے اپنے کو اُس کے لائق ثابت کیا۔

ایسے آپ نے ایک ٹکڑے چڑے پر ایک خط حضرت ابو عبیدہؓ کے نام لکھا اور اُس میں حضرت ابو بکرؓ کے انتقال کا حال اور اپنے خلیفہ مقرر ہونے کی کیفیت اور ابو عبیدہؓ کے شام کے لشکر پر سالار ہونے کا احوال درج تھا۔

یہ خط حضرت ابو عبیدہؓ کو اُس وقت ملا کہ جب خالدؓ جلاء وطنوں کے قافلے کے تعاقب میں غیر حاضر تھے۔ حضرت ابو عبیدہؓ کو تعجب ہوا اور خط کے مضمون سے سراپہ تھے۔ اُن کی بردباری اعلیٰ حکومت کی خواستگار نہ تھی۔ اور آپ

یہ جتنے تھے کہ جب خلیفہ وقت کو۔ خالدؓ کی کامیابیوں کا حال جو بالفعل فتح و مشق کے باعث ظہور میں آیا معلوم ہوگا تو ہم کو اس عہد سے پرہیز نہ دینگے۔ اس لیے اپنے خط کے مضمون کو مخفی رکھا۔ اور اسی لیے جب۔ خالدؓ دمشق کو واپس آئے انھوں نے خالدؓ کو سالار لشکر بانا اور انکو دوسرا خط ابو بکرؓ کے نام سے لکھنے دیا۔ جس میں قافلہ کے تعاقب اور اسکی روٹ کا احوال تھا۔

حضرت عمرؓ کو خلیفہ ہوئے کچھ عرصہ نہیں گزرا تھا۔ کہ پہلا خط خالدؓ کا جس میں دمشق کی فتح درج تھی ملا۔ اس کامیابی پر اہل مدینہ کو نہایت خوشی ہوئی۔ اور خالدؓ کی بہادری کی بہت لوگوں نے بڑی تعریف کی اسی خوشی میں جب انکو خالدؓ کی برخاستگی کا حال معلوم ہوا تعریف کرنے والے شاکی ہوئے کہ خالدؓ اپنی کامیابی کی حالت میں کیوں برطرف کیے گئے۔ حضرت ابو بکرؓ کا جواب یاد کرو کہ ہم یہ سب اللہ کو کیوں میان میں ڈالیں۔ جب وہ تلوار اسلام کی وسعت کے لیے نکالی گئی ہے۔

حضرت عمرؓ نے انکی شکایتوں کو سن لیا۔ لیکن آپ کا قصد ویسا ہی رہا۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت ابو عبیدہؓ ایک نرم اور رحم دل آدمی ہیں۔ تاہم دلیر ہیں۔ وہ اپنے آدمیوں کو خطرے میں ڈالتے سے باز رکھیں گے اور بیکار لوٹ وغیرہ میں مصروف نہ ہونے دیں گے اور لڑائی کے وقت حلم کے مسبب سے کم قدم بھی نہ ہونگے۔

اسی وقت خالدؓ کا دوسرا خط حضرت ابو بکرؓ کے نام سے آیا۔ جس میں قافلہ کے تعاقب اور کامیابی کا حال درج تھا۔ اور جو اختلاف حضرت ابو عبیدہؓ سے ہوا۔ اسکا تصفیہ چاہا تھا۔ خلیفہ وقت اس خط سے تھیر ہوئے۔ جس سے ظاہر تھا کہ فوج کو ہنوز آپ کی جانشینی کا حال نہیں معلوم ہوا۔ اور نہ حضرت ابو عبیدہؓ نے ہنوز سالاری اختیار کی۔ آپ نے پھر خط ابو عبیدہؓ کو لکھا جس میں ان کی

تقریبی درج تھی اور امر متنازعہ کا فیصلہ تھا۔ اور آپ نے لکھا کہ دمشق صلح سے فتح ہوا نہ تلوار سے اور یہ کہ معاہدہ کے شرائط کو ماننا چاہیے اور آپ نے قافلہ کا تعاقب کرنا یا قبت اندیشی پر محمول کیا اور یہ کہ اگر نتیجہ خلاف ہوتا تو ہلاکت کا باعث ہوتا۔ اور قیصر کی بیٹی کو بلا زر خالصانہ کے چھوڑنا فضول ٹھہرایا۔ کیونکہ اس سے ایک زر کثیر ہاتھ آتا آپ نے حضرت ابو عبیدہؓ کو کسی قدر شدید ہونے کا مشورہ دیا۔ کیونکہ ان کے علم سے بخوبی واقف تھے۔ لیکن نہ ایسا کہ مسلمانوں کو لوٹ کی لالچ میں خطرے میں ڈالیں۔ اور اس اشارہ سے خالدؓ کو ملامت کرنا تھا۔

شاید کہ یہ خط بھی حضرت ابو عبیدہؓ کے علم سے دبا دیا جائے آپ نے یہ خط ایک ممتاز آدمی شداو۔ ابن عاص کی معرفت روانہ کیا گویا کہ انکو اپنا زائب بنا کر شام کو بھیجا۔ کہ مسلمانوں کے سامنے یہ خط پڑھیں اور دمشق میں آپ کی جانشینی کا اظہار کریں۔

شداو نے خالدؓ کو لشکر کا سالار پایا۔ اور آدمیوں کو حضرت۔ ابو بکرؓ کے انتقال سے ناواقف دیکھا۔ اس خبر سے ہر ایک شخص کو تعجب تھا۔ حضرت ابو بکرؓ کے انتقال سے جنگ لوگ بجائے باپ کے بیٹے تھے نہایت صدمہ ہوا۔ اور خالدؓ کی معزولی سے متعجب ہوئے۔ کہ ایسی کامیابیوں میں کیوں معزول ہوئے اور بہت سے سپاہی اور افسر اس امر سے سراپمہ تھے۔

اگرچہ خالدؓ ابن الولید۔ اپنی فتوحات میں سخت تھے لیکن اس موقع پر اپنے کو بہت بڑا شخص ثابت کیا۔ آپ نے فرمایا ہم جانتے ہیں حضرت عمرؓ کو عزیز نہیں رکھتے ہیں لیکن چونکہ حضرت ابو بکرؓ کا انتقال ہو گیا اور عمرؓ کو جانشین مقرر کیا۔ ہم انکی اطاعت کرتے ہیں۔ اسلئے انھوں نے عمرؓ کی خلافت کا اعلان کیا۔ اور اپنی سالاری۔ ابو عبیدہؓ کو سپرد کی۔ ابو عبیدہؓ نے جبر قبول کیا۔ اور خوف تھا کہ شاید خالدؓ

کے بیدل ہو کر جانے سے اسلام کی ترقی میں فتور نہ آجائے۔ خالد نے فوراً ہی ثابت کر دیا کہ اسلام کے واسطے دونوں حالت میں مستعد تھے۔ خواہ مثل سپاہی کے ہوں۔ یا سردار ہو کر رہیں۔ خالد کا اطاعت کرنا لوگوں کے استیجاب کا باعث ہوا اور ان کے دشمنوں نے بھی تعریف کی۔ اور اس پر ان کی وقعت اور عزت اور ابو عبیدہ کا اعتبار اور بھی زیادہ بڑھا۔

اس وقت ایک عیسائی قوم کے شیخ نے حضرت ابو عبیدہ سے رسوخیت پیدا کرنی چاہی اور ایک میلے کا حال اگر بیان کیا۔ کہ اس میں غنیمت خوب ہاتھ آوے گی اور اس نے بیان کیا کہ ایک جگہ درمیان طرابلس اور ہاران کے ہے جو میان سے دور نہیں ہے۔ وہاں پر دیربانی القدوس ہے جو عیسائی پرہیزگاروں سے آباد ہے۔ اور اسکا پادری اپنی عقل مندی۔ پرہیزگاری اور گوشت کے احتراز کے لیے مشہور ہے پس ہر جوان اور بوڑھا اسکی دعا اور مشورہ لینے کو جاتا ہے۔ اور کوئی ایسی شادی نہیں ہوتی ہے جس میں وہ شریک نہیں ہوتا ہے۔

اس دیر کے مقابل میں ایک میلہ ہوتا ہے جس کا نام ابیلا ہے جو جان اطراف کی دولت اور عمدہ قیمتی اسباب اور ریشمی کپڑے اور زیورات سونے چاندی کے اور دوسری قیمتی چیزیں جمع ہوتی ہیں۔ اور چونکہ میلہ ہتھیار بند آدمی کا نہیں ہے۔ تھوڑی کوشش میں بہت غنیمت ہاتھ آوے گی۔ حضرت ابو عبیدہ نے یہ خبر لشکر میں سنا دی انھوں نے فرمایا کہ اس کام کو کون کرے گا۔ وہ خالدؓ کی طرف دیکھ رہے تھے۔ کہ شاید یہ قبول کریں۔ لیکن آپ (خالدؓ) خوش رہے حضرت ابو عبیدہ اس لحاظ سے کہ خالدؓ ابھی سالار لشکر تھے بوجہ نہ سکے جس وقت ابو عبیدہ کو تامل عطا۔ عبداللہ بن جعفر طیار آگے آئے اور ایک جھنڈا اور پانسو عمدہ سوار آرمودہ کارا نکو دیے گئے جنھوں نے بہت سی لڑائیاں دیکھی تھیں۔

یہ سب و مشق کے دروازے سے نکلے اور ان کے ساتھ نشان دینے والا وہی عیسائی
ساتھ ہوا۔ قبل پہنچنے ابیلا کے انھوں نے کچھ آرام لیا۔ اور اُس عیسائی کو
مثل جاسوسی کے آگے بھیجا جیسے ہی وہ وہاں پہنچا۔ اُس نے وہاں تو نانیون
ارمینیون قبلیوں اور یہودیوں کا مجمع دیکھا۔ کہ مختلف لباس پہنے ہوئے
اُس کے وہاں بڑا جلسہ امیرون اور رئیسوں اور پادریوں کا تھا نہایت عمدہ لباس
پہنے تھے۔ اور پانچ ہزار سوار حفاظت کے پے تھے۔ اس کو ایسا معلوم ہوا کہ
حاکم طرابلس کی بیٹی کی شادی تھی جو اپنے شوہر کے ساتھ اس پرہیزگار کی دعائیں
آتی تھی۔ عیسائی جاسوسی مسلمانوں کے لشکر میں واپس گیا اور ان کو واپسی کے لیے
کہا عبد اللہ بن جعفر طیار نے کہا ہم ایسا نہیں کر سکتے ہمارے ہر کہ اگر ہم بیٹھ
پھیریں۔ ہم پر قہر آتی نہ آجائے۔ ہم ان کافروں سے لین گے۔ وہ جو ہماری
مدد کریں گے اللہ تعالیٰ اُن کو جزا دے گا۔ جن لوگوں کا دل نہیں چاہتا وہ
چلے جاویں۔ لیکن کوئی مسلمان نہ پھرا عبد اللہ نے اُس عیسائی سے کہا کہ آگے
بڑھو۔ اور دیکھو کہ شجاعان اسلام کیا کرتے ہیں۔ جاسوس کو تامل تھا اور اُس نے
نہایت دشواری سے اس خطرناک راہ کی رہنمائی کی عبد اللہ نے اپنے ساتھیوں کو
ابیلا کے قریب لائے۔ جہاں صبح تک پڑے رہے۔ صبح ہوتے ہی انھوں نے
محمولی غار ادا کی۔ اپنے لشکر کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا۔

ہر حصے میں سو آدمی تھے۔ اور اُنکو کہا گیا کہ فوراً ہی پانچ موقع پر حمہ کریں اور اللہ اکبر لکھیں
اور بلا لحاظ غنیمت کے قتل شروع کریں یہاں تک کہ فتح حاصل ہو۔ تب انھوں نے
اُس جگہ کو ملاحظہ فرمایا اُس پرہیزگار کو اپنے معبد کے سامنے دعا کہتے دیکھا۔ اور
ایک مکان تھا کہ بہت سواروں اور عمدہ کپڑے پہنے ہوئے آدمیوں سے گھرا ہوا تھا
اسی مکان میں شاید وہ دُلعن تھی۔

عبداللہ بن جعفر نے اپنے پیران کو جرأت دی۔ کہ انھیں دشمنوں سے لڑو۔ اور کہا یاد کرو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے۔ کہ بہشت تلوار کے سایہ تلے ہے۔ اگر تم کو فتح ہوئی غنیمت ہمارے لیے ہے اور اگر تم ہمارے گئے۔ بہشت ہمارے انتشار میں ہے۔

شکر کے پانچون حصوں نے جس طرح کہا گیا تھا اللہ اکبر کی صدا کے ساتھ حملہ کیا۔ عیسائی گجرا گئے۔ کہ کل اسلام کا لشکر ہم پر آگیا۔ نہایت سخت انتشار پڑا۔ گروہ کے گروہ مختلف سمت میں بھاگے۔ عورتیں اور لڑکے رونے لگے۔ خیمے اور خرگاہ چھوڑ دیے گئے۔ اور قیمتی تجارت کے اسباب گھبون میں منتشر تھے۔ دشمن کے لشکر نے حملہ آوروں کی تعداد کم دیکھ کر دل کو ڈھارس دی۔ اور ان پر حملہ کیا۔ تاجرون نے بھی یہ دیکھ کر اختیار بند ہو کر حملے کی شرکت کا قصد کیا۔

اور مسلمانوں کی جماعت ایسے بڑے لشکر سے گھر گئی کہ عربی مورخ سفید داغ سے جواونٹ کے چمڑے پر ہوتا، ہر مثال دیتے ہیں۔ ایک مسلمان سپاہی نے اس خطرے کو دیکھا اور اس جماعت سے نکل کر دمشق کی طرف مدد کی طلب میں گیا۔ ایسی حالت میں حضرت ابو عبیدہؓ اپنا لحاظ بھول گئے۔ اور خالدؓ بن الولید کی طرف گئے۔ اور کہا کہ ایسے خطرناک وقت میں آپ عاری نہ رہیے اور فوراً جا کر اپنے بھائیوں کو تباہی سے بچائیے۔

خالدؓ نے کہا کہ اگر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک لڑکے کو بھی حکومت دیتے تو اس کے حکم کو بے غدر بجالاتے اور آپ تو ایمان میں ہمارے سابقون میں ہیں۔

انھوں نے اپنے کو اس زہ سے جو مسلمانوں کی لڑائی میں ہاتھ لگی تھی مسلح کیا۔ انھوں نے سر پر خود رکھا اور اس پر سے ایک ٹوپی پہنی جس میں

حضرت ہنے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا موے مبارک تھا۔ تب گھوڑے پر سوار ہو کر چنے ہوئے آدمیوں کے ساتھ جس میں ضرار بھی تھے ا میلہ کی طرف چلے۔ ہر گاہ وہ لشکر جو عبداللہ بن جعفر بنی نضیر کے تحت میں تھا تمام روز رما یوسی کے ساتھ اڑتا رہا۔ مردوں کے ڈھیر سے انکی قوت معلوم ہوتی تھی۔ لیکن مسلمانوں کی جماعت گھسی گئی اور کوئی ایسا باقیوں میں نہ تھا جس کو کئی زخم نہ لگے ہوں۔ قریب غروب کے ایک غبار دکھائی دیا یہ دشمنوں کا امدادی لشکر نہ تھا۔ ایک لشکر سواروں کا پہونچا انکے ہاتھ میں خالد بن الولید کا سیاہ چیل والا جھنڈا تھا اور ہوا سے اللہ اکبر کی صدا آئی۔ عیسائیوں پر دونوں طرف سے حملہ ہوا بعض بھاگے اور ان کا تعاقب دریائے کنارے تک کیا گیا بعض مسلمان عیسائی معبد کے گرد حملہ کر رہے تھے۔ فرائیٹسینہ بیسنہ طرابلس شام کے حاکم سے لڑے۔ ایک نے دوسرے کو پکڑ لیا زمین پر دونوں گرے ضرار اوپر تھے۔ تلوار نکال کر اپنے مخالف کے سینہ میں ماری۔ وہ کھڑے ہو گئے حاکم مقتول کا گھوڑا پکڑ کر اللہ اکبر کہتے ہوئے دوسرے نے مخالفین کے مقابلے کو آئے۔ لڑائی ختم ہو گئی۔ میلہ لوٹا گیا۔ گھوڑے پھر اور گدھے ریشمی کپڑوں سے باریکے گئے تھے چاندی سونے کے زیورات قیمتی جواہرات خوشبو مصالح اور دوسرے قیمتی تجارت کے اسباب تھے۔ لیکن نہایت قیمتی حصہ غنیمت کا وہ وطن مع چائیس خواصون کے تھی۔

وہ معبد بھی بالکل خالی ہو گیا اور سوائے اُس مقدس پادری کے کوئی نہ رہا۔ خال نے اُس ضعیف کو پکارا۔ لیکن کچھ جواب نہ دیا آپ نے پھر پکارا لیکن جواب کچھ نہ تھا مگر کوستا خالد نے کہا۔ جو کچھ اللہ کا حکم ہے بجالاتے ہیں۔ اور اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم تھا رہے ایسے لوگوں کو تھوڑے دینے کا نہوتا۔ تو ہم تمکو بھی قتل کرتے وہ ضعیف آدمی اپنے خطرے کو دریافت کر کے نموش رہا۔ کامیاب لوگ اپنی غنیمت

اور قیدیوں کو و مشق تک لائے۔ غنیمت کا پانچواں حصہ بیت المال کی واسطے رکھا گیا اور
بقیہ سپاہیوں میں تقسیم پایا ضرار کو حاکم اسیلا کا گھوڑا حصے میں ملا لیکن اسکو انھوں نے
اپنی بہن قائلہ کو دیا۔ ساز اور زین جو اہرات سے مرصع تھے۔ انکو انھوں نے چن لیا اور اپنے
ساتھ کی عورتوں کو تقسیم کیا۔ درمیان غنیمت کے اسباب کے ایک کپڑا تھا جس پر عیسیٰ
کی تصویر تھی۔ جو سبب شبرک ہونیکے درگاہ غنیمت پر اصلی قیمت سے بکا۔

عبداللہ بن جعفرؓ کی درخواست اسیلا کے حاکم کی بیٹی کے لیے تھی جو دھن ہو کر
آئی تھی۔ اس بارہ میں خلیفہ وقت سے دریافت کیا گیا اور حسب منظوری
ان کے وہ دھن عبداللہ کو دی گئی۔ حضرت ابو عبیدہؓ نے اپنے اس خط
میں خالدؓ کی عظمت اور تعریف لکھی اور اس کے صلہ میں ان کو مبارکباد دینے کے
لیے لکھا۔ کہ جس سے ان کی شگستگی رفع ہو جائے۔ خلیفہ وقت نے اگرچہ کل بدو نکا
جواب حضرت ابو عبیدہؓ کو دیا۔ لیکن بہ نسبت خالدؓ کے جو لکھا تھا۔ نہ اسکا
جواب دیا اور نہ لحاظ کیا۔ آپ کا لحاظ سیف اللہ کی طرف کم تھا۔

فصل دوسری

انگریزی مورخین کی رائے ہے۔ کہ مسلمانوں کی کامیابی ان کی سادگی اور پرہیزگاری
کے باعث تھی۔ ان کو عیش و نشاط کی کچھ خبر بھی نہ تھی اور شراب نہیں پیتے تھے
انکا شربت سادہ پانی تھا۔ انکی اصل غذا دودھ چاول اور میوہ جات ارضی تھی انکا
لباس موٹا کپڑا تھا۔ ایک لشکر ایسے آدمیوں کا آسانی سے پرواخت ہو سکتا تھا۔
اور ایک جگہ سے دوسری جگہ بہت جلد جاسکتا اور ٹر سکتا تھا۔ شام کے
پریش بلک میں آرام کرنے سے مسلمانوں پر بھی کچھ اثر آنے لگا۔ اور حضرت
ابو عبیدہؓ نے خود ملاحظہ کیا۔ کہ شراب جس کی ممانعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے۔

مسلمان استعمال کرنے لگے۔ اسکی اطلاع خط کے ذریعہ سے حضرت عمرؓ کو دی۔ اور آپ نے اسکو مسجد کے جلسہ عام میں سنایا۔ اور فرمایا کہ یہ لوگ صرف غربت اور سخت محنت میں رہنے کے عادی ہیں انکا کیا کیا بلے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا جو شراب پیئے اسکے پانوں میں میٹھ دے لگائے جائیں۔ حضرت عمرؓ نے اسکو پسند کیا۔ اور آپ نے ابو عبیدہؓ کو بھی لکھا۔ اس پر آپ نے مخرمون کو بلایا اور ان کو بار عام میں سزا دی اور آپ نے فرمایا جس نے اس جرم کو مخفی کیا ہو۔ وہ بھی آپ سے آدے۔ اقرار کرے اور باز آوے وہ سزا سے محفوظ رہے گا۔ چنانچہ اکثروں نے ایسا ہی کیا۔ اور آپ نے معاف فرمایا۔

لائق سردار ابو عبیدہؓ نے اب دمشق میں پانچ ہزار سوار چھوڑے اور کل لشکر کے ساتھ شام کی فتح کے واسطے روانہ ہوئے۔ یہ ملک بہ سبب شادابی اور مناسبت آب ہوا کے شہر اور قلعوں سے معمور تھا اور اس لیے فتحیابیوں کی واسطے میدان کارزار نہایت عمدہ تھا ان میں سے دو جگہ نہایت مرصع اور مخمر کے قابل تھیں حصص کہ دارالسلطنت تھا اور بعلبک کہ مشہور شہر تھا بک تھا کہ لبنان کے درمیان میں واقع ہے۔ یہی میدان حضرت ابو عبیدہؓ کے کارزار کی جگہ تھی۔ اور آپ نے خالدؓ کو حصر اور رافع بن عمیرہ کے آگے بھیجا۔ اور سوم حصہ لشکر کا اس ملک کو جو حصص کے اطراف میں ہو روانہ کیا۔ اور آپ اصل لشکر کے ساتھ آہستہ آہستہ جاتے تھے۔ اور جب۔ جالیشہ میں پہنچے۔ اس کے حاکم سے مقابلہ ہوا۔ لیکن اس نے یار سوار شرفی اور پچاس ریشمی عبادے کو ایک برس کے واسطے صلح کر لی۔ اور یہ شرط کی کہ اگر حصص اور بعلبک مسلمانوں کے قبضے میں آجائے گا۔ تو سال کے آخر میں اطاعت کرینگے۔ جب ابو عبیدہؓ شہر حصص کے سامنے پہنچے آپ نے خالدؓ کو کام میں نہایت چست پایا۔ اس جگہ کا حاکم اسی روز جب کہ مسلمان آئے

سہ کروندان اور قہر بنان کے درمیان میں

مرگیا۔ اور شہر میں کافی سامان روزینہ کا محاصرے کے قابل نہ تھا۔ اور باشندوں نے ایک برس کی دس ہزار اشرفی اور دو سو جوڑے دے کر صلح کر لی۔ اور یہ شرط کی کہ اگر حلب۔ الحضر اور کناسرین مسلمانوں کے قبضہ میں آجائے گا اور قیصر کے لشکر کو شکست ہوگی تو سال کے آخر میں ہم اطاعت قبول کر لیں گے خالدرض کی رائے محاصرہ کرنے کی تھی۔ لیکن۔ ابو عبیدہ نے یہ سمجھ کر کہ اس وقت روپیہ ملتا ہے اس سے مسلمان اپنی حالت درست کر لیں گے اور آئندہ کی کارروائی میں کام آئے گا صلح قبول کی۔

جیسے ہی صلح ہوئی کہ حمص کے رہنے والوں نے شہر کا دروازہ کھولا۔ اور شہر کے زیر دیوار بازار قائم کیا۔ اور تجارت ہونے لگی۔ کیونکہ مسلمانوں کے خیمے میں لوٹ کا اسباب بھرا ہوا تھا۔ ہر قسم کی چیزیں تھیں۔ اور ان کو ان کی قیمت کی خبر نہ تھی اسی عرصہ میں وہ لوگ کہ اطراف کے ملک عثمان کرنے کے واسطے بھیجے گئے تھے۔ اسباب غنیمت اور قیدیوں کے ساتھ پہنچے۔ اسباب میں بھڑی۔ مویشی۔ اور گھوڑے اور اونٹ خانہ داری کے مال سے لے ہوئے تھے ان آدمیوں کے رونے سے جوانے گھر سے بے خانمان ہو کر غلامی میں فروخت ہونے کے واسطے آئے۔ حضرت ابو عبیدہ کو نہایت ترس آیا۔ آپ نے فرمایا جو اسلام قبول کر لیا اسکے بے اسکا گھر اس کا اسباب ہے۔ اور جو کافر رہا چاہتا ہے وہ پانچ اشرفی فی کس سالانہ جزیہ دے ان کا نام آپ نے ایک کتاب میں درج کیا۔ اور تب ان کا اسباب۔ ان کے جو روٹ کے اس شرط پر واپس دیے۔ کہ وہ ضرورت کے وقت رہتا اور مسلمانوں کے مترجم ہوں۔ ابو عبیدہ کی اس مترجم تدبیر سے اسلام کی کامیابی میں بڑی ترقی ہوئی بلکہ تلوار کے زور سے بھی زیادہ اشام کے اکثر یونانی باشندوں نے اپنا نام جزیہ دے کر درج رجسٹر کرایا۔ اور دوسرے شہر والوں نے بھی ایک برس کی صلح مثل

حمص کے نبول کی خالہ نے جو صلح سے راضی نہ تھے شکایت کی کہ ہم شہرون کو بزور تلوار اس سے بھی کم عرصے میں قبضہ کر لیتے۔ لیکن ابو عبیدہؓ اپنی بردباری کی راہ سے نہ گذرے اس طرح سے عرصہ قلیل میں کل ملک حمص، الحضر اور کناسرن کا خونریزی سے بچا۔ لڑنے والے مسلمان حد بندی اور روکے جانے کے باعث سے کسی قدر کمدر تھے۔ بلکہ ایک موقع ایسا آگیا تھا کہ قریب تھا کہ صلح ٹوٹ جاتی مسلمانوں کا کچھ لشکر کناسرن کی سرحد پر ایسی جگہ پہنچ گیا تھا۔ جہاں قیسر ہرقل کی مورت بنا کر سوانہ بندی کا نشان دیا تھا۔ مسلمان جنگوبت سے نہایت احتراز اور نفرت ہوتی ہو۔ اس سے کھیل اور مضحکہ کرنے لگے۔ یہاں تک کہ اُس بت کی آنکھ نیرے کی نوک سے اتفاقاً یا قصداً ضائع ہوئی۔ یونانیوں کو اُس تشدد پر نہایت مخالفت ہوئی۔ اور۔ ابو عبیدہؓ کے پاس ایچی بھیجا۔ کہ یہ امر صلح کے خلاف ہوا۔ اور بادشاہ کی توہین۔ کی گئی۔ ابو عبیدہؓ نے نرمی سے یقین دلایا۔ کہ میری دلی خواہش ہو۔ کہ ہم صلح قائم رکھیں۔ اور یہ کہ جو ضرورت کو پہنچا وہ اتفاقہ تھا۔ اور اُس سے بادشاہ کی توہین منظور نہ تھی۔ آپکی رحم دلی سے ایچی کو جرأت ہوئی۔ اور اُس نے کہا کہ بادشاہ کی بیشک ابانت ہوئی یہ خلیفہ وقت کا کام ہو کہ اسکا بدلہ دے۔ یعنی آنکھ کے بدلے آنکھ۔ اس پر بعض شدید مسلمان بول اٹھے کیا اس کافر کی غرض یہ ہو کہ بت کی آنکھ کے بدلے خلیفہ کی آنکھ بچاے اور اپنے غصے میں اُسکو وہین مار ڈالتے۔ لیکن ابو عبیدہؓ نے اُنکا غصہ ٹھنڈا کیا۔ اور کہا کہ یہ استعارتا بولتا ہو۔ اور قاصد کو ایک طرف لے جا کر بچھایا۔ اتر تم صلح رکھنا چاہتے ہو۔ اور بدلہ لینا چاہتے ہو تو اسی قدر کافی ہو کہ خلیفہ وقت کی مورت شیشہ کی بنا کر اُسکی ایک آنکھ توڑ دو۔ ہر گاہ۔ ابو عبیدہؓ فریعیون سے بلا لائے۔ ہگڑے ملک کو قبضے میں لارہے تھے خلیفہ وقت کا مکتوب آیا جس سے ظاہر تھا کہ ابو عبیدہؓ کا مسرت کرتے ہیں کیونکہ اس درمیان میں کسی

لڑائی کی خبر نہیں پہونچی تھی۔ سپاہیوں نے جب خط کا مضمون سنا بہت روئے اور ابو عبیدہؓ کو صلح کا افسوس ہوا۔ اسی جوش میں اپنے ایک مشورہ کا جلسہ قائم کیا اور یہ بات قرار پائی کہ وقت نہیں ضائع کرنا چاہیے۔ اگرچہ صلح کی بعاد میں ایک مہینا باقی تھا تاہم آپ نے حالِ لڑکوں کو ایک قوی لشکر کے ساتھ شخص میں چھوڑا اور خود صلح کیلئے بعلبک روانہ ہوئے۔

فصل تیسری

بعلبک کا نام مرکب ہے بعل سے جسکی شامی زبان میں آفتاب کے ہین اور بک سے یہ سمجھا جاتا تھا کہ یہ جگہ آفتاب کے سکونت کی ہے۔ ایسے دہان اسکی پرستش ہوتی تھی۔ اور یہ شہر شام کے عمدہ شہروں میں تھا۔ سرزمین بلکہ کی تجار نگاہ کا یہ شہر مرکز تھا جو درمیان کوہ لبنان اور قدیم لبنان کے واقع ہے۔ یونانی سلطنت کے زمانے میں اسکو ہلی پولس کہتے تھے جسکے معنی آفتاب کے شہر کے ہین۔ یہ شہر آفتاب کے مندر کے واسطے مشہور ہے۔ جسکی تعمیر سلیمانؑ نے اپنی کسی زوجہ کے خوش کرنے کیلئے جو آفتاب پرست اور سامدون کی رہنے والی تھی کی تھی۔ ایسا مشہور ہے کہ حساب پتھر وہ سب جن جو سلیمانؑ کے تابع تھے لائے گئے۔ اسوقت بھی وہ پتھر دیکھنے والوں کو تعجب میں ڈالتے ہین اور انجینیرون کو حیرانی ہوتی ہے۔ بعلبک کی راہ میں۔ ابو عبیدہؓ نے چار سو اونٹوں کا قافلہ گرفتار کیا۔ اور جزیہ لیکر اپنی محولی رحم دلی سے رہا کیا۔ جنھوں نے آپ کے پہونچنے کی خبر شہر والوں کو دی ہر بےس حاکم شہر مسلمانوں کو لوٹیرا سمجھ کر چھ ہزار سوار اور بے قاعدہ پیادوں کے ساتھ خیمت واپس لینے کے لیے مسلمانوں پر حملہ آور ہوا لیکن مقابلہ کے وقت اُس نے اپنے کونا قابل پایا۔ اور سات زخم کھا کر بڑے نقصان کے ساتھ شہر میں واپس گیا۔ ابو عبیدہؓ نے اپنے کو شہر کے سامنے قائم کیا۔ اور ایک خط باشندوں کے نام لکھا کہ تم لڑائی میں مسلمانوں پر غالب نہ آؤ گے اور تم خواہ اسلام

قبول کر دخواہ جزیہ دو۔ یہ خط اپنے ایک دہقان کے ہاتھ میں دیا۔ اور اسکو نہیں دیا۔
اس اجرت میں دیے۔ اور فرمایا کہ بلا مزد کام نہیں لینا چاہیے اللہ تعالیٰ منع فرماتا ہے۔

شہر پناہ کی دیوار سے رسی لٹکانی لگی اور اس کو پکڑ کر شہر میں قاصد داخل ہوا اور
خط دیا۔ اور اکثر باشندے اطاعت کی طرف رجوع ہوئے۔ لیکن ہرگز سنے کہ ہنوز
زخم میں مبتلا تھا۔ خط کو پھاڑ ڈالا اور قاصد کو بلا جواب جانے کو کہا۔

حضرت ابو عبیدہؓ نے حملے کا حکم دیا لیکن قلعہ کے لشکر نے بہادرانہ مقابلہ کیا۔
اور انجن وغیرہ سے دیوار کے اوپر سے اس قدر ڈھیلا بازی کی کہ مسلمانوں کو نقصان
کے ساتھ دیوار کے پاس سے ہٹنا پڑا۔ ہوا سرد تھی۔ اور ابو عبیدہؓ نے جواب دینے
لوگوں کے بڑے خیر خواہ تھے۔ اپنے لشکر میں مشادی کر دی کہ کوئی آدمی کل صبح کو
لڑائی میں نہ جائے کل سب کی دعوت ہو۔ سب لوگ پکانے میں مصروف تھے کہ
شہر کا دروازہ کھلا۔ اور یونانیوں نے حملے کیے اور مسلمانوں میں بڑی خونریزی کی لیکن
یونانی وقت کے ساتھ پسپا کیے گئے۔ تاہم کچھ قیدی اور غنیمت لے گئے۔ حضرت
ابو عبیدہؓ نے اپنا خیمہ اور ہٹا لیا۔ جہاں انجن کا اثر نہ پہنچ سکے۔ اور سواروں کو اور
وسعت ملے۔ اپنے چھوٹے چھوٹے لشکر مختلف سمت میں بھیجے کہ کئی جگہ دشمن کو مخاطب
کریں سعد بن زید بن اسو سوار اور تین سو پیادوں کے ساتھ اس دروازے کے
مقابل تھے۔ جو دمشق کی طرف تھا۔ اور ضرار تین سو سوار اور دو سو پیادوں کے
ساتھ اس دروازے کی جانب تھے جو پہاڑ کی طرف تھا۔ ہرگز مسلمانوں کا خیمہ ہٹا کر
یہ سمجھا کہ وہ حال کے نقصان سے ڈر گئے۔ اور کہا کہ یہ عرب ننگے رگستان کے رہنے
والے بیکار لڑتے ہیں۔ اور ہمارا لڑنا اپنے جو رولڑنے کے اور مال اور زندگی کے واسطے
اس لیے اپنے لشکر کو ایک اور حملے کا متور دیا۔ اور سخت لڑائی ہوئی۔

ایک شخص مسلمان افرون میں جنکا نام سہیل بن حبیب تھا وہ بسبب دہنے بازو میں زخم لگنے کے لڑ نہیں سکتے تھے۔ گھوڑے سے اتر کر مشکلاً قریب کی پہاڑی پر جا بیٹھے جہاں سے میدان جنگ اور شہر اور اسکا اطراف معلوم ہوتا تھا۔ یہاں سے وہ لوگ لڑائی کو دیکھتے تھے۔ اُس دروازے کے مقابل میں جہاں ابو عبیدہ تھے حملہ ہوا۔ بلکہ کل حملہ اُسی طرف اُڑا۔ لڑائی سخت ہوئی اور سہیل کو ایسا معلوم ہوا کہ مسلمان اس طرف کے دبے ہوئے ہیں اور سالار لشکر خطرناک حالت میں ہیں۔ ہر گاہ خرار اور سعد دوسری جانب بیکار تھے۔

چونکہ اُس وقت سے حملہ ہوا تھا۔ پس سہیل نے کچھ لکڑی فراہم کی اور آگ جلائی جس سے دھواں ظاہر ہوا۔ اور یہ ایک علامت عربوں کے درمیان میں مدد کی طلب کی تھی۔ پس۔ خرار اور سعد نے اس علامت کو دیکھا اور ابو عبیدہ کی طرف رجوع ہوئے۔ اُنکے آنے ہی سے لڑائی کی حالت بدل گئی ہر پس نے جو سمجھا تھا کہ اُسکو قریب میں فتح ہوگی اپنے کو ہر طرف مغلوب دیکھا۔ اور اپنے اور شہر کے درمیان میں مسلمانوں کو حائل پایا یونانیوں کی قاعدہ دانی نے اُن کی جانیں بچائیں اُسکے آدمیوں نے سینہ بسینہ مقابلہ کیا۔ اور آہستہ آہستہ پیچھے ہٹنے لگے۔ اور مسلمان ان پر حملہ آور تھے۔ ابو عبیدہ کو خرار اور سعد کے آنے کا حال معلوم نہ ہوا۔ اور عیسائیوں کے ہٹنے کو حیلہ سمجھا۔ اس سبب سے اپنے آدمیوں کو واپس بلا دیا۔ سعد جنھوں نے افسر کے حکم کو نہ مانا تعاقب میں رہے یہاں تک کہ انھوں نے دشمن کو پہاڑ کے سرے تک پہنچایا۔ اور وہ لوگ ایک معبد میں پناہ گزین ہوئے۔ جب ابو عبیدہ نے اس موقع پر امداد منی لشکر کے آنے کا حال سنا۔ آپ نے اقرار کیا کہ دھواں ہونے سے میرا خیمہ بچا۔ لیکن آپ نے منع فرمایا کہ کوئی اُسکا اظہار نہ کرے۔ اسی اثناء میں کہ ہر پس نے اپنے کو مختصر لشکر سے معبد میں گھرا پایا اُس نے اپنے

شکر سے حملہ کیا تاکہ اپنی راہ کر کے شہر میں داخل ہو۔ اور ایسی دلیری سے کوئی نہیں لڑا جس
 وہ لڑا تھا۔ لیکن کچھ اور اسلامی لشکر آنے سے وہ پھر اسی میں محصور رہا۔ جہاں ان کی
 یہی سخت نگرانی کی گئی کہ جس نے روزانہ سے جھانکا تو اسکی آنکھوں کو مسلمانوں کے تیرنے
 لے لیا۔ ابو عبیدہؓ نے اب شہر کا محاصرہ نہایت قریب سے کیا۔ اور سعدؓ کو معبد کے
 محاصرہ میں چھوڑا ہر بس نے یہ سمجھ کر کہ اس شکستہ معبد میں روزینہ کا انتظام ہونا اور
 اپنی حفاظت دشوار ہوگی۔ وہ نہایت دل شکستہ ہوا اپنی ریشمی عبا اور عمدہ کپڑا تار کر
 پھٹا کپڑا پہن کر سعدؓ سے صلح کی گفتگو کرنے آیا۔ سعدؓ نے کہا کہ ہم صرف انھیں لوگوں
 کی بہ نسبت صلح کی گفتگو کر سکتے ہیں جو اس معبد میں محصور ہیں اور شہر والوں کی بہ نسبت
 میرا اختیار نہیں۔ اسکو ابو عبیدہؓ جانیں۔ اگر یہ لوگ ایمان لائیں تو میرے بھائی ہیں
 یا یہ شرط کر لیں کہ مسلمانوں پر تمہارا نہ اٹھائیں تو آزاد ہیں۔ انھوں نے ہر بس کو
 ابو عبیدہؓ کے پاس لیجانے کا وعدہ کیا۔ اور کہا کہ اگر تصفیہ نہ ہوا تو تم کو اور تمہارے
 آدمیوں کو اسی معبد میں آنا پڑے گا۔ یہاں تک کہ اسی جگہ ہمارا فیصلہ تلوار کرے
 ہر بس اس سبب سے ابو عبیدہؓ کے خیمے میں لایا گیا۔ اور مسلمانوں کی تعداد دیکھ کر
 دانتوں سے انگلی کاٹنے لگا۔ اُسے شہر کی جانب سے ایک ہزار اشرفی اور دو ہزار روپیہ اور
 ایک ہزار ریشمی عبادینے کا وعدہ کیا۔ لیکن ابو عبیدہؓ نے وہی جمع کر دی اور ایک ہزار تلوار
 اور کل ہتھیار ان لوگوں کے جو معبد میں تھے مانگے۔ اور سالانہ جزیہ چاہا۔ اور یہ کہ سنے
 عیسائی گرجے نہ بنانے پادین۔ اور مسلمانوں سے نہ لڑیں نہ سحت شرائط کے قبول کر نیے
 بعد ہر بس کو شہر کے اندر جانے کی اجازت دی گئی۔ تاکہ یہ شرائط باشندے بھی قبول
 کریں۔ اور اُسکے کل ساتھی مسلمانوں کے خیمے میں بطور ضمانت کے کھیل رکھے گئے۔ باشندوں
 نے پہلے اطاعت کرنے سے انکار کیا۔ اور کہنے لگے کہ ہمارا شہر شام کے تمام شہروں سے مستحکم ہے لیکن ہر بس
 نے سالانہ جزیے کی چوتھائی خود دینی کہاتب وہ راضی ہوئے ایک مراۓ حسب احوال و عقال

کر رفیع ابن عبد اللہ ابو عبیدہ کے نائب تھے اپنے پانسو آدمیوں کے ساتھ
شہر بلبلک کے باہر خمسہ نین رہینا اور شہر میں نہ داخل ہوا۔ ان سب امور کا انتظام
کر کے ابو عبیدہ دوسری طرف طالب ہوئے رفیع نے اس کے اسلامی لشکر نے فوراً ہی
بلبلک کے باشندوں کے دل میں جگہ کی۔ اور انھوں نے اطراف کے ملک کو
روٹا۔ اور بلبلک کے باشندوں نے لوٹ کے اسباب ازران لیے۔ اور اس سبب سے
اہل شہر بہت جلد مائدہ ہو گئے ہر بسن حاکم نے اس نفع میں شرکت چاہی اس نے یاد دلایا کہ میں
مسلمانوں سے کیسے اچھے شراب کھائے۔ اور ان کے واسطے کس قدر زرخیزی صرف کیا ایسی حالت میں ہون
حصہ اپنے نفع کا اسکو بھی دیوین۔ انھوں نے جبراً قبول کیا۔ تھوڑے ہی دن بعد ان سے جو محتاج
طلب کیا۔ باشندوں کو اس پر نہایت غصہ آیا اور اسکو مار ڈالا۔ ہنگامے کی حد اور رفیع کے خیمے
تک پہنچا۔ اور کچھ باشندے شہر کے آگے گئے آپ شہر میں چلے اور حکومت قبول کیجیے۔
رفیع کو معاہدہ کے خلاف کرنے میں تامل ہوا۔ اور حضرت ابو عبیدہ سے اجازت لیکر
شہر میں داخل ہوئے اس طرح آفتاب کا مشہور شہر بلبلک یعنی قدیم ہلی پولس مسلمانوں کے
قبضہ میں ۲۰ جنوری مسیح ۶۴۰ میں آیا مطابق ۵۷ھ ہجری کے۔

فصل چوتھی

شہر حمص کا معاہدہ ایک سال کا ختم ہونے پر۔ ابو عبیدہ اس کے مقابل میں
آئے اور حسب ذیل خط لکھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم من جانب ابو عبیدہ بن الجراح
سالار لشکر امیر المؤمنین عمر بن الخطاب بن نام باشندگان شہر حمص۔
تم اپنی دیوانہ کی بلندی اور شہر کے استحکام اور اپنی جسامت پر نہ بھولو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے
بندوں کے ہاتھ پر اس سے بھی زیادہ حکم شہر فتح کرایا جو تمہاری مثال ہمارے لشکر کے آگے
مثل شوریس کی دیگ کے ہوگی میں تم کو اپنے منبر اسلام کی دعوت کرتا ہوں اور ان مسائل کو کہ

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہر کتا ہون۔ اور ہم پر اینر گارڈن کو تمھاری رہنمائی کیلئے بھیجیں گے اگر تم انکار کرو گے تب بھی تمھارا اسباب تمھارے قبضے میں چھوڑا جائے گا۔ بشرطیکہ سالانہ جزیہ تم دو گے۔ اگر تم ان دونوں شرائط سے انکار کرتے ہو تو اپنی دیواروں کے نکل آؤ اور اللہ ہمارا تمھارا فیصلہ کر دے گا۔

اس گفتگو کو باشندوں نے حقارت سے سنا۔ اور قلعہ کے لشکر نے دلیرانہ حملہ کیا۔ اور اپنے محاصروں سے ایسے لڑے کہ جب رات کے باعث لڑائی ختم ہوئی تو وہ خوش رہتے تھے۔ شام کو ایک پیر فریب عرب نے ابو عبیدہ کا خیمہ تلاش کیا اسنے جگہ کی مضبوطی سپاہیوں کی بہادری اور غلہ کی کثرت کا حال بیان کیا۔ کہ جس سے معلوم ہوا کہ محاصرہ بیکار و دیر پا ہوگا۔ آپ نے ایک قاصد شہر والوں کے پاس بھیجا کہ ہم یہاں سے دوسرے شہر والوں سے لڑنے کو جاکر گے بشرطیکہ خیمہ اکھاڑ لے میں اور پانچ روز کے روزینہ سے مدد کریں۔ آپکا پیام قبول کیا گیا۔ اور روزینہ مہیا ہوا پھر آپ نے ظاہر کیا کہ چونکہ ہمکو دور جانا ہے۔ اس سے زیادہ غلہ قیمتا چاہیئے اسلئے عیسائی جسقدر غلہ بیچ سکے وہ سب اپنے خرید لیا۔ اور چونکہ اور شہر والوں نے حمص کا دروازہ کھلا دیکھا۔ اور باشندوں کو کاروبار میں مصروف اسلئے مشہور ہوا کہ حمص نے اطاعت قبول کر لی۔ اسلئے ابو عبیدہ وعدہ کے موافق دوسری جگہوں کی طرف مخاطب ہوئے۔ پہلی جگہ ارسلہ تھی کہ مضبوط اور شاداب تھی اور وہاں سب سامان مہیا تھا آپکی استدعا پیش ہوئے اور نامنظور کیے جانے پر آپ نے اس جگہ کے حاکم سے کہا کہ میں صندوق اسباب سے بھرے ہوئے جنکا لہجنا اسوقت ہمکو دشوار ہے۔ ہم تمھارے پاس چھوڑے جاتے ہیں۔ یہ استدعا نہایت خوشی کے ساتھ منظور کی گئی۔ یہ بین صندوق تالے لگے ہوئے شہر کے اندر لائے گئے لیکن ہر صندوق میں ایک سلج بند سپاہی تھا۔ ان چیدہ سپاہیوں میں کہ چپے ہوئے ضرار اور عبداللہ بن جعفر اور عبدالرحمن بن ابی بکر تھے۔

ہر گاہ خالد کچھ شکر کے ساتھ اپنی مدد کے لیے کہیں گا وہ میں تھے۔

ابو عبیدہ اپنی فوج کے ساتھ نہانہ ہوئے۔ عیسائی اپنے گرجوں میں ادا سے شکر کے واسطے گئے۔ ہر گاہ۔ عبد اللہ جوڑا آدمیوں کے ساتھ گرج کی طرف گئے اور اسکا دروازہ بند کر دیا۔ اور ضرار نے چار آدمیوں کے ساتھ شہریناہ کے دروازے کا قصد کیا اور اللہ اکبر کہتے ہوئے۔ اسکو کھول ڈالا۔ اسپر خالد فوج کے ساتھ شہر میں داخل ہوئے اور وہ شہر بلا خونریزی کے قبضے میں آگیا۔ اس کے بعد شہر شہزار پر حملہ کیا گیا۔ اور وہ بھی مناسب شرائط پر لطاعت میں درآمد آیا۔ ابو عبیدہ حمص میں پھر آئے۔ شہر کے حاکم نے معاہدے کے خلاف ہوتا بیان کیا۔ اور کہا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ ہم جاتے ہیں۔ اور دوسرے شہر سے لڑیں گے ابو عبیدہ نے کہا کہ میں نے کہا تھا کہ جاتا ہوں لیکن آنے سے انکار نہیں کیا تھا میں دوسری جگہ سے لڑا اور ارستان اور شہزار کو قبضہ میں لیا۔ حمص کے رہنے والوں نے اپنی غلطی پر یافت کر لی۔ ان کے میگزین میں غلہ نہ رہا اور انکو محاصرہ میں رہنا دشوار تھا حاکم شہر نے انکو لڑائی کی ترغیب دی۔ انھوں نے لڑائی کی تیاری کی اور گرجوں میں تختیاں کی دعا کر لے لگے۔ اور حاکم شہر نے گرجہ سینٹ جرجیس میں دعا کرائی۔ لیکن اس نے رات کو خوب کھایا پیا۔ اور صبح تک شراب پی۔ صبح ہوتے ہی اس نے عمدہ لباس پہن کر پانچ ہزار سواروں کے ساتھ جو نہایت مضبوط دلیر اور ہتھیار بند تھے حملہ کیا۔ انھوں نے مسلمانوں پر ایسا نور ڈالا کہ قریب تھا کہ ان کے پانوں اٹھ جاتے۔ لیکن خالد بن الولید نے آپ اپنے کو آگے کیا۔ اور اپنے سپاہیوں کو حرات دلائی۔ ایک یونانی کے ساتھ سینہ بسینہ لڑنے میں انکی تلوار ٹوٹ گئی۔ اور وہ بے ہتھیار ہو گئے۔ لیکن انھوں نے دشمن سے پیٹ کر اسکو بغل میں دبا کر اسکی پسلی توڑ دی۔ اور اسکو زمین سے کھینچ کر زمین پر مردہ گرایا۔ اس خطرناک لڑائی میں مسلمانوں نے بڑے جوش دکھلائے۔ عین لڑائی میں عکرمہ خالد کے چہرے بھائی بڑے جوش میں گھس پڑے اور ہر مسلمانکو

جو لڑتا تھا بہشت کی خوشخبری سنانا۔ انھوں نے کہا میں بہشت کی حوروں کو دیکھتا ہوں ایک بھی انہیں کی اگر دنیا میں دکھائی دیتی تو سب اسکی محبت میں مرتے۔ وہ ہمیشہ سب سے پہلے ہوں۔ ایک انہیں سے ہنر رشیم کا رد مال ہوا رہی ہے اور ایک ہاتھ میں جواہرات کا پیالہ لیے ہو وہ ہماری طرف اشارہ کرتی ہے۔ وہ پکارتی ہے کہ یہاں جلد آؤ۔ اسی حالت میں وہ الجنان الجنان کہتے اس جگہ گھس پڑے جہاں حاکم شہر تھا جسے انکو ایسا تیز مارا کہ وہ شہید ہو گئے۔

سات آجانے سے لڑائی موقوف ہوئی اور مسلمانوں نے آرام کیا۔ خالدؓ نے بھی ابو عبیدہؓ سے مشورہ کیا کہ کوئی ٹکڑا کرنا چاہیے کل لڑائی شروع کیجئے۔ اور غنیم کو منتشر کر اپنی جگہ سے دور بلایا جائے کیونکہ جب تک وہ اٹھتے رہتے ہیں ہمارے سواروں کا ہت نقصان ہوتا ہے اسلئے صبح ہوتے ہی مسلمان بٹے پہلے باقاعدہ طور پر اور بعد اس کے منتشر ہو کر کیونکہ عرب کا دستور تھا کہ پیچھے ہٹتے تھے۔ پھر دفعتاً اٹھتے ہو کر حملہ کر بیٹھتے تھے۔ عیسائیوں نے یہ سمجھ کر کہ مسلمان بیدل ہو کر بھاگے بعضوں نے تعاقب کیا۔ اور بعض لوٹ کی فکر میں ہو گئے۔ فوراً عربوں نے منتشر یونانیوں پر حملہ کیا۔ اور ان پر اگرے خالدؓ اور خرارؓ نے ائمہ کبر کی صدا بلند کی اور اپنے لشکر کو جرات دی اور نہایت خونریزی کی۔ عیسائی مردہوں کی تعداد سولہ سو تیسے بادہ تھی اور حاکم شہر اسی زمرے میں تھا۔ وہ بڑی حساست اور بخاری چہرہ اور خوشبو لگانے کے باعث اسے پہچانا گیا۔

اس لڑائی کے بعد شہر حمص نے اطاعت قبول کی۔ لیکن مسلمان نہ قبضہ کرنے کے لیے نہ قلعہ کیلئے فوج بھجوانے کو چاہتے تھے۔ انکو خبر ملی کہ بہت بڑا لشکر یونانیوں اور عربوں کا بڑی تعداد میں آ رہا ہے۔ کہ اُسے مقابلہ کرے اور انکو دبوچ لے۔ اس موقع پر لوگوں کی رائے مختلف ہوئی۔ بعضوں نے کہا کہ ملک عرب کو واپس چلیے۔ جہاں کے ریگستان میں غنیم کو کچھ غذا نہ ملے گی۔ لیکن ابو عبیدہؓ نے رائے دی کہ اس قسم کی واپسی بزدلی سمجھی جائے گی اور بعضوں کی یہ رائے ہوئی کہ ہلوگوں نے یہ زرخیز ملک تلوار سے حاصل

کیا بدمعاش چھوڑ کر جانا مناسب نہیں جو ہونا ہو یہیں ہو۔ لیکن خالڈی نے فیصلہ کر دیا اپنے فرمایا یہاں بڑے رہنا مناسب نہیں کیونکہ قیصر ہر قل کے بیٹے قسطنطین کے پاس کہ یہاں سے قریب ہو جائیں گے ہزار آدمی ہوں۔ اسلئے آپ نے مشورہ دیا کہ ہر موک کو ہاویں بیت المقدس اور عرب کی سرحد پر ہی جہاں پر خلیفہ وقت کی مدد آنے میں آسانی ہوگی اور قیصر کے لشکر پر حملہ ہو سکے گا خالڈی بن الولید کا مشورہ قبول کیا گیا۔

فصل پانچویں

مسلمانوں کی اس تیز کامیابی سے قیصر ہر قل کو اپنے ملک شام کے استحفاظ کا نہایت خوف ہوا۔ اقلیم یورپ اور ایشیا سے لشکر فراہم کیے گئے۔ اور خشکی اور تری سے جہاں جہاں ضرورت دیکھی گئی بھیجے گئے۔ انکا اصل لشکر ۲۸۰۰۰۰ دولاکھ انتی ہزار آدمیوں کا مسلمانوں کی تلاش میں مشہور افسر ماہان کے تحت میں روانہ کیا گیا۔ عرب اسکو ماہان کہتے ہیں اور یونانی مینول۔ راہ میں اس لشکر کو جبلہ بن الایم ملا جو عیسائی عرب کی قوم غسان کا بادشاہ تھا۔ اس جبلہ نے اسلام قبول کیا تھا۔ لیکن فیل کے واقعات کے باعث اسلام سے پھر گیا۔ وہ خلیفہ عمرؓ کے ساتھ حج کے لیے مکہ معظمہ گیا۔ اور کعبہ کے گرد طواف کر رہا تھا۔ کہ ایک عرب قوم قزارہ سے اُسکے دامن پر چڑھ گیا اور وہ احرام گلے کے پاس سے ایسا پھٹ گیا۔ کہ گلا کھل گیا۔ وہ غضب ناک ہو کر اُس عرب کی طرف پھرا۔ اور چلایا کہ تجھ پر اللہ کا قہر نازل ہو کہ تو نے میری پیٹھ اس متبرک گھر میں کھولی۔ اُس عرب نے عاجزی کی کہ یہ ایک امر مجھ سے بلا قصد اتفاق ہو۔ لیکن جبلہ نے اسکو طمانچہ مارا اور خوب کچلا یہاں تک کہ اُسکے چار دانت ٹوٹ گئے اُس حاجی عرب نے حضرت عمرؓ کے پاس تلاش کی لیکن جبلہ نے کہا کہ مجھے بہت ٹھیک کیا ہو کیونکہ تمکو اس سے صدمہ ہو چکا ہے۔ اگر تم حرم کے اندر نہوتے اور خونریزی منع نہوتی تو ہم اسکو مار ڈالتے حضرت

عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم نے اپنے قصور کا اقرار کیا اور تادقہ تیکہ تمہارا فروع معاف نہ کرنے تم کو سزا دی گئی
آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت جیلہ نے غدر کے ساتھ جواب دیا کہ ہم
ہاوشاہ ہیں اور یہ شخص وہ قانی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم دونوں اللہ کی نظروں میں
مسلمان ہو۔ دونوں برابر ہو۔ اور اُس کے یہاں کسی کی عزت نہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ
حکومت سزا کل دی جائیگی۔ یہ شکر رات ہی کو یہ شخص بھاگا۔ اور قسطنطنیہ پہنچا۔ اور اسلام
ترک کر کے پھر عیسائی ہو گیا۔ اور قیصر ہرقل کی خدمت میں تھا۔ اب یہ شخص مینول
رہا ہاں کی مدد کیواسطے ساتھ ہزار عرب لایا۔ اتنے بڑے لشکر کے پہنچنے کی خبر
مسلمانوں کو معلوم ہوئی جسکے باعث سے مسلمانوں نے حمص کو چھوڑا۔ اگرچہ وہ
شہر اطاعت میں در آیا تھا۔

مسلمان لوگ اب یرموک پہنچے۔ یہ ایک جگہ ہے کہ اچھے درخت اور اچھی آب
ہو اکیواسطے مشہور ہے۔ اور ایک چشمے کے کنارے کہ وہ بھی اسی نام سے مشہور ہے۔
خیمہ زن ہوئے۔ اسوقت تک یہ جگہ کچھ ایسی مشہور نہ تھی لیکن بعد ازاں اور فتح شام کے مشہور ہوئی
ماہان اپنے بڑے لشکر کے ساتھ آہستہ آہستہ آگیا۔ لیکن اُس نے جیلہ کو ساتھ ہزار عربوں کے
ساتھ میدان صاف کرنے کے لیے آگے روانہ کیا۔ کہ وہ جلد مسلمان عربوں سے مقابلہ کریں کہ
ہیرے کو ہیرا کاٹتا ہے۔ ان متفق لشکروں سے لوگوں کو بڑی تکلیف پہنچی جہاں گئے اُسکو
ویران کر ڈالا۔ اور جن عیسائیوں نے مسلمانوں کی اطاعت کر لی تھی اُنکو بھی لوٹا۔

ہرگاہ۔ ماہان فاصلہ پر تھا حسب منشاء حکم قیصر ہرقل نے صلح کا پیغام ابو عبیدہ
کے پاس بھیجا۔ ابو عبیدہ نے نماز اور اسلام سے اُسکے پھر جانے پر ملامت کی۔ اور یہ کہ وہ اپنے
ملک الوہب پر ستم و تشدد کیوں کرتا ہے جیلہ نے جواب دیا کہ میرا مذہب قیصر کا مذہب ہے اور
ہم اُسی کیواسطے لڑینگے۔ اُس پر خالد بن ولید آگے آئے اور کہا کہ اس کا ذکر ہمارے حوالے کیجئے۔ آئے کہا کہ اصل
لشکر سے وہ بہت آگے تھے۔ ہلکے تھوڑے سے چنے ہوئے آدمی دیکھے کہ اُس پر اُسکے عربوں کے

شکر پر جا پڑیں۔ قبل کے کہ ماہان اسکی مدد کر کے انکی راسے کو اکثر دن بے ناپسند کیا لیکن خالدؓ اپنے جوش میں چلائے کہ کسی طرح ان شیطانوں کا شکر اللہ کے شکر کو نہیں پہنچ سکتا البتہ مدد کر لگا۔ اسکا جواب کسی کے پاس نہ تھا خالدؓ کو بچن لینے کی اجازت دی گئی مٹھنے ہوؤں میں سب شجاع اور آزمودہ کار تھے۔ ان لوگوں سے خالدؓ جبلہ پر آپڑے کہ اکل غیر آمادہ تھا۔ اور اس کے لشکر کو انتشار میں ڈالا۔ اور بڑی خونریزی کے ساتھ اسکو اصل لشکر پر پلٹنے کے لیے مجبور کیا خالدؓ کی اس کامیابی پر سبب قید ہو جانے یزید اور رافعؓ اور ضارؓ کے دھنیا آگیا عیسائی مفوریوں نے واپسی کی وقت انکو گرفتار کر لیا اور ماہان کے لشکر میں لینگے اسی اثنائیں ایک خاص قاصد جسکا نام عبداللہ ابن قریظ تھا مدینہ میں پہنچا اور ابو عبیدہؓ کا خط حضرت عمرؓ کے نام لایا جس میں خطرناک حالت درج تھی۔ اور مدد کی استدعا کی۔ خلیفہ وقت منبر پر چھ گئے۔ اور جہاد کا وعظ فرمایا فرمایا کہ اسلام کے واسطے اور اللہ و رسول کے لیے لڑنا کیسا ہر تبا نے ایک خط ابو عبیدہؓ کے نام کا جو قرآن کی آیت سے بھرا تھا عبداللہؓ کو دیا اور اس میں لکھا تھا کہ ہم دعا کرتے ہیں اور امدادی لشکر بھی بھیجتے ہیں یہ کہہ کر اپنے عبداللہؓ کو دعادی اور انکو رخصت کیا کہ جلد جاوین۔

عبداللہؓ کو واپس جانے میں یاد آیا کہ ہم نے رسول اللہ صلیم کے روضہ کی زیارت نہیں کی یہ یاد آنے سے وہ واپس آئے۔ اور حضرت عائشہؓ کے حجرے میں جہان آپکا مزار تھا گئے۔ انھوں نے مزار کی بغل میں عائشہ صدیقہؓ کو دیکھا کہ حضرت علیؓ اور عباسؓ کا قرآن پڑھنا سن رہی تھیں ہر گاہ امام حسنؓ اور امام حسینؓ آپکے صاحبزادگان اور رسول اللہ صلیم کے نواسے دوزانو بیٹھے تھے۔ بعد ازاں سے تعظیم روضہ اطہر کے عبداللہؓ نے اپنا مطلب اظہار کیا کہ ہم چاہتے ہیں کہ قبل یرموک کی لڑائی اور دشمن کے مقابلہ کے ہم لشکر میں پہنچیں۔ اس پر سب متبرک لوگوں نے ہاتھ اٹھایا۔ اور حضرت علیؓ نے جلد پہنچنے کی دعا کی تب وہ روانہ ہوئے۔ اور اسقدر جلد لشکر میں پہنچے کہ لگا پہنچا حضرت

عمر اور حضرت علیؓ کی کرامت اور دعا کے باعث سے بچھا گیا۔ موعودہ مذہبی فوراً ہی روانہ کی گئی۔ یہ آٹھ ہزار آدمیوں کا لشکر تھا اور سعید بن عمرو کے تحت میں بھیجا گیا انکو خلیفہ وقت نے ریشمی سرخ جھنڈا دیا۔ اور چلتے وقت نصیحت کی کہ اپنے پر اور اپنے لشکر پر جابر رہو اور خود غرضی کی باتیں نہ کہو۔

سعید نے بھی دینداری کی راہ سے بیان کیا کہ اللہ سے ڈرنا چاہیے۔ آدمی سے نہیں۔ اور کل مسلمانوں کو خواہ قرابت مند ہوں یا غیر عزیز رکھنا چاہیے۔ اور حاضر اور غائب کی یکساں پرورش چاہیے۔ اور جو حق ہوا سکوا کرنا اور جو ناحق ہوا اُس سے باز رکھنا۔ خلیفہ وقت سر کو عصا پر رکھ کر اور نظر زمین پر گرائے سنتے رہے جب سعید کہہ چکے اپنے سر اٹھایا اور آنسو آپکے گالوں پر دوڑ رہے تھے۔ اور کہا کہ حیف ہے کون آدمی بلا اللہ کی مشیت کے یہ سب کر سکتا ہے۔

سعید ابن عمر ریگستان کی مختصر راہ سے چلے اور راہ بھول گئے۔ ہر گاہ ایک رات وہ آرام کر رہے تھے۔ کہ ایک چشمہ کی اطراف میں اُن کو معلوم ہوا کہ ماہان۔ کا حاکم یا پنجتر آدمیوں سے قریب ہے۔ وہ اُس پر آڑے اور اُسکے پیادوں کو قتل عام کیا۔ وہ حاکم کچھ پیادوں کے ساتھ مفرد رہ گیا۔ لیکن مسلمانوں کے اس لشکر کے پاس کہ حضرت زبیرؓ کے تحت میں میدان صاف کر رہا تھا آپہنچا۔ زبیرؓ نے اُسکو ایک نیزے میں مارا۔ اور اُسکے لشکر میں سے دونوں طرف کے مسلمانوں کی ضرب سے ایک بھی بچا مسلمان الکا سر پہ نیزے پر اپنے خیمہ گاہ میں لے آئے۔ اور اُنکے لشکر کو اُس سے بڑی برأت ہوئی۔ قیصر کا لشکر اب قریب پہنچا اور ماہان نے پھر صلح کا پیغام بھیجا خالدؓ نے کہا کہ ہم جا کر گفتگو کریں گے۔ لیکن آپکا اصل ارادہ تھا کہ ضرار اور یزید اور رقیع وغیرہ کو چھوڑا دین کہ جبلہ کی لڑائی میں گرفتار ہو گئے تھے۔

جب خالدؓ مدینائی خیمہ گاہ کے مقابل پہنچے۔ اُن سے کہا کہ اپنے ایک ساتھیوں کو

جموڑ بیگے۔ اور تنہا ماہان کے خیمے میں جائے۔ لیکن اپنے انکار کیا۔ آپ نے اس سے بھی انکار کیا کہ آپ اور آپ کے ساتھی بے تلوار آویں۔ کچھ گفتگو کے بعد آپ کو اپنے طور پر آنے کی اجازت ملی۔

ماہان ایک قسم کے تخت پر بیٹھا تھا۔ جس کے گرد اس کے ماتحت افسر تھے ہر گاہ خالدؓ اپنے ایک تنو آزموہ کار سواروں کے ساتھ سادے لباس میں داخل ہوئے کریں ان کے اور ان کے ساتھیوں کے واسطے لائی گئیں۔ لیکن انھوں نے ہٹا دیا۔ اور چار زانو فرشتے بیٹھ گئے۔ جب ماہان نے اس کی وجہ دریافت کی آپ نے قرآن کے بیسویں پارہ سے آیت پڑھی جس کے معنی یہ ہیں کہ تم مٹی سے بنائے گئے ہو اور مٹی ہی میں ملو گے اور مٹی سے پھر نکالے جاؤ گے (منہا خلقناکم و فیہا نعیدکم و منہا نخرجکم تا مرۃ اخری) آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا کیا ہے۔ اور جس کو اللہ نے بنایا تمہارے ریشمی پردوں سے زیادہ قیمتی ہے۔

ماہان نے گفتگو شروع کی۔ اس نے شکایت کی کہ مسلمان بے انصاف ہیں۔ بلا اشتعال کے اپنے ہمسائے سے لڑنے آئے ہیں۔ اور ان کے مذہبی امور میں دخل دیتے ہیں۔ اور ان کے جو رد و لڑکے کو لڑتے ہیں۔ اور ان کو غلام بناتے ہیں۔ خالدؓ نے کہا کہ یہ صرف انکی ہٹ کا باعث ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ایک نہیں کہتے اور محمدؐ کو رسولؐ نہیں مانتے۔ ان کے آپس میں باتیں متدہوئے لگیں اور خالدؓ نے اپنے جوش کین کہا کہ ہم تمہیں ایک روز حضرت عمرؓ کے سامنے لگے میں پٹا ڈال کر کھینچیں گے۔ اور تمہارا سر کاٹ لینگے۔ کہ جس سے تمام کافروں کو ڈر ہو۔

ماہان نے بھی غصہ ہو کر جواب دیا کہ چونکہ آپ اس وقت ایلیٰ میں اس لیے محفوظ ہیں لیکن انکی گستاخی کی سزا یہ ہے کہ آپ کے پانچوں قیدی دوستوں کو آپ کے سامنے تسل کرانا ہوں۔ خالدؓ نے جواب دیا۔ کہ اگر اس دھمکی کا ذرا بھی اجرا ہوا اور

اگر مال براہ بھی نقصان ہوا تو ہم تم کو اللہ اور اس کے رسول صلعم اور کعبہ کی قسم اپنے ہاتھ سے قتل کرینگے۔ اور ہر شخص ان مسلمانوں سے تمھارے آدمیوں کو مار ڈالینگے۔ یہ کہہ کر اپنے اپنی تلوار نکالی اور آپ کے ساتھیوں کے بھی ایسا ہی کیا۔ عیسائی سردار اس بہادری کو دیکھ کر متعجب ہوئے۔ اپنے کہا کہ جو کچھ ہم نے کہا صرف دھمکی تھی۔ مسلمان ٹھنڈے کیے گئے۔ اور تلوار میان میں کیلی۔ اور پھر گفتگو سہولیت سے ہوئے گئے۔

آخرش ماہان نے پانچوں قیدیوں کو رہا کیا۔ اور اس کے بدلے میں۔ خالد نے اپنا قرمزی خیمہ۔ ماہان کو دیا جو عیسائی خیمے کے مقابل گڑا گیا تھا۔ اور جسکی نسبت اپنے اپنی خواہش ظاہر کی تھی۔ اس طرح یہ گفتگو طے ہوئی اور فریقین اپنے اپنے خیمہ میں سپاہان اغراز کے ساتھ واپس گئے۔

فصل چھٹویں

وہ بڑی لڑائی جس سے ملک شام کا فیصلہ ہوا عنقریب ہو کر پیش ہو کیونکہ۔ قیصر نے اس ملک کی قسمت کو ایک ہی بہت بڑی لڑائی پر منحصر کیا تھا حضرت۔ ابو عبیدہؓ نے وقت کے اشکال کو دریافت کر کے اور اپنی ناقابلیت میلان کا راز راز میں بھکر لشکر کی حکومت عام خالدؓ کو سپرد کی اور خود لشکر کے پیچھے عورتوں اور لڑکوں کی حفاظت کے لیے رہنا قبول کیا کہ جو مسلمان پیچھے بھاگے گا قصداً کرے گا۔ اسکو پھر آگے بھیجیں گے۔ یہاں پر اپنے نندو جھٹلا جو آپ کو حضرت ابو بکرؓ نے دیا تھا۔ اور جس کو حضرت صلعم نے خیبر میں لیا تھا۔ نصب کیا قبل شروع ہونے لڑائی کے خالدؓ گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے لشکر کے آگے گئے۔ اور ایک مختصر تقریر کی کہ بہشت تمھارے آگے ہے اور شیطان اور جہنم تمھارے پیچھے ہے بہادری سے لڑو تمکو بہشت نیکی اور اگر بھاگے تو جہنم میں گرو گے۔ دونوں لشکر قریب ہوئے لیکن عیسائیوں کی کثرت اور یونانیوں کی قاعدہ دانی نے

مسلمانوں کے دہنے بازو کو مٹا دیا۔ جو لوگ بھاگے انہیں بھیجے کی حورتین حملہ آور ہوئیں اور سخت ملامت کرنے لگیں۔ یہاں تک کہ انکو لڑائی میں ملنا اس ملامت سے پسندیدہ معلوم ہوا۔ ابو سفیانؓ بھی بھاگے انکو خیمہ کے بانس کا زخم چروہ پر لگا۔ جب تین مرتبہ مسلمان پیا ہوئے اور تین مرتبہ انکو عورتوں نے جرات دیکر میدان جنگ میں بھیجا۔ آخر شش رات آجانے سے لڑائی ملتوی رہی۔ ہر گاہ ابو عبیدہؓ زخمیوں کے پاس گئے۔ اُنکے زخموں کو دھویا۔ اور مرہم لگایا اور عورتوں نے خبر گیری کی دوسری صبح کو پھر لڑائی شروع ہوئی۔ اور مسلمان سخت دباؤ لگے عیسائی ہزار اندازوں نے بہت تنگ کیا۔ بہت سے مسلمان جشتو تیر اندازوں سے صدمہ پہونچا ان میں سات سو ایسے آدمی تھے کہ جنگی ایک آنکھ یا دونوں آنکھ ضائع ہوئی اور اسی وجہ سے عربوں نے اس دن کا نام یوم النعمی رکھا اور جنگی آنکھ اس لڑائی میں ضائع ہوئی مابعد میں اس نشانی کا فخر کرتے تھے۔ کسی نرادی لڑائی میں بھی قابل لحاظ کے ہوئیں۔ انہیں شرجیل کا ایک مضبوط عیسائی سے لڑنا تھا شرجیل بھروسہ کثرت روز سے اوز پر ہنگامی کے نہایت ضعیف تھے۔ اور قریب تھا کہ مضبوط عیسائی غالب آجائے۔ لیکن تیجے سے ضرار نے ایک ہاتھ مارا اور وہ مر گیا۔ دونوں شخصوں نے اُس کے اسباب کا دعویٰ کیا لیکن آخر شش اُسی کو ملا جسے مارا تھا۔ اس دن بھی مسلمان ایک مرتبہ سے زیادہ پیا ہوئے۔ اور عورتوں کی خیرت دلانے سے پھر بڑے قانکہ ضرار کی بہن اس لڑائی میں خوب لڑیں اور زخمی ہو کر گر پڑیں لیکن عقیقہ ڈنے اُنکے مخالف کو مار ڈالا اور انکو چھوڑا۔ لڑائی اسوقت تک رہی جب تک روشنی رہی۔ رات ہولے سے مسلمانوں کو خوشی ہوئی اور سمجھے کہ باوجود قلیل ہولے کے اس قدر ٹھہرنا صرف اللہ اور اُس کے رسولؐ کی مدد سے تھا اور آخر میں بیشک کامیاب ہوئے اس رات میں ابو عبیدہؓ نے دونوں رات کی نازا کٹے پڑھی۔ کہ آپؐ کے سپاہی بغایت تمام سوئیں کسی روز

تک یہ لڑائی ہوتی رہی۔ آخر میں مسلمانوں کا میاب ہونے لگا اور مسلمانوں کو پوری شکست ہوئی۔ اور وہ سب پریشانی کے ساتھ بھاگے۔ اکثر پہاڑوں کے درون میں مارے گئے اور دریا کے گہرے حصوں میں ڈوب گئے۔ انھیں گے آدمیوں نے جگہ تکلیف پہنچی۔ دھوکھا دے کر ایسے موقع پر لینگے، پناہ مان۔ لشکر کا سردار ایک شخص نعمان بن علقمہ کے ہاتھ سے مارا گیا ابو عبیدہ میدان کو رزار میں خود گئے۔ اور ملہ خضر کیا کہ زخمیوں کی حفاظت کس طرح کی جاتی ہے۔ اور مردے گاڑے جاتے ہیں۔ آپ کچھ لاشوں کو بے سزا کر تھیرتے کہ مسلمان ہی یا کافر لیکن آخر میں اسکو مسلمانوں کی طرح گاڑ دیا غنیمت کی تقسیم میں ابو عبیدہ نے پانچواں حصہ خلیفہ وقت اور بیت المال کے واسطے لگا لیا۔ اور بہر پیدل کو ایک حصہ اور سوار کو تین حصے دو حصہ اپنے اور ایک حصہ گھوڑے کا لیکن عربی گھوڑوں کے واسطے دو حصہ لگائے۔ اس میں کسی قدر اختلاف بھی ہوا لیکن یہ بات خلیفہ وقت کی منظوری سے طے ہو گئی۔ سبب قیمتی ہونے عربی گھوڑوں کے اسکا کیا گیا یہی بڑی لڑائی یرموک کی تھی کہ کنارے پر دریا سے یرموک کے ماہر سپہ سالار بن ہشام نے بحری کے واقع ہوئی۔

فصل ساتویں

حملہ آور مسلمانوں نے ایک مہینے تک دمشق میں اُس محنت کے باعث سے کہ قہیابی کے سبب سے ہوئی آرام کیا۔ اس عرصے میں حضرت ابو عبیدہ نے حضرت عمر رض سے دریافت کیا۔ کہ اب دو کس سمت کو رخ کریں قیصر یرموک و شام و بیت المقدس کی طرف حضرت علی رض اس وقت حضرت عمر رض کے قریب تھے۔ اپنے رائے دی کہ یرموک کا حامد ہونا چاہیے۔ کیونکہ وہ قدیم جگہ خیمہ زنی ہے اور زبان موسیٰ و خلیسی و محمد کے واقعات گذرے ہیں اور پیروں کے متغیر کی وجہ سے متبرک بھی ہے۔ خلیفہ وقت نے حضرت علی رض کی رائے کو پسند کیا۔ اور ابو عبیدہ کو لگا کر بیت المقدس کی طرف بھاڑا اور یرموک کا

محاصرہ کرو۔ اس خبر کو یا کر ابو عبیدہؓ نے یزید بن ابی سفیان کو پانچ ہزار آدمیوں سے روانہ کیا کہ خامرہ شروع کریں۔ اور اس کے بعد پانچ روز تک برابر مدد کثیر بھیجتے رہے یروشلم کے باشندوں نے مسلمان حملہ آوروں کو آتے دیکھا جنھوں نے مشرق میں اس قدر حیرانی پھیلانی تھی اور انھوں نے حملہ یا صلح کی گفتگو نہیں کی بلکہ انھن وغیرہ کو شہر سیاہ کی دیواروں پر واسطے مقابلہ کے مستحکم کیا۔

یزیدؓ شہر کے سامنے آئے۔ اور انھوں نے اپنے شرائط پیش کیے۔ یعنی اسلام لاؤ یا جزیہ دو۔ لیکن انھوں نے دونوں باتیں نامستور کیں۔ لہٰذا اسلام حملہ کرتے لیکن حضرت ابو عبیدہؓ نے اس بارے میں کچھ ہدایت نہیں کی تھی۔ اس لیے تا آگے آئے کہ وہ نیٹھے رہے۔ آپ کے آنے پر یزیدؓ نے حملے کی تیاری کی۔ صبح کو مرغ کے ہانگ دیتے ہی مسلمانوں کے لشکر نے نماز پڑھی۔ اور سچوں نے ایک شامل قرآن کی آیت پانچویں پارہ کی پڑھی جہاں موسیٰؑ نے بنی اسرائیل سے کہا ہر کہ اسے لوگو تم اس متبرک زمین میں کہ تمہارے لیے مقرر کی گئی ہو داخل ہو۔

دس دن تک مسلمان بیکار حملے کرتے رہے۔ گیارہویں روز حضرت ابو عبیدہؓ اپنا کل لشکر مدد کے لیے لائے۔ اپنے ایک تحریری پیغام باشندوں کے نام بھیجا۔ کہ تم اللہ تعالیٰ کی توحید مانو۔ اور محمد صلعم کو اس کا رسول سمجھو۔ یا ہماری موافقت میں درآؤ اور ہمکو جزیہ دو۔ اور نہیں تو ہم تمہارے مقابلے کے واسطے ایسے آدمی لاؤ گے جنکو موت اس سے بھی زیادہ عزیز ہے جیسا تمکو سور کا گوشت اور شراب عزیز ہے۔ اور ہم تم کو انشاء اللہ تعالیٰ نہ چھوڑیں گے۔ یہاں تک کہ تمہارے لڑنے والوں کو ہلاک کر دیں گے۔ اور تمہارے لڑکوں کو غلام بنا دیں گے۔

یہ تحریر ایلیا دیروشلم کے حاکم شہر اور باشندوں کے نام تھی۔ یروشلم کی تعمیر قیصر ایلیاس اورین نے بھی کی تھی۔ اسی تاریخ سے شہر کے نام سے ایلیا ہی مشہور ہوا۔

یروشلم کے عیسائی امام سفرونیس نے جواب دیا کہ یہ مقدس شہر ہے اور پاکیزہ جگہ اور ہر شخص اس کی مخالفت کی نظر سے آیا۔ وہ اللہ کا دشمن ہے۔ اسکو اس پر بھروسہ نہ تھا۔ کہ چونکہ شہر نہاد اور برجوں کا استحکام خوب کیا گیا ہے۔ اور زائد رکاشکری بھی یہرموک کے مفردیوں سے کچھ کم نہ تھا مقابلہ خوب ہو گا۔ یہ شہر بھی نہایت مستحکم جگہ میں واقع تھا۔ چونکہ ہر طرف خیموں سے گھرا تھا۔ اور علاوہ اسکے اسی میں پرہیزگار لوگ تھے جو حضرت عیسیٰ کی قبر کے استحفاظ کے لیے جرات دینے کو کافی تھے۔

سردی کے چار مہینے گزر گئے روزانہ ایک مختصر لڑائی ہوتی رہی۔ اگرچہ محاصرہ کرنا ہوا ہون بہ حالہ ہوتا تھا اور انجن وغیرہ سے سخت صدمہ اٹھایا۔ اور آب و ہوا بھی ناموافق تھی لیکن تاہم محاصرہ نہ اٹھایا۔ یہاں تک کہ ایک عیسائی امام نے جسکا نام سمیرونیس ہے۔ تھا دیوار کے اوپر سے ابو عبیدہ سے صلح کی گفتگو شروع کی۔ اُسے کہا کہ تم نہیں جانتے کہ یہ مقدس جگہ ہے اور جو اسکو صدمہ پہونچاتا ہو وہ قہر الہی میں مبتلا ہوتا ہے۔

ابو عبیدہ نے جواب دیا کہ ہم کو معلوم ہے کہ یہ پیغمبروں کی جگہ ہے۔ یہاں وہ دفن ہیں۔ اور ہمارے نبی محمد صلی علیہ وسلم بھی یہیں سے معراج میں آسمان پر گئے۔ اور ہم جانتے ہیں کہ ہم اس پر قبضہ کرنے کے مستحق تم سے زیادہ ہیں۔ اور ہم اسکا محاصرہ نہ اٹھا دینگے جب تک اللہ تعالیٰ یہ جگہ اور جگہوں کی طرح ہمکو نہ دے۔ عیسائی امام نے ناامید ہو کر کہا کہ ہم تمکو اس شرط پر قبضہ دیتے ہیں کہ خود تمہارے خلیفہ آدمین اور شرائط پر خود دستخط کریں اور قبضہ کریں۔

جب یہ شرط خلیفہ وقت کے پاس پیش کی گئی حضرت عثمانؓ اسکے برخلاف ہوئے لیکن حضرت علیؓ نے اسے دی کہ نہیں یہ جگہ عیسائیوں کی نظروں میں تبرک ہے اگر انکو دہو چکی اور اخیر وقت تک لڑے تو مشکل ہوگی۔ علاوہ اسکے خلیفہ وقت کے جانے سے سپاہیوں کو ہمت اور مسرت ہوگی۔

حضرت علیؓ کی باتوں کا وزن خلیفہ وقت کے دل میں ہوا۔ اور بعض مہر خون نے

یہ بھی لکھا ہے کہ یہ دو شکم میں یہ بات پیشین گوئی کے طور پر لکھی تھی۔ کہ ایک شخص انعام اور مذہب اور صورت کا خود اگر اس متبرک جگہ کو فتح کرے گا۔ بہر نوع حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خود جا کر اس شہر کو اطاعت میں درلانا پسند کیا اپنے اپنی خیر خواہی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قائم مقام کیا اور مسی بنی نین نماز پر حکم اور حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ کی زیارت کر کے روانہ ہوئے اس بڑے بادشاہ کی ترقی جسکے ہاتھ میں ان بڑی سلطنتوں کی عنان تھی اور بحساب غنیمت اسکے قبضہ اقتدار میں تھی۔ اسلام کی سادگی کے قاعدہ پر منحصر معلوم ہوتی تھی آپ سرخ رنگ کے اونٹ پر سوار ہوئے۔ جسکے دونوں جانب جھولی لٹک رہی تھی ایک میں کھجور اور سوکھے میوے تھے اور دوسرے میں بھوئی ہوئی جس میں گہون جو وغیرہ کے تھے۔ آپ کے آگے کی جانب کو ایک مشکیزہ پانی کا لٹکا تھا اور پیچھے ایک لکڑی کا ٹکاڑا تھا۔ آپ کے ساتھی بلا امتیاز درخت کے ایک ہی رکابی میں کھاتے تھے۔ اور آپ رات کو درخت کے نیچے چٹائی بچھا کر سوتے۔ یا معمولی بدوؤں کے نیچے میں رہتے۔ اور بغیر صبح کی نماز پڑھتے روانہ نہیں ہوتے۔

جب آپ اس سادگی سے عرب کے درمیان جا رہے تھے۔ آپ نے کئی آدمیوں کی پیش منی انکا درمان کیا۔ اور ٹھیک انصاف کیا۔ اسکی خبر پہنچی کہ ایک عرب جو کہ وہ بنو نکلح میں ایک ساتھ رکھتا ہے۔ یہ اسلام کے مسائل کے خلاف تھا۔ اگرچہ کافروں میں مانع تھا۔ یہ شخص مسلمان تھا اپنے اسکو اور اسکی بی بی کو بلایا۔ اور اسکو اسکی غلطی پر مطلع کیا اسنے کہا کہ ہم اس قاعدے سے اسلام کے نہیں واقف تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو جھوٹا ہے ابھی ایک گواہ میں سے چھوڑ دے۔ نہیں تو تیرا سر کاٹا جائیگا۔ اسنے کہا کہ کیا خرابے وہ دن تھا کہ ہم نے اس مذہب کو اختیار کیا۔ یہ ہمارے کون کام آویگا۔ آپ نے فرمایا میرے پاس آؤ اور دو چھڑیاں اسکے سر پر ماریں اور کہا کہ تو اپنا اور اپنے اللہ کا دشمن ہے۔ اسی تادیب سے اپنا چال چلن درست کر اور اس دین کی تعظیم کر جسکو اللہ نے آمارا ہے۔ اور اسکے

بعدہ بندوں نے قبول کیا، تب آپ نے اس سے کہا کہ دونوں میں ایک کو جسے پسند کرتا ہو کر اور جو آدمی اسلام لاتا ہو اور اسکو چھوڑ دیتا ہو اس کے واسطے موت کی سزا ہو۔ اور اب اگر نبی و پیغمبر کی ہمن کو باغی لگا بیگا تو سنگسار کیا جائیگا۔

دوسری جگہ آپ نے کچھ آدمیوں کو دھوپ میں کھڑے دیکھا۔ اس سبب سے کہ انھوں نے مسلمانوں کو جزیہ حسب وعدہ نہیں دیا۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ وہ بالکل سب سے سروسامان ہیں۔ آپ نے ان کو رہائی کا حکم دیا۔ اور ایذا دینے والوں کو ملامت کی کہ اس سے زیادہ کسی پر شدت نہ کرو کہ تم نہ سہہ سکو۔ کیونکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا ہو کہ جو شخص کسی اپنے ساتھی کو دنیا میں تکلیف دیتا ہو۔ اسکو جہنم کی آگ کے تکلیف پہنچے گی۔

جب آپ یروشلم سے ایک روز کے فاصلہ پر تھے۔ ابو عبیدہ آپ کی پیش قدمی کے واسطے آئے کہ اپنے خیمہ تک لیجا دیں۔ آپ کچھ غور کے ساتھ جلتے تھے اور اپنے اپنے فرائض پیشوائی اور نصیحت کو فراموش نہیں کیا۔ صبح کی نماز کے بعد اپنے وعظ فرمایا جس میں آپ نے فرمایا کہ اللہ جسکو رہنمائی کرے اسکو کوئی ڈکا نہیں سکتا۔ اور جسکو اللہ ضلالت میں ڈالے اسکی مدد کون کر سکتا ہو۔ ایک عیسائی پادری بول اٹھا کہ اللہ کا کلام ضلالت میں ڈالنے کا نہیں ہو اس پر آپ نے فرمایا کہ اگر بھربوے تو اسکا سر کاٹ ڈالو۔ وہ شخص چپ رہا اسلام کی تلوار کے آگے کس کی مجال تھی کہ بولے۔ آپ نے اپنی راہ میں کچھ عربوں کو اپنا لباس چھوڑ کر شام کا فاخرہ لباس پہنے دیکھا۔ اسی وقت ان کا کپڑا بھڑا دیا گیا۔ جب یروشلم کے سامنے آئے آپ نے اللہ اکبر کی صدا بلند کی۔ اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نہایت قوی ہو۔ اور اللہ ہمکو فتح آسانی سے حاصل کرتا ہو تب خیمہ گاونیکا حکم دیا اور اس میں اترے اور فرش پر بیٹھ گئے۔ عیسائیوں نے اس قوی لشکر کے بادشاہ کو کہ تمام دنیا کو فتح کیا چاہتا تھا دیکھنا چاہا۔ مسلمان اس خوف سے کہ شاید قتل کا قصد کریں روکنا

چاہتے تھے۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ جب تک لشکر کا حکم نہ ہو ہلکے نہ ہوگا۔ اسی پر پھر وہ سارے خلیفہ وقت کے آتے ہی شہر نے اطاعت قبول کر لی جو لوگ کہ شہر کی طرف سے صلح کا پیغام لائے انکو اس سادہ لباس میں دیکھ کر تعجب تھے۔ صلح کے شرائط کو آپ نے خود لکھا۔ اور وہ مابعد کے فتوحات میں نظیر ہو گئے۔ شرائط یہ تھے کہ عیسائی نے گرج اس ملک میں نہ بنادیں اور گرجوں کے دروازے برابر مسافروں کے لیے کھلے رہیں۔ اور مسلمان ان میں دن رات جہاں چاہیں جاسکیں۔ گھنٹیاں بھائی جاوین اور بجائی نہ جادیں۔ اور گرجوں پر صلیب نہ لگیوین اور نہ گلیوں میں دکھائی جاوین۔ عیسائی اپنے لڑکوں کو قرآن نہ تعلیم کریں اور نہ اپنے مذہب کی باتیں علانیہ بولیں۔ اور نہ کسی کو شاگرد کریں۔ اور نہ اپنے ہمسائے کو عیسائی ہونے کی ترغیب دیں۔ اور مسلمانوں کا لباس نہ اختیار کریں۔ خواہ جو تاپگدی یا ٹوپی جو کچھ ہو اور نہ اپنے بالوں کو مسلمانوں کی طرح چیریں۔ وہ مسلمانوں کی زبان تحریر میں نہ استعمال کریں اور مسلمانوں کی طرح سلام بھی نہ کریں۔ اور نہ ان کے نام رکھیں جب کوئی مسلمان آوے تو انکو کھڑا نہ بیٹھا نہ بیٹھا نہ کہ ان سب کو ہر مسلمان مسافر کی تن روز تک خاطر داشت کرنا ہوگی انکو شراب نہ پینا چاہیے۔ اور ہتھیار بند نہ چلے اور گھوڑے پر زین نہ رکھے۔ اور جو خدمتگار مسلمانوں کی خدمت میں ہوا اسکو اپنے یہاں جگہ نہ دے۔ یہ سب ذلیل شرائط پر و شلم کے رہنے والوں کو قبول کرنا پڑے عیسائیوں کے ان شرائط قبول کرنے پر حضرت عمرؓ نے انکے جان و مال کی حفاظت اپنے اوپر اختیار کی۔ حضرت عمرؓ اس سلیمانؓ کے شہر میں پیادہ پا گئے۔ اور آپ کے ہاتھ میں عصا تھا اور انکے ساتھ پادری سفرونیس تھا۔ جس سے آپ نے سہولیت سے گفتگو کی۔ اور اپنے قدیم عمارتوں کا حال اس سے پوچھا اور اس عیسائی پادری نے مسلمانوں کی ظاہری تعظیم بخوبی کی ہر گاہ عیسائی حشر کے معبد میں آپ تھے کہ نماز کا وقت آیا۔ اور آپ نے نماز کے لیے جگہ تلاش کی اس پادری نے اسی گرجے میں بیٹھنے کے لیے کہا لیکن اپنے منتظر

کیا تب وہ گرجہ قسطنطین میں لے آیا۔ وہاں بھی اپنے ناپسند کیا۔ لیکن واپسی کے وقت اس گرجہ کے مشرقی دروازے میں جو بیڑھی تھی اس پر نماز ادا کی۔ نماز پڑھ کر اپنے اس یادری سے فرمایا کہ اگر ہم گرجہ کے اندر نماز پڑھتے۔ تو میرے بعد مسلمان اسکو توڑ کر مسجد بنالیتے پھر اپنے فرمایا اس بیڑھی پر مسلمانوں میں سے ایک سے زیادہ آدمی نماز پڑھے چنانچہ آپ کے بعد آدمی اس بیڑھی کی توڑ کر مسجد بنائی گئی۔ اور اپنے تلاش کیا کہ سلیمان کا مسجد کہاں ہو چنانچہ وہاں اپنے ایک مسجد بنائی لیکن باوجود اس قدر بڑھائی گئی اور مرصع ہوئی کہ قرطبہ دکر ڈوا، جو اسپانیہ میں ہوا اسکی مسجد کی ثانی ہوئی۔ یہ وشلیم کا اطاعت میں آنا مسئلہ ہجری میں تھا مطابق مسئلہ کے۔

فصل آٹھویں

خلیفہ عمر بن خطابؓ روز تک شہر یروشلم میں رہے۔ اور اسلام کی کامیابیوں کا بندوبست کیا۔ شام کے فتوحات پورے کرنے کے لیے آپ نے اس کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔ شمالی اور جنوبی۔ جنوبی شام جس میں بیت المقدس اور بحری اطراف داخل ہیں۔ یزید بن ابی سفیان کے حوالہ کیا گیا کہ اسکو قبضے میں درلاوین۔ ہر گاہ ابو عبیدہ بہت بڑے لشکر کے ساتھ شمالی شام کی فتح کے لیے تعینات ہوئے۔ اس میں دو ملک داخل تھا جو درمیان حوران اور حلب کے پلور عمر و بن العاص کو مصر پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ ہر گاہ اس اطراف میں اسلام کے فتوحات ایسی حالت میں تھے سعد بن ابی وقاصؓ دوسرے سال لشکر حضرت عمرؓ کے اس وقت فارس میں اپنے فتوحات کی پیروی کر رہے تھے۔ حضرت عمرؓ کے مدینہ واپس آنے سے لوگوں کو خوشی ہوئی کیونکہ آپ کے یروشلم جانے سے انکو انتشار تھا۔ چونکہ وہ جانتے تھے کہ وہاں کی آب و ہوا نہایت مناسب ہو اور زمین فربخیز ہو۔ اور بسبب پیگردن کی مزارات کے یہ جگہ مقدس تھی اور موافق عقیدہ اسلام کے حشر کی ہی جگہ ہو۔ اسلئے ان کو خوف تھا کہ کہیں آپ اپنی بقیہ عمر وہاں بسر نہ کریں۔

اور دین سکونت نہ اختیار کر لیں۔ اس لیے وہ لوگ خلیفہ وقت کو پھر اپنے شہر کے دروازے میں
 اسی عرب کے سادہ لباس میں داخل ہوئے دیکھ کر اوراد نثار بدوی تھیلے سوکھے میوؤں کے
 اور بھوننے والے بھرے ہوئے۔ اور مشک و رنگارنگے ہوئے ملاحظہ کر کے نہایت خوشنود ہوئے
 ابو عبیدہ تھوڑے ہی حصہ بعد پندرہ رونا لگی خلیفہ وقت کے یروشلم سے اپنے فتوحات
 کی ترقی کے لیے روانہ ہوئے۔ اور اپنی راہ میں شہر کنسرن اور الجفر سے اطاعت قبول
 کرائی جس کے باشندوں نے یابن ہزارا شرفی اور اسی قدر مذہبی اور دوسو جوڑے ریشمی کپڑے
 اور اسی قدر انجیر اور معتبر دیے کہ بانی سو فخر پر لادے گئے۔ تب آپ شہر حلب کی طرف
 روانہ ہوئے جس کے محاصرے کا حکم خلیفہ وقت نے دیا تھا۔ اس شہر کے باشندوں نے بڑی
 دولت تجارت سے جمع کی تھی۔ اس لیے وہ مسلمانوں کو دیکھ کر کہنے لگے۔ کہ ہمارے شہر کو بھی
 مثل اور شہروں کے تاراج کرینگے۔ شہر حلب مغبوط شہر پناہ سے گھرا ہوا تھا۔ لیکن
 اسکا پورا بچر و ساقلعہ کے استحکام پر تھا۔ کہ شہر پناہ سے باہر ایک مصنوعی پہاڑی سے تین
 گونیہ صورت میں بنا ہوا تھا۔ اور اس کے رُخ پر تھپڑ تھا۔ یہ بہت بڑا قلعہ تھا۔ اور اطراف کے
 میدانوں پر کوسوں تک حاوی تھا۔ اور چاروں طرف کے غار سے گھرا ہوا تھا جس میں
 چشم بکا پانی آسکتا تھا۔ اور یہ قلعہ شام کے تمام قلعوں سے مستحکم سمجھا جاتا تھا۔ وہ حاکم جس کو قیصر
 رسل نے مقرر کیا تھا۔ اور جسکی حکومت میں حلب سے فرات تک تھا۔ غریب میں مر گیا تھا۔ اور
 اس کے دو بیٹے تھے۔ یوقنا اور یوحنا کہ اس قلعہ میں رہتے تھے اور اپنے باپ کی جگہ پر حکومت کرتے
 تھے۔ دونوں کے چال چلن ایک دوسرے بالکل مختلف تھے۔ یوقنا جو بڑا تھا جنگجو تھا اور حکومت کا
 انتظام کرتا تھا اور یوحنا اپنی زندگی فقیری میں بسر کرتا تھا یعنی مذہبی تعلیم اور عبادت میں۔
 یوحنا مسلمانوں کو دیکھ کر ڈرا اور اسے دی کہ انکو جزیہ دیکر صلح کر لو۔ کہ مالدار تاجروں کو
 پناہ ہو۔ یہ یوقنا نے جواب دیا کہ تم مجھ و فقروں کی سی گفتگو کرتے ہو تم نہیں جانتے ہو کہ
 سپاہی کی عزت کیا ہے۔ کیا ہمارا قلعہ مغبوط اور سپاہی کثیر اور جنس وافر ہماری پناہ کے لیے

نہیں ہو کہ ہم بلا لڑے صلح کر لیں۔ تم اپنی کتابین دیکھو اور عبادت کرو۔ اور شہر کی حمایت
میرے سزا میں چھوڑ دو۔ دوسرے روز اس نے سپاہیوں کو روپیے بانٹے اور اس طرح سے انکو
ہمت دی۔ اور کہا کہ عربوں نے اپنے لشکر کے کئی حصے کیے ہیں ایک حصہ بیت المقدس کو
چھوڑا۔ اور دوسرا مصر کو روانہ کیا ہے۔ جو حصہ ہماری طرف آتا ہے صرف ایک جزو ہی چھوڑا
لشکر نہیں ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ان کے یہاں پہنچنے سے پہلے ان سے راہ میں مقابلہ کریں۔
اس کے لشکر نے خوشی سے قبول کیا یہی اس نے بارہ ہزار آدمیوں کو لیا اور مقابلہ کو گیا۔

جیسے ہی یہ شخص لڑنے کو گیا کہ بزدلے اہل تجارت نے تیش آدمیوں کو ابو عبیدہ کے
پاس صلح کرنے کے لیے روانہ کیا۔ اور اسکی غیر حاضری سے انکو یہ موقع ہاتھ آیا یہ لوگ جب
مسلمانوں کے غیر میں داخل ہوئے۔ انکی سہولیت اور آرام عمدہ۔ سردار کے باغث سے دیکھ کر
نہیں ہوئے۔ ان سے۔ ابو عبیدہ اخلاق سے ملے اور انھوں نے کہا کہ ہم بلا اطلاع
اپنے حاکم یوقنا کے آئے ہیں۔ جو حملہ آور ہوا تو اور اسکا ظلم ہم پر بہت ہی بہت گھٹکے کے بعد
ابو عبیدہ نے شہر حلب کو پناہ دی۔ اس شرط پر کہ درمقررہ ادا کریں۔ اور لشکر کو
انکی غذا پہنچا دیں۔ اور مسلمانوں کے نفع کی بات ہو اسکا ظاہر کریں۔ اور یوقنا کو
قلعہ میں جانے سے روکیں۔ ان لوگوں نے سب شرائط قبول کیے سوائے قلعہ والے
کے جس کا تقاضا ان سے غیر ممکن تھا ابو عبیدہ نے اس شرط کو کالہ یا۔ اور رقیہ شرائط کے
پورا کرنے کی قسم لی اور یہ کہ ایسا وعدہ پر ہم تعارضی جان و مال کی حفاظت کریں گے۔ اور
خلافت ہو لے پر چھ پناہ دینگے۔ تب اپنے کچھ آدمی حفاظت کے لیے ساتھ دینا چاہے۔
لیکن انھوں نے انکار کیا کہ ہم جس طرح چپ چاپ آئے ہیں اسی راہ چلے جاویں گے۔

اسی اثنا میں دوسرے روز مسلمانوں کے آگے کے لشکر پر یوقنا نے حملہ کیا۔ اور یہ
مسلمانوں کا لشکر کعب بن خمرہ کے تحت میں ایک ہزار آدمیوں کا تھا یہ لوگ
جب اپنے گھوڑوں کو پانی پلا رہے تھے۔ اور گھاس پر بلا پروا پڑے تھے کہ اچانک میں وہ آہٹ

ایک سخت لڑائی مایوسی کے ساتھ ہوئی۔ مسلمانوں کو پہلے فتح ہوئی۔ لیکن آخر میں ان پر
حساب آدمی آ پڑے ایک ستر آدمی شہید ہوئے اور انکی ریاحہ صلح کی حد سے
مایوسی ظاہر ہوئی تھی۔ رات نے تمام آدمیوں کو ہلاکت سے بچایا۔ اور یوقنا نے سوچا
صبح ہونے ہی انکو شہید کرینگے۔ رات ہی کو ایک شخص خبر لایا کہ حلب کے باشندوں
نے یوقنا کے پیچھے میں مسلمانوں سے صلح کر لی۔

اس خبر کو سکرانے کھٹ اور انکے ساتھیوں کا خیال دل سے اٹھا دیا۔ اور حلب
کو واپس جا کر اپنی فوج کو آراستہ کیا۔ اور سب چیز جلا دیں اور سب کو قتل کرینکی دھمکی
دی۔ تاوقتیکہ باشندے مسلمانوں کی صلح سے در نہ گزریں۔ اور ان کی مخالفت میں کوئی
کارروائی نہ کریں۔ اور انکے متامل ہونے سے اسنے حملے کا حکم دیا اور تین سو آدمیوں کو تہ تیغ
کیا۔ آدمیوں کا شور و غل یوحنا کے کان تک اسکے گوشہ عافیت میں پہونچا وہ قتل کا
ہمک آیا۔ اور اس کو نصیحت اور دعا دینا تھا کہ کھنڈا کرنا چاہتا تھا یوقنا نے
کہا کیا ہم باغیوں کو چھوڑ دیں کہ ہمارے دشمن سے مل گئے ہیں اور ہم کو اپنے مال کے
واسطے بیچتے ہیں یوحنا نے جواب دیا کہ وہ چونکہ لڑا کو آدمی نہیں ہیں۔ اس لیے
اپنی حفاظت کی تدبیر کی ہے۔ یوقنا نے غصہ ہو کر کہا۔ اسے تہ کار تو بھی اس
موجب کا شریک ہے۔ تنگی تلوار اسکے ہاتھ میں تھی۔ اس کا کام اس کی زبان سے
بھی زیادہ سخت تھا۔ ایک ہی ہاتھ میں یوحنا کا سر زمین پر گر پڑا۔ حلب کے آدمی
قریب تھے کہ اپنے ہی آدمی کے ہاتھ سے زیادہ تر صدمہ اٹھاتے بہ نسبت اسکے کہ وہ
مسلمانوں کی اینداسے ڈرتے تھے۔ کہ اسی اثنا میں مسلمانوں کا لشکر جس کے سردار خالد
تھے دکھائی دیا۔ ایک سخت خونریز لڑائی شہر کی دیوار کے نیچے ہوئی۔ تین ہزار آدمی یوقنا
کے مارے گئے۔ اور وہ بہت آدمیوں کے ساتھ قلعہ میں پھور ہونے کے لیے مجبور کیا گیا۔ جسکی
دیواروں پر اسنے آئین قائم کیا۔ اور اخیر تک لڑنے کی تیاریاں کر رہے لگا۔

مسلمانوں کے لشکر میں شور ہوا۔ حضرت ابو عبیدہؓ کی زبا سے ہوئی کہ محاصرہ کیا جائے
 یہاں تک کہ شہر والے بھوکوں مر کر صلح کریں۔ لیکن خالدؓ کی رائے ہوئی کہ حملہ کیا جائے
 قبل اسکے کہ قیصران کو مدد پہونچا سکے خالدؓ کی رائے قائم رکھی گئی۔ قلعہ پر حملہ ہوا۔
 اور حملہ آوروں کے سرگروہ آپ ہی ہوئے۔ لڑائی نہایت سخت تھی بہت لوگ
 پتھروں سے زخمی ہوئے۔ اور مارے گئے۔ آخر میں خالدؓ اس قصد سے درگزر سے
 اسی رات کو کہ لوگ سو رہے تھے۔ یوقنا نے شب خون مارا۔ ساتھ آدمیوں کو قتل کیا۔
 اور پچاس کو گرفتار کر کے لے گیا۔ خالدؓ نے سخت تر مقابلہ کیا اور اس کے سوا آدمیوں کو مار ڈالا۔
 قبل اسکے کہ اپنے قلعہ میں پناہ گزین ہوں دوسرے روز یوقنا نے ان پچاس قیدیوں کو
 قتل کیا۔ اور اُن کے سر محاصرین کے بیچ میں پھینکے۔ یہ سن کر مسلمانوں کا کچھ لشکر
 اطراف کے میدان کو صاف کر رہا ہوا۔ اُسے رات کو کچھ لشکر بھیجا کہ جنھوں نے ستر
 آدمیوں کو قتل کیا۔ اور پہاڑ کے درون میں اُن کے گھوڑے اور خیرے کر چھپ رہے
 اور قنطر رہے۔ کہ رات آوے تو شہر کو واپس جا دیں۔ بعض مغرور یون نے اس خبر
 کو مسلمانوں کے خیمہ گاہ میں پہونچایا۔ اور خالدؓ اور شہزادہ کچھ سواروں کے ساتھ اس
 جگہ کے تماشے کو پہونچے۔ انھوں نے اس جگہ کے آدمی اور جانوروں کی لاشوں سے پہچانا
 اور دہقانوں سے معلوم ہوا کہ مخالفین کدھر گئے۔ ایکس در سے سے واپس جا بیٹھے۔
 خالدؓ اور شہزادہ نے اپنے لشکروں کو اس در سے کی کینٹھ میں چھپایا۔ اور رات کے
 وقت انھوں نے خیمہ کو آتے دیکھا۔ انھوں نے اُن کو پوری طرح در سے میں آنے دیا۔
 اور تباہی کے نزدیک ہو کر اور ہر طرف سے گھیر کر اکثر یون کو قتل کیا۔ اور تین سو
 آدمیوں کو گرفتار کر لیا۔ یہ لوگ کامیابی کے ساتھ مع قیدیوں کے اپنے خیموں میں
 آئے۔ اور قیدیوں کے بے اُن کو بہت کچھ زر مملکت مانہ ملتا۔ لیکن انھوں نے
 قلعہ کے سامنے تنبیہا سب کو قتل کیا۔

پانچ مہینے تک اس شہر کا محاصرہ ہوتا رہا۔ سب مسلمانوں کے حملے بیکار گئے۔ اور
انکا کوئی کردہ جلا۔ سب حیلے غنیم پر ظاہر ہو گئے۔ اور انکا جواب ملتا گیا۔ کیونکہ یوحنا کا
جاسوس انکے عین لشکر میں تھا۔ ابو عبیدہؓ نے مایوس ہو کر حضرت عمرؓ کو لکھا۔ کہ اسکا
محاصرہ ہم اٹھا لیتے ہیں۔ اور انطاکیہ کا قصد کرتے ہیں۔ لیکن حضرت عمرؓ نے
اسے دی کہ مخالفین کو اس سے دلیری ہو جائے گی۔ مناسب ہے کہ اور بھی زیادہ مسعودی
سے محاصرہ کیا جائے۔ اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔ اور آپ نے کچھ لشکر سوار
اور پیادوں کا مدد کے واسطے بھیجا جس میں بنی اودنٹ بھی تھے اس مدد کے بعد بھی
پھر محاصرہ سینتالیس روز رہا۔

جب ابو عبیدہؓ اسوقت اور پریشانی میں تھے کہ اس نئے آئے ہوئے لشکر میں
سے ایک شخص لے لیا کہ اگر ہم کو تیس آدمی ملیں۔ تو ہم اس قلعہ پر شرطیہ قبضہ کرتے
ہیں۔ اس شخص کا نام دوس باہی الحول تھا۔ اسکی صورت نہایت مہیب اور بڑا
قوی ہیکل و غیر معمولی طاقت کا آدمی تھا۔ لیکن بوجہ غلامی کے ناخواندہ تھا۔
اسکی عرب کی کار گزار گزاریوں کو شکر خاں نے اسکی استدعا کی تائید کی۔ ابو عبیدہؓ
ایسے ٹھہرائے تھے کہ انکو کسی کی استدعا قبول کر لے میں کہ کسی طرح قبضہ اس قلعہ پر کر سکے
یا کہ نہ تھا۔ اور آپ نے تیس آدمی نہایت قوی اور تجربہ کار چن کر اسکو دیے۔ اور کہا کہ اگرچہ
یہ شخص قوم اسفل سے ہے۔ اسکی اطاعت سے تمہارے مؤثر نہا۔ اسی وقت اسکی ہدایت کے موافق
ابو عبیدہؓ نے اپنے لشکر کر تین میل کے فاصلہ پر بٹھایا۔ کہ معنوم ہو کہ محاصرہ اٹھالیا گیا
اب رات ہو گئی اور دوس تیسوں آدمیوں کو لیکر نہایت آہستہ آہستہ قلعہ کے
نزدیک پہونچا۔ اور انکو ایک جگہ چھپایا۔ اور منع کیا کہ نہ کھنکھاریں اور نہ کسی قسم کا
شور کریں۔ وہ اکیلے نکلا اور پھر آدمیوں کو قید کر لیا۔ اور عربی میں ان سے پوچھا
لیکن وہ نہ سمجھے۔ اور اپنی زبان میں جواب دیا۔ یہ کھنکھارنے کا تہران عیسائی کتون پر

اور انکی زبان پر حکو کوئی نہیں سمجھتا۔ اُسے جھوٹن کو مار ڈالا۔
 پھر وہ آگے گیا اور دیکھا کہ ایک آدمی دیوار سے اُترا آتا ہے۔ جون ہی وہ زمین پر آیا کہ
 داس نے اُسکو پکڑ لیا۔ وہ ایک عیسائی عرب تھا۔ اور یوقنا کے ظلم سے بھاگا جاتا تھا
 یوقنا کا حال اُس سے معلوم ہوا۔ اُس نے دو آمینوں کو ابو عبیدہ کے پاس بھیجا کہ صبح
 ہوتے ہی۔ کچھ سوار بھیج دین۔ اُس نے بکری کا چڑا نکالا۔ اور اُسکو اوڑھکر اور سوکھی دلی
 ہاتھ میں لیکر چاروں ہاتھ پائون سے چلنے لگا۔ اور اُس کے ساتھی بھی اسی طرح آہستہ
 آہستہ چلنے لگے۔ جب وہ کوئی آواز سننا کتون کی طرح بھونکنے لگتا۔ اور اُس کے
 ساتھی جس ہو جانے۔ اسی طرح وہ قلعہ کی دیوار تک گیا۔ جہاں عبور کرنا آسان تھا۔
 تب وہ زمین پر بیٹھ گیا۔ اور اپنے کندھوں پر دوسرے کو چڑھا کر اُس کے کندھے پر تیسرا شخص
 سوار ہوا۔ اسی طرح سات آدمی ایک دوسرے کے کندھے پر سوار ہوئے پہلے سب نے
 اوپر والا کھڑا ہوا تب دوسرا تب تیسرا یہاں تک کہ داس جو سب سے نیچے تھا کھڑا ہوا۔
 اب اوپر والا آدمی دیوار کے سرے پر چڑھ گیا۔ اور سنتری کو نشہ میں بہا کر گرا دیا۔ جسکو نیچے
 کے لوگوں نے مار ڈالا۔ تب اُس نے اپنی پگڑی لٹکانی جسکو پکڑ کر دوسرا چڑھ آیا تب تیسرا
 اسی طرح داس بھی چڑھ آیا۔ داس نے اُن کو چپ رکھا اور اُن کو چھوڑ کر اُس نے
 دو اور سنتریوں کو کہہ سوتے تھے قتل کیا۔ اور تب وہ ایک مکان کی طرف گیا جس کے
 روزن سے اُس نے دیکھا کہ یوقنا ایک نفیس کمرے میں نہایت عمدہ قیمتی کپڑے پہنے
 ریشمی فرش پر بیٹھا ہے اور بڑی جماعت کے ساتھ شراب خوری اور عیش کر رہا ہے۔
 اُس روزن سے تیرا زنا چاہتا تھا لیکن یہ سوچ کر کہ تنہا کافرانہوگا۔ اپنے ساتھیوں کے
 پاس گیا۔ اور اُن سے قلعہ کا حال کہا۔ دفعہ قلعہ کے پچاس پر اگر انھوں نے محافظین کو
 قتل کر ڈالا۔ اور دروازہ کھول دیا۔ اور کاٹھ کا پل لگایا۔ کہ اُس سے اُن کے ساتھی جو باہر تھے
 آگئے اتنے میں ہنگامہ ہوا اور قلعہ کا لشکر آگیا مسلمانوں نے اپنے کو پل دروازے

پرسنھا لہذا نہایت کہ صبح ہو گئی تاہم خالد بن ولید نے اپنے سواروں کے ساتھ داخل ہوئے۔ عیسائیوں نے ہتھیار رکھ کر ہاتھ بٹھا دیے۔ خالد بن ولید نے ان سے کہا کہ قتل ہونا قبول کرو یا اسلام لاؤ۔ یوحنا نے نہیں پہلا شخص تھا کہ ایمان لایا۔ اس کی اقتداء اکثروں نے کی۔ انکو ان کے ہاٹ اور لڑکے ملے۔ اور یحییٰ بن کا اسباب ہو گیا۔ اور یحییٰ بن حبہ حلیفہ کے لیے نکال کر غنیمت تقسیم ہوئی۔ داس اور ان کے ساتھیوں کی کھڑائی کے دار گئے۔ آسمان تک تعریف کی گئی اور ابو عبیدہ اپنے لشکر سے رہے۔ جب تک بقیہ لوگ اپنے زخم کے خطرے سے چنگ نہ ہوئے۔

فصل نویں

انکہ تریا مورخ لکھتے ہیں کہ حضرت صلح اور ان کے اصحاب دونوں کی تواضع میں جیسا کہ مسلمانوں نے چتر کر اسلام کے بیٹے بڑے عزت نے جن جہان ایک مرتبہ تبدیل مذہب کیا اور اسلام میں در کیا۔ اگرچہ اسکا لہان بزور تلوار کیوں نہ ہو لیکن اسلام کے لاتے ہی اسکے بڑے حامی ہو گئے۔ یہ سب حقیقت دین اسلام کا یو یو قنا کا بھی ہی حال ہوا کہ اسلام بزور تلوار لاتے ہی اسلام کے بڑے حامیوں میں ہوا۔ اس لیے مثل غامیوں ان کے ثابت کرنا چاہا۔ اپنے قدیم مذہب کی حمایت میں ان سے حقیقی بھائی یوحنا کو قتل کیا۔ ان کے اب اسے اس نے مذہب کی تائید میں اپنے چھیرے بھائی کو یکے کرنا چاہا۔ یہ شخص جس کا نام یحییٰ بن یحییٰ تھا ایک مستحکم شہر اور قلعہ کا جس کا نام اعوان تھا حاکم تھا اور یہ جگہ حلب کے کچھ دور نہ تھی مسلمانوں کو ضرور تھا کہ اسکو قبضہ کر کے دوسرے اطراف میں جاویں۔ یہ قلعہ بڑی مضبوطی کے ساتھ تھا اور اس قلعہ میں لشکر بھی بیٹھا تھا۔ لیکن یوحنا نے ابو عبیدہ کو اسکا قبضہ حلیفہ سے کرانا چاہا۔ اس لیے اسے وہی کہ ایک سو آدمی عیسائی۔ سپاہیوں کا لباس پہن لیں۔ اور ہمارے ساتھ حلیفہ اور کچھ لشکر عرب کے لباس میں ہمارا تعاقب کرے۔ اور جب ہم اعوان کے سپاہیوں میں تو پہنچا کر اسے واپس آویں۔

اور اُس کے اطراف میں حبیب رہیں۔ یوقنا کو اُسکا بچہ بھائی جو اُسکی سلمانی کے واقف و در
جگہ دیگا تب رات کو ساتھ کا لشکر جو عیسائیوں کے لباس میں ہونگے قلعہ کے لشکر و اہلک
میں حملہ آور ہونگے۔ اور دروازہ کھول دیں گے۔ اور باہر داسے چلے ہوئے آدمی جس
پر نیلے۔ اور اسی طرح سے شہر کا تردد قبضے میں آجائے گا۔ ابو عبیدہ نے خالد بن ولید سے مشورہ کیا
جنہوں نے اس حیلہ کو پسند کیا۔ اس شرط پر کہ یوقنا اپنی صداقت اور اعتماد ثابت کرے
کسی طرح یقین دلایا اور ایک سو آدمی دس قوموں میں سے دس دس کرختے گئے جب وہ روانہ
ہوئے تو ایک ہزار آدمی مالک الاشتر کی تحت میں جنگ پورے اس حیلے نے خبر دی گئی تھی
انکے تعاقب میں بھیجے گئے۔ لیکن انہوں نے اپنے آپ کو اپنے لیے محفوظ رکھا۔
جیسے ہی اس حیلہ کا ارادہ کیا گیا کہ اُسکی خراج ازر کے حاکم کو معلوم ہو گئی کیونکہ اُسکا ایک
جاسوسی مسلمانوں کے لشکر میں تھا۔ اور وہ غسان سے تھا۔ اُسے ایک خط کبوتر کے
پر میں باندھا۔ جس میں یوقنا کا فرض درج تھا۔ لیکن اُسکو مالک الاشتر کے آدمیوں کا
حال معلوم نہ تھا۔ تھوڑے دنوں میں اسے اس خبر کو پکارا اپنے قلعہ کا ارتحکام کیا اور اطراف
کے عیسائی عربوں کو طلب کیا جو تھوڑے بند ہو سکتے تھے اور ایک قاصد جس کا نام
طارق الغسانی تھا لو قاس حاکم ارادنان کے پاس لشکر کی تائید کی طلب میں روانہ کیا
قبل ہوئے لو قاس کی تائید کے یوقنا اپنے آدمیوں کے ساتھ اعزاز کے دروازے
کے مقابل میں پہنچا۔ اور ظاہر کیا کہ مسلمانوں نے ہمارا قلعہ لے لیا اور ہمارے لشکر کا تعاقب
کرتے ہیں۔ اس پر ہم اس مختصر آدمیوں کے ساتھ گویا کہ اپنے بھائی کے پاس پناہ
لینے کو آئے ہیں۔ اُسے یوقنا کو تعظیم کے ساتھ اتارا اور بوسہ دیا۔ لیکن فوراً ہی زمین کو
کاٹ ڈالا اور اُسکو گھوڑے سے کھینچ لیا۔ اور اسی طرح جتنے اُسکے ایک سو ساتھی تھے
انہیں لے گئے۔ اور قید کیے گئے تھوڑے دنوں میں اُسکو غبار آوردہ کیا۔ اور سخت ملامت کی
اور کہا کہ تم کو قیصر ہرقل کے پاس اسکا جاویدہ ہونے کو روانہ کریں گے۔ اور تمہارے

سب ساتھیوں کو قتل کر دیے۔

اس درمیان میں طارق غسانی اپنا پیغام پہنچا کر واپس آتا تھا کہ مالک کے قبضے میں پڑ گیا۔ جو کمینگاہ میں چھپے تھے طارق سے معلوم ہوا کہ یوقنا۔ کا حیلہ ظاہر ہو گیا۔ اور وہ خود لوقاس حاکم اراوندان کے پاس مدد کا پیغام لایا تھا۔ جو پانسیون سوار دن کے ساتھ آتا ہے۔ یہ خبر یا کر مالک نے اپنے لشکر کو اس طرح قائم کیا کہ جس وقت لوقاس اپنے آدمیوں کے ساتھ گرفتار ہو گیا۔ تب انھوں نے حاکم۔ اعزاز کے ساتھ دوسرا حیلہ کرنا چاہا تب اس نے اسلام قبول کیا۔ تب انھوں نے کہا کہ اپنے اتفاق کا ثبوت دکھاؤ تھیں ڈرس حاکم اعزاز سے کہو کہ حاکم اراوندان پانسیون کے ساتھ مدد کیواسطے آتا ہے تب سب روانہ ہوئے اور اس کے ساتھ ایک متمد مسلمان روانہ کیا گیا۔ کہ اگر یہ شخص کچھ خلاف کرے تو اس کا سر کاٹ لو۔

جیسے ہی طارق اور اس کے ساتھی اعزاز کے قریب پہنچے۔ انھوں نے خوشی اور باجے کی آواز مچی۔ اور یہ سبب انقلاب کے خاتھیو ڈرس۔ یوقنا اور اس کے آدمیوں کو اپنے بیٹے نیون کے سپرد کیا تھا۔ ایسا اتفاق ہوا کہ یہ نوجوان اپنے ہمسایہ کی ملاقات کو اکثر حطب جایا کرتا تھا۔ اور یوقنا کی بیٹی پر فریفتہ ہو گیا تھا۔ لیکن لوگ اس کے مخالف تھے۔ جب اس کے باپ اور یوقنا سے اس موقع پر خلات ہوا۔ اس کو قبول کر لیا۔ موقع ملا۔ اس نوجوان نے کہا کہ اپنی بیٹی میرے نکاح میں دو۔ تو میں اسلام قبول کر دوں گا۔ اور تم کو اور تمھارے ساتھیوں کو رہا کر دوں گا۔ اس کی استدعا قبول کی گئی۔ ٹھیک رات کے وقت جب قیدی تہیاب بند سب رہا کیے گئے۔ وہ قلعہ کی فوج پر اڑے۔ ایک پر شور لڑائی ہوئی جس میں تھیںو ڈرس اپنے بیٹے کے ہاتھ سے مارا گیا۔

اسی حالت میں طارق اور اس کے ساتھی پہنچے۔ اور یہ خبر سن کر مالک لاشتر کے پاس لوٹ گئے مالک بہت جلد اپنے لشکر کے ساتھ آپہنچا۔ اور شہر پر قبضہ کر لیا۔

مالک نے یوقنا کی تعریف کی لیکن اُس نے اس نوجوان کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ اللہ تعالیٰ کی اور اس
جوان کی شکر گزاری کرو۔ اور سب قعدہ کہ سنا یا۔ مالک نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی
اور کہا کہ جب اللہ کی مرضی ہوتی ہے۔ تو وہ سامان بھی پیدا کر دیتا ہے۔
سعد ابن عمر و اور یوقنا کے آدمیوں کے حوالہ کر کے مالک نے اس طرح اسباب غنیمت اور
تیدیوں کے واپس گئے۔ یوقنا نے ساتھ جانے سے انکار کیا۔ یوقنا کو اسکے ارادہ میں کامیابی
منونے سے دستگیری تھی۔ کیونکہ یہ قلعہ اور ذریعہ سے ہاتھ آیا تھا۔ اسلئے اسکو یہ فخر تھی۔ کہ کوئی
کارروائی اسلام کی بہتری کی کریں۔ کہ اسکا ایتقان ظاہر ہو۔ اسی وقت مسلمانوں کا ایک
لشکر ہزار آدمیوں کا جو غراز کے اطراف کو صاف کر رہا تھا۔ غزازی میں ہو نچا۔ ان میں دو سو
تو مسلم طلب کے تھے۔ جنکے رٹکے بالے حلب کے قلعہ میں تھے۔ وہ اسکے کام کے آدمی تھے
اور یوقنا انکو ساتھ لیکر انطاکیہ کی طرف جیلہ کی نظر سے روانہ ہوا۔

فصل دسویں

انطاکیہ کا شہر اسوقت رومی شام کا دارالسلطنت تھا۔ اور رومیوں کی حکومت کی جگہ
تھی اسکی بڑی وسعت تھی۔ اور پھر کی دیواروں سے گھرا تھا۔ اور اسکے اطراف و جوانب میں بہت
قلعہ تھے۔ اور کنوؤں اور چشموں سے نہایت شاداب تھا۔ یہاں قیصر ہر قیل دربار کرتا تھا اور
یونانیوں اور رومیوں نے یہیں کی آسائش میں اپنی جنگی قواعد اور بہادری کو بھلا دیا۔
دوسو آدمیوں کے ساتھ یوقنا اس شہر کی طرف چلا۔ لیکن ایک رات قریب آکر اُس نے
ساتھیوں کو چھوڑ دیا۔ اور کہا کہ پہاڑوں پر قافلہ کے نگران رہو۔ اور جب شہر میں داخل
ہو اپنے کو حلب کے مفرد یون میں ظاہر کرو۔ اور خود اپنے دو نزدیک رشتہ داروں کو
لیکر دوسرے راستے سے چلا۔ اور قیصر ہر قیل کے پوس والوں کے ہاتھ گرفتار ہو گیا لیکن
یہ ظاہر کرنے پر کہ وہ یوقنا تھا کہ حال تین طلب کا حاکم تھا۔ وہ محافظین کے ساتھ انطاکیہ

کو روانہ کیا گیا قیصر ہر قل بوجہ دل شکنی کے جو اس کو ان لڑائیوں میں ہوئی۔ یوقنا کو دیکھ کر رو دیا۔ اور اہستہ سے قریب کے باعث سے پلاست کی لیکن اتنے کہا کہ جو کچھ بنے کیا۔ اپنی جان بچانے کو کیا۔ اور کس طرح حلیت کے محاصرے کا مقابلہ کیا۔ اور اس کا۔ انطاکیہ میں خود آنا۔ اعتماد ظاہر کرتا ہوا قیصر ہر قل اس فقرے میں آگیا۔ کیونکہ اس کو اپنے بہادر افسروں میں شمار کرتا تھا۔ اور قیصر کا حضور اخطاب ہونا اس کے جلسوں کی تشریف کا باعث ہوا جیسے ہی اس کے دو سو مفروزی ساتھی۔ انطاکیہ میں آئے وہ تشفی کے واسطے انکا سردار بنایا گیا۔ اب اس کے ساتھ دو سو ساتھی ہرقل تل گئے۔ جن کے ذریعہ سے وہ کوئی کارروائی پوشیدہ کر سکتا تھا علاوہ اس کے قیصر ہر قل نے دو ہزار آدمیوں کے ساتھ اپنی چھوٹی بیٹی کو لانے کے لیے جو کسنی قریب جرمین تھی بھیجا۔ اور اس کو اس نے دیانت داری سے انجام دیا جب وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ واپس آ رہا تھا۔ اس کو گھوڑوں کے پہنائے سے معلوم ہوا کہ ایک ہزار عیسائی عرب جاحظ بن جلیہ بن الایم کے تحت میں ہیں جنھوں نے دو سو مسلمانوں کو مع ضرار بن ابی الازور کے گرفتار کیا ہر سب ایک ساتھ انطاکیہ کو گئے۔ جہاں قیصر ہر قل اپنی بیٹی سے نہایت مسرت کے ساتھ ملا۔ اور یوقنا کو اپنا مشیر بنایا۔ اور قیصر ہر قل کے پاس لائے گئے۔ اور ان کو سجدہ کے لیے حکم دیا۔ لیکن وہ سیدھے کھڑے رہے۔ اور حکم نہیں بجالائے۔ ضرار بن ابی الازور نے کہا کہ ہم مخلوق کو سجدہ نہیں کرتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ہو کہ صرف اللہ کی بندگی کرو۔ اس جواب سے شجب ہو کر پھر سوال بہت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے احکام کے کیا۔ لیکن ضرار بن ابی الازور نے جسکی تقریر میں اس قدر قوت نہ تھی جتنی دل میں تھی عیسیٰ ابن عامر کی طرف جواب کے لیے اشارہ کیا۔ ایک خبری گفتگو یہی جگہ جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تاریخی حالات عرض کیے۔

اور مختلف طریقے وحی کے نزول کے بیان کیے کبھی مثل صدا کے کبھی جبریلؑ کے واسطے سے بعثت آدمی کے اور کبھی خواب میں۔ اور کبھی صبح کی شکل میں اور یہ کہ جب وحی آتی پسینہ آپ صلعم کی پیشانی سے چلتا۔ اور بدن کو لرزہ ہوتا۔ انھوں نے آپ صلعم کے مجزے بیان کیے۔ اور آپ صلعم کا معراج میں جانا اور اللہ سے باتیں کرنا قیصر نے ان باتوں کو تعظیم سے سنا لیکن ایک پادری کو عقدہ آیا۔ اور حضرت صلعم کو مکار کہ بیٹھا۔ ضرارؑ کو اسی وقت جرات آگئی۔ اور اس پادری کو علانیہ جھوٹا کہا۔ اور اس پر حملے کے آثار ظاہر کیے۔ عیسائیوں کی تلوار فوراً ہی کھینچ لی۔ اور ہر طرف سے قریب تھا کہ ضرب پڑے۔ مسلمانوں کا بیان ہے کہ اس جاہل کرامت سے بچے۔ لیکن عیسائیوں کا بیان ہے کہ آپس کے حملے کے ہنگامے سے محفوظ رہے اور یہ سب دست اندازی یوقنا کے ہلاک نہ ہوئے۔ اس جگہ قیصر نے چاہا۔ کہ ان کو قتل کرادیں۔ لیکن پھر یوقنا نے سمجھا کر باز رکھا۔ اسی درمیان میں کہ ابو عبیدہؓ کامیابی کے ساتھ آگے بڑھتے تھے۔ اور کل شام ان کے قبضہ اقتدار میں آ رہا تھا قیصر نے اپنا پورا اہتمام یوقنا پر رکھ کر اسکو تمام شہر اور اپنے لشکر کی حکومت دے دی وہ ضرار رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو مروا ڈالتا۔ لیکن یوقنا نے اسے دی کہ انکو عیسائیوں سے مباہلہ کے لیے رہنے دیجئے۔ تب ان کو عیسائی گرجوں میں لے گئے اور ان سے کہا گیا کہ عیسائی مذہب قبول کرو لیکن انھوں نے انکار کیا۔

پادری نے سوال کیا کہ تم کو عیسائی ہونے سے کیا چیز روکتی ہے۔

جواب۔ میرے اسلام کی حقیقت۔

سوال قیصر نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے موٹے لباس کا حال سنا تھا پوچھا کہ یہ نہیں مثل اور بادشاہوں کے پتہ ہیں۔

جواب۔ اُن کو اس دنیا کا مطلق خیال نہیں ہے۔ بلکہ اُن کو حقیقی کا خیال ہے۔
سوال۔ کس قسم کے محل میں وہ رہتے ہیں۔
جواب۔ کچے مکان میں۔

سوال۔ اُن کے مصاحبین کون ہیں۔
جواب۔ محتاج اور غریب۔

سوال۔ وہ کیسے فرش پر بیٹھتے ہیں۔

جواب۔ انصاف و عدل کے فرش پر۔

سوال۔ اُن کا تخت کیا ہے۔

جواب۔ پرہیزگاری اور ایقان۔

سوال۔ اُن کا خزانہ کیا ہے۔

جواب۔ اللہ پر توکل۔

سوال۔ اُن کے محافظین کون ہیں۔

جواب۔ بڑے شجاع و موحدین۔

سب مسلمان قیدیوں میں سے ایک شخص نے تبدیل مذہب کرنا چاہا۔ اور یہ شخص

نوجوان تھا۔ اور ایک یونانی لڑکی پر فریفتہ ہو گیا تھا۔

اُسکے عیسائی ہونے کی بڑی خوشی ہوئی۔ اور اُسکی بڑی عزت کی گئی۔

اور قیصر نے اُسکو ایک گھوڑا اور خوبصورت عورت اُسکے نکاح میں دی۔

اور اُسکا نام عیسائی عربوں کے لشکر میں درج کیا گیا۔ جس کا سردار جلیل تھا۔

لیکن اُس جوان کے باپ نے اُسکو بہت ملامت کی جو قیدیوں میں تھا۔ اور

اسلام کی واسطے جان دینے کو حاضر تھا قیصر نے اب اپنا لشکر جو دیوار کے باہر قائم

کیا گیا تھا ملاحظہ کیا۔

شکر کے ہر حصہ کے ساتھ لکڑی کا ایک صلیب تھا۔ ہر گاہ ایک قیمتی ہر صر صلیب کہ گرجے کے باہر رہتا تھا یو قنا کے آگے جاتا تھا۔

ہر قتل کو انطاکیہ کی حفاظت کے لیے بحر و سا آہنی پل پر بہت تھا۔ اس پل کا اس م سے پکا نا جانا بسبب مضبوطی کے تھا۔ یہ ایک پل دریائے اورنٹس پر تھا۔ کہ بحر سے بنایا گیا تھا۔ اور اس کے دونوں طرف دو مستحکم محفوظ برج بنے ہوئے تھے۔ اور اس میں بہت بڑا شکر تھا جس کے تین سو قضا افسر تھے اسی کی بد قسمتی سے یونانی قاعدہ والی کا دوبارہ اور انکی نشہ بازی کی حالت معلوم ہوتی، جس سے مسلمانوں کی کامیابی کا موقع اور بھی ملا۔ ایک افسر کو انتظام دیا گیا تھا کہ روزانہ ان قلعوں کا بلا خطہ کرے۔ ایک موقع پر اس نے قلعہ کے شکر کو شراب پیتے دیکھا۔ اس پر انکو پچاس کوڑا مارا۔ انھوں نے اس دولت کو دل میں رکھا۔ اور جب مسلمانوں کے شکر نے اس بڑے قلعہ کے محاصرے کا قصد کیا۔ اور قیصر کو امید قوی تھی کہ اس کا محاصرہ دیر پا ہوگا۔ وہ اس خبر کو شکر نہایت متعجب ہوا۔ کہ وہ پل بلا فراغت مسلمانوں کے قبضے میں آگیا۔

ہر قتل کا دل چھوٹ گیا۔ اور بجائے فراہم کرنے سرداروں کے مشورہ کے لیے اسنے پادریوں اور شہر کے مالداروں کو جمع کیا۔ اور شام کے امورات پر رویا یہ مشورہ کا وقت تھا۔ جبکہ نے خلیفہ۔ عمر رضی اللہ عنہ کے قتل کا مشورہ دیا۔ کہ جس سے اسلام کے احکام پر ہم ہو جا دیں گے۔ اور قیصر نے اسکو قبول کیا اور واقعہ میں مسافر ایک شجاع نوجوان عرب قوم جبکہ کا اس کام کے واسطے تعینات کیا گیا۔ اور مدینہ روانہ کیا گیا۔ جب وہ مدینہ پہونچا۔ اس نے اپنے کو ایک درخت پر چھپایا۔ جہاں خلیفہ وقت کے ٹہکنے کا معمول تھا۔ کچھ عرصے بعد خلیفہ عمر رضی اللہ عنہ آئے اور درخت کے نیچے لیٹ گئے۔ اس نوجوان نے تلواریں نکالی اور اترتا جا ہوا۔

اکر ایک شیر کو آپ کے گرد گھومتے دیکھا۔ اور آپ کی تلوار جاتے ہوئے۔ اور جب تک آپ سوتے رہے حفاظت کرتا رہا۔ جب آپ اٹھے شیر چلا گیا۔ اس پر واقع کو یقین ہو گیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی پناہ میں ہیں۔ درخت سے اتر آیا آپ کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ اور اپنا فریب ظاہر کیا۔ اور مسلمان ہو گیا۔ لوہے کے بل پر قبضہ ہونے سے الطاکسہ میں ابو عبیدہؓ کا داخل ہونا آسان ہو گیا اور اس کے شہر پناہ کے قریب آہو پئے۔ جہاں عیسائیوں کا لشکر صفوں میں قائم تھا۔ ایک عیسائی حاکم جس کا نام نستورس تھا اپنے لشکر کے آگے بڑھا۔ اور مسلمانوں کو فردی مقابلہ کے واسطے طلب کیا۔ اس کے مقابلے کو داسس گیا جسے حلب کا قلعہ فتح کیا تھا۔ لیکن اس کے گھوڑے نے ناخن لیا۔ اور وہ گر پڑا۔ اور قید ہو گیا۔ اور اس کے خیمہ میں روانہ کیا گیا۔ جہاں اس کے ہاتھ اور پانوں باندھے گئے اس کی جگہ دوسرے مسلمان نے جس کا نام ضحاک تھا لی اور ایک بڑی لڑائی درمیان اس کے اور نستورس کے ہوئی بہت دیر تک لڑائی ہوئی رہی اور دونوں تھک گئے۔ تب دونوں آپس کی رضامندی سے جدا ہو گئے۔ جس وقت یہ لڑائی ہو رہی تھی فریقین کے پیادے اور سوار اس کو دیکھنے کے لیے جمع ہو گئے تھے۔ اور اسی ہنگامے کے باعث سے نستورس کا خیمہ گر گیا۔ تین شخص اس خیمے کی حفاظت میں تھے اپنے مالک کے خوف سے اس کو فوراً اٹھانے لگے اور داسس کی رستی کھول دی کہ ان کی مدد کرے داسس نے دو آدمیوں کا سر دونوں ہاتھ سے پکڑا اور تیسرے سے پکڑا دیا۔ اور قینوں کو مار ڈالا۔ اس نے صندوق کھول کر نستورس کا کپڑا نکال کر پہنا۔ اور تلوار لیا ایک گھوڑے پر سوار ہوا جو ساز و دیا تیار تھا۔

اور اپنی راہ عیسائی قوم جبلہ میں ہو کر مسلمانوں کی طرف لی۔

جب یہ سب واقعات شہر پناہ کے باہر گزر رہے تھے۔ شہر کے اندر چلے ہو رہے تھے یوقنا نے خراساں اور اس کے ساتھیوں کو ربا کر دیا۔ ان کو ہتھیار دیا۔ اور اپنے نو مسلموں کو

بھی اُنکے ساتھ کر دیا۔ اس فریب کی خبر اور اپنے لشکر کے خوف بغاوت نے ہر قل کا دل توڑ دیا۔ اور اُسے خواب بھی دیکھا تھا۔ کہ وہ تخت سے گر گیا اور اُسکی ٹوپی گری اُسکی تعمیر آگے آئی۔ اُسے چند گھر کے آدمیوں کو فراہم کیا۔ اور لب سمندر پہنچا اور وہاں سے قسطنطنیہ روانہ ہوا ہر قل کی سالار فوج جو اس سے زیادہ دیر تھی شہر کے زیر دیوار سخت لڑتی رہی لیکن یوقنا کے مکر اور ضرائف کی بہادری نے جو انہر اچانک میں تیجے سے آپہنچے اُن کے دیرانہ مقابلہ کو بیکار کر دیا۔ انطاکیہ کے باشندوں نے اپنے کو لڑائی میں مغلوب پا کر اطاعت کر لی۔ اور تین لاکھ اشرفی دینا قبول کیا۔ اور ابو عبیدہ کا میانی کے ساتھ شام کی دارالسلطنت میں داخل ہوئے۔ یہ واقعہ ۲۱۔ اگست ۳۳۲ء میں ہوا۔

فصل کیا رھون

ابو عبیدہ اس خوف سے کہ اُن کا لشکر انطاکیہ کی آسائشوں میں اور عورتوں کے حسن میں مبتلا نہ ہو جائے تین روز ر ہر روانہ ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے خلیفہ وقت کو خط لکھا جس میں اس بھاری کامیابی کا حال اور قیصر ہر قل کے بھاگنے کی کیفیت صبح تھی اور اُس میں یہ بھی لکھا تھا کہ یہ بات لشکر میں خراب جاری ہو گئی کہ یونانی عورتوں سے نکاح کیا جاتے ہیں۔ اور بنے اُنکو اس سے باز رکھا ہو۔

یہ خط حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں اُس وقت پہنچا کہ مکہ کو حج کیا سٹے مع ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روانہ ہوتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اُسکو پھکر شکر کیا۔ اور نماز ادا کی۔ اور ابو عبیدہ کے سپاہیوں کو نکاح سے روکنے پر بہت زدے زمین پر بیٹھ گئے۔ اور اسکا جواب فرما دیا جس میں کامیابیوں پر خوشی کا اظہار تھا۔ لیکن اُس میں اجازت تھی کہ لشکر بد اس قدر سخت نہ ہو جائے

بخشون نے اسلام کے لیے اس قدر تکلیف اٹھائی کہ ان کو آرام و راحت لینے اور جو حاصل کیا، اس سے متنع ہونے دیجئے۔

آپ نے یہ بھی لکھا کہ جبکہ پیلیان نہیں ہیں وہاں نکاح کر سکتے ہیں اور جنگی خواہش لونڈیوں کی ہو وہ جس قدر چاہیں خرید کر لیں۔ ہر گاہ اصل شکر بعد لینے انطاکیہ کے آرام میں تھا۔ خالد بن ولید نے تھوڑے شکر کے ساتھ دریائے فرات کے کنارے تک صاف کیا۔ مہیچ (قدیم ہیراپولس) اور۔ ہیراہ اور میلوس کو اور بھی دوسری جگہوں کو لے لیا۔ اور یہ سب معاہدے کی رو سے دخل میں در آئے اور ایک لاکھ اشرفی سالانہ خراج مقرر کیا۔

ابو عبیدہ نے شام کے پہاڑوں کے فتح کرنے کا قصد کیا۔ اور اپنے لشکروں کے افسروں سے مشورہ لیا۔ لیکن کسی نے جرأت نہیں کی۔ یہ پہاڑ کھڑے اور اکثر برف سے ڈھکے رہتے تھے۔ اور لشکر پر سرد آب دہوا اور شام کے عیش کا اثر ہونے لگا۔ آخر ش ایک امیدوار اس کام کے لیے جس کا نام میسرہ ابن مسرود تھا۔ حاضر آیا۔ بہت چیدہ آدمی ان کو دیے گئے۔ اور ایک سیاہ جھنڈ جس پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا تھا حوالہ کیا گیا۔ وہ اس بھی ایک ہزار جیشی غلاموں کے ساتھ اسی کے ساتھ چلا۔ ان لشکروں کو پہاڑ کی سرد آب دہوا سے جس کے وہ عادی نہ تھے نہایت لہذا پہونچی۔ اور پہاڑی باشندے بھی تھوڑے ہونے کے باعث مسلمانوں کی جماعت دیکھ کر بھاگے ان میں سے ایک قید ہو گیا جس نے خبر دی کہ بہت بڑا قیصر کا لشکر فلان درے میں تین میل کے فاصلہ پر تھا را منتظر ہے۔ ایک جاسوس بھیجنے سے اس کی تصدیق ہوئی اس پر انھوں نے اپنے کو مورچہ بند کیا۔ اور ایک تیز قاصد ابو عبیدہ کے پاس واسطے اطلاع اپنی خطرناک حالت کے روانہ کیا۔

قاصد ایسا تیز آیا کہ سو بچتے ہی ہیوش ہو گیا۔ خالدؓ جو ابھی ابھی لب فرات کے فتوحات سے پھر آئے تھے۔ فوراً ہی میسرہ کی مدد کو تین ہزار آدمیوں سے دوڑے عیاض ابن غنم بھی اُلگے پیچھے روانہ ہوئے۔

خالدؓ نے میسرہ کو باہر سے کب لائحہ مقابلہ کرتے دیکھا۔ کیونکہ دشمن کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ مسلمانوں کا امدادی لشکر خالدؓ کے تحت مین دیکھ کر یونانی اپنے خیمہ گاہ کو واپس گئے۔ اور وہاں سے خیمہ چھوڑ کر رات ہی کو فرار ہوئے اور عبداللہ بن حذیفہ کو کہ نزدیک قرابت مندوں سے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے یعنی ابن عم تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بڑے دوست تھے۔ قید کر کے لے گئے۔ اور فوراً قیصر ہرقل کے پاس قسطنطنیہ روانہ کیا۔ مسلمان دشمن کا تعاقب ان پہاڑوں میں نہ کر سکے اور انکا خیمہ لوٹ کر اپنے خیمہ گاہ میں واپس آئے۔

جب خلیفہ عمرؓ کو عبداللہ کی گرفتاری کا حال معلوم ہوا۔ نہایت صدمہ ہوا۔ اور فوراً ایک قاصد قیصر ہرقل کے پاس قسطنطنیہ روانہ کیا۔ اور اس مضمون کا خط لکھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم سب تعریف اللہ کو ہو جو اس جہان کا مالک ہے اور اس جہان کا آفرین۔ جسکا نہ کوئی بیٹا ہے نہ جوڑا اور وہ جو ہمیں زمین و آسمان عبداللہ عمرؓ بن الخطاب بنام ہرقل۔ قیصر یونانیان جیسے ہی یہ خط پاؤ مسلمان قیدی عبداللہ بن حذیفہ کو میرے پاس بھیجئے میں باز نہ آؤں اگر تم ایسا کرو گے ہم دعا کرتے ہیں اللہ تم کو راہ راست پر رکھے۔ اگر اسکی تعمیل نہ کرو گے۔ ہم تمہارے پاس آدمی بھیجیں گے کہ مثل تاجروان کے ہیں اور اللہ کے ڈبے سے پیٹھ زمین پھیرتے۔ جو لوگ راہ راست پر چلیں ان کو عافیت ہو۔

اسی اثنا میں۔ قیصر نے اس قیدی کی بڑی تعظیم کی تھی اور چونکہ عبداللہ آپ صلعم کے چپا کے بیٹے تھے۔ اسلئے قسطنطنیہ کے لوگوں کو نہایت تعجب ہوا۔ قیصر کی بڑی استدعا

تھی کہ وہ صلیب کی طرف کچھ پرستش کریں۔ اگر مذہب عیسائی قبول کریں تو انکو بہت انعام دیا جائیگا۔ لیکن انھوں نے دونوں سے انکار کیا ہر قتل نے تب ایسا سلوک کرنا ترک کیا۔ اور تین روز تک ایک مکان میں جس میں سور کا گوشت اور شراب تھی بند کیا اور کچھ کمانے کو ندیا۔ لیکن جو تھے روز وہ سب چیز اسی طرح پایا۔ اس سے زیادہ عبد اللہ کی آزمائش نہ کی گئی چونکہ خلیفہ وقت کا خط پہنچا اور اسکا اثر بھی ہوا۔ عبد اللہ بن ولید بہت انعام کے ساتھ رہا کیے گئے۔ اور قیصر نے ایک بڑے مقدار کا ہیرہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تحفہ بھیجا۔ جسکی قیمت مدینہ کے جوہری نہ لگا سکے متقی عمر نے اُسکے استعمال سے انکار کیا۔ اگرچہ اور دن کو اجازت دی۔ وہ بیت المال میں رہا۔ اور کچھ دن بعد بہت دام سے بکا۔ ایک قصبہ مسلمانوں کی تواریخ میں درج ہے لیکن کسی عیسائی تواریخ میں اسکا نشان نہیں ہے۔ ایسا کہاجاتا ہے کہ قیصر ہر قتل اگرچہ اسلام نہیں لایا۔ لیکن اسکو اسلام سے عقیدہ تھا۔ کیونکہ اسکو درد سر رہتا تھا۔ اور کسی دوائے اچھا نہوا۔ لیکن خلیفہ عمر رضی اللہ عنہ نے اُسکے پاس ایک ٹوپی بھیجی جسکے پٹے سے اسکو درد نہیں ہوتا تھا۔ اور جب اُس نے اُس ٹوپی کو اُدھر دیا۔ تو اُس میں ایک کاغذ پایا جسپر لکھا تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم وہ ٹوپی عیسائیوں میں برابر رہی۔ لیکن سترہ عین جبکہ خلیفہ معتمد نے کسی عیسائی اقلہ کا محاصرہ کیا تو اُس ٹوپی دینے کی شرط پر محاصرہ اٹھالیا گیا۔ اور اُس میں وہ اثر نمودار باقی تھا۔

فصل بارہویں

اس تواریخ کی مخاطبت اب دوسری طرف پھرتی ہے۔ اور عمرو بن العاص کی کامیابیوں کا حال درج کیا جاتا ہے۔ جنکے متعلق بعد قبضہ یرشلم کے خلیفہ عمر نے ملک مصر کی فتوحات سپرد کی تھی عمرو عاص فوجا ہی روانہ ہوا۔ بلکہ بیت المقدس کی بعض جگہوں کے قبضہ میں مصروف رہے۔ جو ابھی تک قیصر ہر قتل کا

علاقہ شمار کیا جاتا تھا ذاتی مذہبی سادگی پر مسلمانوں کے کسی قدر شام کی آسائشوں کا
ضرر پہنچا۔ بعض مسلمان افسروں نے بوجہ سردی ہو جانے کے کچے انگو رکھانے سے
ایک پر فریب عیسائی کے مشورے سے علائقہ شراب پی۔ اُسے دوا کے بہانے سے
پلا یا۔ یہاں تک کہ وہ نشہ میں ہنگامہ کرتے ہوئے عمرو بن العاص کے پاس پہنچے۔
جو منہ حضرت علیؓ نے شراب کے لیے تجویز کی تھی اور حضرت عمرؓ نے جاری کی سب کو
دیکھی۔ اس سے شراب خواری موقوف ہوئی۔ لیکن اُس عیسائی سے اس قدر ناخوش
ہوئے کہ اُسکو مار ڈالتے۔ اگر وہ معاہدے کے روتے مسلمانوں کی پناہ میں نہوتا مگر وہ
بن العاص اب شہر فیساریہ کی طرف بڑھے۔ جہاں قسطنطین قیصر کا بیٹا بڑے
شکر کے ساتھ تھا۔ مسلمانوں کے خیموں میں عیسائی حکام نے جاسوسی بھیجے یہ عیسائی
عرب تھے۔ جنہیں کوئی تمیز نہیں کر سکتا تھا۔ ان میں ایک شخص آگ کے پاس
بیٹھا تھا۔ جب اُٹھنے لگا۔ اُسکا دامن پیر کے نیچے پڑ گیا۔ اور وہ گر گیا جب گرنے لگا۔
تب اُسے کہا کہ قسم سچ کی۔ قریب دوائے نے یہ سکر سمجھا کہ یہ عیسائی جاسوسی ہے۔ اور
اُسکو مار ڈالا۔ جب امیر عمرو بن العاص کو یہ خبر معلوم ہوئی انھوں نے ملامت
کی۔ کہ کیوں مارا اُس سے دشمن کے لشکر کا حال معلوم ہوتا۔ اور سمجھا یا کہ آئندہ جو
ایسا شخص پکڑا جائے میرے پاس لاؤ قسطنطین کا خوف مسلمانوں کے لشکر
کے قریب آنے سے بڑھتا گیا۔ اور اب اُس نے ایک عیسائی پادری عمرو
بن العاص کے پاس بھیجا کہ کوئی شخص مسلمانوں سے اگر سے گفتگو کرے۔ ایک
جہنی لے جتنا نام بلالؓ ابن رباحؓ تھا ایسی ہونا چاہا۔ یہ ایک شخص قوی ہیکل اور
بھاری آواز کے آدمی تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنکو مؤذن مقرر کیا تھا۔
چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ زندگی میں یہ کام کیا تھا بعد وفات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کام کو ترک کیا۔
صرف ایک مرتبہ جب عمرؓ مروا تو اُنھوں نے نماز کے وقت اذان پکاری تھی۔

جسکو شکر ہورد متعجب ہوئے عمر و بن العاص نے انکار کرنا چاہا تھا لیکن بلالؓ کے
 اشد اور رسولؐ کا واسطہ دینے سے انھوں نے جبراً منظور کیا جب بلالؓ اپنی داری
 کے ساتھ چلے آئے نفرت سے دیکھا اور کہا کہ قسطنطین نے گفتگو کے لیے کسی افسر کو
 طلب کیا ہے نہ کہ غلام حبشی کو۔ لیکن بلالؓ نے اصرار کیا۔ اور جب قسطنطین نے
 اپنے دربار میں انکو داخل ہونے ندیا۔ اسلئے مایوس ہو کر پھرے۔

عمر و عاص کا قصد ہوا کہ خود جادین۔ عیسائی خیر گاہ کی طرف جانے سے انکو قسطنطین
 کی بارگاہ میں لگے عمر و نے اسکو تخت پر بیٹھا پایا۔ ان کے واسطے کرسی منگوائی گئی۔
 لیکن اسکو کنارے کر کے فرش پر چار زانو بیٹھ گئے۔ اور تلوار کو زانو پر اور نیزے کو کھٹے
 کے نیچے رکھا۔ جو گفتگو ہوئی اسکو امام اور قاضی بغداد والو اقدی نے اپنی تواریخ اور
 فتوح الشام میں مفصل لکھا ہے قسطنطین نے عربوں کی حملہ آوری پر ملامت کی۔
 اور عمر و عاص سے کہا کہ رومی یونانی اور اہل عرب بھائی ہیں کہ سب نوح
 کی اولاد سے ہیں۔ اگرچہ یہ صحیح ہے کہ عرب سب سے ہیں کہ اسمعیلؑ بن باجرہ کی اولاد سے
 ہیں کہ ہونڈی تھیں۔ تاہم بھائی ہیں۔ اور آپس میں لڑنا بڑا گناہ ہے۔ عمر و
 عاص نے جواب دیا کہ جو کچھ قسطنطین نے کہا سچ ہے اور عرب اسمعیلؑ
 کے اولاد ہونے کا خوشی سے اقرار کرتے ہیں۔ اور یونانیوں کے مورث اعلیٰ یسوع
 سے عداوت نہیں کرتے جس لئے اپنے حق اولاد کو طوا کے بدلے بچا۔ اور یہ بھی
 کہ ان سے تفرقہ مذہب کا ہر جسکے باعث سے اپنے بھائی میں لڑائی ہو سکتی ہے عمر و
 عاص نے کہا کہ نوحؑ نے بعد طوفان کے ملک کو اپنے تینوں بیٹوں میں
 تقسیم کیا۔ سام و حام و یافث اور ملک شام کو دیا۔ کہ ان کی اولاد میں۔
 قحطان تک آیا اور ان سے جو دیات تک آیا اور ان سے الملک جو املکی عرب کے مورث
 تھے۔ لیکن عربوں کو ان کے موروثی ترکہ سے شام کے باہر کر کے ریگستان میں عرب کے

نکال دیا عمرو نے کہا کہ اب ہم سابق موروثی دعوے کی رو سے آئے ہیں۔ اب تم عرب کا ریگستان کاٹنا اور سنگستان کو اور ہم کو شام کا زرخیز ملک دو۔ اسپر قسطنطین نے کہا کہ تقسیم تو طے ہو چکی۔ اور عرصہ گزرنے سے اور قبضہ رہنے سے اسکا استحکام ہو گیا۔ اور حال کے باشندوں نے کتنے دخت اور شہر آباد کیے۔ پس جس کے حصہ میں جو بڑ گیا۔ اس پر شاکر رہنا چاہیے عمرو عاص نے کہا کہ دو شرطیں ہیں جس سے حال کی حالت قائم رہ سکتی ہو۔ ایمان لاؤ یا جزیہ دو۔ جیسا سب کا فرون سے مشروط ہے قسطنطین نے کہا ایسا نہ ہوگا۔ عمرو عاص اسپر کھڑے ہو گئے۔ اور کہا کہ ایک شرط اور ہے جو کہ تم ہمارے شرائط سے انکار کرتے ہو۔ جیسا تمہارے مورث یسوع نے اپنی مان سے انکار کیا تو اللہ تعالیٰ اور تلوار کو ہمارا فیصلہ کرنے دو۔ اور جیسے ہی وہ واپس چلنے لگے انھوں نے یہ بھی کہا۔ کہ جب تک تم کافر ہو تمکو ہم ہمسایہ نہیں سمجھتے۔ تم یسوع کی اولاد ہو اور ہم اسمعیلؑ کی جنکی صلب میں مورث اعلیٰ آدم سے پیغمبری برابر چلی آئی۔ یہاں تک کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم ہوئی اسمعیلؑ اپنے باپ کی اولاد میں سب سے بہتر تھے اُن سے قوم کنانہ ہوئے جو عرب کی قوموں میں سب سے بہتر ہیں اور خاندان قریش قوم کنانہ میں سب سے بہتر ہے۔ اور بنی ہاشم خاندان قریش میں سب سے بہتر ہیں اور عبدالمطلب ہاشم کی اولاد میں سب سے برگزیدہ ہیں اور ان کے تیرہ بیٹوں میں خواجہ عبد اللہ سب سے منتخب تھے جنکے اکوڑے بیٹے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے اور جنکے پیغمبری جبریل علیہ السلام نے پہونچائی۔

یہ گفتگو اس طرح ختم ہوئی اور عمرو عاص اپنے لشکر میں آئے فریقین کے لشکر مقابل ہوئے۔ لیکن کسی نے جنگ شروع نہیں کی۔ ایک روز ایک افسر نہایت عمدہ لباس پہنے عیسائی لشکر سے آگے آیا۔ اور فرما دیا اڑائی چاہی۔ اکثروں نے مقابلہ کرنا چاہا لیکن عمرو عاص نے کہا کہ جسکو غنیمت کا المیج ہو۔ وہ قصد نہ کرے

بلکہ صدق دل سے لڑے جو شخص اللہ کی محبت میں مارا جائیگا اُسکے لیے بہشت ہے۔ لیکن
 جو اور کسی ارادے سے لڑیگا اور وہ مارا جائیگا۔ تو وہ چیز بھی اُسکو نہ ملیگی۔ ایک شخص مہین کا
 آگے بڑھا جس نے کہا کہ ہم بے لڑائی شام کی دولت یا آسائش دنیا کیواسطے نہیں کرتے
 بلکہ اللہ اور رسول صلوات اللہ علیہ وسلم کی رضا کرتے ہیں اُسکی مان اور مہین نے اُسکو اس خطرناک
 ارادہ سے گھڑی پر باز رکھا تھا لیکن اُس نے کہا کہ اگر اللہ کی راہ میں مارے جائیگا
 تو شہید ہونگے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شہید ہمیشہ کیواسطے
 زندہ ہیں لیکن سمجھنا بیکار سمجھ کر اُسکی مان اور مہین میدان جنگ تک ساتھ آئی تھیں۔
 جب وہ عیسائی افسر کے مقابلہ کو چلا۔ تب بھی وہ روکتی تھیں۔ لیکن وہ رخصت ہو کر
 مقابل ہوا۔

وہ دشمنوں میں گھس پڑا۔ لیکن فوراً ہی شہید ہو گیا۔ اُسکے پیچھے کے آدمی آئے اور شہید
 ہوتے گئے۔ تب شرجیل بن حسنہ بڑھے۔ سابق کی طرح انکا جسم بسبب کثرت روزے
 اور تقویٰ کے لاغر ہو گیا تھا۔ اور ضعیف تھے۔ تھوڑی لڑائی کے بعد وہ عیسائی سپر
 غالب آیا۔ اور جیسے ہی انکا سینہ چاک کرنا چاہتا تھا۔ کہ اُس کا ہاتھ کٹ گیا۔
 شرجیل کو اپنے رہا کر کے واسے پر نہایت تعجب ہوا۔ کیونکہ وہ یونانی لباس میں تھا۔
 اور یونانیوں کے زمرے سے آیا تھا۔ اُس نے اپنے کو طلیعہ ابن فوالہ بتایا۔ جو
 سابق میں کاذب و عویدار تھا اور مسلمہ کا بڑا دوست تھا۔ اُسکے مرنے کے بعد
 جھوٹے دعویٰ کا اُسکو افسوس ہوا۔ اور دل سے مسلمان ہو گیا۔ اور اسلام میں
 کار نمایان کرنا چاہا۔

شرجیل نے کہا اے بھائی اللہ کی رحمت نہایت وسیع ہے۔ اور ندامت تمام
 گناہوں کو دھو دیتی ہے۔ شرجیل نے اُسکو مسلمانوں میں لیجانا چاہا۔ لیکن طلیعہ کو
 تامل ہوا۔ اور آخر میں اقرار کیا۔ کہ اُسکے پہلے ہی شکر اسلام میں جا ملتا۔ لیکن

خالد شہ سے ڈرتا تھا۔ جنھوں نے سیلہ کو مارا کہ اسکو بھی کمینہ مار ڈالیں۔ شہر حبیل رفتہ رفتہ
 کما کہ خالد شہ بیان نہیں مین۔ اور اسکو عمر و عاص کے پاس لیگے جنھوں نے اس کے ساتھ
 محبت کی۔ اور ایک خط خلیفہ وقت کے نام سے دیا جس میں اس کی کارگزاریوں کا بیان
 تھا۔ وہ اس کے بعد مسلمانوں کے لشکر میں ڈارس والوں کے مقابلے کو بھیجا گیا ہوا
 سرد اور پر شور ہونے سے اور عیسائیوں کو برابر شکست ہونے سے ان کے دل
 چھوٹ گئے۔ اور روزانہ شکر سے بھاگتا شروع کیا قسطنطین کو اپنے ایسے دل شکست
 لشکر کے ساتھ جسکی تعداد روزانہ گھٹتی گئی۔ ایسے دشمن سے مقابلہ کرنا جن کی تعداد
 روزانہ بڑھتی جا رہی تھی نہایت دشوار ہوا۔ اس لیے اس نے ایک طوفان کی شب میں اپنے
 شہ کو چھوڑ کر جسکو مسلمانوں نے لوٹا۔ اپنے لشکر کے ساتھ قیساریہ میں بھاگا اور
 شہر کے اندر اپنے کو مقید کیا۔ عمر و عاص نے تعاقب کیا اور قیساریہ کا محاصرہ
 قریب سے شروع کیا۔ لیکن شہر پناہ نہایت مستحکم اور قلعہ کا لشکر بہت تھا۔ اور
 قسطنطین کو امید تھی کہ وقت پر امدادی لشکر بھی آجائیگا۔ لیکن مابعد کی شکست
 کی خبروں نے اسکا دل توڑ دیا۔ اور یہ شکست بھی یوقنا کے مکر کے باعث سے
 ظہور میں آئی۔ بعد قبضہ الناکہ کے یوقنا اپنے دوسو نو مسلموں کے ساتھ طرابلس
 شام کے بندر گادہ میں آیا۔ جو بحر مدیترہ میں اس کے کنارے پر ہے۔
 لیکن عیسائی لباس میں تھا۔ عیسائیوں نے اپنا ہی خواہ مخواہ جگہ دی۔ اس نے شہر پر
 دھوکے میں قبضہ کر لیا۔ اور عیسائی بھندہ اتار دیا اور ابو عبیدہ کو خفیہ خبر دی۔
 اسوقت ایک بڑا جازون کوحربہ جنگ سے لدا قبرس اور کریٹ قسطنطین
 کے لیے آیا تھا۔ قبل اس کے کہ انکو اس حال سے خبر ہو یوقنا نے اس پر قبضہ کر لیا۔ اور
 مسلمانوں کے لشکر کے حوالہ کیا۔

یوقنا اب جہاز پر سوار ہو کر نو سو آدمیوں کے ساتھ طرابلس کی بندر گادہ میں پہونچا۔

اور عیسائی مجنڈا دکھا دکھا کر ظاہر کیا کہ اسکو قسطنطین کی مدد کے واسطے قیصر نے بھیجا ہے۔
ہان کے حاکم نے اسکو عزت کے ساتھ اتارا یوقنا چاہتا تھا کہ رات کو قلعہ کے لشکر
پر بخون مارے۔ لیکن اسی کے ایک شخص نے اس کو ظاہر کر دیا۔ اور یوقنا اور
اس کے ساتھی گرفتار ہو گئے۔

اسی درمیان میں یزید بن ابی سفیان جو دو ہزار آدمیوں سے قیساریہ کی طرف گئے
تھے۔ لیکن عمرو عاص کو قبضہ میں لانے کے واسطے چھوڑا تھا۔ طائر کے اطراف میں
بہ امید قبضہ یوقنا کے آئے حاکم طائر نے انکی مختصر جماعت دیکھ کر قلعہ کے لشکر سے حملہ
کیا شہر والے تماشہ دیکھنے کو شہر پناہ کی دیوار پر چڑھ گئے۔

یوقنا نے حکمتوں سے عیسائی افسر کو جو اسلام کی طرف رجوع تھا اور اسکی حفاظت
کے لیے تعینات تھا بلالیا۔ اسکا نام باحصل تھا۔ اور اس خبر کو کسی جاسوس کے
ذریعہ سے یزید بن ابی سفیان کو کھلا بھیجا۔ ہر گاہ مقابلہ والا لشکر بھی نہیں لڑا
تھا۔

ہنوز لڑائی شروع نہیں ہوئی تھی۔ کہ۔ یوقنا اور انکے ساتھیوں کو۔ باحصل تو سلم نے
رہا کر دیا۔ اور صلح خانہ کی طرف لے گیا جہاں بے سبقتھیار بند ہو گئے اور متفرق سمت میں
نپٹے گئے۔ اور بعضوں نے گلی کو روکا اور لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر کی صدا بلند
کی۔ اور دوسروں نے اس راستے پر دیوار کے جگہ کی جہاں سے اکیلے لوگ
اترتے تھے اور کچھ لوگ بندر گاہ کی طرف گئے۔ جہاں لوگ جہاز سے اتر کر
انکے ساتھ چلے۔ اور دوسروں نے دروازہ کھول دیا۔ اور یزید بن ابی سفیان
کے لشکر کو شہر میں داخل ہونے دیا۔ یہ سب کام دفعہ ہوئے۔ اور بہت جگہوں
میں میٹر لگے۔ اور ایسے موقع سے کیے گئے کہ فوراً تمام شہر مسلمانوں کے قبضہ میں
آگیا۔ اکثر شہر والوں نے اسلام قبول کیا۔ اور بقیہ تہ تیغ ہوئے اور غلامی میں درآمد کیے گئے۔

طرابلس شام اور طرابلس خلیج ہونے کی خبر سے اور جہاز کے قبضے میں آجانے سے شہزادہ قسطنطین کا دل ٹوٹ گیا۔ اور ڈر سے کانپنے لگا۔ اسکا وایسا معلوم ہوا کہ گویا عمر و عاص اور انکا لشکر شہر میں داخل ہو گیا۔ اور اپنے باپ کی اقتدا کی سیجے قیصریہ (قیساریہ) سے مع عیال و اطفال اور خزانہ کے قسطنطینیہ (روم جدید) کو روانہ ہوا۔ قیساریہ کے آدمیوں نے ایک صبح یہ دریافت کر کے کہ انکا شہزادہ رات کو فرار ہو گیا۔ مسلمانوں کی اطاعت کر لی۔ اور قیصر کا کل خزانہ حوالہ کر دیا۔

اور دو لاکھ روپیہ سالانہ اپنی جائداد کی حفاظت کے لیے دینا قبول کیا۔ اور انکے شرائط کو عمر و عاص نے بیب مصر کی روانگی کے قبول کر لیا۔ قیساریہ کی اطاعت سے اور شہروں نے بھی اطاعت کر لی۔ اور اس طرح چھ برس کی لڑائی کے بعد مسلمانوں نے شام کے فتوحات کو پورا کیا۔ یعنی حضرت عمرؓ کی خلافت کے سولہ میں اور قیصر ہرقل کے سولہ جلوس میں اور سولہ ہجری میں اور سولہ ع میں۔

اس فتحیابی کی تکمیل کے بعد دیار شام میں طاعون پھیلنے لگا اور شام کے بہت لوگ ہلاک ہوئے۔ اور انکے ساتھ پیش ہزار مسلمان عرب انکے فاتح بھی ہلاک ہوئے جن میں ابو عبیدہ سالار لشکر نبی عمرؓ کے اٹھاون برس میں ابو یزید بن ابی سفیان اور شرحبیل اور ضرار اور یوقنا اور داس ابو الحول بھی تھے اس سبب سے یہ سن سنتہ القوت کہلایا۔

یزید بن ابی سفیان اس زمانہ میں حاکم دمشق تھے۔ اور انکے ساتھ انکے بھائی امیر معاویہ بن ابی سفیان بھی تھے۔ یزید بن ابی سفیان کے انتقال سے امیر معاویہ حاکم دمشق ہوئے۔ اور انکے بعد تمام شام کے حاکم تھے شام کے فتوحات کے ختم کرنے میں انکے سب سے اعلیٰ فاتح خالد بن الولید کا خاتمہ بھی قابل تحسین ہو۔ وہ حضرت عمرؓ کے کبھی عزیز نہ ہوئے۔ بلکہ آپ ہمیشہ فضول خرچ

غیور غنیمت کے شائق۔ اور سالاری کے ناقابل سمجھائیے خالہ بن الولید کا عراق اور شام میں ایسے جھیلے فتوحات حاصل کرنا۔ اور اس بزرگی سے حضرت ابو عبیدہ کی اطاعت کرنا۔ اور اس کے بعد بھی خلوص و رجوش کے ساتھ لڑنا اور جہاد کرنا حضرت عمرؓ کو نرم کرنے کا ذریعہ ہوا۔

حمص کی فتح کے بعد ہر طرف سے حضرت خالہ بن الولید کو مثل فاتح کے مبارکباد پہنچنے لگی۔ کیونکہ وہ شہر فقط آپؓ ہی کی کوشش سے فتح ہوا۔

ایک عربی شاعر (اسکوس) نے انکی شان میں قصیدہ لکھا اور شام کے کل فتوحات کا بانی آپؓ کو ٹھہرایا۔ خالہ بن الولید نے اس صلہ میں اسکو تیس ہزار روپے الحام دیے۔ جب حضرت عمرؓ کو اس بات کی خبر ملی آپؓ بہت ناخوش ہوئے۔ اور شک کیا کہ خالہؓ نے مال غنیمت کو خفیہ تصرف کیا۔ اور اگر تصرف بھی نہ کیا ہو اور واقعی انکے پاس حصہ ہوتا ہے اس قدر خرچہ بیوجہ کرنا اسراف ہوا جسکی ممانعت قرآن میں ہے اور یہ کام اللہ کے حکم کے خلاف ہوا۔

حضرت عمرؓ نے ایک مجمع اسکی تحقیقات کیواسطے متعین کیا۔ اور انکو شکر سے بالکل موصول کیا۔ بعد تحقیقات کامل کے تصرف کرنا بالکل بے بنیاد ٹھہرا۔

اور اس سے پہلے لشکر کو نہایت صدمہ ہوا۔ لیکن خلیفہ عمرؓ نے لکھا کہ ہننے خالہؓ کی سزا بسبب فریب اور جھوٹ کے نہیں کی ہے۔ بلکہ فضول خرچی کے باعث ہے کی کہ انھوں نے شاعر کے مصلے میں کی۔ نیک و بد اللہ کی طرف سے ہوتا ہے خالہؓ کے کئے نہیں ہوتا۔ اس معزنی سے خالہؓ کا دل بالکل شکستہ ہو گیا۔ اور حال کی لڑائی کی معیتوں اور زخم سے کمزور ہو گئے تھے۔ اور آپؓ نے رفتہ رفتہ اسی میں انتقال کیا۔ لیکن انتقال کے وقت نہایت افسوس کرتے تھے۔ کہ میدان جنگ میں کیوں نہ مرے۔ لیکن انھوں نے ایسا نیک نام چھوڑا کہ ہمسایہ میں ہر دل عزیز تھا۔

اور سبامیون میں انکی ایسی عظمت تھی کہ جیسے دیوتاؤں کی ہوتی ہے۔ انکی قبر پر انکی قوم کی عورتوں نے بال ترشوائے تیس سے انکا غم ظاہر ہوتا ہے۔ جب حضرت عمرؓ کو خالہ ش کے انتقال کے بعد معلوم ہوا کہ انھوں نے سوائے ایک گھوڑے اور حربہ جنگ ورا یک تمام کے کچھ نہ چھوڑا۔ آپ نے اپنی غلطی بہت سفت کیا۔ اور خالہ ش کی قبر پر بیت روئے جب خالہ ش میں کی طرف الطائی میں گئے تھے۔ کفار نے زہر کی بوتل بھیجی کہ شہید ہو اور آپ نے شہید مکر نوش فرمایا۔ اور واقعی شہید ہو گیا۔ لانے والا یہ تصرف دیکھ کر مسلمان ہو گیا۔

فصل تیرھویں

مسلمانوں کے نہ ہی جوش اور تقدیر پر مجبور سا کرنے کی دلیل یہ بھی ہے۔ کہ انھوں نے نعرہوں کے کیسے وسیع ملک۔ یعنی مصر پر پہلے پہل صرف پانچ ہزار آدمیوں سے حملہ کیا۔ خلیفہ وقت جنھوں نے اس حملہ کی تجویز کی تھی۔ خود ہی اپنی غلطی پر مینفعل تھے۔ یا یہ حضرت عثمانؓ کا مشورہ ہو۔ لیکن آپ نے امیر عمرو عاص کو خط لکھا کہ اگر تم ملک مصر میں نہ داخل ہوئے ہو تو پھر آؤ اور اگر داخل ہو گئے تو اشد مجبور و سار کھو تم مدد روانہ کرتے ہیں جب اس خط کا لیجانے والا آئے شاکرین ہو نچا۔ تو ملک شام ہی کی حد میں تھے۔ لیکن کسی طرح اس خبر کے معلوم ہونے سے یہ جنگ پور سالار نہ ٹھہرے۔ بلکہ روانہ ہو کر ملک مصر کے موضع ارش میں پہنچے۔ اور دریافت کیا کہ یہ کس حد میں ہے اور جواب ملنے سے کہ ملک مصر میں ہے آپ وہاں ٹھہر گئے اور خلیفہ وقت کے اس خط کو پڑھا آپ نے کہا کہ اب خلیفہ وقت کے حاکم کی تعمیل کریں گے۔

پہلی جگہ جسکو آپ نے محاصرہ کیا فراوق۔ ریلو اسیم تھی جو بحر روم کے کنارے پر اس گروہ زمین میں واقع ہے۔ جو بحر روم کو خلیج عرب سے جدا کرتا ہے اور مصر کو عرب اور شام سے ملاتا ہے۔ اس لئے وہ جگہ مصر کی کلید سمجھی جاتی تھی۔

ایک سینے کے محاصرے کے بعد امیر غزوہ عاص اُسپر قابض ہو گئے۔ آپ نے اطراف کے ملک کو پیش منی کے ساتھ دیکھا۔ اور ایک نہر درمیان بحر روم و سیڑیہ بنیں اور بحر احمر و رومی کے بنانے کی تجویز کی تھی جہاں اب نہر سوئز ہے۔ لیکن خلیفہ عمرؓ نے اسوجہ سے ناپسند کیا کہ شاید عیسائی توہین بحری حملے ملک عرب پر اس کے ذریعہ سے نہ کریں۔ عمر و عاص اب مصر کی طرف جسکو قدیم مفسر کہتے تھے اور قدیم مصر کے بادشاہوں کی جگہ تھی۔ روانہ ہوئے یہ شہر اُس وقت سواسے اسکندریہ کے سب سے محکم قلعہ تھا۔ اور اپنی قدیم خوبصورتی پر ہنوز حاوی تھا۔ یہ شہر دریائے نیل کے مغربی جانب کو ایک مناشی جزیرے پر بنیاد سے کسی قدر پورب کو واقع تھا۔ اسکا قلعہ نہایت قوی تھا اور اُس میں بڑا لشکر رہتا تھا۔ اور اسی کے چاروں طرف کھائی تھی جس میں کانٹے اور مینیں حملہ آوروں کو روکنے کے لیے پھینکا گئی تھیں۔ عرب کے لشکروں میں انجن و غیرہ جو مستحکم جگہوں پر حملہ کرنے کی واسطے درکار نہ تھا اسلئے وہ صرف گھیر لیتے تھے اور جس میں آمد و رفت موقوف کر دیتے اور قلعہ کا لشکر جب گھیر لیتا اسکو تباہ کر دیتے۔ اور اس طرح سے قلعہ کے لشکر کی تعداد گھٹاتے۔ اور بھوکے مارتے۔ یہاں تک کہ وہ اطاعت میں درآمد آتے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اُنکو محاصرہ کرنے میں عرصہ گزر جاتا۔ اس محاصرہ کا محاصرہ سات سینے تک رہا جس میں درمیان میں عمرو۔ کا لشکر چھوٹی چھوٹی لڑائیوں میں بہت گھٹ گیا۔ اس محاصرہ کی انتہا میں اُنکے پاس لکھنے پر چار ہزار کی مدد خلیفہ وقت کے پاس سے آئی۔ تاہم اُن کا لشکر قبضہ کرنے کے واسطے ناکافی تھا۔ اگر مقوقس حاکم شہر مسلمانوں سے نہ بچاتا۔

یہ شخص جو اصل میں قبلی خاندان سے تھا عیسائی منافق تھا۔ اور قبطیوں کی طرح وہ یعقوبی نصرانی تھا۔ جو حضرت عیسیٰؑ کی اُلوہیت کے قائل نہیں ہیں۔ اُس نے قیصر ہرقل کا اعتماد پیدا کر کے لیے اپنے مذہب سے علیحدگی اختیار کی اور اسی

باعث سے وہاں کا حاکم ہوا۔ وہاں کے اکثر باشندے یعقوبی عیسائی تھے۔ اور انہی یونانی ہمسایہ سے کیتھولک تھے بڑی مخالفت رکھتے تھے۔ مقوقس نے اپنی حکومت کے زلزلے میں مکس اور جزیرہ کے ذریعہ سے بہت خزانے فراہم کیے۔ اور اب قیصر کا اختیار نزل میں دیکھ کر اسکو تصرف کا موقع ملا۔ اُسے مسلمانوں کے سردار سے خفیہ خط و کتابت کی باور عہد لیا کہ ہمارا خزانہ ہمکو ملے تو ہم اس ملک کو تمہارے اختیار میں دیدیتے ہیں۔ اسلئے وہ اپنا بہت خزانہ شہر سے دریائے نیل کے ایک جزیرہ میں لے گیا۔ عمرو بنے نئے شکر کے ساتھ اس قلعہ پر حملہ کیا۔ اور قبضہ کر لیا۔ کیونکہ قبطیوں نے مدد نہ کی۔ عیسائی مسلمانوں کا جھنڈا قلعہ کی دیوار پر دیکھ کر گھبرائے۔ اور سمجھے کہ سب ہاتھ سے نکل گیا اور جہاز پر فرار ہوئے۔ اس پر حاکم نے شرط کر کے اطاعت کر لی۔ سالانہ جزیرہ فی کس دو دروہہ کل باشندوں پر مقرر ہوا۔ اور بڑے اور سولہ برس کے اندر کے لڑکے اور عورتیں مستثنیٰ کی گئیں۔ اور یہ بھی مشروط ہوا کہ مسلمانوں کی رسد کا بندوبست بقیت رہے۔ اور یہ کہ اسکندریہ کی راہ پر تمام ہیل بناوین۔ اور یہ بھی مشروط کیا گیا۔ کہ کوئی مسلمان مسافر جو اُسے اسکی تواضع میں روز تک بلا مزور ہے مقوقس کو اُسکا خزانہ دیا گیا۔ اُسے التجا کی کہ قبطیوں کو ساتھ رکھا جاوے اور یونانیوں سے نفرت اور اہم تشدد کیا جاوے۔ اُسے مرنے کے وقت بھی وصیت کی اپنی قبر پر بچائی کے گرجے میں اسکندریہ میں بنائی جاوے۔

عمرو عاص نے کہ مصلحت اور شجاعت دونوں رکھتے تھے۔ یعقوبی عیسائیوں کی۔ عداوت یہودیوں کی طرف سے دیکھ کر یعقوبی بد مہربانی کی سزا سے اس ملک کی فتح میں کام لیوں۔ یہاں تک کہ انھوں نے اُسکے پیشوا پنجاسن سے ریگستان طے کر کے ملاقات کی۔ اور کہا کہ عیسائیوں میں بننے ایسا تبرک اور زنجیر آدمی نہیں دیکھا اسکا ہمت بڑا اثر ہوا جتنے قبلی تھے بھٹوں نے خلیفہ وقت کی موافقت ظاہر کی

اب عمرو نے اسکندریہ کی طیاری کی کہ ساسو میل کے فاصلہ پر تھا۔ اور موافق
عہد نامے کے شرک اور پل درست کیا تھا۔ کہ مسلمانوں کے جانے میں آسانی ہوئی یونانی
جو مختلف اطراف سے جمع ہوئے تھے دریائے نیل کے ایک شاخیں جزیرے میں فراہم ہوئے
کہ مسلمانوں کی ترقی کو روکیں۔ لیکن بیکار تھا۔ ایک بڑی رکاوٹ کرام الشوارق میں
کی گئی۔ جہاں حال کے یونانی مفوری جمع تھے۔ تین روز تک وہ مسلمانوں کو روکے
رہے۔ لیکن آخرش انتظام کے ساتھ پیچھے ہٹتے ہوئے اسکندریہ پہنچے باوجود اسکے
کہ راہ میں اس قدر آسانی کی گئی۔ تاہم بائیس روز میں مسلمان اس بڑے شہر تک پہنچے
اب اسکندریہ ان کے سامنے تھا۔ یہ زرخیز مصر کا مرکز اور مشرق کا تجارت گاہ تھا۔
نہایت مضبوط جگہ تھی۔ اسباب حرب کا ذخیرہ تھا۔ جہاں سمندر کے ذریعہ سے ہر قسم
کے سامان اور مدد پہنچ سکتی تھی اور جس کے قلعہ میں یونانی مفوری ہر طرف سے فراہم
تھے۔ جنکو اس آخری جنگ کے ملک مصر کی آرزو تھی۔ اس قوی شہر پر عمرو عاص
کا حملہ آور ہونا صرف مذہبی جوش تھا۔ ظاہری عقل کے خلاف تمام مسلمانوں کے سالار
عمرو عاص نے اپنا جھنڈا دیوار کے ساتھ نصب کر کے معمولی شرائط پر اطاعت
جاہی جس کے انکار کرنے سے افغان نے محاصرہ شروع کیا جنھوں نے مسلمانوں کو زیادہ
ایذا دی وہ مصر کے مفوری یونانیوں کا شکر تھا۔ امیر عمرو عاص نے یہ دیکھ کر کہ
اصل بناد انکا ینار بہر اسیر دیر اندہ حملہ کیا۔ اور اسکو تلوار کے زور سے لے لیا ہر طرف
کے یونانی اسیر دہڑے ایک سخت لڑائی ہوئی۔ اور کچھ مسلمان نکل گئے۔
عمرو عاص مع اپنے غلام وردان اور ایک سردار مسلمان اپنے جھنڈے کے گرفتار
ہو گئے لیکن ان قیدیوں کی قدر کوئی نہیں جانتا تھا۔ اور انکو حاکم شہر کے پاس لے گئے۔
اس نے اس قدر قلعہ آوری کی وجہ دریافت کی عمرو عاص نے جواب دیا کہ اسلام کو
پھیلانے میں۔ اور قبل لڑائی کے مصریوں سے کہا گیا ہے کہ اسلام لاؤ یا جزیہ دو

اُنکے دلیرانہ جواب اور چہرے کی عظمت سے حاکم کو شک ہوا۔ کہ یہ کوئی افسر ہے۔ اور حکم دیا کہ
 انکا سر کاٹ لو۔ اسپروردان غلام نے جویونانی زبان بھجتا تھا۔ اپنے آقا کا گلا پکڑا
 اور گئے پرٹمانچے مارے اور ناپاک لگتا کہا۔ اور کہا کہ اپنے افسر کو بولنے دے افسر
 سلمہ نے اُسکے ارادوں کو سمجھ لیا۔ اور دخل درمقول کرنے کے چرب زبانی سے بولنا شروع
 کیا۔ کہ عمرو عاص کا ارادہ محاصرہ اٹھالینے کا ہے۔ چونکہ خلیفہ وقت کے پاس سے
 اس مضمون کا خط آیا ہے۔ اور اگر ہماری مخلصی ہو تو ہم بھی اس بار دین کو کشش
 کریں۔

اسپر حاکم نے اُنکو زبا کر دیا۔ اور جب وہ شہر کے اپنے لشکر میں جا ملے بڑی خوشی کی
 آواز بلند ہوئی جس سے شہر والے سمجھے کہ کوئی افسر تھا لیکن اس محاصرے کا احوال مفصل
 کسی تواریخ میں درج نہیں ہے۔ تاہم یہ محاصرہ بہت عرصہ تک رہا اس میں چودہ مہینے
 گزر گئے اور کئی مرتبہ مسلمانوں کا اندامی لشکر آیا۔ اور تیئیس ہزار آدمی آسمین مسلمانوں
 کے ضائع ہوئے۔ یہاں تک کہ کامیاب ہوئے۔ اور یونانی باشندے مختلف
 سمت میں بھاگے۔ اور مصر کا دارالسلطنت مسلمانوں کے قبضے میں آگیا۔ بعض
 ملک کے اندر بھاگے اور قلعہ بند ہو گئے۔ اور مضمون نے جہازوں پر سوار ہو کر
 سمندر کی راہ لی۔

عمرو عاص نے اُسکو قبضہ کرتے وقت قریب القریب دیران پایا۔ اور اپنے لشکر کو
 لوٹ سے باز رکھا۔ اور کسی قدر لشکر بطور قلعہ کے چھوڑ کر فوراً ہی مغربیوں کے
 تعاقب میں روانہ ہوئے۔ جب یہ خبر ان مغربیوں کو کہ جہاز پر روانہ ہوئے تھے
 معلوم ہوئی کہ سالار لشکر نے اس شہر کو بلا لشکر کے چھوڑا ہے۔ وہ پھرے اور ایک
 رات کو شہر اسکو درہ میں داخل ہوئے۔ اور اُسے قبضہ کیا۔ اور اکثر مسلمانوں کو مار ڈالا
 امیر عمرو عاص کو جبکہ پورے تعاقب میں یونانیوں کے تھے۔ یہ خبر معلوم ہوئی

اپنی غلطی پر نہایت تاسف کرنے لگے اور وہاں سے جلد پھرتے اور اس پر پھر حملے کا قصد کیا۔ اس وقت تک یونانیوں نے اپنے کو مستحکم کر لیا تھا۔ اور مقابلہ کیا اسلئے اپنے پھر محاصرہ کیا۔ لیکن محاصرہ بہت تھوڑے عرصہ تک رہا۔ اقلہ حملے کے ساتھ لے لیا گیا۔ اکثر یونانی تہ تیغ ہوئے۔ اور قبیہ پھر جہانہ پر سوار ہو کر منور ہوئے۔ یہ سب سلسلہ ہجری میں واقع ہوا۔ مطابق ۴۴۰ھ سنہ ۱۰۴۷ھ ہجری ۱۰۴۷ھ عین دوبارہ اس شہر پر قبضہ ہونے سے لشکر نے غارتگری چاہی۔ عمر و عاص نے پھر باز رکھا اور کہا کہ اس بارہ میں خلیفہ وقت کے پاس لکھا گیا ہو۔ جیسا حکم ہوگا کیا جائیگا۔ ایسی کامل حکومت آپ کی اپنے لشکر پر تھی کہ کسی نے ادنیٰ چیز بھی نہ چھوئی۔ اس شہر میں کس قدر دولت آبادی اور کیسی آسائش تھی۔ عمر و عاص کے خط سے کہ خلیفہ وقت کو لکھا ظاہر ہوتی ہو۔ اس میں درج تھا کہ چار ہزار محل باج ہزار حمام۔ چار سو تماشگاہ۔ اور کھیل کی جگہ۔ بارہ ہزار باغ اور چالیس ہزار بیود ہیں۔ اسکے مال و دولت کا حساب کرنا غیر ممکن تھا۔ چونکہ لشکر نے بزور تلوار اسکو فتح کیا ہو۔ اسلئے لوٹ کی استدعا کرتا ہو۔ مینے ابھی تک ان کو روکا ہو۔ حضرت عمرؓ نے اُنکے فتوحات کی کمال تعریف کی۔ لیکن غارتگری کے مضمون پر ملامت کی کہ اس ذکر کو کرنا بھی مناسب نہ تھا۔ اسلئے آپ نے لکھا کہ چیزوں کی نہایت خبر گیری رکھنا۔ اور کسی کو ضائع نہ ہونے دینا۔ آپ نے جزیہ کی فراہمی کا حکم بھی دیا کہ جس سے مسلمانوں کے لشکر کا سامان درست کیا جائے۔ ملک مصر کے دار السلطنت کے قبضے میں آجانے سے اور دوسرے شہر بھی قبضے میں آگئے۔ اور بارہ کروڑ روپیہ کا سالانہ جزیہ اس ملک سے فراہم ہوا۔ آگے دریافت میں یہ بات آئی ہو۔ کہ عمر و عاص شاعر بھی تھے۔ اور بہ نسبت اور حملہ آور مسلمانوں کے انھوں نے اپنے فتوحات میں نرمی دکھلائی۔ وہ اپنی فرصت کے وقت ذی علم لوگوں سے ملاقات کرتے۔ اور وہ باتیں سیکھتے کہ جنکا علم انکو نہ تھا۔ نیز ایسے شخصوں کے ایک شخص تھا کہ جسکا نام تھیں (دیان) تھا۔

لیکن بسبب فلسفہ دانی کے فیلسوف (فیلو سفس) کہلاتا تھا۔ یہ یعقوبی عیسائی تھا اور اسی کی تصانیف سے فلسفہ ارسطو اور موسیقی ہو۔ اس شخص سے اور عمرو عاص سے بڑی موافقت تھی۔ اُس نے اسکندریہ کے کتب خانہ کا حال عمرو عاص سے کہا اور اُسکی استدعا ہوئی کہ یہ کتابیں بکودیدی جائیں۔ لیکن انھوں نے کہا کہ بلا اجازت خلیفہ وقت کے ہم نہیں دے سکتے اسلئے آپ نے اس بارے میں حضرت عمر کو لکھا لیکن آپ کا جواب یہ تھا کہ اگر وہ کتابیں قرآن کے موافق ہیں تب بھی انکار رہنا ضرور نہیں کیونکہ قرآن ہمارے لئے کافی ہو۔ اور اگر قرآن کے خلاف ہیں تب بھی انکار رہنا ضرور نہیں۔ انکو ضائع کر دینا چاہیے۔ کتابیں مثل ردی کے ضائع کی گئیں یہاں تک کہ چٹھ مہینے اُنکے ضائع ہونے میں صرف ہوئے اس واقعہ سے مورخ کین نے انکار کیا ہے اُس نے لکھا ہے کہ دو قدیم مورخوں نے الماکن اور باوری اسی جیسے لکھا ہے کہ اسکندریہ کا پیشوا تھا اور محاصرہ کا حال لکھا ہے کہ اس امر کا ذکر نہیں کیا۔ اور عمرو عاص نے جنکو علمی ذالقد بسبب شاعری کے تھا ایسا واقعہ ہونا اور تعجب خیز معلوم ہوتا ہے اگر حیرت کیا جاسکتا ہے کہ انھوں نے اپنے حاکم اعلیٰ کے حکم کی بجا آوری میں ایسا کام جبراً کیا ہے۔

اسکندریہ کی فتح سے کل ملک مصر قبضہ اسلام میں در آیا اور قیصر بر قمل کی نصیبی ظاہر ہو گئی۔ اُسکو استسقا ہو گیا۔ اور ملک شام اور اب ملک مصر کے ضائع ہونے سے اُسکو اس قدر غم ہوا کہ آخرش وہ سات ہفتے بعد فتح اسکندریہ کے مر گیا۔ اور اُسکی جگہ پر قسطنطین۔ اُسکا بیٹا جانشین ہوا۔ برگاد عمرو عاص ملک مصر کو فتح کر رہے تھے تمام عربستان میں بہت فحشا کیا یہاں تک کہ خلیفہ عمر رضی اللہ عنہ نے عمرو عاص کو فحش کے ارسال کے واسطے لکھا اس پر عمرو عاص نے اس قدر رشادہ روانہ کیا۔ کہ لکھا ہے کہ اوٹون کی قطار کا اگلا اونٹ جب مدینہ طیبہ پہنچا تو اُسکا پچھلا اونٹ سرزمین مصر میں تھا۔ لیکن

بجینے کا یہ طریقہ نہایت پر مصیبت معلوم ہونے سے عمر و عاص نے ایک نہر اسی میل کی یعنی دریائے نیل سے بحرِ مزنگ کھدوائی جسکے ذریعہ سے غلہ آسانی سے جاسکے اس نہر کو قیصر رومی تریحان نے آغاز کیا تھا اور اسی کو اب فرانسیسیوں کے تجارتی وسعت دیکر فریو مصر (مصر) شاہ کی اجازت سے سلطان عبدالعزیز بادشاہ روم کے عہد میں جاری کیا کہ شہر نہر سوئے ملائی ہو کہ جہازات بخوبی جاتے ہیں۔ الغرض لائق عمر و عاص نے اس حزم و ہوشیاری سے خلیفہ وقت کے احکام کو انجام دیا۔ اور اس عدل و انصاف کے ملک پر حکومت کی۔ کہ اسلام کے مجدد سرداروں میں شمار کیے گئے۔

فصل چودھویں

بنظر عصفائی کے وہ واقعات جو ملک فارس میں اسی وقت پیش آ رہے تھے جبکہ ملک شام اور مصر میں فتوحات ہو رہی تھیں۔ وہاں درج کتاب ہذا نہیں کیے گئے۔ اب کئی برس آگے کے واقعات اس وقت سے جبکہ خالد بن ولید نے سائنہ پیری میں موافق حکم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اپنے کامیاب لشکر کو دریائے فرات کے کنارے چھوڑا لکھے جاتے ہیں خالد بن ولید کی کامیابی بوجہ نا اتفاقی فارسیوں کے اور بھی تھی۔ خسرو پرویز سائنہ عین شکست قیصر ہرقل سے اٹھا کر اپنے اراکین سے جنگا سرگروہ اسکا بیٹا شیرویہ تھا سخت سے امارا لگیا۔ اور اس کے بیٹے شیرویہ نے اپنے محل کے زیر دیوار اسکو مار ڈالا۔ جان اُسے خزانہ فراہم کیا تھا۔ اپنا قبضہ مسلم رکھنے کے لیے شیرویہ نے اپنے لشکر و بھائیوں کو قتل کیا۔ یہ فعل اُسے صرف بادشاہی کی طمع سے نہیں کیا بلکہ بسبب عاشق ہو جانیکے اپنی سوتیلی ماں پر جسکا نام شیرین تھا کیا۔ وہ بہت ڈری اور جب نہایت مجبور کی گئی۔ تو اپنے کو ہلاک کر ڈالا۔ اس فساد کی کے باعث اور بسبب ملامت کرنے اسکی بہن کے باعث قتل کر ڈالنے اپنے باپ اور بھائی کے اور بدبختی کرنے اپنی ماں پر اسکو

خفغان ہو گیا۔ اور اٹھ سینے کے اندر مر گیا۔ اُسکا بیٹا آردشیر ۲۰ سالہ کے آخر میں تخت پر بٹھایا گیا۔ لیکن وہ بھی مارا گیا۔ اور ایک فارسی رئیس نے تخت چھین لیا اور وہ بھی عرصہ قلیل میں مارا گیا تو ران دخت خسرو پرویز کی بیٹی اب تخت پر بٹھائی گئی۔ اور اٹھارہ سینے سلطنت کی۔ کہ اُسکو بھی اُسکے چیرے بھائی شاد سنانی وہ نے برطرف کیا۔ لیکن یہ بھی کچھ عرصہ کے بعد تخت سے اتارا گیا۔ اور دوسری بیٹی خسرو پرویز کی جسکا نام آرمی دخت یا آرمیہ تھا ۳۲ سالہ میں تخت پر بٹھائی گئی اسوقت فارس کا دار السلطنت مدائن تھا کہ دریائے دجلہ کے کنارے پر واقع تھا۔

آرمیہ اپنی قوت جوانی اور حسن کیواسطے مشہور تھی اُسکے باپ خسرو نے اُسکی تعلیم عمدہ طور سے کرائی تھی۔ اور اس چار برس کی بد نظمی میں اُسکو تجربہ بھی خوب ہاتھ آیا تھا جنھوں نے اُسکو تخت نشین کیا تھا اُسے اُنکا مشورہ بھی نہیں کیا۔ اور اچھے اچھے رئیسین کو سزا دی۔ اُسکو نوڑا ہی اپنی بہادری مسلمانوں کے حملے میں دکھلائی پڑی اس کتاب کے پڑھنے والے کو یاد ہو گا کہ خالد بن الولید نے اپنے کامیاب لشکر کو شہنشاہ ابن حارث کے تحت میں دریائے فرات کے کنارے چھوڑا تھا۔ جب حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے آپ نے عثمٰی بن حارث کو سواد کا حاکم مقرر کیا یہ وہی ملک ہے جسکو خالد بن الولید نے حال میں فتح کیا تھا۔ اور فرات اور دجلہ کے پہلے حصوں کے درمیان میں واقع تھا اور اُسکو اہل فارس عراق عربی کہتے تھے۔ یہ صرف حضرت ابو بکرؓ کے حکم کی تعمیل تھی کہ حضرت عمرؓ نے اُنکو حاکم مقرر کیا۔ ورنہ آپ کا کچھ ایسا اعتماد نہ ہوتا۔ چونکہ بعد جانے خالدؓ کے کوئی فتوح اُنکے ہاتھ نہ نمایاں ہوئی۔ اسلئے حضرت عمرؓ نے ابو عبیدہؓ تقفی کو ایک ہزار آدمی سے عثمٰی کی مدد کے لیے روانہ کیا۔ اور اُنکو سردار لشکر قرار دیا۔ اور اُنکے ساتھ ثابت ابن فہس کہ اہل بدر سے تھے وہ بھی آئے بلکہ فارس نے مسلمانوں کی اسطرح سے مدد پائی ہوئی فوج کے بڑھنے کی خبر سنکر ایک لائق سردار رستم بن فرخ زاد کو

تیس ہزار آدمیوں سے روانہ کیا۔ رستم عراق کی سرحد پر ٹھہر گیا۔ اور ایک سردار جس کا نام
 و سچیان تھا اور فارسی شہزادہ نرسی کے ساتھ کچھ لشکر آگے روانہ کیا۔ ان لوگوں کو
 مسلمانوں سے ایسی شکست ہوئی کہ رستم کو اصل لشکر کے ساتھ مدد کے لیے آنا پڑا لیکن
 وہ دیر میں آیا۔ انکو پوری شکست ہو چکی تھی۔ اور بھاگے۔ اور کل ملک سوا مسلمانوں
 کے قبضہ میں آگیا۔ مگر ازمیر میں نے اور بھی ڈر کر ایک امدادی لشکر بہمن شہر کے تحت
 میں جسکو برقع پوش بھی کہتے تھے اس سبب سے کہ اسکی بھون بہت بڑی تھی۔ کہ انھوں کو
 چھپائے تھی۔ روانہ کیا اس میں تین ہزار آدمی اور قیس ہاتھی تھے۔ یہ بڑے جانور لڑائی کے
 صرف کے نہیں ہوتے۔ یہ صرف اس نظریے لائے گئے تھے۔ کہ وہ لوگ جنھوں
 نے کبھی نہ دیکھا ہو ڈر میں۔ یعنی اہل عرب کہ وہاں ہاتھی نہیں ہوتا ان میں ایک سفید ہاتھی
 تھا جسکا نام محمود تھا کہ اسکو جشی بادشاہ ابرہہ نے کعبہ پر حملہ کرنے کے لیے بھیجا تھا وہ
 فتح کا فال خیر سمجھا جاتا تھا۔ چونکہ وہ جس بلڑائی میں بھیجا گیا وہ فتح ہوتی تھی۔
 بہمن کے ساتھ کا وہ آہنگ۔ کا جھنڈا بھی آیا تھا۔ کہ نہایت متبرک سمجھا جاتا تھا۔ وہ اصل
 میں کا وہ آہنگ کی بھاٹھی چڑے کی تھی جسکو اس نے جھنڈا بنایا تھا۔ جبکہ ضحاک کے خلاف
 میں لوگ باغی ہوئے۔ وہ وقتاً فوقتاً بڑھتا گیا۔ اور اس میں قیمتی ریشمی کپڑے اور بھاٹی
 چڑھائی گئی بیان تک کہ وہ تیس فٹ لمبا اور پندرہ فٹ چوڑا تھا۔ اور جواہرات سے
 مرصع کیا گیا تھا اسی جھنڈے کے ساتھ اس ملک کی قسمت سمجھی جاتی تھی۔
 مسلمانوں کا لشکر ابو عبیدہ ثقفی کا امدادی لشکر ملا کہ اسوقت نو ہزار سے زیادہ نہ تھا
 اہل فارس جو بابلستان کے قریب درہم ہوئے۔ تعداد میں بہت زیادہ تھے۔
 ششی اور ثابت کی۔ یہ اسے ہوئی کہ ہم لوگ ریتان میں واپس آویں۔ جہاں خلیفہ
 وقت کی مدد آنے میں آسانی ہوگی ابو عبیدہ کی اسے بالکل سکے خلاف تھی۔
 انھوں نے فارسیوں کی قوت کو کم سمجھا انھوں نے ششی کو بدنام ورنہ خالد کو نیک نام بسبب

حملہ آوری کے بجائے۔ اُنکا قصد ہوا کہ غنیمت پر حملہ کریں دریا سے فرات پر پل باندھیں اور اس پر عبور کر کے دشمنوں کے عین خمیہ گاہ پر حملہ کریں۔ مثنیٰ اور ثابت کا بھجانا بیکار تھا انھوں نے کشتیوں کا پل دریا سے فرات پر باندھا اور اسکو عبور کیا۔ لیکن لشکر نے بیدلی سے اُنکی اقتدا کی۔ کیونکہ اُنکو اُسکا حال معلوم تھا ہر گاہ یہ لوگ پل سے عبور کر رہے تھے کہ غنیمت پر اندازوں سے روکے گئے جو پل کے دوسرے سرے پر تھے۔ لڑائی سخت ہوئی اسلام کا جھنڈا سات مختلف ہاتھوں میں منتقل ہوا کیا۔ جیسے جیسے لوگ شہید ہوتے گئے اہل فارس پسپا کیے گئے لیکن اُنکا اصل لشکر مع تیس ہاتھیوں کے آپہنچا ابو عبیدہؓ نے بڑی بہادری سے مقابلہ کیا انھوں نے اپنے آدمیوں سے کہا کہ ہاتھی سے نہ ڈرو بلکہ اُن کی سونہرین مارواٹھوں نے خود ایک ضرب میں اُس سفید ہاتھی کا سونڈ کاٹ ڈالا لیکن وار کرنے میں ہاتھوں پھسل گیا۔ اور گر پڑے۔ اس پر اُس ہاتھی نے غصہ میں ہاتھوں سے دبا دیا اور وہ مر گئے مسلمانوں نے اپنے سردار کو مردہ پا کر اور غنیمت کو تعداد میں زیادہ دیکھ کر پل پر واپس جانا چاہا غنیمت نے پل کی کشتیوں پر آگ لگانے والی چیز بھینکی۔ اور اُن میں آگ لگ گئی کچھ لشکر بانی میں جا پڑا اور ہلاک ہوا اور اصل لشکر دریا کے کنارے کنارے چلا۔ اور مثنیٰ سے پیچھے سے اسکی حفاظت کرتے رہے جنھوں نے اسوقت لشکر کے لائق سردار کی ہزمنندی ظاہر کی۔ اور دشمنوں کو دور رکھے رہے۔ یہاں تک کہ ایک دوسرا مختصر پل تیار کیا گیا۔ اور مسلمان اُس پر سے عبور کر گئے۔ انھوں نے خود سب سے پیچھے عبور کیا۔ اور پل کو توڑ ڈالا۔ مسلمانوں کے چار ہزار آدمی اس دفعہ میں کام آئے۔ اور ڈوب گئے دو ہزار آدمی مدینہ کو واپس گئے۔ اور تین ہزار مورچہ بند رہے۔ اور ایک تیز خیر خلیفہ کے پاس مزد کے لیے بھیجا۔ لیکن فارسی سرداروں میں خود اختلاف پڑا۔ اور انھوں نے تعاقب نہیں کیا۔ بلکہ مدائن چلے گئے۔ کہ وہی دار السلطنت تھا یہی ایک شکست مسلمانوں کو ہوئی کہ قابل یاد ہو۔ اور ایسی شکست ابتدا سے کہی نہ ہوئی تھی یہ لڑائی سلسلہ ہجری میں مطابق سلسلہ کے ہوئی۔ اسکا نام عربوں میں غزوۃ اُجس رہے

فصل پندرھویں

کچھ تھوڑے سے امدادی لشکر کے آنے سے شنی نے عربوں کے طریق پر حملہ آوری پھر شروع کر دی۔ اور بابلستان و کلدانیہ کی سرحد پر دریا سے فرات کے کنارے میدان صاف کرنے اور غارتگری کرنے لگے۔ یہ انقلاب زمانہ اور اہل دنیا کی بے ثباتی کے باعث تھا کہ ایسی مشہور جگہ کہ ایک وقت میں تمام دنیا کا دارالسلطنت ہوا اور اس وقت تھوڑے سے عربوں کے ہاتھ سے لوٹا جاوے۔

انگور دکن کے واسطے ملکہ ازرمیر نے ایک افسر کو جس کا نام ماہران تھا بارہ ہزار سواروں کے ساتھ روانہ کیا شنی نے اس خبر کو سنکر ان لشکروں کو جو غارتگری میں مصروف تھے۔ طلب کیا۔ اور مقابلے کی تیاری کی۔ فریقین۔ حیرا کی سرحد پر مقابل ہوئے شنی جو غزوۃ الجسر میں پھلے واپس آئے والوں میں تھے۔ اب اسے حملہ آوروں میں ہوئے عین لڑائی کے ہنگامے میں انھوں نے تنہا دشمن کے لشکر میں راہ کی اور بڑی مشکل سے اپنے لشکر میں واپس آئے مسلمانوں کے بعض طرف کے لشکر بیاہونے سے۔ شنی نے انگور دکن کیا۔ انکے آگے ہونے لگے۔ انگور دکن کی انگور ڈرایا۔ اپنی ڈاڑھی کو غصہ میں دوادھی کی۔ اور وہ پھر ان کو مقابل لانے میں کامیاب ہوئے۔ اسی میں صبح سے شام ہو گئی اور قبحہ پھر بھی مشتبہ تھا شام کے وقت شنی ماہران سے سینہ بسینہ لڑے اور اپنے محافظین کے درمیان میں سے ماہران نے ایک ضرب ایسی ماری کہ شاید شنی کا کام تمام ہو جاتا۔ لیکن صرف زرد نقصان ہو گئی۔ انھوں نے اس کے عوض میں ماہران کو مار ڈالا۔ اور وہ زمین پر گر گیا۔ فارسیوں نے اپنے سردار کو مردہ دیکھ کر ڈار کی راہ اختیار کی اور نہ ٹھہرے جب تک مدائن نہ پہنچے۔ مسلمانوں نے دوسرا حملہ بغداد پر کیا۔ جو اس وقت صرف ایک دیہات تھا۔ لیکن میلے کے واسطے مشہور تھا عربوں کے لشکر کے ایک حصہ نے

اسکو لٹا اور خوب غنیمت اور قیدی لائے۔ عاہل ان کی شکست کی اور بغداد کے میلہ کی عارتگری کی خبر سے فارسیوں کی دار السلطنت میں تماشا پڑا۔ رئیس اور یادری جواب تک ملکہ ازرمیہ سے خوف کرتے تھے کہنے لگے کہ عورت کی بادشاہت کا یہی نتیجہ ہے۔ ملکہ ازرمیہ پر ایک آفت ہوئی فرخ زاد ایک قوی رئیس اور حاکم خراسان کا اُس پر عاشق ہو گیا پہلے ازرمیہ نے اُسکے ساتھ مخاطبت کی پھر عدم استغاثی کی اُس پر اُس نے ایک روز رات کو اُسکے محل میں گھنچا ہاتھ اور گرفتار کرنا لیکن اُس میں ناکامیاب ہوا اور محافظین نے اُسکو مار ڈالا اُسکا بیٹا رستم جسکو اُس نے خراسان کی حکومت پر چھوڑا تھا اپنے باپ کے مرنے کا حال سُکر بدلائیے کو لشکر کے ساتھ آیا۔ وہ ایسے وقت آیا کہ جس وقت عامہ خلایق اُس سے ناراض تھی ایسے بلا رحمت محل میں داخل ہو گیا۔ اور ملکہ ازرمیہ کو قید کر کے مار ڈالا ایک باقی اولاد خسرو پرویز کی اور تخت پر بٹھائی گئی لیکن چالیس روز کے عرصہ میں اُسکو بھی زہر دیا گیا۔ خواہ غلام نے دیا ہو یا اراکین نے اب اراکین نے ایک نوجوان جو چند برس کا تھا تخت پر بٹھلایا۔ یہ خسرو پرویز کا پوتا تھا اور اس فتنہ و فساد میں خیر استکار و مددگار بن جسکو یونانی پیر سپوس کہتے ہیں اور جو قدیم دار السلطنت تھا۔ چھپا ہوا تھا اُسکو نیز و جرد سوم کہتے ہیں۔ اگرچہ بعض مورخ اُسکو ہرس و اس جو ہارم بھی کہتے ہیں کہ اُسکا خاندانی لقب تھا۔ اُسکا مزاج خوب تھا لیکن کسی قدر عین دل تھا اور اپنے اراکین کے ہاتھ میں جنہوں نے تخت پر بٹھایا تھا آگیا۔ پہلا کام اس سلطنت کا یہ ہوا کہ ایک بہت بڑا لشکر فراہم کیا گیا۔ اور رستم ابن فرخ زاد کے تخت میں کھاکم خراسان کا تھا جس نے ملکہ ازرمیہ سے بدلا لیا تھا روانہ کیا۔ اور یہ قصد کیا کہ کل عرب کو سرحد سے نکال دیا جائے حضرت عمرؓ نے تبدل اور لڑائی کی تیاریاں ایران کی دار السلطنت میں لشکر تیار کیا۔ اور خود ایران کی لڑائی میں جانے والے تھے لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علیؓ کے بمشکل آپ کو باز رکھا۔ اور اسے دی کہ سعد بن

ابنی وقاص بھیجے جادین۔ یہ سابق ایمان مالون میں تھے۔ اور مسلمانوں میں انھوں نے پہلے کانفر کو مارا اور حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاد میں جانے لگے تو آپ کو اپنا قائم مقام گھڑ میں خبر گیری کے واسطے بنا گئے تھے۔ اور فرمایا تھا کہ اسے سعد تم جہاں ہمارے مان اور باب کے ہوا سٹے میں تمکو اپنا گھر سپرد کرتا ہوں۔

سعد بن ابی وقاص کو ایران کے لشکر کی حکومت عام سپرد کی گئی اور ششی راہ کو اگرچہ انکا اعزاز انکی کامیابیوں کے باعث سے بہت تھا۔ مانتی میں رہنے کا حکم دیا اس لشکر میں ایک ہزار ایسے آدمی تھے۔ کہ نہایت آزمودہ کار تھے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ لڑائیوں میں رہے تھے۔ اور ایک سو اہل بدر سے بھی تھے ان کے ساتھ اور بھی اسلام کے شہور سالہ تھے۔ اور بھی آدمی اطراف سے اگر اس لشکر میں ملے جب یہ لشکر ششی کے لشکر سے آملا تو اسکا شمار تیس ہزار آدمیوں کا تھا ششی نے سعد کے آنے کے تین روز بعد انتقال کیا۔ انکے انتقال کی وجہ کہیں مذکور نہیں ہو۔ انکا نام انکے بعد روشن رہا۔ اور انکی بی بی نہایت جمیہ تھیں سعد نے ان سے نکاح کیا۔

فارسیوں کا لشکر رستم کے تحت میں سواد (عراق عرب) کی سرحد پر قادیسیہ میں مقیم تھا اور مسلمانوں کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ سعد نے اور مدد خفیہ طلب کی۔ اسکا وعدہ آیا۔ لیکن یہ بھی لکھا کہ دل میں شک نہ رکھو۔ اور بالحاظ دشمن کی تعداد کے یہ سمجھو کہ ہم خلیفہ وقت کے سامنے یہ کام کرتے ہیں۔ اور یہ بھی کہ انکیا کہ قبیل لڑائی شروع کرنے کے یزید جردے ایمان کے واسطے کہلا بھیجو۔

اس پیغام کو لیکر سعد نے کئی حیرانے تجربہ کار آدمیوں کو روانہ کیا وہ لوگ۔ مدائن کے مرصع شہر میں داخل ہوئے۔ اور کسریٰ کے ایوان شاہی میں گنبد کیا۔ جہاں لباس فاخرہ اور عمدہ پہنے ہوئے اراکین موجود تھے۔ اور بادشاہ کو زجران پایا اور مرصع تخت پر بیٹھا دیکھا مسلمان ایچیان کو عرب کے سادے لباس میں دیکھ کر اپنے مرصع لباس والے

اراکین کے درمیان میں نوجوان بادشاہ کو کہنا شروع کیا کہ تیرا دعوت میں پروردگار کا حکم ہے اور تیرا خدا اُن کی قدر نہ معلوم ہوئی۔ اس میں شک نہیں کہ اُس کے اراکین نے بھی ایسا ہی مشورہ دیا ہوگا بذریعہ مترجم کے اس پیغام کا حال دریافت کیا گیا۔ اس پر ایک شخص نے جس کا نام نعمان ابن مسکری تھا کہ اللہ کی وحی اُس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آئی۔ اور اُن کی وصیت ہو کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا یا جاوے۔ اور وہی شرط سے صلح ہوئی ہے۔ خواہ اسلام لاوے یا جزیہ کرے۔ اور انھوں نے بادشاہ سے کہا کہ خواہم ایمان لاؤ یا جزیہ دو۔ اور اگر دونوں سے انکار ہو تو لڑنے کے لیے تیاری کر دینا جو دہانے اپنے غصے کو تحمل کیا۔ اور جواب دیا کہ تم عرب لوگ ریگستان کے پھرنے والے تمھاری غذا چوہا۔ چھپکلی۔ اور سانپ ہے۔ تم کھاری پانی پیتے ہو۔ اور میلہ کپڑا لومڑی کے چمڑکا پہنتے ہو۔ تمھارے ملک کے بعضوں نے ہمارے ملک میں سفر کیا۔ شیریں پانی پیالہ دینے لگا تھا۔ اور نرم نرم نفیس لباس پہنا اور اپنے ساتھیوں سے جا کر کہا۔ اس پر تم اچھے ہو کر آئے ہو کہ ہمارا ملک و مال لڑو اور یہ ملک سے نکال دو تمھاری نقل اس بھوکھی لومڑی کی ایسی ہوگی کہ جس کو باغبان نے بٹور کھلایا۔ اور جب وہ کھا کر توانا ہوئی۔ تو بہت سے ساتھیوں کو بلالائی۔ اور آخری نتیجہ یہ ہوا کہ باغبان کے ہاتھ سے وہ لومڑی ماری گئی۔ جو تم کو درکار ہو ہم سے کہو۔ تمھارے اونٹوں پر غلے۔ چھوہارے لادے جاوین۔ اور صلح کے ساتھ اپنے ملک کو چلے جاؤ۔ لیکن اگر تم ہمارے فارس میں ٹھہرنا چاہو گے۔ تو یاد رکھو کہ جو باغبان نے لومڑی کھا کر کیا وہی تمھارا بھی حال ہوگا۔ ایک نہایت ضعیف ایچی نے جس کا نام شیخ بکیر بن ضرار تھا۔ بڑے تحمل سے اور بے رعب ہو کر جواب دیا کہ اسے بادشاہ جو کچھ آپ بے عہدوں کی نسبت فرمایا نہایت سچ ہے۔ ریگستان کی سبز چھپکلی کسی وقت اُن کی غذا تھی۔ اور کنوین کا کھاری پانی وہ پیتے تھے۔ اُن کا لباس چمڑا تھا اور لڑکیوں کو ردہ زندہ

کاڑوتے تھے یہ سب ایام جمالت میں تھا۔ انکو اچھے برے کی تمیز نہ تھی۔ وہ مجرم تھے۔ اسکی جزا پائی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان پر رحم کیا اور اپنے رسول صلعم اور قرآن مجید کو انکے درمیان میں بھیجا۔ اور ان کو عقلمند اور شجاع بنایا۔ اُس نے اُن کو حکم دیا کہ سب کافروں سے لڑو یہاں تک کہ سب سچے مذہب کو قبول کریں اُس کے حکم کے موافق ہم یہاں آئے ہیں۔ اور ہم فقط تم سے اتنا چاہتے ہیں کہ تم لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہو اور اپنے خزانے سے معمولی زکوٰۃ دیا کرو۔ جو سب مسلمانوں پر فرض ہو کہ غریبوں کو دین۔ یہ کرو اور کوئی مسلمان بلا اجازت تمہارے ملک میں نہ داخل ہوگا۔ لیکن اگر تم اس سے اور جزیہ سے انکار کرتے ہو تو لڑنے کے واسطے تیار ہو۔

یہ لشکر مزید جہد کو نکل نہ رہا۔ اور کہا کہ اگر ایلیجی کا مارنا بڑے بادشاہوں کو ناسزا نہ ہوتا تو ہم تمہیں اس گستاخی کے بدلے تہ تیغ کرتے۔ اسے دوسرے کے ملک کو لوٹنے والے چلے جاؤ۔ اور فارس کی اچی جسکو تم چاہتے ہو لو۔ یہ کہہ کر اُس نے مٹی کا بورا کندہ پر رکھوایا کہ اپنے افسر کو دینا اور اس سے یہ مراد لیا کہ تمہارے لیے قبر اس جگہ ہوگی جب وہ شہر سے باہر ہوے۔ انھوں نے مٹی کے بوروں کو کندہ ہوں پر رکھا اور سعد بن وقاص کے پاس واپس آئے اور کہا اے سعد مٹی علامت ملک کی ہے جس طرح ہم یہی مٹی نکودیتے ہیں اللہ تعالیٰ ملک فارس مسلمانوں کے قبضے میں دے گا۔

فصل سولہویں

فریقین کا لشکر ایک دوسرے کے مقابل میں قادیشیہ کے میدان میں اُس نہر کے قریب جو فرات سے نکلی ہو حاضر ہوا۔ انگریزی مورخ کی رائے ہے کہ فارسیوں کی جستہ تعداد تھی اگر وہ رومی یا یونانی قاعدے سے واقف ہوتے تو مسلمانوں کے

مختصر لشکر پر غالب آجاتے لیکن اُن میں بڑا ہنگامہ بدانتظامی اور نشوونما تھی۔ برخلاف اسکے عرب کہن مشق جنگا کش سادے اور مختصر سوار تھے گھسکرواپس جاتے اور پھر حملہ آور ہوتے کئی افراد لڑائی میں ہوئیں۔ اگر عرب کامیاب ہوئے تو اُن کو نہایت قیمتی غنیمت ہاتھ آئی اور اگر فارسی غالب رہے تو اُن کو سواے پرانے کپڑوں کے کچھ نہ ملا۔ پہلے روز سعد بن ابی وقاص اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے۔ کیونکہ اُن کی رانوں میں پھوڑے تھے تاہم آپ نے لشکر میں حاضر رہے اور اللہ اکبر کی صدا سے مدد دی۔ فارسیوں کا لشکر بڑے زور کے ساتھ ہاتھیوں سے حملہ آور ہوا۔ مسلمانوں کے گھوڑے اُنکو دیکھ کر بھڑکے۔ اکثر سوار اتر پڑے اور ہاتھیوں کو تلوار سے مارنا شروع کیا۔ اور اُن کو لشکر کی طرف ہٹا دیا۔ تب بھی وہ دن مسلمانوں پر دشوار تھا۔ کیونکہ لشکر مختصر تھا اور سالار لشکر زخم سے مجبور تھا۔ ملک شام سے نیا امدادی لشکر آجانے سے اُن کی جرأت بڑھ گئی۔ اور وہ برابر لڑے یہاں تک کہ رات آگئی۔ اور اپنے اپنے خیمہ گاہ کو واپس آئے! پہلے فارس اُس پہلے روز کی لڑائی کو جنگ ارماض کہتے ہیں۔ لیکن مسلمان اسکو یوم النضر کہتے ہیں۔

دوسرے روز بھی لشکر صف آرا ہوئے۔ لیکن لڑائی نہ ہوئی۔ سعد بن زید کے ہاتھ گھوڑے پر سوار نہ ہو سکے۔ اور نہ لشکر میں جاسکے۔ اور فارسی ڈرے کہ مدد آگئی بہرہ تمام دن افراد لڑائی میں گزر گیا۔ اور دونوں طرف کے کچھ آدمی نقصان ہوئے سعد اپنے خیمہ سے میدان جنگ کی طرف دیکھ رہے تھے۔ اور اپنی نئی منکوحہ کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے۔ کہ اس عورت کے خیال میں گذر کہ کس طرح اس وقت مسلمان شہید ہوتے ہیں اور اپنے سابق شوہر منشی بنو کا خیال کیا اور بے ساختہ بکا راتھی کہ انسوس اسے منشی ابن حارث تم کہاں ہو۔ سعد بن زید نے لشکر لٹال ہوا کہ اُس نے ہلکونا مرد بیجا۔ اور فرمایا کہ کل ہم گھوڑے پر سوار ہوں گے کچھ حصہ

شکر کا آپ نے دمشق کی طرف رات ہی کو خفیہ روانہ کیا۔ کہ وہ لوگ وہاں چھپے رہیں اور جب لڑائی شروع ہو تو آپ بوجہین کہ معلوم ہو کہ تائیدی لشکر آتا ہو۔ صبح ہوئی پھر بھی۔ سب کچھ گھوڑے پر سوار نہوسکے۔ تب آپ نے اپنے لشکر کی حکومت کسی افسر ماتحت کو دیکر روانہ کیا۔ یہ سخت لڑائی کا دن تھا اور دشمنوں کے سخت ہنگامے سے اس کا نام بھی اہل۔ عرب نے یوم الخمر کہتے رکھا۔ اندادی لشکر کے آنے سے مسلمانوں کا جوش اور بھی بڑھا۔ رستم نے ہاتھیوں سے حملہ کرایا۔ لیکن اہل عرب اس کے عادی ہو چکے تھے۔ اور ان پر اس شدت سے حملہ کیا کہ وہ بھاگے اور اپنے لشکر کو پامال کیا۔

لڑائی برابر جاری رہی تمام دن اور رات ہونے پر بھی موقوف نہ ہوئی۔ رات نہایت تاریک اور خطرناک تھی۔ اکثر دن نے ایک دوسرے کی ڈال دی۔ پکڑی۔ رات بھر لڑائی رہی اور صبح کو بھی موقوف نہ ہوئی۔ دن کو سخت آندھی چلی کہ ایک کو دوسرے سے چھپایا۔ لیکن یہ آندھی مسلمانوں کی تائیدی تھی اور فارسیوں کے خلاف میں۔ اس ٹھہراؤ میں رستم نے دھوپ سے اپنے خیمہ میں کہ پانی کے کنارے پر تھا آرام لیا۔ اور اس کے چاروں طرف اونٹ تھے کہ خزانے اور اسباب عیش سے لدے ہوئے تھے۔ آندھی نے شے کو گرا دیا۔ تب اس نے اپنے کو ایک اونٹ کے سائے میں پہنچایا لیکن ایک جماعت عربوں کی اسپر چانک میں آ پڑی۔ ایک نے ان میں سے جس کا نام ہمال بن ثاقبہ تھا اونٹ کی رسی کاٹ ڈالی اور ایک بوجھا چاندی کا اسپر گر پڑا اور اسکی ریڑھ کو توڑ ڈالا۔ اپنی ایندھن میں وہ لٹھکتا ہوا پانی میں جا رہا لیکن لوگوں نے اسکا پائون پکڑ کر نکالا اور ہمال نے اسکا سر کاٹ کر اپنے نیزے پر بلند کیا۔ فارسیوں نے اپنے سردار کا سر خون آلودہ دیکھ کر فرار اختیار کیا۔ اور اپنا خیمہ اور اسباب اور خزانہ اپنے کامیابوں کے واسطے چھوڑا۔ حیات غنیمت ہاتھ آئی۔ فارسیوں کا متبرک

جھنڈا بھی غنیمت کے زمرے میں تھا جس سپاہی نے اُس پر قبضہ کیا تین ہزار اشرفی اس کو سعدؓ کے کئے سے دی گئی۔ اور وہ جواہرات جس سے وہ مرصع تھا اسباب غنیمت میں تقسیم کے واسطے رکھا گیا۔ ہلال جو رستم کا سر لائے اٹکوا کے جسم کے اوٹھرنے کی اجازت دینی عربوں کو ایسی غنیمت اسکے پہلے کبھی ہاتھ نہ آئی تھی۔ رستم کی پوشاک نہایت مرصع تھی اور انہیں جواہرات تگے تھے اور وہ دو کمر بند باندھے تھا ایک کی قیمت ایک ہزار اشرفی تھی اور دوسرے کی شتر مار درم اس لڑائی میں تیس ہزار فارسی مارے گئے اور سات ہزار مسلمان شہید ہوئے فارسیوں کو اپنے متبرک جھنڈے کے ضائع ہونے کا نہایت صدمہ تھا جس کے ساتھ ان کے ملک کی قسمت وابستہ سمجھی جاتی تھی۔ یہ لڑائی شانہ چری میں مطابق ۳۶ھ کے ہوئی۔ یہ لڑائی قدسیہ کی عربوں میں دیباہی مشہور ہے جیسا کہ بیلا کی لڑائی بنانیوں میں کہ سکندر اور دارا سے ہوئی۔ اُسکی شکایت ہونے پر کہ سعدؓ اس جنگ میں کیوں شریک نہوے۔ آپ نے اکثر دن کو اپنا جسم کھول کر زخم دکھایا جس کے باعث گھوڑے پر چڑھنے سے مجبور تھے اس پر لوگ رضامند ہوئے۔

فصل سترھویں

قدسیہ کی پوری کامیابی کے بعد سعدؓ ابن ابی وقاص خلیفہ وقت کے حکم سے کئی مہینے تک اُسکے اطراف میں رہے۔ اور ملک مفتوحہ کی کامیابی کو پورا کیا۔ جزیرہ فراہم کیا۔ اور مسجدین تعمیر کیں کہ جس سے ہر طرف اسلام پھیلے۔

اسی وقت حضرت عمرؓ نے عراق عرب کے پچھلے حصے میں جہان فرات اور و جلم ملتا ہے شہر لہرد بسانے کا حکم دیا اس شہر کی بنیاد سے مقصود یہ تھا کہ جو تجارت درمیان فارس اور ہند کے ہو اسکو منقطع کرے اور ملک اہواز پر نگران رہے جس کے شہزادے ہرمزان نے قدسیہ کی لڑائی میں فارسیوں کا ساتھ دیا شہر لہرد کی بنیاد ۳۸ھ

مین خروہ بن سبہ نے ڈالی۔ اس نے نوڑا ہی اطراف کے بہت آدمیوں کو فراہم کر لیا۔ اور بہت جلد شہرت پکڑی۔ اور ہندوستان کی تجارت کا مرکز ہو گیا۔

قدیسیہ کے اطراف کے ملکوں کو قبضہ میں لا کر۔ سعد خلیفہ وقت کے حکم سے فتح فارس کے واسطے روانہ ہوئے۔ مسلمانوں کی حال کی کامیابی سے اور اپنے متبرک جھنڈے کے خلع ہونے سے اہل فارس نہایت خوف زدہ تھے۔ انھوں نے سمجھا کہ اب اُنکے اُنکے ملک اور مذہب کے زوال کا وقت آگیا۔ اور اس سب سے کچھ عرصہ تک انھوں نے مقابلہ نہیں کیا۔ اکثر شہر اور قلعے بلا مزاحمت مسلمانوں کے قبضہ میں آ گئے۔ بابلستان کا بھی یہی حال رہا۔ بابلستان اگرچہ کسی زمانے میں فخر کے قابل تھا۔ لیکن اس وقت کچھ نہ تھا سعد نے وجہ کو عبور کیا۔ اور مدائن کی طرف کہ فارس کا دارالسلطنت تھا بڑھے۔ آپ کا لشکر جس وقت قدیسیہ سے چلا تو شہر سے زیادہ نہ تھا کیونکہ بہت لوگ لڑائی میں اور بیماری سے مر گئے تھے لیکن بہت لوگ ملک مقبوضہ کے اُنکے ساتھ ہوئے جس سے اب اُنکی تعداد ساٹھ ہزار تک پہنچی۔ یہاں تک کہ شہر مدائن میں داخل ہوئے۔

مدائن میں ہنوز شکست یافتہ لشکر کے آدمی بہت تھے اور مقابلہ کر سکتے تھے لیکن کوئی شخص حکومت کے قابل نہ ٹھہرا۔ سب پر خوف غالب تھا۔ بادشاہ نے شیروں کو طلب کیا۔ لیکن سب کا مشورہ بھاگنے کا ہوا۔ انھوں نے کہا خراسان اور کرمان۔ ہنوز ہمارا ہی۔ ہم یہاں قیدی ہوئے کیواسطے کیوں رہیں۔ یزید جرد۔ کو اس طرح بھاگنے میں تامل تھا۔ وہ ٹھہرا رہا۔ یہاں تک کہ جب حملہ آوردن کو ایک روز کی راہ ہی اس نے اپنی قیمتی چیزوں کو لے دیا۔ اور اپنے مصاحبین اور اہلخانہ کے ساتھ حلوآن کو روانہ ہوا جو میدیہ کے پہاڑوں کے دامن میں ہی۔ اُس کی ابتدا تمام اہل شہر نے کی جس کے پاس اونٹ یا گھوڑا تھا نہایت خوش نصیب سمجھا گیا کہ اپنے اسباب کو لے لیا اور چلا۔

جنگ پاس ہار برداری نہ تھی انھوں نے اپنے کندھوں پر جوئے سکے لیا۔ لیکن کہاں تک اسباب بوجھ سکتے تھے۔ بہت اسباب شہر میں چھوٹ گیا۔ اس طرح یہ شہر مدائن جسکو رمی سیفون کہتے ہیں اور جسے رومیوں کے محاصرے کو توڑا جنگی ساتھ اسباب محاصرہ مثل انہیں وغیرہ کے رہتا تھا بلا لڑے جھگڑے مسلمانوں کے قبضہ کے واسطے چھوڑا گیا۔

بعد اس خالی شہر میں داخل ہوئے اور اُسکی عمارات اور باغات اپنے تصرف میں دیکھ کر متعجب ہوئے۔ اور اپنے جوش میں قرآن کی اُس آیت کو پڑھا جس میں فرعون کا اور اُسکے لشکر کا اپنے مکانون کو چھوڑنا اور نبی اسرائیل کا تعاقب کرنا مذکور ہے۔

آیت کا مضمون یہ ہے کہ کتنے باغات اور چشمے اور غلے کے کھلیان اور عمدہ مکانات انھوں نے اپنے پیچھے چھوڑے۔ اس طرح سے ہم نے انکو بے قبضہ کیا۔ اور اُسکا وارث دوسروں کو بنایا نہ تو آسمان نہ زمین اُنکے واسطے روئے۔ اور نہ انہیں کسی نے تاسف کیا۔

اس شہر کو لشکر نے لوٹا۔ شہر کے گھومنے میں انھوں نے کسریٰ کے مشہور محل میں گذر کیا۔ جس کی تعمیر قباد بن فیروز نے شروع کی تھی۔ اور اُس کے بڑے نوشیروان نے پورا کیا۔ یہ سنگ مرمر کا بنا ہوا تھا۔ ایسے سفید محل۔ کمالات تھا جب انھوں نے اُسکی طرف دیکھا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشین گوئی کو یاد کیا۔ جبکہ آپ نے کسریٰ فارس کا حال سنا کہ اُس نے آپکا نامہ چاک کر ڈالا۔ آپ صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اُسکی سلطنت کو پارا پارا کرے گا مسلمانوں نے کہا کہ سفید محل دیکھو نہ سوال اللہ صلعم کی پیشین گوئی پوری ہوئی۔ سعد سفید محل کے بلند دروازے میں شکر الہی بجا لاتے ہوئے داخل ہوئے۔ آپکا پہلا کام یہ تھا کہ آپ نے اُس میں شکرانہ کی نماز پڑھی۔ اور ہر کمرے میں کلمہ پڑھا تب آپ نے اُسکی یار کیوں کو ملاحظہ کیا۔ اور سپاہیوں کو غارت گری سے باز رکھا۔ اور اُسکو اپنا صدر درہڈ کو اٹھ بنایا۔ وہ مشرقی مینا کاریوں سے مرصع تھا۔ اُسکا گوشہ خانہ تھیس بیڑوں سے تھور تھا۔ سلج خانے میں اسباب حرب جڑاؤ بھرے تھے۔ ایک زرم

اور تلوار ایران شاہی میں تھی جس پر بے ہا جواہرات ملے تھے۔ ایک چاندی کا سوار سونے کے گھوڑے پر تھا اور ایک سونے کا سوار چاندی کے اونٹ پر اور ان پر بھی جواہرات جڑے تھے۔

گنبدوں میں چاندی اور سونے اور جواہرات کے خزانے بے حساب تھے بعض کمروں میں سونے چاندی کے برتن عطریات سے بھرے ہوئے تھے۔ میگوں میں مصالح اور خوشبو مصالح اور ہر قسم کے ادویات فراہم تھے۔ اور کا نور بھی تھا جس کو بعض عربوں نے غلطی سے نکل سمجھا۔ ایک کمرے میں ایک بڑا ریشمی قالین تھا جسکو جاڑے کے ایام میں بادشاہ مصر میں لاتے تھے۔ اس میں ہنرمندی اور روپیہ دونوں کا صرف معلوم ہوتا تھا۔ وہ بلغ کی شبیہ میں بنایا گیا تھا پیڑوں کی پتیوں کی جگہ زمرہ تھا اور اپنے اپنے رنگ کے موافق موتی اور جواہرات سے بنائے گئے تھے۔ اور پانی کے چشمے ہیرے اور نیلم کے بنائے گئے تھے کہ جس سے پانی کی جھک ظاہر ہو۔ اسکی قیمت کا اندازہ قیاس سے باہر تھا۔ اور عدالت دیوانی کی جگہ اور سب کمروں سے بہت زیادہ مرصع تھی۔ مورخ دی ہر لوٹ کا بیان ہے کہ اسکی قیمت بروجون کے مانند تھی جس میں سونے کے کڑے گھومتے تھے۔ ٹھیک اس طرح جس طرح ستارے اور منقہ البروج کی نشانیاں ہوں۔ تخت نہایت مرصع چاندی کے پائے پر تھا۔ اور اسپر خسرو نوشیروان کا تلج سونے کی زنجیر میں لٹکا ہوا تھا۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جب اسپر بیٹھتے تھے تو بیٹھتے تھے۔

ایک خیر بر ایک شخص پکڑا گیا کہ وہ کچھ جواہرات یزدجرد کے تاج کے مع کمربند اور تلوار اور گلوبند کے لیے جاتا تھا سعد حسن نے عمر بن مسکری کو غنیمت کا ذمہ دار کیا۔ کہ باضابطہ طور پر تقسیم کیا جائے گا۔ اور لوگ شہر کی گلیوں میں پکارنے کے واسطے بھیجے گئے۔ کہ غنیمت کو عمر بن مسکری کے پاس لاؤں۔ اس قدر غنیمت تھی کہ بعد

بھیجے پانچواں حصہ غنیمت پاس خلیفہ وقت کے ساتھ ہزار آدمیوں میں فی کس بارہ سو درہم چاندی حصہ پڑا۔
 پانچواں حصہ غنیمت کا خلیفہ وقت کے پاس لیجانے میں لو سوانٹ انبار کیے گئے انھیں میں وہ
 قالین اور تاج شاہی بھی تھا۔ اہل مدینہ اس قدر خزانہ دیکھ کر تعجب ہوئے حضرت
 عمرؓ نے کہا اس غنیمت سے ایک مسجد بنا کر نی چاہیے اسکا مشورہ ہوا کہ قالین خلیفہ
 وقت کے مصرف میں عدالت کے وقت بچھا یا جائے۔ یا بیت المال میں رکھا جائے۔
 یا غنیمت کے ساتھ تقسیم کیا جائے۔ حضرت عمرؓ نے اس قالین کی تقسیم کا قصدا اپنے
 سرداروں میں کیا۔ اپنے اسکا ٹھیک برابر حصہ کیا بلا لحاظ اسکی بجا فی قیمت و حسن
 یہ ایسی قیمتی چیز تھی کہ حضرت علیؓ نے اپنا حصہ آٹھ ہزار درہم چاندی میں فروخت
 کیا۔ اس شہر کا پورا قرضہ ماہ صفر سالۃ ہجری میں ہوا۔ مطابق سالۃ ۶ کے۔
 اسی سال جس سال یروشلم (بیت المقدس) فتح ہوا اس غنیمت کی خبر شکر معزز
 لوگ یمن اور مصر کی ان قیمتی چیزوں کی خریداری کے واسطے آئے۔

فصل اٹھارھویں

سعد بن جبر و کاعاق حلوان تک میدان کے پہاڑوں میں کرتے۔ جہاں وہ
 پناہ گزین ہوا تھا۔ لیکن حضرت عمرؓ نے انکو باز نہ کھا جو کہ مدینہ ہی سے اپنے سرداروں کے
 لکران رہتے تھے۔ اس خون سے کہ انہی کامیابی کی حالت میں ہمارے احاطہ تاسید
 سے باہر نہ جادیں۔ اصل لشکر کے ساتھ وہ خود مدائن میں رہے۔ اور اپنے بھائی
 ہاشم کو بارہ ہزار آدمیوں سے مفوریوں کے تعاقب میں روانہ کیا ہاشم نے ایک بڑا
 لشکر فارسی مفوریوں کا جیلولہ میں پایا کہ حلوان سے بہت دور نہیں ہے۔ اور
 وہ لوگ مقابلہ کو تیار ہو گئے۔ انھوں نے اسکا محاصرہ کیا۔ لیکن وہ نہایت مستحکم
 جگہ تھی۔ اور چھ مہینے تک محاصرہ کیے رہے۔ اس درمیان میں اتنی حملے ہوئے

آخر میں قلعہ کا لشکر گھٹ جانے سے اور سرداروں کے مارے جانے کے باعث۔
جگہ بھی مسلمانوں کے قبضہ میں آگئی۔

یزدجرد نے جیلولہ کا حال سُکر حلوٰان کو چھوڑا اور کچھ لشکر بھی اپنے سردار جنش کے
تحت میں مسلمانوں کے روکنے کے واسطے اُس جگہ چھوڑا۔ اب جس جگہ یزدجرد نے
پناہ لی وہ۔ رستے تھی جسکو ایرانی رگھس اور یونانی رگھیا کہتے ہیں۔ یہ نہایت
قدیم شہر ہے مقابل میں۔ نینوا اور اکشانا کے جسکا ذکر مورخ۔ ثابت نے لکھا ہے کہ
نیم نینوا سے رگھیا۔ کو گئے۔ یہ جگہ قدیم زمانے میں فارس کے بادشاہوں کو مرغوب
تھی۔ اس سفر میں یزدجرد پالکی پر جانا تھا جسکو خچرے جاتے تھے۔ جنش کو یہاں شکست
ہوئی۔ اور وہ پیچھے ہٹا۔

سعد نے خلیفہ وقت کو پھر لکھا کہ اُنکو فارسی۔ بادشاہ کے تعاقب کی اجازت ملے
قبل اسکے کہ وہ لشکر بہانوں میں فراہم کر سکے۔ لیکن حضرت عمرؓ نے پھر باز رکھا اور
منع کیا کہ تم نے اس سال سواد اور عراق کی فتوحات پوری کی۔ کیونکہ حلوٰان عراق
کے کنارے پر ہے تمہارے واسطے اسقدر کافی ہو۔ مسلمانوں کی خیریت چاہیے کہ زیادہ
قیمتی ہو اس طرح سلسلہ ہجری ختم ہوئی۔

مدائن کی آب و ہوا خلافت مزاج۔ سعدؓ اور اُنکے لشکر کے ہونے سے حضرت عمرؓ نے
اجازت دی کہ کوئی ایسی مناسب جگہ ہو جہاں کی آب و ہوا بہتر ہو اور وہ دریائے
فرات کے پچھم ہو۔ اور جس میں اونٹوں کے لیے خوب گھاس دستیاب ہو اُسکو
اپنا صدر مقرر کرو۔

سعد نے اس قسم کی جگہ۔ کوفہ کو تجویز کیا۔ جہاں سے موافق بیان مورخین کے حضرت
نوحؑ اپنی کشتی پر سوار ہوئے۔ اور اہل عرب یہ بھی کہتے ہیں کہ سانپ بعد دوسوہ دینے
حواؑ کے سین اتارا گیا تھا۔ اس لیے وہ کہتے ہیں کہ کوفیوں میں دغا بازی اسی کے

اثر سے ہے۔ یہ شہر رابعہ میں ایسا مشہور ہوا کہ دریائے قمرات اسی نام سے نہر کو فہ کھلانے لگا۔ خط کو فی عربوں میں ہمیں سے جاری ہوا کو فہ کے تعمیر کرنے میں تھرا اور سنگ مرمر اور لکڑیاں اچھی عمارتوں کے واسطے مدائن کے شکستہ مکانوں سے لائی گئی تھیں۔ کیونکہ بابلستان کی واسطے مدائن چیزوں کی ایسی گرانی ہے کہ وہاں عمارتیں کچی اینٹوں کی بنائی جاتی ہیں سعد نے کہ جنگو کچہ ذائقہ فارس کی آرائشوں کا تھا ایک محل گرمی کی واسطے بنوایا اور اس میں بہت بڑا چھانک مدائن کے خسرو فارس کے محل کا گایا جب اس محل کی خبر حضرت عمر کو معلوم ہوئی۔ آپ بہت ناخوش ہوئے۔ کیونکہ آپ ڈرتے تھے کہ آپ کے سرداران کسین عرب کی سادگی چھوڑ کر غیر ملکوں کی آرائشوں میں مبتلا ہو جاویں۔

حضرت عمر نے اسلئے ایک معتمد ایلی جکا نام محمد بن مسلمہ تھا بھیجا کہ سعد بن کو سخت ملاست کریں۔ کو فہ۔ پہونچ کر محمد بن مسلمہ نے اس محل کے دروازے کے پاس بہت لکڑیاں فراہم کیں۔ اور اس میں آگ لگا دی جب حضرت سعد بن نکلے اور اس حرکت پر شکایت کی محمد بن مسلمہ نے خلیفہ وقت کا اس مضمون کا خط دکھلایا۔

”ہم کو معلوم ہوا ہے کہ تم نے بہت بلند مجلس تعمیر کیا ہے جیسا کہ سرے فارس کا تھا اور اس میں بہت بڑا چھانک اس کے محل کا لگا کر مرجع کیا ہے۔ اس نظر سے کہ اس پر محافظت عینات کرو گے۔ کہ جو تمہارے پاس انصاف اور مدد کیواسطے آنا چاہے وہ تمہارے پاس نہ جاسکے جیسا کہ تم نے سرے فارس کی اقتدا کی یاد رکھو کہ سرے فارس میں قبر میں گئے ہر گاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے مٹی کے مکان سے اعلیٰ سے اعلیٰ آسمان پر گئے ہم نے محمد بن مسلمہ کو محل جلانے کو بھیجا ہے۔ اس دنیا میں دو مکان تمہارے لیے ہیں۔ ایک رہنے کو اور دوسرا بیت المال کیواسطے“

حضرت سعد نے حضرت عمر کے حکم میں کچھ حذر نہ کیا۔ اور محل کو جلتے ہوئے دیکھتے رہے بلکہ انھوں نے محمد بن مسلمہ کے سامنے کچھ تحفے پیش کیے۔ لیکن انھوں نے انکار کیا اور نہ

کو واپس آئے۔ سوئے نے رہنے کیواسطے اور بیت المال کے لیے دو مکان بنائے کہ وہ دوسری سمت میں کوفہ کے تھے۔

جس سال کوفہ کی بنیاد پڑی اسی سال حضرت عمرؓ نے ام کلثوم بنت حضرت علی و فاطمہ رضی اللہ عنہما سے نکاح کیا کہ نواسی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہو۔ اس رشتہ داری سے آپ کی محبت اور اعتماد حضرت علیؓ کے ساتھ اور بھی زیادہ ہوا۔ کہ آپ کے مشیر تھے اور دوسرے بشیر آپ کے حضرت عثمانؓ تھے۔ اور یہ دونوں بزرگ خلیفہ وقت کو انتظام مملکت میں بڑی مدد دیتے تھے۔ اگرچہ حضرت عمرؓ کے احکام کیسے ہی سخت معلوم ہوتے ہوں لیکن اس میں شک نہیں کہ بے جانبدار اور پُر الصاف تھے۔ اور ایک موقع پر جب آپ کے بیٹے پر تشہ خواری ثابت ہوئی تو آپ نے ضابطے کے موافق اپنے بھائی کو پیش کر دے لگائے۔

فصل انیسویں

بصرہ کی بنائے ساسانیوں کے حاکم (ابو اوز) کو جس کا نام ہرمزان تھا نہایت تکلیف ہوئی۔ اسکا علاقہ درمیان فارس و ایران اور بابلستان کے تھا۔ اُس نے سمجھا کہ اس شہر کی ترقی سے ہماری رُکاوٹ ہے۔ یہ صوبہ فارس کے زرخیز صوبوں میں تھا جہاں روئی چاول چینی اور گیہوں ہوتے تھے۔ اس قدر شہروں سے معمور تھا کہ مورخ طبری نے ستاروں کے غنچہ سے تشبیہ دی ہے۔ اس کے وسط میں سوسا بڑی تجارت کی جگہ تھی۔ بادشاہ فارس کے سیر و سیاحت کی جگہ تھی۔ اور ایسا کہا جاتا ہے کہ شیر و انیال کی قبریں ہیں۔ یہ شہر ایک وقت محل اور ایوان شاہی سے متور تھا اگرچہ اب بالکل جنگل اور شیر کے رہنے کی جگہ ہے۔

یہاں ہرمزان نے بادشاہی دولت کو فراہم کیا اور ایوان بنایا۔ وہ خاندان عالی سے تھا۔ اور اُس کے مورث اعلیٰ نے ایک وقت تخت فارس پر جلوس کیا تھا۔

اسیے اُسکے خاندان کے لوگ شاہی تاج پہنتے تھے چونکہ خاندان شاہی سے تھے اور اُنکے خاندان کی عزت اہل فارس بادشاہوں کی طرح کرتے تھے۔

اس دلیل شخص نے جسے مسلمانوں کی قوت جنگ قدسیہ میں دیکھی تھی بصرہ کی قوتی بخش قوت پر حملہ کرنا چاہا۔ اُسکے بانیوں نے مدینہ میں خلیفہ وقت کے پاس حفاظت کیواسطے التجا کی اور خلیفہ نے کچھ لشکر مدد کے واسطے مدینہ سے اور سعد بن زید کو فہ سے روانہ کیا ہرمزان کو اس لڑائی کے برپا کرنے سے تاسف ہوا۔ اُسکو برا بر شکست ہوتی گئی اور آخرش اپنا نصف ملک دیکر اُسنے صلح کی اور اُس میں صرف چار شہر رہ گئے۔ اُسکو اسیر بھی آرام کرنے کا موقع نہ ملا۔ یزید جو دے سے ہرمزان اور اُسکے ہمسایہ کے حاکم۔ فارستان کو ملامت لکھی کہ کیوں نہیں اکٹھے ہو کر مسلمانوں سے مقابلہ کیا۔ اُسکے حکم سے ہرمزان نے بد عہدی کی ہرمزان کا اپنے مفوری بادشاہ کا اطاعت کرنا اُس کے زوال کا باعث ہوا۔ خلیفہ وقت نے مختلف اطراف سے فوج کی فراہمی کا حکم دیا اور ہواز کے فتوحات کو پورا کرنے کیلئے چڑھتے تک اُسکا محاصرہ رہا۔ اس درمیان میں بہت حملے ہوئے اور سخت لڑائی فریقین سے ہوئی۔ آخرش بارہ ابن مالک رض کو اس مسلمانوں کے لشکر کی سرداری ملی یہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے مرغوب تھے۔ اور اُنکے بہ نسبت لوگوں کو حسن ظن تھا۔ اُنکو ہر وقت موت و حیات یکساں معلوم ہوتی تھی خطرناک جگہوں میں وہ سب کے آگے ہوتے تھے۔ اور جس لڑائی میں وہ گئے فتح ہوئی۔ اُنکے سردار لشکر ہونے پر شکر نے خوشی سے اُنکو گھیر لیا اور کہا کہ اے بارہ اسم کیجئے کہ ان کا ذوق کو شکست ہو۔ بارہ اسم کی کہ جگہ قبضہ میں آجائیگی اور دشمن بجا گین گے۔ لیکن ہم شہید ہو گئے۔

دوسرے ہی حملہ میں وہ ہرمزان کے ہاتھ سے شہید ہوئے لشکر نے اُنکی شہادت کو فال خیر سمجھا۔ انھوں نے کہا کہ آدھی قسم اُن کی پوری ہوئی۔ لیکن آدھی باقی ہے۔ وہ بھی پوری ہو جائے گی۔

تھوڑے ہی عرصے کے بعد ایک پارسی باغی ابوشیرا کے پاس کہ بارا کی جگہ پر سردار ہوئے تھے آیا۔ اور ان پر قلعہ کی ایک راہ ظاہر کی جس کے ذریعہ سے پانی اُس قلعہ میں جاتا تھا ایک سو مسلمان اُس راہ سے چلے۔ اور بھاٹک کھول دیا۔ کہ مسلمانوں کا لشکر قلعہ کے اندر چلا آیا ہر مرزاں ایک مضبوط برج میں تھا۔ اُسکی دیوار سے اُس نے صلح کی گفتگو شروع کی۔ میرے ساتھ ایک ہزار تیر انداز ہیں اور تمھاری جان لینے کو کافی ہیں لیکن بہر کیف اس بیکار خونریزی کا کیا فائدہ۔ ہم کو عزت کے ساتھ جانے دو۔ اور یہ کو حفاظت کے ساتھ خلیفہ وقت کے پاس لے چلو۔ اگر ہم کو تخت سے اتار دیں گے تو ہم راضی ہیں۔

اس پر لوگ راضی ہوئے۔ ہر مرزاں جب قلعہ سے نکلا تو اُسکی لوگوں نے تعظیم کی اور محافظین کے ساتھ مدینہ روانہ ہوا۔ وہ اس طرح جاتا تھا کہ جس طرح سردار محافظین کے ساتھ جاتے ہیں قیدیوں کی طرح نہیں۔ جیسے ہی وہ اُس شہر میں پہنچا۔ اُس نے کچھ آرام کیا۔ اور کپڑا نہایت مرصع پہنا اور تاج شاہی سر پر رکھا اور مدینہ کے دروازے میں داخل ہوا مدینہ کے باشندے اس پر تکلف لباس میں اُسکو دیکھ کر متعجب ہوئے۔

حضرت عمرؓ اپنے مکان میں نہ تھے مسجد میں تھے ایسے ہر مرزاں کو مسجد کی طرف لے گئے جب مسجد کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ خلیفہ وقت کا ببادالشاہی بہر گاہ آپ پیوند لگا ہوا کپڑا پہنے ہیں اور اپنا عصا سر کے نیچے رکھ کر سوتے ہیں۔ ساتھ کے آدمی تعظیم کے ساتھ کچھ فاصلہ پر بیٹھ گئے۔ اور آپ کے جاننے کے منتظر رہے۔ انھوں نے ہر مرزاں سے آہستہ کہا کہ مسلمانوں کے بادشاہ یہی ہیں۔ اور یہ اسی طرح بلا محافظین کے سوتے ہیں؟ جواب ملا ہاں۔ آپ اکیلے آتے جاتے ہیں اور جہان خوش آیا سو رہتے ہیں۔ اور آپ کیا عدل و انصاف کی کارروائی بلا افسر اور ایچی اور اراکین کے کرتے ہیں جواب ملا کہ ایسا ہی کرتے ہیں۔ آخر شہر مرزاں نے کہا کہ یہ حالت پیغمبرؐ کی ہے بادشاہوں کی؟

نہیں ہی جواب ملا کہ یہ پیغمبر نہیں ہیں بجاے پیغمبر صلعم کے ہیں جب خلیفہ وقت اُٹھے آپ نے ساتھیوں کو سچا نا۔ اور فرمایا کہ تم خبر لائے ہو۔ لیکن یہ شخص جو فضولی کے ساتھ آراستہ لباس پہنے ہوئے کون ہے لوگوں نے جواب دیا کہ یہ ہرمزان اہواز کا بادشاہ ہے۔ آپ نے اپنا ہاتھ پھیر کر فرمایا کہ اس کافر کو بیان سے لیجاؤ۔ اور اسکا مرصع کپڑا اتار کر اسلام کے سادے لباس میں لاؤ۔

حسب الحکم آپ کے ہرمزان کو لے گئے اور زمین کا سادہ لباس پہنا کر تھوڑے ہی عرصے میں اُسکو آئے۔ ہرمزان نے اپنی جان بچانے کی واسطے اُس خون کے بدلے میں کہ اُس نے بارہا ابن مالک کو مارا تھا بہت طرح کے حیلے کیے اُس نے اپنی بیاس بچانے کی واسطے پانی مانگا۔ اور ایک طرف پانی کا پیالہ لایا گیا۔ اُس نے قبل پینے کے خلیفہ وقت سے اجازت چاہی کہ جب تک میں پانی نہ پی لوں محفوظ رہوں۔ خلیفہ وقت نے اُسکو منظور کیا جب پانی آیا اُس نے اُسکو زمین پر بھینکا اور کہا کہ جب تک ہم پانی نہ پئیں گے آپ کے قول کے موافق محفوظ رہیں گے۔

حضرت عمرؓ اس فقرے میں کب آئیولے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ کوئی چیز ممکنہ بجا سکی لیکن اسلام قبول کرنا۔ اُس نے اطاعت کی اور اسلام قبول کیا۔ اور سچے مسلمانوں میں شمار ہونے لگا۔ وہ اُس کے بعد مدینہ میں رہنے لگا اور خلیفہ وقت نے اُس کو تحفے دیے۔ اور ابجد میں بڑے کام کی خبریں فارس کی نسبت اُس نے حضرت عمرؓ کو دین اہواز کے فتوحات ۱۹ ہجری میں پورے ہوئے۔

فصل بیسویں

حضرت عمرؓ اپنے دور کے ماتحت افسردن پر بھی نہایت تیز نظر رکھتے تھے کہ مبادا غیر ملک کی آرائشوں میں جسکے وہ فاتح تھے مبتلا نہ ہو جاویں۔ اور اپنے عرب کی سادگی کو کہ

کسیابی کا ذریعہ پر بھول بخامین۔ ہاں جو اس بات کے کہ آپ نے سوئڈ کا کوفہ کا غل
جلو اویا۔ اور انکو سخت تنبیہ کی لیکن تاہم انکی شکایت متواتر ہو چکی کہ آپ آرایش پسند ہیں
اور یہ کہ انصاف نہیں کرتے اور ظلم کرتے ہیں۔ اور غنیمت کی تقسیم میں عدل نہیں رکھتے
اور لڑائی کے کاموں میں سست ہیں۔ اکثر الزاموں میں سے بے بنیاد ٹھہرے لیکن
باحتیقات کا مال آپ معطل کیے گئے۔

جب یہ خبر رسے میں یزدجرد کو پہونچی کہ مسلمانوں کے سردار جنوں نے قدسیہ میں فتح
حاصل کی۔ رستم کو مار ڈالا۔ اور مدائن پر قبضہ کر لیا۔ اور اسکو ہیاڑون میں نکالا۔
حکومت سے معزول کیے گئے۔ اسکی امید تازہ ہوئی اور خطوط ان صوبوں کے نام لکھے
کہ اب تک فتح نہوے تھے اور بڑی کوشش واسطے حصول اپنی سلطنت کے کی۔ اس فراہمی
کیواسطے نہاوند تجویز ہوا۔ یہ بہت قدیم جگہ تھی۔ بعضوں کا بیان ہے کہ اسے بانی حضرت
نوح تھے۔ اور انھیں کے نام سے یہ جگہ مشہور ہوئی اور ہمدان سے یہ مقام تیس کوس
کے فاصلہ پر تھا۔ جسکو قدیم یونانی اکثبات نامتے تھے۔ یہاں پر ڈیڑھ لاکھ آدمی جمع ہوئے
حضرت عمرؓ نے اپنے مشیرون کو مدینہ کی مسجد میں جمع کیا۔ اور اس خبر کو کہ اسی وقت ملی تھی
سنایا۔ آپؓ فرمایا کہ شاید یہ آخری بڑی کوشش فارسیوں کی ہو۔ اگر ہم لوگ اس دفعہ انکو
شکست دینگے۔ تو وہ پھر اس قدر فراہم کبھی نہوسکیں گے۔ اسلئے آپؓ نے اپنی رائے ظاہر
کی کہ ہم خود اس دفعہ کے لشکر کی سالاری میں جایا جاتے ہیں۔ اسپر بڑے قوی عذر ہوئے
اور عثمانؓ نے کہا کہ اطراف سے لشکر فراہم کیجئے۔ کہیں آپؓ خود خواہ کوفہ خواہ حلوان
میں رہتے اور وہاں سے مدد بھیجا کیجئے کہ اگر مسلمانوں کو شکست بھی ہو تو پھر فوج فراہم کر کے
آئے پھر حمایہ کرایئے۔ اور دوسروں نے مختلف مشورے دیے۔ آخر میں یہ امر حضرت عباسؓ
ابن عبدالمطلب کے پاس کہ اسوقت کے بڑے دانشمندان میں قوم قریش کے شمار کیے جاتے تھے
پیش کیا گیا۔ انکی رائے ہوئی کہ خلیفہ وقت کو مدینہ میں رہنا چاہئے۔ اور لشکر کی سالاری

نعمان ابن کرمی کو کہ اس وقت ابھوا زمین بسوقت سے تھے جب سے سعد نے انکو وہاں عراق سے تعینات کیا تھا۔ حضرت عباسؓ کا انتقال سلسلہ ہجری میں ہوا۔ انگریزی مورخ کا بیان ہے کہ ایسی بڑی بڑی سلطنتوں کے مثل جیسے شام۔ خال دیہ باستان اور میدیہ (کردستان) کے امورات کا تجویز ہونا تھوڑے سے ریش سفید عربوں سے کہ چند برس اسکے پیشتر بے خانمان مفروری تھے تعجب خیز معلوم ہوتا ہے۔ نعمان کے پاس نہاوند جانے کا حکم بھیجا گیا اور انکو مدینہ یحبہ اور کوفہ سے مدد آپونچی۔ انکا لشکر اس مدد کے پہونچنے پر بھی تھوڑا تھا۔ لیکن سب تجربہ کار مقرر اور فتوحات حاصل کیے ہوئے تھے۔ انکے پاس دس ہزار آدمی اور بھی سوا و حلوان اور دوسری جگہ سے آپونچے۔ فارسیوں کا لشکر جو نہاوند میں جمع ہوا فیروزان کی تحت میں تھا۔ یہ شخص ضعیف اور کمزور تھا لیکن پردلیہ اور آزمودہ کا تھا۔ اور صرف ایک ہی سردار باقی رہ گیا تھا کہ اس کام کے لائق تجویز پایا۔ اور سب پہلی لڑائیوں میں ہلاک ہو چکے تھے۔ یہ پیرانا شخص عربوں کے میدان کے بہادرانہ حملے سے پوری طرح واقف تھا اسلئے اسنے ایک مستحکم جگہ میں مورچہ بندی کی اور اسکے گرد گردکھائی کھدائی اور اسکو پانی سے بھرا۔ یہاں اسکا قصد ہوا کہ پہلے مسلمانوں پر حملہ کرے بلکہ ٹھہرا رہے۔ یہاں تک کہ انکو بے صبری ہوا اور تب دفعتاً انپر آپڑے۔

نعمان بن فارسی لشکر کے آگے آئے اور انپر بار بار آوازہ لڑائی کا دیا لیکن وہ پیرانا آدمی مورچہ سے نہ نکلا۔ دوسرے بیکار گذر گئے۔ اور مسلمانوں میں فیروزان کی تجویز کے موافق ناراضی اور شکایت افسر کی ہونے لگی۔ نعمان نے ایک حیلے کی تجویز کی کہ غنیم کو مورچہ سے نکالیں انھوں نے جلد جلد خمیہ اکھاڑا اور تیغے بٹے۔ اور کم قیمت چیزوں کو تیغے چھوڑ دیا۔ یہ چال لھگی فارسیوں نے حملہ کیا اگرچہ بہت ہوشیاری سے تعاقب کرتے تھے۔ نعمان نے دوسرے دن بھی تیغے بٹے اور انکا مخالف بچھا کرتا رہا۔ جب اپنے مورچہ سے اہل فارس دور پڑ گئے تب انھوں نے ایک جگہ رات کو قیام کیا اور انھوں نے اپنے لشکر سے کہا کہ

کل صبح سے لڑائی کیواسطے آمادہ رہو۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اکثر لڑائیوں میں رہے ہیں ایک معمول تھا کہ جمعہ کے دن نماز کے بعد لڑائی شروع کرتے تھے دوسرے روز جب لشکر جنگ کی صفوں میں قائم کیا گیا۔ نعمان بنے اُنکے سامنے نماز پڑھی اور دعا کی کہ اے اللہ اسلام کی مدد کر۔ ہملو کافروں پر فتح دے۔ تب ماتحت کے افسروں کی طرف مخاطب ہوئے اور کہا کہ اگر تم شہید ہوں تو فلان کن میری جگہ پر سالار ہو۔

اپنے ایک نشانی لڑائی شروع کرنے کی بتائی۔ آپ نے فرمایا کہ ہم تکبیر پکارتے ہیں اور اپنا جھنڈا ہلاؤ گے تیسری دفعہ جس طرح ہم حملہ آور ہوں اسی طرح سب ہوں۔ اپنے تکبیر اللہ اکبر کہہ کر پکاری تیسری مرتبہ جھنڈا ہلا کر تکبیر پکاری اور تمام ہوا تکبیر سے گونج گئی۔

و دون لشکر کی حرکت مہیب تھی۔ وہ سب فوراً ہی ایسے گرد سے لیٹ گئے جس میں صرف تلوار کی ایسی آواز معلوم ہوتی تھی کہ کیا ہوتا ہے۔ ہر گاہ اللہ اکبر کی صدا اور فارسیوں کا گونسا اور زخمیوں کی جلاہٹ سنی جاتی تھی۔ ایک ہی گھنٹے میں فارسیوں کو پوری شکست ہوئی اور نعمان بنے کما اے اللہ میری دعا بہ نسبت فتحیابی کے قبول ہوئی اب میری شہادت کی بھی دعا قبول ہو۔ آپ اپنے جھنڈے کے ساتھ ایک دشمن کے تعاقب میں ہوئے لیکن اس وقت ایک مفردی فارسی کا تیرا پکڑ لگا اور انتقال کیا۔ اُنکی لاش خون اور گرد آلود اُنکے بھائی کے پاس لائی گئی۔ اور اُنکا جھنڈا حلیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنگ واپنا قائم مقام نامزد کیا تھا دیا گیا۔

فارسیوں کا تعاقب بڑی خونریزی کے ساتھ کیا گیا۔ فیروزان ہمدان کی طرف بھاگا لیکن رات کے وقت جب پہاڑ پر چڑھا تھا۔ پکڑ لگا اور اُسکے ساتھ بہت خچر اور اونٹ سائیں کے اسباب سے لدے ہوئے تھے یہاں وہ مع کئی ہزار آدمیوں کے مارا گیا بہت غنیمت ہاتھ آئی۔ چالیس خچروں پر شہد تھا۔ اور اسی سے اہل عرب ہنسی سے کہتے ہیں کہ فیروزان اپنے شہد میں پھنس گیا۔ کل فارسی جو اس جنگ میں مارے گئے

ایک لاکھ آدمی تھے۔ یہ واقعہ ۳۱ھ ہجری موافق ۶۴۱ء عیسوی کے پیش آیا اور اہل اسلام اسکو فتح اقصیٰ کہتے ہیں لڑائی کے دوسرے روز ایک شخص گدھے پر خلیفہؓ کے سامنے خیمہ گامین آیا۔ یہ وہی شخص تھا جسے آتش پرستوں کے آتشکدہ میں خدمت کی تھا۔ اور ڈرتا تھا کہ کمین مسلمان اُسے نہ مار ڈالیں۔ اُس نے کہا کہ ہماری اور ہمارے ساتھی کی جان بخشی جاوے تو ہم آپ کو خزانہ بتا دیتے ہیں جسکو یزید جرد نے رُسے جاتے وقت میرے سپرد کیا ہے اُس کے شرائط منظور ہوئے۔ اُس نے ایک مہر کیا ہوا صندوق دیا اور اُسکو کھولنے پر خلیفہؓ نے دیکھا کہ دو لعل اور قیمتی جواہرات سے بھرا ہوا تھا۔ آپ نے اُسکو بیشمار دولت تصور کیا اور کہا کہ یہ جواہرات نہ لڑائی میں ہاتھ آئے نہ تلوار کے زور سے۔ اسلئے اُنکے تقسیم کیا حق ہو کہ نہیں ہو۔ اپنے ماتحت افسروں کی رائے سے اُنھوں نے اُس صندوق کو خلیفہؓ وقت کے پاس مع خمس حصے غنیمت کے روانہ کیا۔ حضرت عمرؓ نے اُن بادشاہی جواہرات کو حقارت سے دیکھا اور لینے سے انکار کیا اور فرمایا کہ ہم بھی اسکے مستحق نہیں جنھوں نے اُسکے ملک کو حاصل کیا ہو وہی لوگ اسکے تقسیم کے سزاوار ہیں۔ اسلئے جو آدمی لیگیا تھا اسی کی معرفت نوڑا ہی واپس دیا۔ خلیفہؓ نے ان جواہرات اور زیورات کو فروخت کیا۔ اور جب اُن کی قیمت لشکر میں تقسیم کی گئی ہر سوار کو چار ہزار شرفی ملی۔ جب حضرت عمرؓ نے فتح نہماوند کی خبر سنی آپ نے پہلے اپنے ساتھی نعمانؓ کی خیریت پوچھی۔ جواب سُنکر اپنے فرمایا کہ اللہ ان پر رحمت کرے وہ شہید ہوئے۔ اور خوب روئے۔ اور آپ نے پوچھا کہ اور کون شہید ہوا جسے آپ واقف تھے اُنکے نام لیے گئے اور جسے واقف نہ تھے اُن کی نسبت آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اُنکو جانتا ہو اور اسی مضمون کی آیت پڑھی۔

فصل اکیسویں

فارسی لشکر کہ فیروزان کے محنت میں شکست اٹھا چکا تھا ہمدان کے قریب جمع ہوا

لیکن حذیفہؓ نے کچھ لشکر بھیجا اسکو بھی شکست دی اور اپنا صدر نہادندین مقرر کیا۔ تب شکست یافتوں نے ہمدان میں پناہ لی اور ایک مضبوط قلعہ میں اپنے کو مستحکم کیا۔ ہمدان ملک فارس میں دوم شہر تصور کیا جاتا تھا۔ اسکے باشندوں میں یہودی نسبت اور شہر کے زیادہ تھے۔ یہ ایک بلندی پر واقع تھا جسکے بغل سے ہو کر دھارے کو ۵۰۰ الوند سے جاری تھے۔ اس جگہ کی حکومت اسی حبش کو ملی تھی جو حلوان میں شکست اٹھا چکا تھا۔ حبش نے نہادندین اگر حذیفہؓ سے ملاقات کی اور صلح کر لی۔ لیکن صلح سازشی تھی ماور واپس جا کر ہمدان کو مستحکم کیا۔ اور اس درمیان میں آند بانجان سے اسکے پاس امدادی لشکر بھی گیا۔ خلیفہ عمر رضی اللہ عنہ نے حاکم ہمدان کی اس بد عہدی کا حال سن کر ایک قوی لشکر ایک لائق افسر کے ساتھ جکا نام نعیم ابن مکرم تھا روانہ کیا حبش شجاع اور ہشیار آدمی تھا۔ اپنے لشکر کی بڑی تعداد پر بھروسہ کر کے وہ اپنے قلعہ سے نکل آیا اور مسلمانوں سے میدان میں اڑا۔ لڑائی تین روز تک رہی اور نہادند سے بھی سخت تر تھی لیکن آخر میں مسلمان کچل میاب ہوئے۔ اور اس شہر پر قابض ہو گئے۔

نعیمؓ اب رے کی طرف چلے۔ جہاں یزدجرد نے پناہ لی تھی۔ اسنے اس شہر کو اس خطرہ کی حالت میں چھوڑا۔ اور اسکو ایک رئیس کے سپرد کیا جس کا نام سیاوش بن براہام تھا۔ یہاں فارسی صوبوں نے کہ ابھی تک مفتوح نہوے تھے امدادی لشکر بھیجے کیونکہ سیاوش نے اخیر تک لڑنیکا عہد کیا تھا۔ اسکی حمایت یکار تھی۔ دغا بازی اور فریب رسواں رائج تھا زمین نے کہ ایک قوی رئیس شہر سے کا تھا۔ اور سیاوش کا دشمن تھا مسلمانوں سے سازش کیا۔ اور جب سیاوش ایک دروازے کے حملہ آور ہوا۔ تو زمین نے مسلمانوں کے دو ہزار آدمیوں کو دوسرے دروازے سے شہر میں داخل کیا۔ شہر کی گلیوں میں سخت خونریزی ہوئی۔ اور دونوں لشکروں میں رٹے سیاوش اپنے بہت سے لشکر کے ساتھ مارا گیا۔ اور وہ شہر قبضہ میں آگیا اور لوٹا گیا۔ اور اس کا قلعہ توڑ دیا گیا۔

اور زمین اپنی خیر خواہی کے صلہ میں وہاں کا حاکم مقرر ہوا۔
 قلعہ نے اب اپنا لشکر تفرق سمت میں روانہ کیا یعنی قوس اور دامغان اور جرجان
 و قدیم ہرکانیہ اور طبرستان کی طرف۔ یہاں خفیت مزاحمت ہوئی۔ لیکن قومی جرات
 زائل ہو گئی تھی۔ بلکہ مذہبی جوش بھی جاتا ہوا تھا۔ فرخام ایک جنگجو عاقل نے جب اس سے
 ہو گوان نے مشورہ لیا کہ ہمارے فارسیوں کا مذہب کمنہ ہو گیا۔ نئے مذہب نے سکوپر طرف کیا
 میری رائے ہے کہ صلح کر لیں اور حزیہ دین۔ اسکی رائے قبول کی گئی کل طبرستان نے جزیہ دینا۔
 قبول کیا۔ پانچ لاکھ درہم دینا منظور کیا اور شرط کی کہ مسلمان ہر اطراف میں لشکر رکھیں
 پھر آذربائیجان پر حملہ ہوا۔ یہیں سے ہمدان کو مدد گئی تھی۔ یہ صوبہ اس کے اور ہمدان
 سے آترہ۔ اور کوہ قاف کے سلسلہ تک پہنچا ہوا ہے۔ یہ آتش پرستوں کا قلعہ تھا۔
 جہاں انکا آتشکدہ تھا۔ اور برابر آگ جلا کرتی تھی۔ اسی سے اسکا نام آذربائیجان تھا۔
 آذر کے معنی آگ کے ہیں۔ اس کے حکام نے مقابلہ کیا لیکن شکست اٹھائی۔ آتشکدے
 ٹوڑے گئے اور آذربائیجان قبضہ میں در آیا۔ اسلام کے فتوحات اب کوہ قاف کے
 سلسلے تک پہنچ گئے۔ لیکن یہ بہاڑ اطاعت میں در آنے کو ہنوز باقی تھے کوہ قاف
 کے سلسلے پر رب کی طرف آذربائیجان کو ہازر اور کناہ بحر اخصر کیسین) سے جدا کرتے
 ہیں۔ اور شمال کی جانب آذربائیجان کو وسیع ملک سے سرعاشیہ کے دینے جواب دیں
 لہذا تاج اور سابق میں تاتاریوں کے قبضے میں بادشاہ استراخان اور قازان اور کلک
 کے تھا جدا کرتا ہے۔ اس بہاڑ کے درون کی حفاظت قدیم زمانے میں بذریعہ قلعے
 اور دیوار اور نوہون کے دروازوں کے واسطے روکنے جنگی آدمیوں کے حملے سے کہ
 پر سایہ زمین سے یا جوح اور ما جوح کے (لوگ دیلوگ) کہ قدیم زمانے کے خوفناک
 تھے کیجانی تھی۔ کیونکہ انھیں راہوں سے شمالی جنگلی اشخاص آئے تھے کہ نہایت قوی
 گھوڑے سوار تھے اور میون میں رہتے تھے اور اپنی منگنی تلواروں کی پرستش کرتے تھے

اور اپنے دشمنوں کے سروں کے چڑے سے جسکو لڑائی میں مارتے تھے۔ اپنے گھوڑوں کو آراستہ کرتے تھے۔

مسلمانوں کے لشکروں نے متفرق سرداروں کے تحت مینان دیون میں پہاڑوں کے گذر کیا۔ اور در بند پر قبضہ کر لیا۔

ان میں سے ایک شہر قلعہ تھا جسکے لیے بڑی سخت لڑائی مسلمانوں کو کرنی پڑی۔ اسکو اہل فارس در بند کہتے ہیں۔ اور ترک ضمیر کاپی جسکے معنی لوہے کے دروازے کے ہیں۔ پکارتے ہیں۔ اور اہل عرب اسکو باب لا بواب کہتے ہیں یہ اس درے کی حفاظت کرتا ہے کہ درمیان کوہ قاف کی بلندی کے اور بحر اخضر کے ہیں۔ اس میں تین دروازے تھے۔ ایک ان میں سے تہ زمین ہو گیا۔ اور اب صرف دو باقی ہیں۔ ان کی نسبت لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ جب یہ بھی تہ زمین ہو جائیگے تو قیامت آجائیگی۔

عبدالرحمن بن ربیعہ ایک ان افسروں سے تھے جنہوں نے کوہ قاف پر قبضہ کیا تھا۔ انکو حضرت عمرؓ نے در بند کی حکومت سپرد کی تھی اور فرمایا کہ انپر خوب نگران رہو۔ کیونکہ اہل کاپی مسلمانوں کی حفاظت کا ان دور کے فتوحات میں بڑا خیال تھا۔ اور خدشہ تھا کہ شمالی حملوں میں کہیں مسلمانوں کا لشکر تباہ نہ ہو جاوے عبدالرحمنؓ نے حضرت عمرؓ کی مرضی سے ایک سردار سے اس ملک کے جسکا نام شہر زاد تھا اقرار نامہ کیا۔ کہ اس سے اس

واضح رہے کہ ملک فارس کے نزدیک نہایت بلند پہاڑ ہے جو ایشیا کو یورپ (فرنگستان) سے جدا کرتا ہے۔ اور اسکے دونوں طرف دریاے سندھ و بحر احمر و بحر اسود ہیں۔ انکو کوہ قاف کہتے تھے۔ قدیم زمانے میں جب علم جغرافیہ کم تھا۔ لوگ سمجھتے تھے۔ کہ اس پہاڑ کے بعد دینا نہیں ہے اور ایسی جگہ ہے کہ دیوؤں سے آباد ہے۔ حالانکہ وہ لوگ جتنی آدمی بھی تھے۔ کہ آدمیوں کو مار ڈالتا اور ان کو کھانا ان کے نزدیک کوئی بات نہ تھی۔ یہ لوگ آتے اور اہل فارس کو بہت تباہ کرتے۔ اس لیے سکندر ذوالقزینہ نے ایسے آدمیوں کی حفاظت کے لیے ان پہاڑوں کے دیون میں دیوار م

شرط پر جزیہ نہ لیا جائے گا۔ کہ وہ درہند کی حفاظت بقایہ جنگی شمالی آدمیوں کے کرے۔
عبدالرحمنؓ سے اور شہر زاوے ان پہاڑوں کے بہ نسبت گفتگو رہی کہ فارسی حکایات اور
قصص کی جڑ معلوم ہوتے ہیں جب عبدالرحمنؓ نے شہر زاوے سے بہ نسبت قوم علانی
اور رس کے کہ ان درہند سے پرے تھے اور نسبت دیوار ماجوج ماجوج کے کہ ان کے
روکنے کی واسطے بنائی گئی تھی سنا۔ اُن کے خیالات روشن ہو گئے۔

ایک قصہ کہ شہر زاوے کہا اُس سے الف لیلا کے سندھ بادشاہی کے قصہ کی
اصلیت معلوم ہوئی ہر طبری مورخ نے یون لکھا ہے کہ ایک روز عبدالرحمنؓ شہر زاوے
کے پاس بیٹھے تھے۔ اور اُس سے گفتگو کر رہے تھے۔ کہ اُس کے ہاتھ میں انگوٹھی دیکھی جس میں
لعل جڑا ہوا تھا۔ جو دن کے وقت مثل آگ کے روشن تھا۔ اور رات کو اور بھی زیادہ
چمکنا تھا۔ شہر زاوے کہا کہ یہ لعل بلج اور ماجوج کی دیوار سے آیا ہو۔ ایک بادشاہ نے
جس کے ملک میں یہ دیوار واقع ہو چکا ہو، اُس کے پاس تحفے بھیجے تھے۔ اور اُس سے
صرف ایک لعل جا ہوا تھا۔ اُس پر عبدالرحمنؓ کو متعجب پا کر اُس نے اُس آدمی کو بلوایا کہ انگوٹھی
لایا تھا اور اُس سے اُس قصہ کو کہنے کے لیے حکم دیا۔ اُس آدمی نے کہا کہ جب میں نے تحفے اور
خط شہر زاوے کا اُس بادشاہ کو دیا۔ اُس نے اپنے شکاری سردار کو بلوایا اور اُس جوابہر کے نہیا
کر کے حکم دیا اس شکاری نے ایک چیل کو تین روز تک بھوکا رکھا اور کچھ کھانے کو نہ دیا
تب وہ اُس چیل کو پہاڑوں میں اُس دیوار کے پاس لے گیا۔ اور ہم بھی اُس کے ساتھ
ہوئے۔ ان پہاڑوں کی بلندی سے ہم لوگوں نے ایک غارتہ و تار کی طرف نیچے کود دیکھا

ابنائی چاہی۔ اور وہ دیوار پتھر اور لوہے اور سیسے سے بنائی گئی اور بعض جگہ ان درہند
میں مستحکم رہے کے دروازے لگائے گئے۔ اُن کی کچی اہل فارس کے ہاتھ میں رہی۔ انھیں
جنگی قوم کو نرم بلج اور قوم ماجوج کہتے تھے کہ انھیں ترکوں اور تاتاریوں کے مورث
تھے۔ اسی دیوار کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے جس کا مضمون یہ ہے۔ اور انھوں نے

اس شکاری نے کچھ رنگین گوشت نکالا اور اسکو اس فار کی طرف پھینکا اور جیل کو کھول دیا۔ وہ اسیر جھپٹی اور زمین بد گرتے ہی اسکو چگل میں اٹھالائی۔ اور میر شکار کے ہاتھ پر پیرا کر بیٹھ گئی۔ اور یہ لعل جو چمکتا ہی اسی گوشت میں شاہو پایا گیا۔

عبدالرحمنؓ نے اس دیوار کا حال پوچھا۔ اسنے جواب دیا کہ وہ لوہے اور تھیر اور پیل سے بنی ہوئی ہے۔ اور ایک پہاڑ کی بلندی سے دوسرے پہاڑ تک ہے۔

عبدالرحمنؓ نے کہا شاید وہی دیوار ہے جسکا ذکر قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے آپؐ نے شہر زادے اس لعل کی قیمت پوچھی۔ اسنے کہا کہ یہ بے بہا ہے اسکی قیمت نہیں اور اسنے انکو ٹھکانا نکال کر دینا چاہا لیکن اپنے انکار کیا۔ کہ اس قیمتی جواہرات کے ہم سزاوار نہیں شہر زادے کہا کہ فارس کے بادشاہ اسکو دیکھتے تو زہر دستی لیتے لیکن تمہارے ایسے جال چلن کے لوگ دنیا کو فہم کرینگے۔

ان قصوں کا اسقدر اثر ہوا کہ عبدالرحمنؓ نے در بند کے بار جا کر ہر اسرار ملکوں پر حملہ کرنا چاہا۔ لیکن پوری طرح حملہ نہیں کیا کیونکہ حضرت عمرؓ کی اس بارے میں سخت مخالفت ہے آپؐ نے فرمایا اگر ملک و خلیفہ موت کی ناخوشی کا ڈر نہوتا۔ تو ہم یا جوج اور ماجوج تک جاتے اور ان کافروں کو مسلمان کرتے عبدالرحمنؓ اس میدان میں پہنچے۔ جو درمیان بحر خضر اور بحر اسود کے ہے کہ حال کے ترکوں کے وحشی مورث اعلیٰ سے آباد تھا۔ ایک شخص نے کہ اس معرکہ میں عبدالرحمنؓ کے ساتھ تھا۔ ذیل کے واقعات حضرت عمرؓ سے کہے اسنے کہا کہ انھوں نے ہم لوگوں کو اپنے قدیم دشمن فارسیوں سے مختلف پا کر پوچھا کہ تم فرشتے ہو یا بنی آدم جسکے جواب میں ہمنے کہا کہ ہم لوگ بنی آدم ہیں لیکن آسمان کے فرشتے ہمارے ساتھ ہیں۔ ان لوگوں نے ہمیر حملہ کرنے میں تامل کیا۔ کہ فرشتے انکے محافظ ہیں لیکن ایک

کہا اسے دو اقرنین ماحض و ماجوج تک کو تباہ کرنے ہیں۔ انھوں نے فرمایا میں ایک دیوار تمہارے اور ان کے درمیان میں حائل کر دوں گا۔ لوہے کے بڑے بڑے ٹکڑے لاؤ کہ ان پہاڑوں کے کے درون کو بند کر سکیں۔ اور انھوں نے تمہارے دونوں سے کہہ کر دھونکنی سے

فخص کہ کسی قدر زیادہ ہوشیار تھا۔ اُس نے ایک درخت کے آدھے سے ایک مسلمان کو تیر مارے اور وہ مر گیا۔ تب یہ عقیدہ اُنکا زائل ہو گیا۔ اور سمجھے کہ یہ بھی اہل موت سے ہیں یعنی فانی ہیں۔ اور اس وقت سے سخت لڑائی ہونے لگی عبدالرحمنؓ نے ایک جگہ کا یہ مسئلہ نام بلند شہر تھا محاصرہ کیا۔ اور یہ شہر بلغاریہ کا تھا کہ ترکوں کے ہمسایہ تھے جو ترکوں کی طرح اب تک دنیا میں غیر مشہور تھے ترک اپنے ہمسایہ کی مدد کو آئے۔ ایک سخت لڑائی مسلمانوں سے ہوئی جس میں مسلمانوں کو شکست ہوئی اور عبدالرحمنؓ غصید ہوئے۔ تاہم ترک اپنے نئے حملہ آور کے ساتھ حسن ظن رکھتے تھے کیونکہ انکی لاش کو گارڈ کیا اور اُس پر ایک یادگار بنایا۔ اور قحط سالی اور خشک سالی میں وہاں جا کر دعا کرتے۔

عبدالرحمنؓ کا لشکر در بند کے اندر واپس آیا۔ اور اُنکے بھائی سلمان ابن ربیعہ کو اُنکا نائبین حاکم کوہ قاف کے درون کا بنایا۔ اور اس طرح سے یاجوج اور ماجوج کے ملک کی حملہ آوری ختم ہوئی۔

فصل بائیسویں

حضرت عمرؓ کی خلافت کے پڑنے بڑے اور مشہور واقعات کے باعث نے متاریخی آتش دفعہ ختم ہوئی سفارسی قیدیوں کے درمیان میں ایک شخص تھا جسکا نام فیروز تھا کہ مدینہ میں تھا۔ اور آتش پرست کا مذہب رکھتا تھا۔ اُسکا آقا دورو پیہ روز بوجہ غلامی کے اُسکی کمائی سے لبا کرتا تھا۔ اُسکی نالاش اُس نے خلیفہ عمرؓ کے پاس کی۔ کہ ہمیر جبر۔ آپ نے اُسکے حالات دریافت کیے۔

اس امر کے معلوم ہونے سے کہ وہ برصغیر کا کام اور پن چکی بنانے میں ہوشیار ہے

دھونک کر رتبہ کو سرخ کر دیا اور کھلا ہوا تانبا اور سیسا لاد کر ہم انہما دیوں۔ اس لیے جب یہ دیوار تیار ہوئی تو ماجوج اور ماجوج اُن سے عاجز رہے نہ اُنکو کھود سکے اور نہ اُس پر

آپ نے فرمایا کہ تجھ کو دوسرے روزانہ دینا آسان، اگر فیروز نے کہا کہ ہم آپ کے واسطے بن جلی بناؤں گے کہ آپ کو قیامت تک پیسے کی اس کے کئے پر آپ کو تعجب آیا۔ اور ظلم کے ساتھ فرمایا کہ یہ غلام مجھے دھمکی دیتا ہے اگر مجھ کو شک پر کسی کو سزا دی جانے کی اجازت ہوتی تو ہم اسکو قتل کرتے۔ اور اسکو جانے دیا۔ اس کے تین روز بعد جب آپ مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے کہ فیروز نے اچانک میں تین چھڑے مارے۔ اُنکے ساتھی قاتل پر دوڑے اُس نے سخت مقابلہ کیا۔ کئی کو مار ڈالا اور زخمی کیا۔ ایک نے اسپر انبی چادر ڈال دی۔ اور اسکو بکھڑیا۔ اسپر اُسے خودکشی کی اور جہنم واصل ہوا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ جسکے ہاتھ سے میرا قتل ہوا۔ اللہ کا شکر ہے کہ وہ مسلمان نہ تھا۔ اپنے اپنے کو سنبھالو نماز تمام کی جس میں آپ مشغول تھے۔ اور فرمایا کہ جو شخص قصد نماز ترک کرتا ہے۔ وہ اسلام میں نہیں آتا۔

آپ تین روز تک مکان میں زندہ رہے لیکن کوئی شخص آپ کو جانشین نامزد کرنے پر مجبور نہ کر سکا۔ آپ نے فرمایا کہ میں نہیں کر سکتا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا۔ بعضوں نے کہا اپنے بیٹے عبداللہ ابن عمر کو نامزد فرمائیے۔ آپ نے فرمایا کہ عمرؓ کے خاندان میں صرف عمرؓ ہی اس کام کے لیے ہیں۔

آپ نے پچھلے آدمیوں کا مجمع قرار دیا جنکی بہ نسبت آپ نے فرمایا کہ یہ سب خلافت کے سزاوارتہ نہیں لیکن ان میں سے شاید حضرت علیؓ یا عثمانؓ چنے جاویں۔ شاید کہ خلافت کے واسطے آپ کے بعد تجویز کے جاوین اسلئے آپ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ اگر تم خلیفہ ہو تو اپنے خاندان کی بالائش نہ کرنا۔ اور بنی ہاشم کو سب کی گردنوں پر سوار نہ کرنا۔ اور یہی باتیں آپ نے حضرت عثمانؓ سے بہ نسبت بنی امیہ کے کہیں تمام دوات طلب کر کے ایک خط جانشین کے نام لکھا۔ کہ جو شخص جانشین ہو۔ اسکو لازم ہے کہ انجام میں امور اسکا استیجاز ہو۔

پھر اُس کے خط میں اس کا مضمون صرف اس قدر ہی پڑا کہ تم نے اپنے فتوحات کے حالات میں ان دیواروں کے نشانے نکالے۔ اور ابھی تک کچھ نشانات باقی ہیں۔ گوشتی سے اکثر ان میں کے نشانات چھپ گئے ہیں۔

اور اسلام کی ترقی میں کوشاں ہو۔

آپؐ نے اپنے بیٹے - عبداللہ بن عمرؓ سے کہ بڑے عالم فقیہ صحابی اور پرہیزگار شخص تھے اور ہر طرح تقویٰ تھے لہذا کہ اسلام کے کاموں سے یہ نہایت ضروری کام ہے کہ اٹھارہ ہزار درہم جو بننے بیت المال سے قرض لیا ہوا سکودا کرو۔ سمجھوں نے اس بارہم میں التجا کی کہ اسکی ضرورت نہیں کیونکہ آپؐ نے اس مال کو کار خیر میں صرف کیا ہے۔ لیکن آپؐ نے فرمایا کہ یہ میری آخری مرضی ہے۔ تب آپؐ نے حضرت عائشہؓ کے پاس آدمی بھیجا۔ کہ اجازت دیجئے کہ ہم آپؐ کے باپ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بغل میں دفن کیے جاویں۔ امین عباسؓ اور حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ نے آپؐ کی بڑی تشفی کی۔ کہ آپؐ نے اللہ کی عنایت سے اسلام کے انتظام کو اس حسن سے انجام دیا ہے کہ کوئی شخص آپؐ کے بعد بے انصافی کا الزام نہیں دے سکتا۔ آپؐ نے فرمایا۔ کہ اسکی گواہی آپؐ قیامت میں دیجئے گا۔ انھوں نے اپنا ہاتھ دیا۔ اور وعدہ کیا۔ لیکن آپؐ نے نوشتہ طلب کیا۔ کہ قبر میں ساتھ رکھا جاوے۔ کل ان مورات کا بندوبست کر کے اور اپنی قبر کے بہ نسبت تجویز فرما کر آپؐ نے ساتویں روز قتل کے دن سے انجیا عمر کے ترستھویں برس میں بعد دس برس چھ مہینے کا میانی کے ساتھ خلافت کرنے کے انتقال فرمایا۔

آپؐ کے قتل کا بہ لہ بمشورہ محمد بن ابی بکر کے عبداللہ ابن عمرؓ نے بے خرچ لیا۔ اُن سے کہا گیا کہ یہ قتل حضرت عمرؓ کا بہ صلاح چند شخصوں کے ہوا۔ اور اس صلاح میں اسکی بیٹی لولہ اور ایک عیسائی جس کا نام صوفیہ بنتا تھا۔ اور پھر مزان حاکم۔ ساسانیان شامل تھا۔ آپؐ غصہ کی حالت میں عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے تینوں کو قتل کیا۔

انگریزی موسیٰ کی رائے ہے کہ حضرت عمرؓ کے تمام آوارہ نچی واقعات سے معلوم ہوتا ہے

کہ آپ بڑے قوی دماغ اور سلجھی ہوئی عقل اور سخت انصاف کے آدمی تھے۔ آپ ہی اصل اسلام کی سلطنت کے بانی تھے۔ اور آپ کے بعد آپ کے ایسا کوئی نہیں ہوا۔ آپ نے حضرت صلعم کی وحیوں کا انجام دیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو انکی مختصر خلافت میں مشورے سے مدد دی۔ اور دانشمندی کے قواعد واسطے انتظام سلطنت اسلام کے جو بہت جلد پھیل گئی۔ قائم کیے۔

وہ سخت دسترس جو اپنے اپنے دور کے باشکر سرداروں پر ان کی کامیابیوں کے درمیان میں رکھا آپ کی غیر معمولی حکومت کی لیاقت کو ظاہر کرتی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی سادگی کے قائم رکھنے میں اور تشو و نما اور آرائش سے پرہیز کرنے میں اپنے پیغمبر پر حق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر کی پوری اقتدا کی۔ آپ نے اس بات کو اپنے خطوط میں جو اپنے سالار لشکر کے نام لکھے اکثر ظاہر کیا ہے۔

قاری آرائشوں سے غذا اور پوشاک میں بہت لحاظ رکھنا۔ اپنے ملک کی سادگی کی وضع رکھو اور اللہ تعالیٰ تم کو کامیاب کرے گا۔ اور اقبال دے گا۔ آپ کا اس سادگی پر استقامت یقین تھا کہ آپ نے آرائشوں اور فضولی کے واسطے اپنے ماتحت کے افسروں کی سزا کی۔

آپ کے بعض قاعدوں سے آپ کے دل و دماغ کی قوت معلوم ہوتی ہے۔ آپ نے ان لونڈیوں کی بیع و شرا کی ممانعت کی جو ذی اولاد ہیں۔ آپ ہر ہفتہ میں اپنے خزانے سے بہت خیرات کرتے۔ اور موافق حاجت کے دیتے نہ موافق اس کے طلب کے آپ نے فرمائے کہ اللہ تعالیٰ نے زائد کو دوسروں کی رفع حاجت کے واسطے دیا ہے۔ اور اس کے اوصاف کا بدلہ اللہ تعالیٰ آخرت میں دیگا۔

آپ نے اپنی ابتدا سے خلافت سے اکثر صحابہ کو نیشن دیا۔ جنہوں نے اسلام کی ترقی میں کوشش کی تھی۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا سالانہ دو لاکھ درہم تھا۔

اور آپ کے دوسرے قرابت داروں کا بھی اُنکے درجہ کے موافق تھا۔ جو لوگ جنگ بدر میں لڑے تھے۔ انکا سالانہ پانچ ہزار درہم تھا۔ اور اسی طرح جنحون نے جنگ شام اور فارس اور مصر میں کارگزاری کی تھی اُن کی پیش کچھ کم تھی۔ حضرت صلے اللہ علیہ واکہ وسلم کے ہزار و اج کا سالانہ دس ہزار درہم تھا۔ لیکن حضرت غالیشتہ کا بارہ ہزار تھا حضرت امام حسن و امام حسین علیہما السلام ابن علی رضو ذوالہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سالانہ پانچ ہزار درہم تھا۔ آپ ہی پہلے شخص ہیں جنحون نے حساب و کتاب خزانہ کا قائم کیا۔ آپ ہی نے پہلے سنہ ہجری جاری کیا۔ اور آپ ہی پہلے شخص ہیں جنحون نے سکہ جاری کیا۔ جسپر لکھا رہتا تھا لا اِلهَ الا اللہ اور اُس خلیفہ کا نام جس کا زمانہ ہوتا تھا۔ آپ نے کی خلافت میں چھتیس ہزار شہر اور قلعہ فتح ہوئے۔ اکثر نئے شہر آباد کیے بہت سے تجارت گاہ قائم کیے بحساب مسجد بنائیں۔ اور جتنے ملک فتح ہوئے اُن کی ایک بہت بڑی سلطنت قائم کر دی۔ آپ کے زمانہ خلافت میں تین بڑی سلطنتیں فتح ہوئیں۔ شام و فارس و مصر جو مسلمانوں کی تاریخ میں یادگار ہے۔ یہ بڑی قوت سلطنت اسلام کی صرف دس برس کے عرصہ میں حاصل ہوئی۔

یہ بات اور بھی قابل یاد ہے کہ یہ بڑے فاتح یہ بڑے بانی قانون اور یہ بادشاہ عظم صرف ایک نیم تعلیم یافتہ ملک کے عرب تھے۔ اُسی عیسائی مورخ کا قول ہے۔ ان ابتدائی حامیان اسلام کے بارے میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ آدمی نہ تھے دیوتے تھے۔ آپ کے نکاح میں چھ بیویاں آئیں جن میں زینبؓ۔ بنت شعلونؓ۔ ملیکہ بنت جریولؓ۔ دام علیہ السلام تراش۔ و جمیلہ بنت عامر۔ ام کلثوم بنت علیؓ۔ والدہ ماجدہ عبدالعزیز بن زینبؓ۔ والدہ ماجدہ کہ شہیدہ زینبؓ۔ والدہ ماجدہ سہیلہ۔ والدہ ماجدہ کہ شہیدہ عمرہ بنت العزیزؓ۔ والدہ ماجدہ کہ شہیدہ زینبؓ۔ والدہ ماجدہ کہ شہیدہ زینبؓ۔

و ساتھ بہت زید۔ اور عبدالرحمن بن اوسط۔ اور عبدالرحمن بن اصفہ بنی آپ کے بیٹے تھے لیکن لونڈی سے تھے۔ اور آپ کے عمال عبداللہ خزاعی مکہ میں اور نافع بن عبداللہ طائف میں۔ اور ابو موسیٰ اشعری بصرہ میں۔ اور مغیرہ بن شعبہ کوفہ میں۔ اور عمرو بن العاص مصر میں اور عمرو بن سعد حمص میں۔ اور معاویہ بن ابی سفیان دمشق میں۔ اور عمرو بن عتبہ اردن میں اور علی بن امیسہ میں۔ اور عثمان بن ابی العاص بحرین میں تھے۔ اور عثمان بن عفان قاضی تھے۔ اور زید اور ربیعہ کاتب تھے۔

بعد وفات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے یہ چھ آدمی جانشین تجویز کرنے کے لیے جمع ہوئے۔ وہ لوگ یہ تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ طلحہ رضی اللہ عنہ و زبیر رضی اللہ عنہ و سعد ابی وقاص یہ لوگ عشرہ مبشرہ سے تھے۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک قربت مندوں سے ہیں۔

بعد بڑی گفتگو کے خلافت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس پیش کی گئی۔ اور آپ سے کہا گیا کہ بشرطیکہ آپ موافق قرآن اور حدیث اور اقوال شیخین کے عمل ہوں۔ شامل
آپ نے فرمایا کہ ہم مطابق قرآن اور حدیث کے کریں گے۔ اور شیخین کی متابعت اپنے پر لازم نہ پکڑیں گے بلکہ جو ہمارے انصاف میں آئے گا کریں گے چونکہ یہ جواب حضرت علی کا جمع کی رائے کے خلاف تھا۔ اس لیے لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے یہ بات کہی۔ اور انھوں نے قبول فرمایا۔ اور تین روز بعد وفات عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جانشین ہوئے۔ آپ کشیدہ قد تھے۔ رنگ سافلا تھا۔ اور آپ کی ڈاڑھی حنا سے رنگین رہتی تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مذہبی امور میں سخت تھے۔ روز روز مراقبہ اور قرآن بہت تلاوت کرتے تھے۔ اور آپ ویسا سادگی

کو نہیں پسند کرتے تھے جیسا حضرت عمرؓ بلکہ مال بہت خرچ کرتے تھے۔
 آپ سخاوت کے باعث ہر دل عزیز تھے۔ ایک سال قحط سالی میں آپؓ نے مدینہ کے
 محتاجوں کو غلہ دیا تھا۔ آپؓ نے خرچ کثیر کے ساتھ کچھ زمین مسجد نبویؐ کی بغل میں حضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ازواج طہبات کے بے خرید کی۔ آپؓ نے جوک کی لڑائی کے
 واسطے ساڑھے چھ سو اونٹ اور چار سو گھوڑے دیے تھے۔

اصحاب آپؓ کی بڑی منزلت کرتے تھے۔ اس باعث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کی دو بیٹیاں آپؓ کے نکاح میں آئی تھیں اور آپؓ دونوں ہجرتوں میں شریک تھے۔
 حبش اور مدینہ کی ہجرت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ رفیق فی الجنتہ عثمان
 جیسے ہی آپؓ خلیفہ وقت ہوئے۔ کہ عبداللہ ابن عمرؓ کے قتل کرنے کا مقدمہ پیش ہوا
 کہ صرف شہد پر قتل کیا۔ آپؓ کو تامل ہوا کہ اس معاملہ میں کیا کیا جائے لیکن آپؓ نے
 غور کر کے فرمایا کہ یہ واقعہ نہ میری خلافت میں ہوا۔ اور نہ عمرؓ کی اس لیے دونوں کی
 خلافت اسکی تجویز کے الزام سے پاک ہو۔ اور اس لیے عبداللہ ابن عمرؓ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر قصاص کا حکم نہ آیا۔

باب پانچواں

فصل پہلی

کسری فارس کی سلطنت حضرت عمرؓ کی خلافت میں تباہ ہو چکی تھی لیکن اب
 بھی کچھ بچی سہی تھی وہ بھی آپؓ کے زمانہ خلافت میں ٹے ہو گئی۔ سلمانوں کے لشکر
 نے اپنے لائن افسر دن کی ماتحتی میں متفرق سمت میں رخ کیا بعض یحیم کو چلے اور
 قدیم اسیر یہ (عراق یحیم) میں گذر کیا۔ موصل کے پل کو جو دریائے

وجہ یہ ہے جو کہ کر کے شہر نینود میں بلاذرحمت مثل بایستان کے داخل ہوئے اور البحرہ (مسوڈیہ) کے فتوحات کو پورا کر کے اپنے شہام کے ساتھیوں سے جاتے۔ اور بعضوں نے پرب اور دکن کی راہ لی اور یزدجرد کا تعاقب کیا۔ ایک فرمان خلیفہ وقت کا جاری تھا کہ اس مغوری کا تعاقب کرو۔ یہاں تک کہ وہ صفی زمین پر باقی نہ رہے۔

یزدجرد بعد ترک کرنے کے ایک شہر سے دوسرے شہر میں اور ایک صوبہ سے دوسرے صوبہ میں مارا پھرا۔ کبھی اُسکا قیام شہر اصفہان میں سنا گیا۔ پھر فارسستان کے پہاڑوں میں۔ کچھ زمانے وہ استکار یعنی (اصطخر) دیوسیس (میں بھی تھا۔ جہاں وہ بچپن میں پرورش پایا تھا فارسستان سے وہ کرمان میں بھاگا اور وہاں سے خراسان میں آیا۔ جسکے شمالی حصوں میں شہر مرو بود۔ وہاں کچھ آرام لیا۔ یہ شہر بلخ کی سرحد میں فاصلہ پر واقع ہے۔ تمام سفر میں وہ مدائن کے باشندوں کو جو مغور ہوئے ساتھ لیے پھرا اور ان کے پاس کھانے تک کو نہ رہا۔ مرو میں بھی اُسکے ساتھ چار ہزار آدمی تھے۔ اس اثنا میں اُس نے ایک آتشکدہ بنایا۔

اور جو شہر اب تک فتح ہونے کو باقی تھے اُن کو لکھا کہ جہاں تک ہو سکے مسلمانوں سے خوب لڑو۔

شہر اصفہان جو اُسکے ملک کے عمدہ شہروں میں تھا۔ اور جہاں نہماوند کے شکست یافتہ لشکر جمع ہوئے تھے۔ وہ شاید کچھ عرصہ تک ٹھہرے۔ حاکم شہر کی نادانی سے ایک ہی رات میں یہ شہر طے ہو گیا۔ اور اطاعت میں در آیا۔ اُس وقت سے اس شہر نے چہرہ نہ اٹھایا۔

در اصفہان استکارین اطراف کے بہت لوگ فراہم ہوئے۔ چونکہ قریب دارالسلطنت تھا۔ اور فارسوں کا مذہبی تعلق رکھتا تھا۔ یہاں کے حاکم شاد رگ نے

ایک لکھ بیس ہزار آدمی فراہم کیے تھے۔ لیکن سب بیکار تھا سفاریوں کو پھر شکست ہوئی اور انکا حاکم شاد رگ مارا گیا۔ اور اشکار قدیم درپرسیونس (جو ایک وقت میں مالک مشرقی کا دارالسلطنت تھا۔ جزیرہ دینے پر مجبور کیا گیا۔

اب مسلمانوں کی کاسیائی خراسان کی طرف رجوع ہوئی۔ ایک حصے کے بعد دوسرا حصہ فتح کرتے ہوئے اُس جگہ پہنچے جہاں یزدجرد تھا۔ لے کر یزدجرد اب اپنی حد سے گزر کر دریائے جیحون کو عبور کر کے ریگستان میں جا پڑا اور درمیان توران۔ و ترکستان کے دھبیوں کے پناہ گزین ہوا۔ اُسکا سفر چین تک تھا جہاں کے خاقان سے مدد لینے میں وہ کامیاب ہوا۔ اور ایسا لکھا ہے کہ وہ جیحون عبور کر کے مع شکرے بلخ میں پہنچا۔ جہاں کے لشکر نے اُسکی مدد کی۔ ان لشکروں سے اُنہوں نے مسلمانوں کا مقابلہ کرنا چاہا۔ لیکن اپنے ہی لوگوں میں دغا پھیل گئی۔ خاقان تاناری اپنے لشکر کے ساتھ واپس گیا۔ یزدجرد کے ساتھیوں نے اس پر تیشانی میں تنگ آکر اُسکے مسلمانوں میں پکڑوا دینا چاہا۔ اس وقت یہ مرو میں تھا کہ دریائے جیحون کے کنارے پر واقع ہے۔ اس لیے اُس کو۔ مرو الرود بھی کہتے ہیں۔ اور یہ اُس مرو سے ممتاز کرنے کے واسطے ہے کہ خراسان میں واقع ہے۔

جب اُسکو اس دغا کا حال معلوم ہوا اُس نے ایک رات اپنے غلام کو حکم دیا کہ بذریعہ کھڑکی کے اُسکو تار دے۔ اور وہ پیادہ پا اکیلا رات کو چلا۔ جب صبح ہوئی تو اُس نے ایک نیچلی داڑھے کے پاس اپنے کو پایا۔ جو دریا کے کنارے تھا۔ اور نیچلی داڑھے کو انگوٹھی اور گونہ دیے۔ کہ دریا کے پار اُمارے۔ اُس بن چکی داڑھے نے کہ اُن زریورات کی تدر نہ جانتا تھا چار درہم مانگے۔

ہر گاہ یہ لوگ اس بحث میں تھے کہ ایک گروہ سواروں کا یزدجرد کی تلاش میں آ پڑا اور اُسکو اپنی تلوار سے ہلاک کیا۔ اور دوسری روایت یہ ہے کہ وہ اپنی

پر شاگ کے بوجھ سے تھک گیا تھا۔ اور اس نے پناہ نیچلی دالے کے گھر میں لی جس نے اس کے اسلحے چٹائی بچھا دی۔ اور اس پر سو رہا اس کے سوتے کے کمر بند جیسے ہوا ہرات جڑے تھے۔ اس انگوٹھی اور گلوبند کے لالچ سے نیچلی دالے نے سوتے میں مار ڈالا اور اس کے بدن کو تنگ کے پانی میں ڈال دیا۔

صبح کے وقت سوار تعاقب میں پہنچے۔ اس کے کمر بند وغیرہ سے پہچانا۔ کہ نیچلی دالے نے مار ڈالا انھوں نے اس نیچلی دالے کو قتل کیا۔

یہ عجب زبرد واقعہ ۲۳ اگست ۱۵۷۳ء میں واقع ہوا مطابق سال ۹۸۰ ہجری کے یزدجرد اپنی چوبیس برس کی عمر میں تھا۔ اور نو برس قبل جنگ نہاوند کے سلطنت کر چکا تھا اور نو برس مفروضی را۔ بعد مرے یزدجرد کے کل سلطنت مسلمانوں کی ہو گئی حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے ۱۰ اصحاب عشرہ مبشرہ سے تھے پچاسی برس کی عمر میں انتقال فرمایا ۹۸۰ ہجری میں۔ اور بہت ال چھوڑا۔ اور بہت اولاد تھی۔

فصل دوسری

بعض فریق حضرت عثمانؓ پر اس امر کا الزام دیتے ہیں کہ آپؓ مقرر کر کے میں اپنے ماتحتوں کے منہ نہ نہ تھے۔ اور اپنے قرابت داروں کے جانب دار تھے۔ بمقابلہ عامہ خلافت کے۔ اسی وجہ سے ایک بہت بڑی غلطی یہ ہوئی کہ آپؓ نے عمرو غاص کو حکومت مصر سے برطرف کر کے اپنے رضاعی بھائی عبداللہ بن سعد کو ان کی جگہ پر مقرر کیا۔ یہ وہی عبداللہ بن سعدؓ ہیں کہ حضرت صلعم کے کاتب وحی تھے اور عکس وحی پڑے سے یہ سمجھے کہ جو ہم کہتے ہیں وہی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مانتے ہیں شاید وحی سے بنا کر کہتے ہیں۔ اس سبب سے مرتد ہو گئے۔ اور مابعد میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سفارش سے ان کا قصور معاف ہوا۔ اور پھر مسلمان ہو گئے۔ اور

اُس کے بعد اسلام کے امورات کو دینی خواہش کے ساتھ بجالائے۔
 یہ نہایت شجاع اور شہد سواروں میں بڑب کے تھے۔ لیکن ملک کی حکومت کا کام ابھی
 طرح نہیں جانتے تھے۔ اور موافقی حالات موجودہ کے وہ نا تجربہ کار تھے بمقابلہ عمر و
 غاصص کے کہ جنگجو اور آئین دان و دونوں تھے۔ اور اہل مصر کے دین میں انکا اعزاز
 تھا۔ عمر و غاصص کی برخاستگی کا غم سب اہل مصر کو تھا۔ اور اسی سبب سے نئے
 جاکم سے گویا باغی ہو گئے قیصر قسطنطین نے کہ اپنے باپ ہرقل کی جگہ پر جانشین ہوا
 تھا اس موقع کو ہاتھ سے نہ دیا۔ جہاز مع لشکر ایک افسر کے تحت مین جس کا نام
 سینول تھا اسکندریہ کو روانہ کیا۔ شہر کے یونانی باشندے خفیہ جا ملے۔ اور یہ شہر کچھ
 فریب سے اور کچھ تلواز کے زور سے تھوڑی خونریزی کے بعد ان کے قبضہ
 میں آگیا۔

حضرت عثمان اپنی غلطی سے آگاہ ہوئے۔ اور عمر و غاصص کو پھر اُس حکومت پر
 مقرر کیا۔ یہ لائق سردار فوڑا ہی مصر کو روانہ ہوئے۔ اور لشکر کے زمرے میں
 بہت قبضی تھے اور مقوقس۔ خود بھی تھا۔ اور اسی کے باعث سے اہل شہر میں
 دسترس پایا اور رسد کا سامان خوب مہیا ہوا۔

یونانیوں نے دیر اندہ مقابلہ کیا عمر و غاصص کا چونکہ اس شہر پر تیسرا محاصرہ تھا
 انھوں نے قسم کھائی کہ اس تیسری مرتبہ اگر اس پر کامیاب ہوئے تو اسکو ایسا کرے گئے کہ
 اُس میں آنا جانا آسان ہو جائے۔

آپ نے اپنی بات قائم رکھی جب آپ کے قبضہ میں آگیا آپ نے اُس کا
 شہر پناہ اور قلعہ گروا دیا۔ آپ اہل شہر پر ترجمہ ربے اور لشکر کو خونریزی سے باز
 رکھا۔ اور اسی جگہ جہان خونریزی موقوف کرائی ایک مسجد بنا کی اور اس کا نام
 مسجد رحمت رکھا۔

مینویل یونانی انسر نے بقیہ لشکر کے ساتھ قسطنطنیہ کو روانہ ہوا۔

جیسے ہی عمر و عاص نے کل بغاوت کو رقعہ کیا۔ اور اسلام کی مصر کی حکومت میں احکام آیا۔ کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر آپ کو برطرف کیا۔ اور پھر عبداللہ بن سعد کو انکی جگہ دوبارہ مقرر کیا۔

عبداللہ بن سعد کو اسکندریہ کے نکل جانے کا نہایت صدمہ ہوا۔ کیونکہ ان کی نالیاتقی پر حمل کیا جاتا تھا۔ انکو عمر و عاص کی شہرت اور ہرز مغز ہونے کی خواستگاری تھی اور اس بے چاہتے تھے کہ کوئی ویسا ہی کار نمایاں کرین۔ شمالی افریقہ اس کام کیلئے ٹھہرایا گیا۔ وہ ملک مغرب جو بیسیا کے ریگستان یا بارقہ سے راس تن تک پھیلا ہوا ہو کہ طوالت میں سمندر کے کنارے کنارے دو ہزار میل سے زیادہ ہو۔ جس میں سابق۔ کمالک۔ مہاریکا۔ و ستریشا و کار تھج و نومید یہ مسوریانیہ شامل تھے۔ اور حال کے جزافیہ کے موافق اٹھین ملکوں کو بارقہ و طرابلس۔ (ترہویلی) و ٹیونس انجیرس و مورا کو کہتے ہیں۔

یہاں پر ان ملکوں کا حال جو سابق میں گذر ا ذکر کرنا بے موقع نہ ہوگا۔ اصلی باشندے ان ملکوں کے اقلیم ایشیائے آئے تھے اور ایسا کہا جاتا ہے کہ اہل عرب کے گروہ نے ان کو سمندر کے کنارے سے پہاڑوں میں اور اندرونی ریگستانوں میں نکالا۔ اور خود بحر روم کے کنارے گھومنا کرتے تھے۔ نو سو برس قبل پیدائش حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے شہر طائز کی قوم فوہیشین نے (ایک قدیم قوم ہے کہ بیت المقدس کے لب سمندر آباد تھی) انکے کناروں پر نوآبادیاں بسائیں جن میں ملک کار تھج و ٹونس ممتاز تھا۔ رفتہ رفتہ اس کار تھج نے اپنے اقتدار کو افریقہ کے کنارے پر اور اپنے مقابل کے کنارے پر ملک۔ اسیانیہ میں جکا ایک حصہ اندلس کہلاتا ہے پھیلا یا۔ یہاں تک کہ وہ بحر روم کبریٰ کا در کہ ملک طالیہ کا دار السلطنت

اور شک افزا ہوا اسی شہر روم سے رومیوں کی جمہوری سلطنت اول ہوئی۔ اور قریب زمانہ پیدائش حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وہاں سلطنت قیصر یہ شخصی قائم ہوئی۔ اور مابعد میں دو حصوں میں تقسیم پاکر روم مغرب و روم مشرق کہلانے لگی اور روم مشرق کا دار السلطنت قسطنطنیہ قرار پایا۔

جو اٹلیان درمیان کار بھیج۔ اور روم کے جمہوری سلطنتوں کے ہوئیں بانکا لکنا۔ یہاں کچھ ضرور نہیں۔ رومیوں کا سپہ سالار سیلیو تھا اور کار بھیج کا اینیل تھا۔ آخر شہر بادی سے کار بھیج کی وہ جمہوری سلطنت ختم ہوئی اور روم کبریٰ۔ شمالی افریقہ۔ پر حاوی ہو گیا۔ رومیوں کی سلطنت ان ملکوں میں چار سو برس رہی۔ یہاں تک کہ ایک رومی سردار نے جس کا نام پونیش تھا اسپانیہ کی قوم ونڈال سے غارتگری میں مدد لی۔ اور اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ قوم ونڈال اس ملک پر قابض ہو گئی جس کو قوم ونڈال کے ایک سردار نے کار بھیج کو لوٹا۔ اور تمام شمالی افریقہ۔ پر قابض ہو کر جہازی تیاری کی اور ملک اطالیہ پر حملہ کر کے روم کو لوٹا۔ اس قوم کا یہ زور شور پچاس برس تک رہا۔ ۵۳۳ء و ۵۳۵ء عیسوی میں بلیساریس شمالی افریقہ کو تحت میں سلطنت روم کے پھر دلایا اور قوم ونڈال کو نکال دیا۔ اسکے بعد شمالی افریقہ کے باشندوں نے جن کو مور کہتے تھے اکثر بغاوت کی۔ لیکن رومیوں نے اُس کو دفع کیا اور رومی سلطنت پھر قائم ہو گئی۔

ان سب انقلاب کا اثر شمالی افریقہ پر بہت سخت ہوا قوم ونڈال بائیں نابود ہو گئی۔ اور خاندان مور ختم ہو گئی۔ اور مالداون نے ہلا وطن ہو کر جزیرہ صقلیہ کی سیلی جیکو سقلیاب بھی کہتے ہیں اور قسطنطنیہ میں جیکو کی۔ اور برسوں تک یہ ایسا میدان رہا کہ اگر کوئی سیاح جاتا تو کسی شخص سے ملاقات نہ ہوتی۔

اگرچہ کسی زمانے میں شہرون اور قصبوں اور آدمیوں سے متور تھا۔ ایک سو برس تک ان ملکوں سے کسی کو تعلق نہ رہا۔ یہاں تک کہ اہل اسلام کا علم وہاں ہوا۔

نوڑا ہی بعد تقرر عبداللہ بن سعد کے حاکم مصر پر وہ چالیس ہزار آدمیوں سے اس ملک پر حملہ آور ہوئے۔ بعد اٹے کرنے مغربی سرحد مصر کے عبداللہ بن یسبیا کے ریگستان کو قطع کیا۔ اگرچہ ان کے لشکر میں اونٹ وغیرہ جو ریگستان کے لیے درکار ہیں مہیا تھے۔ تاہم بڑی سختی کے بعد طرابلس کی دیوار کے نیچے آ پہنچے کہ بربرہ (مغرب) کے ملکوں سے ایک مستحکم ملک اس وقت یہی تھا۔ یہ بڑی مستحکم جگہ تھی اور خوب مقابلہ رہا۔ ایک یونانی لشکر مدد کے واسطے آیا اور تعجب کے ساتھ ان کے کنارے پر انتشار میں چلا گیا۔ اور بڑی خونریزی ہوئی۔

ایک رومی افسر جس کا نام گرگوریس (جرجیس) تھا ایک لاکھ بیس ہزار آدمی سے جس میں اکثر بیقاعدہ دان تھے۔ مقابلہ کو اس ملک میں آیا۔ کسی بیٹی قوم۔ امیزون کی کہ نہایت جیسا تھی اسکے ساتھ تھی۔ اور فن سپہگرمی بھی خوب جانتی تھی۔ اور ہمیشہ اپنے باپ کے بفلگیر رہتی تھی۔

اس لشکر کے قریب آنے کی خبر سنکر عبداللہ بن سعد نے محاصرہ ملتوی رکھا۔ اور اسکے مقابلہ کو گئے۔ کسی قدر صلح کی گفتگو درمیان میں فریقین کے سرداروں کے پیش ہوئی۔ عبداللہ بن سعد نے دونوں شرط پیش کیے ایمان لانا یا جزیہ دینا۔

دونوں سے انکار کیا گیا۔ شہر طرابلس کے زبردیوار لڑائی شروع ہوئی عبداللہ بن سعد نے اس کے کرائی نیک نامی اور بد نامی کا دارا اسی لڑائی کے فیصلہ پر تھا۔ اپنے جوں اور فعل کی تمثیل سے لشکر کو ہمت دلائی جس طرف وہ مخاطب ہوئے۔ کامیابی ادھر رجوع ہوئی اور علی ہذا اگر بگوریس بھی مایوسی کے ساتھ لڑا۔

اُس کے ملک کی قسمت کا مدار اسی پر تھا۔ اور جہاں جہاں وہ گیا اُسکی بیٹی ساتھ رہی۔ اور اُسے بڑی بہادری دکھائی۔ لڑائی طویل اور بے نتیجہ تھی۔ اور صبح سے دوپہر تک کئی مہینے متواتر رہی۔ بسبب دوپہر کی دھوپ کے لوگ اپنے خیمہ کو واپس آتے گئے۔

سردار گریگوریس اپنے لشکر کی تعداد سے بہت کم تعداد پر کامیاب ہونے سے سخت حیرت میں اور پریشان تھا۔ چونکہ سمجھتا تھا کہ مسلمانوں کی چھوٹی تعداد کو دیوج لین گئے اُس نے دریافت کر کے کہ عہد اللہ اس لشکر کی روح تھے۔ اشتہار دیا۔ کہ جو شخص اُنکا سر لاوے اُسکو ایک ہزار اشرافی انعام دیوں گے۔ اور اپنی جیلہ لڑکی سے اُسکی شادی کر دیں گے۔ اس اشتہار کی خبر لشکر عہد اللہ کے ماتحت افسروں کو ترس دیا۔ اور اُن سے کہا کہ وقت جنگ کے میدان جنگ میں نہ جائیے۔ لیکن اُنکی غیر حاضری کا اثر شکر پڑا اور لشکر کی ویسی ہمت نہ رہی۔

انھیں لڑائیوں کے درمیان میں ایک عرب قوم قریش کے جنکا نام حضرت زبیر تھا کسی قدر امدادی لشکر کے ساتھ عین لڑائی کے وقت پہنچے۔ انھوں نے دیکھا کہ لشکر مدینہ سے بڑھا ہوا اور سالار لشکر کو جب تلاش کیا نہ پایا۔ یہ لشکر کہ عہد اللہ اپنے خیمہ گاہ میں ہیں۔ حضرت زبیر اُنکی طرف دوڑے اور اُن کو سخت ملامت کی۔ عہد اللہ شرمندہ ہوئے اور اپنی غیر حاضری کی وجہ بیان کی۔ زبیر نے کہا کہ تم بھی اشتہار دو کہ جو شخص گریگوریس کا سر لاوے اُسکو ایک ہزار اشرافی انعام اور اُس کی بیٹی اُس کے نکاح میں دی جائے گی۔ یہ مشورہ قبول کیا گیا۔ اور اس کے ساتھ ایک چال بھی کی گئی۔

دوسری صبح کو۔ عہد اللہ نے کچھ آدمی صرف دشمن کا قلعہ اٹھانے کو اور دوسرے کو بھیجا۔ لیکن جب دوپہر ہو گئی۔ اور فریقین اپنے اپنے خیمہ کو واپس آئے۔ عہد اللہ اور حضرت زبیر بقیہ لشکر کے ساتھ عین دوپہر میں دشمن پر سخت حملہ آور ہوئے۔

حضرت زبیرؓ نے سردار گربگوریس کو تنہا لڑائی میں مخاطب کیا۔ اور بعد سخت لڑائی کے اسکو مار ڈالا۔ اُسکی بیٹی بدلا لینے کو دوڑی۔ لیکن گرفتار ہو گئی۔ یونانیوں کے لشکر کو پوری شکست ہوئی۔ اور صیقلیہ کے قصبہ میں بھاگے۔ جسکو مابعد میں مسلمانوں نے قبضہ کر لیا۔ اور قارت کر ڈالا۔

لڑائی ختم ہوئی۔ اور گربگوریس مردہ پایا گیا۔ لیکن کوئی شخص انعام کا دعویٰ نہ کر سکا۔ اُس کی بیٹی زبیرؓ کو دیکھ کر بھوٹ کر رہی۔ اس پر جب لوگوں نے سبب دریافت کیا تو اس نے کہا کہ اسی شخص نے میرے باپ کو مارا حضرت زبیرؓ نے اُس لڑکی کو اور اشرفی کے بیٹے سے انکار کیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ ہم نے اللہ اور اسلام کے واسطے یہ لڑائی کی۔ دنیاوی انعام کے واسطے نہیں کی۔ اور اس کی جزا ہم کو بہشت میں ملے گی۔ اس کامیابی کے حوالہ میں آپؐ نے اسی طرح اسی طرح کے اس کامیابی کی خبر لیکر خلیفہ وقت کے پاس بھیجے گئے۔ لیکن جب آپؐ نے اس کامیابی کی خبر مدینہ کی مسجد میں سنائی آپؐ نے اپنی کارگزاری کا احوال کسی سے ذکر نہیں کیا اس اخفا کے باعث جب لوگوں کو آپؐ کی کارگزاری کا احوال معلوم ہوا۔ لوگوں کے دلوں میں آپؐ کے اعزاز نے گھڑ کیا۔ اور آپؐ کا نام خالد بن الولید و عمر و عاص کے بعد حامی اسلام میں شمار کیا گیا۔ عید اللہ نے بسبب اپنے لشکر کی تعداد گھٹ جانے کے اُس ملک پر قابض رہنا مناسب سمجھا۔ اور پندرہ مہینے کی بیکار لڑائی کے بعد ملک مصر میں اسباب غنیمت کے ساتھ مع قیدیوں کے واپس آئے۔

انہوں نے مابین میں کچھ لشکر اسود (اپراچیٹ) میں خلیفہ وقت کے حکم سے فراہم کیا اور کئی کامیاب حملے سوڈان پر کیے جس کے ذریعہ سے بہت جتنی انعام مصر میں بھیجے۔

فصل تیسری

اسلام کے ممتاز حاکمون میں جن کی حکومت مدینہ سے فاصلہ پر تھی امیر معاویہ بن ابی سفیان تھے جیسا کہ ان کے نام سے ظاہر ہے۔ وہ ابی سفیان کے بیٹے تھے جو ابتدا میں حضرت صلعم کے جانی دشمن تھے اور آخرین اصحاب میں شمار کیے گئے۔ اپنے باپ کے مرنے پر وہ نبی اُمیہ کے سرکار مقرر ہوئے۔ حضرت عمرؓ نے چار برس قبل انہی وفات کے اُنکو شام کا امیر مقرر کیا تھا اور وہ اسی عہد سے پر حضرت عثمانؓ کی خلافت میں برابر بحال رہے۔ آپ اُسوقت تیسرا درجہ لیس برس کی عمر کے درمیان میں تھے۔ آپ دلیر اور تیز فہم اور عالی خیال اور بلند حوصلہ تھے۔ قدیم بندر گاہ اور سمندر کا کنارہ اُنکے علاقہ میں ہونے سے اُنکا حوصلہ ہوا۔ کہ بڑی اور بحری ذریعوں سے ملک کو وسعت دین۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وقت میں بھی اُنھوں نے استدعا کی تھی کہ بحری ذریعہ سے حملہ آوری کی اجازت ملے۔ لیکن حضرت عمر رضی اللہ نے انکار کیا تھا۔ کیونکہ ملک کی وسعت بہت بڑھ گئی تھی۔ اور بلا استحکام اُسکے آگے بڑھنا پر خطر تھا۔ حضرت عثمانؓ کی خلافت میں انہی استدعا میں کامیاب ہوئے۔ اور اُس وقت میں جہازی تیاریاں ہوئیں۔ اور بحر تار شش و بحر فوشین سے بڑے جہازوں کا روانہ ہوا۔ اسی نام سے یہ مشرقی حصہ بحر روم کا دہ پڑ بنیں۔ اُسوقت ہکا راجاتا تھا۔ اُنکا پہلا حملہ جزیرہ قوس پر ہوا۔ جو قیصر قسطنطنیہ کی موافقت میں تھا۔ عیسائی۔ قلعہ کی فوج ضعیف تھی۔ اس لیے جزیرے کے باشندوں نے فوراً ہی اطاعت قبول کر لی۔ اور خزیہ دینا قبول کیا۔ ان کا دوسرا حملہ جزیرہ۔ ابراوس پر ہوا۔ میان اُن کا لشکر اُترا اور قلعہ کا محاصرہ شروع کیا۔ اور انہیں دغیرہ قلعہ شکن چیز استعمال میں لائی گئی۔ شہر کے باشندوں نے سخت مقابلہ کیا۔ اور

حملہ آور دن کو جزیرہ سے نکال دیا جب دوبارہ زیادہ لشکر کے ساتھ حملہ ہوا۔ وہ سب مطع ہوئے اکثر باشندے نکال دیے گئے۔ اور انکا قلعہ توڑ دیا گیا۔

انکی بڑی کامیابی اس بڑے جہازات کے ساتھ تھی جس پر قیصر خود بحر قزوین کے کنارے پھر رہا تھا۔ اس لڑائی کو اہل عرب مستول کی لڑائی کہتے ہیں۔ عیسائی صلیب لے بھجن گئے تھے اور مسلمان اسلام کے جھنڈوں کے ساتھ اللہ اکبر بھارتے تھے۔ لڑائی سخت تھی اور قیصر کے جہازات کے بیڑے کو منتشر کر دیا۔ اور قیصر ملا حی ہنرمندی سے محفوظ رہا۔

امیر معاویہ اب کامیابی کے ساتھ جزیرہ کنتھیر (خندقم)۔ او مالطہ میں آئے جزیرہ مدوسل پر قبضہ کیا۔ اور اسکی مشہور تانبے کی مورت کو توڑ ڈالا اور اسے ٹکڑے اسکندریہ کو بھیجے گئے۔ جہاں وہ سب ایک یہودی تاجر کے ہاتھ کہ دوست کا رہنے والا تھا بکے۔ ایک دوسری لڑائی عیسائی جہازات کے بیڑے سے خلیج فنک میں کیپٹل رولوسے ہوئی جس میں فریقین کو کامیابی کا دعویٰ تھا یہ اپنی بحری کامیابی کو ایشیا سے کوچک کے کنارے کنارے بلکہ خاں بندر قسطنطنیہ تک لے گئے اس نئی قسم کی کامیابیوں سے کہ اہل عرب میں نئی تھی امیر معاویہ کی شہرت بہت ہوئی۔ اور اہل شام کے لوگوں میں وہ ایسے عزیز ہوئے کہ ان کے آئندہ کے بڑے اقتدار کا باعث ہوا۔

انگریزی مورخ کی رائے ہے کہ یہ کیسی تعجب کی بات ہے کہ ایک جاہل قوم جن کا ذکر کسی تواریخ میں اب تک نہ تھا کتنا جلد دنیا کے تواریخی اور شاعرانہ قدیم ملکوں پر قبضہ کر لیا۔ اور قدیم مذہبی بندر گاہوں سے طائر اور سامندوں کے جہاز پر سوار ہو کر جزیرہ نکونج کر کے اپنے کو مشہور اور اہل یورپ کا فرمانہ بنایا۔

ان فتوحات کے درمیان میں حضرت عثمان غنی کے ساتھ نیا واقعہ پیش آیا۔

انکے بعد سے مہزبوت ایک چشمہ میں گر گئی جس میں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ لکھا تھا۔ اور جو بعد وفات حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضرت ابوبکر و حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اپنے اپنے زمانہ خلافت میں پہنچی تھی۔ اس لیے وہ حکومت کی مہربانی جاتی تھی۔ یہ چشمہ بہت تلاش کیا گیا لیکن وہ انگوٹھی نہ ملی۔ اسی درمیان میں حضرت عثمانؓ نے مختلف اصحاب اور سرداروں کو فراہم کیا۔ اور حکم دیا کہ جو قرآن حضرت حفصہ کے قرآن سے نہ ملے اسکو شکست کر دیا جائے۔ چنانچہ سات جلدیں قرآن کی نقل کی گئیں۔ اور چھ جلدیں مکہ۔ کوفہ۔ یمن۔ شام۔ بحرین۔ بصرہ۔ کربلا۔ مدینہ کی گئیں۔ اور ایک جلد مدینہ میں رکھی گئی اور سب جلدیں جو مخالف تھیں آگ لگا دی گئیں۔ اسی باعث سے آپ کو جامع القرآن کہتے ہیں اسوقت سے آج تک قرآن میں فرق نہ آیا۔ علاوہ اس تبرک کام کے حضرت عثمانؓ نے کعبہ کے گرد دیوار بنائی جسکو عظیم کہتے ہیں۔ اور مدینہ کی مسجد کو وسعت دی۔

بلا لحاظ ان سب امورات کے خلیفہ وقت کے خلاف میں سازشیں ہونے لگیں۔ آپ صاف دل۔ دلیر اور نیک فہمت تھے۔ لیکن اہل قرابت کے طرفدار تھے۔ اور اپنے مسبوق کے مثل تیز فہم نہ تھے۔ اور دھوکے میں جلد آ جاتے تھے۔ اب آپ کی شکایت ہونے لگی۔ اور روزانہ برپا ہوتی گئی۔ اور آپ کے چال چلن پر عام خلایق سخت نگران ہوئی۔ اور جو خفیہ الزام تھے انکو بجماری جرم کی صورت میں ظاہر کیا۔

لوگوں نے اسکو بھی جرم ٹھہرایا کہ جب حضرت ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے آپؓ نے منبر کے اعلیٰ زمینہ پر چہرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوتے تھے۔ چھوڑ دیا۔ اور دوسرے زمینہ پر کھڑے ہونے لگے۔ اور حضرت عمرؓ نے تیسرے زمینہ کو اختیار کیا۔ لیکن جب حضرت عثمانؓ خلیفہ ہوئے۔ آپ اعلیٰ زمینہ پر چہرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوتے تھے

قدم رکھا۔ اُسکو عوام عرب نے بے ادبی ٹھہرائی۔ اس سے بھی زیادہ یہ الزام دیا گیا۔ کہ آپ نے سردار دن کو مثل عمرو عاص کے بوجہ معزول کیا اور اُن کی جگہ پر عبداللہ بن سعید کو کہ آپ کے بھائی تھے مقرر کیا جسکو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک وقت میں مردود کیا تھا۔ اور تیسرا الزام یہ تھا کہ آپ نے بہت روپیہ بیت المال کا بیکار صرف کیا۔ ایک لاکھ روپیہ ایک رکابہ مذہب کو دیا۔ اور چار لاکھ دوسرے کو اور اپنے کاتب مروان بن الحکم کو بیچ لاکھ روپیہ سے زیادہ دیا۔ اور یہ شخص بسبب ذہین بود کا اور فرست ظاہری کے اسوقت اسلام کی حکومت پر سخت حاوی تھا۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو گونے اسراف پر معمول کیا۔ سخت غصہ آیا۔ آپ نے منبر پر چڑھ کر فرمایا کہ بیت المال کا روپیہ اللہ کا ہے۔ اور خلیفہ وقت اُسکو خرچ کرنے کا مستحق ہے۔ اور جو شخص جھوٹ بہتان کرے اُسپر اللہ کا قہر ہو۔

اسپر حضرت عمار رضی اللہ عنہ اسلام کے پہلے ایمان لانے والوں میں سے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنکے بارے میں فرمایا تھا کہ یہ شخص سرے باتوں تک ایمان سے معمور ہے۔ اور ہمیشہ حق کا جانبدار ہوگا۔ اُنٹھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی باتوں پر اعتراض کیا اسپر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اقران نے اُنکو اسقدر مارا کہ وہ بیہوش ہو گئے۔

اس بے اعتنائی کی خبر سے کہ حضرت صلح کے ایسے معزز صحابہ کے ساتھ ایسا واقعہ ہوا۔ دور دور تک ناراضی بڑھتی گئی۔ یہاں تک کہ بغاوت کی صورت ہو گئی اس بغاوت کا سرگرد ایک منافق یہودی تھا جسکا نام بن کعبہ تھا۔ اس شخص نے ایک سفر میں سے حنفیہ موت تک اور بیان سے بصرہ کو فہ و شام و مصر تک کیا اور خلیفہ وقت اور اُنکے امیر و نکی تعیناتی کی شکایت کی۔ اور بیان کیا کہ خلافت اصل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تھی اُس کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے غصب کیا۔ اور سازشی خطوط بھی لکھے۔ کہ

اپس میں نا اتفاقی پھیلے۔ اور حاجیوں کا احرام پہن کر حج کے لیے مکہ میں آیا۔ اس سہارن میں ۱۱۱۱ ہجری کا سیلاب ہوا۔ اور ڈیڑھ سو آدمی بصرہ سے اور دو سو آدمی کوفہ سے مالک اشتر کے ساتھ اور چھ سو آدمی مصر سے محمد بن ابوبکر کے ساتھ علاوہ بہت سے خارجیوں کے کہ سرگرد ہو کر آئے۔ یہ لوگ مثل اشکر کے مدینہ سے کئی کوس کے فاصلہ پر خیمہ زن ہوئے اور خلیفہ وقت کے پاس اتھا اپچی کے ذریعہ سے پیش کی کہ ان کی التجا قبول کریں تا خلافت سے باز آویں۔

حضرت عثمانؓ نے حضرت علیؓ کی درمیانگی چاہی۔ آپؓ نے اسے دی کہ ہم اس شرط پر درمیانگی قبول کرتے ہیں کہ آپؓ منبر پر کھڑے ہو کر اپنی غلطیوں کی اصلاح کریں چنانچہ آپؓ منبر پر کھڑے ہوئے اور رو کر فرمایا اے اللہ میں تیری عفو چاہتا ہوں اور تیری طرف رجوع لاتا ہوں۔ تمام جماعت پر اسکا اثر ہوا۔ اور خلیفہ وقت کیسے رودینے۔ اور دیسے ہو گئے۔

اس درمیان میں پرفریب اور دغا باز مروان بن الحکم غیر حاضر تھا۔ جب آیا خلیفہ وقت کے اس فعل پر سخت مذمت کی۔ اور انکو بزدل کہا۔ اور ان کی اجازت سے آنے جماعت کو ایسی باتیں سنائیں کہ وہ ایک گونہ برا بیعت ہو گئی۔ اس پر حضرت علیؓ کو ملامت ہوا اور آپؓ نے زیادہ دست اندازی سے انکار کیا۔ آپؓ کی بی بی نائلہ نے کہ مروان کی باتیں سن رہی تھیں حضرت عثمانؓ کو بہت سمجھایا کہ مروان کی باتوں سے درگزر نہ کر حضرت علیؓ کی درمیانگی اختیار کیجئے۔ اس پر حضرت علیؓ رضی باخیوں کے درمیان میں گئے اور انکو سمجھایا۔ کسی کو کچھ دے کر اور کسی کو اندوسے تحریر کے راضی کیا۔ یہاں تک کہ سب راضی ہو گئے سوائے اہل مصر کے جنہوں نے خلیفہ وقت کے بھائی عبداللہ کی شکایت کی۔ کہ انہوں نے ہم پر بہت ظلم کیا ہے۔ اور ہمارے خون کو افریقہ کی لڑائی میں بیکار ضائع کیا ہے۔ صرف اپنی نام آوری کے واسطے ایسا کیا تھا۔ اور

اس پر قبضہ نہ کیا۔ اس الزام کے رفع کرنے کے واسطے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اُن کو معطل کیا۔ اور باغیوں کو حاکم نامزد کرنے کا اختیار دیا۔ انھوں نے محمد بن ابی بکر کو نامزد کیا۔ باغیوں نے اپنا خیمہ اٹھایا۔ اور محمد بن ابی بکر اپنے عہدے پر چلے۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی بجھا کر بغاوت رفع ہو گئی۔

تین روز کی راہ محمد بن ابی بکر نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ طے کی۔ کہ ایک غلام حبشی اُنکو ملا۔ انھوں نے پوچھا کہ تم اس قدر تیز کہاں جاتے ہو۔ اُس نے کہا کہ ہم مروان کے غلام ہیں اور خلیفہ وقت کا خط حاکم مصر کے نام لیے جاتے ہیں محمد بن ابی بکر نے کہا کہ ہم امیر مصر ہیں اُس نے کہا کہ ہماری مراد امیر عبداللہ سے ہے۔ اُس سے خط طلب کیا گیا۔ اُس نے چھپایا۔ آخر شمس اسکی تلاشی لی گئی۔ اور وہ خط پیالہ میں ملا اُس میں لکھا تھا کہ محمد بن ابی بکر کو حکومت نہ دینا اور اُن کو سازش کر کے مروا ڈالنا یا قید کر لینا۔ اور اُن کی سند ضائع کر دینا۔ اور یہ خط خلیفہ وقت کی طرف سے لکھا ہوا تھا۔ محمد بن ابی بکر غضبناک مدینہ کو واپس آئے اور اُس پر فریب خط کو حضرت علی رضی اللہ عنہ وزیر کو دکھلایا۔ اور وہ خلیفہ خلیفہ وقت کے پاس آئے اپنے اُس خط کے علم سے انکار کیا۔ تب انھوں نے کہا کہ مروان کا یہ فریب ہو گا اُسکو طلب کیجئے۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ یہ مروان کا فعل ہرگز نہیں۔ ہمارے کسی دشمن نے یہ جعل کیا ہو۔ تمام مدینہ میں ہنگامہ ہوا۔ اور سمجھوں نے کہا کہ اگر یہ بد عہدی خلیفہ وقت کی جانب سے ہو۔ اُنکو خلافت سے کنارہ کشی چاہیے۔ اور اگر مروان کی جانب سے ہو تو اسکی سزا ہونی چاہیے۔ لیکن اُسکا کچھ نہ ہوا۔

باغی محمد بن ابی بکر کے ساتھ پھر آئے تھے اور خلیفہ وقت کا گھر محاصرہ کیا گیا۔ اور دو شرطیں پیش کی گئیں۔ خواہ خلع خلافت کیجئے۔ یا مروان کو دیجئے آپ نے دونوں سے انکار کیا۔ آپ نے اپنے کو خانہ نشین کیا۔

آپ پر پانی بند کیا۔ اگر آپ برآمدہ میں آتے تو آپ پر پتھر پھینکے جاتے حضرت علیؓ اور زبیرؓ اور طلحہؓ نے باغیوں کو نرم کرنا چاہا۔ لیکن انھوں نے نہ سنا۔ سعد بن ابی العاصؓ نے خلیفہ وقت کو شہرہ دیا کہ آپ حج کے لیے مکہ جائیے۔ کہ احرام کی تقدیس کے باعث باغی قریب نہ آویں گے۔ آپ نے فرمایا کہ جب وہ میری زندگی کے خواہاں ہیں تو احرام کا اعزاز نہ کریں گے۔

حضرت علیؓ اور زبیرؓ اور طلحہؓ نے اس خطرناک حالت کو دیکھ کر اپنے اپنے بیٹوں امام حسنؓ اور عبداللہؓ ابن زبیرؓ اور محمد بن طلحہؓ کو گھر کی حفاظت کے واسطے بھیجا وہ دروازے پر رہے اور باغیوں کو ہٹاتے تھے۔ لیکن ان کے غصے کی انتہا نہ تھی انھوں نے مکان پر سنگ باری کی یہاں تک کہ حضرت امام حسنؓ زخمی ہوئے اور باغی گھسائے محمد بن ابی بکرؓ اور عمارؓ یا سترؓ سب کے آگے تھے۔ انھوں نے دیکھا کہ آپ مسند پر بیٹھے تھے۔ اور آپؓ کی دائرہی آپ کے سینہ مبارک پہل ہی تھی اور قرآن کھلا ہوا آپؓ کے سامنے تھا۔ اور آپ کی بی بی نائلہؓ آپ کے پاس تھیں۔ باغیوں میں سے ایک نے آپ کے سر مبارک میں مارا اور دوسرے نے کئی تلواریں بدن پر ماریں۔ بعض کا بیان ہے کہ محمد بن ابی بکرؓ نے بعد وفات کے آپؓ کے بدن پر نیزہ مارا۔ یہ بالکل غلط ہے صرف اس قدر صحیح ہے کہ ریش مبارک پکڑی تھی اور بے ادبی کیا چاہتے تھے کہ حضرت ابی بکرؓ کی صورت مثالی دیکھی کہ منع کرتے ہیں اور پسپا ہوئے۔ آپ کی بی بی نائلہؓ آپ کی حفاظت میں زخمی ہوئیں اور ان کی جان صرف نمک حلائی سے ایک غلام کے بچی۔

جیسے ہی حضرت عائشہؓ نے یہ سنا آپؓ نے انتقام کی صدا بلند کی اور اس امر میں خاندان نبویؐ کا ساتھ اپنے دیا۔

حضرت علیؓ اپنے بیٹے امام حسنؓ کو اور حضرت طلحہؓ زبیرؓ کے بیٹوں کو ملا

کی کہ خلیفہ وقت کی حفاظت میں اپنی جان کیوں نہ دے۔ اس پر حضرت طلحہؓ نے کہا کہ اے ابوالحسن اگر حضرت عثمانؓ مروان کو حوالہ کر دیتے تو یہ نوبت نہ آتی۔

اس میں شک نہیں کہ خط لکھا ہوا مروان کا بلا علم حضرت عثمانؓ کے تھا اور ایسا کہا جاتا ہے کہ اُس نے یہ سمجھ لکھا تھا کہ اُس سے وہ نتیجہ پیدا ہوگا جو ہوا مروان اس بغاوت میں آخر میں باغیوں کے ساتھ ہو گیا۔

حضرت عثمانؓ کی لاش تین روز تک کھلی پڑی رہی۔ تیسرے روز انھیں کپڑوں میں مثل شہداء کے دفن کیے گئے۔ آپؓ اپنی عمر کے بیاتنی برس میں شہید ہوئے اور یہ واقعہ شکنجہ ہجری میں مطابق ۳۵ھ کے ہوا۔ بلا لحاظ اُس خرچ زر کثیر کے کہ آپؓ اپنے قرابت مندوں کے ساتھ کیا۔ بہت مال آپ کے گھر میں ملا۔

حضرت عثمانؓ نے سلسلہ ہجری میں کچھ لوگوں کو اپنے خرچ سے حجاز کے مذہب سے ہندوستان کی طرف بہ سرکاری مغیرہ بن شعبہ روانہ کیا۔ اور وہ ملبار میں پہنچے یہ جگہ صوبہ دکن کے پورب طرف ہے۔ یہاں کے شہروں میں سے ایک شہر کالیکٹ ہے جہاں اُس زمانہ میں راجہ تھا جسکو زمورن کہتے تھے اُس نے مسلمانوں سے حضرت صلعم کے واقعات سنے اور شوقِ قمر کا بھی حال سنا اس پر اُن سے وقت اور تاریخ دریافت کی۔ یہ لکھ اس واقعہ کو خود اس نے اور اہل شہر نے دیکھا تھا۔ اور ٹھیک پایا۔ اہل شہر اور خود زمورن مسلمان ہو گیا۔ آپؓ کے نکاح میں آٹھ بیبیاں درائیں۔ رقیہ۔ و ام کلثومؓ نشانِ رسول اللہ صلعم۔ ابن سے کوئی اولاد نہ ہوئی ناجیہ بنت مروان ام عمر بنت جندب و فاطمہ بنت ولید و ام البنین۔ بنت عقبہ و رملہ بنت سیدہ و نائلہ بنت عبدالعزیٰ۔ آپؓ کے گیارہ بیٹے تھے عمر و عبداللہ اکبر و عبداللہ اصغر و ابان و خالد و سعید و عتبہ و ولید و شعبہ و مغیرہ و عبدالملک۔ اور چھ لڑکیاں تھیں۔ اور عمال آپؓ کے عبداللہ خضرمی کہ بنی ادر قاسم بن ربیعہ طائف میں درمعلیٰ ابن امیہ بن

مین اور عبداللہ ام بصرہ مین اور ابو موسیٰ اشعری - کوفہ مین - اور امیر معاویہ مین ابی سفیان و مشق مین اور عبدالرحمن بن خالد بن الولید حص مین اور علقمہ بن الحکم فلسطین مین اور اشعث بن قیس آذربائجان مین اور صائب بن اقرع - اصفہان مین اور شہیر مین ہمدان مین اور سعید بن قیس رے مین اور اخف خراسان مین اور مدینہ کے قاضی زید بن ثابت اور مکہ کے قاضی حضرت ابو ہریرہؓ تھے اور شام کے قاضی حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ تھے - اور مروان کاتب تھا۔

پھوآن باب

فصل پہلی

جو وقت حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد جانشین نامزد ہوئے مین پیش آئی تھی۔ وہی پھر پیش ہوئی۔ سب سے زیادہ سزاوار خلافت کے حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ اہل قریش کی عمدہ شاخ سے تھے۔ اور آپ مین مینون صفتیں تھیں۔ قدر اہل عرب کرتے ہیں۔ موجود تھیں۔ سخاوت۔ فصاحت۔ اور شجاعت۔ آپ اپنی دلیری کے باعث سے اسدا شد کلاتے تھے۔ یہ لقب حضرت صلعم نے دیا تھا۔ آپکی فصاحت آپ کے آثام اور اشعار سے کہ عربون مین ضرب المثل مین ظاہر ہے اور آپ کی سخاوت ہر جہہ کو ظاہر ہوتی تھی۔ آپ مین ہر طرح کی بزرگی موجود تھی۔ آپکا نفرت کرنا جھوٹ اور جھوٹی باتوں سے۔ اور خود غرضی کی باتوں سے ہمیشہ دور رہنا آپ کی خلافت کے بارے مین اہل کوفہ اہل مصر اور اکثر اہل عرب کہ خاندان بنی کے خواستگار تھے۔ متفق ہوئے۔ لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اختلاف تھا۔

دوسرے شخص سزاوار خلافت حضرت زبیر بن العوام کہے جاتے تھے۔

یہ دینی جنہوں نے شمالی افریقہ میں کامیابی حاصل کی تھی۔ اور اپنا نام ظاہر نہیں کیا۔
اور نہ عورت قبول کی نہ روپیہ لیا۔ آپ کی خلافت کے واسطے اہل بصرہ نے
استدعا کی۔

تیسرے شخص خلافت کے لائق حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ تھے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے چھنے میں
شریک تھے اور عشر ذی قعدہ سے تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی جانبدار تھیں۔
جو تھے امیدوار امیر معاویہ تھے کہ ملک شام کے حاکم تھے۔ اور بسبب اپنی بحری اور
برتری کامیابی کے وہاں ہر دلعزیز تھے۔ علاوہ اسکے اُنکے پاس بڑی دولت بھی تھی اور
توہمی قوم بنی امیہ کے سردار تھے۔ لیکن بسبب فاصلہ پر ہونے کے ان کے جانب
دادن نے ہنگامہ کرنا شروع کیا۔ کہ جانشینی میں توقف ہو۔ یہاں تک کہ وہ ملک شام سے
آجاوین۔ آدمیوں نے نا اتفاق کے خیال سے خلیفہ کے نامزد کرنے کی جلدی کی۔ وہ لوگ
کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شکایت لکرائے گئے بے صبر ہوئے۔ ہابلیستان۔ البحرینہ
تمام حصہ فارس۔ مصر۔ اور تینوں حصوں عرب کے رہنے والے جمع تھے۔ اور
حضرت علی رضی اللہ عنہ طلحہ اور زبیر کو ڈرایا کہ اگر ہم ۲ گھنٹے کے اندر کوئی خلیفہ نامزد
نہو تو ہم آپ لوگوں کو ہلاک کریں گے۔

اس غلط فہمی میں چند معزز مسلمان حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور خلافت قبول کرنے
کے واسطے عرض کیا۔ آپ راضی ہوئے۔ لیکن آپ نے اس وقت ہاتھ پکڑ کر بہت لینے
سے انکار کیا۔ اور فرمایا کہ یہ فعل مسجد میں جلسہ عام میں ہونا چاہیے۔ کہ کسی کو اعتراض کی
جگہ نہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر ہمارے خلیفہ مقرر کیا جائے ہو تو ہم اپنے اجتہاد کے
موافق کام کریں گے۔ اور انصاف سے کریں گے۔ اگر تم کسی اور کو خلیفہ نامزد کرتے ہو
ہم اس کی اطاعت کرنے کو حاضر ہیں۔ بھون نے منظور کیا۔ اور اسلام کے
واسطے خلافت قبول کرنے کے لیے پھر عرض کی۔ دوسری صبح کو بہت لوگ مسجد

بنو قین جمع ہوئے۔ اور حضرت علیؓ دروازے پر آئے اور آپؐ عرب کے سادہ لباس میں تھے۔ اور ایک موٹا عمامہ باندھے تھے۔ اور کمان کو بجا سے چھڑی کے لیے تھے۔ مسجد کی عظمت کے باعث سے آپؐ نے جوتا اتار دیا۔ اور اپنے بائیں ہاتھ میں نیلے آئے۔

آپؐ نے حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ کو نہیں دیکھا کہ ان کو بلا بھیجا۔ وہ لوگ آئے اور انھوں نے اپنا ہاتھ بیت کے واسطے بڑھایا۔ حضرت علیؓ کو قاتل تھا۔ اور آپؐ نے فرمایا کہ اگر آپؐ لوگوں کو میری تقرری منظور نہ تو میں آپؐ لوگوں میں سے ایک کو ہاتھ دینے کو راضی ہوں۔ لیکن ان لوگوں نے اپنی پوری تشفی ظاہر کی اور ہاتھ نہ بڑھایا۔ حضرت طلحہؓ کا دہنا ہاتھ جنگ اُحد میں زخمی ہو گیا تھا جس کے باعث لولا رہ گیا۔ انھوں نے اُسکو شکل سے آگے بڑھایا۔ اس سبب سے اہل عرب نے بدفالی لی۔ کہ چونکہ لوگ ہاتھ سے بیت شروع ہوئی۔ خلافت بھی لولی ہوگی۔ جیسا کہ پیش آیا۔ امیر معاویہؓ جو تھے اُمیدوار اپنی شام کی حکومت میں اُسوقت غیر حاضر تھے۔ اس نے اپنے کل خاندان بنی اُمیہ اس جلسہ میں شریک نہ ہوئے اس سبب سے آئندہ کے مشکلات اور بھی زیادہ بڑھے۔

بعد استقرار خلافت کے حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ نے حضرت عثمانؓ کے قاتل کی تحقیقات اور تدارک کے لیے رائے دی۔ حضرت علیؓ نے جواب دیا کہ یہ وقت اسکی تحقیقات کا نہیں ہے۔ اگر آپؐ کی رائے میں اُنکا کوئی قاتل ٹھہرے تو ہم اُسکا تدارک کرنے کے لئے حاضر ہیں۔ حضرت طلحہؓ و زبیرؓ کی اب استدعا ہوئی کہ ہم کو بھارت دجائے۔ طلحہؓ نے کوفہ کی امارت اور زبیرؓ نے بصرہ کی چاہی۔ حضرت علیؓ نے اس سے بھی انکار کیا۔ اور فرمایا کہ آپؐ لوگوں کا ہمارے پاس رہنا زیادہ ضروری ہے۔

کچھ عرصہ بعد اُن لوگوں نے مکہ جانے کی اجازت حج کے لئے چاہی۔ اور روانہ ہوئے
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پہلے سے جاچکی تھیں۔

حضرت علیؓ نے دیکھا کہ آپ کے مسوق کی خلافت میں بہت سی بُرائیاں ہو گئی تھیں اور
اکثر صوجبات ایسے امیرون کے تصرف میں تھے جنکا اعتبار نہ تھا۔ اس لئے آپ نے
یکبارگی انقلاب چاہا کہ جتنے امیر حضرت عثمانؓ کے مقرر کیے ہوئے ہیں۔ کنارہ کے
جاوین۔ آپؓ کی اس رائے کو اکثر مشیرون نے ناپسند کیا۔ اُن لوگوں نے کہا کہ ابھی آپ کے
اختیارات مستقر نہیں ہوئے ہیں۔ اور آپؓ کے اس فعل سے وہ لوگ بھی آپ کے
مخالف ہو جاویں گے کہ اطاعت کرنے کو آمادہ ہیں۔ حضرت علیؓ نے اس بات کو نہ مانا
آپ نے فرمایا کہ سخاوت مثل آگ کے ہوا بتداین جلد فرو ہو جاتی ہے۔ لیکن زیادہ
عرصہ تک رہنے سے وہ زیادہ قوت کے ساتھ جلاتی ہے۔ لوگوں نے یہ بھی مشورہ
دیا کہ آپ اپنے بڑے فوہق امیر معاویہ کو ضرور اُن کی شام کی حکومت میں رہنے
دیتے ہیں۔ چونکہ اُن کے پاس بڑی دولت اور اختیار ہے اور ایک قوی لشکر اُن کے
ساتھ ہے۔ کل شام کو کبلی طرف سے باغی کر دینے لائے۔ ایسی حالت میں کہ حضرت طلحہؓ و زبیرؓ
بھی آپ سے افسردہ ہیں۔ اُن کے ساتھ ہو جائیں گے۔ امیر معاویہ نے فی الحال اپنا اختیار
اہل شام کے دلون پر دکھلایا۔ جبکہ خون آلودہ کپڑا حضرت عثمانؓ کا وہاں لایا گیا۔
انھوں نے منبر پر چڑھ کر مسجد میں دکھلایا۔ مسجد غم کی آواز اور انتقام کی صدا سے
گونج گئی کیونکہ اہل شام میں حضرت عثمانؓ رضی اللہ عنہ سخاوت کے باعث نہایت
ہر و عزیز تھے۔ اکثر و مشق کے شریف باشندوں نے قسم کھائی کہ انہی بی بی سے الگ
رہیں گے اور تکیہ سر تلے نہ رکھیں گے جب تک حضرت عثمانؓ کے خون کا بدلہ نہ لیں گے
آخرش حضرت عثمانؓ کا کپڑا بجائے نشان کے بلند کیا گیا اور شام کے لشکر میں
انتقام کا شور اٹھا۔

حضرت علیؓ کے مشیرون نے ان سب باتوں کو پیش کیا۔ اور کہا کہ امیر معاویہ کو امیر شام رہنے دیجئے۔ یہاں تک کہ آپ کی خلافت کو مان لیں۔ اور تب وہ اپنے عہد سے معزول کیے جاویں۔ اور ہم حلف کرتے ہیں کہ ہاتھ اور پاتوں انکا باندھ کر آپ کے سامنے لا دیں گے۔

آپؓ نے ان مشیرون سے انکار کیا۔ اور فرمایا کہ ہم فریب نہیں چاہتے۔ ہم امیر معاویہ کو صرف تلوار سے سیدھا کر نیگے۔ آپؓ نے انتظام شروع کیا۔ اور نئے نئے امیر نامزد کیے کہ آپؓ کی محبت میں سرگرم تھے۔

عبداللہ بن عباسؓ حجاز کے حاکم مقرر ہوئے۔ اور عثمان بن سہیلؓ کوفہ کے اور عثمان بن حنیفؓ بصرہ کے۔ اور سہیلؓ ابن حنیف شام کے۔ اور سہیلؓ ابن قیس مصر کے۔ یہ لوگ فورا ہی اپنی حکومت کی طرف روانہ ہوئے۔ لیکن جو تیجہ پیش آیا اس سے ثابت ہوا کہ آپ کے مزاج میں جلدی تھی۔

جعلی۔ حاکم حجاز نے اپنا علاقہ جلدی سے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے حوالہ کیا۔ لیکن کل خزانہ لیکر لے کر آیا۔ اور حضرت عائشہؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ کو برا بھلا کہتا رہا۔ اور بغاوت کی تیاریاں ہونے لگیں۔

عثمان بن حنیف جب بصرہ میں آئے۔ سب کو ناراض اور باغی پایا۔ اس سے اپنی حفاظت اسی میں سمجھی کہ خلیفہ وقت کے پاس واپس آویں۔

جب عثمان بن سہیلؓ کوفہ کی سرحد پر پہنچے۔ انھوں نے لوگوں کو ابو موسیٰ اشعریؓ کی محبت میں کہ وہ ان کے حاکم تھے۔ گرم پایا۔ ان کو آمادہ دیکھا کہ جس طرح ہر دغا فریب۔ یا جبر سے ان کی مدد کریں۔ عثمانؓ نے جبر دینا ناپسند کیا۔ کیونکہ اہل کوفہ کی یہ فانی کا حال جانتے تھے۔ اس لئے انھوں نے گھوڑا پھیرا اور حضرت علیؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس واپس آئے۔

سعد بن قیس جب معز ہوئے۔ انھوں نے لوگوں کو قتل عثمان کا شاکی پایا۔ اور حضرت علیؓ کی خلافت سے اس وقت تک تو قتل کا انتقام نہ لیا جائے انکار ہی کیا اس لیے وہ بھی مدینہ کو واپس آئے۔

سہیلؓ ابن خنیف بھی شام سے ایسے ہی ناکام رہے جب وہ تبوک میں پہنچے انھوں نے کچھ سواروں کو دیکھا جنھوں نے پوچھا کہ تمھارا نام اور کام کیا ہے۔ انھوں نے کہا میرا نام سہیلؓ ابن خنیف ہے اور میں امیر المومنین علیؓ کرم اللہ وجہہ کی جانب سے اس صوبہ کا حاکم ہو کر آیا ہوں انھوں نے کہا کہ اس صوبہ میں ایک لائق افسر موجود ہیں دوسرے کی حاجت نہیں یہ کہہ کر انھوں نے تلوار نکالی اسلئے یہ بھی واپس آئے حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کے پانچ امیرون میں سے صرف ابن عباسؓ کا میاب ہوئے۔ اور باقی ناکام واپس آئے۔

حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کو ملک شام کی ناراضی کی خبر معلوم ہوئی آپؓ نے ایک خط امیر معاویہ کے نام لکھا جس کا مطلب یہ تھا کہ انکو خلیفہ وقت کی اطاعت کرنا چاہیے۔ اور اس خط کو ایک خاص اہلی کی طرف روانہ کیا آپؓ کا قاصد کئی روز تک ٹھہرایا گیا۔ اور اس کے بعد واپس کیا گیا۔ اور اس کے ساتھ ایک اپنا لہجی بھیجا اور اسکو ایک خط دیا جس پر لکھا تھا منجانب معاویہ بن ابی سفیان بنام علیؓ اور اس پر مہر کیا ہوا تھا۔ دونوں قاصد شام کے وقت مدینہ میں پہنچے۔ اور اس خط کو ایک چھڑی میں آویزاں کیے مجمع سے آدمیوں کے گزرے۔ اس نظر سے کہ سب اسکو دیکھیں۔ تمام آدمی حضرت علیؓ کے پاس خط کا مضمون سننے کو حاضر آئے جب خط کھولا گیا بالکل سادہ کاغذ تھا اس پر کچھ لکھا نہ تھا جس سے اشارہ آپ کی حقارت کی طرف تھا۔

حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کو اپنے قاصد سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صرف

سادہ کاغذ ہی نہیں بھیجا گیا ہی بلکہ ساٹھ ہزار آدمیوں کا لشکر شام میں موجود تھا۔ اور یہ کہ خون آلودہ کبڑا حضرت عثمانؓ کا بجائے علم کے قائم کیا گیا ہے۔ آپؓ نے فرمایا اللہ اور رسولؐ اسکو خوب جانتا ہے کہ ہم حضرت عثمانؓ کے قاتل نہیں ہیں لیکن آپؓ نے اس بغاوت کے فرو کرنے کے واسطے تیاریاں شروع کیں۔ سب صوبوں میں قاصد بھیجے اور مسلمانوں کی مدد طلب کی۔

اب حجاز میں مسلمانوں کے دو گروہ ہو گئے کچھ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کے جانبدار ہوئے۔ اور کچھ لوگ حضرت عائشہؓ کے طرفدار ہوئے جن کے ساتھ طلحہؓ اور زبیرؓ تھے اور مکہ انکا صدر ہوا۔ اور وہاں کے بنی امیہؓ کل ساتھ ہو لیے۔ اور حضرت عثمانؓ کا خون آلودہ کپڑا انتقام کے واسطے بلند کیا گیا۔ اور امیر معزول جعفی۔ کا خزانہ جنگ کے ہتھیار اور سامان میں کام آیا۔ کل باغیوں کا مشورہ ہوا کہ شام کے باغیوں سے جا ملین لیکن پھر کہا گیا کہ شام میں خود امیر معاویہؓ بغاوت کیواسطے کافی ہیں۔ پھر یہ کہا گیا کہ خاص مابینہ پر کہ دار السلطنت ہے حملہ آور ہوں لیکن پھر یہ خیال کیا گیا کہ اہل مدینہ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کا ساتھ دینگے لیکن بصرہ میں بہت اپنی موافقت کے یمن و ہن چلنا چاہیئے۔ اور اس مضمون کا اشتہار مکہ میں منادی کیا گیا۔ کہ حضرت عائشہؓ ام المؤمنینؓ مع طلحہؓ اور زبیرؓ کے بصرہ کو جاتے کو ہیں جن کو انتقام عثمانؓ کی خواہش ہو وہ آپؓ کا ساتھ دیں۔

باغی لوگ حضرت عائشہؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ کو لیکر مکہ کے ایک دروازہ سے روانہ ہوئے۔ اور حضرت عائشہؓ ایک اونٹ پر جبکا العسکری نام تھا محل میں سوار تھیں طلحہؓ اور زبیرؓ دونوں جانب تھے۔ اور چھ سو شاہیر لوگوں سے اونٹ پر سوار تھے اور چھ ہزار پیادہ تھے۔

ہب یہ لوگ ایک موضع کے قریب پہنچے۔ اُس موضع کے بہت گتے فراہم ہو کر

حضرت عائشہؓ کے اُذن پر بھونکے پاس سے کسی قدر اچکوترود ہوا۔ اور موضع کا نام دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اسکو حوآب کہتے ہیں یہ شکر آپ بہت گہرا بن۔ اور فرمایا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میری ایک بی بی پر حوآب کے پتے بھونکے جبکہ وہ برسرِ ناحق ہوگی۔ اسلئے اب آگے نہ جاؤں گی۔ اسپر باغیوں نے تشفی کی اور چند آدمیوں کو فراہم کر کے کھلایا کہ یہ موضع حوآب نہیں ہے دوسرا موضع ہے۔ اور چند سوار بھی دور سے دھلائے گئے۔ اور کہا گیا کہ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ مع شکر آپہونچے اس سبب سے حضرت عائشہؓ کو باغی بصرہ تک لے گئے اور طلحہ و زبیرؓ انکی متابعت میں تھے۔ جب بصرہ پہونچے تو اسکا دروازہ بند دیکھا۔ عثمانؓ ابن حنیف کہ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کی طرف سے امیر مقرر ہوئے تھے۔ اور ان کو اہل کوفہ نے قبول نہیں کیا تھا۔ اب بیان کے امیر تھے اور باشندوں نے برضامندی خود چاہا تھا۔ باغیوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے امیر بصرہ کے پاس پیغام بھیجا کہ شہر کا دروازہ کھول دے اور باغیوں کے ساتھ ہو۔ لیکن امیر نے انکار کیا اور اپنے سالار شکر عمار کو مقابلہ کا حکم دیا عمارؓ نے اہل شہر میں منادی کر دی کہ سب لوگ مسجد میں جمع ہوں اور جب فراہم ہوئے۔ ان سے حالت کہی۔ اور ہتھیار اٹھانے کا حکم دیا۔ لیکن وہاں بھی دو فریق ہو گئے۔ کچھ لوگوں نے حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کی اطاعت چاہی۔ اور کچھ لوگوں نے باغیوں کا ساتھ دینا چاہا۔ اسپر آپس میں نزاع ہونے لگی۔ اور ایک فریق نے دوسرے کے منہ پر خاک ڈالی۔ اس درمیان میں باغی لوگ حضرت عائشہؓ کو زبردیوار لے آئے۔ اور اہل شہر سے اکثر لوگ آپؓ کی زیارت کو گئے۔ وہاں بھی دو فریق ہو گئے ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے۔ اور نزاع کی بیان تک کہ ایک نے دوسرے پر خاک ڈالی آخر میں تلوار کینچ لگی۔ اور لڑائی ہونے لگی۔ بیان تک کہ نماز کا وقت

اگیا۔ اور لوگ لڑائی سے الگ ہوئے۔ باغی لوگ شہر کے باہر کئی روز پڑے رہے اور خفیف لڑائی اور صلح کے پیغام ہوتے رہے۔ یہاں تک کہ چند روز کے واسطے صلح ہوئی کہ ایچی مدنیہ میں جا کر دریافت کرے کہ حضرت علیؓ کی خلافت کو طلحہؓ وزیر پڑنے پر رضا و رغبت قبول کیا یا بجز۔

اسی درمیان میں باغیوں کو ایک موقع ملا۔ ایک اندھیری رات میں سخت طوفان آیا۔ اسی طوفان میں یہ لوگ شہر کا دروازہ کھلا پا کر اس میں داخل ہو گئے اور امیر شہر کو گرفتار کر لیا۔ اور چالیس محافظین کو مار ڈالا۔ اور امیر عثمان کی سزا اور بھی کی یعنی ان کی داڑھی کے اور بھون کے بال ایک ایک کر چن ڈالے۔

باغی لوگ حضرت عائشہؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ کو لیکر بصرہ میں داخل ہوئے۔ اور اہل شہر پر رحم کیا۔ اور ان کی تالیف کرنے لگے۔ اور حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کی مخالفت میں کوشش کی۔ اور آپ کو قاصب کہا۔

فصل دوسری

جب حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ نے اہل مکہ کی بغاوت کا حال اور بصرہ پر لشکر کشی کی خبر سنی۔ اپنے جلسہ عام مسجد نبویؐ میں مدنیہ کی کیا۔ اور لوگوں سے کہا کہ تمہارا بندہ ہوں۔ اور ہمارا ساتھ باغیوں کے تعاقب میں دین بہر چننا سب سے بڑے فصیح اور ہر دفعہ مدنیہ میں تھے لیکن جماعت میں سرور مہری پائی گئی۔ بعضوں نے خانہ جنگی کا خوف کیا۔ اور بعض ڈرے کہ خیر فوج کشی کی جاتی ہو وہ حضرت عائشہؓ محبوبہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہل المؤمنین میں اور بعضوں نے یہ اندیشہ کیا کہ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ بھی کہیں خون۔ عثمانؓ نہیں نہ پیٹے جاوین آخر شاہ یک مغز مسلمان جکا نام نہ زیادہ منہ منظرہ تھا اٹھے اور سر گرمی سے حضرت کی طرف بڑھے اور کہا جسکا جی چاہے وہ پیچھے رہے ہم آگے بڑھتے ہیں۔

آنسوقت دو انصار کہ نہایت منزحتھے بڑی فصاحت سے بولے کہ امام عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتل امام علی رضی اللہ عنہ وجہ نہیں مرن زیاد کی تمثیل اور انصار کی تقریر سے اہل عرب میں جوش پیدا ہوا۔ ابوقتادہ ایک معزز انصار نے تلوار نکالی اور کہا کہ اللہ کے رسول نے ہمیں یہ تلوار دی تھی بہت غرصہ سے یہ میان میں تھی۔ اب ہم اسکو منافقین کی زیادتی میں کام میں لاتے ہیں۔

ایک عورت نے کہا اؤ امیر المؤمنین اگر عورت کے جانے کی آئین اسلام میں اجازت ہوتی تو ہم خود آپ کے ساتھ جاتے۔ لیکن میرا چیرا بھائی کہ میری جان سے عزیز زیادہ ہے آپ کے ساتھ جاویگا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نوسو آدمی جلدی سے فراہم کیے اور مدینہ سے روانہ ہوئے اور آپ چاہتے تھے کہ قبل اسکے کہ باغی لوگ بصرہ پہنچیں انکو نالیوں میں۔ لیکن جب راہ میں یہ خبر معلوم ہوئی کہ باغی بصرہ پر قابض ہو گئے آپ نے ایک جگہ جسا نام انرا ب دہ تھا۔ قیام کیا۔ اور اسکے منتظر رہے کہ کچھ امدادی لشکر آجائے تو روانہ ہوں۔ اور آپ نے خطوط بنام ابو موسیٰ اشعری حاکم کوفہ اور دوسرے سرداروں کے لکھے کہ مدد جلد بھیجیں آپ کے ساتھ آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت امام حسن علیہ السلام بھی آئے۔ اور آپ سے فرمایا کہ ہم نے آپ سے جب حضرت عثمان کا محاصرہ ہوا تھا کہا تھا کہ آپ شہر کے باہر جائیے کیونکہ ان کے قاتلون میں آپ بھی نہ لپیٹے جاویں ہم نے آپ سے کہا تھا کہ خلافت نہ قبول کیجئے جب تک تمام قوموں کے آدمی نہ فراہم ہوں۔ اور اب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور انکے آدمیوں نے میدان جنگ اختیار کیا ہے کہ آپ مکان پر رہتے یہاں تک کہ وہ نرم ہو جائیں آپ نے میری بات نہ سنی۔ اور اسکا یہ نتیجہ ہے۔ کہ اب آپ قتل کیے جا رہے ہیں اور کہ لیا کہ آپ پر تاسف نہ کرے گا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جواب دیا کہ اگر میں شہر کے باہر حضرت عثمان کے قتل کے وقت چاہتا تب بھی لوگ ہلکے گھیرتے۔ اگر میں وقت خلافت کے سب قوموں کا انتظار کرتا تو انصار جو میرے طرفدار تھے ناراض ہو جاتے۔ اگر میں بعد دشمن کے آجائے کے میدان جنگ میں گھڑیں مثل جانوروں کے چھپا رہتا۔ تو مثل جانوروں کے اپنے گھڑیوں دشمنوں کا شکار ہوتا۔ اگر میں اپنے کام کو نہ دیکھوں تو کون میری حفاظت کرے گا۔ انھیں دھوکہ دینے سے جو میں نے کیا کیا سب اے میرے بیٹے تم خاموش رہو۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو ابو موسیٰ اشعریؓ کے امدادی لشکر کی بڑی امید تھی لیکن وہ ضعیف دل تھے۔ اور حضرت علی سے بسبب اسکے کہ انکی جگہ پر عثمان ابن حنیف کو مقرر کیا تھا کبیدہ تھے۔ اسلئے آپ کے خطوط کو سردھری سے دیکھا اور جواب میں جیلہ وحوالہ لکھ دیا۔ اس جواب سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو غصہ آیا۔ اور عثمان ابن حنیف کے آنے سے جنگی دائرہ چن لی گئی تھی اور بصرہ سے نکال دیے گئے تھے اور بھی زیادہ رنج ہوا۔ انھوں نے کہا کہ اے امیر المومنین جب آپ نے مجھے بصرہ روانہ کیا تھا میرے دائرہ تھی۔ انسوس ہو کہ ایک بال میرے چہرہ پر نہیں رہا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے انکی تشفی کی کہ یہ نشانی تمھاری کارگزاری کی ہے۔ اور تب آپ نے اپنا حال کہا کہ میرے سابقین منافقانے بلا مزاحمت خلافت کی لیکن میری خلافت میں جنھوں نے ہمیں پہلے بچھا اور تادم دیا وہی ہم سے پہلے باغی ہو گئے طلحہ رضہ اور زبیر رضہ نے حضرت ابو بکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ کی اطاعت کی۔ ہم سے کیوں باغی ہوئے۔ قسم اللہ کی ہم ثابت کر دیں گے۔ کہ ہم اپنے سابقین سے کسی طرح کم نہیں ہیں۔

اب حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ابو موسیٰؓ کے پاس اور بھی تاکید کی خطوط لکھے اور اپنے بیٹے امام حسنؓ اور عمارؓ یا سر کی معرفت روانہ کیا عمارؓ یا سر حضرت علیؓ

کرم الشہدہ کے سوار دن کے سردار تھے۔ اور اس وقت انکا بن نوٹے برس کا تھا انکے ساتھ الاشتر بھی آئے تھے کہ سابق میں بھی آئے تھے اور ابو موسیٰؓ کے حیلہ و حوالہ سے بہت رنج میں تھے۔

حضرت امام حسنؓ اور عمارؓ کی تعلیم ابو موسیٰؓ نے کی اور ان کا پیغام حسب معمول سجد میں سنایا گیا۔ اور الاشترؓ محافظین کے ساتھ کہ ہمراہ آئے تھے باہر رہے۔ دونوں صاحبوں نے خلیفہ وقت کی مدد کی واسطے تاکید کی ابو موسیٰؓ نے حیلہ و حوالہ کا جواب دیا۔ اور اس کا روانہ میں شک کیا۔ اور مشورہ دیا کہ لشکر کو مدینہ واپس جانا چاہیے۔ اور کُل امور کی تحقیقات ہونی چاہیے۔ اور حق خلافت پھر سے تجویز کیا جائے۔ اور انھوں نے کہا کہ یہ خراب کام ہے جو شخص اس میں شریک ہوتا ہے وہ تصور وار ہے۔ کیونکہ حضرت صلح برائی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ وہ جو سوتا ہے بہتر ہے اس سے جو جاگتا ہے۔ اور وہ جو لیٹا ہے بہتر ہے بیٹھے سے۔ اور جو بیٹھا ہے وہ بہتر ہے کھڑے سے اور وہ جو کھڑا ہے بہتر ہے پھرنے والے سے اور جو پھرتا ہے بہتر ہے سوار کے اسلئے اپنی تلوار میان کے اندر کر دے۔ اور اپنے تیرون کی سان نکال دے اور اپنی کمان کے تار توڑ ڈالو۔ اور جس کو ضرر پہونچا ہے اپنے گھر میں رہو یہاں تک کہ کل امر طے اور تصفیہ ہو جائے۔

پہلے انصار عمارؓ یا سر نے انکو کلمہ شکن جواب دیا کہ تم نے حضرت صلح کی حدیث کے معنی اُسے بیان کیے۔ کہ آپؐ نے تمہارے ایسے آدمیوں کو ملامت کی ہے کہ جنکا بیٹھنا کھڑے ہونے سے بہتر ہے اور سونا جائے۔

ابو موسیٰؓ نہیں جانے کی تائید میں اور بھی کچھ کہتے لیکن اس درمیان میں انکی سپاہ اُبڑی جنھوں نے مار کی شکایت کی۔ کہ ہم کو الاشترؓ نے بیرحمی سے مارا ہے۔ ہر گاہ ابو موسیٰؓ سجد میں بحث کر رہے تھے کہ الاشترؓ نے کہ تہہ سردار تھے اور محافظین کے

ساتھ باہر تھے قلعہ کوفہ کے لشکر کو گرفتار کیا۔ اور سزا دی اور انکو مسجد میں بھیجا کہ بحث ختم کر دیں۔ اس کارروائی سے الاشتر کی ابو موسیٰ کی سردہری پر بڑا مسخکہ ہوا اور ایسا ہو کہ سب لوگ خلافت ہو گئے۔ حضرت امام حسن بن علیؑ نے اس موقع کو ہاتھ سے نہ دیا۔ اور جماعت کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ ہمارے باپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خون نہیں کیا۔ ہمارے باپ نے اگر قصور کیا یا عدمہ اٹھایا اسکی جزا اللہ انکو دیگا۔ اللہ خوب جانتا ہے جتنے اور زیریں جنھوں نے انکی خلافت میں بیعت کی۔ اُنے پہلے خلافت ہو گئے۔ میرے باپ نے کیا کیا ہو کہ لوگ اس طرح اُنے باغی ہیں کیا خود غرضی یا انصافیت انھوں نے دکھائی۔ میں اپنے باپ کے پاس واپس جاتا ہوں جس کو مدد دینا ہے ساتھ ہوں۔

آپ کی فصاحت کا اثر سب پر پڑا اور اہل کوفہ سے نو ہزار آدمی ساتھ ہوئے اس درمیان میں حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ کو اور اطراف سے بھی مدد پہونچی۔ اور اب آپ کا لشکر جس میں آزمودہ کار لوگ تھے تیس ہزار کی تعداد تک پہونچا جب آپ اپنے لشکر کے ساتھ بصرہ کے سامنے پہونچے باغیوں نے رضامندی کا پیغام شروع کیا۔ اور حضرت علیؑ اور طلحہ اور زبیرؓ سے بالمشافہ گفتگو ہونے لگی۔ اس سے لوگوں کو امید بندھی کہ صلح ہو جائیگی حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ نے بڑی فصاحت سے تقویٰ کی جسکا اثر مخالفین پر ظاہر ہوا۔ آپ نے زبیرؓ سے کہا تم کو یاد نہیں کہ کس طرح تم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ پوچھا تھا کہ کیا تم میرے فرزند علیؑ کو عزیز نہیں رکھتے۔ اور جب تم نے جواب دیا کہ ہاں عزیز رکھتا ہوں۔ اب ہر حضرت صلح نے فرمایا کہ ہر کیف ایک دن آویگا کہ تم علیؑ اور کل مسلمانوں پر تباہی لاؤ گے۔ زبیرؓ نے کہا مجھے خوب یاد دلایا اگر مجھے یہ پہلے یا آتا تو میں کبھی آپ کے خلاف نہ کرتا۔ میں اپنے خیمہ میں واپس آئے۔ اور عہد کیا کہ کبھی مخالفت نہ کریں گے چنانچہ

طلحہ اور زبیرؓ نے باغیوں کو بہت بچھایا۔ لیکن وہ نہ سمجھے۔ اور لڑائی شروع کر دی اور حضرت عائشہؓ کا اونٹ جیسر آپؐ خود سوار تھیں عین جنگ کے میدان میں لایا گیا کہ لڑنے والوں کو جرات ہو۔ اور اسی سبب سے یہ لڑائی جنگِ حمل کہلاتی ہے۔ اور جنگِ نہر بھی اُسکو کہتے ہیں۔ عین لڑائی میں۔ مروان بن الحکم نے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر میں تھا ایک تیر۔ طلحہؓ کو مارا جب آپؐ میدان جنگ سے جدا ہو رہے تھے اور آپؐ کے گھوڑے نے بھی الفت لیا۔ اور آپؐ گرنے لگے۔ آپؐ نے اپنا جوتا خون سے بھرا دیکھا آپؐ نے کہا کہ ہم کو بصرہ بچاؤ۔ اور وہاں پہنچا حضرت عائشہؓ کے جانبداروں سے ایک کا ہاتھ بکڑا اور آپؐ کی نیابتِ نجد میں بیعت کی۔ اور وفات فرمائی۔ جس وقت حضرت زبیرؓ ہنوز میدان جنگ میں تھے کہ آپؐ نے عمار یا شمر کو دیکھا اور آپؐ کو حضرت صلعم کی حدیث یاد آئی کہ آئیے فرمایا تھا کہ عمار یا شمر سے پانوں تک ایمان میں یاد رہا۔ ہمیشہ حق کی جانب ہونگے۔ اس خیال سے آپؐ نے اور بھی کنارہ کشی کی اور لکھنوی راہ لی جب ایک چشمہ کے قریب پہنچے تو حنیفہ ابن قیس کو کچھ لشکر کے ساتھ خیمہ زن دیکھا کہ لڑائی کے نتیجہ کا منتظر ہے۔ اس نے آپؐ کو دیکھ کر کہا کہ کوئی زبیرؓ کی خبر لا سکا ہے۔ اُسپر ایک شخص جس کا نام عمرو بن یزید موز تھا سمجھ گیا۔ اور حضرت زبیرؓ کی طرف چلا۔ آپؐ نے اس سے کہا کہ علحدہ رہو۔ لیکن کچھ گفتگو کے بعد دونوں ساتھ چلے۔ یہاں تک کہ نماز کا وقت آیا۔ اور دونوں نماز میں مصروف ہوئے جب زبیرؓ مسجد میں گئے عمرو بن یزید نے تلوار نکال کر آپؐ کا سر کاٹ ڈالا۔ اور اُسکو لیے ہوئے حضرت علیؓ کو اللہ وجہ کے پاس بڑی ہسرت سے آیا کہ انعام پاویں گے۔ آپؓ زبیرؓ کے سر کو دیکھ کر روئے اور توبہ قاتل کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے منافق اس کی خبر ابن سفیہ کے پاس جہنم میں لجا۔ اس جواب سے وہ قاتل کہ بجائے غلامت کے انعام کا اُمیدوار تھا۔ ایسا افسردہ

اور پڑھنا ہو کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو سخت و درشت کمر اپنی تلوار اپنے سینہ میں ماری اور جہنم داخل ہوا۔

حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا کو برابر باغی لوگ میدان جنگ میں ساتھ لیے رہے طبری کا بیان ہے کہ ستر آدمی جو یکے بعد دیگرے آپ کے اونٹ کی مہارت تھے مار گئے اور یہ کہ وہ محل تیرون سے چھا گیا یہاں تک کہ وہ اونٹ زخمی ہو کر گرا اور حضرت عائشہ سمین خیر لڑائی تک تکین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنی کامیابی پر حضرت عائشہ کی تقریر کی آپس میں کچھ باتیں ملاحت امیر موئین لیکن آخر شصافائی ہو گئی۔ اور حضرت عائشہ کے ساتھ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے چالیس عورتیں اور ساتھ کر دین۔ اور امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کو ایک روز کی راہ تک ساتھ جانے دیا۔ اور وہ مدینہ روانہ ہوئیں۔ اور اس تاریخ سے آپ نے کمورات سلطنت میں دست اندازی نہ کی۔ حضرت علی نے غنیمت کو ان سپاہیوں کے وارثوں پر تقسیم کیا کہ شہید ہوئے اور ابن عباس کو لبصرہ کا امیر مقرر کیا۔

ان سب کاموں کو انجام کر کے آپ کو فہ کو اہل کوفہ کے ساتھ جنحون نے آپ کی بڑی مدد کی روانہ ہوئے۔ اور اپنی خلافت کا دار السلطنت بھی اسی کو مقرر کیا۔ یہ واقعات ششم ہجری میں پیش آئے۔

فصل تیسری

جنگ جمل کی کامیابی سے حضرت علیؑ کی خلافت مصر عرب و فارس پر مسلم ہو گئی۔ تاہم آپ کے بڑے مخالف امیر معاویہ بن سفیان ہنوز اطاعت میں نہ آئے۔ امیر معاویہ بن ابی سفیان کا پورا اختیار خیر اور مالدار ملک پر شام کے تھا۔ ان کے پاس بہت خانہ اور بڑا لشکر تھا۔ انھوں نے اہل شام کو

تعلیم کی تھی۔ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حضرت عثمان بن عفان کے قتل میں شریک کرنا اور اس طرح انکو حق خلافت سے دور رکھین اور خلیفہ وقت نہ بنیں اس لیے انھوں نے عمر بن العاص سے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حکم سے حکومت مصر سے ہر طرف ہونے لگے موافقت کی۔ وہ اسوقت ناراض ہو کر بیت المقدس میں تھے۔ امیر معاویہ نے اُن سے عہد کیا۔ کہ اگر علی کرم اللہ وجہہ خلافت سے معزول ہوئے۔ اور ہم مقرر ہوئے تو مصر کی حکومت تم کو واپس دینگے۔ اس لیے عمر بن العاص کچھ شکر کے ساتھ اُن کی مدد کے لیے دُش پہنچے۔ اور اُن کے ہاتھ پر بیعت شکر کی گئی۔ میں کی اور اُن کو خلیفہ قرار دیا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی کوشش امیر معاویہ بن ابی سفیان کی مخالفت رفع کر لے میں بیکار گئی آپ نے جب عمر بن العاص کی موافقت کی خبر سنی۔ نوے ہزار آدمیوں سے مکہ شام پر فوج کشی کی۔ آپ نے راہ میں ایک جگہ قیام کیا۔ جہاں بانی کی قلت ہوئی۔ آپ نے ایک عیسائی پر سیزگار کو بلایا۔ اور اُس سے کہا کہ کنوان بتاؤ اُس نے کہا کہ یہاں ایک حوض ہے کہ جس میں تین مشک سے زیادہ پانی نہیں اُٹتا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ قدیم زمانہ میں کوئی پتھر یا بنی اسرائیل سے یہاں رہتا تھا۔ اور اُس نے یہاں کنوان کھدوایا تھا۔ اُس نے جواب دیا کہ ایک کنوان تھا لیکن بہت عرصہ سے وہ مفقود ہے۔ اور اسکا کوئی نشان نہیں۔ اور وہ ایک پیشین گوئی کے موافق بولا۔ کہ ایک شخص سے ظاہر ہوگا۔ اور اس پر اُس نے ایک پرچہ نکالا جسکو شمعون بن صفحان نے کہ حضرت عیسیٰؑ کے حواریں سے تھا لکھا تھا اور اُس میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور کی پیشین گوئی تھی۔ اور یہ کہ وہ اُن آپ صلعم کے خلیفہ برحق سے ظاہر ہوگا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس پیشین گوئی کو ستائے ایک جگہ آپ گئے۔

اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ یہاں کھودو۔ وہاں پر کھودا گیا۔ کچھ عرصہ بعد ایک بڑا پتھر دکھائی دیا۔ اور جب وہ اٹھایا گیا تو کنواں ظاہر ہو گیا جس سے شکر کے حسبِ نحو ادا پانی مہیا ہو سکا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے استحقاقِ خلافت کا ثبوت بھی ہوا وہ پرنیز کا حضرت علی کا معتقد ہو گیا۔ آپ کے پانچوں پرگرا۔ اور آپ کا ساتھ نہ چھوڑا شکر بھری کا پہلا روز تھا یعنی ۱۸ جون ۶۵۶ء کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا لشکر امیر معاویہ بن ابی سفیان کے لشکر کے مقابل میں صفین کے میدان میں دریا سے فرات کے کنارے آیا۔ یعنی ملک شام اور بابلستان کی سرحد پر۔

امیر معاویہ بن ابی سفیان کے ساتھ عمرو بن العاص بھی تھے۔ کہ جنگ کے شریک تھے اور ان کے مشورے سے کام ہوتا تھا۔ امیر معاویہ کے ساتھ اتنی ہزار آدمی تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا لشکر تعداد میں زیادہ تھا اور اس میں اکثر صحابہ تھے۔ کہ حضرت صلح کے ساتھ بدر میں لڑے تھے سب سے ممتاز ان میں عمار شامی تھے۔ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سوا ہون کے سردار تھے کہ حضرت صلح کے ساتھ برابر لڑیوں میں تھے۔ وہ اسوقت بانوئے برس کے تھے۔ تاہم بڑے شجاع اور تیز تھے اور مسلمان سپاہی مثل دیوتاؤں کے انکی بڑی عظمت کرتے تھے۔

دونوں لشکر ایک دوسرے کے مقابل ہوئے۔ لیکن ماہِ حرام کے باعث سے لڑائی نہ ہوئی۔ صلح کی گفتگو میں مہینوں گزر گئے۔ کیونکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ خواہاں تھے کہ صلح ہو جائے۔ اور ہمسایہ کا خون نہ بنے۔ آپ کی کوشش بیکار رہی۔ اور دوسرے مہینے سے مخالفت شروع ہوئی۔ تاہم حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنی تلوار بھیر نکالی۔ اپنے لشکر سے کہا کہ پہلے تم وار نہ کرو۔ اور جو لوگ بھاگیں انکو ضرر نہ دو۔ اور عورتوں اور لڑکوں پر تشدد نہ کرو۔ امیر معاویہ اور عمرو بن العاص اس لڑائی کے عنوان سے خوب واقف تھے۔ اس لیے وہ بھی عام کلمہ سے ڈرے۔ اور صرف چھوٹی چھوٹی

لڑائیوں میں کئی مہینے گزر گئے۔ آخر شرف رفتہ رفتہ سخت خونریزی ہوئی اور چار مہینے کے حصہ میں امیر معاویہ کے پینتالیس ہزار آدمی مارے گئے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اُسکے نصف سے کچھ زیادہ حضرت اویس قرنی بھی اس معرکہ میں شہید ہوئے۔ اُنکے واسطے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خرقہ حضرت عمرؓ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کو عنایت کیا تھا کہ اُسکو اویس قرنی کو پہنچانا۔ اور فرمایا تھا کہ اگرچہ اسے میری دیدار زمین دیکھی لیکن وہ برگزیدہ ہے میری امت کے واسطے اُس سے دعا طلب کرنا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں حضرت عمرؓ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما گئے اور وہ خرقہ حضرت صلعم کا اُنکو پہنایا۔ حضرت اویسؓ کو مدنی تعلیم حضرت صلعم سے تھی لیکن ظاہری بیعت حضرت عمرؓ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے تھی یہ بڑے مقبول خدا ہوئے اور عاشق رسول صلعم تھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی جانب کے مقتولین میں بچپیش صحابہ اہل بدر سے تھے اُنکی موت کا افسوس دشمن کو بھی ہوا۔ اور سب سے زیادہ افسوس عمارؓ یا سرکلبہؓ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سواروں کے سالار تھے معاویہ اور عمرو عاص نے اُنکو دیکھا معاویہ نے کہا دیکھو کیسی جانیں ہماری نزع میں ضائع ہوتی ہیں عمرو عاص نے کہا اے اللہ کاش ہمیں برس اس کے پیشتر مرے ہوتے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنے پرانے سالار عمارؓ یا سرکلبہؓ کا حال دیکھ کر بے اختیار ہو گئے۔ اور بارہ ہزار سواروں کے ساتھ سخت حملہ دشمنوں پر کیا۔ دشمنوں کی صفیں ٹوٹ گئیں۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا دل اس خونریزی سے بھر آیا۔ اور معاویہ کو پکار کر کہا کہ کب تک مسلمانوں کا خون ہماری نزع میں ضائع ہوگا تم خود مقابلہ میں آ جاؤ۔ اور ہمارا تمہارا فیصلہ اللہ تعالیٰ کر دے گا۔ جو کامیاب ہوگا وہی حاکم رہے گا۔ عمرو بن العاص اس آواز سے متعجب ہوئے اور امیر معاویہ سے کہا کہ مقابلہ کو جاؤ لیکن وہ ایسے شخص کے مقابلہ سے ڈرے جن کا لقب سدا اللہ تھا۔ اور جن سے خراہی

لڑائی میں وہ بار بار مغلوب ہو چکے تھے عمرو بن العاص نے کہا کہ مقابلہ نہ کرنا سخت ہوگی لیکن معاویہ نے ہنس کر ٹال دیا کہ شاید تم خود امیر شام ہونے کی خواہش رکھتے ہو آخر میں ایک سخت مایوسی کے ساتھ لڑائی رہی کہ رات کو بھی قائم رہی بہت سے آدمی فریقین کے مارے گئے۔ لیکن اہل شام کے بہت زیادہ مارے گئے اس لڑائی کے بانی الاشتر تھے۔ وہ اہل بیت پر سوار تھے۔ اور ان کے ہاتھ میں ذوالفقار تھی۔ اس کے ہر وار میں ایک آدمی مارا گیا۔ اور اللہ اکبر کی صدا بلند کی۔ انکی آواز اللہ اکبر کی چار سو مرتبہ سنی گئی۔

اہل شام پر بد قسمتی کی صبح نمود ہوئی۔ الاشتر دشمنوں کو اپنے خیمہ تک دبا دے گئے اور امیر معاویہ مایوس ہوئے اس پر عمرو بن العاص نے ایک مکر تجویز کیا۔ اور اس کے موافق سب اہل شام نے اپنے نیزوں پر قرآن بلند کیا جس سے معلوم ہوا کہ صلح چاہتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ یہی ہمارا فیصلہ کر دے گا۔ اس پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لشکر نے تیغ میان میں کی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا کہ یہ بھی انکا مکر ہے۔ انھوں نے کہا کیا آپ قرآن کا فیصلہ پسند نہیں کرتے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے سمجھا کہ اس امر کے انکار کرنے سے اہل شکر ناراض ہو جائیں گے آپ نے جبراً واپسی کا حکم دیا۔ لیکن الاشتر بڑے تقاضے سے واپس آئے۔ اور انھوں نے کہا کہ میں فتح میں ہم واپس بلائے گئے۔ اس لیے قرآن کے موافق ثالث مقرر کیے گئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنی جانب سے عبداللہ ابن عباس کو ثالث مقرر کیا لیکن فلول ثانی سے خندہ ہوا۔ کہ وہ اہل قرابت سے ہیں۔ تب آپ نے الاشتر کا نام لیا۔ یہ بھی خندہ ہوا۔ تب ابو موسیٰ نے کہا کہ ہم آپ کی جانب سے ثالث ہوئے ہیں آپ نے جبراً قبول کیا۔ اور معاویہ نے اپنی طرف سے عمرو بن العاص کو ثالث نامزد کیا کہ اس وقت تمام عرب میں چالاک سمجھے جاتے تھے۔ اور ابو موسیٰ سادے سید سے

آئی تھی۔ اور کج دین سے لوگوں کے بے بہرہ تھے۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ دونوں صاحب
 لینے حضرت علیؑ۔ کرم اللہ وجہہ اور امیر معاویہؓ اپنے اپنے شہر کو فہ اور دمشق کو
 واپس جاوین۔

کئی مہینے بعد جمعۃ الجودل میں دونوں لشکر کے مقابل میں ثالث حاضر ہوئے
 عمرو بن العاصؓ نے ابو موسیٰؓ کی بڑی تعظیم کی۔ اور اس طرح اپنا اعتماد اُنکے جی میں کیا
 جب اُن کو دیکھا کہ میری باتوں پر اعتبار کرتے ہیں۔ اُن سے کہا۔ کہ ہم لوگ دونوں کو
 یعنی حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ اور امیر معاویہؓ کو خلافت سے برطرف کرین کہ سیکڑوں
 مسلمانوں کا ناحق خون کیا۔ اور ایک شخص ثالث کو خلیفہ مقرر کریں ابو موسیٰؓ اس
 فقرے میں آگئے۔ اور دونوں آدمی اپنی رائے ظاہر کرنے کے لیے آئے اور عمرو بن العاصؓ
 نے ابو موسیٰؓ سے تعظیم کے ساتھ کہا کہ آپ بڑے ہیں پہلے آپ اپنا فیصلہ سنائیے
 وہ اس فقرے کو بھی نہ سمجھے اور عمرو بن العاصؓ پر اعتماد کر کے منبر پر چڑھ کر فیصلہ سنایا
 کہ تمہیں دونوں کو یعنی حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ اور امیر معاویہؓ کو خلافت
 سے برطرف کیا۔ جس طرح اس انگوٹھی کو میں نے ہاتھ سے نکالا اُس کے بعد
 عمرو بن العاصؓ منبر پر چڑھے اور انھوں نے کہا کہ تم سن چکے کہ حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ
 کے ثالث نے انکو خلافت سے برطرف کیا میں نے بھی اُن کو برطرف کیا۔ اور
 امیر معاویہؓ کو خلافت پر قائم رکھتا ہوں۔ اس پر ابو موسیٰؓ نے عمرو بن العاصؓ کو
 فریبہ اور مکار کہا کہ انھوں نے تم سے دھوکھا کیا۔ لیکن اہل شام کے لشکر میں
 بڑی خوشی ہوئی۔ کہ امیر معاویہؓ خلیفہ برحق ہوئے اور حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ
 کے لشکر کے لوگ ابو موسیٰؓ کی سادگی پر شکایت کرنے لگے اور قریب تھا کہ پھر لڑائی ہو کہ
 اہل شام نے مہلت لی۔ اور ایک دوسرے سے جدا ہوئے۔ ایک قسم کا نہ ہی تعصب
 حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ کے ساتھیوں میں اور امیر معاویہؓ کے لوگوں میں پیدا ہو گیا۔

کہ ایک دوسرے کو برا کہنے لگے۔ اس فیصلہ سے خود حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لشکر کے بعض لوگ خلاف ہو گئے۔ اور آپ کو برا کہنے لگے۔ کہ آپ نے ابو موسیٰ کو ثالث مقرر کرنے میں غلطی کی۔ اور یہ کہ جب آپ کے لشکر کے لوگ اللہ کے دشمنوں کو ہلاک کر رہے تھے۔ آپ نے کیوں باز رکھا۔ اس لیے انھوں نے عبد اللہ ابن ابی بکر کو اپنا سردار مقرر کر کے اپنی جگہ نہروان میں بغداد کے قریب قائم کی۔ اور ان کی تعداد پچیس ہزار آدمیوں کی ہو گئی۔ یہی خارجی کہلاتے ہیں۔ حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ اپنے لشکر کے ساتھ مقابلہ کو گئے۔ آپ نے ایک نیزہ گڑوا دیا۔ اور مٹادی کر دی کہ جو اس کے گرد آئے گا اور عفو چاہے گا۔ ہم اسکو معاف کرینگے۔ چنانچہ اکثر لوگ اس نیزہ کے گرد آئے۔ اور عفو قصور چاہی اب عبد اللہ کے ساتھ صرف چار ہزار آدمی رہے۔ ان لوگوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مقابلہ کیا۔ اور ایسا لڑے کہ صرف نو آدمی ان میں سے بچے جنھوں نے آئندہ کے لیے اس فرقہ کی بنیاد ڈالی۔

ہر گاہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ خارجیوں کے دفع کرنے میں مصروف تھے کہ امیر معاویہ نے دوسرا فریب کیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بعد جنگ جمل کے سعد بن قیس کو مصر کا حاکم مقرر کیا تھا۔ اور وہ اس کے لائق بھی تھے۔ امیر معاویہ نے ایک جعلی خط انکی طرف سے اپنے نام لکھ کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نگاہ میں گندانا کہ جس سے انکی طرف سے آپ کو سازش کا شک آجائے۔ اور ایسا ہی ہوا۔ یسے آپ نے سعد بن قیس کو اپنے پاس طلب کر لیا۔ اور انکی جگہ محمد بن ابی بکر کو مقرر کیا محمد بن ابی بکر نے اہل مصر پر سختی کی۔ اور قاتل عثمان کے رہنماؤں کو تنبیہ کرنے لگے اس سے مصر میں بغاوت پھیلی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اسکا انسداد کرنا چاہا۔ اور مالک شمر کو محمد بن ابی بکر کی جگہ روانہ کیا۔ ہنوز وہ نہ پہنچے تھے اور ایک جگہ ٹھہر گئے تھے کہ

امیر معاویہ کے لوگوں نے انکو زہر دیا۔ تب امیر معاویہ نے اس موقع کو ہاتھ سے نہ دیا اور قچہ ہزار آدمی عمرو عاص کے تحت میں روانہ کیے۔ انھوں نے باغیوں کو اپنا جانبدار کر لیا۔ اور محمد بن ابی بکرؓ کو یہ الزام دیکر قاتل عثمانؓ میں زندہ پورے میں لپیٹ کر جلا دیا اور مصر پر قابض ہو گئے۔ اور اپنے کو امیر مصر اور امیر معاویہ کا نائب قرار دیا۔ مورخ کی رائے یہ ہے کہ اگرچہ عمرو بن العاصؓ اسلام کے بڑے حامیوں میں شمار کیے گئے لیکن حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کی طرف سے جو بغاوت کی اور شاکشی میں انصاف کو ترک کر کے دھوکے کو راہ دیا۔ ہذا الزام اور دوسرے انکی کارروائی پر ہمیشہ کیلئے رہا اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک نکا اور امیر معاویہ کا کیا معاملہ ہوگا اسکو اللہ ہی جانتا ہے۔ حضرت عائشہؓ نے جب اپنے بھائی محمد بن ابی بکرؓ کا حال سنا بہت رنج اور امیر معاویہ اور عمرو بن العاصؓ کو بہت کوسا۔ اور بددعا کی۔ اور حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ پر بھی محمد بن ابی بکرؓ کے قتل کا بڑا اثر ہوا۔ اور آپؓ نے فرمایا کہ قاتلان محمدؐ اسکا جواب اللہ کے نزدیک کیا دینگے۔ جو خونریزی امیر معاویہ کی بغاوت سے اہل اسلام کی ہوئی اسکا تصفیہ اللہ پر چھوڑنا چاہیے۔ اور ان کی شان میں برا بھلا کہنا اہل سنت والجماعت کا عقیدہ نہیں۔ لیکن ان کی بغاوت میں شک نہیں۔ مگر بسبب لحاظ صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بے ادبی نہیں چاہیے۔

فصل چوتھی

حضرت معاویہ نے صرف مصر ہی پر قبضہ نہیں کیا بلکہ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کی زندگی ہی میں حجاز کو اپنے تصرف میں در لائے اس سے آپؓ کو نہایت صدمہ ہوا۔ اور جب آپؓ نے سنا کہ عقیل بن ابی طالبؓ آپؓ کے بھائی امیر معاویہ کے پاس گئے اور ان سے آپؓ کی شکایت کے ساتھ روزیتہ چاہا۔ آپؓ کو اور بھی رنج ہوا۔ تاہم آپؓ نے مقابلہ کی پھرتیاری شروع کی۔ اور ساٹھ ہزار آدمیوں

کا لشکر آپ نے فراہم کیا۔ جنھوں نے بہت رضوان کی کہ آپ کا ساتھ کسی حال میں نہ چھوڑینگے۔ اسی تیاری میں تھے کہ روانہ ہوں کہ ایسا اتفاق ہوا کہ تین خارجیوں نے کھرج کے لیے نکلے تھے۔ مشورہ کیا۔ کہ اسلام کی کامیابیوں میں مزاحمت صرف تین شخصوں کے باعث سے ہو۔ کہ آپس میں لڑتے ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور امیر معاویہ اور عمرو بن العاص ان تینوں کو قتل کر ڈالیں تو سلطنت اسلام پھر بدستور ہو جائیگی۔ اور یہ کہ تینوں شخص ایک ہی روز جمعہ کی ۱۷۔ رمضان کو قتل کیے جاویں۔ ان خارجیوں کا نام بابرک ابن عبد اللہ و عمرو ابن عاصی اور عبد الرحمن بن ملجم تھا۔ بابرک ابن عبد اللہ و مشق کو اور عمرو بن العاصی مصر کی جانب و عبد الرحمن کو فہ کی طرف روانہ ہوا۔ بابرک ابن عبد اللہ و مشق پہونچا۔ اور امیر معاویہ کے مصاحبین میں داخل ہوا۔ اور جب امیر معاویہ و مشق کی مسجد میں امانت کرتے تھے۔ بابرک نے ایک تلوار ماری اور سمجھا کہ انکا کام تمام کیا۔ انکو اس زخم سے مایوسی تھی۔ لیکن بڑے علاج سے وہ زخم جگمگا ہو گیا۔ قاتل گرفتار ہوا اور اس کے ہاتھ پاؤں باندھے گئے اور اسکو طرح طرح کی ایذا دی گئی۔ اور کئی برس بعد وہ قتل کیا گیا۔

عمرو ابن العاصی اسی روز مصر کی مسجد میں داخل ہوا۔ اور امام قاریجاہ کو عمرو ابن العاصی سمجھ مار ڈالا۔ کیونکہ۔ عمرو عاص اس روز بیمار تھے اور مسجد میں نہ آئے جب قاتل کو عمرو العاص کے سامنے لائے۔ اس نے کہا میرا ارادہ عمرو عاص کے قتل کا تھا لیکن اللہ نے قاریجاہ کا قتل چاہا۔

عبد الرحمن ابن ملجم جب کوفہ پہونچا۔ ایک خارجی عورت کے مکان میں ٹھہرا کہ اسکا شوہر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ سے نہرمان میں مارا گیا تھا۔ وہ اس عورت پر فریفتہ ہو گیا۔ لیکن اس عورت نے کہا کہ ہم اس شخص سے نکاح کریں گے جو تین ہزار درہم اور ایک غلام اور ایک لونڈی دیوے اور حضرت علی کا سر لاوے۔

اسنے شرائط منظور کی۔ اور دربان اور شبیب خارجیوں کو ساتھ لیا۔ انھوں نے مسجد میں خلیفہ وقت کے آنے کا انتظار دیکھا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایسی باتیں فرمائیں جس سے مایوسی ظاہر ہوتی تھی۔ آپ نے فرمایا افسوس اسے دل بے صبری کیون ہو۔ موت کا علاج نہیں جب آپ مکان سے چلے گھر کے مرغون نے ہنگامہ کرتے ہوئے آپکو گھیر لیا۔ اسکو بھی پیچھے لوگوں نے غلغلہ مچھا۔ جب آپ مسجد میں داخل ہوئے۔ قاتلون نے ایک دوسرے پر سازشی وار کیا۔ دربان نے ایک وار خلیفہ وقت پر کیا۔ لیکن وہ مسجد کے دروازے پر لگا۔ لیکن عجلہ الرحمن نے جو دار کیا وہ کاری تھا اور آپ نے مبارک پر زخم لگا۔ تب قاتلان وہاں سے الگ ہوئے اور بھاگے۔ شبیب اپنے تعاقب کرنے والوں سے بہت دور رہا اور بچ گیا۔ دربان کا تعاقب کیا گیا۔ اور وہ اپنے گھر کے سامنے مارا گیا عجلہ الرحمن بن ملجم جستجو کے بعد مسجد کے گوشہ میں پکڑا گیا۔ اور اس کے ہاتھ میں ہنوز تلوار موجود تھی۔ اسکو خلیفہ وقت کے سامنے لائے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس کو اپنے بیٹے امام حسن علیہ السلام کے حوالہ کیا۔ اور فرمایا کہ اسکو کچھ نہ ہوا اگر تم ہلاک ہو جاؤ تو اسکو اذیت نہ دینا۔ اسکو بھی ایک ہی ضرب میں ہلاک کرنا چاہئے اس کے ساتھ ایسا ہی کیا گیا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا انتقال آپکے زخمی ہونے سے تین روز کے اندر واقع ہوا۔ یہ واقعہ منگنہ ہجری میں پیش آیا۔ مطابق منگنہ کے آپ کا بدن شریف ترسٹھ برس کا تھا اور آپ نے ہنوز پانچ برس پورے خلافت نہ کی تھی۔ آپ کی لاش مبارک کوفہ سے پانچ میل کے فاصلہ پر دفن کی گئی۔ مابعد کے زمانہ میں اُس پر روضہ اور مکانات بنائے گئے۔ اور اہل فارس کے بادشاہوں نے اسکو مبرصع کیا۔ بعضوں نے لکھا ہے کہ کچھ عرصہ بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مزار کا نشان نہ رہا۔ لیکن

ہارون الرشید کی خلافت میں جب وہ شکار کے واسطے اُجگہ پہنچا۔ جہاں ایک مزار پر
شکار نے وہاں پناہ لی اور شکاری جانور اُس تک نہ پہنچ سکے۔ اسکو بہت تعجب آیا
پُرالے لوگوں سے دریافت کیا تو یہ لگا کہ یہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا مزار ہے
چنانچہ اُسے وہاں روضہ بنوایا۔

حضرت - علی - کرم اللہ وجہہ کے تمام واقعات سے ظاہر ہوتا ہو کہ آپ بڑے نالائق
سابق الایمان والون میں سے تھے اور حضرت علی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عیدیت تعلیم
پائی۔ اور اخیر وقت تک عرب کی سادگی اختیار کیے رہے۔ آپ خلفائین پہلے شخص
سمجھے جاتے ہیں جنہوں نے خوشنویسی کی طرف استغاث کیا آپ کے خیالات شاعرانہ بھی
تھے اور آپ کے اشعار اور اصول کی باتیں اہل عرب میں شرب امثل میں بہت
اکثر زبانوں میں ہوا ہے۔ آپ کی مہر میں کندہ تھا کہ ملک اللہ کا ہے۔ آپ کے
مغورے سے ظاہر ہے کہ آپ کو اس دنیا کی نعمتوں کی خوشی نہ تھی۔ آپ فرماتے تھے زندگانی
اہر کا سایہ ہے یا سونے والے کی نیند۔

آپ کی اپنی پہلی بی بی حضرت فاطمہ بنت رسول صلعم سے دو عا جزا وے تھے
حضرت امام حسن و امام حسین - علیہما السلام اور تین بیٹیاں زینب زوجہ عبد اللہ
جعفر طیار و ام کلثوم زوجہ ابی مرثد بن الخطاب در قیہ۔ علاوہ انکے آپ کے تیرہ بیٹے اور
تھے اور پندرہ بیٹیاں کہ دوسری بیبیوں سے تھیں۔ لیکن جن سے آپ کی نسل اجرا
پائی۔ وہ حضرت امام حسن و حسین و محمد بن حنفیہ و عباس و عمر علیہم السلام
ہیں۔ آپ اپنے زمانے میں علم عرفان بے فیوضات صرف باطنی کے لیے مشہور تھے
اور آپ کے فیض یابوں میں آپ کے صاحبزادگان اور حسن زہری بھی ہیں۔

باب ساتواں

خلافت امام حسن علی

انتقال کے وقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جانشین نامزد کرنے سے انکار کیا۔ لیکن بعد وفات آپؑ کے حضرت امام حسن علی کرم اللہ وجہہ بلا مزاحمت جانشین ہوئے۔ اُس وقت آپ کا سن شریف ۳۰- برس کا تھا۔ آپؑ کو اس وجہ سے لوگوں نے اور بھی زیادہ پسند کیا تھا کہ آپ اپنے نانا کے ہم شبیہ تھے اور علم و اخلاق میں بھی اُن کے مثل تھے۔ آپ میں وہ بات جو خانہ جنگی کے دفع کرنے کے لئے اور غالب آجاتے کے واسطے ضرور ہوتی تھی۔ آپ کو مسلمانوں کے خون ناحق کا بڑا خیال تھا۔ آپ نے اپنے والد کے انتقال کے بارے میں فرمایا کہ جس رات کو قرآن نازل ہوا جس رات کو حضرت عیسیٰ آسمان پر اُٹھائے گئے اور جس رات کو یوشع قتل کیے گئے اُسی رات کو میرے والد بھی قتل کیے گئے قسم اللہ کی کوئی سابق کے خلیفہ ایسے نہ تھے اور نہ اُنکے جانشین ایسے ہونگے جیسے میں نے کہ خاندان علیؑ کے بھی خواہ تھے جانشینی کے رسوم شروع کر دیے۔ اور کہا کہ اپنا ہاتھ بڑھائیے۔ اور عہد کیجئے کہ موقوف کتاب اللہ اور حدیث کے کیجئے گا اور کل مخالفین سے جنگ فرمائیگا حضرت امام حسنؑ نے غم نہ کیا۔ اور خلیفہ وقت شمار کیے گئے۔ اور لوگ طلب کیے گئے کہ آپؑ کی موافقت کا اقرار کریں۔ اور جو مخالف ہوں اُن سے لڑنے کے واسطے آمادہ رہیں۔ اسپر بعض بالستان کے ضعیف دلوں نے کن بھسکی کی کہ اب ہم لڑنے والا خلیفہ نہیں چاہتے۔

اگر امام حسنؑ کے دل سے کوئی پوچھتا تو آپ پہلے ہی خلافت سے درگزر کرتے اور معاویہ کو کہ اُس کے بڑے آرزو مند تھے حوالہ کر دیتے۔ لیکن آپ کے ساتھ بڑے بہادر سردار لوگ تھے اور آپؑ کے بھائی امام حسینؑ تھے

جن میں اپنے والد کی بہادری موجود تھی۔ ان لوگوں نے آپ کو گھیر علاوہ اسکے آپ کے ساتھ ساٹھ ہزار اڑنے والی سپاہ میدان جنگ کے واسطے شام کی طرف جانے کو آمادہ تھی۔ بلکہ دیر ہونے سے کچھ آپس میں اختلاف ہوا اور امام حسن علیہ السلام اسکے رفع کرتے میں زخمی ہوئے۔

حضرت امام حسن نے اس بے جبر سالار شکر ہو کر جانا قبول کیا۔ یہ خبر امیر معاویہ میدان جنگ میں آگئے۔ حضرت امام حسن نے بارہ ہزار آدمیوں سے قیس ابن سعد بن عبادہ کو روانہ کیا۔ کہ روکین اور خود اصل شکر کے ساتھ چلے۔ قیس نے پہونچ کر خفیت لڑائی کی اور دشمن کو روکا۔ اور ایسی جگہ قیام کیا جہاں سے خلیفہ وقت کی مدد کے منتظر رہے۔ جب آپ امیر معاویہ کے شکر کے مقابل میں پہونچے تصفیہ کا پیغام کیا گیا۔ آپ نے امیر معاویہ سے کہا کہ تین شرط پر ہم خلع خلافت کرتے ہیں ایک تو یہ کہ کوفہ کی آمدنی میرے صرف کے واسطے رہے۔ دوسرے یہ کہ آپ اپنے بعد کسی کو جانشین نامزد نہ کیجئے جسکو عامۃ خلافت پسند کریں وہی ہو تیسرے یہ کہ حضرت علیؓ کی شان میں تبرائہ کہنا ہے۔ امیر معاویہ نے سابق کی دونوں شرط کو قبول کیا۔ اور تیسری سے انکار کیا۔ کہ اختیار سے باہر جو ہم کس کس کو روکین گے اس پر لوگوں نے حضرت امام حسنؓ کو بھیجا کہ پس پشت کسی کے کئے کا کیا خیال ہو چنانچہ انھیں شمریان پر تصفیہ ہوا۔ لیکن حضرت امام حسینؓ کے خلاف تھا۔ اور آپ نے فرمایا کہ ہمارے باپ اور نبی ہاشم کی اس سے بے عزتی ہوئی لیکن امام حسنؓ نے سنا اور اپنے بھائی کو یہ ہوئے مدینہ آئے۔ حضرت علیؓ کے نام سے ہرجوہ کو دمشق میں برابر ہوتا تھا۔ کہ اسکو عمرو ابن عبدالعزیز نے اپنے عہد میں ترک کرایا۔ حضرت امام حسن علیہ السلام عزت پسند تھے اس لیے عزت اختیار کی۔

امیر معاویہ سے ایک مرتبہ خاندان نبی ہاشم کی ایک بوڑھی عورت نے کہا کہ تم نے اپنے چچے بھائی نبی ہاشم کا حق غصب کر کے اپنے خاندان کو قائم کیا ہے جیسا فرعون نے نبی اسرائیل کے ساتھ کیا۔ انھوں نے جواب دیا اللہ اس کو معاف کرے گا۔ اور کہو تو کہ تم لو کچھ چاہتے۔ اُس نے کہا کہ دو ہزار اشرفی میرے اہل قرابت کے واسطے اور دو ہزار میرے لڑکوں کی شادی کے لیے چاہتے اُس کو وہ دیے گئے اور پھر اس تاریخ سے اُس کی زبان سے شکایت نہ سُنی گئی۔

حضرت امام حسنؑ کی بہت اولاد ہوئی۔ لیکن جن سے نسل کا اجرا ہوا۔ وہ حسنؑ، مثنیٰؑ اور زید بن حضرت غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانیؒ کے اپنے عہد میں امام زمانہ تھے آپ ہی کی اولاد میں تھے۔

معتقین کا قول ہے کہ خلافت دو قسم کی ہے ظاہری و باطنی حضرت امام حسنؑ تک دونوں جمع تھی لیکن حسینؑ سے اہل شیعہ کے بارہ امام ہوئے حضرت حسن بصریؒ اور حسن مثنیٰؑ آپ کے صاحبزادے فیض باطنی سے آپ کے مستفید ہوئے تھے۔

باب آٹھواں

خلافت بنی امیہ

فصل پہلی

حضرت امیر معاویہ سلاطین بن بے خورشہ اسلام کی سلطنت کے حاکم ہوئے اگرچہ یہ بھی اور تابعہ کے بادشاہ بھی آخری بادشاہ تک عباسیوں کے سب خلفاء

حکومت امیر معاویہ بن ابی سفیانؓ

کہلاتے رہے۔ لیکن خلافت راشدہ ختم ہو چکی۔ باب صرف سلطنت رہی۔
خارجیوں نے امیر معاویہ کی حکومت کو ناپسند کیا۔ اور ملک شام میں بغاوت پھیلانی
لیکن انھوں نے اُنکی سخت تدارک کی۔ اور حبيب دیکھا کہ اہل شام اُن سے مقابلہ نہیں
کر سکتے تو اہل بابل سے کہ زیادہ قوی تھے مدد لی اور اُنکی پیاد اکھاڑی۔
امیر معاویہ ہی سے مشہور خاندان بنی امیہ کا شروع ہوا۔ یہ خاندان کئی گری تک رہا۔
اور عربوں کی تواریخ اسی کے بعض واقعات سے یورپ میں درنگستان میں مشہور
ہوئی۔ امیر معاویہ نے علم کی قدردانی کی۔ اکثر اہل علم و ہنر انکو گھیرے تھے۔ اور
یونانی علوم بھی عربوں میں اُن جزیرون سے لائے گئے جن کو انھوں نے
فتح کیا تھا۔

حضرت امیر معاویہ نے ایک اور امر قابل الزام اپنی سلطنت کے استحکام کے
واسطے کیا۔ جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت اختیار کی امیر معاویہ کے
باپ ابوسفیان نے آپکا تعاقب کیا۔ لیکن جب نہ پاسکے طائف میں ٹھہر گئے۔
یہاں اُسنے شراب پی اور ایک یونانی لونڈی سے اُسی حالت میں مباشرت کی
جسکا نام صومعہ تھا۔ لیکن وہ حاملہ ہو گئی اور اُسکو بیٹا پیدا ہوا ولد الزنا ہونے کے
باعث سے ابوسفیان نے اُسکو اپنا بیٹا قرار دیا۔ اسیلئے اسکا نام زیاد بن امیہ
دینے زیاد اپنے باپ کا بیٹا پڑا۔

یہ لڑکا نہایت ذہین اور فطین نکلا۔ ہنوز پورا جوان بھی نہیں ہوا تھا کہ ایک موقع پر
امیر عمرو بن العاص اُسکی فصاحت اور دیرمی سے متحیر ہوئے۔ عمرو عاص
خود بھی صحیح النسب نہ تھے۔ وہ کہنے لگے کہ اگر یہ لڑکا قریش کے خاندان نجیب کے ہوتا تو
عرب کی تمام قوموں کو اپنی لائٹنی سے نکال دیتا۔ حضرت عمرؓ کی خلافت میں یہ زیاد
قافسی مقرر ہوا۔ اور اپنے فیصلہ کے واسطے مشہور تھا۔ ایک موقع پر

کچھ لوگوں نے مغیرہؓ اپنے بیٹے کو جھوٹی تمتم ایک امر کی دی اور چند لوگوں نے جھوٹی
نواہی دی۔ اُس پر زیادہ نے مغیرہؓ کو رہا کیا اور اُنکا اعزاز کیا۔ اور گواہوں پر تمتم کے
سے دُڑے لگائے۔ یہ بات مغیرہؓ کو یاد رہی جب حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کی
خلافت کا زمانہ آیا۔ اور مغیرہؓ آپ کے مشیر ہوئے مغیرہؓ نے زیاد کو فاسل
کا حاکم مقرر کرانے میں سفارش کی۔ اور اُسپ نے امیر غارس اُسکو مقرر
کیا۔ اور اُسکو لائق شخص پایا۔

بعد وفات حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کے اور خلع خلافت حضرت امام حسنؓ کے
نیا دے امیر معاویہ کی اطاعت نہ کرتا چاہا۔ اسلئے وہ دُڑے کہ مبادا بنی ہاشم کے
ساتھ ہو کر کہ حضرت امام حسینؓ علیہ السلام کو خلیفہ وقت بنایا جاتے تھے
اُن کو خلیفہ مان لے اور ہم سے لرے۔

اس لیے مغیرہؓ کو کہ زیاد کے محسن تھے امیر معاویہ نے بُلا بھیجا۔ اُن کی خاطر کی
اور اُن کو خط دیا۔ جس میں اپنی مہربانیوں کا اظہار تھا۔ اور مغیرہؓ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ
زیاد کو اپنے ساتھ کوفہ میں لاؤ۔ جہاں ملاقات ہم سے ہوگی جب وہ دونوں۔
آدمی۔ کوفہ میں پہنچے امیر معاویہ زیاد کو بھائی کہہ کر بغلیں ہوئے۔ کہ تم تم اپنے بھائی
ہیں۔ ایک باپ کے بیٹے۔ یعنی۔ ابی سفیان کے۔ اور اُس روز مجمع عام میں
بھائی چارہ قائم ہو گیا۔

بنی امیہ نے شکایت بھی کی۔ کہ ولد الحرام کو خاندان قریش میں کیوں داخل کیا۔ لیکن
امیر معاویہ نے کچھ اُسکا خیال نہ کیا۔ اور زیاد کی تالیف میں برابر رہے۔ امیر
معاویہ نے اپنے بھائی۔ زیاد کے خدات کو نہایت عالی پایا۔ بصرہ خراب
حاکموں کے باعث سے چر اور ذکیت کا مرکز ہو گیا تھا۔ زیاد کو یہاں کے خدات
سپرد کیے گئے۔ وہ اس جگہ پر قبضہ کرنے کو چلا۔ اور جب بصرہ پہنچا۔

تو اُسکو قاتلون کا مسکن پایا۔ کوئی ایسی رات نہیں گذری کہ خون نہوا۔ اسلئے رات کو گلیوں میں پھرنا پر خطر تھا۔ زیادہ ایک فصیح البیان شخص تھا۔ دربار میں عام لوگوں کو دھمکا یا اُسے اشتہار دیا کہ ہم تلوار سے حکومت کرینگے۔ اور جو مجرم ہوگا اُسکو سخت سزا دینگے جو ایسے لوگ ہیں انکو مناسب ہو کہ شہ چھوڑ دیں۔ اُسے یہ بھی اشتہار دیا کہ جو آدمی شام کے بعد گلیوں میں دکھائی دے گا۔ قتل کیا جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا۔ پہلی شب کو دو دوسو آدمی مارے گئے۔ اور اُسکے بعد پھر کبھی خون نہوا۔

امیر معاویہ نے اُسکے بعد زیادہ کو خراسان پر تعینات کیا۔ وہاں بھی اُسے ویسا ہی کیا۔ جس قدر اُس سے کام لیا گیا۔ اُنھی قدر اُسکی لیاقت ظاہر ہوتی گئی۔

یہاں تک کہ اُسکے نام سے فساد فرو ہوتا۔ باوجود اسکے وہ ظالم نہ تھا۔ لیکن اپنے کام اور انصاف میں سخت تھا۔ جہاں زیادہ نے حکومت کی وہاں اُسکا حکم تھا کہ رعایا ایسا دروازہ رات کو کھلا رہنے دیں۔ اور اس سے غرض یہ تھی کہ چوری کی چیز کوئی بچھاؤ نہ اور اُسکی پولس ایسی نگران تھی کہ غارتگری اور لوٹ اسکے علاقہ میں کبھی نہ ہوتی۔

ہرگز زیادہ ان حکومتوں میں مصروف تھا۔ اسے امیر معاویہ کو خط لکھا کہ ہرگز میرا دھنا ہاتھ بابلستان وغیرہ کی حکومت میں مصروف ہو۔ میرا بایان ہاتھ بیکار ہے۔ اسلئے مناسب ہو کہ عربستان کی حکومت بھی ہموٹے۔ چنانچہ امیر معاویہ نے قبول کیا۔ جب وہ اپنی نئی حکومت پر جانے کو تھا کہ اُسکو بیماری لاحق ہوئی۔ بہت علاج کیا گیا لیکن اچھا نہوا۔ وہ سترہ ہجری میں اپنی عمر کے بھی ۷۰ سال میں فوت ہوا۔ لیکن جنہر اُس نے حکومت کی تھی وہ اُسکے مرنے سے خوش ہوئے۔ کہ ہم تختیوں سے رہا ہوئے۔ اُسکا بیٹا عبداللہ بن زیاد اگرچہ چھپش برس کی عمر کا تھا۔ لیکن امیر معاویہ نے اُسکو خراسان کا امیر مقرر کیا۔ اور اُسے بھی اپنے میں اپنے باپ کی دیرری ثابت کی۔ اُس نے اپنے خراسان کی راہ میں ترکوں کے بڑے

شماره پنجم - فصل دوم

تاریخ ہجری ۱۲۸۵

[illegible][illegible]

کرتے تھے۔ انکی تلاش اہل علم کے لیے رہتی تھی۔ اور فلسفہ کی گفتگو سے خوش ہوتے تھے۔ انکی چند ضرب المثل مشہور ہیں۔ جسے اُن کی عقلندی ظاہر ہوتی ہے اور انکی وصیت کراشتقان کے وقت اپنے لڑکوں کو کی وہ بھی مشہور ہے۔

خانہ جنگی

فصل دوسری

امیر معاویہ اپنے کو اب اپنی حکومت میں مستحکم سمجھ کر بیرونی کامیابی کے خواستگار ہوئے جس سے خانہ جنگی کا الزام اُنکے سر سے رفع ہو۔ اور اُن کی یہ بھی خواہش تھی کہ لکا بیٹا یزید نام آوری حاصل کرے۔ اور لوگ اُسکو عزیز سمجھیں۔ کیونکہ اُن کی دلی آرزو تھی کہ اُنکے بعد اُنکا بیٹا جانشین ہو۔ اس لیے اُنکا قصد ہوا کہ یزید بن معاویہ کو بڑے لشکر کے ساتھ واسطے فتح قسطنطنیہ دارالسلطنت رومیون کے روانہ کریں یہ ایک طرح کا جہاد تھا کیونکہ اس شہر کے بارے میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشین گوئی بھی تھی۔

اس لشکر کی سالاری ایک پُرانے سردار کو جن کا نام سفیان (امیر معاویہ کے بڑے بھائی) تھا دی گئی۔ اور اُن کے ساتھ اسلام کے پُرانے لوگوں میں سے تھے۔ کہ بدر اور احد میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ لڑے تھے اور اپنی معیفی میں بھی فوجوں کی بہادری دکھاتے تھے۔ حضرت۔ امام حسین علیہ السلام بھی کہ جن میں اپنے والد کی شجاعت تھی اس لشکر میں شریک تھے اور خوب کار نمایاں کیے اور بھی اسلام کے عمدہ عمدہ سواروں میں سے تھے۔ برہی اور بحری دونوں تیاریاں ہوئیں۔ مسلمانوں کا لشکر بہت تھا۔ اور سب آزمودہ کار اور مصیبت اٹھائے تھے۔ علاوہ اسکے بہشت کی آرزو بھی تھی۔ بخلاف اسکے رومی اور یونانی حالت زوال میں تھے۔ اور اُن کا قیصر قسطنطین کہ ہر قبل کا پڑا تھا۔ نا اکتی کے باعث سے بدنام تھا۔

افسوس کی بات ہو کہ اس محاربہ کا حال تواریخون میں بہت کم درج ہے۔ غالباً واقعات بہت ہونگے کیونکہ یہ خارجہ عرصہ تک رہا۔ لیکن کسی کتاب میں مفصل پایا نہیں جاتا۔ بقدر لکھا ہو کہ مسلمانوں کے جہازات ابنائے ڈارٹولس (بحر فرنگ) میں بلا مزاحمت داخل ہو گئے۔ اور قسطنطنیہ سے سات میل کے فاصلہ پر فرو د ہوئے۔ کئی روز تک مسلمانوں نے زور و شور سے محاصرہ کیا۔ لیکن شہر میں تمام مفردی سپاہ جمع تھی۔ اور آزمودہ کار بھی تھے۔ اور شہر پناہ کی دیوار بلند اور مستحکم تھی۔ علاوہ اسکے یونانیوں نے قلعہ کی دیوار سے آگ برسانا شروع کیا۔ یہ ایک قسم کی تیزاب کہ نواجاد تھی۔ بارود کا کام دیتی تھی۔ اور اب تک بارود کا وجود نہ ہوا تھا۔ اس آگ سے مسلمان بہت ضائع ہوئے۔ مسلمانوں نے اپنی کوششوں کو بیکار و بیکھر قسطنطنیہ کے پورب اور ایٹائی اطراف کو غارت کیا۔ اور جب زمانہ سرا کا پہونچا تو جزیرہ سانیرس میں جس کو صدر مقرر کیا تھا اور قسطنطنیہ سے اسی میل کے فاصلہ پر تھا واپس آئے۔ کیونکہ وہاں سردی شدت سے پڑتی ہے جس کے وہ عادی نہ تھے۔

اس محاربہ میں چھ بیس گزر گئے اور زبرد کثیر خرچ کیا۔ ہزاروں جانیں بیماری سے اور طوفان سے سمندر میں تلف ہوئیں۔ اور ہزاروں آدمی قسطنطنیہ کے زیر دیوار شہید ہوئے۔ ان میں سب سے مشہور آدمی حضرت ابوالیوسف انصاری تھے۔ جنکے گھمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کے وقت ٹھہرے تھے۔ لیکن آپ نے مرنے کے بعد بھی عزت کی قبر پائی۔ اگرچہ زمانہ دراز تک ان کی قبر کا نشان نہ ملا تاہم آٹھ سو برس بعد جب محمد ثانی ترک سلطان روم نے ۱۷۵۳ء میں قسطنطنیہ کو فتح کیا اور اپنا دار الخلافہ مقرر کیا۔ اسکو خواب میں بشارت ہوئی۔ اور اس جگہ اس نے مقبرہ اور مسجد بنوائی۔ اور اب تک ترکوں میں رواج ہے کہ جب

تخت پر نیا بادشاہ بیٹھتا ہے۔ اُسکی مکر بندی دہن ہوتی ہے۔
 مسلمانوں کی واپسی سے یونانیوں کی ہمت بڑھ گئی۔ اور انھوں نے اب مسلمانوں پر
 حملہ کیا۔ امیر معاویہ بن ابی سفیان نے اپنے کو خطرناک حالت میں پایا اور غور
 سے دیکھا کہ اپنے مین اب وہ قوت نہیں رہی۔ ہر طرح کے دشمن گھیرے آتے ہیں
 اور عمر بھی بہت ہوئی۔ آخر ش انھوں نے قیصر روم سے قیس برس کی صلح کر لی
 اور تین ہزار اشرفی اور پچاس غلام اور پچاس عربی گھوڑے سالانہ دینا
 قبول کیا۔

مورخین افسوس کرتے ہیں کہ امیر معاویہ نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ
 کی اطاعت کرنے میں خانہ جنگی کی۔ اور قیصر روم کی کہ کافر تھا اُسکی اطاعت
 قبول کی۔

قسطنطنیہ کے معرکہ میں بھی یزید۔ ابن معاویہ نے کچھ کارگزاری نہ کی اور
 نہ شہرت حاصل کی۔ بلکہ اُسے نفسانیت کی اُسے حضرت امام حسن علیہ السلام کے
 قتل کی ترغیب دی۔ انھوں نے امیر معاویہ کو خلافت سپرد کی تھی۔ ایسا کہا جاتا ہے کہ
 یزید بن معاویہ نے آپ کی بیویوں میں سے ایک کو لایچ دی۔ کہ ہم تم سے نکاح کریں گے
 اگر امام حسن علیہ السلام کو زہر دے۔ آپ کی شہادت شدہ ہجری میں واقع ہوئی
 مطابق ۶۸۰ء کے اسوقت بن شریف آپ کا ۴۴ برس کا تھا حضرت امام حسین
 علیہ السلام نے اُنہیں کو تکلیف کی شدت میں دیکھ کر پوچھا کہ آپ کا شہدہ کس پر
 ہے۔ جیسر ہو ہم اس سے انتقام لیں۔ آپ نے نام بتانے سے انکار کیا اور
 فرمایا کہ یہ دنیا مثل ایک شب دراز کے ہے۔ اُسکو چھوڑ دو یہاں تک کہ ہم اور
 وہ اللہ کے سامنے ہوں۔

یزید بن معاویہ نے اپنے وعدہ کو ایفاء نہ کیا۔ اُس نے کہا کہ ایسی عورت پر

کون تکیہ کر سکتا ہو۔ جو اپنے شوہر کو مار ڈالے۔ لیکن اُس نے کچھ زیور اور مال مبادلہ میں دیا امیر معاویہ بن ابی سفیان پر بھی لوگوں نے تمہمت دی ہے کہ وہ اس خبر کو سنکر خوش ہوئے۔ اور سجدہ شکر کیا۔ کیونکہ وہ سمجھے کہ یزید کی جانشینی میں اب کسی قسم کا روگ نہوگا۔ واللہ اعلم حضرت امام حسن علیہ السلام کی بہت سی بیبیاں تھیں۔ اور یکے بعد دیگرے اکثر کو طلاق دیا اور دوسری سے نکاح کیا۔ اس سے مطلب شاید کثرت اولاد سادات ہو۔ آپ نے انتقال کے وقت وصیت کی تھی کہ اگر حضرت عائشہؓ اجازت دین تو حضرت صلعم کے روضہ میں دفن کرنا۔ لیکن چونکہ آپؐ راضی نہ ہوئے اس لیے جنت البقیع میں دفن کیے گئے۔ اور حضرت عائشہؓ کا راضی نہ ہونا اس سبب سے ہو سکتا ہو کہ روضہ مبارک میں جگہ نہ تھی۔ صرف ایک قبر کی جگہ ہو جسکی نسبت پیشین گوئی حضرت عیسیٰؑ کی قبر کی ہو۔ اور حضرت عائشہؓ نے اپنا دفن ہونا بھی اُس میں نہ پسند کیا۔ حضرت عائشہؓ کا بھی انتقال کچھ عرصہ بعد ۵۰ھ میں ہوا۔ اور حضرت صلعم کے بعد ۴۴ برس زندہ رہیں جس قدر آپؐ کی عزت حضرت صلعم کی بیبیوں میں تھی اپنی کسی دوسری بی بی کی نہ تھی۔ جتنی بیبیاں آپؐ کی تھیں بسببوں نے راندن میں عمر گذرانی۔

حضرت سعید بن زید نے کہ اصحاب عشرہؓ بشرہ سے تھے اور ابن عمرؓ فاروق کے اور اُنکے بہنوئی تھے۔ ۱۸ھ میں انتقال فرمایا۔ اور ایمان لانا انکا پیش برس کی عمر میں تھا۔ اور اسی برس کی عمر ہوئی۔

سعد بن ابی وقاصؓ نے کہ ابن عمرؓ سے رسول اللہ صلعم کے اور عشرہؓ بشرہ سے تھے۔ ۵۵ھ ہجری میں انتقال فرمایا۔ ۸۱ برس کی عمر میں ایمان لائے۔ اور نوے برس کی عمر میں انتقال کیا۔

فصل تیسری

شمالی افریقہ کے فتوحات جنکو عبداللہ بن سعد نے شروع کیا تھا عرضہ دراز سے دوسرے کاموں کے باعث سے خصوصاً قسطنطنیہ کے محاصرہ سے ملتوی تھے کہ وہاں مسلمانوں کا بڑا لشکر فراہم تھا۔ اسی عرصہ میں سارین (طرابلس) سے بغاوت اٹھی۔ اور اسکا فہشہ ہوا کہ جو فتوحات اہل اسلام کے اس ملک میں تھے ہاتھ سے نکل جاوین۔

امیر معاویہ کو تلاش ہونی کہ ایک لائق افسر ہوتا تو شمالی افریقہ کے فتوحات پھر شروع کیے جاتے۔ ایسا آدمی انھوں نے عقبہ بن نافع الفہری کو پایا۔ جنکو امیر معاویہ نے دس ہزار آدمیوں کے ساتھ دمشق سے روانہ کیا۔ انکی تعداد راہ میں بڑھتی گئی۔ دو طرابلس کے کنارے کنارے چلے اور شہر سارین کا محاصرہ کیا۔ اور پھر قبضہ کر لیا۔ اگرچہ اسکا شہر پناہ نہایت مستحکم تھا۔ محاصرے کے درمیان میں انھوں نے قدیم عمارتوں کو مسمار کیا۔ عقبہ بن نافع اپنی کامیابی کی راہ میں مغرب کی طرف بڑھتے رہے۔ اور جنگل اور ریگستان کو طے کیا۔ یہاں تک کہ وہ قدیم ملک میں کاربج کے جنگل اب طلوس کہتے ہیں پہنچے یہاں پر انھوں نے ایک شہر کی بنیاد ڈالنی چاہی۔ کہ

ملک مفتوحہ کے بیچ میں قلعہ اور پناہ کی جگہ ہو۔ جو جگہ اس کے واسطے تجویز ہوئی اور جنگل تھا اور شیر اور چیتے اور سانپ سے بھا ہوا تھا۔ اہل عرب اس شہر کی بنیاد ڈالنے میں تعجب خیز واقعہ بیان کرتے ہیں۔ انکا بیان ہے کہ عقبہ جنگل میں گئے اور جنگلی جانوروں کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔ اے درندے اور سانپ یہاں سے جاؤ اب اسکو چھوڑ دو۔ اسی مضمون کو تین روز متواتر جا کر انھوں نے کہا۔ اور چوتھے روز جانور اس میں نہ تھے۔

دوسرے روز زمین کا بیان سب سے عقبہ بن نافع کو صاف کیا اور وہ درندہ کی

جگہ نہ تھی۔ بلکہ خاکوؤں کی پناہ کی جگہ اور جنگل تھا۔ اور اس جنگل کی لکڑی شہر کی تعمیر میں صرف کی۔ اور جب شہر پناہ تیار ہو گیا۔ انھوں نے جڑیں نیزے نصب کیے اور کہا کہ یہ تمہارا قیروان ہے۔ اس تاریخ سے اس شہر کا نام قیروان ہوا۔ یہی شہر قیروان کی اصل ہے کہ ۳۳ میل پورب اور دکھن کے گوشہ پر شہر کا رتیج سے اور بارہ میل سمندر کے کنارے سے لب ریگستان واقع ہے۔ یہاں عقبہؓ نے اپنی حکومت کی جگہ قائم کی۔ اور مسجدین اور دوسری تعمیرات عامہ کی بنیاد ڈالی اور اطراف کے ملکوں کو قبضہ میں در لائے۔

بزرگاہ۔ عقبہؓ نے یہ فتوحات حاصل کیے۔ امیر معاویہؓ نے کہ ان ملکوں کی وسعت سے واقف نہ تھے ان ملکوں کو مصر کی حکومت میں داخل کیا۔ اور ایک انصار کو جنکا نام مہاجر بن ام دینار تھا۔ امیر مقرر کیا۔ مہاجر کسی قدر متعصب آدمی تھے جیسے ہیں وہ اپنی حکومت پر مستقر ہوئے۔ انھوں نے عقبہؓ کا نام سنا اور ان سے رشک کرنے لگے اور انکی جھوٹی شکایت۔ امیر معاویہؓ کو لکھی۔ یہاں تک کہ امیر معاویہؓ نے عقبہؓ کو معزول کیا۔ اور اپنے پاس طلب کیا۔

مہاجر نے اس حکم نامہ کو اپنے ایک افسر کی معرفت جنکا نام مسلمہ بن مقلد تھا بھیجا۔ اور اپنی طرف سے ایک خط دیا۔ اور اس میں لکھا کہ اگر عقبہؓ کو خلیفہ کے اس حکم کی تعمیل میں عذر ہو۔ تو مسلمہ اور دوسرے افسران لشکر کو اختیار ہوگا کہ ان کو گرفتار کریں۔

عقبہؓ اس وقت شہر ساریں تھے اور ان کو اسکی تعمیل میں کچھ عذر نہ ہوا۔ وہ سمجھ گٹ کہ یہ کسی کی کارستانی ہے۔ انھوں نے کہا کہ اے اللہ میری زندگی برقرار رکھ۔ یہاں تک کہ ہم اپنے کو مہاجر کے فریب سے نکالیں۔ وہ فوراً ہی بغیر اپنے گھر گئے ہوئے روانہ ہوئے۔ اور جتنا جلد ہو سکا۔ دمشق میں پہنچے۔

اور امیر معاویہ کے سامنے اُنکے دربار عام میں جس وقت سب اُسرا اور راکین جمع تھے حاضر ہوئے۔ امیر معاویہ کی طرف مخاطب ہو کر انھوں نے کہا۔ کہ ہم نے رکیستان کو طے کیا۔ جنگوں سے مقابلہ کیا۔ بہنے ٹک اور شہر فتح کیے۔ اُن کے کافر باشندوں کو اللہ کے حکم سے مطلع کیا۔ ہم نے مسجد اور مجلس راہنوائی۔ اور اپنے ملک کی احکام کی۔ اُسکے صلہ میں ہم عمدے سے معزول کیے گئے۔ ہم آپ سے انصاف چاہتے ہیں کہ ہم اسی کے سزاوار تھے۔ امیر معاویہ اپنے فعل پر نادم ہوئے اور کہا کہ ہم کو اصل حال معلوم ہوا کہ مہاجر کون اور عقبہ کون ہے۔ اپنے لشکر میں واپس جاؤ اور اپنے فتوحات پر حاوی رہو۔

اگرچہ عقبہ۔ اپنی حکومت پر بالبعد کی خلافت میں پہنچے لیکن اُنکے واقعات مسلسل برج نہیں کیے جاتے ہیں۔ کاسکے سمجھنے میں آسانی ہو۔ اپنی راہ میں انھوں نے مصر پہنچ کر مسلمہ کو حکومت سے برطرف کیا۔ اور۔ مہاجر کو قید بند کیا افریقہ۔ پہنچ کر انکو صدمہ ہوا کہ مہاجر نے اُنکی گلی عمارتوں کو اور تعمیرات کو گرا دیا۔ قیروان کی آبادی پھر سے قائم کی گئی تب عقبہ نے ظہیر بن قیس کو اس شہر کی حکومت پر چھوڑ کر مغرب کے فتوحات کی راہ لی۔ اور مہاجر کو اپنے ساتھ پابز بغیر سیئے پھرے انھوں نے ملک نیومیڈیا کو جسکو اب الجزائر کہتے ہیں طے کیا۔ اُسکے بعد وسیع ملک کو مورٹانیہ کے جسکو موراکو کہتے ہیں اطاعت میں آکر افریقہ کے مغربی کنارے تک پہنچے۔ انھوں نے اپنے ساتھیوں کو اطلاع تک میں جانے کا حکم دیا۔ اور جب تا نزالو پانی میں گئے۔ کہا کہ اسے اللہ اگر یہ پانی ہم کو آگے نہ بڑھنے سے نہ روکتا تو ہم تیرے پاک حکم اور مقدس نام کو آگے بھی پھیلاتے۔ ہر گاہ عقبہ رضوان کا مہیا بیون کے ساتھ مغربی حد تک پہنچے۔ اُن کو خبر ملی کہ یونانی اور جنگلیوں نے اُن کی فہیت میں بغاوت کی۔ اور یہ نہ شہر قیروان بڑی

حضرت - حالت میں جو اپنے انھوں نے اپنے تئیں اسی خطرہ میں ڈالا جس سے
حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے تھے عقبتہ وہاں سے پھرے اور نہایت
تیز رفتاری سے واپس آنے لگے۔ جب وہ زاب کے ملک سے گزرے تو میرے
تو میرے یا زابیر سے ہو کر گزرے قوم پربرہ (مور) نے جو یہ سرداری ابن کاہنہ
پہاڑے سے اتر آئے تھے پس پشت حملہ کیا۔ لیکن مقابلہ کی لڑائی میں وہ نہ ٹھہرے جب
اہل سلام میو میڈیا سے نکلائے۔ تو تائب کرنے والے نہ بڑھے۔

عقبہ نے قیروان پہونچ کر کل چیزوں کو غنڈہ پایا۔ چونکہ بغاوت کو خلیفہ بن قیس نے
عمر بن علی کی مدد سے کہ اہل قریش سے تھے فرو کر لیا تھا۔ اس لیے عقبہ نے
ایک حسہ اپنے لشکر کا اطراف میں تقسیم کیا۔ اور قبیلوں کو سواران کے رسالے کی
شکل میں قائم کر کے اور خلیفہ اور عمر و ابن عباس کو حکومت پر چھوڑ کر زاب کے ملک
کی طرف جنوں نے وقت واپسی کے گستاخی کی تھی چلے کہ ان سے بدلائیں۔

وہ بلا مزاحمت ایک جگہ تک جسکو تودا کہتے تھے پہونچے۔ کہ کسی در سے میں۔
پہاڑے کے انھوں نے اپنے کو یونانیوں اور قوم پربرہ سے گھرا ہوا پایا۔ جس کا سردار
ابن کاہنہ تھا۔ فی الواقع قوم عیسائی اور پربرہ آپس میں جانی دشمن تھے۔ تاہم اس
اجنبی کے نکالنے کو متفق ہو گئے۔

عقبہ نے اپنی تعداد اور دشمنوں کی تعداد کو وزن کیا۔ اور دیکھا کہ واپسی کی راہیں
بے اور تباہی کا قرینہ زیادہ ہے۔ انھوں نے بڑی بردباری سے اپنے مختصر رسالے
کو راستہ کیا۔ اور ستمی دعا کی اور اپنے آدمیوں کو بہادری سے لڑنے کی ترغیب دی۔
انھوں نے مجاہد کو سامنے طلب کیا۔ اور کہا کہ آج تمھاری رہائی و خلاصی کا دن ہے۔
اور شہادت کا روز ہے۔ ہم تم کو اس بڑی نعمت اور بہشت سے محروم نہ رکھیں گے۔
مجاہد نے اس حسان کا شکریہ ادا کیا۔ اور اپنا قصد اسلام کے لیے لڑنے کا ظاہر کیا۔

عقبہ نے اُنکے لیے تہیارساز گھوڑا مہیا کیا۔ اور دونوں نے تلوار کو میان سے لکال کر توڑ ڈالا۔ اس نظر سے کہ ہم اس وقت تک لڑینگے کہ فتح ہو یا شہادت ہو۔ لڑائی سخت تھی اور نہایت خونریزی ہونی لگتی تھی مسلمان تھے اخیر وقت تک لڑے اور پناہ نہ چاہی۔ عقبہ انہی جماعت کے آخری شخص تھے۔ اور اُنکی لاش تلوار یا تھمر میں لیے دشمنوں کے ڈھیر پر پائی گئی اس لشکر کی بربادی کی خبر سکر مروان بن الحکم نے اپنے بیٹے عبدالملک کو قیروان میں مدد کیلئے بھیجا۔

فصل چوتھی

امیر معاویہ کی عمر اب بہت ہوئی۔ اور اپنی زندگی سے مایوس ہونے لگے اسلئے انھوں نے دو کام کرنا چاہا۔ کہ حکومت اُن کے خاندان میں موروثی ہو جاوے۔ انھوں نے کھل کر اپنے بیٹے یزید بن معاویہ کو اپنا جانشین کیا۔ اور صوبجات میں لکھا کہ وہاں سے اُسکی بیعت کے لیے نائب آویں۔ جانشین نامزد کرنے سے خود آنحضرت صلعم اور ابو بکرؓ اور عثمانؓ نے انکار کیا تھا۔ اور اس سے معاویہ کی یہ غرض تھی کہ اولاد علیؓ کو خلافت سے محروم کریں۔ یزید سے لوگ متنفر تھے لیکن تاہم معاویہ نے لوگوں پر زور ڈالا کہ ہر جگہ سے ملک کے لوگ آئے اور یزید سے بیعت کی بنی اُمیہ کی سلطنت اس طرح بر قائم ہوئی کہ ایک سو برس تک رہی۔ اسی خاندان میں چودہ بادشاہ ہوئے کہ بنی امیہ کے فرعون کہلائے۔ سوا بے عمر ابن عبدالعزیز رحمہ کے جو حوصا کہ امیر معاویہ نے ظاہر کیا۔ وہ اُن کے خاندان میں نہ رہا۔ بلکہ مروان کے خاندان میں عرصہ تک رہا یعنی قریب سترہ ہجری کے اس خاندان کے بادشاہ کی ملک اسپانیہ میں ڈھائی سو برس سلطنت بعد غلبہ عباسیوں کے بھی رہی۔ انھیں بادشاہوں میں سے ایک نے کہا کہ آج ہم کو بادشاہ ہونے دو کل مار ڈالنا۔ خلافت کی سادگی امیر معاویہ کی حکومت میں نہ رہی دُشقی کی

ند خیزی نے اثر دکھایا۔ نمائش ظاہری کا رواج ہو گیا۔ شام کی آسائشوں میں عرب کی سادگی ہوا ہو گئی امیر معاویہ نے مکہ اور مدینہ کی بزرگی و مشوق میں دینی چاہی۔ اس لیے انھوں نے چاہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عصا اور منبر نبوی مدینہ سے اٹھا لادیں۔ انھوں نے یہ ظاہر کیا کہ یہ چیزیں قاتلان عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان میں نہ رہنی چاہئیں۔

بڑی تلاش کے بعد عصا ملا۔ لیکن جب منبر کو ہٹانے لگے ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ بے سورج گھن گھا۔ تمام تاریکی ہو گئی۔ اور روشن ستارے نمایان ہوئے۔ اس سے لوگوں نے منبر کا لیجانا خلاف مشیت الہی سمجھا اور اسکو چھوڑ دیا گیا۔

جب امیر معاویہ کا انتقال ہونے لگا۔ انھوں نے یزید کو طلب کیا۔ اور اسکو عقل اور تجربہ کی نصیحت کی۔ اہل عرب پر کہ تمھاری قوت کی بنیاد ہی بھروسہ رکھو شامیوں کی قدر کرو کہ وہ تمک طال ہیں۔ اگرچہ اپنے کو اپنے ملک سے باہر ہو کر ذلیل کرتے ہیں۔ اہل عراق جسکے خواستگار ہوں وہ گر گزرتا کیونکہ وہ ہمیں اور تکلیف وہ قوم ہے۔ اور تھوڑے سے اشتعال میں لاکھوں تلواریں فراہم کر لیتے ہیں۔

انھوں نے کہا اے میرے بیٹے تیرے چار مخالف ہیں۔ اول حسین بن علی رضی اللہ عنہ انکا اختیار اہل عراق پر بہت ہے۔ لیکن راستباز اور حق شناس ہیں۔ اور تمھارے چہرے بھائی ہیں۔ اسلئے اگر وہ تمھارے قبضے میں آجاوین تو ان کے ساتھ سلوک کرنا۔ دوسرے مخالف عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما لیکن وہ عابد اور عالم ہیں۔ اور آخر شتم تمھاری موافقت میں در آویں گے۔ تیسرے شخص عبدالرحمن بن ابی بکر ہیں۔ لیکن ان میں قوت دماغی نہیں اور دوسرے کے کئے سے بڑے ہیں۔ لیکن

وہ بھی قابل خوف نہیں ہیں چوتھے شخص عبداللہ بن سبیر ہیں اُن میں لوٹری کے مکر اور شرم کی شجاعت ہے۔ اگر وہ تمہارے خلاف ہوں اُن سے بہادری سے لڑو۔ اگر وہ صلح چاہیں قبول کر لو۔ اور ہمسایہ کے خون سے بچو۔ اگر تمہارے قبضے میں آجاوین اُن کو ہلاک نہ کرو۔ امیر معاویہ نے پھر اسی برس کی عمر میں انتقال کیا۔ ستھ بجری میں موافق ۳۷ھ میں انھوں نے بیتل برس سلطنت کی۔ وہ دمشق میں گاڑے گئے جسکو انھوں نے اپنا دار السلطنت بنایا۔ اور بنی امیہ کے خاندان میں دار السلطنت وہی رہا۔ انگریزی مدخ کی راے ہے کہ اگرچہ امیر معاویہ کی حکومت میں بعض امور ات پر فریب اور دغا بازی کے تھے۔ لیکن تاہم اُن کا نام اسلامی فتوحات میں بلند ہے انکی دلیری میں شک نہیں لیکن اسکے ساتھ رحم دل بھی تھے۔

کیونکہ اگرچہ پڑائیوں میں تندر تھے لیکن فتوحات کے وقت نرم تھے۔ اُن کو خاندان قریش میں ہونے کا نہایت غور تھا۔ تاہم مردم آمیز تھے اور آدمیوں کے دلوں میں جگہ کی تھی۔ انکا حوصلہ انصاف سے دب جاتا تھا۔ اس میں شک نہیں کہ انھوں نے سلطنت طوار کے زور سے حاصل کی۔ لوگوں نے انکو بدل مقرر نہیں کیا۔ لیکن آخر شہ امام حسن علیہ السلام نے بھی سلطنت انکے حوالے کی اور انھوں نے اپنے خدمات سے اسٹ کو راہی رکھا۔ ایک مرتبہ انھوں نے حضرت امام حسنؑ کو چالیس ہزار اشرفی بھیجی تھی۔ امیر معاویہ کی دہش بہت تھی چنانچہ انھوں نے ایک موقع پر حضرت عائشہؓ کو ایک پہونچی بھیجی جسکی قیمت ایک لاکھ اشرفی تھی۔

امیر معاویہ کو شاعری کا بھی ذائقہ تھا جیسا کہ ذیل کے واقعات سے معلوم ہوتا ہے ایک ڈاکو یر قاضی نے قصائد کا حکم دیا۔ اسے امیر معاویہ کے پاس دے دینا اور اس کی ایک مینابی فداکت اور اٹلاس کا ذکر کیا۔ امیر معاویہ پر ان اشعار کا اثر پڑا کہ امیر معاویہ نے حکم کو بدل دیا۔ اور اس شاعر کو ایک تمغیلی اشرفی کی دی۔ کہ پھر ایسا کام نہ کرے۔

دوسرا واقعہ ایسا بیان کرتے ہیں کہ ایک نوجوان عرب نے ایک خوبصورت عورت کے عشق میں اپنی کل دولت برباد کی۔ کوفہ کے حاکم نے جب اس عورت کو دیکھا۔ تو اس سے محبت لینا اس نے اپنے حالات اور نسبت کو نظم کر کے امیر معاویہ کے پاس پیش کیا امیر معاویہ پر اس نظم کا بھی اثر ہوا۔ اور حاکم کوفہ کو حکم بھیجا کہ اس کی عورت واپس دیکھائے۔ حاکم کوفہ نے جواب دیا کہ ہم ایک برس بعد اسکو واپس دیویں گے۔ امیر معاویہ نے حکم بھیجا کہ اس عورت کو میرے پاس بھیج دو۔ جب وہ امیر معاویہ کے پاس آئی۔ امیر معاویہ بھی اس کے حسن سے متعجب ہوئے۔ اور اس سے پوچھا کہ تو کسکو پسند کرتی ہے۔ اس غریب کو یا حاکم کوفہ کو اس نے اپنے غریب شوہر کے ساتھ رہنا پسند کیا۔ اس پر امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوئے اور اپنی سخاوت سے مالدار کر دیا۔

باب نواں

فصل پہلی

یزید ابن معاویہ اپنے باپ کا جانشین ہوا اسکی تخت نشینی ماہ رجب سنہ ہجری میں ہوئی۔ موافق ۷۰۔ اپریل سنہ ۶۸۰ کے دو چونتیس برس کا تھا۔ اور بیان کیا جاتا ہے کہ وہ لہبا اور دہلا تھا۔ اور اس کے چہرے پر دشت تھی اور چپک کا دلغ تھا آنکھیں سیاہ اور بال گھونگروالے۔ اور رازحی سیہ بھی تھی۔ اس میں بھر کی قوت تھی اور شاعر بھی تھا بسبب پرورش پائے درمیان اہل شہم کے۔ اسکو ریشمی کپڑے اور بابت کا شوق تھا۔ لیکن اس کی بہ نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ بہت حوصلہ کمینہ۔ نشہ خوار اور بد مزاج تھا۔

باوجود ان باتوں کے اُسکو اکثر اسلام کے ملکوں نے خلیفہ وقت مانا۔ سوائے مکہ اور مدینہ اور بعض شہر باستان کے۔ اُسکی پہلی خواہش ہوئی کہ سلطنت بے خدشہ کوٹن و درگ جنکا اُسکو خدشہ تھا حضرت امام حسین علیہ السلام اور حضرت عبداللہ ابن ابی مرثضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ دونوں آدمی شہر مدینہ میں تھے۔

اس لیے اُسے ولید بن عقبہ حاکم شہر کے پاس حکم بھیجا کہ ان سے بیعت طلبت کرے۔ ولید نے مروان بن الحکم سے جسے خلیفہ وقت حضرت عثمان بن عفان کی طرف سے جہلی خط لکھا تھا کہ اُنکی شہادت کا باعث ہوا۔ مشورہ لیا۔ مروان بڑا چالاک اور قابل آدمی شمار کیا جاتا تھا۔ اُسے حاکم شہر کو مشورہ دیا کہ قبل اسکے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام اور عبداللہ ابن ابی مرثضی کے انتقال کا حال معلوم ہوتا۔ ان کو اپنے پاس طلب کر لو۔ اور جب وہ آدین تو میردیز کے لیے بیعت ان سے طلب کرو۔ اگر انکار کریں قتل کر ڈالو۔

حضرت امام حسین علیہ السلام اور عبداللہ ابن ابی مرثضی کو اُسکی خبر ملی۔ اور وہ لوگ فوراً ہی معہ اہل عیال مکہ کو آئے۔ اور صاف طرز سے یزید کی مخالفت ظاہر کی۔ اسی عرصہ میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس کوفہ سے آدمی آئے کہ وہاں آوین اور اپنے والد کی خلافت پر چالشیں ہوں انھوں نے بیان کیا کہ وہاں جانے سے تمام اہل بابل آپ کا ساتھ دینگے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے چچے بھائی مسلم ابن عقیل کو اپنی صداقت دریافت کرنیکو بھیجا۔ اور یہ کہ اگر بابل کوفہ واقعی ہمارے جانبدار ہیں تو ان کی تعداد کو بڑھا دیں مسئلہ بڑی شکل سے عراق کے ریگستان کو طے کر کے پہونچے۔ وہاں پہونچکر انھوں نے دیکھا کہ جانب داران امام حسین علیہ السلام نے اُنکی بڑی خاطر داری کی انھوں نے اطمینان دیا کہ بخارہ ہزار آدمی آپ پر جان و مال نثار

کرنے و آمدہ میں۔ اُن کی تعداد در زمانہ برصغری۔ یہاں تک کہ ایک لاکھ چالیس ہزار آدمی تک تعداد پہنچی۔ ان سب باتوں کی متواتر خبر مسلم نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس بھیجی۔ اور یہ لکھا کہ آپ چلے آئیے۔ اور یہ امر اس پوشیدگی کے ساتھ کیا گیا کہ نعمان ابن بشیر حاکم کوفہ کو اس کا شک بھی نہیں ہوا۔ اگرچہ اُس کی خبر نعمان کو نہ تھی۔ لیکن یہ سب یزید ابن معاویہ کو معلوم ہو گیا۔ اور اُس نے عبداللہ ابن زیاد حاکم بصرہ کو لکھا۔ کہ کوفہ کے خاقل حاکم سے علاقہ لے لو۔ اور اُسکی حکومت اپنے تصرف میں رکھو۔ عبداللہ زیاد کا بیٹا تھا اور اُس میں اپنے باپ کی چالاکی تھی۔ اُس نے اس نازک حالت کو دریافت کیا اور صرف بیس سواروں کے ساتھ روانہ ہوا۔ اہل کوفہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے انتظار میں تھے اور اُنکے آنے کے روزانہ منتظر رہتے تھے۔ کہ عبداللہ ابن زیاد شب ماہ میں اپنے لشکر کے ساتھ آیا۔ لوگوں نے اُس کو نواسہ رسول اللہ صلعم سمجھ کر گھیر لیا۔ سواروں نے کہا کہ دور رہو یہ ایسے سر۔ عبداللہ بن۔ مجمع افسردہ ہو کے پیچھے ہٹا۔ اور عبداللہ ابن زیاد قلعہ میں داخل ہوا جب یہ معلوم ہوا کہ وہ حاکم ہو کر آیا ہے۔ عام ناخوشی پھیل گئی۔ کیونکہ وہ ہوشیاری اور فیصلہ میں زیاد ثانی کہلاتا تھا۔ اُس نے جانبداران امام حسین علیہ السلام کو دریافت کر لیا۔ اُنکی جماعت کو پراگندہ کیا۔ اور مسلم کو قید کر لیا۔ وہ قید ہو جانے پر بہت روئے۔ لیکن کچھ اپنے حال پر نہ روئے بلکہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے حال پر روئے۔ کہ ہمارے خطوط کے باعث وہ بھی گرفتار ہوئے۔ اور تباہی میں پڑ گئے۔ مسلم کا سر کاٹا گیا۔ اور یزید بن معاویہ کے پاس بھیجا گیا۔

ان خطوط کا اثر حضرت امام حسین علیہ السلام پر واقعی بہت بڑا ہو گیا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے اہل کوفہ کی طلب کی تعمیل کی تیاریاں شروع کیں۔

آپ کے دستوں نے اگرچہ اہل کوفہ کی ضرب المثل بیوفائی کو بیان کیا اُسکا کچھ اثر نہوا۔
لوگوں نے یہ بھی سمجھایا کہ آپ منتظر رہیے۔ یہاں تک کہ اہل کوفہ آپ کے جانبدار
ہو کر مزید کے غلامیہ خلافت ہوں۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ
کہا کہ اگر آپ جاتے ہیں تو خیال و اطفال کو مکہ میں چھوڑے جائیے۔ شاید حضرت
عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایسا حال ہو۔

آپ نے فرمایا ہم اللہ پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ اور آپ وہاں سے مع چند رشتہ داروں
کے روانہ ہوئے۔ جب کوفہ کی سرحد پر پہنچے۔ آپ کو ایک ہزار سوار کا رسال
ملا جسکا سردار۔ حرثا اور دو قوم تیمہ سے تھا۔ آپ نے سمجھا میرے جانب سے
لوگ ہیں میرے لئے کو آئے ہیں۔ لیکن حرث نے مطلع کیا کہ ہم امیر عبداللہ کے
نبیجے ہوئے ہیں۔ اور آپ کو کوفہ لیجانے کو آئے ہیں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے عبداللہ کے حکم کی تعمیل سے انکار کیا۔
اور آپ نے فرمایا کہ ہم صلح کے ساتھ آئے ہیں چونکہ ہلو اہل کوفہ نے خلیفہ وقت مقرر
کیا ہے۔ اور آپ نے اپنے استحقاق کی کثیت بیان کی اور کوشش کی کہ آپ
کو اپنی طرف لے لیوں۔ لیکن اگرچہ حرث آپ کے خلاف میں نہ تھے۔ ایسا ظاہر کرنے
سے پرہیز کیا اور کہا کہ آپ میرے ساتھ کوفہ چلئے۔

برگاہ آپ بات کر رہے تھے۔ چار سوار چلے اور ان کے ساتھ ایک رہنما تھا۔
ان میں سے ایک شخص ثمرہ تھا جسکو حضرت امام حسین علیہ السلام جانتے تھے اُسے
حرث سے اجازت لیکر علیحدہ بات کی حضرت امام حسین علیہ السلام نے اُس سے
کوفہ کا حال دریافت کیا۔ اُسے جواب دیا اب شرفائے شہر آپ کے خلاف ہیں
کچھ عوام اچھی تک آپ کے جانب دار ہیں۔ لیکن کل صبح تک کوئی آپ کا سہم
نہ لگا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے قیس بن سعد عبادہ کا حال پوچھا

جسکو پیش خمیہ کر کے روانہ کیا تھا کہ آپ کے جانبداروں کو مطلع کریں۔ اُس نے کہا کہ شبہہ بر علیہ السلام نے انکو گرفتار کیا۔ اور آپ پر اور آپ کے والد علی پر لعنت کرنے کے لیے کہا جب انھوں نے انکار کیا۔ انکو ایک برج سے گروا دیا۔ آپ نے اپنے قاصد کا حال سُکر گریہ کیا۔ اور آپ نے قرآن کی آیت پڑھی جسکا مضمون یہ ہے۔ بعض ایسے لوگ ہیں کہ مر چکے ہیں۔ اور بعض جو زندہ ہیں موت کے اُمیدوار ہیں۔ اے اللہ انکا مکان باغ جنان میں ہو اور ہر کو بھی انھیں کے ساتھ اپنی رحمت میں بلا۔

غمرہ نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے یہ بھی کہا کہ یہ آپ کا مختصر لشکر کوفہ کے لشکر کے مقابل میں کام نہ آئیگا۔ اور کہا کہ آپ کو غزنی کے پہاڑوں میں کہ صوبہ نجف میں ہر لیے چلتے ہیں۔ جہاں دس ہزار قوم طے کی آپ کی پناہ کے واسطے آمادہ ہو جائے گی۔ آپ نے اُسکا مشورہ قبول نہ کیا۔ اور قدیسہ کی طرف جہاں مسلمانوں نے فتح پائی تھی چلے۔ اور محرم اور اس کے ساتھی آپ کی حرکت کے نگران رہے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کے خیال میں پیشین گوئی کا گذر ہوا جب آپ نے چلے تو راہ بھول گئے۔ جب آپ نیند سے اُٹھے۔ آپ نے فرمایا اِنَّ اللہَ وَاَنَا لَیْکُمْ بِرَہْمَہِیْنِ دُومِ اللہ کیواسطے ہیں اور اسی کی طرف جاؤ گے آپ نے دیکھا کہ ایک سوار کھتا ہے کہ آدمی رات کو چلتے ہیں لیکن یہ نہیں جانتے کہ اُنکے ساتھ اُنکی موت بھی ملنے کو جاتی ہے آپ نے اُسکو قاصداً جل بجا۔

اسی پریشانی کی حالت میں آپ نے ایک جگہ ب فرات قیام کیا اور یہ قیام بسبب آجائے دشمن کے چار ہزار سواروں کے تھا۔ جس کا افسر عمر ابن سعد تھا۔ یہ بھیجے ہوئے۔ عبداللہ ابن زیاد نے تھے جسکو گمان تھا کہ کہیں عامر بن جلال حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ نہ جائیں۔ بار بار مخالفوں کے

آنے سے اور اہل کوفہ کی مدد نہ پہنچنے سے آپ پر اہل کوفہ کی بیوفائی ثابت ہوئی آپ نے عمر بن سعد سے گشتگو کی جو جبرائیلیت کے خلاف میں کیا تھا۔ اور فرمایا کہ ہم اہل کوفہ کے فریب میں چکر بھان آئے۔ اور اب تلہ جایا چاہتے ہیں عمر بن سعد نے اس پیغام کو تیز قاصد کی معرفت ابن زیاد کے پاس روانہ کیا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ سختی نہ کی جائے۔ اُس کے جواب میں ابن زیاد نے کہا کہ درمیان دریائے فرات اور آسٹ کے خیمہ کے پانی بند کر دو جیسا انھوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کیا۔ یہاں تک کہ وہ یزید کی متابعت ظاہر کریں۔

عمر بن سعد نے اس حکم کی بجا آوری جبراً کی۔ اور اُن کے خیمہ میں پیاس کی شدت ہوئی۔ تاہم آپ نے یزید کی بیعت نہ کی آپ نے تین شرطیں کہیں ایک یہ کہ یزید کے پاس ہٹکوا جائے دو۔ کہ اُس سے دو بدو بائیں ملے کر یو جائیں۔ یا ہٹکوا عرب میں واپس جانے دو۔ یا خراسان جانے دو کہ کافر ترکوں سے لڑیں عمر سعد نے ان شرائط کو عبد اللہ ابن زیاد کے پاس بھیجا۔ ابن زیاد۔ دیر ہونے سے غصہ پایا۔ کہ ان باتوں میں آپ کو مہلت مل جائیگی۔ اور عامہ خلائق کو اپنی طرف رجوع کر لینگے۔ اس لیے اُسے تقصیر جواب لکھا۔ اگر امام حسین ابن علی علیہما السلام اور اُنکے آدمی یزید کی متابعت کریں۔ اُن پر مہربانی کرو۔ اگر انکار کریں قتل کرو۔ اُن کی لاشوں کو گھوڑے کے پائوں سے پامال کرو۔ اس خط کو شمر لایا۔ کہ سخت اور تند آدمی تھا۔ اور اسکو خانگی غور پر ہدایت کی گئی تھی کہ اگر عمر سعد میرے حکم کے موافق نہ کرے تو اُسکا سر کاٹ لو۔ اور تم شام کی حکومت اختیار کرو۔ اسکو ایک حکم واسطے پناہ حضرت علیؑ کے چاروں بیٹوں کے دیے گئے تھے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ نہ رہو۔

عمر سعدؓ نے یہ خط ابن زیاد کا پا کر پھر حضرت امام حسین علیہ السلام سے گفتگو کی
 اُس نے آپؐ کو اپنے خیمہ کے سامنے اپنے بھائی عباسؓ ابن علی رضی اللہ تعالیٰ
 عنہما سے گفتگو کرتے دیکھا۔ اور آپؐ کو ابن زیاد کا پیغام سنایا۔ اُس نے اُس خط کو کہ انکے
 بھائیوں کی پناہ کا تھا دکھایا لیکن انھوں نے انکار کیا۔ حضرت امام حسینؓ نے
 صبح تک کی ہمت لی کہ سمجھ کر جواب دیوں گے۔ لیکن آپؐ آمادہ ہو چکے تھے آپؐ نے
 دیکھا کہ گل عزت کے شراب کا مفقود تھے۔ اور آپؐ شہادت کے واسطے تیار ہوئے
 بعد جانے عمر سعدؓ کے آپؐ اپنے خیمہ کے دروازے کے سامنے تنہا بیٹھے رہے۔
 اور تلوار عصا کی جگہ ہاتھ میں لیے رہے۔ ایک بار پھر آپؐ کے سامنے وہی سوار کی صورت
 نمودار ہوئی جس نے کہا تھا کہ ادنیٰ رات کو پھرتے ہیں اور انکے ساتھ انکی موت پھرتی ہے
 اسکے بعد آپؐ کو کچھ غنودگی سی آگئی۔

ایک ہی بہن زینبؓ کے آنے سے آپؐ کی آنکھیں کھل گئیں۔ آپؐ نے اپنے غم کا اظہار
 کیا۔ اور فرمایا ہم نے ابھی خواب میں اپنے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا
 ہے کہ کہتے ہیں کہ تم میرے ساتھ بہت جلد بہشت میں ہو گے۔ زینبؓ نے اسکی
 تعبیر سمجھی اور چھاتی پیٹ کر کہا کہ میرے خاندان پر افسوس ہے ہماری ماں مرچکیں
 ہمارے باپ علیؓ کرم اللہ وجہہ اور بھائی حسنؓ علیہ السلام بھی گذر گئے۔
 ہماری گزشتہ بریادی اور پیش آنے والی پر افسوس ہے۔ یہ کمزورہ گر طین۔ اور غش
 آگیا۔ حضرت امام حسینؓ علیہ السلام نے اُپکڑا اٹھالیا۔ آپؐ کے چہرہ پر پانی چھڑکا اور بہشت
 میں لائے۔

آپؐ نے اُنکو سمجھایا کہ اللہ پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔ اور کل چیزیں کہ پیدا ہوئیں۔
 ایک روز ہلاک ہونگی۔ سوائے اللہ کے جس نے سب کو پیدا کیا۔ اور سب اسکی ذات
 میں فنا ہو گئے۔ آپؐ نے فرمایا میرے باپ میرے بھائی میری ماں ہم سے اچھے تھے۔

تا ہم وہ فنا ہوئے۔ اور ہر مسلمان فنا کی راہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتدا کرے گا آپ انکا ہاتھ پکڑ کر خیمہ کے اندر لے گئے۔ اور فرمایا کاش میری موت ہو تو حد سے زیادہ غم نہ کرنا۔ ان کے بعد آپ اپنے دو ستون اور بیروان کی طرف مخاطب ہوئے۔ آپ نے فرمایا یہ لشکر جس میں ہم گھرے ہوئے ہیں۔ سوائے ہمارے کسی کی زندگی کا خواہاں نہیں اور یہ ہماری موت سے رضامند ہو جائیگے۔ میرے ساتھ مت ٹھہرو کہ تم پر تباہی آوے اور مجھ کو میری قسمت کا لکھا بھگتے دو۔

آپ کے بھائی عباس بن علی کرم اللہ وجہہ نے جواب دیا اللہ وہ دن نہ دکھاوے کہ ہم آپ کے بعد جیتے رہیں۔ اور انکی باتوں کی بھون نے تائید کی۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے یہ دیکھ کر کہ سب ہمارے ساتھ مرے کو تیار ہیں۔ لڑائی کی تیاریاں کیں آپ کے حکم سے سب خیمے قطار سے نصب کیے گئے۔ اور انکی رسیاں دور تک پھیلائی گئیں کہ مخالفین کے واسطے روک ہوں ہر گاہ پیچھے کی طرف گہری کھائی کھودی گئی۔ اور اس میں کڑی بھری گئی۔ کہ اگر پیچھے سے حمل ہو تو اس میں آگ لگا دی جائے۔ تاکہ حملہ صرف آگ سے ہو سکے۔ یہ بھکر کر روز آئندہ انکے لیے آخری روز ہو۔ رات بھر آپ نے اور آپ کے ساتھیوں نے نماز اور دعا میں گذرائی۔ ہر گاہ دشمن کا لشکر خیمہ کے گرد پہرہ دیتا رہا۔ کہ کہیں مفروز نہو جائیں۔

جب صبح ہوئی حضرت امام حسین علیہ السلام نے لڑائی کی تیاریاں کیں آپ کا کل لشکر چالیس پیادے اور پینتیس سواروں کا تھا۔ لیکن سب کوشمادت کی آرزو تھی۔ آپ کے اکثر ساتھیوں نے غسل کیا اور خوشبو لگائی۔ آپ کی دوکیاں اور بنوں کی آہ و بکا سے آپ کا استقلال ہاتھ سے جاتا رہا۔ اور خیال کیا کہ ہمارے بعد انہر کیسی تباہی آوے گی۔ اس وقت آپ کو افسوس آیا۔ کہ ہم نے

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا مشورہ کیونکہ قبول کیا۔ اور عیال و اطفال کو مکہ میں کیونکہ نہ چھوڑ آئے۔ اور فرمایا کہ اے اللہ عبداللہ بن عباس کو جزا سے خیر دے۔

قیس بن امیون کا رسالہ بہ سرداری محراب کی طرف مخاطب ہوا۔ لیکن وہ ساتھ دینے کو آئے مخالف نہ تھے نہ کو نہایت افسوس ہوا کہ ہٹنے پہلے آپ کو کیونکہ روکا۔ اور اس کے بدلے میں اب آپ کے ساتھ شہید ہونے کو آئے جب عمر سعدؓ اور اس کا لشکر قریب آیا۔ حیرنے لگا کہ اے اہل کوفہ تم پر حیف ہو تمہارے خاندان نبویؐ کو اپنے شہر میں طلب کیا۔ اور اب تم ان سے لڑنے کو آئے ہو تمہارے اپنے فرات کا پانی بند کیا۔ کہ عام خلافت کیواسطے بلکہ کافروں اور جانوروں پر مباح ہے۔ تم نے درندوں کی طرح ان کو قید بند کیا ہے۔ عمر سعد نے معذرت کرنی شروع کی کہ ابن زیاد کا حکم ہے۔

لیکن تند شمر لعین نے نرمی کے وسیلے کو موقوف کر کے ایک تیر آپ کے خیمہ کی طرف پھینکا۔ اور لڑائی شروع کر دی۔ اور غیبی قتلین پیش کی کہ ہم حملہ کرنے والوں میں اول ہیں۔ خفیف لڑائی ہوئی لیکن حضرت امام حسین علیہ السلام کے آدمی خیمہ کے قریب رہے۔ کہ جہاں صرف تیر پہنچ سکتا تھا۔ اس کے بعد وقتاً فوقتاً افراد لڑائی رہی جیسا کہ آگے نہانہ میں رواج تھا۔ اس میں زیادہ نقصان فلول ثانی کا ہوا۔ کیونکہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھی بڑی بہادری سے لڑے۔

عمر سعد نے اب حملہ عام کیا۔ لیکن چونکہ حملہ صرف آگے سے تھا۔ لوگوں نے کامیابی کے ساتھ رد کا شمر لعین اور اس کے ساتھیوں نے خیمہ گرا دینا چاہا۔ لیکن سخت مقابلہ ہوا۔ شمر لعین نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے خیمہ پر نیزہ مارا اور آگ مانگی کہ آگ لگا دیں۔ عورتیں روتی ہوئی نکل پڑیں۔ اور حضرت امام حسین علیہ السلام لے فرمایا کہ تمہارے حقہ میں جہنم کی آگ ہو۔ تم ہمارے خاندان کو برباد کرنا چاہتے ہو۔ اور شمر لعین بھی عورتوں کی آواز سے نرم ہوا۔ اور کچھ نقصان کے

ساتھ لپٹا ہوا۔ فریقین ٹھہر کر نماز کے وقت غلہ ہو گئے۔ اور حضرت امام حسین علیہ السلام نے صلوٰۃ الحول پڑھی۔ جب نماز ہو چکی۔ دشمن نے تیر چلایا۔ لیکن وعدہ ہی سے حضرت امام حسین علیہ السلام کے ایماندار ساتھی ایک ایک کر چن لیے گئے۔ یہاں تک کہ آپ تنہا رہے۔ لیکن تاہم کسی کی جرأت نہ ہوئی کہ آپ کے پاس آوے۔ ایک تیر آپ کے چھوٹے لڑکے دعلی صغیر کو لگا۔ جنگو آپ کو دینے لگے تھے۔ آپ نے انکا خون چلو میں لیا اور آسمان کی طرف پھینکا۔ اور فرمایا: واللہ اگر تو میری مدد نہیں کرتا تو ظالموں سے اس مجرم معصوم کے خون کا بدلہ لے۔ آپ کے بھتیجے قاسم کے بھی باندوین زخم آیا۔ آپ نے فرمایا اے لڑکے اللہ تعالیٰ تمکو بلاتا ہے اور تم بہت جلد اپنے مورث اعلیٰ کے ساتھ بہشت میں ہو گے۔ ایک مرتبہ آپ نے غفہ ہو کر انگلی سے اشارہ ایک صف کی طرف کیا انکے سر اتر گئے۔ لیکن فوراً ہی آپ کو الہام ہوا کہ آپ کی قسمت میں شہادت عظمیٰ ہے۔ صبر کیجئے۔ آپ نے صبر فرمایا۔

اسوقت حضرت زینب گھس پڑیں اور کہا کہ خاندان نبوی کے قاتلوں پر قہر اتنی ٹانناں ہو لیکن شمر لعین نے گرجا کر انکی آواز کو سننے نہ دیا۔ اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے قریب آگیا۔ آپ بڑی بہادری سے لڑے اور اکثر وں کو آپ نے گرد و برد کیا۔ یہاں تک کہ آپ تھک گئے۔ اور آپ کو لوگوں نے شہید کیا۔ آپ کے جسم مبارک پر تین زخم گئے گئے۔ اور چونتیس خراش تھے۔ آپ کا سر مبارک بدن سے جدا کیا گیا کہ ابن زیاد کے پاس بھیجا جائے۔ اور شمر لعین۔ اپنے لشکر کے ساتھ آپ کی لاش مبارک پر آگیا۔ اور پیچھے گیا۔ اور اسکو ڈھانکا۔ اسکو حکم تھا کہ ایسا یا مال کر کہ خاک خاک میں مل جائے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کے بہتروں ساتھی اس سرکہ میں شہید ہوئے جن میں سر آدمی بنی فاطمہ تھے۔ اٹھاسی آدمی فوج ثانی کے مارے گئے اور بہت لوگ زخمی ہوئے۔

ہر چند عمر سعد نے منع بھی کیا لیکن آپ کا کل اسباب مال غنیمت کی طرح لوٹا گیا۔
 شمر لعین نے آپ کا سر مبارک ابن زیاد کے پاس بھیجا۔ وہ سوار ہو کر کوفہ کو چلا
 لیکن قلعہ کا دروازہ بند ہو چکا تھا۔ اس لیے اُس نے رات بھر سر مبارک کو گھر رکھا اور صبح کو
 لایا۔ اُس نے رات کو جب سر مبارک گھر رکھا تھا۔ اپنی جزد کو کامیابی کی نشانی دکھائی
 لیکن وہ بہت ڈری کہ خاندان نبوی پر تو نے یہ ظلم کیا۔ اور اُس وقت سے وہ عورت
 اپنے شوہر سے نفرت ملی۔ جب سر مبارک ابن زیاد کے سامنے لایا گیا۔ اُس نے سر مبارک پر
 لکڑی ماری۔ لیکن ایک بوڑھے عرب سے نہ ہا گیا اور بول اٹھا قسم اللہ کی بیٹیاں ہونٹوں کو
 نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس ہونٹ سے ملا دیکھا تھا۔ جب ابن زیاد اپنے محل
 سے نکلا اس نے چند عورتوں کو میلے کپڑے پہنے زمین پر شکستہ دل بیٹھے دیکھا۔ اُس نے
 تین مرتبہ پوچھا کہ یہ لوگ کون ہیں جواب ملا کہ حضرت زینبؓ حضرت امام
 حسین علیہ السلام کی بہن ہیں۔ وہ نہایت خوش ہو کر بولا کہ کس نے اس مغرور
 عورت کو شرمندہ کیا۔ اور اُس کے خاندان کو برباد کیا۔ حضرت زینبؓ نے کہا کہ اللہ کا
 شکر ہے جس نے اپنے مقدس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میرے خاندان کو مفتر کیا۔ نسبت
 ہمارے ہمسایہ کے جن پر موت کا حکم ہوا وہ اپنی آرام کی جگہ گئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ انکو اور تمکو
 اکٹھا کرے گا۔ اور تمہارے درمیان امین منصف ہوگا۔

ابن زیاد۔ اس جواب سے غضبناک ہوا۔ اور اُس کے دوست ڈرے کلاس خضہ
 میں کچھ اور حکم مذکورے لیکن ان لوگوں نے سمجھا یا کہ یہ عورتیں ہیں ان کی باتیں قابل
 لحاظ نہیں۔ اُس نے کہا کہ اُسکو طعن کرنے دو۔ یہ کافی ہو کہ اللہ نے ہم کو خوشنود کیا۔
 اور ان کے خاندان باغی کو تباہ کیا۔ حضرت زینبؓ نے کہا کہ یہ سچ ہے کہ تجھے جڑاؤ
 شاخ ہماری کاٹی ہو۔ اور اگر اُس میں تمہاری خوشی ہے تو خوش رہو۔

ابن زیاد نے متعجب ہو کر دیکھا۔ اور کہا کہ تم حضرت علیؓ۔ کرم اللہ وجہہ کی

لائق اور شجاع بیٹی ہو کہ شاعر تھے حضرت زینب نے کہا کہ عورت کے واسطے شجاعت ضرور نہیں لیکن جب میرا دل جلتا ہے میری زبان پر بات آتی ہے ابن زیاد نے علی ابن حسین یعنی امام زین العابدین کی طرف دیکھا کہ قریب شباب کے تھے اور قتل کا حکم دیا زینب کا دل اختیار سے جاتا رہا۔ وہ رو دین اور اپنے بھتیجے کو ڈھانپ لیا۔ اور ابن زیاد سے کہا کہ تو نے ابھی میرے خاندان کا خون کیا کافی نہیں کیا ہے کہ اس لڑکے کے خون کا خواہاں ہے اسکے ساتھ میری بھی جان لے لے اُس نے تعجب سے دیکھا اور کچھ عرصے تک خاموش رہا لیکن اُس لڑکے کے خون کا خواہاں تھا آخر زینب کی باتوں سے نرم ہوا اور علی ابن حسین علیہ السلام کی جان بچی۔

حضرت امام حسینؑ کا سر مبارک شمر کی معرفت دمشق روانہ کیا گیا اور اس کے ساتھ زینب اور علی ابن حسین اور اُن کے ساتھی روانہ ہوئے علی ابن حسین کی گردن میں زنجیر ڈالی گئی لیکن آپ اسکو پہنے رہے اور کبھی شاکی نہ ہوئے جب شمر نے ابن زیاد کی مہارکباد کے ساتھ حضرت امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک یزید کے آگے پیش کیا وہ رو دیا اور بولا کہ اے حسین اگر تم میرے ہاتھ پرستے تو تمھارا یہ حال نہوتا تب اُس نے کہا کہ قہر اتنی ابن ثویبہ یعنی ابن زیاد پر کہ ثویبہ لونڈی کا جنازہ لدا الحرام تھا۔

یزید بن معاویہ کے حاشی سے ایک نے کہا کہ علی ابن حسین علیہما السلام کو قتل کر ڈالے کہ خاندان حسین علیہ السلام مٹ جاوے لیکن مترجم لوگوں نے منع کیا۔ جب آپ کے خیال داخل حال کثیف لباس پہنے شرفائے شام کے مقابل میں لائے گئے یزید کا دل ہل گیا اور اس نے ابن زیاد پر لعنت کی آپ کے والد حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور بھائی حسن کا نام یزید نے بے قدری سے لیا

لیکن حضرت زینب سے نرم کیا اور آپ نے اسکو روکا یہاں تک کہ وہ خلوش ہو گیا۔ اب یزید نے حضرت زینب اور ان کے ساتھیوں کی عزت کی اور ان کے واسطے حمام مہیا کیا اور اپنی مجلس راہین جانے کی اجازت دی یزید کی ماں امیر معاویہ کی بی بی نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے غم میں ان کا ساتھ دیا۔ یزید نے اب علی ابن حسین اور عمرو ابن حسین کی قدر کی اور ان کو اپنے ساتھ سیر و سیاحت میں لجاتا عمرو ابن حسین ہنوز بہت لڑکے تھے کہ یزید نے ان سے ہنسی سے کہا کہ تم میرے لڑکے خالد سے لڑو گے اس کے برابر میں انھوں نے کہا کہ ایک چھری اسکو دو اور ایک چھری ہمکو دو یزید کے ایک حواشی نے کہ خاندان علی کا دشمن تھا کہا کہ اس لڑکے سے ہوشیار رہو اور اس بات کو یاد رکھو کہ سانپ ہی سے سانپ کا پورا ہوتا ہے۔

کچھ عرصے کے بعد جب خاندان حسین علیہ السلام نے مدینہ آنا چاہا یزید نے ہر طرح ان کا سامان سفر مہیا کیا۔ جب سفر تمام ہو چکا زینب اور فاطمہ بنت حسین نے اپنا زیور ہنما کو اس کے صلہ میں دینا چاہا لیکن اس لائق شامی نے انکار کیا اور کہا کہ اگر لالچ سے ہم یہ کام کرتے تو اس سے کم ہی میرے لیے کافی ہوتا لیکن جو کچھ ہم نے کیا سب اللہ کی محبت میں کیا اور اس سبب سے کہ آپ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذریات طہیات ہیں۔

اہل اسلام حضرت امام حسین علیہ السلام کی یادگاری بڑی قدر سے کرتے ہیں اور آپ کو شہید کہتے ہیں آپ اور آپ کی نوا اولاد پشت و رشتہ دوازہ امام ہیں شمار کیجاتی ہیں کہ اہل شیعہ کے مذہب کے مدار ہیں یہ لوگ اہل باطن سے تھے ایک دوسرے کے سجادہ نشین ہوئے۔ کہ اب بھی درویشوں میں یہ رواج جاری ہے حضرت امام کی شہادت کے دن کو روز حسین کہتے ہیں اور اسکی بڑی۔

تقدس کجاتی ہو۔ آپ کی شہادت کے عرصہ کے بعد وہاں جہاں آپ شہید ہوئے
روضہ بنایا گیا اور اسکو شہد حسین کہتے ہیں اہل شیعہ کہتے ہیں کہ جس روز آپ شہید
ہوئے آفتاب سیاہ ہو گیا اور ستارے دوپہر دن کو روشن ہو گئے اور ابر سے
خون بہر سا اور ایک غیر معمولی روشنی آپ کے سر مبارک سے نکلی اور اس کو سفید
چڑیوں نے گھیر لیا آپ کی اولاد میں صرف امام زین العابدین سے جن کو علی ابن
حسین علیہ السلام کہتے ہیں اجرا سے نسل ہوا اور ان کی دو بیٹیاں بھی تھیں فاطمہ
اور سکینہ۔

فصل دوسری

حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت سے یزید کے ایک مخالف برطرف
ہوئے لیکن دوسرے مخالف کے حق میں تقویت ہو گئی کہ جو حضرت امام حسین سے
کم ہر دل عزیز نہ تھے ایسے شخص حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ تھے جن کی منزلت بسبب
عبادت اور پیرنگاری کے اہل اسلام میں بہت تھی اور اس علم و اخلاق کے آدمی
تھے کہ نبی ہاشم نے نوڑا ہی ان کو خلیفہ وقت مان لیا اور اکثر ان کے اہل مکہ اور
مدینہ سے ایسا ہی کیا اور انھوں نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی وفات کو
شہادت کہا اور اسی سبب سے اور بھی ان کے تحت نشینی کے بعد انکی طرف لوگ
رجوع ہوئے آپ نے نواسہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف کو یاد کیا۔
ان کی پیرنگاری اور نماز گزاری اور اہل کوفہ کا قریب اور یوفائی ان کی عالی شہادت
اور وہ ظلم جو آپ کے ساتھ وقت شہادت اہل دغا نے کیا بیان کیا عام کے خیالات
اس گفتگو کے ساتھ جوش کرائے اور حسین ابن علی علیہما السلام کی یادگار تازہ
ہو گئی۔

ایک شہم نے کہ دانیال کی کتاب میں پڑھا ہوا تھا اظہار کیا کہ ابن زبیرؓ

بادشاہت کرینگے اور بادشاہی حالت میں انتقال کرینگے اسکا ظہور ہوا اور عربوں کی تعداد ان کی جانب داری میں بہت جلد بڑھتی گئی ان کا سین شریف وقت وفات حضرت صلعم کے دن برس کا تھا اسلئے صحابہ میں شمار کیے گئے اور بعد ہجرت کے وہ اول مولود اہل اسلام کے تھے اور ان کے منہ میں اپنا چاہا ہوا خراب بعد ولادت کے حضرت صلعم نے دیا تھا اور اہل حدیث سے ہیں اکثر حدیث کے راوی ہیں۔

یزید نے اس نئے خلیفہ وقت کی خبر سنا کر بہت خوف کیا اس نے آپ کی طرف کو حثارت سے بیکھا اور ایک چاندی کا حلقہ مروان بن الحکم کے پاس کہ مدینہ کا حاکم تھا بھیجا کہ خلیفہ وقت کے گلے میں دے کر اور آپ کو باز مجیر کر کے بھیج دے۔ مروان نے کہ ایک چالاک آدمی تھا اور ابن زبیر کی شجاعت اور ان کی ترقی پذیر اغوا سے واقف تھا حکم کی بجا آوری سے احتیاط کی۔

یزید کی کوشش حضرت عبداللہ ابن زبیر کے اختیارات فرو کرنے میں مکہ میں کچھ نہ چلی اس نے اکثر مکہ کے حکام کو بدلائیکن عبداللہ ابن زبیر کی علو عقلندی کے آگے کچھ نہ بڑھی اور خلافت کی ناراضی سے یزید ڈرا۔

اکثر شرطان ناراض شہروں کے لوگوں کے ساتھ یزید نے پیش کیے اور یہاں سے بھی قاصد گئے لیکن اس سے یزید اور بھی خوف زدہ ہوا اور قاصدوں نے اس کی بد چلنی بیان کی۔ نماز سے غافل۔ حیا ش۔ شراب خوار۔ رقص باز گانے بجانے میں اوقات صرف کرنے والا اور کتے اور ہجڑوں کا صاحب تھا اہل شہر کو کہ نفرت یزید کی جانب سے ہوئی اس کی ترقی عبداللہ ابن زبیر کے لوگوں نے دی۔ یہاں تک کہ کل خاندان بنی امیہ بھی اس سے باغی ہو گئے اور علانیہ اس کی جانب سے خلافت اہل عرب ہوئے۔ مدینہ کی مسجد میں کہ اجماع لوگوں کا تھا ایک شخص نے پکڑی آٹا دی اور کہا کہ میں یزید کو اسی طرح تخت سے اتارتا ہوں دوسرے نے بھی

اسی طرح اسکی تائید کی اور جو تائیکال ڈالنا پکڑی اور جوتون کا انبار ہو گیا جس سے ثابت ہوا کہ لوگ خلافت میں ہیں اور دوسری حرکت یہ ہوئی کہ اشتہار ہوا کہ خاندان نبی اُمیہ لوہاؤں کے ساتھی جلا وطن کیے جاوین ان میں سے قریب ایک ہزار آدمی نے مفرد ہو کر مروان بن الحکم کے قلعہ میں پناہ لی اور وہ وہاں کا حاکم تھا یہاں ان لوگوں کا محاصرہ ہوا اور کچھ لوگ یزید کے پاس مدد کے لیے روانہ ہوئے۔ یزید کو بہت بڑی دقت ہوئی کہ اس نے اپنے افسر لشکر کو ایسی جگہ جانے پر راضی کیا۔ مسلم ابن عقبہ ایک سخت دل اور پرانے آدمی نے اس کا ردوائی کو نفرت کے ساتھ اختیار کیا اور کہا کہ ایک ہزار آدمی ہو کر اور مرغیوں کی طرح بلا لڑے جھگڑے بھاگ گئے۔ ہرگز قابل مدد کے نہیں۔

جب لشکر قریب روانگی کے تھا یزید نے اپنی تلوار ہاتھ میں لی اور کمان کندھے پر رکھ کر لشکر کے سامنے گیا اور اُس سے کہا تمک حلائی کرنا اور دلیری دکھانا اُس نے یہ بھی ہدایت کی کہ تین روز متواتر اہل شہر سے اطاعت چاہنا قبل اس کے کہ اُن پر حملہ ہو اور جب اہل شہر انکار کریں تو لڑکر اطاعت میں لا کر تین روز تک لڑنا اور اُس نے کہا کہ لڑ کے علی ابن حسین علیہما السلام سے ہشیار رہنا اور اُن سے کچھ نہ کہنا آنھوں نے اس بغاوت میں کنارہ کشی کی ہو۔

مسلم شہر کے اندر رہا تین تلوار لیے داخل ہوا اور علی ابن حسین یعنی حضرت امام زین العابدین کو بلکا بھیجا اور اُن کو اپنے اونٹ پر بٹھا کر اور اُن ہزار آدمیوں کو کہ محاصرہ میں تھے رہا کر کے شہر کے باہر کیا اور تین روز تک شہر مدینہ کو غارت کرایا اس نے اس قدر زیادتی کی کہ اہل اسلام نے اس کا لقب مسرف رکھا یہ واقعہ سنہ ۶۳ ہجری میں مطابق سنہ ۶۷۰ عیسوی کے پیش آیا۔

اس ظالم نے مکہ کا بھی حال وہی کرنا چاہا اور روانہ ہوا لیکن راہ ہی میں جہنم داخل

ہوا اور اس کی جگہ شام کے ایک افسر نے جس کا نام حصین بن نمیر تھا لی اور اس نے اپنا لشکر مکہ کے شہر بنناہ تک پہنچایا جان ابن زبیر خود سالار لشکر تھے چالینس روز تک اس نے شہر کا محاصرہ کیا اور انجن وغیرہ سے کہ شام سے لایا تھا گرانا چاہا محاصرہ کے درمیان میں کسی قدر کعبہ کی دیوار گر گئی اور اس میں آگ بھی لگی بعض کہتے ہیں کہ انجن کے اثر سے ایسا ہوا اور بعض کہتے ہیں کہ ابن زبیر آوازِ سُکر مشعل کے ساتھ آئے جس سے پردہ میں آگ لگی اور تمام مکان جل گیا۔

شہر مکہ نہایت تنگ آگیا اور خوف ہوا کہ مدینہ کا ساحال بیان بھی نہو کہ دفعۃً ایک تیز قاصد نے عبداللہ بن زبیر کو خبر دی کہ یزید مر گیا ابن زبیر دیوار پر چڑھ گئے اور کہنے لگے کہ تم محاصرہ کیوں کیے ہو تمھارا آقا یزید مر گیا انھوں نے اسکو باور نہ کیا۔ لیکن تھوڑی دیر بعد جب یہ خبر شائع ہوئی تو محاصرہ میں کے دل چھوٹ گئے۔

حصین نے عبداللہ بن زبیر سے صلح کی گفتگو کی اور اپنی موافقت ظاہر کی جس میں کئی سرور اہل شام سے بھی تھے اور کہا کہ آئندہ سے خونریزی موقوف رہے ابن زبیر نہایت ہوشیار آدمی تھے اس کی باتوں کو یقین نہ کیا۔

لیکن کعبہ کے گرد طواف کی بغیر تمھارا جارت دی اسکے بعد حصین شام کو واپس گیا اور بنی امیہ کے محصورین بھی اسکے ساتھ گئے یزید حواریں میں سلسلہ ہجری میں۔ مطابق سلسلہ عیسوی کے اپنی عمر کے اچاسویں برس میں بعد میں سال چھ مہینے کی سلطنت کے مر گیا اہل اسلام کہتے ہیں کہ یزید کا مرنا عین شباب میں اسکی بے ادبی کے باعث سے تھا کہ اس نے مدینہ کے ساتھ کی کیونکہ حضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ جو شخص مدینہ کو ضرر دے گا وہ ایسا گھٹیا لے گا جیسے کہ پانی میں نمک۔

باب دشوان

فصل پہلی

یزید کھرنے کے بعد اسکا بیٹا معاویہ ثانی دمشق میں جانشین کیا گیا وہ اپنی عمر کے اکیسویں سال میں تھا وہ ضعیف دماغ اور ضعیف جسم تھا اور اس کے امورات میں اس کے استاد و مخصوص جو قدری مذہب کے تھے معین تھے۔

معاویہ ثانی نے حکومت خیر اختیار کی کیونکہ اپنے کو اس کے قابل نہیں سمجھتا تھا اور دن کی روشنی کی اسکو برداشت نہ تھی رات کو کام کرتا تھا اس لیے اہل عرب اس کو ابو اللیل کہتے ہیں چہ مہینے حکومت کر کے اس نے تخت سے کنارہ کشی کی اور اپنی ناقابلیت بیان کی بنی امیہ۔ اس بات سے نہایت ناراض اور مضطرب ہوئے اور عمر مخصوص برگمان کر کے کہا نھین کی راے سے ایسا ہوا ان کو زندہ گاڑ دیا۔

معاویہ ثانی نے اپنا جانشین نامزد کر لے سے انکار کیا اس نے کہا کہ ہمارے دادا معاویہ بن ابی سفیان نے اس سلطنت کو اپنے سے بہتر آدمی کے ہاتھ سے لیا اور ہمارے باب یزید بن معاویہ اس کے لائق نہ تھے اور ہم بھی اس کے

ناقابل ہیں اور ہم جانشین نامزد نہ کریں گے اس لیے اس نے یہ بات قوم کے سرداروں پر چھوڑ دی جیسے ہی اس نے تخت کو ترک کیا کہ اپنے کو ایک مکان میں بند کیا اور اس سے نہ نکلا جب تک نہ مرا اور اسکی موت بھی بہت جلد آئی بعض کہتے ہیں وہاں سے اور بعض

کہتے ہیں زہر سے دمشق کے لوگوں نے وہاں کے تخت کے لیے مروان بن الحکم کو تجویز کیا اس اسکا سن زیادہ تھا۔ لہذا اور مذہب آدمی تھا اور چہرہ زرد اور داڑھی رنگین تھی جھونکے اسکو تخت پر بٹھایا اس سے شرط کی کہ اپنی اولاد کو جانشین نامزد نہ کرے بلکہ اس کی جگہ خالد بن یزید جانشین کیا جائے گا جو کہ نابالغ تھا مروان نے

بلا لحاظ کسی بات کے فوراً حلف کیا اور کس قدر وہ اپنے حلف کا پابند رہا معلوم ہو گا۔ جب کہ مروان دمشق کا حاکم ہوا ابن زبیر مکہ اور مدینہ اور تمام عربستان اور خراسان اور بابلستان اور مصر میں خلیفہ وقت مانے گئے ایک دوسرا شخص بھی خلافت کا دعویدار ہوا۔ ابن زیاد جس نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو شہید کر لیا اہل نے اہل بصرہ سے بیان کیا کہ ابھی اہل عرب اور اہل شام میں لڑائی ہے کہ کون خلیفہ وقت ہو اس لیے ہم اپنے ملک کو آزاد رکھتے ہیں یہاں تک کہ کوئی آدمی بلا نزاع خلیفہ وقت مقرر ہو اس نے بظاہر انکار کیا لیکن لوگوں نے اس کا ہتھکڑیا اور اسکو خلیفہ کیا لیکن خلافت تھوڑی دیر کے لیے تھی کوفیوں نے ظلم دیکھ کر اسکی خلافت سے انکار کیا اور جب بصرہ میں یہ سنا انھوں نے بھی اس سے انکار اور بغاوت کی یہاں تک کہ ابن زیاد عورت کے لباس میں ہو کر ایک مجلس کے مکان تک پہنچا اُس نے اپنی حکومت کے زمانے میں بہت خزانہ جمع کیا تھا اس خزانے سے قریب دو لاکھ اشرفی کے اس نے تقسیم کیا اور کچھ لوگوں کو اپنا جانب دار کیا لیکن تاہم وہ بھاگنے پر مجبور ہوا اور اس کا اسباب باغیوں نے لوٹا وہ رات کو ایک سو آدمی کے ساتھ بھاگا کچھ عرصے کے بعد بعض وجہ سے اس نے اونٹ چھوڑ کر گدھے پر سواری کی اس طرح ابن زیاد کہ کل بابلستان اور بصرہ کا بادشاہ تھا اور وہاں کا خلیفہ مانا گیا تھا بھاگا اس کے ساتھیوں میں سے ایک نے سمجھا کہ قتل حسین علیہ السلام کے باعث کچھ زیر لب فوس کرتا ہو اور اسکی تشفی کرنے لگا لیکن اس نے جواب دیا کہ یہ سب نہیں ہو ہم نے اپنے آپ کو مصیبت میں ڈالا ہے جیسے اہل بصرہ نے بغاوت کی تھی ہم کو مناسب تھا کہ ہم ان کی خونریزی خوب کرتے ابن زیاد آخر شمش و مشق میں اُس وقت پہنچا کہ مروان کی تخت نشینی ہوتی تھی۔ اس عرصہ میں اہل بصرہ نے اپنی موافقت ابن زبیر سے کر لی۔

مروان صرف شام میں بادشاہ مانا گیا۔ لیکن ملک شام کی اس قدر وسعت اور آمدنی تھی کہ بڑے خاص رزق و ثبات تھی اور مروان بھی ابن زبیر کی اطاعت میں آنا چاہتا تھا لیکن ابن زیاد مانع ہوا۔ کچھ کدو بھی بزرگسالانہ دی۔ غنمی ایک ہونہار کے کہ ایک وقت حاکم کوفہ تھے ابن زبیر کی طرف سے و مشوق میں دامن سے وہ لوگ ہتھیار بند ہو کر و مشوق کے میدان میں آئے مروان ان کے مقابلہ کو خود گیا۔ ایک سخت لڑائی ہوئی رضیاک اور اسی آدمی شرف سے و مشوق سے ہلاک ہوئے۔ اور ان کے علاوہ ان کے ساتھی بھی۔ فتح مروان کی ہوئی اس نے اپنے سپاہیوں کو واپس بلایا اور کہا کہ مقررہ تمہارے بھائی ہیں تعاقب نہ کرو رضیاک کا سر جب اس کے سامنے لایا گیا وہ غمگین ہوا اور کہا کہ افسوس ہے کہ ایک بڑے کے ہاتھ سے جوان مارا جائے۔

اس کے لشکر نے اس کو خلیفہ وقت قرار دیا۔ اور اس کو و مشوق لے گئے اس نے اپنی جگہ بزرگ اور معاویہ اول کی مجلس میں کی۔ لیکن اس کے درمیان ایک مشکل پیش آئی غنمی اس سے شرط کی گئی کہ خالد بن یزید اس کا جانشین ہو۔ اور اس کی مان یعنی یزید کی جو رو سے مروان کا نکاح ہو۔

مروان نے اس شرط سے گرجا ہی لیکن اس پر جبر کیا گیا۔ جیسے ہی مروان کا نکاح ہوا۔ کہ اس نے شہر کو ترک کیا اور لشکر کے ساتھ مصر کو روانہ ہوا۔ کیونکہ وہاں ابن زبیر کے جانب دار ابوبکر تھے اور ان کو خلیفہ وقت مانا تھا اس لیے مروان نے اپنے بھتیجے عمرو بن سعد کو آگے روانہ کیا تھا۔ بنو مروان شام ہی کی راہ میں بھاگ اس کو خبر ملی کہ ابن زبیر کے نائب کو عمرو بن عبد نے شکست دی اور مصر اس کے تحت تصرف میں در آیا۔ اس لیے مروان و مشوق کو واپس آیا۔ اس کو کچھ خبر ملی کہ ابن زبیر کا لشکر بزرگسالاری ان کے بھائی حضرت مصعب کے سرپرست آیا۔

وہ پھر روانہ ہوا۔ لیکن پھر معلوم ہوا کہ عمرو بن معدی کھدر نے حضرت مصعب کو پوری شکست دی اور اس کی حکومت مصر پر قائم ہو گئی مروان نے اپنے بیٹے عبدالعزیز کو مصر کا حاکم مقرر کیا اور دمشق کو مع عمرو واپس آیا۔

فصل دوسری

اس خراسان کی موجودہ حالت میں کہ برائے خاص خود بادشاہت تھی وہاں کے لوگوں نے دونوں کو خلیفہ وقت ماننے سے انکار کیا ان لوگوں نے سلیم بن زید کو اپنا حاکم مقرر کیا اور جب تک ایک آدمی خلیفہ وقت نہوا۔ انھوں نے اسی حال سے رہنا پسند کیا۔ وہ برابر کئی برس تک بادشاہ رہا۔ اور ملک کو عدل اور انصاف سے بھر دیا۔ اس وقت بابلستان میں شعیان علی بن انتقام حسین کا جوش ہوا اور اہل کوفہ نے افسوس کیا۔ کہ اصل میں قتل حسین کے باعث ہلوگ ہیں کہ ان کو بلایا اور وقت پر ان کا ساتھ نہ دیا۔ اب ان کے خون کا انتقام لینا چاہیے کہ شاید ذریعہ نجات ہو جنھوں نے آپ کی شہادت کے وقت مدد نہیں کی تھی۔ انتقام لینے میں مدد دینا چاہا ایک سو سے زیادہ سردار فراہم ہوئے۔ انھوں نے اپنا نام مستقر رکھا اور اپنا سردار ایک بڑھے صحابہ کو جبکہ نام سلیمان بن عمرو تھا مقرر کیا۔

گرمجوشی دور دور تک پھیل گئی غور سے ہی عرصہ میں ساٹھ ہزار آدمی فراہم ہو گئے اور سب ہتھیار باندھنے پر تیار ہو گئے۔ اور سلیمان نے ان لوگوں سے کہا۔ کہ اب لوگ تقیلہ میں وقت معینہ پر جمع ہوں لیکن قبل وقت معینہ کے آنے کے اہل کوفہ کی گرمجوشی جاتی رہی۔ اور انتقام حسین کی وہ صدا نہ رہی۔ اور اکثر لوگ سلیمان کے وعدے کے حسد کرنے والے پیدا ہو گئے۔ اور جب سلیمان وہاں پہنچے انھوں نے بہت کم لوگوں کو وقت معینہ پر آمادہ پایا۔

سلیمان نے دو سو ار کوفہ کو بھیجے کہ مغرب کی نماز کے وقت وہاں پہنچے۔ گلی گلی ہو

انتقام حسین پکارتے ہوئے کوفہ کی مسجد میں داخل ہوئے اس عدا سے پھر لوگوں کے
دلوں میں جوش پیدا ہوا اور اس قاصد کے پاس جمع ہو گئے۔ ایک شخص انہی جو رو کے ستر
سے اٹھ آیا۔ اور ہتھیار باندھنے لگا اسکی بی بی نے کہا کیا تم پاگل ہوئے ہو اس نے
کہا نہیں ہم انتقام حسین کی صدا سنتے ہیں۔ اور ہم انکا انتقام لینے جاتے ہیں
اُس نے کہا ہم کس کی حفاظت میں چھوڑے جاتے ہو۔ اُس نے کہا کہ اللہ کی حفاظت میں
یہ کہہ رہا ہی ہوا۔ دوسرے شخص نے تیزہ اور گھوڑا طلب کیا۔ اور کہا کہ ہم اپنے گناہوں کی
معافی چاہتے ہیں اور خود سلیمانؑ کے خیمہ کی طرف روانہ ہوا۔

تاہم جب دوسرے روز یہ لشکر منتقموں کا روانہ ہوا۔ اس میں چار ہزار آدمی سے زیادہ نہ تھے
سلیمانؑ نے کہا کہ امدادی لشکر جن کا وعدہ ہے راہ میں مل جائیں گے سلیمانؑ نے
اپنے مختصر لشکر کو شاہی دہی۔ اور بہت دلائی۔ اور قتلگاہ حسینؑ میں گئے ایک دن
اور ایک رات وہاں گزراتا۔ اور غماز پڑھی اور غم کیا۔ تب وہاں سے چلے ان کا قصد تھا کہ
دونوں ابن زبیر اور مروان کو خلافت سے برطرف کریں اور بنی فاطمہ میں
خلافت قائم کریں۔ لیکن انکا پہلا یہ قصد ہوا کہ ابن زیاد سے انتقام لیں جس کو وہ
قاتل حسین سمجھتے تھے۔ سن رسیدہ سلیمانؑ اپنے لشکر کو شام کی طرف پہلے امدادی
فوج سے مایوس ہوئے۔ اور تائید آسمانی کے منتظر رہے۔ یہاں تک کہ ابن زیاد نے
بیس ہزار آدمیوں سے آکر مقابلہ کیا۔ اور سب کو ہلاک کر ڈالا۔

ان خانہ جنگیوں کے درمیان میں۔ شمالی افریقہ کی شکست کا حال مسلمانوں
میں بیرونی فتوحات کا جوش پیدا ہوا عرصہ کے بعد پھر ہم اگلے صفوں میں عقبہ کی ولایت
تباہی کا حال لکھ چکے ہیں۔ یعنی الجیرس کے میدان میں جہان ان کا مختصر لشکر
ابن کاہنہ کے ہاتھ سے تباہ ہوا۔

ابن کاہنہ نے اپنی فتوحات کے حالات میں زبیر بن قیس سے شہر قیروان

کے زیر دیوار شکست اٹھائی۔ اور مسلمانوں میں پھر جوش پیدا ہوا خیر عثا جب مصر سے عبدالعزیز نے امدادی لشکر روانہ کیا۔ لیکن اسی حالت میں مسلمانوں کو پھر شکست ہوئی۔ کیونکہ بڑا لشکر قیصر کا جس میں کہ پڑانے اور آزمودہ کا ز سپاہی تھے قسطنطنیہ سے آیا۔ کیونکہ انکو معلوم تھا کہ مسلمانوں میں نا اتفاقی بھائی ہے۔ اور وہ بڑا لشکر اہل بربر سے ملکر زمیر سے کھلے میدان میں مقابل ہوا۔ وہ خوب لڑے۔ لیکن مصر کے امدادی لشکر کے جی چھوڑ دینے سے اور غنیم کی بڑی تعداد آ جانے سے وہ پسپا ہونے پر مجبور ہوئے اور بارقہ میں واپس آئے۔ ہر گاہ قیصر کا کامیاب لشکر شہر قیردان کی طرف بڑھا اور اس کو قبضہ میں کر لیا۔ اور اطراف کے ملک پر حاوی ہو گئے اس تباہی کا حال سکر مسلمان اپنی خانہ جنگی بھول گئے اور بیرونی فتوحات کا جوش دل میں پیدا ہوا۔ عبدالملک مروان کا بڑا بیٹا تھا۔ کہ افریقہ میں لڑ چکا تھا کچھ لشکر کے ساتھ زہیر ابن قیس کی مدد کو روانہ ہوا اور ان سے بارقہ میں جہان وہ فوج فراہم کر رہے تھے ملقاتی ہوا۔ دونوں نے اکٹھے ہو کر پھر مغرب کی راہ لی اور پھر اسلام کا جھنڈا قیردان کے زیر دیوار نصب کیا۔ اس دولت کو رفع کر کے زہیر کو ملک کی حکومت عبدالملک نے سپرد کی۔ اور خود اپنے بڑے باپ کی مدد کے واسطے دمشق روانہ ہوا۔

مروان کا آخری وقت پہنچ گیا تھا۔ وہ اپنی جوانی میں پر فریب تھا اور بڑھاپے میں بھی ویسا ہی رہا۔ اسنے تخت نشینی کے وقت خالد بن یزید کو جانشین نامزد کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ اب اسنے اپنے بیٹے عبدالملک کو جانشین نامزد کیا۔ اور وثقت فتح مصر کے اپنے بیٹے عمرو بن سعد سے جانشینی کا عہد کیا تھا۔ خالد بن یزید نے یہ دیکھ کر مروان کو بے ایمان کہلا دیا۔ اسلئے جواب میں اسے اس لڑکے کو کھو بڑا کہا جس سے اس کی مان کو بیٹے یزید کی بی بی کو۔ اب مروان کے نکاح میں تھی بڑا

علوم ہوا۔ اور اس نے اسکو نہ ہر دیا۔ اور ایک روایت ہے کہ مروان کو سوتا دیکھ کر اسکے گئے پر تکیہ کھڑکی بھی رہی۔ یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ وہ سالہ ہجری میں مرا مطابق سنہ ۶۷۸ء کے اور وہ تخت پر پورا ایک برس بھی نہ رہا۔

فصل تیسری

مروان کے مرنے پر اسکا بیٹا عبدالملک دمشق میں تخت نشین ہوا۔ اور شام اور مصر اور افریقہ کے ملک مفتوحہ میں خلیفہ وقت مانا گیا۔ اس وقت اسکا سن چالیس برس کا تھا۔ اسکے افریقہ کے فتوحات سے اسکی کوشش اور چالاکی اور بہادری معلوم ہوتی ہے۔ اور وہ عقل مند اور علم کے واسطے مشہور تھا۔ اپنے باپ کی تخت نشینی کے وقت سے اسکو امید اپنی جانشینی کی تھی۔ اور اسی امید کے باعث اسکو جنگی کارروائی کا ذائقہ آیا۔ جب اسکو اپنے باپ کے مرنے کی خبر ملی وہ چار سالہ قرآن کو لیے پڑھتا تھا۔ اسنے قرآن کو بند کیا۔ اور کہا کہ رخصت اب ہم دوسرے امور ات کی طرف مخاطب ہوتے ہیں۔

بادشاہ ہونے سے عبدالملک کے چال چین میں فرق آگیا تھا۔ وہ علامتوں اور فال اور خواب کی تعبیر کا بہت پابند تھا۔ اور اسنے اسکو اہل عرب رفع الحجر کہتے ہیں۔ عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ ہنوز مسلمانوں کے بڑے حصہ مملکت میں خلیفہ وقت شمار کیے جاتے تھے اور اپنا دار السلطنت آنھوں نے مکہ کو قرار دیا تھا اور اسی وجہ سے چونکہ اہل اسلام حج کے واسطے مکہ آیا کرتے تھے ان پر ابن زبیر کا اختیار بہت تھا۔ اسکا رشتہ عبدالملک کو ہوا۔ اسنے اپنے ملک میں بھی ایسی ہی بنانا چاہی۔ جس سے اہل اسلام اجماع سالانہ وہاں بھی کریں۔ اور اس قسم کی جاگہ اسنے یروشلم یعنی بیت المقدس کو مجوزہ کیا۔ جسکو اہل اسلام بسبب تعاقبات موسیٰ و حنیسیٰ و محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس سمجھتے تھے۔ علاوہ

اسکے وہ مقدس مقام پیغیرون کا قبرستان تھا۔ عجلہ ملک نے اس تبرک جگہ کو وسعت دی۔ اور سیٹھھیان جنہر حضرت حمزہؓ نے نماز پڑھی تھی۔ انکا بھی داخل عمارت کر کے وہاں مسجد بنائی۔ اور وہ پتھر جو سنگ یعقوب کہلاتا تھا۔ جیسے یعقوب کو خواب ہوا تھا بجائے حجر اسود کے قائم کیا گیا۔ کہ لوگ اسکو بوسہ دیں۔

اسوقت ایک شجاع اور خوشخوار افسر اور بھی تھا۔ جسے اپنے کو اسلام کی سلطنت کی دشوار حالتوں میں آزاد رکھا۔ ابو عبیدہ کا بیٹا تھا۔ جس کو الشقی کہتے ہیں وہ طاغوت کا رہنے والا تھا۔ لیکن اسکا مشہور لقب المختار تھا۔ اس کا پہلا ذکر حضرت امام حسن بن علی کرم اللہ وجہہ کی مختصر خلافت میں پایا گیا۔ کہ وہ اس خاندان کی بھی خواہی میں سرگرم تھا۔ اور اسکا دوسرا ذکر کوفہ میں اسوقت پایا جاتا ہے کہ حضرت مسلم بن عقیل کو اسی نے اپنے گھر میں جگہ دی۔ اور حضرت امام حسینؑ کے واسطے آدمیوں کو فراہم کرنے میں کوشاں رہا۔

جب ابن زیاد کو فرمیں آیا اس سے لوگوں نے المختار کی سازشوں کا حال کہا اور ابن زیاد نے اسکو جواب دہ کیا۔ سخت جواب پانے پر ابن زیاد نے اسکو ایسا مارا کہ ایک ٹکڑا اسکی ضائع ہو گئی۔ تب اسکو قید خانہ میں بھیجا۔ جہاں وہ تا شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کے گرفتار رہا۔ اسکی رہائی کی بہ نسبت لوگوں نے یزید بن معاویہ سے کوشش کی۔ جسے اسکی رہائی کا حکم دیا۔ ابن زیاد نے اسکو رہا کیا۔ اور ایک نوٹس دی کہ اگر وہ تین روز کے اندر اسکی حکومت سے خارج نہ ہو جائے گا۔ تو وہ ہلاک کیا جائے گا۔ المختار دھمکی دیتا ہوا روانہ ہوا۔ اور جب اسکے کسی ایک ساتھی نے پوچھا کہ یہ تمہاری آنکھ کیونکر ضائع ہوئی اُس نے کہا کہ اسی قحط کے بیٹے کی حرکت ہے یعنی ابن زیاد کی۔ پھر اللہ کی لعنت ہو اگر ہم اسکے بدلے اسکو ہلاک نہ کر ڈالیں۔ اب انتقام حسینؑ کا اسکو پورا خیال ہوا۔ اور کہنے لگا کہ اللہ

ہمکو ذلیل کرے اگر ہم اس قدر آدمی اس انتقام میں نہ ہلاک کریں جتنے لوگ یحییٰ ابن زکریا کے خون کے بدلے ہلاک کیے گئے۔

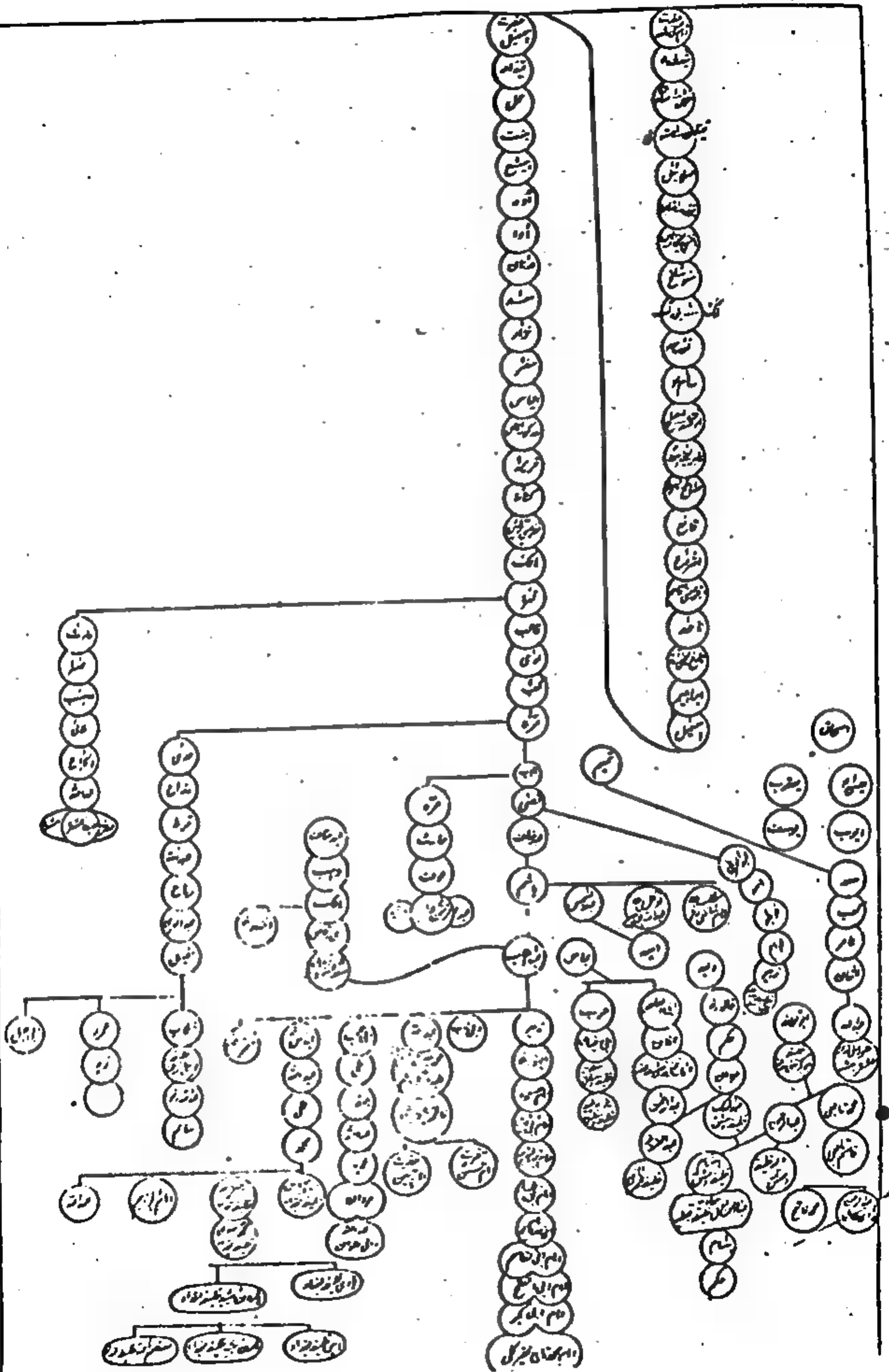
اب المختار ابن زبیر کے سامنے حاضر ہوا۔ جواب بھی تخت نشین ہوئے تھے لیکن اُس نے بیعت کرنے سے اُس وقت تک انکار کیا کہ ابن زبیر انتقام حسینؑ کا قصد نہ کریں۔ اس نے یہ بھی کہا کہ۔ ابن زبیر کے امورات اُس وقت تک فروغ پذیر نہ ہونگے۔ جب تک ہم اُنکے لشکر کے سردار نہ ہوں۔ اور انتقام حسینؑ نہ لیا جائے۔ المختار اس مقدس شہر یعنی مکہ کے محاصرہ میں دلیری سے لڑا۔ لیکن جب بسبب بڑے یزید کے محاصرہ اٹھا لیا گیا۔ اُس نے خلیفہ وقت کو اپنی طرف سے سرد مہر پایا اس لیے اُس نے اُنکو چھوڑا۔ اور کوفہ کی راہ لی۔ اور جس قدر مسجدین راہ میں ملین۔ سب میں انتقام حسینؑ کا جوش ڈالا اور اپنے کو منتقم ظاہر کیا۔

کوفہ پہنچ کر اس نے دیکھا کہ میرا عمدہ منتقمی کا دوسرے نے لیا۔ یعنی سلیمانؑ نے کہ اپنے مختصر لشکر کے ساتھ روانگی کے قریب تھے۔ شیعیمان علیؑ کو طلب کر کے اسے محمد بن علیؑ و محمد حنفیہؑ کی طرف سے جہاں خط و کھائے۔ وہ حضرت امام حسینؑ علیہ السلام کے سوتیلے بھائی تھے۔ اور اس ذریعے المختار نے اعتبار حاصل کیا۔ اور تب سلیمانؑ کی شکایت کی۔ اسی وجہ سے اُنکے لشکر کی تعداد کم رہ گئی جس وقت المختار اس کام میں مصروف تھا کہ اس پر بغاوت کا جرم قائم کیا گیا۔ اور پھر اسی قید خانہ میں قید بند ہوا۔ جس میں ابن زیاد نے قید کیا تھا۔ اپنے قید کے زمانہ میں اس نے شیعیمان علیؑ سے مراسلات رکھا۔ مروان کے مرنے پر وہ قید سے رہا ہوا اور اپنے بڑی شیعیمان علیؑ کا سردار پایا جنھوں نے اس سے بیعت بھی کی۔ اور اسکو خلیفہ وقت قرار دیا۔ اور عہد کیا کہ موافق قرآن اور حدیث کے حکومت کرے گا اور شیعیمانؑ کی طرف سے ہدائے گاہین سے فرقہ شیعہ کی بنیاد ہوئی۔

المختار نے انتقام کے کام کو بخوشی قبول کیا۔ اور اپنا لقب منتقم رکھا۔ پہلا شخص جس سے اس نے بدلہ لیا۔ شمر تھا۔ جسے بوجہ قتل حسین کے اپنے کو ممتاز کیا تھا۔ اس پر المختار کامیاب ہوا اور اسکو مار ڈالا۔ دوسرا شخص خولی تھا جسے حضرت امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک جدا کیا تھا۔ اسکو المختار نے اُسکے گھر میں گرفتار کیا اور اسکو جلا ڈالا۔ اس کا تیسرا مغلوب عمرو بن سعد تھا کہ اس اشکر کا سردار تھا جسے حضرت امام حسین علیہ السلام کا محاصرہ کیا تھا۔ اسکو اور اسکے دونوں بیٹوں کو المختار نے مار ڈالا۔ اور اس کا سر محمد بن علیؑ پر اور امام حسینؑ کے پاس بھیجا تب اسے عادی بن حاتم سے بدلہ لیا جس نے حضرت کی لاش مبارک سے بے ادبی کی تھی اسکو شعیب بن علیؑ کے حوالہ کیا جنھوں نے اسکو باندھا اور اسقدر تیرا سپر مارے کہ اسکا بدن مثل سیاہی کے ہو گیا اس طرح المختار نے ڈھونڈ ڈھونڈ کر قاتلان حسینؑ کو قتل کیا۔

عادی بن حاتم کا بدلہ

شعیب بن علیؑ کی مدد سے اسے کوفہ پر حکومت کی بلکہ تمام بابلستان پر قائم کر دی۔ لیکن اسکو معلوم تھا کہ یہ عہدہ اسکا عارضی تھا۔ کیونکہ ایک طرف سے شام کا لشکر جس کو عبد الملک نے روانہ کیا اسکے خلاف بن جلاء اور دوسری طرف سے حضرت مصعب خلیفہ ابن زبیر کے بھائی بصرہ سے روانہ ہوئے تب اسے مکر کیا کہ اسکا اختیار باقی رہے۔ اور انتقام لیا کہ اسے ابن زبیر سے صلح کا پیغام کیا۔ کہ ہم اپنے لشکر کے ساتھ تم سے آتے ہیں۔ خلیفہ وقت نے اسکی صداقت پر شک کیا۔ اور اس کا ثبوت طلب کیا اور نکھا کہ ایک لشکر عبد الملک کے مقابلہ کو بھیجو۔ المختار نے فوراً ہی تین ہزار آدمی کا لشکر زیر سالاری شمر حبیل مدینہ کی طرف روانہ کیا۔ ابن زبیر کہ ہنوز مشتبہ تھے ایک چالاک اور ہوشیار آدمی کو جن کا نام عباسؑ۔ ابن سہیل تھا کچھ لشکر کے ساتھ اس سے ملنے کو روانہ کیا اور ان سے کہا کہ اگر فریب ظاہر ہو تو اسے موافق کار بند ہونا انھوں نے یہ دیکھ کر شمر حبیل کے لشکر میں



رسد کا تھا ہو۔ بہت سی بھڑی فوج کی اور بھوکوں میں تقسیم کیا۔ اسکے باعث سے اس
 لشکر میں انتشار آگیا۔ کوئی پکالے لگا اور کوئی جڑاؤن کی فکر میں ہوا۔ اور کوئی لکھنے لگا
 اس غیر محفوظ وقت میں عباس اپنے لشکر سے ان پر آپڑے اور شہر حبیل اور اسکے
 چار سو آدمیوں کو مار ڈالا۔ لیکن بقیہ کو پناہ دی اور اپنے لشکر میں بھرتی کیا۔
 المختار نے دیکھا کہ ہماری کارروائی پر ابن زبیر نے شک کیا اسلئے ایک خط خانگی
 طور پر محمد بن علی کو جنکو ابن زبیر نے مکہ میں رہنے کی اجازت دی تھی۔ اور جو
 گوشہ نشین تھے کچھ اگر آپ ہتھیار بند ہو جائے تو ہم قوی لشکر کے ساتھ آپ کی مدد کو آئیں
 محمد بن علی نے زبانی کہلا بھیجا کہ ہم تمہاری خیر خواہی کے شکر گزار ہوئے۔ لیکن ہم
 ہتھیار اٹھانا منظور نہیں۔ ہمنے اپنے موافقہ کو اللہ پر چھوڑا جب قاصد چلنے لگا تو اس
 سے کہا کہ المختار سے کہنا کہ اللہ سے ڈرے اور خونریزی سے احتیاط کرے
 اس رسل و رسائل کی خبر ابن زبیر کو ملی اور وہ محمد بن علی سے بدگمان ہوئے
 شیعیان علی کہ انتقام حسین کے خواستگار ہوئے دونوں ابن زبیر اور عبد الملک
 سے کسی کو خلیفہ وقت نہیں مانتے تھے اور کعبہ کا حج کرنے کا مجاز تھے اور جب مکہ آئے
 تھے تو محمد بن علی کی اور ان کے خاندان کی تعظیم کیا کرتے تھے اس سبب سے
 المختار کے میغامات آپ کے پاس آتے تھے ابن زبیر نے بناوٹ سے مشتبہ ہو کر
 محمد حنفیہ اور ان کے متعلقان کو مع سترہ سردار کے صاحبان کو فہ کے نظربند و مزمر
 کے قریب رکھا۔ اور سرداران کو فہ کو ڈرایا کہ اگر بیعت نہ کرو گے تو قتل ہو گے۔
 اس قید خانہ سے ان لوگوں نے المختار کے پاس خط لکھ کر اپنی خطرناک
 حالت سے اطلاع دی انہی شیعوں کو فہ میں فراہم کیا۔ اور خط پڑھا۔ اس نے کہا کہ یہ
 خط محمد بن علی کے پاس سے آیا ہے خود وہ بھی اور بھی اچھے اچھے لوگ خاندان
 نبوی سے مثل بھڑکے قید بند کیے گئے اور قتل کے واسطے تم ان کو چھوڑ دو گے جیسا

تھے امام حسین علیہ السلام کے ساتھ کیا اور انکو شہید ہونے دیا۔
 المختار کی استدعا پوری ہوئی اور شیعہ مکہ جانے کو تیار ہو گئے۔ المختار نے ساڑھے
 سات سو آدمی دلیر اور عمدہ سوار سخت لڑنے والے خوب ہتھیار بند تیز روچن لیے اور
 ان کو چھوٹی چھوٹی ٹھفون میں آراستہ کیا۔ کہ ایک دوسرے کے بعد چلیں اور
 دیر دیر میں مثل سمندر کے حلقوں کے پہونچیں۔ پہلی صف میں ڈیڑھ سو آدمی تھے
 اور ان کا سردار ابو عبد اللہ الحجد ولی تھا۔ وہ پہلے چلا۔ اسکے پیچھے دوسرا تھے
 فاسلہ پر کہ نظر سے نہ معلوم ہو۔ لیکن بھون نے گھوڑوں کو میردی کیونکہ وقت تنگ
 تھا اور ابو عبد اللہ مکہ میں پہلے داخل ہوا۔ اسکے مختصر لشکر سے کچھ ڈر نہوا سوہ چادریں
 تک پہونچا اور انتقام حسینؑ کہتے ہوئے محافظین کو پسا کیا اور قید خانے کو۔
 کھول دیا اور محمد بن علیؑ اور ان کے ساتھیوں کو رہا کیا۔ ہنگامہ ہونے سے خلیفہ
 وقت اور محافظین آئے ابو عبد اللہ ان سے لڑنا لیکن محمد بن علیؑ نے دست اندازی
 کی اور کہا کہ حرم کے اندر لڑنا ممنوع ہے۔ خلیفہ وقت نے دیکھا کہ بے بعد دیگرے لشکر
 آتا گیا اور جو آیا اسے اللہ اکبر بگایا اور انتقام حسینؑ چلایا اس واقعہ سے خلیفہ
 وقت کے ہوش اڑ گئے ان کو محمد بن علیؑ کے ہر دل عزیز ہونے کا حال معلوم
 تھا اور بغاوت کا خوف ہوا۔ المختار نے اسی وقت خلیفہ وقت کو قتل کرنا چاہا لیکن
 محمد بن علیؑ نے ہاتھ پکڑ لیا اور معاملہ صلح کے ساتھ طے ہو گیا ابن زبیرؓ کچھ
 حدیث نہ پہونچا۔ محمد بن علیؑ نے نہ کثیر کہ مختار نے بھیجا تھا اپنے دوستوں اور ساتھیوں
 میں تقسیم کیا اور تب بغاوت تمام مکہ سے روانہ ہوئے۔

المختار کو اب اپنی حفاظت کی فکر ہوئی اس کا پرانا دشمن ابن زیاد امیر کوفہ کے
 لشکر کے ساتھ علیہ الملک کی طرف سے اس پر قبضہ کرنے کو آ رہا تھا اور اپنے
 لشکر سے تین رند کا لٹ کا وعدہ کیا تھا۔ المختار نے اہل شہر کو طلب کیا اور

اپنے قدیم حاکم ظالم اور قاتل حسینؑ سے بدلہ لینے کے لئے کہا ایک لشکر سرداری امیر اکرم بن اشتر حملہ آور ہوا۔ اس محاربہ میں ایک تابوت چادر سے ڈھکا ہوا خیر پزیر رکھ ساتھ کیا گیا۔ تاہل لشکر کو اسے دیکھ کر جرات ہووے اور لڑائی میں اس تابوت کے ساتھ یہ دعا کی جاتی تھی۔ اے اللہ ہم کو اپنی اطاعت میں رکھ اور ضرورت کے وقت مدد کر۔ اس پر سب آمین کہتے تھے۔ ابراہیمؑ کے لشکر نے ابن زیاد کے لشکر سے کچھ فاصلہ پر شہر کوفہ سے مقابلہ کیا وہ گھس پڑے اور نہ ہی جوش کے ساتھ انتقام حسینؑ کہتے رہے جس سے ابن زیاد کے دل پر چوٹ آئی۔ لڑائی پتہ دار خونی تھی۔ شامی لشکر کو اگرچہ تعداد میں بہت زیادہ تھا پوری شکست ہوئی۔ ابن زیاد بہادری سے لڑ کر مارا گیا۔ اور اس کا بقیہ شکر بھاگا۔ اور مارا گیا۔ یہ کامیابی تابوت سے کہی جاتی ہے جسکو مابعد میں بت پرستی سمجھا گیا اور تعزیر داری کی اصل بھی یہیں سے معلوم ہوتی ہے۔

ابراہیمؑ نے ابن زیاد کی لاش جلوادی۔ اور اسکا سر المختار کے پاس بھجا۔ المختار اسکو دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ اور اپنی اذیت یاد کر کے اسکو بھر کاٹا۔ مورخ ابوالفدا کا قول ہے کہ اللہ نے شہادت حسینؑ کا بدلہ ابن زیاد سے لیا۔ المختار کی کامیابی عرصہ قلیل کے واسطے تھی۔ اسے تلون طبع آدمیوں پر حکومت کی اور سختی کی۔ اسے جسکو امام حسینؑ کا طرفدار نہ دیکھا سار ڈالا۔ اور اسپر بھی الزام ہی کہ فلا موان کو سرداروں سے باغی کرایا۔ اسے برخلاف میں ایک اجماع ہوا اور حضرت مصعبؓ کو کہ خلیفہ ابن زبیر کے بھائی تھے۔ اور انکی جانب سے بصرہ میں حاکم تھے بلایا۔ یہ خبر شیب کی معرفت بصرہ میں بھی گئی اور وہ یا خدا یا خدا مند کر کستا ہوا شہر میں داخل ہوا۔ اسے امر اسے کوفہ کی طرف سے خط دیا۔ حضرت مصعبؓ نے مطالبہ کیا کہ حاکم فارس تمہارا لشکر کے ساتھ آوے اور اسے آئے ہو

دونوں لشکر کے ساتھ المختار پر حملہ آور ہون المختار نے محاصرہ میں آنا پسند نہ کیا اسے میدان جنگ اختیار کیا۔ اور اپنے شہر کوفہ کے زبردلوں اور مقابلہ کیا۔ سخت خونریز لڑائی ہوئی۔ اور تابوت کا اثر کوفیوں پر ہوا۔ لیکن المختار سے اسکے ظلم کے باعث پہلے لوگ بھی متفرق تھے۔ اسکے لشکر کو شکست ہوئی تب وہ کوفہ کے قلعہ میں قلعہ بند ہوا۔ اور دلیری اور ہنرمندی سے اسکو سنبھالے رہا۔ یہاں تک کہ اسکو زخم لگا اور مر گیا قلعہ کے لشکر نے اپنے سالار لشکر کو مردہ دیکھ کر اطاعت کر لی لیکن کل قریب سات ہزار آدمی کے مارے گئے۔

اس طرح المختار ابن ابوعبیدہ ثقفی اپنی ترٹھ برس کی عمر میں مارا گیا اور نین خلیفوں کے لشکر کو شکست دی۔ اور صرف اپنے تلوار کی قوت سے بابلستان کا حاکم ہوا۔ اسے اپنے دشمن کو کبھی معاف نہ کیا۔ اور انتقام حسین بن یحیٰ ہزار آدمی مار ڈالا۔ الحق کہ وہ منتقم کے لقب کا سزاوار تھا۔

فصل چوتھی

المختار کی شکست سے تمام بابلستان مع اپنے دارالسلطنت کوفہ کے حضرت مصعب بن زبیر کے قبضہ میں آگیا یہ حضرت سکینہ بنت امام حسین کے شوکر تھے۔ حضرت مصعب کو خلق کے راضی رکھنے کا خوب ڈھنگ تھا۔ انکی عمر شباب پر تھی۔ چھتیس برس کی عمر تھی خوبصورت صاحب اخلاق پسندیدہ تھے۔ مترجم اور نہایت شجاع تھے اگرچہ لڑائیوں میں کمزور تھے قبل عبد الملک کے بادشاہ ہونے کے وہ اسکے بڑے دوست تھے۔ لیکن ابن زبیر غلبہ وقت کے بھائی ہونے سے اب عبد الملک کو سخت عداوت ہوئی۔ اور انکو بڑا دشمن جانی سمجھنے لگا جب ابن زیاد کی شکست کا حال معلوم ہوا۔ دوسرے بہت بڑا لشکر جمع بابلستان کے لیے آمادہ کیا۔

خود لشکر کے ساتھ چلا اور دمشق کی حکومت اپنے چیرے بھائی عمرو بن سعد کو دی۔
 اسے بسبب اسکی جنگی ہنرمندی کے ایسا کیا تھا۔ اگرچہ دونوں میں دلی عدوت
 تھی اور اسکی وجہ یہ تھی کہ بچپن میں جب کھانے کو دیا جاتا تھا۔ تو جیسا لڑکے کی بیشی
 کے واسطے لڑتے ہیں۔ یہ بھی آپس میں لڑتے۔ اور اس لڑائی کا اثر شباب تک
 رہا۔ اور جوانی میں ایک دوسرے کے جانی دشمن ہو گئے لیکن عبدالملک
 کی جانشینی سے عمرو سعد کا دل ٹوٹ گیا۔ چونکہ اسکے چچا۔ مروان نے بسبب
 اسکی نخبائی مصر کے اسکو جانشین کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ ایسے جیسے ہی عبدالملک
 نے اسکو شہر و مشرق کی حکومت پر چھوڑا کہ تمام ملک شام کی بادشاہت کا فخر مثل
 حارث مستحق کے کرنے لگا۔ عبدالملک کو اس غصب کا حال راد میں معلوم ہوا اور وہ فوراً
 ہی واپس آیا۔ ایک سخت خونریز لڑائی چیرے بھائیوں میں دمشق کی گلی میں واقع
 ہوئی۔ عورتیں درمیان میں ہوئیں اور خونریزی سے باز رکھا یہاں تک کہ دونوں میں
 صلح کا اقرار نامہ ہوا۔ اور دونوں شخصوں نے دستخط کیے۔ لیکن عبدالملک نے
 بد عہدی کی۔ اور فریب کر کے اسکا سر کاٹ ڈالا۔ اور جنھوں نے اسکی مدد کی تھی۔
 سب کو ہلاک کیا۔ اور اسکے خاندان کو جلا وطن کر ڈالا۔

جب عمرو سعد کی زوجہ جلا وطن ہونے لگی۔ اس سے عبدالملک نے وہ
 عہد نامہ جس پر دستخط تھا۔ واپس مانگا۔ اس نے جواب دیا کہ اسکو ہنسنے اپنے کفن میں
 پیٹ رکھا ہے کہ یوم حساب کے دن پیش کریں گے۔

عبدالملک نے بابلستان کی راہ بھرا اختیار کی۔ اسنے آدمی بھیجے تھے کہ کوفہ
 کے سرداروں کو جمع دیجائے۔ ان میں سے ابراہیم بن اشتر بھی تھے جن کو عبدالملک
 نے لکھا تھا کہ اگر تم میرا ساتھ دو گے تو ہم تم کو حاکم۔ بابلستان بنادیں گے انھوں نے
 اس خط کو حضرت مصعبؓ کو دکھلایا کہ ایسے خطوط اور لوگوں کے پاس بھی

آئے ہونگے ایسے مناسب ہے کہ جہان شک بغاوت کا ہو۔ تاوار سے فوراً انسداد کیجئے۔ لیکن حضرت مصعب مصعب اور مترحم مزاج تھے ایسے انھوں نے کہا کہ ہم مجھ پر شک پر خوریزی نہ کریں گے۔ واقعات آئندہ سے معلوم ہو گا کہ ابراہیم بن اسحاق اہل کوفہ کی تلون مزاجی اسے واقف تھے۔

ایک لڑائی ریکستان کے کنارے پلٹاڑا کے نزدیک ہوئی ابراہیم نے اپنے سواروں سے حملہ کیا اور شام کے صفوں توڑ ڈالے عبدالملک امدادی لشکر سے آہو نجا۔ اور شکستہ صفوں کو درست کر کے حملہ آور ہوا۔ دوسرے حملہ میں۔ ابراہیم مارا گیا۔ اور کوفیوں کا فریب ظاہر ہو گیا۔ حضرت مصعب کے سالار رسالہ نے حملہ کیا۔ اور عبدالملک کے خیمہ کی طناب کاٹ ڈالی۔ لیکن دوسرے کوفی افسروں نے انکار کیا۔ حضرت مصعب نے ابراہیم کو پکارا۔ لیکن اُن کو مردہ پا کر روئے کہ افسوس ابراہیم نہ رہا۔ حضرت مصعب نے اپنے بیٹے عیسیٰ کی طرف پھر کر اگرچہ وہ ہنوز نابالغ تھا۔ لیکن اپنے باپ کے ہمراہ بڑی شجاعت سے لڑا تھا کہا کہ اے میرے بیٹے اپنے چچا عبداللہ بن زبیر کے پاس جا اور میرا حال اور اہل عراق کی دعا بازی کا واقعہ بیان کر عیسیٰ نے جن میں بمثل شجاعت اپنے خاندان زبیر کی تھی۔ اپنے باپ کو تنہا چھوڑ کر جانا پسند نہ کیا۔ اس نے کہا کہ ہم لوگ بصرہ کو واپس جا دیں جہاں ہمارے دوست اب بھی ہونگے۔ اور تب وہاں سے چلین حضرت مصعب نے کہا کہ نہیں! زبیر بیٹے ہم کو بکراؤں قریش کو مغلوب سوار کھلا کر نچوڑ دیا وینگے۔ لڑائی کچھ عرصے کی واسطے ملتوی رہ کر عبدالملک نے حضرت مصعب کے پاس انکی پیادہ کا پیغام بھیجا لیکن انھوں نے کہا کہ عمر خج کریش یا ہلاک ہوئے۔ لڑائی اب ختم ہوئی جتنا لشکر حضرت مصعب کا تھا سب مارا گیا انکا بیٹا عیسیٰ بھی قتل ہوا خود اپنے سر تو ازختم لگے۔ یہاں تک کہ انکا سر کاٹا گیا عروا بن

میں بھی اسی لڑائی میں شہید ہوئے۔ عبدالملک کامیابی کے ساتھ کوفہ میں داخل ہوا۔ اہل کوفہ نے اس کے گرد خوشی سے اجماع کیا۔ اور اس کی بیعت کی اور اس نے اپنے کو بالستان اور عراق مجسمہ پر قابض پایا۔ اسے بہت روپیہ تالیف کیواسطے تقسیم کیا۔ اور بڑی دعوت قلعہ میں آئی۔

جب اہل دعوت مصروف کھانے میں تھے عبدالملک کے ذہن میں آیا کہ انسانی غمناش عارضی ہوتی ہے۔ اسے کہا کہ افسوس ہے کتنے ہی غمناش کے ساتھ ہم رہیں۔ لیکن ہمارا رہنا مثل سایہ کے ہے۔ جب دعوت کا جمع برخاست ہو گیا۔ تب بھی اس کے دل پر اثر رہا۔ اور ایک بوڑھے آدمی سے جس کا بال سفید تھا بہ نسبت قدامت کے پوچھا رہا۔ اور جواب پاتا رہا۔

عبدالملک نے کہا کہ افسوس ہر چیز جدید و نوزا کمنہ ہو جاتی ہے۔ اور جو شخص ہے اس کے بہ نسبت کہا جائے گا۔ کہ وہ تھا یہ ایک شاعر کا نظم تھا کہ اس نے پڑھا۔ جو وقت اس گفتگو میں تھا کہ حضرت مصعب کا سر اس کے سامنے لایا گیا جو شخص لایا اس کو ایک ہزار دینار شرفی ملی۔ لیکن اسے العام لینے سے انکار کیا اور کہا کہ ہم نے بسبب ذاتی خصومت کے ایسا کیا ہے۔

اس غریب نے تعجب واقعات جانشینی کے بیان کیے اسے کہا کہ میرا بن شتر برس کا ہوا۔ اور میں نے کئی خاندان دیکھے۔ اسی قلعہ میں امام حسین کا سر ابن زیاد کے سامنے لایا گیا تب ابن زیاد کا سر المختار کے سامنے پیش ہوا تب المختار کا سر حضرت مصعب کے پاس آیا اب مصعب کا سر مختار کے سامنے لایا گیا۔ وہ اس فسانے سے بدگمان ہوا اور ڈر کہ اس سے یہ مطلب ہے کہ اسی قلعہ میں میرا سر دوسرے کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ اس لیے اس نے اس قلعہ کو گروا دیا۔

عبدالملک نے اپنے بھائی بشیر ابن مروان کو بابلستان کی حکومت پر نصب کیا۔ جو ست کم سن تھا۔ اس لئے ایک پیرائے شخص کو جس کا نام موسیٰ بن نصیر تھا۔ وزیر اور اسکا مشیر مقرر کیا۔ اور وہ خاندان مروانیہ کا عرصہ سے بڑا معتمد علیہ اور خیر خواہ تھا جب اسکا باپ مقدر با تھا۔ ایسا کہا جاتا ہے کہ نصیر عبدالغفر بن مروان کا آزاد غلام تھا۔ اور اس نے اسکو عمدہ عالیہ پر نصب کیا تھا۔ اسقدر عبدالملک کا اعتبار موسیٰ پر تھا کہ اس نے کل جنگی اختیارات موسیٰ کو دیے اور کہا کہ اسکی جوابدہی تمہارے سر ہے بشیر جب حکومت پر بیٹھا اس نے اپنی مہر موسیٰ کے حوالہ کی اور کل انتظام مملکت اسکے سپرد کیا۔ یہ موسیٰ آخرش بڑا نیک نام ہوا عبدالملک نے خالد بن عبداللہ بن زیاد کو بصرہ کا حاکم مقرر کیا۔ اور خود دمشق کو واپس آیا صوبہ بابلستان میں آخرش امن نہ رہا۔ اسوقت ایک قوی قوم سلمانوں کی فارس میں تھی جنکو معزنی ارزقی کہتے ہیں۔ یہ قوم اپنے بانی کے نام سے نامزد ہوئی اس کو ابن ارزق کہتے تھے۔ وہ حکومت کے منکر تھے اور بغاوت کے شائق مصعب کے زمانہ حکومت میں انھوں نے بغاوت سے بڑی تکلیف پہونچائی تھی اور طرح طرح کے تشدد کئے تھے ان کی نگرانی مہلب کے علاقہ میں کہ مصعب کے نائب تھے کیلگی تھی۔ یہ شخص لائق سرداروں میں اس زمانے کے تھا۔ اور انکو بغاوت کی فرصت نہ دیتا تھا۔ جسوقت مصعب اور عبدالملک سے لڑائی ہوئی مہلب قاصد پر تھا جیسے ہی اسکو مصعب کے شکست کا حال معلوم ہوا وہ اپنی حکومت عراق سے بصرہ میں عبدالملک کی اطاعت کیواسطے آیا خالد بن عبداللہ بن بصرہ نے اسکی خدمت قبول کی۔ لیکن اس کو بصرہ کی حکومت سے برطرف کر کے مالکذاری کا تحصیلدار بنایا۔ اور اس ملک کی حکومت اپنے بھائی عبدالغفر بن بصرہ کی اس تبدیلی کا نتیجہ ہوا۔ قوم ارزقی نے پھر بغاوت کی اور جب انھوں نے سنا کہ

مہلب حکومت سے برطرف ہوا۔ تو وہ بڑے زور شور سے عراق میں آپہنچے
عبدالغفریز سے مقابلہ کیا۔ لیکن چونکہ وہ بگڑے کارہنہ والا تھا۔ دشمنوں کا حال نہیں
جانتا تھا۔ اسکو پوری شکست ہوئی۔ اور اسکی جوڑو گرفتار ہو گئی۔ قید کرنے والوں نے
سمجھا کہ اسکا زور غلصانہ بہت ہوگا لیکن ایک نے یہ خیال کر کے کہ اس کے محسن سے
اپس میں اختلاف نہ پڑ جائے اسکو مار ڈالا۔

عبدالملک کو جب یہ حال معلوم ہوا۔ اسنے خالد امیر بصرہ کو علامت کی کہ
تمنے مہلب کو کہ تجربہ کار اور بہادر شخص تھا۔ کیون برخواست کر کے ایک معمولی عرب
کو حاکم مقرر کیا۔ مناسب ہی کہ مہلب کو پھر حکومت پر نصب کر دوں بشر کو لکھا کہ پھر
دو دو۔ ایک مرتبہ پھر مہلب نے قابلیت دکھائی۔ اور قوم ازرقی کو شکست ہو
کے قریب ایک سخت لڑائی میں دی اسنے انکو دم نہ لینے دیا۔ اور ان کا تعاقب ہوا
تک کیا۔ اور کامیابی کے ساتھ پھر آیا۔

ان سب خانہ جنگیوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کا بیرونی عرب کم ہو گیا اور قیصر روم نے کئی
مرتبہ شام پر حملہ کیا۔ لیکن عبدالملک نے اپنے کو اندرونی دشمنوں سے گھرا ہوا
پاکر صلح مزید کی اور پچاس ہزار روپیہ سالانہ اور اضافہ کیا۔

فصل پانچویں

سلطان عبدالملک اپنے حال کی کامیابیوں سے مشرقی اسلام کے ممالک کا بادشاہ
ہو گیا۔ اور انہی حفاظت کے واسطے حبشی قیصر سے ذلت کے ساتھ صلح کر لی۔
اب اس کا قصد ہوا کہ ابن زبیر کو حجاز میں بھی رہنے نہ دین اور ان پر مکہ میں
حملہ آور ہوں۔ اور تمام ملک سلامیہ کے تھا بادشاہ ہو جائیں۔

اس معرکہ کا علاقہ حجاج بن یوسف کو دیا گیا۔ یہ لائق افسردہ ہیں اور نہایت
فصیح البیان تھا۔ اسنے خواب دیکھا تھا کہ ابن زبیر اس کے ہاتھ سے مارے گئے

دو ہزار آدمیوں سے دمشق سے روانہ ہوا۔ اور پانچ ہزار آدمی اور بھی طارق ابن زیاد کے تحت میں اس کے ساتھ ہوئے۔ سلطان عبدالملک نے یہ بھی اشتہار دیا کہ جو مذہب زبیر کے ساتھیوں سے اور اہل شہر سے میری اطاعت میں درآویں گے انکو حجاج پناہ دیگا۔ اور اپنے لشکر میں بھرتی کرے گا۔

حضرت ابن زبیرؓ نے کچھ سوار دشمن کے روکنے کے واسطے روانہ کیے۔ لیکن وہ پسپا کیے گئے اور حجاج آسانی کے ساتھ مکہ کے سامنے آپہنچا اس نے پہلا خطیر کے ذریعہ سے شہر کے اندر بھینکا جس میں شہر کے باشندوں کو ہدایت تھی۔ کہ ہم ابن زبیر کے ظلم سے تم کو رہا کرنے آئے ہیں اور اگر تم عبداللہ ابن زبیر کو مجبور کر جسے املو گے۔ تو ہم مکہ پناہ دینگے۔ اور وہ اپنے خلیفہ کے لقب کے ساتھ مکہ میں مقرب دفن ہوئے۔

اب شہر مکہ پر حملہ ہوا۔ انجن کے ذریعہ سے دیوار میں سوراخ کیا گیا۔ اور شعلے بھینکے گئے۔ جن سے آگ لگ گئی سخت بجلی کی کڑک سے طعہ اور ٹھہر گئے انھوں نے کہا کہ اس شہر مقدس پر حملہ کرنے سے قہرائی معلوم ہوتا ہے حجاج نے ان کو اس شک سے باہر کیا۔ اور خود پتھر بھینک کر اہل شہر کو منتشر دی۔ دوسرے روز اس سے بھی زیادہ بجلی لگی جس سے اہل شہر کو نقصان پہنچا۔ اس پر حجاج نے کہا۔ دیکھو جیسا بجلی کا اثر چہرے پر دیا تمھارے دشمن پر بھی ہے مھوورین نے ولیری سے مقابلہ کیا۔ اور ہر حملہ کو پسپا کیا ابن زبیر اگرچہ ضعیف اور بوڑھے تھے۔ لیکن انھوں نے اپنے کو لائق بیٹا زبیر کا ثابت کیا ابتدائی محاصرہ میں وہ اکثر خانہ کعبہ میں رہتے تھے۔ اسلئے یہ متبرک جگہ تھی حملہ کا نشانہ ہوا کچھ حصہ اسکا گر دیا گیا۔ اور شعلہ بھینک کر دشمنوں نے اس میں آگ لگا دی اس لئے آپ نے خانہ کعبہ کا رہنا ترک کیا۔ اور اپنے گھر میں رہنے لگے ماسوقت بھی آپ کی والدہ

شیرتھین جن میں مردوں کی شجاعت اور عقل ممتی اگرچہ ان کا سن نوے برس کا تھا۔ آپ حضرت ابراہیم کی بیٹی تھیں۔ اور اپنے کو اس خاندان کے لائق ثابت کیا آپ عبد اللہ بن زبیر کے ساتھ قلعہ کی دیوار تک لگین باور لڑنے والوں کو شاہشی دی۔ اور ضرورت کے وقت مشورہ دینے اور جاسے خطرہ میں حاضر رہتین۔ محاصرہ ممتی کے ساتھ ہونے لگا۔ حضرت ابن زبیر کے لوگ جانی دوست شہید ہوئے۔ اور لوگ بیدل ہو گئے۔ قریب دس ہزار آدمیوں کے دشمن سے جا ملے بلکہ خود عبد اللہ ابن زبیر کے بیٹے حمزہ اور قصب نے باپ کو چھوڑ کر دشمن سے پناہ لی آپ نے اپنی والدہ سے مشورہ لیا اس شکستہ حالت میں کہ ان کے اسباب حرب ختم ہو گئے اور ان کے اپنے لوگ انکو چھوڑ رہے تھے۔ ان کے ماتحت کے افسر نے پناہ ان کے واسطے لی۔ انھوں نے جواب دیا کہ اے میرے بیٹے تم اپنے جی سے انصاف کرو۔ اگر تمکو معلوم ہوتا ہو کہ تم حق بجانب ہو تو قائم رہو تمھارے باپ زبیر نے اسی میں اتقال کیا۔ اور تمھارے دوستوں نے بھی تم اپنا سر زنی اُمیہ کے مقابل میں بیا نہ کرو۔ عزت کے ساتھ مرنا اچھا ہے محقر معزتی کے جینے سے خلیفہ وقت نے اپنی والدہ کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ اور کہا کہ میرا خیال بھی ایسا ہی ہے اور اب تک جو میں نے کیا صرف اللہ کے واسطے کیا۔ اس وقت سے تم اپنے بیٹے کو مردہ سمجھو۔ اور میرا بید غم کرنے سے احتیاط کرنا۔ انھوں نے جواب دیا کہ میرا بھروسہ اللہ پر ہے۔ اور ہمکو تمھاری طرف سے اطمینان ہے۔ اے میرے بیٹے ہم خواہ تمھارے آگے آویں یا پیچھے۔

جب رخصت کے وقت حضرت عبد اللہ سے ان کی والدہ بغلیہ ہونے لگیں۔ انھوں نے آپ کے بدن میں زندہ دیکھا اور فرمایا کہ اسکو بھی اتار دو کہ تم شہادت کے واسطے آمادہ ہو ابن زبیر نے جواب دیا کہ یزید ہنے آپکی حفاظت کے واسطے پہنچتی تھی

اپنے لیے نہیں۔ اور یہ کہ مرنے کے بعد بے عزتی سے بچیں۔
 آپ نے جواب دیا کہ بھیڑی جب فرع بوچکی تو اسکو کھال اُدھیرنے کی اذیت۔
 نہیں ان باتوں کے ساتھ آپ نے اپنے بیٹے ابن زبیر کو ایک شیشی دی کہ جس میں
 خوشبو مشک تھا کہ جس سے انکو ہمت ہو اور ابن زبیر شہادت کے شوق میں رعبانہ
 ہوے۔ اس آخری حملہ سے خلیفہ وقت کے دشمنوں میں خوف اور تعجب پڑا۔
 ایک مختصر حملہ کے ساتھ آپ نے دیوار کے روزان سے دشمن کو پسپا کیا ان کو گڑھے
 میں بٹھایا اور اپنے ہاتھ سے بحساب آدمی قتل کیے بہت لوگ اپنی جگہ میں جمع ہوئے
 اور ہمارے لڑتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ کے ساتھی سب قتل ہوئے۔ اور تیر ختم ہوئے
 سوائے تلو اور نیزے کے کچھ نہ رہا آپ اب قدم قدم سُرخ اپنا دشمن کی
 طرف کیے پیچھے ہٹتے رہے۔ اور ہر قدم پر دشمن سے لڑتے گئے یہاں تک کہ
 وہ ایک نشیب میں آ پڑے۔ جہاں سے عرف انکے آگے کی جانب سے حملہ ہو سکتا تھا
 یہاں اپنی آخری استقامت آپ نے کی آپ کے مخالف کی جرات نہ پڑی کہ آپ کے
 ہتھیار کی پہنچ تک انسکین سے دور ہی سے انھوں نے تیر پھینکے۔ اور جب یہ بھی ختم ہوئے
 اینٹلہ کھرا۔ پھر پھینکنا شروع کیا۔ ایک پتھر سر میں لگنے سے خون ڈاڑھی
 اور چہرے پر آگیا۔ اور آپ کو غشی طاری ہوئی آپ پر حملہ آوردان نے خوشی کی
 صدا بلند کی تب آپ کو ہوش آیا اور ایک شاعر کا شعر پڑھا جسکا مضمون یہ تھا کہ ہمارے
 زخم کا خون آگے کی طرف گرتا ہے۔ پس پشت نہیں۔ اس کے مطلب یہ تھے کہ ہم مقابلہ
 کرنے میں شہید ہوئے ہیں۔ نہ بھلے گئے ہیں زخمی ہوئے۔ یہاں تک کہ آپ کو کثرت زخم سے ضعف
 آتا گیا۔ اور دشمن نزدیک ہوتے گئے۔ اور آپ کا سر کاٹ ڈالا۔ اس طرح حضرت
 عبداللہ ابن زبیر سلمہ ہجری میں اپنی بہتر برس کی عمر میں بعد نو برس کی پیر شوب
 خلافت کے شہید ہوئے۔ طارق ابن عمار نے ابن زبیر کی

مستقل بہادری کو دیکھ کر کما کسی عورت نے ان سے زیادہ شجاع آدمی نہیں پیدا کیا ہو گا۔
 حجاج نے کہا کہ تم کیونکر ایسے شخص کی بہ نسبت کہ امیر المؤمنین کا دشمن ہو اس قدر
 تعریف کرتے ہو۔ لیکن سلطان عبدالملک تک جب یہ گفتگو ہو چکی۔ بھی طارق کا
 متفق الرا سے ہوا اور کہا کہ جو طارق نے کہا نہایت صحیح ہے جب حضرت عبدالملک
 ابن زبیر کی شہادت کی خبر آپ کی والدہ حضرت اسماء کو ہو چکی۔ انکو جوش آیا
 اور جریان خون ہوا جس سے آپ کا انتقال ہوا۔ حضرت عبداللہ ابن زبیر کے
 بہ نسبت امیر معاویہ صاحب نے فرمایا تھا کہ ان میں شیر کی شجاعت اور لومڑی کی
 ہوشیاری تھی آپ میں کسی قسم کی بُرائی نہ تھی۔ لیکن خرچ آپ کا بڑے
 انتظام سے تھا آپ نے ایک پوشاک کئی برس تک پہنی بعض عرب کہتے تھے
 کہ یہ اول شخص ہیں جن میں شیر کی بہادری اور لومڑی کی ہوشیاری کا جامع تھا۔
 لیکن بیرونی فتوحات سے کل اہل عرب کی بہادری کے چلن میں فرق آگیا تھا آپ
 کی شہرت پر ہیزگاری کے باعث بھی تھی۔ اور نماز میں ایسے عیس ہو جاتے تھے
 اور دیر پا رہتے تھے کہ ایک مرتبہ کبوتروں نے سورت بھلا آپ کے سر مبارک پر
 آشیانہ بنایا۔ حضرت عبداللہ ابن زبیر کی شہادت کے بعد کل اسلام کے
 مالک ایک بادشاہ کے تعریف میں آگئے۔ اور کل عرب سرداروں نے
 عبدالملک کے ماتحت میں رہنا قبول کیا۔ اور اس سے جا ملے۔

باب کیا رحوال

فصل پہلی

جیسے ہی سلطان عبدالملک کے فتوحات چمکیں تھیں۔ اسی قدر اس کا ظم
 اہل مکہ اور مدینہ کے ساتھ تھا۔ وہ خفیف جرم کے لیے سخت سزا دیتا اور بھی

تذکرہ اکرم تاریخ خاندان محمدیہ

صرف خیمہ بچل ہوتا۔ اور اکثر ان کے گلے یزید لیل کرنے کے لئے پیسہ سے چھاپتا اسکا مشہور کام خانہ کعبہ کا پھر سے مرمت کرنا تھا کچھ عرصہ تک اہل مکہ اور مدینہ عبد الملک کا ظلم اٹھایا کیے اور حضرت عبد اللہ بن زبیر کی مہر حکومت کو یاد کر کے افسوس کرتے۔ لیکن احوال ذیل کی طرف اس کے غائب ہونے سے اور اس ملک سے دور پڑ جانے کے باعث لوگ بہت خوش ہوئے۔

اگرچہ۔ عبد الملک بن زبیر کے باعث تمام ممالک اسلام پر حاوی ہو گیا۔ لیکن۔ عبد اللہ بن زبیر کو کہ امیر خراسان تھا۔ اسکی موافقت میں درآنے میں شامل تھا عبد الملک نے اس کے متابعت میں درالے کے واسطے قاصد بھیجا اور لکھا کہ اس صلہ میں سات برس تک ہم تم کو حاکم خراسان رہنے دینگے اس کے ساتھ اس نے حضرت ابن زبیر کا سر بھی بھیجا۔ کہ اگر خلافت ہو گے تو تمہارا سر بھی اسی طرح قتل کیا جائے گا۔ امیر خراسان بوجہ موافقت اور ڈر عبد الملک کے اس حرکت سے ناظر ض ہوا۔ اور سر مبارک کی بڑی تعظیم کی۔ اور اس کو غسل دیا۔ اور کفنا یا۔

بسط کیا۔ اور اس پر نماز جنازہ پڑھی۔ اور ان کے خانہ ان میں دفن کے واسطے مدینہ طیبہ روانہ کیا تب قاصد کو طلب کر کے عبد الملک کا خط چھپا ڈالا۔ اور قاصد سے کہا کہ تمہاری جان صرف قاصد ہونے کی وجہ سے بچی۔

اسی معرکہ کیواسطے حجاج بن یوسف حجاز سے طلب کیا گیا۔ اور خراسان کی طرف بڑے لشکر کے ساتھ روانہ کیا گیا۔

وہ خراسان میں داخل ہوا۔ اور متواتر لڑائیوں میں امیر خراسان کو شکست دی۔ اور اسکو مار ڈالا۔ اور تمام صوبوں کو اطاعت میں درلایا ان کا رگزار یوں کے باعث حجاج بابلستان اور عراق کا حاکم بوجہ انتقال بشیر کے مقرر ہوا کہ ان صوبجات کو پوری طرح اطاعت میں درلائے۔

صوبہ بابلستان اگرچہ سابق میں ملک فارس کا اک جزو تھا۔ لیکن چال چلن میں اس کا پروکار نہ تھا۔ یہ صوبہ بادشاہ کے نائبوں سے حکومت کیا جاتا تھا۔ اور درمیان - فارس اور عرب کے واقعہ اس سبب سے دونوں جگہوں کے باشندوں کو آباد ہو۔ لیکن دونوں جگہوں میں سے کسی کی صفت اس میں نہیں ہے نہ اس میں سادگی اور ایمان داری اہل عرب کی ہے نہ صفائی اور اخلاق اہل فارس کے ہیں ان کے دل میں ہمیشہ اپنے حکام کی طرف سے بغاوت رہتی تھی۔ بڑے شورے پشت تھے اور نیا مذہب قبول کرنے میں بڑے مستعد۔

قبل تسلط اہل اسلام کے جب عراق اور شام کہ ہمسرحہ ہیں فارس کے محکوم تھے۔ ان میں ایک قسم کی مخالفت تھی۔ اب جو اہل اسلام کے دونوں مطیع ہوئے اس وقت بھی وہی اختلاف دونوں میں پھر پیدا ہوا۔

ہر گاہ شام میں امیہ کا طغیان رہا۔ عراق خاندان علی کرم اللہ وجہہ کا جانب دار رہا بعد اٹھے ہو جانے سلطنت اسلام کے عراق میں بچپنی رہی اور ہنوز دل میں بغاوت کی آگ شعلہ زن رہی۔ آگے معلوم ہوگا کہ حجاج نے اس پر آشوب صوبہ کے ساتھ کیا کیا۔

فصل دوسری

حجاج کو معلوم ہوا کہ ہکمو کیے آدمیوں پر حکومت کرنی ہے وہ گھوڑے پر سوار چار ہزار سواروں کے ساتھ کوفہ کی مسجد میں داخل ہوا۔ اور منبر پر چڑھ کر وعظ کیا جس سے ظاہر ہوا کہ وہ کس سختی کے ساتھ حکومت کرے گا۔ وہ ان کی طرف جو کہ قتل عثمان میں لپٹے گئے تھے نہایت سخت تھا۔ اور ایک شخص جس کے ساتھ اس نے سختی کی پڑا نے موسیٰ ابن نصیر تھے جو بشیر متوفی کے وزیر تھے اس نے انکی شکایت کی کہ بیت المال کا روپیہ تلف کیا۔ اور تصرف کیا ہے۔ اور اس شکایت کو عبد الملک نے

میں لیا اتفاقاً و مشق سے اسکے ایک دوست نے اس حال کو لکھا۔ اور خطرے سے مطلع کیا۔ تمھاری برطرفی کا حکم ہو چکا حجاج کے پاس حکم کیا ہے کہ تم کو گرفتار کرے اور تم کو سخت سزا پہنچا دے۔ پس بھاگو۔ بھاگو۔ تمھاری سلامتی تمھارے گھوڑے کی تیزی میں ہے۔ اگر تم اپنے کو عبد العزیز بن مروان کی پناہ میں ڈالو گے تو محفوظ رہو گے۔

موسیٰ گھوڑے پر سوار ہوا۔ اور دمشق میں عبد العزیز کے پاس پہنچا جو مصر کا خزانہ لیکر آیا تھا عبد العزیز نے اس کو پناہ دی اور اپنے ساتھ لیکر عبد الملک کے پاس آیا عبد الملک نے کہا کس طرح تو اپنی فاطمی دکھاتا ہو موسیٰ نے جواب دیا کہ ہم اس کو کیوں چھپا دیں ہم نے اسے امیر المومنین کون مجرم کیا ہے۔ جواب۔ تو نے میری حکم عدولی کی۔ اور کل خزانہ ضائع کیا۔ موسیٰ نے کہا میں ایسا نہیں کیا۔ مثلاً یہاں دار رعایا کے کام کیا ہے۔ میرا کام ہمیشہ سچا اور میرا قصد ہمیشہ پاک ہے۔ عبد الملک نے کہا کہ تم کو اپنی خیانت کا پچاس گونہ دینا چاہیے۔ اس میں موسیٰ کچھ سخت جواب دینے کو تھا لیکن عبد العزیز نے اشارہ کیا۔ تب اس نے کہا کہ اے امیر المومنین اپنی مرضی کی تعمیل ہوگی۔ اس پر پچاس ہزار دینار سرخ جرمانہ ہوا جس کو عبد العزیز نے دیا اور اس کو اپنے ساتھ مصر لے گیا۔

لب یہاں حجاج نے عراق میں کیا بنایا لکھا جاتا ہے۔ جب وہ اپنی سخت حکومت کو فہم پر قائم کر چکا وہ بصرہ کی طرف گیا۔ اور وہاں بھی چرب زبانی اور سختی سے کام کیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بغاوت پھیلی۔ جو وہ چاہتا تھا ہوا۔ اس نے میدان جنگ اختیار کیا۔ ہاشمیوں کو شکست دی۔ اور اٹھارہ سرداروں کا سر عبد الملک کے پاس روانہ کیا۔ تب اس نے بصرہ کا انتظام شروع کیا اس نے مابعد میں اپنے دونوں بیٹوں کو ازرقی معز لون کی اسناد کے واسطے بھیجا اور شکست دی اور

اس صوبہ سے ان کو نکال دیا سلسلہ ہجری میں دو خارجیوں شیبہ بنی زید اور
صلح ابن مریم نے عبدالملک کی ہلاکت کے واسطے مشورہ کیا انکی بغاوت
ظاہر ہو گئی۔ لیکن وہ بھاگے اور قصبہ وارسل میں صوبہ مسوطیہ کے پناہ گزین
ہوئے یہاں انھوں نے اپنے ایک سوبیلو ساتھی پیدا کئے ضالح نہایت
فصیح البیان تھا اور اسکی تقریر نہایت شستہ تھی۔ اسکے ساتھیوں اور شیبہ
نے اسکی بڑی تعظیم کی۔ یہاں تک کہ اسکو امیر المؤمنین قرار دیا اسکے ساتھی سب
ہتھیار بند تھے۔ لیکن بلا گھوڑے کے پیادہ پاتھے۔ اسلئے وہ ان کو اطراف کے
مواضعات میں لے گیا۔ جہاں بہت سے گھوڑے ان کے ہاتھ آئے محمد براور
عبدالملک نے کہ صوبہ مسوطیہ کا حاکم تھا جب انکی خبر سنی بہت ہنسنا اور
عادی کو پانچ سو آدمیوں سے اپنے انسداد کے واسطے روانہ کیا عادی کو تامل تھا
اسنے کہا کہ ایک پاگل آدمی پانچ سپاہیوں سے بھی زیادہ خطرناک ہے تب امیر
نے کہا کہ اچھا ایک ہزار سوار اپنے ساتھ لے لو۔ عادی نے انگومیدان میں پایا۔
اور ان کی روزانہ تعداد ایک دو آدمیوں سے بڑھتی گئی۔ عادی کے پہونچنے پر
انھوں نے جنگ کی تیاریاں کیں اور یہ یقین تھا کہ فرشتے مدد کریں گے عادی نے ان
سے گفتگو کی اور انکو سمجھایا لیکن صلح نے اپنی خلافت کا اظہار کر کے انکو اپنی طرف مدعو کیا کہ
اطاعت میں درآؤ گے گفتگو صبح کیٹ ہو چکی عادی کو تامل تھا کہ اتنے گھوڑے آدمیوں پر کہ
راہ بھولے ہوئے ہیں کیا حملہ کریں۔ ظہر کے وقت یہ سب نماز میں مصروف تھے اسوقت
صلح اور اسکے مختصر لشکر اللہ اکبر کہتے ہوئے انپر آپڑے۔ اور عادی مارا گیا اور اسکا
جسم بامال کیا گیا اور اسکا لشکر قتل کیا گیا اور تشوہ اسباب نکا اور تمہیاراں لوگوں کے ہاتھ آئے
اسکے لہذا انکی تعداد بہت برسرگئی حجاج نے پانچ ہزار آدمی ان کی انسداد کیواسطے
بزرگ حکومت حارث المذہبی کے روانہ کیا۔ یہ اچانک میں صلح اور شیبہ پر

کہ صرف نوے آدمیوں سے تھے ایک دیہات میں کہ موصل سے قریب ہے کپڑے
ان لوگوں نے حملہ کیا۔ لیکن صالح مارا گیا اور اسکے میں ساتھی بھی اور شیبیب
مع بقیہ آدمیوں کے قلعہ باغی میں کھڑا رہا اور شکستہ تھا پناہ گزین ہوا کامیابوں نے
قلعہ کے دروازے پر بڑی آگ روشن کی۔ اور منتظر رہے کہ وہ لوگ قلعہ میں
جل میں گئے۔

جب رات ہوئی شیبیب نے کہ بھاگنے کی تاک میں تھا۔ آگ کی روشنی میں۔
دیکھا کہ اکثر محاصرین تھک کر سو رہے تھے۔ تب اُس نے اپنے آدمیوں سے بیعت لی۔
اور اپنا اپنا کپڑا پانی میں بھگو کر جلتے دروازے سے نکلے اور تلوار بے دشمن پر
اُڑے۔ اور چونکہ سب سو رہے تھے سمجھے کہ بہت بڑا لشکر اُڑا۔ انتشار میں بھاگے
اور راہ میں نہ ٹھہرے تھے جب تک موصل نہ پہنچے اور دوسرے پناہ کے
شہروں میں پناہ لی۔ غنیمت کا بہت بڑا سامان اور اسباب ہاتھ آیا اب اس نے
اپنے کو امیر المومنین ظاہر کیا۔ اور اسکے ساتھی اسکے نشان کے نیچے جمع تھے اکثروں
کے ہم ہو جانے سے وہ کوفہ کی طرف چلا۔ اور حجاج کی غیر حاضری سے کہ لبرہ
میں تھا اپنے کو مالک اس جگہ کا بنایا بیان اسکی جو روغزالہ بھی آپہنچی اور شک
نہیں کہ اہل کوفہ اس سے زیادہ راضی بہ نسبت حجاج کے تھے کہ ظالم تھا۔
اسکی بھی حکومت کوفہ پر عارضی تھی حجاج نے شام کے لشکر کی مدد کے ساتھ
کوفہ پر حملہ کیا اس شہر کے قریب کے میدان میں شیبیب چار ہزار آدمیوں سے
مقابل ہوا لیکن ان کو شکست ہوئی اور غزالہ شیبیب کی جو رو کہ میدان جنگ میں
شریک تھی ساری گئی شیبیب اپنے بقیہ لشکر کے ساتھ فرار ہوا اور وہ جگہ کو عبور کیا اور
فارس سے مدد فراہم کر کے عراق کو واپس آیا اسنے ذوجہل الاہواز کے بل پر مقابلہ
کیا لیکن اسکے گھوڑے نے الفت لی اور وہ پانی میں گرادور تہ پانی کی سطح پر وہ

تلمیان ہوا۔ اور ایک مرتبہ بولا کہ اللہ کا حکم بہت درست ہے۔ اور دوسری مرتبہ بولا کہ اللہ کی مشیت پوری ہونی چاہیے۔ اسکے ساتھیوں نے غم کی صدا بلند کی اور بھلا جب دریا میں جال ڈالا گیا۔ اس کی لاش نکلی اس کا سر کاٹ کر حجاج کے پاس بھیجا گیا۔ اور وہاں سے عبد الملک کے پاس پہنچا اسکا کلیجہ بھی نکالا گیا۔ پھر سے زیادہ سخت تھا۔ اسکی بہادری میں کچھ شک نہیں عربی مورخ لکھتے ہیں کہ اسکی موت کا حال بیشن گوئی سے معلوم تھا اسکی بان ایک خوبصورت سی عیسائی لونڈی تھی جسکو یزید ابن نعیم نے اپنے حرم کے لئے خریدا تھا قبل اسکے کہ وہ حرم میں داخل ہو وہ لڑکا جتنی یعنی شبیب کے قبل جنسے اس لڑکے کے اسنے خواب دیکھا کہ ایک انگار سینہ سے نکلا اور رجون کو روشن کرتا ہوا مندر وں میں گرا اور بچھ گیا اسکا اس قدر اسکو اعتبار تھا کہ جب اسکی بان سے لوگوں نے کہا کہ شبیب دروغی میں مارا گیا۔ تو اسنے یقین نہیں کیا۔ اور کہا کہ میرا بیٹا صرف ڈوب کر مرے گا۔ شبیب کے مرنے کے وقت اسکا سن پچاس برس کا تھا حجاج کو ان صوبوں میں ایک مرحلہ اور پیش کیا درمیان اسکے اور اسکے ماتحت افسر کے کہ عبد الرحمن بن محمد نام تھا۔ نزاع تھی۔ اسکی ہلاکت کے لئے یا ایسے دشمن کو نظر سے دور رکھنے کے لئے حجاج نے اسکو ترکستان کی سرحد پر ترکوں سے لڑنے کے لئے روانہ کیا عبد الرحمن میدان جنگ کی طرف چلا اور جب فاصلہ پر پہنچا اور اپنے زیر حکومت قوی لشکر کو دیکھا۔ ایک حیلہ سوچا خواہ انتقام کی نظر سے ہوا بلند جو صلی کے باعث اپنے لشکر سے مخاطب ہو کر اسنے کہا کہ ہماری تعداد دشمن کے مقابل میں بہت کم ہے اس سے حجاج کا مطلب ہے کہ ہملوگ ہلاک ہوں۔ اس گفتگو سے اسکے مطلب کے موافق بات پیدا ہوئی۔ لشکر نے عبد الرحمن کے ساتھ دینے کا عہد کیا۔ اور حجاج سے انتقام لینا چاہا۔ نیز اس کے کہ انکو ٹھنڈا ہونے سے

فدائے لاکھ واپس لے گیا حجاج نے اس قریب کی خبر سنی اور میدان جنگ میں مقابلہ کے واسطے آیا۔ لیکن شکست اٹھائی عبدالرحمن تب بصرہ میں داخل ہوا لوگوں نے اسکو اپنا حامی سمجھ کر مہار کبا دی بلکہ ان لوگوں نے اسکو خلیفہ وقت قرار دیا۔ اس خطاب کو لیکر وہ کوفہ کی جانب بڑھا۔ اور راہ میں حجاج کو عیسر شکست دی اور کوفہ میں داخل ہوا۔ اور کوفیوں نے خوش ہو کر ساتھ دیا کہ ظالم سے خلاص پایا۔ عبدالرحمن اب تمام ملکوں میں کہ لب فرات اور دجلہ تھا۔ خلیفہ وقت مانا گیا۔ اور اسکے ساتھ اب اسقدر آدمی ہوئے کہ اسکے لشکر کی تعداد ایک لاکھ تک پہنچی۔ متواتر شکست سے حجاج کو تجربہ ہوتا گیا۔ پھر اسنے عراق میں شکر فراہم کیا کہ ہنوز عبدالملک کی اطاعت میں تھا اور کچھ لشکر شام سے مدد کے لئے آیا۔ دونوں کے لشکر مقابل میں رہے اور خفیف لڑائی ہوا کی۔ لیکن پوری لڑائی کی جرأت کسی نے نہ کی۔

حجاج کا مطلب تھا کہ اپنی جنگی عمدہ ہنرمندی دکھلا دین اور اس میں وہ کامیاب ہوا۔ کسی طرح حجاج نے عبدالرحمن کو مع بیایع ہزار آدمیوں کے صلہ لشکر سے مجرأ کیا۔ اور اسکو پسپا کیا۔ اور قلعہ بند ہونے پر مجبور کیا۔ جہاں وہ ایسا محصور ہوا کہ اسکو امید نکلنے کی نہ رہی۔ اور بلندی سے کوہ کرنا قبول کیا۔ بہ نسبت اسکے کہ حجاج کے ہاتھ میں گرفتار ہو۔

اس طرح دوسرے خلیفہ کی بھی بغاوت ختم ہوئی عراق کی حفاظت کیواسطے حجاج نے ایک شہر دجلہ پر آباد کیا جسکا نام الواسطہ رکھا۔ اس لیے کہ وہ کوفہ و بصرہ و بغداد و اہواز سے برابر بحاس کوس کے فاصلہ پر تھا۔

حجاج جسکے ذکر کا موقع اب آگے نہ آئیگا برابر امیر عراق رہا یہاں تک کہ ۹۵ھ عربی عمر کے چوبیس برس میں مر گیا اسکے بہ نسبت کہا جاتا ہے کہ اسنے ایک لاکھ بیس ہزار کا

خون کیا علاوہ ان لوگوں کے جو اسکی لڑائی میں مارے گئے اور اپنے مرنے کے وقت
بچاؤ میں ہزار قیدی جیل میں چھوڑ گیا۔ کچھ تعجب نہیں کہ وہ ظالم تھا۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کہ اولیاء سے تھے اور بہترین تابعین سے تھے اور
ابن عباس اور ابن عمر کے شاگرد رشید تھے اور صحرا میں رہا کرتے تھے اور شیر مثل
کتوں کے ان کی درباری کرنا تھا۔ اسی حلاج کے ہاتھ سے بیوہ بسبب شہرت خیر کے
شہید ہوئے۔ اس وقت سے حلاج کے حواس میں فتور آیا سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ
کی شہادت سن کر حد میں ہوئی۔ اپنی موت کی تکلیف میں حلاج نے بیچ کر بلویا اور پوچھا
کہ آج کل کوئی بڑا سردار مر گیا یا نہیں۔ اس نے کہا کہ ایک سردار جسکا نام کلب ہے مرنے کے
قریب ہے حلاج نے کہا یہ میرا ہی نام ہے۔ کیونکہ ملکین میں میری مان اسی نام سے
ہم کو پکارا کرتی تھی۔ حلاج نے کہا کہ تمکو اس پیشین گوئی کا یقین ہے اور جب اس نے کہا کہ
ہم کو یقین ہے تب حلاج نے کہا کہ ہم کو اپنے ساتھ لیتے جاسکے یہ کہہ کر اس نے اس
بیچ کے قتل کا حکم دیا۔ یہ شخص تماشہ کا بہت شائق تھا۔ اور انھیں باتوں میں اسکا بہت
خروج تھا۔ ایک موقع پر ایک عرب نے کہ اسکو نہیں پہچانتا تھا کہ حجاج بڑا ظالم ہے
حجاج نے کہا کہ تم ہم کو جانتے ہو۔ اس عرب نے کہا کہ نہیں۔ حلاج نے کہا کہ ہم ہی۔
حجاج بن اس عرب نے کہا کہ شاید آپ ہی ہوں۔ لیکن آپ جانتے ہیں کہ میں اسی
بیوقوف خاندان زبیر سے ہوں حجاج اس پر ہنسا اور انعام دیا۔
اس کے بعد پھر عراق میں بغاوت نہ ہوئی کوفہ کے تلون مزاج لوگ بھی ملیے ہوئے
ابوالفرح نے لکھا ہے کہ حجاج مرنے کے قریب کچھ لکھاتا تھا۔

فصل تیسری

شہر حری میں اسلام کے مالک میں خانہ جنگی نہ رہی اور بغاوت فرو ہو گئی۔

سب ملک ایک بادشاہ کے تصرف میں آگیا۔ عبدالملک سلطان وقت کی خواہش ہوئی کہ بیرونی فتوحات اسلام کی کہ عرصہ دراز سے موقوف تھی پھر بڑھائی جائے۔ اسکی پہلی کوشش یہ ہوئی کہ اپنے کو خراج گزاری سے قیصر روم کی خلاص کرے۔

امیر معاویہ بن ابی سفیان کے وقت میں خراج گزاری اصل میں تین ہزار دینار سترخ کی تھی اور سائب خراج تین لاکھ پچپن ہزار تک پہنچا تھا۔ اس کے ساتھ تین سو پینسٹھ لونڈیاں اور تین سو پینسٹھ عمدہ گھوڑے عربی دیے جاتے تھے۔ خراج گزاری سے گزر کر عبدالملک نے آئندہ کو کہ اسکا سالار شکر تھا۔ قیصر کے ملک میں غارتگری کے واسطے روانہ کیا۔ اور یہ بسبب ایک بغاوت کے تھا کہ خلافت میں قیصر یونان کے ہوئی۔ آئندہ لوٹ کا اسباب لیکر کامیابی کے ساتھ واپس آیا۔ اسی طرح لزو کا اور بازیم مسلمانوں کے قبضے میں عیسائی سالار جرجیس کے قریب سے آگیا۔

عبدالملک کی خواہش ہوئی کہ مسلمانوں کی فتوحات شمالی افریقہ میں بھی ہو وہاں بھی قیصر کے لوگوں کو مسلمانوں کی خانہ جنگی سے موقع ملا۔ اور سمندر کے کنارے کے ملکوں میں اپنے کو مستحکم کیا۔ زمیراؤن میں جنکو عبدالملک نے باریقہ کی حکومت سپرد کی تھی۔ ایک بغاوت میں مبتلا ہو کر مارے گئے اور انکے بہت ساتھی ہلاک ہوئے۔ اور اسوقت مسلمانوں کی جگہ صرف اندرونی اطراف میں رہ گئی تھی اس لیے شہر ہجری میں عبدالملک نے حسین بن نعمان کو چالیس ہزار آدمیوں سے فتح افریقہ کے واسطے روانہ کیا۔ یہ سردار ایک دم سے شہر کار بھیج کی طرف بڑھے اگرچہ وہ سابق کی طرح پرمایہ اور زرخیز نہ تھا۔ لیکن تاہم اب بھی مستحکم بندرگاہ تھا اور بلند دیواروں سے گھرا تھا۔ اور اس میں بہت سے یونانی

اور دوسرے عیسائی قلعہ کے شکر خجے حسین موافق قدیم عرب کے طریقے کے چلے
 آسکا محاصرہ کیا۔ اور طویل محاصرہ سے اسکو کمزور کیا۔ اور اس پر قلعہ آور ہوئے دیواروں پر
 سیر بھی لگا کر چڑھ گئے اور اپنے کو اسکا مالک بنالیا۔ اکثر باشندے مارے گئے اور
 اکثر صقالیہ اور اسپانیہ میں جلیے۔ دیوار گرا دی گئی۔ شہر لوٹا گیا۔ ادنیٰ سپاہی
 بھی غنیمت سے مالا مال ہو گیا۔ فتوحات کی غنیمتوں میں قیدی عورتوں کا ذکر کہ حسن
 میں بنیئر تھیں خاص کر مذکور ہے۔

مسلمانوں کے فتوحات اس اطراف میں آگے نہ بڑھے۔ ہر گاہ یہ لوگ کار تھج
 کی دیرانگی میں بدست تھے۔ ایک جہازوں کا بیڑ بندر میں نمودار ہوا۔ اس موٹی
 زنجیر کو بندر کی روک تھی کاٹ ڈالا۔ اور بندر میں گھس آیا۔ یہ مرکب لشکر قسطنطنیہ اور
 جزیرہ صقالیہ کا تھا۔ اسپانیہ کی قوم کا تھ کے اور کل لشکر سردار جان کے تحت
 میں تھا کہ بڑا بہادر اور تجربہ کار تھا حسین نے اپنے کو مقابلہ کے قابل نہ سمجھا۔ بقاعدہ
 والیسی اختیار کی۔ اور اپنے لشکر کو مع اسباب غنیمت طرابلس اور قیروان میں
 لایا۔ اور وہاں استحکام کے ساتھ رہ کر سلطان وقت کی مدد کا امیدوار رہا جب کچھ
 عرصہ میں مدد سمندراور خشکی کے ذریعہ سے آگئی حسین نے پھر میدان اختیار
 کیا۔ اور سردار جان سے قریب یونیکا کے مقابلہ کیا اور اسکو پوری شکست
 دی۔ اور نکال دیا۔ کہ مع بقیہ لشکر کے قسطنطنیہ روانہ ہوا۔

کار تھج پر کامیابوں نے پھر حملہ کیا اور اب اسکی تباہی پوری ہوئی۔ کیونکہ
 مسلمانوں نے انتقام کی نظر سے اس میں آگ لگا دی۔ اب دیرانگی کے ڈھیر
 تھے ہی شہر تھا کہ ایک وقت رومہ کبریٰ سے کہ دنیا کی جان تھی مقابلہ کا دعویٰ
 رکھتا تھا۔ قیصری لشکر اب شمالی افریقہ میں نہ رہا تاہم مسلمانوں کے فتوحات
 کو تکمیل نہ ہوئی۔ ملک کے باشندوں میں بڑی دشمن ایک دلیہ ملکہ

تھی جس کی تعظیم اہل ملک مثل بنیر کے کرتے تھے۔ اسکا اصل نام ذہیبہ تھا لیکن اسلام کے مورخوں نے اسکا لقب کاہنہ رکھا ہے۔

اس کاہنہ کے جھنڈے کے نیچے موزیٹا نیا (مراکی) کی قوم مورا اور پہاڑوں کی قوم بربرہ۔ اور ریگستان کے سرحد کی توہین فراہم ہوئیں۔ آزاد قومین کہ پہلے آپس میں لڑا کرتی تھیں۔ اب مذہبی تعظیم کے ساتھ ایک کی مطیع ہوئیں۔ اس بہادر عورت کے تحت میں ان میں قاعدہ دانی بھی آگئی تھی۔ اور قومی حمایت کا جوش آگیا اور اب بہ نسبت پہلے کے لڑنے کے واسطے زیادہ آمادہ تھے۔

بعد متواتر لڑائی کے امیر حسین مصر کی طرف واپس جانے میں مجبور ہوا۔ ملکہ کاہنہ اس جزوی فتح سے خوش نہ ہوئی۔ اس نے سرداروں کا ایک عام جلسہ کیا اور کہا کہ اس دشمن کا غائب ہونا چند روزہ ہے وہ بھر پوری جماعت سے آویں گے ان عرب کے لٹیروں کو کیا چیز ہمارے ملک کی مخاطب کرتی ہے۔ ہمارے شہروں کی غنیمت۔ چاندی۔ سونے کہ کھان سے نکالے جاتے ہیں۔ ہمارے باغ اور ماکستان کے بھل۔ اور ہمارے کھلیانوں کی پیداوار۔ ہم لوگ اپنے شہروں کو مسمار کر ڈالیں خزانوں کو تہ زمین کریں۔ اپنے پھلدار درختوں کو گرا دیں اپنے کھلیانوں کو ویران کر ڈالیں۔ اور اس طرح سے اپنے اور لڑنے والے کے درمیان میں دیوار حائل کریں۔

اس ملکہ کی باتوں کو جنگلی لشکروں نے قبول کیا۔ کیونکہ اکثر وہ پہاڑوں سے فراہم ہوئے تھے۔ اور جائدادوں میں وہ بہت کم شریک تھے شہریناہ کی سب دیواریں گرا دی گئیں۔ عالیشان عمارتیں مسمار کی گئیں درخت کاٹے گئے اور سب ملک شہزادے میں سے کہ افریقہ کے مغربی ساحل پر ہر طرابلس تک کہ زرخیز اور آباد ملک تھا۔ ویران کیا گیا۔

ایک عرصہ قبل میں مذکور دربار کی گئی کہ سیکرٹون برہمن میں آباد ہوئی تھی یہ پالہ
 ملکہ کا ہنسہ کی اگرچہ کتنے ہی حمایت کی نیت سے ہوا آخر شاہ کی خرابی کی باعث ہوئی
 شہر کے باشندوں نے جب اپنی جائداد کو اس طرح برباد ہونے دیکھا۔ انھوں نے
 مسلمانوں کی واپسی کو مبارک سمجھا۔ کہ وہ گویا ان کے ملک کے حامی ہیں جیسا کہ ملکہ
 کا ہنسہ کے پیشین گوئی کی تھی۔ مسلمان زیادہ لشکر کے ساتھ ٹھہرے۔ اور جب ملکہ کا ہنسہ
 نے مقابلہ کرنا چاہا اس کے لشکر کی تعداد کم ہوئی گئی۔ اور پہلا جوش بھی نہ رہا۔ ان لوگوں نے
 بعد سخت خونریزی لڑائی کے شکست اٹھائی۔ اور ملکہ کا ہنسہ مسلمانوں کے لشکر میں گرفتار
 آئی۔ جنھوں نے گرفتار کیا اس کو ملکہ کا ہنسہ سمجھ کر مارا جب وہ امیر حسین بن
 نعمان کے پاس لائی گئی۔ اس کو دو شرط کے گئے ایمان لائے۔ یا جزیہ دے اسے
 دونوں سے انکار کیا اس پر امیر حسین نے اس کو قتل کرایا۔

حسین ابن نعمان اب دمشق کو اپنی فتوحات کی خبر سنانے کے واسطے سلطان
 عبدالملک کے پاس گئے۔ اور اپنے ساتھ بہت فتوحات اور غنیمت کی اشیائیں
 لے آئے۔ منجملہ اسکے ملکہ کا ہنسہ کا سر بھی تھا۔ انکی بڑی تعظیم اور اعزاز ہوا۔ اور
 بارقہ کی حکومت ان کے ساتھ اضافہ کی گئی۔

یہ آخری عہدہ ان کے نزول کا باعث ہوا عبدالعزیز بن مروان سلطان
 وقت کا بخانی مصر کا امیر تھا۔ اور صوبہ۔ بارقہ کو اپنی حکومت میں داخل سمجھتا تھا۔
 اسلئے۔ اسے اپنی طرف سے ایسا نائب مقرر کیا تھا۔ اس سبب سے جب اس کو خبر ملی
 کہ امیر حسین نے صوبہ بارقہ کی حکومت کا حکم حاصل کیا ہے۔ اس کو نہایت رنج ہوا جب
 منسرت ہو کر امیر حسین۔ اپنی حکومت پر جارہے تھے عبدالعزیز بن مروان نے
 اسکی صحت دریافت کی جب حسین نے اقرار کیا۔ اس پر بھی عبدالعزیز نے شک کیا
 امیر انھوں نے فرمان سلطانی دھلا یا عبدالعزیز نے جب دکھا کہ صحیح ہے حسین سے مستغنی

ہونے کی استدعا کی۔ حسینؑ نے کہا کہ یہ عہد دہشتہ چھین لینا زبردستی ہے۔ اس پر عبدالعزیز نے کہا کہ تب ہم دونوں جہد و ن سے ٹکرو برطرف کرتے ہیں۔ اور اس فرمان کو بھلا ڈالا۔ عبدالعزیز نے صرف یہی نہیں کیا بلکہ۔ حسینؑ کی جائداد ضبط کی اور اس طرح کا تشدد کیا کہ فاتح کا رچھج و فاتح ملکہ کا ہتھ عین اپنی کامیابیوں میں دل شکستہ ہو کر قریب میں مر گیا۔

فصل چوتھی

وہ سردار جسکو عبدالعزیز نے شمالی افریقہ کی حکومت پر متین کیا موسیٰ بن نصیر تھا۔ وہی شخص جو شیر ابن مروان کا وزیر عراق میں مقرر ہوا تھا اور حجاج کے ظلم سے بسبب مقدمہ تصرف کے بھاگا تھا۔ اور عبدالعزیز نے پچاس ہزار دینار جو عبدالملک نے جرمانہ کیا تھا۔ ادا کرایا تھا۔ اور موسیٰ کو اپنے ساتھ مصر لایا تھا۔ یہ ہو سکتا ہے کہ عبدالعزیز کو اس شخص کا مقرر کرنا اپنی غرض سے ہو۔ وقت تقریباً اس عہد کے موسیٰ کی عمر ساٹھ برس کی تھی۔ وہ اس وقت تیز اور ہوشیار آدمی تھا اور اسکی صورت سے شرف معلوم ہوتی تھی۔ اور ڈاڑھی حنا سے مختار رکھتا تھا۔ اس کے متین دلیر بیٹے تھے جنھوں نے لڑائیوں میں اسکو مدد دی۔ اور ان کا وہ بہت فخر کرتا تھا۔ بڑے بیٹے کا نام اس نے عبدالعزیز رکھا تھا۔ یہ بڑا بہادر اور بڑا شخص اپنی جوانی ہی میں اپنے باپ کا رہنا بازو تھا۔ دوسرے بیٹے کا نام مروان تھا اور تیسرے کا عبدلعلام تھا۔

موسیٰ نے اپنے افریقہ کے شہرے خیمہ گاہ میں جا ملا۔ اور کہا کہ میں ایک سادہ سا سپاہی مثل تمھارے ہوں جب ہم اچھا کرتے ہیں تو اللہ کا شکر کرتے ہیں جس نے ہمکو راہ راست دکھلائی۔ جب مجھے کوئی بُرائی ہو ہمکو ملامت کرو۔ کہ اسکو ہم ترمیم کر لیں کیونکہ ہم سب لوگ گنہگار ہیں۔ اور ہم میں خطا کا مادہ ہے ہمکو امیر عبدالعزیز کا

حکم ہے کہ تمہارے باقی مشاہدہ کا سہ گو نہ ٹکودیا جائے۔ اسکو لو اور پتے کلم میں لاؤ۔ اس مخاطبت سے اہل لشکر کو کس قدر مسرت ہوئی۔ اسکا بیان نہیں ہو سکتا۔ جسوقت موسیٰ یہ تقویٰ کر رہے تھے ایک گوریہ ان کے سینہ سے آکر لگی۔ اسکو فال خیر سمجھا موسیٰ نے چھری مانگی۔ اور اس چڑیا کا سر کاٹ ڈالا۔ اور اس کے خون سے اپنا کپڑا رنگا۔ اور اس کے پروں کو ہوا میں اپنے سر کے گرد اوڑھ لیا۔ اور کہا کہ فتح فتح قسم اللہ کی کہ فتح ہماری ہے۔

اس سے ظاہر ہے کہ موسیٰ اپنے لشکر کی چال چلن کو سمجھ گیا تھا اور ان کو اپنی سخاوت سے راضی کر لیا تھا۔ اور ان کی طرف شفقت سے دیکھتا تھا۔ اور انکا ہشرہ دیکھا کرتا تھا۔ اور مزاج دریافت کر لیتا۔ اور ان افسروں کی غلطی سے بچتا جو اپنے عہدے کے اغزاز کے باعث سے اپنے ماتحت سے مخالفت نہیں کرتے۔ اسنے کہا کہ گویا ان کے لبوں میں گرہ رہتی ہے جس سے وہ بول نہیں سکتے۔

وہ اکثر کہتا کہ سردار مشورہ لینے والا اور تجربہ کار چاہیے۔ لیکن جب وہ کوئی رائے قائم کرے۔ تو اس میں مستقل ہونا چاہیے۔ اسکو دلیر اور ساعی اور کبھی جلد باز اپنی قسمت پر شاکر اور جتنی امید کرے اس سے زیادہ کوشاں ہونا چاہیے۔ اسکو فتح کے وقت دونا ہوشیار اور شجاع ہونا چاہیے۔

موسیٰ نے مشرقی افریقہ کو جس میں طونس اور الجزائر ہے پورا باغی پایا ایک سردار نے قوم بربرہ کے جسکا نام ورکناٹ تھا دن رات زرغوان اور قیروان کے درمیان میں غارتگری کی تھی۔ اس سے قوم بربرہ کو ایک موقع تھا کہ جب وہ میدان میں شکست پاتے پہاڑوں میں چلے جاتے جو متوازی لب ساحل کے برابر چلا گیا ہے اور ایک حصہ جبل اطلس کے سلسلہ کا ہے۔ ان پہاڑوں کے استحکام میں بنیاد لیتے۔ اور اگر تعاقب کیا جاتا۔ تو ریگستان میں چلے جاتے۔ یہاں تعاقب غیر ممکن تھا۔

موسیٰ کی ہوشیاری ان کی دشواریوں سے بڑھتی گئی۔ وہ اپنے لشکر سے اکثر کہتے کہ
 ہمت کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ اور دشمنوں کے مقابلہ کے قابل بنا دے گا۔ اگرچہ
 ان کی پناہ کتنی ہی مستحکم ہو قسم اللہ کی ہم اپنی لڑائی ان پہاڑوں کے اوپر لہجہ دینگے
 اور نہ پھرینگے جب تک ان کے درون کو اپنے تصرف میں نہ لا دینگے۔ اور ان کی بلند یوں پر
 قابض نہ ہو جائینگے موسیٰ کی باتیں خالی نہ ہوتی تھیں۔ اس نے قوم پربرہ پر
 میدان میں فتحیابی حاصل کر کے اپنے بیٹوں عبدالعزیز اور مروان کو نئے تعاقب
 میں پہاڑوں کے درون میں بھیجا۔ اور دشمنوں پر ان کے پہاڑوں کے احکام میں
 حمایہ آور ہوئے اور جنوبی ریگستان کے پرے ان کو ہٹا دیا۔ ورنہ کثافت اپنے اکثر
 ساتھیوں کے ساتھ مارا گیا۔ اور موسیٰ نے دیکھا کہ اس کے بیٹے ہزاروں قیدی
 اور اسباب غنیمت کے ساتھ واپس آئے۔ نہایت خوشنود ہوا ایسا لکھا ہے کہ
 دونوں قسم کے قیدی یعنی مرد اور عورت تین لاکھ تھے۔ اس میں سے پانچواں حصہ
 سلطان وقت کے پاس بھیجا گیا موسیٰ نے یہ سب حالات عبدالعزیز بن مروان
 کو لکھا اور چونکہ اسکے لالچ سے واقف تھا۔ اس لئے بہت غنیمت اور چنے ہوئے
 گھوڑے اور خوبصورت لونڈیاں بھی اسکے پاس بھیجیں۔

یہ خط اور غنیمت کا اسباب بہت موقع پر پہونچا عبدالعزیز نے سلطان عبدالملک
 کا خط پایا جس میں اسے ملامت کی تھی کہ تم نے ایک شجاع اور قسمتور اور تجربہ کار
 امیر حسین بن نعمان افسر کو معزول کیا اور موسیٰ کو امیر مقرر کیا ہے جس نے
 بیت المال کا روپیہ عراق میں تصرف کیا اسکے جواب میں عبدالعزیز نے افریقہ کا
 ذکر لکھا۔ اور لکھا کہ ہم موسیٰ کا خط اس میں منسلک کرتے ہیں۔ کہ اسکو پڑھئے اور
 اللہ کا شکر کیجئے۔ اور دوسری چیزیں بھی مع غنیمت کے اسباب کے پہونچیں
 سلطان عبدالملک کی رائے موسیٰ کی جانب سے بدل گئی۔ اس نے مزید ہرمان

دو لاکھ کا وظیفہ اسکے واسطے مقرر کیا۔ اور ایک ایک لاکھ اسکے تینوں بیٹوں کے واسطے بھی۔ اور ہدایت کی کہ اپنے لشکر میں سے پانچ ہزار آدمی جنھوں نے اپنے کو لڑائی میں ممتاز کیا ہے۔ اور زخم کھائے ہوئے ہیں۔ ان کو تیش تیش اشرافی سالانہ روزیہ مقرر کرو آخر شریعہ پچاس ہزار دینار عبد الملک نے جرمانہ کیا تھا۔ اسکو معاف کیا اور حکم دیا کہ ہمارے حصہ کی غنیمت سے مجرا کر لو اسکے واپس لینے سے موسیٰ نے انکار کیا بلکہ اسکو اسلام کی ترقی میں صرف کیا جہاں قیدیوں کی بکری ہوتی ہے۔ وہ چنگر جوان اور ہوشیار اور تیز اور عالی خاندان کو خرید کرتا۔ اور اسلام کی تعلیم کرتا اگر تعلیم پانے پر لائق معلوم ہوتے۔ تو ان کو آزاد کرتا۔ ورنہ پھر قیدیوں کے زمرہ میں عام طور پر فروخت ہوتے موسیٰ کے فتوحات کی شہرت سے شام اور مصر اور دوسرے ملکوں کے لوگ اگر اسکے لشکر میں داخل ہوئے موسیٰ کے لشکر میں اب خلفائے راشدین کی زمانہ کی طرح صرف مسلمان ہی نہ تھے بلکہ متفرق قوم اور متفرق مذہب کے لوگ اسلام کے کامیاب جھنڈے کے نیچے فراہم تھے۔

اس لشکر میں قوم عرب اور شامی اور فارسی اور مصری اور قبطی اور افریقی ہر قسم کے لوگ اپنے اپنے ہتھیار کے ساتھ تھے۔ موسیٰ نے اکثر اس ملک لینے والوں میں سے اپنے لشکر میں بھرتی کیا۔ ان میں بعض میسائی تھے اور اکثر بت پرست لیکن سب سے زیادہ یہود تھے یہ اہل عرب سے وضع اور اطوار میں جلد مل گئے۔ ان لوگوں نے اپنی بنیاد کا نشان بھی ایشیائے ملایا انکے قول کے موافق پانچ نو آبادیاں شہر سبائے کہ عین بن ہر کلین۔ یعنی یہ قومیں اپنے سردار افریق کے ساتھ وہاں سے نکالی گئیں اور اسی سے پانچ قوی قومیں بربرہ و زنہا جین و موزاموداس و زٹس و گومرس و ہورس کی ہوئیں۔

اسکو موسیٰ نے برضا و خوشدلی پسند کیا۔ اور قوم بربرہ کو اولاد عربی کہا

اور خون کی رشتہ داری قائم کر دی۔ اسکا یہ اثر ہوا کہ ہزاروں نے بلا جبر اسلام قبول کیا۔ اور ہزاروں لشکر اسلام میں داخل ہو گئے۔

بعض قویں جنہیں زینٹس کہتے تھے کہ زیادہ سخت تھی موافقت میں نہ درآئی ان میں سے کچھ لوگ ایسے تھے کہ ریگستانوں میں پھرا کرتے تھے۔ اور کچھ لوگ ایسے تھے کہ جبل اطلس کی کھوپڑیاں بناؤ گزین تھے اور اسی طرح قوم گو مرس بھی تھی کہ زیادہ دیر اور جنگجو قوم تھی۔ اور کوہ اطلس پر مورٹیانیا میں دمرا کو آباد تھی۔ ہر گاد قوم۔ موزاموداس اور بھی مغرب کی طرف لب ساحل پر بحر اطلانتک کے آباد تھی۔ شہر میں موسیٰ نے ہربرہ کی متحدہ قوموں سے کہ اپنے سرداروں کے جھنڈے کے پتے فراہم تھے۔ سخت مقابلہ کیا۔ ان لوگوں نے اپنے کو جبل اطلس کے استحکام میں قائم کیا تھا جس میں پھر کھا کر کے درون سے پہنچ سکتے تھے۔ یہ سب استحکام کے ساتھ مقابل ہوئے۔ لیکن یکے بعد دیگرے کئی روز کی سخت لڑائی کے بعد لے لیے گئے۔ یہاں تک کہ اصل لشکر کے مقابل میں پہنچ گئے۔ سوہان بڑی لڑائی رہی جب فریقین کے لشکر مقابل ہوئے ایک قوم ہربرہ کا سردار صفت سے آگے بڑھا اور فراوا لڑائی کے واسطے اسلام کے سردار کو آواز دیا۔ جواب دینے میں کسی قدر توقف ہوا۔ اسپرمولی نے اپنے بیٹے مروان کی طرف اشارہ کیا جس کے ہاتھ میں۔ جھنڈا تھا۔ اسے اپنا جھنڈا اپنے بھائی عبدالعزیز کے حوالہ کیا اور ہربرہ کے سردار کے مقابلہ کو بڑھا ہربرہ کے سردار نے کہ سن رسیدہ اور تجربہ کار تھا۔ ایک نوجوان لڑکے سے مقابلہ کرنے میں تامل کیا۔ اور حقارت سے دیکھا اُس نے کہا اپنے خیمہ گاہ کو واپس جاؤ۔ ہم تمہارے بڑے باپ کو ایسے حسین بیٹے سے محروم نہیں کیا جاتے۔ مروان نے اسکا جواب حملہ آوری سے دیا۔ اور ایسا دیا کہ وہ پسپا ہو کر اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور پھر بڑھا۔ اسے اپنا گھوڑا مروان کی طرف بڑھایا اور اس پر نیزہ

جلایا مروان نے ایک ہاتھ سے اسکو بکڑ لیا۔ اور دوسرے ہاتھ سے اپنا نیزہ مارا کہ میرے
کے سردار کی بغل میں لگا اور گھوڑے کی پیٹھ پر بھی۔ اس طرح کہ گھوڑا اور سردار
بھی مرکز گرے۔

اب فریقین میں عام لڑائی ہونے لگی۔ یہ سخت لڑائی خونریز تھی اور مایوسی کے
ساتھ ہوئی۔ لیکن آخرش فتح مسلمانوں کی ہوئی کسلیاہ انکا بادشاہ ملا گیا
اور بہت سے قیدی گرفتار ہوئے۔ ان کے درمیان میں نہایت خوبصورت عورتیں
بادشاہوں اور افسروں کی بیٹیاں بھی تھیں غنیمت کی تقسیم کے وقت موسیٰ
نے ان عورتوں کو اپنے سامنے کھڑا کیا۔ اور اپنے بیٹے مروان کو اجازت دی
کہ ان میں سے جسکو چاہے پسند کرے اس نے اس میں سے ایک کو چنا کہ بادشاہ
کسلیاہ کی بیٹی تھی۔ اس سے اس کے دو بیٹے ہوئے۔ موسیٰ اور عبدالملک۔

فصل یاخون

موسیٰ کا حوصلہ بڑی فتوحات پر محض نہ رہا۔ اب ان کی خواہش ہوئی کہ بحری
فتوحات بھی حاصل کرنا چاہیے۔ ان کے علاقہ جات میں بندرگاہ تھے جہاں سے اہل
فونیشا اور اہل کارٹیج نے اپنے اختیارات کے زمانہ میں بحری لشکر روانہ کیا تھا
کامیاب عرب کے حملہ اور ان کے دل بحری کارروائی میں بدل گئے تھے جب
عمر بن العاص فاتح مصر اسکندریہ میں تھے اُسے حضرت عمر نے بحر روم
درمیٹی ٹرینین کا احوال دریافت کیا عمرو عاص نے جواب دیا تھا کہ وہ بڑا
تالاب ہے جس میں سخت اور بیوقوف لوگ مکیوئے ہیں۔ جیسے جو ٹی پٹے پر ہوا تینا
جواب حضرت عمر کے واسطے کافی تھا آپ کو ہمیشہ ڈر رہتا تھا کہ مسلمان اپنے کو
دور کے محاربہ میں ہلاکت میں نہ ڈالیں آپ نے بالکل بحری حمایہ آوری سے نفرت
کی آپ کو خوف تھا کہ اہل فرنگ اور رومی کہ زیادہ واقف بحری کاموں سے تھے

تاجرہ کا راہل عرب پر غالب نہ آجا دین آپ مسلمانوں کے پاس بندرگاہوں میں
شام اور مصر کے جنگی جہازات کے بیڑے تھے اور عیسائیوں سے بری اور بحری
دونوں مقابلہ کیا۔ سلطان عبدالملک نے موسیٰ کے مسبق حسین ابن النعمان
کو طونس میں گودی بنانے کا حکم دیا تھا۔ موسیٰ نے اس حکم کی تعمیل اپنے اوپرے لی
اور جہازات بنانے کی بھی تیاری کی۔

اکثر لوگوں نے موسیٰ کو گھبرا اور مشتبہ کر کے اس ارادے سے باز رکھنا چاہا۔
اور اس خیال کو بد تو فی ٹھہرائی۔ لیکن ایک پیر نے ضعیف اہل بربرے کے مسلمان
ہو گیا تھا۔ کچھ اور ہی سنایا۔ اسے کہا کہ میرا سن ایک سو بیس برس کا ہے اور مجھ کو
خوب یاد ہے کہ میرا باپ کہتا تھا کہ جب کار قیجج کے مالک نے اس شہر کی
بنیاد ڈالنی چاہی۔ تو سب لوگوں نے اسی طرح اسکو باز رکھنا چاہا۔ لیکن ایک شخص
نے کھڑے ہو کر کہا کہ لمے بادشاہ اپنا ہاتھ لگائیے اور انجام ہو جائے گا۔ کیونکہ
آپ کے مسبق بادشاہوں نے جو چاہا کیا۔ اور میں آپ سے کہتا ہوں اے امیر آپ
اس کام میں ہاتھ لگائیے اور اللہ تعالیٰ انجام کر دے گا موسیٰ نے اس کام میں ہاتھ لگایا اور
اور ایسا اچھی طرح انجام پایا کہ سترہ بحری میں مطابق ششہ کے سب تیار ہو گیا اور
سب بحری سامان بیاہر گئے اور طونس کے بندر میں جہازات کے بیڑے داخل ہوئے
اسی زمانہ میں ایک بیڑہ جہازات کا امیر مصر عبدالغریز کا بھیجا ہوا واسطے غارتگری
جزیرہ سر دابہ (سارڈینیہ) کے بندر سوسا میں کہ درمیان شہر قرقوان اور
طونس کے بے لکر انداز ہوا۔ اور موسیٰ نے اس جہاز کے واسطے سامان
مہیا کیا اور عطا ابن رفیع اسے جہاز کر لیا کہ موسم دریائی سفر کا نہیں رہا تھا
بے کرتا آنے دو برسے موسم کے اسی بندر میں مقیم رہا۔

عطا نے ان کے شور سے کو قبول نہ کیا۔ سمجھا کہ یہ خشکی کا حال جانیں یا سمندر کا۔

اور جہازات کو سمندر میں لے گیا اور ایک جزیرے میں جسکو اہل عرب سلسلہ کہتے ہیں اور اہل فرنگ سکولینوسا کہتے ہیں فرود ہوا۔ اور سونا اور چاندی اور جواہرات غنیمت بہت کچھ ہاتھ آیا۔ ایک ذرفان اٹھا اور اسکے جہازات افریقہ کے کنارے کنارے پہاڑوں سے ٹکرائے اور تباہ ہو گئے۔

موسیٰ کو جب اسکی خبر ملی۔ اسنے اپنے بیٹے عیساٰ بن مریم کو سواروں کے ساتھ روانہ کیا۔ کہ جہانتک ہو سکے نہ دو بیٹا اور جو ملاح یا جہاز بیچ گئے ہوں انکو بندرگاہ طونس میں لے آتا یہ سب تعمیل کی گئی۔ اور تباہی کی جگہ عیساٰ بن مریم کو ایک صندوق ملا جب وہ کھولا گیا۔ تو اس میں ایک سپاہی کا اسباب تھا۔ بقیہ جہازات کی مرمت ہوئی۔ اور ان جہازات میں کہ طونس میں بنے تھے ملائے گئے اور شہرہ بحری میں جب موسم مناسب آیا موسیٰ نے اظہار کیا کہ ہم خود بحری محاربہ میں جاویں گے۔ اس خبر سے ہر شخص ساتھ جانے کو تہادہ ہوا۔ اور بہت آدمی اس کام کے واسطے جمع ہو گئے۔ موسیٰ نے ان میں سے ایک ہزار آدمی شریف اور جنگجو چنے اور اس سب سے یہ محاربہ محاربہ اقامہ کھلایا۔ اس معرکہ میں موسیٰ خود نہ گئے انھوں نے اس کی سرزاری اپنے بیٹے عیساٰ بن مریم کے علاقہ کی جن کی شہرت ان کو منظور تھی یہ جہازات روانہ ہوئے اور اسکے لشکر جزیرہ صقلیہ میں فرود ہوئے اور اسکو لوٹا۔ اور اس قدر غنیمت ہاتھ آئی کہ فی کس سو دینار مسخر حصہ ملا۔ اسکے بعد ہی عیساٰ بن مریم کے مرنے کی بھی خبر ملی۔ اس خبر کے سنتے ہی موسیٰ نے ایک قاصد و شوق کو روانہ کیا۔ اور اسکے ساتھ اسباب غنیمت بھی بھیجا اور اپنی اطاعت سے مسلمان کی طرف تباہی کی۔ اور اس سے شہرہ بحری کی طرف افریقہ بحال و برقرار رہے۔

جس قاری سے عیساٰ بن مریم مراستدا تھا۔ اسکو اخیر میں پیاس کی نہایت

شدت تھی۔ اسی شدت میں اس نے پانی مانگا ولید بن عبد الملک اور قاطمہ بنت عبد الملک موجود تھے قاطمہ نے پانی دینا چاہا ولید نے روکا اس پر عبد الملک نے عاق کرنے کی دھمکی دی۔ قاطمہ نے پانی دیا اور اسکے پیٹے ہی اس کی جان نکل گئی۔ وہ مرنے کے وقت ساٹھ برس کا تھا۔ اور قریب بیس برس کے سلطنت کر چکا تھا ابو الفدا مورخ اس کے چال چلن کے بہ نسبت لکھتا ہے کہ صاحب علم اور ولید اور دور اندیش تھا۔ اس نے اسلام کی متفرق قوموں کو اکٹھا کرنے میں اپنا انتظام دکھلایا۔ اور اپنے خاندان کے بہ نسبت اس کی دور اندیشی ہوئی کہ اسکے چار بیٹوں نے سلطنت کی عبد الملک کو خاندان علی ابن ابی طالب۔ کرم اللہ وجہہ سے سخت عداوت تھی یہاں تک کہ فرزدوق شاعر نے جو اولاد علی کی تعریف لکھی تو اس سے بھی ناراض ہوا۔

باب بارہم صوان

فصل پہلی

بعد وفات اپنے والد کے۔ ولید بن عبد الملک شہر و شوق میں نورانی شہر ہجری میں مطابق سنہ ۷۷ کے تخت نشین ہوا۔ اس وقت اس کا سن اڑیس برس کا تھا۔ وہ لبہ جیم۔ اور سیہ فام تھا۔ اسکے منہ پر چچک کے داغ بہت تھے لیکن اس کا بشر و اچھا تھا۔ اور چال چلن میں سست اور یار باش تھا۔

ولید کی سلطنت میں علم و ہنر اہل اسلام میں آگے لگا۔ بیرونی فتوحات سے اہل عرب یونانی اور فارسی سے خلا ملا ہوئے۔ ان کے شہروں کی وضع اور رہنے کے طریقہ کا اثر پڑا۔ اور اب انکو بھی ذائقہ علم و ہنر کا آنے لگا۔

جب سے ہیر معاویہ نے پایہ تخت و شوق کو مقرر کیا۔ اہل اسلام کے عدالتی طریقے میں فرق آگیا جس طرح حضرت عمر مع اپنے چند دیرینہ ضعیف ساتھیوں کے

جٹائی پر مسجدوں میں بیٹھے اور مشورہ لیا جاتا۔ اب ود بات دمشق میں نہ رہی بلکہ فارس کے بادشاہ ہون کی طرح ایوان خانہ اور نشوونما ہونے لگا۔

اہل اسلام میں پہلے غنیمت کا حساب نہ تھا۔ جو آیا اسی وقت تقسیم ہو گیا۔ لیکن امیر معاویہ پہلے شخص تھے جنہوں نے اس کا حساب کتاب مقرر کیا۔ اور یہ کہ ہر ملک میں اسی زبان میں حساب رہے جو اس ملک میں جاری ہو لیکن عبدالملک اپنے حکم دیا کہ عربی زبان میں ہو اس سب سے حساب و کتاب میں بڑی بد نظمی رہی اور ہر عرب کہ اپنے رگستان میں خوش تھا اب زر خیز ملک و عمدہ سکونت کا خوبان ہوا۔ ولید چونکہ عیش و نشاط میں پرورش پایا تھا اس میں یونان۔ اور فارس کا اثر بہ نسبت عرب کے پورا تھا۔ اور اصل طریقہ مسلمانوں کے سے یعنی حضرت عمرؓ کی سادگی سے بالکل خلاف تھا۔ تخت نشین ہونے پر ولید نے اپنے باپ کے مقرر کردہ امیر اور سرداروں کو بحال رکھا اور ملک کی حکومت اور انتظام ان کے سپرد کیا۔ اور خود اپنے حرم کے عیش و نشاط میں مصروف رہے۔ اس کی ترشہ بیہیان تھیں اور انیس لڑکے تھے۔ وہ اپنا اکثر وقت ہنرمندی میں صرف کرتا۔ خاص کر فن تعمیر میں بعض عمارتیں اس کے وقت کی اب تک یادگار ہیں اس نے قاہرہ کی مسجد کو گرا دیا۔ اور اس سے زیادہ شوکت کی مسجد تعمیر کرائی اور اس کے پائے مرصع کیے۔ اس نے اس مسجد کو کہ گرجہ سلیمان کے مقابل تعمیر ہوئی وسعت دی۔ اور بہت خوبان رہا کہ بیت المقدس میں سالانہ اجماع ہوا کرے جس کی بنیاد اس کے باپ عبدالملک نے ڈالی تھی اس نے حکم دیا کہ مسجد نبوی کو وسعت دیجائے اس طرح پر کہ روضہ مبارک حضرت صلعم کا اور آپ کی زوجہ بیویوں کا مکان۔ اس کے اندر آجائے۔ یہ کام عمر بن عبدالعزیز کے ہاتھ سے ستمہ جبری میں انجام پایا اس نے حکم دیا کہ کعبہ کا حطیم گرا دیا جائے اور مریح صوف میں جیسا کہ سوقت تک موجود ہی بنایا جائے اس نے

اشام کے کاریگروں کو۔ دمشق سے روانہ کیا۔

اکثر دیرینہ مسلمان اس تبدیلی کو دیکھ کر افسردہ ہوئے کہ کعبہ کی پہلی سادگی جس کو۔ حضرت صلحہ نے قائم کیا تھا۔ شان و شوکت کی عمارت سے ضائع کی جاتی ہے خاص کر یہ دیکھ کر اور بھی رنج ہوا کہ اکثر ان کے مکان گرائے گئے۔ اور مربع کی بنیاد ڈالی گئی جس کے اندر کعبہ اور چاہ زمزم اور دوسری چیزیں داخل ہوئیں۔

یہ سب تعمیرات امویوں کے ذریعہ سے ہوئے۔ لیکن ایک بڑی مسجد دمشق میں ولید نے خود بنوائی اس عمارت کی تعمیر کے واسطے اس نے ابابکحلی (سنٹ جان) کے گرجہ کی طرف نظر کی جسکو رومی قیصر وں نے نہایت مرصع کیا تھا اور جس میں سیکڑوں عیسائی ولیوں کی قبر تھی۔ عیسائیوں کو اسکے بدلے ولید نے چالیس ہزار دینار سرخ دینا چاہا۔ لیکن ان لوگوں نے انکار کیا۔

اس لئے ولید نے زبردستی کی اور جب قدر اس میں سے توڑنا چاہا۔ توڑا۔ اور بدلا کچھ نہ دیا۔ اسے بارہ ہزار آدمی اس تعمیر میں لگائے۔ لیکن اسکو بڑا افسوس رہا کہ یہ تعمیر اسکے سامنے ختم نہ ہوئی۔ اس عمارت کی ساخت یونانی اور فارسی سے ملکر بنی۔ کہ مسلمانوں میں رنج ہوئی اسلئے اس ساخت کا بانی ولید کو کہنا چاہیے۔

جبکہ سلطان ولید بن عبد الملک انبی سستی اور یار باشی میں مصروف تھا اسکے ماتحت کے افسروں نے اسکے حکومت کی وسعت متفرق سمت میں پھیلانی مسلمان بن عبد الملک نے کہ نخل چودو بیٹوں عبد الملک کے تھا اور عبد الملک نے اسکو فتح ملک دم اور شہر قسطنطنیہ کے لئے اپنی زندگی میں مجاہدین کے ساتھ روانہ کیا تھا۔ اور کہا تھا کہ میں نے مسلمانوں کو اللہ کی راہ میں نذر کیا۔ ایشیا سے کوچ کر کے فوج کشی کی۔ اور صوبہ کیسی دوشیہ پر حملہ کیا اور طیانہ کا کامرہ کیا کہ بصری شکر سے مہر اور نہایت شکر تھا۔ اسکا ایسا ماحضر ہوا کہ اس میں رسد نہ پہنچ سکی لیکن محاصرہ کے

پاس بھی رسد نہ رہی لڑائی فریقین سے سخت ہوئی۔ کیونکہ فریقین بھوکے تھے۔

محاصرہ کی امتداد سے قیصر کا امدادی لشکر پہنچ گیا۔ لیکن وہ بے قاعدہ تھا۔ اسکو شکست ہوئی۔ اور اسکا اسباب ورمال مسلمانوں کے ہاتھ لگا۔ اسکی شکست سے محصورین ناامید ہوئے اور رسد نہ رہنے سے اور بھی جلدی اطاعت قبول کر لی لیکن ان کو معلوم نہ تھا کہ محاصرین بھی بھوکے ہیں مسلمہ۔ پر الزام ہے کہ معاہدہ کے شرائط کے خلاف کیا۔ کہ اکثر لوگ کو قتل کیا۔ اور اکثر لوگ کو قید۔ اور بعضوں کو ریگستان میں نکالا۔ ما بعد کے سال میں مسلمہ نے کامیابی کے ساتھ۔ یونٹس اور ارمینہ میں حملہ کیا اور اسکو مطیع کر لیا۔ اور شہر۔ ایشیا پر سخت محاصرہ کے بعد قبضہ کر لیا۔ اس نے اسکے بعد گلشیا پر حملہ کیا اور کامیابی کے ساتھ اسکو تاراج کیا۔ اور اس میں قیدی اور غنیمت بہت ہاتھ آئی بلکہ قسطنطنیہ کا بھی محاصرہ کیا۔ اور اسکے اطراف میں شہر قہر آباد کیا اور مسجد تعمیر کی اور سات برس کے محاصرہ کے بعد صلح کر کے واپس آئے۔

جسوقت مسلمہ ایشیا کے کوچیک پر اسطرح قبضہ کر رہا تھا اسکا بیٹا قسطنطین کہ نہایت دلیر نوجوان تھا۔ مشرق میں اسلام کے ملک کی وسعت دینے میں اس سے کم کامیاب نہ تھا۔ خراسان کا حاکم مقرر ہونے پر اسے صرف اسی صوبہ پر قناعت نہ کی بلکہ دریائے جیحون۔ کو عبور کر کے ترکستان کے صوبوں پر حملہ آور ہوا ترکوں اور تاتاریوں کے لشاکر کو جس سے وہ محصور ہو گیا تھا شکست دی اور نہایت تنگ کیا اور دار السلطنت بخارا کو مع اور شہروں کے لے لیا۔ اسنے مغرک خان خان خوارزم (خیوا) کو شکست دی اور اسکو نکال دیا یہاں تک کہ وہ شہر سمرقند میں پناہ گزین ہوا۔ یہ شہر جو قدیم لوگ مارکنڈاپا کہتے تھے وسط ایشیا کی تجارت کا مرکز تھا۔ یہاں اسباب تجارت چین اور منگٹ سے چینی کے برتن اور قیمت کے پہاڑوں سے اور ہندوستان سے بجز خضر و کیسین میں جانے والی چین آتی تھیں۔ اسلئے وہ ہر جگہ ہر طرف کے کاروانوں کے

مقام کرنے کی تھی۔ اسکے اطراف کے ملک زرخیزی کے واسطے مشہور تھے اور یہ ایشیا کے باغ اور جنت میں شمار کیے جاتے تھے۔

اس شہر کا محاصرہ۔ قیثبہ نے کیا۔ لیکن باشندوں نے اور بھی محاصرہ کرنے دیا کہ اسکی دیوار کی مضبوطی سے خوب واقف تھے۔ اور جانتے تھے کہ اہل عرب کے پاس انجن وغیرہ قلعہ شکن چیزیں نہیں ہیں مگر محاصرہ سے قلعہ کے لشکر ضعیف ہو گئے اور جب دیکھا کہ محاصرین اب دھاوے کے ساتھ لینا چاہتے ہیں۔ اطاعت قبول کر لی اور ایک ہزار دینار سرخ سالانہ خراج اور تین ہزار غلام دینا قبول کیا قیثبہ نے اس شہر میں بڑی مسجد بنائی۔ اور اسلام کے احکام پھیلانے میں کوشاں ہوا جس کے آگے مذہب آتش پرست میں بہت جلد زوال آیا۔

اسی طرح اکثر فتوحات ہندوستان میں بھی ولید کے عہد میں محمد بن قاسم بن محمد بن ابی بلکہ طائف میں رہتے تھے اور حجاج کے ماتحت افسر تھے حاصل کی وہ واسطے بدلے جہازات کے کہ اہل سندھ نے ضائع کیا عراق سے بذریعہ جہاز کے روانہ ہوئے اور سندھ کو فتح کیا۔ اسکے ہندو بادشاہ کو لڑائی میں مار ڈالا اور سرکاٹ کر۔ ولید کے پاس روانہ کیا۔ انھوں نے صرف اسی صوبہ پر قناعت نہ کی بلکہ وسط ہندوستان پر بھی حملہ آور ہوئے۔ اور سب سے پہلے اسلام کا جھنڈا دریائے گنگا۔ پر انھوں نے نصب کیا۔

یہ واقعہ سنہ ۹۷ ہجری میں پیش آیا۔ اسی سال حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ لے کر آخر صحابہ سے تھے اور ایک سو سے زیادہ اولاد رکھتے تھے۔ اور ایک سو سے زیادہ عمر بھی ہوئی تھی۔ انتقال فرمایا۔ یہ حضرت صلعم کے خادم تھے۔ ان کی عمر اور اولاد حضرت صلعم کی دعا سے تھی۔

فصل دوسری

یہاں افریقہ کے واقعات درج کیے جاتے ہیں ولید کی سلطنت کے پہلے سال
 میں وہ جہازی بیڑے جسکو موسیٰ نے مشرقی افریقہ کے بندرگاہوں سے روانہ کیا
 بحر روم (مڈیٹیرینین) میں غلغلہ ڈالتے رہے اور اسکے جزائر میں ہیبت ڈالائے اور
 شہر ہجری میں ایک ان میں سے جزیرہ صقالیہ (سبلی) کے کنارے جا بٹھا۔
 اور شہر سیراکیوز پر کہ دارالخلافہ صقالیہ کا ہر حملہ آور ہوا لیکن نیت مرغلیت
 کی تھی قبضہ کرنے کی نہیں دوسرے نے جزیرہ سردایہ (سارڈینیہ) پر حملہ کیا۔ اسکے
 شہروں کو غارت کیا۔ اور بہت سے قیدی اور غنیمت لائے قیدیوں میں جیسائی۔
 خوبصورت عورتیں بھی تھیں کہ حرم میں داخل ہوئیں ہجری حکومت آخرش موسیٰ
 نے اپنے بیٹے عبدالعلا کے سپرد کی جس نے جزیرہ میلارقمہ میں فرود ہو کر
 شہرت حاصل کی ہر گاہ عبدالعلا اپنے باپ کا دل بحری فتوحات سے خوش
 کر رہا تھا۔ اسکے دوسرے بیٹے عبدالعزیز نے اسکو بڑی کامیابیوں سے کم خوش نہیں
 کیا اپنے عزیز بیٹے عبدالعزیز کی مدد سے موسیٰ نے مسلمانوں کی تلوار کی ہیبت جبل
 اطلس کے اتماء مغرب تک پہنچائی اور قراد و قلعہ اور مراکو اور سس کو مطیع
 کر لیا دیر قوم نے زٹس کی آخرش صلاح کر لی سادرموسیٰ نے دوسری قوموں سے بھی خراج
 لیا اور رفتہ رفتہ اسلام کی حکومت تمام المغرب میں راس نہن تک کرب ساحل
 اطلس تک کے پر قائم ہو گئی موسیٰ خوشخوار حملہ آور نہ تھا۔ جن ملکوں کو اس نے زور
 تلوار فتح کیا آخرش مثل باب کے اسکا حامی ہو گیا اسے انتظام اور قانون جاری کیا باشندوں کو
 اسلام تعلیم کیا اور کاشتکاروں کو ادھر سکنا شہر کو ڈاکوؤں سے پناہ میں رکھا اور
 اسکے حملہ میں انہوں نے میوہ جات اور مویشی سے لشکر کی مدد کی اور عمدہ عمدہ
 گھوڑے مہیا کیے۔ ایک ٹکڑا ملک کا اور باقی رہ گیا تھا کہ افریقہ کی فتوحات

تکمیل پادے۔ یعنی ٹنکس (ٹنگٹانیا) کہ انتہائے بین المغرب کے ہے۔ یہیں افریقہ۔
یورپ سے (درنگستان) سے قریب ہو گیا ہے۔ اور تنگ ابنائے درمیان میں ہے جسکو
ابنائے ہرقیولیس کہتے ہیں اور بحر روم کا بھاٹک ہے۔ دو بھاری شہر قیوطہ۔ اور
طنجیرس اطراف کے سمندر پر پہلن حاوی تھے۔ اور اس دروازے کی کلید کہلاتے
تھے۔ پہلے یہ قوم بربرہ کے قبضہ میں تھے جنکے بادشاہ کا تختگاہ طنجیرس تھا مابعد
میں وہ قوم وندال کے قبضہ میں آیا اور اسکے بعد قوم غات (گاتھ) کے جو مقابل
اسپانیہ کے کنارے پر قابض تھے۔ اور کئی پشت تک سپر قابض رہے۔ معلوم ہوتا ہے
کہ موسیٰ نے انکو اپنی آخری فتوحات کیواسطے چھوڑا تھا۔ اسنے اپنے بیٹے۔ مروان
کو ایک ستمگ جگہ سرحد پر دینا ہزار آدمیوں سے چھوڑا۔

ہر گاہ طارق ابن زیاد نے کہ پُرانا جنگ آزمودہ سردار تھا۔ اس ملک کو صاف
کیا کہ سرچشمہ سے دریائے مولیا کے الداران کے پہاڑ تک ہے اس صوبہ کی قوم
غات کے ایک شریف نے جبکہ نام کوٹ جولین تھا اسٹھانا کیا تھا لیکن وہ رفتہ
رفتہ شہر قیوطہ میں قلعہ بند ہونے پر مجبور کیا گیا۔ اسی عرصہ میں شہر طنجیرس بعد سخت لڑائی کے
مسلمانوں کا مطیع ہو گیا اور عربی اور مصری لشکر نے زیر فرمان طارق کے
اسکو مستحکم کیا۔ اس امر کی کوشش کی گئی کہ بیان کے باشندے مسلمان کیے جا دیں چنانچہ
قوم بربرہ آسانی سے مسلمان ہو گئی۔ لیکن غات کی قوم نے اپنا مذہب ترک کرنے
سے ملک کا ترک کرنا قبول کیا۔ اور سمندر پار ہو کر اور مال و اسباب چھوڑ کر اندلس میں
کہ ایک حصہ ملک اسپانیہ کا ہے جا بسے۔

موسے اب قیوطہ پر بڑھے۔ جہاں کوٹ جولین نے کل اپنا لشکر فراہم کیا تھا
اسنے دھاوا کر کے اسکو لے لینا چاہا لیکن بڑے نقصان کے ساتھ پسپا ہونے پر مجبور
ہوا۔ متواتر حملہ ہوسے۔ لیکن بیکار رہے۔ یہ شہر ایک پہاڑ کی بلندی پر واقع تھا۔

اور نہایت مستحکم تھا۔ موسیٰ نے اطراف کے ملک کو دیران کر ڈالا۔ کہ وہاں رسد کی مدد نہ پہنچ سکے۔ لیکن اسپین و اسپانیہ کے قریب ہونے سے سمندر کے ذریعہ سے رسد پہنچا کی۔

مہینوں اس متحد محاصرے میں بیکار گزر گئے۔ اور بعض کے اقوال ہیں کہ موسیٰ اپنی صدر حکومت پر قیروان میں واپس آیا اور طارق اور مروان کو اس جگہ چھوڑا۔ اب ایک فریب وقوع میں آیا۔ کونٹ جولین نے جس نے اس عمل کی سے مسلمانوں کے مقابل میں اپنے ملک کی حفاظت کی مخفی رسل و رسائل صرف قیوطہ ہی دیدینے کو نہیں کہا بلکہ ملک اندلس بھی اسے بیان کیا کہ یہ ملک بادشاہ روڈرک کے خلاف میں کہ قوم غات سے ہے اور جسکو غاصب کہتے ہیں بغاوت کی واسطے آباد ہے اور وعدہ کیا کہ ہم ساتھ چلتے ہیں اور مسلمانوں کو اس ملک کے کنارے پر اترنے سے مدد دیں گے۔ جہاں اسکے اکثر دوست اُنکے جھنڈے کے پیچھے فراہم ہونگے۔

خانی مضر تون سے کہ کونٹ جولین کو بادشاہ سے پہنچی اسقدر اشتعال ہوا۔ کہ اسنے ایسا فریب کیا موسیٰ کو ان باتوں سے تعجب ہوا۔ انھوں نے عرصہ سے اپنی نظر اندلس کے پہاڑوں کی طرف رکھی تھی لیکن اسکو فریقہ ہی سے فرصت نہ تھی۔ اب بھی اسکے کہنے پر انکو چند ان وثوق نہوا کیونکہ اسی بات سے اسکی بددیانتی معلوم ہوئی۔ اسلئے انھوں نے طارق بن زیاد کو کونٹ جولین کے ساتھ بھیجا کہ کنارے پر جا کر اسے بیان کی صداقت دریافت کرے طارق اسلئے کئی سو آدمی چار تاجروں کے جہاز پر سوار ہوئے۔ اور کونٹ جولین کی رہنمائی کے موافق ابنائے کو عبور کیا۔ اور کنارے پر فرود ہوئے۔ جہاں سے کونٹ جولین نے اپنے ساتھی اور دوستوں کو طلب کیا اور سب جزیرہ انحضرا میں کہ اب الجزیرہ کہلاتا ہے فراہم ہوئے یہاں بمقابلہ طارق کے جو کچھ کونٹ جولین نے کہا تھا اسکی تصدیق ہوئی اور ملک کی بغاوت

کا حال اور اپنی مستعدی بیان کی۔

طارق نے اندلس کے کنارے پر غارتگری کر کے وہاں کی دولت کا حال دریافت کیا۔ اور افریقہ کے کنارے بہت غنیمت اور قیدیوں کے ساتھ واپس آیا۔

موسیٰ کے آگے اس طرح نیا میدان جنگ پیش کیا کہ اس کے مسبق عقبہ نے گھوڑوں کو بحر اطلانتک کے پانی میں ڈال کر ٹھنڈی سانس لی تھی کہ افسوس اب آگے کوئی ملک فتح کے لیے باقی نہیں رہا۔ لیکن یہاں ایک دوسرا حصہ روئے زمین کا تھا کہ اہل اسلام کو فتحیابی کے واسطے طلب کرتا تھا۔ اس لیے موسیٰ نے سلطان ولید کو اسکا حال لکھا کہ

ایک ملک ہے جس میں بہت مالدار شہر ہیں۔ اپنی زمین کی زرخیزی اور آب و ہوا کی

خوبی میں شام کا مثل ہے۔ اپنے اعتدال میں زمین ہے اپنے پھولوں اور مصالحہ میں ہند

ہے۔ اپنے میوہ جات اور پیداوار میں حجاز ہے اور اپنی قیمتی کھانوں کے لیے کار خراج

ہے اور اپنے عمدہ بندر گاہوں کے باعث عدن ہے انھوں نے لکھا ہے کہ سننے اللہ

کی عنایت سے اقوام زرخش اور دوسری بربرہ کی قوموں کو مثل ناب و ضرار و

زاراوس و فرامودس کو جس کے مطیع کر لیا اسلام کا جھنڈا شہر طنجیس کی دیوار

پر نصب ہے وہاں سے اندلس صرف بارہ میل کے فاصلہ پر ہے صرف امیر المومنین کے

حکم کی دیر ہے۔ اور فاتحان افریقہ اس ملک میں عبور کرینگے اور سچے اللہ کا علم اور قرآن کا

حکم وہاں بھی پہونچا دیں گے۔

سلطان ولید بن عبدالملک کی حرات اس نئے قابل فتح ملک کی خبر سے بڑھ گئی

اس نے ایک حدیث پڑھی کہ حضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ ہمارے دین کا اجرا تھا کہ منہ

تک ہوگا اور اب اس نے موسیٰ کو برا اختیار دیا۔ کہ اس متبرک معرکہ کی طرف بڑھیں اور

اسلام کی تلوار جاہل ملک میں۔ اندلس کے یجاوین سلسلہ بحری میں مطابق سلسلہ

کے موسیٰ نے طارق کو تیس ہزار آدمی کا لشکر دیا۔ اندلس کی فتح کے واسطے

جہازوں میں سغانہ ہوئے۔ اور وہ کامیابی کے ساتھ لب ساحل فرود ہوئے اس خبر کو
یاکر شاہ روڈرک درادق بہت بڑے لشکر کے ساتھ مقابلہ کو بڑھا لیکن طارق
نے قبل مقابلہ کرنے کے جس جہاز پر آیا تھا۔ اس میں آگ لگا دی تاکہ لشکر کو آمیہ
واپسی کی نہ رہے۔ اور ان کو بڑی ہمت دلائی یہاں تک کہ دشمن سے مقام زرزین
مقابلہ ہوا۔ اور کئی روز کی سخت لڑائی کے بعد اسپر کامیاب ہوئے اور پورا اندلس کہ
اسپین یا اسپانیہ و سپانیول کا حصہ ہر مسلمانوں کے قبضہ میں در آیا اسکے بعد۔ طارق
تالیید و پیر کہ دارالامارت تھا بڑھا اور اسکو بھی قبضہ میں در لایا بلکہ صوگبات قسطلان۔
دیشیل اور لبنان بھی تصرف میں در آئے دوسرے برس موسیٰ خود بھی اس
جزیرہ نما میں آیا۔ اور جو قلعہ اور شہر فتح کرنے کو باقی تھے مفتوح کیئے اس ملک کے
لوگوں نے مابعد میں طریقہ اور وضع اہل عرب کی اختیار کی۔

ملک پرتگال بھی جسکو اہل عرب الغرب کہتے تھے رفتہ رفتہ قبضہ میں آگیا۔
اور یہ ملک بھی اس جزیرہ نما میں ہے اور ملک اسپانیہ سے مغرب ہے شہنہ بحری
میں مطابق سائنسہ کے ولید بن عبد الملک مرگیا۔

اسی سال حضرت امام زین العابدین بن حسین بن علی کرم اللہ وجہہ نے بھی وفات فرمایا

فصل تیسری

پیدائش امام زین العابدین علیہ السلام کی سن ۹۰ ہجری میں ۹ شعبان کو ہوئی آپ کو
علی اوسط بن حسین بن علی کرم اللہ وجہہ بھی کہتے ہیں امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ نے
اپنی خلافت کے زمانہ میں حریت بن جابر خفی کو خراسان کے بعض شہروں کا
حاکم مقرر کیا تھا۔ حریت کو یزد و جرد کی تین لڑکیاں مہربانو و ماہ بانو و شہربانو۔
قیمت میں ملین اسنے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں روانہ کیا۔ آپنے
فرمایا کہ یہ بادشاہ کی لڑکیاں ہیں مغز شخصوں کی خدمت میں ان کو دینا چاہیئے چنانچہ

مہربانو کو محمد بن ابی بکر کی زوجیت میں دیا اور ماہ بانو کو عبد اللہ ابن عمر رضی کی زوجیت میں دیا۔ اور شہربانو کو حضرت امام حسین علیہ السلام کی زوجیت میں دیا۔ اور انھیں سے امام زین العابدین پیدا ہوئے اور مہربانو سے قاسم بن محمد بن ابی بکر خیر التابعین ہوئے۔ امام زین العابدین کی پیشانی میں کثرت سجدے سے لکھا تھا۔ آپ بھی تابعین میں ہیں۔ آپ جب دمشق سے مدینہ میں آئے محمد بن علی کرم اللہ وجہہ جنکو محمد حنفیہ بھی کہتے ہیں وہیں تھے۔ امامت کے بارے میں ان سے ٹکراؤ ظاہر ہوئی دونوں صاحب مکہ میں آئے اور حجر اسود کو حکم بنایا۔ محمد حنفیہ نے حجر اسود کے سامنے ہاتھ اٹھا کر اپنا مدعا کہا۔ کچھ جواب نہ ملا جب امام زین العابدین نے ایسا کیا حجر اسود سے آواز آئی کہ وصایت اور امامت بعد امام حسین کے علی بن حسین ؑ کو پہونچی۔ محمد حنفیہ اس واقعہ کو دیکھ کر آپ کی امامت کے قائل ہوئے اور آپ کو زین العابدین بسبب کثرت عبادت کے کہتے تھے اور آپ کے مقامات لا تعد ولا تحصى تھے۔

ایک مرتبہ عبد الملک حج کے زمانہ میں مکہ میں تھا داخلہ کے لیے کئی مرتبہ کوشش کی اور باوجود خدم و حشم کے باریاب نہوا۔ وہ ایک بلند می پر جا بیٹھا پھر دیکھا کہ ایک شخص سادے لباس میں سبز عمامہ باندھے اور ایک نوکر آگے طر قوا ابن رسول اللہ کہتا چلا جاتا ہے اور لوگ ان کے لیے راہ کرتے ہیں یہاں تک کہ ان کے داخلے ہوئے مصاحبین عبد الملک کو نہایت تعجب ہوا کہ یہ کون باوجود خدم و حشم کے یہ بات نصیب نہ ہوئی۔ اور یہ کون شخص ہے کہ لوگوں نے اس قدر تعظیم کے ساتھ جگہ دی اپنے ایک مصاحب میں سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے اس کے مصاحبین میں فرزدق شاعر بھی تھے ان کو حب اہلبیت کا جوش ہوا اور کہا کہ یہ وہ شخص ہیں جنکو خانہ کعبہ پناہ ہے یہ وہ ہے جسکو زمزم جانتا ہے اور اسی قسم سے آپ کی منہ نظم میں بہت لکھی اور یہ قصیدہ زبان عربی میں مشہور ہے۔ اس بات سے عبد الملک نہایت ناخوش ہوا بلکہ فرزدق کو

تید کیا لیکن فرزدوق نے اس قصیدہ کو خلاصی کے بعد آپ کی خدمت میں پیش کیا اور صلاہ میں آپ نے اپنی چادر اور ستر بزار دینا رد کیا لیکن دینا لینے سے اسے انکار کیا اور چادر کو بطور تبرک کے اپنے کفن میں لے گیا۔ لیکن دینا بھر آپ نے بھیج دیا کہ اہلبیت کی بخشش نہیں پھرتی۔

آپ کی وفات کی تاریخ روز شنبہ عشرہ محرم ہی۔ آپ کے بیٹے محمد وزید و عمرو الاشراف و عبد الرحمن و سلیمان و عبد اللہ و علی و حسن اصرختے۔

باب تیرھواں

فصل پہلی

ولید بن عبد الملک کے بعد اسکا بھائی سلیمان بن عبد الملک دمشق میں جالشین ہوا اسوقت قیثمہ حاکم خراسان تھا اور سلیمان کی جالشین کے خلاف تھا اس لئے بغاوت کرنی چاہی خراسان کے امیر سلیمان کے موافق تھے اسلئے انھوں نے وکیع کو اپنا حاکم کیا اور قیثمہ کو مع اسکے خاندان کے مار ڈالا اسکا افسوس سلیمان کو ہوا۔

۹۷ھ ہجری میں سلیمان نے دمشق سے کوچ کر کے وابق میں کہ متعلقاً قسطنطنیہ کے تھانزول کیا اور مسلمہ بن عبد الملک اپنے بھائی کو سپہ سالار افواج جوارک مقرر کر کے قسطنطنیہ روانہ کیا اور بالیون نامے ایک شخص کہ آذربائیجان سے آیا تھا اور اسے فتح قسطنطنیہ کا بیڑا اٹھایا تھا مسلمہ کے ہمراہ گیا مسلمہ نے قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا اور لشکر کے واسطے بہت سا غلہ جمع کیا اور لوگوں کو حکم دیا کہ شہر کے باہر زراعت کوں محاصرہ طول ہوا وراہل شہر کے صلح چاہی لیکن مسلمہ نے نامنتظر کیا شہر کے باشندوں نے سب بالیون کو گھیر کر اگر تم ہمارے

بادشاہ ہوتو ہو قبول ہے۔ کوئی ایسا کام کر دے کہ اہل اسلام یہاں سے چلے جا دیں۔ اس سبب سے بالیون نے مسلمہ کو مشورہ دیا کہ تمہارے یہاں زراعت کرنے سے لوگ بچتے ہیں کہ ان میں حملہ آوردن کی بہادری نہیں ہے صرف محاصرے کو متحمل کرتے ہیں بہتر ہے کہ غلہ میں آگ لگا دو اور حملہ کرو۔ مسلمہ۔ اس فقرے میں آگے اور غلوان میں آگ لگا دی تیجھے اس بھید کو سمجھے تو بہت بچتا ہے اب رسد کی تکلیف ہونے لگی اور رومیون نے آتش افگنی کہ لوا بجا دھتی شروع کی جس سے مسلمانوں کا بہت نقصان ہوا۔ اسی اثنا میں سلیمان کے مرنے کا حال معلوم ہوا اور عمر بن عبد العزیز کا خط طلبی کا پہونچا اس سبب سے واپس آئے۔

قیس بن کعب خراسان کا حاکم یزید بن مہلب مقرر ہوا اس نے حاکم طبرستان سے کہ باغی ہو گیا تھا صلح کی اور حاکم جرجان اور دیان کے بہت آدمیوں کو قتل کیا اور بہت غنیمت حاصل کی پھر یہ خبر سلیمان کو متواتر پہونچی کہ وہ بغاوت پر آمادہ ہے اسکی معزولی کی فکر میں تھے کہ قضا کیا اور اپنا جانشین عمر بن عبد العزیز کو مقرر کیا اس شرط پر کہ وہ اپنے بعد یزید بن عبد الملک کو جانشین کرے سلیمان کا انتقال شہدہ ہجری میں مطابق سائے غم کے ہوا۔

فصل دوسری

عمر بن عبد العزیز بن مروان اپنے چچے بجائی کی جگہ جانشین ہوئے نہایت پرہیزگار اور عادل تھے۔ یہ حضرت عمر فاروقؓ کے بیٹے عاصم کے تائی تھے عاصم ان کی ماں کا نام تھا۔ عاصم کا عقد حضرت عمرؓ نے ایک گوالن کی لڑکی سے کر دیا تھا اور اسکا سبب یہ ہوا کہ اس زمانہ میں بھی لوگ دودھ میں پانی ملا یا کرتے تھے اور اس بار دودھ میں حضرت عمرؓ کی امتناع تھی۔ گوالن نے حسب دستور پانی ملا نا چاہا اسکی لڑکی نے منع کیا کہ خلیفہ کا حکم نہیں ہے۔ گوالن نے کہہ کہ خلیفہ کیا کھڑے دیکھتے ہیں۔

لڑکی نے کہا کہ خدا تو دیکھتا ہے اور حضرت عمرؓ اس کے زبردیوار خود کھڑے اور سنتے تھے اس لڑکی کی فہم کی تعریف کی اور اپنے بیٹے کا حکم سے عقد کا پیغام کیا اور کر دیا۔

عمر بن عبدالعزیز عبدالملک کے داماد بھی تھے۔ اس کی بیٹی فاطمہ بیباہی تھیں کہیں خلافت کو خلافت راشدہ کا شعبہ بتاتے ہیں۔ یہ جب خلیفہ ہوئے اپنا کل مال اور اپنی بی بی کا مال بیت المال میں داخل کیا۔ اور نہایت عسرت سے گزارنے لگے اور عیش و عشرت سے نفرت رکھتے تھے انھوں نے باغ فدک جسکو نبی اُمیہ نے غصب کیا تھا پھر اہل بیت کے حوالہ کیا۔ اور حضرت حسن ثنی کی اولاد اس پر قابض رہی بعد تخت نشینی کے اپنے ہی جھوٹے من رہے۔ لیکن جب خاندان سلیمان نے بخوشی ایوان شاہی کو خالی کیا۔ تب اس میں گئے۔ ہمیشہ دیوان تحقیقات مظالم میں بغیر فرش کے زمین پر بیٹھتے تھے۔ ہر چند لوگوں نے کہا کہ فرش بچھو ایسے والا ہیبت اور شوکت خلافت کی باقی نہ رہے گی۔ آپ نے قبول نہ کیا کہتے ہیں کہ خلافت سے پیشتر وہ نہایت عظم و شان کے ساتھ رہتے تھے۔ بعد خلافت کے اہل و عیال سے کہا کہ اگر فقر اور درویشی سے بسر کرنا ہو تو میرے ساتھ رہو۔ والا سب رخصت ہو جہاں چاہو جاؤ۔ بھون لے رونا شروع کیا کہ ہکو مفارقت آپ کی منظور نہیں انکی زوجہ کتنی تھیں کہ وہ اپنے گھر کے خرچ کے واسطے بیت المال سے صرف دو درہم روز لیا کرتے تھے۔

آنھوں نے یزید بن مہلب حاکم خراسان کو کہ جرجانیوں پر ظلم کیا تھا اور قصد بغارت کا رکھتا تھا و مشق میں طلب کیا۔ اور محاسبہ غنیمت اس سے طلب کیا اور نہیں دینے پر اسکو قید کیا۔ اور اسکی جگہ جراح ابن عبداللہ کو حاکم مقرر کیا اور مسلمہ کو قسطنطنیہ سے طلب کیا۔

انھیں کے زمانہ سلطنت میں اہل اسلام ملک اسپین سے عبور کر کے فرنگستان میں
یعنی فرانس میں پہنچے۔ اسپر حملہ کیا۔ اور قریب تکت ملک کے لے آیا اور انھیں اہل
فرانس نے طریقہ اور وضع عرب کی اختیار کی۔ یہ واقعہ ۴۹۹ھ ہجری میں مطابق ۱۱۰۵ء
کے پیش آیا۔

عمر بن عبد العزیز نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی بدگوئی کو کہہ کر خطبہ میں جمعہ کے
امیر معاویہ بن ابی سفیان کے زمانہ سے پڑھی جاتی تھی برابر موت کرائی۔
یہ نہایت منصف مزاج اور ہر دل عزیز تھے۔ لیکن انکی خلافت کا زمانہ صرف دو برس
چلے گئے تھے۔ انکا انتقال ۱۱۰۵ھ ہجری میں مطابق ۱۱۰۵ء کے ہوا۔ بنی امیہ نے
انکو ایک لونڈی کی معرفت زہر دیا۔

فصل تیسری

۱۱۰۵ھ ہجری میں یزید بن عبد الملک و مشق میں تخت پر بیٹھا۔ اس کے وقت
میں یزید بن مہلب جسکو عمر بن عبد العزیز نے قید کیا تھا۔ قید خانہ سے بھاگا
اور بصرہ پہنچا۔ جہاں اس کے سب اقربا جمع تھے۔ قوت پاکر ندی بن اربط
حاکم بصرہ کو قید کر لیا۔ اس خبر کو یزید نے اپنے بھائی مسلمہ کو اسد کو اسلئے
تعمینات کیا ابن مہلب کچھ شکر کے ساتھ مقابلے کو آیا اور ہلاک ہوا۔ اس کے خاندان
کے بہت لوگ بھی قباد ہوئے۔ یزید بن عبد الملک یزید بن معاویہ کا نانا تھا کیونکہ
عبد الملک یزید بن معاویہ کا داماد تھا۔ اس شخص کی سلطنت ۷۰۰ سال چار برس رہی
۱۱۰۵ھ ہجری میں مطابق ۱۱۰۵ء کے یزید نے انتقال کیا اور بنی جبکہ ہشام
بن عبد الملک اپنے بھائی کو نامزد کیا۔

فصل چوتھی

یزید بن معاویہ ہشام بن عبد الملک و مشق میں تخت نشین ہوا

جو کہ جراح ابن عبداللہ کہ حاکم خراسان تھا ماکہ ترکستان مقرر ہوا تھا اس کی جگہ عمرو ابن ہیر و کو بیٹھ گئی۔ لیکن ہشام نے عمرو ابن ہیر و کو خراسان کی حکومت سے معزول کر کے خالد بن عبداللہ کو خراسان اور عراق کا حاکم مقرر کیا جس نے اپنے بھائی اسد کو اپنا نائب خراسان میں متعین کیا۔ اس نے غور کو فتح کیا۔ اور خود خالد نے گرجستان اور چراکسہ کو فتح کیا ہشام کے وقت میں رومیوں نے قیساریہ کو رفتہ لے لیا۔

ان کے مقابلہ کو مسلمہ بھیجے گئے مائخون نے رومیوں کو شکست دی اور قیساریہ پر قبضہ کر لیا۔ مسلمہ ہجری میں مطابق سن ۷۳۳ء خاقان چین نے تین لاکھ آدمیوں سے اپنے بیٹے کو ملک حوز کی مدد کے لئے روانہ کیا جسے ترکستان پر حملہ کیا۔ اس حملہ کی حکومت اس وقت جراح بن عبداللہ کے ہاتھ میں تھی اس نے اہل چین کے ساتھ کئی لڑائیاں لڑیں آخر میں کئی ہزار آدمیوں کے ساتھ مار گیا۔ جب اس واقعہ کی خبر ہشام بن عبدالملک کو پہونچی بہت متروہ ہوا اور سعید ابن عمرو کو قوی لشکر کے ساتھ دشمن کے روکنے کے لئے روانہ کیا سعید جب بیلقان کے قریب پہونچا اسکو معلوم ہوا کہ دشمن نے کسی قلعہ کا محاصرہ کیا ہے اس نے اپنے پہونچنے کی خبر وہاں بھیج دی۔ یہ لشکر دشمن ارد بیل کی طرف ہٹا ہوا اور قلعہ کے دو ہزار مسلمان سعید سے آئے۔ دوسری خبر یہ آکر کہ دشمن کے کئی ہزار آدمیوں نے پانچ ہزار مسلمانوں کو کسی جگہ گرفتار کیا ہے۔ سعید نے اس جگہ پہونچا اور قیدیوں کو رہا کر کے اپنے لشکر میں داخل کیا۔ اور اسے دشمن کے بہت آدمی تہ تیغ کیے۔ اور اپنے فتح پائی اور بہت فہیمت ہاتھ آئی۔ دوسری لڑائی میں سعید نے دشمن کے آٹھ ہزار آدمی کو شکست دی۔ تیسری لڑائی میں خاقان چین کو بیٹا چالیس ہزار آدمیوں سے مقابل ہوا اور آخر میں اسے بھی شکست اٹھانی اور اس قدر فہیمت ہاتھ آئی کہ جب

ہشام نے اپنے بقیہ چالیس ہزار شکاریوں میں اسکو تقسیم کیا۔ تو فی کس سات سو دینار حصہ ملا۔ اسی عرصہ میں مسلمانوں نے ملک فرانس میں فتوحات کو بڑھایا بلکہ عبدالرحمن سالار لشکر نے وسط فرانس پر حملہ کیا اور خاص دارالامارت پر قبضہ کر لیا۔ لیکن نواب فرنک جسکا نام چارلس تھا اور ابعدین اس کا لقب چھوڑا۔ ہوا۔ سال ۱۲۰ھ ہجری میں ملک جرمنیہ پر اقتدار پا کر عبدالرحمن سے مسئلہء عین مقابل ہوا اور عین لڑائی میں عبدالرحمن کو مع افواج کثیرہ کے شہید کیا۔ اس تاریخ سے ملک مشرق فرانس مسلمانوں کے قبضہ سے نکل گیا۔ اور اس طرف اسلامی لشکر کے بڑھنے کی نوبت بھر آئی۔ اب ہشام نے اپنے بھائی مسلمہ کو شیروان اور آذربائیجان کا امیر مقرر کیا۔ انھوں نے در بندہ کو عبور کر کے جسکو حضرت عمرؓ کی خلافت میں عبدالرحمن ربیعہ نے عبور کیا تھا دشت قبیاق میں پہنچے اور ان پر فتح حاصل کر کے واپس آئے ہشام نے عبداللہ ابن نجاب کو حاکم افریقہ مقرر کیا جسے سوڈان کے کئی شہر فتح کیے معاویہ اور سلیمان ہشام کے بیٹوں نے بھی ردیون پر کامیابی حاصل کی اور اسد حاکم خراسان نے ترکوں پر کچھ دی فتح حاصل کی مسئلہ ہجری میں مطابق مسئلہ ۷۰ کے نصر سیار خراسان کا حاکم مقرر ہوا اسی سال زید بن امام زین العابدینؑ سے چالیس ہزار کوفیوں نے بیعت کی کہ شیعان علی کہلاتے تھے۔ اور جب آپ نے خروج کیا تو صرف پانچ سو آدمی رہ گئے بھون نے چھوڑا ان سے آپ نے فرمایا تو مضمونی یعنی اسے قوم تم نے ہکو چھوڑا اس تاریخ سے چوڑنے واسے رافضی کہلائے۔

انھوں نے آپ صرف پانچ سو آدمی سے لڑے اور شہید ہوئے ان کے بیٹے یحییٰ خراسان کی طرف چلے گئے مسئلہ ہجری میں قریب بیس سلطنت کر کے ہشام نے انتقال فرمایا۔

اسی کے عہد میں حضرت امام محمد باقر اور حضرت حسن بصری اور حضرت قاسم بن محمد اور حبیب عجمی نے انتقال کیا انکا ذکر علحدہ فصل میں بنی امیہ کی خلافت کے خاتمہ میں لکھا جائیگا۔

فصل پانچویں

بعد مرنے ہشام کے ولید ابن یزید بن عبدالملک اسی سال تخت نشین ہوا اسکی سلطنت کے زمانہ میں یحییٰ بن زید قوم خزعی افغانی کے ساتھ لڑ کر شہید ہوئے یہ ولید ثانی نہایت عیاش اور یار باش تھا۔ اس لیے اہل دمشق نے اسکو نالائق سمجھ کر تخت سے اتار دیا اور یزید بن ولید تخت نشین ہوا اور ولید کو مار ڈالا۔ یزید بن ولید ۲۴ھ ہجری میں مطابق ۶۴۵ء عیسوی کے تخت پر بیٹھا اور چھ مہینے سلطنت کر کے مر گیا۔ اپنا جانشین اپنے بھائی ابراہیم بن ولید کو مقرر کیا۔ ابراہیم دمشق میں تخت نشین ہوا۔ لیکن اس کے چچا مروان بن محمد مروان نے کہ حاکم ارمینہ تھا۔ ولید کی برطرفی سے ناخوش ہو کر فوج کشی کی اور میدان جنگ میں اسکو شکست دی اور مار ڈالا۔ اور خود دمشق کا بادشاہ ہو گیا۔

فصل چھٹوں

اسی مروان کو مروان چارہ کہتے ہیں۔ اسکی تخت نشینی بھی ۲۴ھ ہجری میں ہوئی۔ اسکی سلطنت کے زمانہ میں کوفیوں نے اپنے حاکم عبداللہ بن عمرو سے ناخوش ہو کر عبداللہ بن مروان بن عمرو بن عبداللہ بن جعفر طیار کو اپنا حاکم مقرر کیا۔ لیکن جب عبداللہ بن عمرو نے اسے مقابلہ کیا تو انکو شکست ہوئی اور کوفیوں کے مشورے سے وہ مدائن گئے اور وہاں سے حلوٰں پہنچے اور اسے قبالہ میں ہو گئے۔ اور عبداللہ بن مروان بھی انکے تعزیت میں در آیا۔ ۲۶ھ ہجری میں مطابق ۶۴۶ء کے امام ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ

بن عباس نے کہ حضرت صلعم کے بنی علم تھے اور جنہوں نے عمرو بن عبد العزیز کے زمانہ خلافت سے بیعت لینی شروع کی تھی اور ایک خط ایک شخص کو جس کا نام ابو مسلم مروی تھا لکھا کہ تم اپنے کو امیر خراسان و خوارزم ظاہر کرو اور ان ملکوں کو اپنے حکم کی بجا آوری میں مخاطب کرو۔

سلسلہ ہجری میں مطابق ۱۱۷ھ کے ایک خط نصر سیار کو ابو مسلم مروی نے لکھا کہ ہم کو امیر خراسان سمجھو اسکے جواب میں نصر سیار حاکم خراسان نے اپنے غلام یزید کو ابو مسلم مروی کی تنبیہ کے لئے کچھ لشکر کے ساتھ روانہ کیا ابو مسلم نے اپنے ساتھیوں سے اسکا مقابلہ کیا۔ اسکو شکست دی۔ زخمی کیا۔ اور قید کر لیا۔ ابو مسلم نے اسکے زخم کو چنگا کر کے واپس جانے کی اجازت دی۔ اسی درمیان میں۔ عبداللہ بن مروان نے جنکے قبضہ میں ہمدان اور اصفہان تھا شکست اٹھائی اور اپنے بھائی حسن۔ اور یزید کے ساتھ ہرات پہنچے وہاں کے حاکم نے ترغیب ابو مسلم ان کو مار ڈالا۔

سلسلہ ہجری میں مطابق ۱۱۸ھ کے علی خدیج حاکم عراق۔ اور نصر سیار سے نزاع ہوئی۔ اس پر خدیج نے مرو کو لے لیا اس خبر کو شکر ابو مسلم ماخان سے حملہ آور ہوا اور مرو کو اس سے چھین لیا جب نصر نے یزید بنی ہاشم کا جہان بیمار ہو کر مر گیا۔

ابو مسلم نے اپنی حکومت کی جگہ مرو کو قائم کی اور وہیں رہا اور قحطیہ کو اپنا سالار شکر کیا اور ملک کی فتوحات کے لئے روانہ کیا قحطیہ نے پہلے طوس پر قبضہ کیا تب۔ جرجان پہنچا جہان ہزار جرجانیوں اور شامیوں کو قتل کیا تب نے اپنے بیٹے کو سنے کی طرف روانہ کیا اور خود عراق عجم کی طرف چلا داؤد اور عامر سالار۔ مروان حمار مقابلہ کو آئے اور اصفہان کے اطراف میں سخت لڑائی ہوئی۔

اور دونوں کو شکست ہوئی عامر مارا گیا۔ داؤد بھاگا مروان کے دوسرے سالار یزید نے حلوان میں فوج فراہم کی دریائے فرات کے عبور کرنے میں قحطیہ کی جان گئی۔ لیکن اسکے لشکر نے فتح حاصل کی اسکے بیٹے حسن کو سالار شکر کیا اور سلسلہ ہجری میں مطابق ششہ کے حسن کوفہ میں داخل ہوا اور ابو مسلمہ سے کہ حامی عباسیوں کا تھا ملاقی ہوا۔

مروان حمار کو جب امام۔ ابراہیم کے خط کا حال کہ بنام۔ ابو مسلم لکھا تھا۔ معلوم ہوا انکو قصبہ۔ حمیمہ میں گرفتار کیا۔ اور قتل کیا انکے تینوں بھائی۔ ابو العباس و ابو جعفر منصور و عبداللہ فرار ہو کر کوفہ پہنچے اور ابو مسلمہ کے گھر میں پناہ گزین تھے ابو مسلمہ نے پہلے خاندان علی سے تخت نشین کرنا چاہا اور حضرت امام جعفر صادق اور عبداللہ بن علی بن حسین اور محمد بن عمرو بن علی بن حسین کو لکھا انھوں نے نامنظور کیا۔ تب۔ ابو العباس کو تخت نشین کیا انھوں نے اپنے چچا۔ داؤد کو حاکم کوفہ مقرر کیا۔ اور دوسرے چچا۔ صالح کو ابو عون کے ساتھ مروان کے مقابلہ کو بھیجا۔ اور اسکو شکست ہوئی۔ مروان مصر کی طرف بھاگا۔ اور مارا گیا۔ خلافت بنی امیہ ختم ہوئی۔ لیکن اس خاندان کا نشان ششہ ہجری تک اسپانیہ میں رہا۔ اس لئے اسکو بھی سلسلہ کی نظر سے پہلے ہی ذکر کرتے ہیں تب خلفائے عباسیوں کا حال لکھا جائے گا۔

فصل ساتویں

حضرت امام محمد باقر بن امام زین العابدین علیہ السلام بروز جمعہ غرہ رجب کو۔ ششہ ہجری میں پیدا ہوئے۔ آپکی والدہ کا نام ام عبداللہ بنت امام حسن تھا آپکے کمالات اور مناقب بہت ہیں حضرت جابر بن عبداللہ صحابی نقل کرتے ہیں کہ ایک زمین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا یا ایہ جابر

شاید تو ایک کو میرے فرزندوں میں سے کہ اسکا نام محمد بن علی بن حسین ۴ ہوگا۔
 اور اللہ تعالیٰ اسکو نور اور حکمت دیگا دیکھے۔ میرا سلام اسکو پہونچا۔ میں نے سلام آپکا
 انکو پہونچایا۔ اور انھوں نے فرمایا وعلیہ السلام۔ اور ابوالمبصر سے روایت ہے کہ
 ایک روز ہم نے حضرت امام سے پوچھا کہ آپ زیت رسول اللہ صلعم سے ہیں انکے
 علم کا میراث پایا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں میں نے کہا کہ آپکی دعائے مردہ زندہ اور
 اندھا آنکھ والا اور کوڑھی شفا پا سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ اور ایک ہاتھ میری
 آنکھوں پر کہ نابینا تھیں ملا۔ میری آنکھیں روشن ہو گئیں اور میں نے زمین و آسمان دیکھے
 پھر آپ نے آنکھوں پر ہاتھ پھیرا اور بدستور نابینا ہو گئیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تو چاہتا ہے
 کہ بہشت میں عیاب داخل ہو قسمت پر قانع رہ۔ میں نے اسی کو منظور کیا۔ آپ کی
 وفات ۵۷ برس کی عمر میں ہوئی۔ ششم ذی الحجہ ۳۲۱ھ مدینہ اور جنات البقیع میں قریب
 قبر امام حسن علیہ السلام کے دفن ہیں۔ آپ کے چھ بیٹے تھے جعفر علیہ السلام۔ ابراہیم
 رضا و علی وزید اور دو بیٹیاں زینب اور ام سلمہ بچیں۔

فصل آنکھوں میں

حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتے تھے۔
 انکی تعلیم فقہ میں حضرت عائشہ صدیقہ سے تھی۔ اور کبار تابعین سے ہیں اور
 باطنی کی تعلیم حضرت سلمان فارسی سے تھی کہ جنگی تکمیل حضرت صدیق اکبر
 رضی اللہ عنہ سے ہوئی تھی۔ اور یہ مدینہ کے نقباء سبعہ سے تھے۔ اور امام مالک نے
 اپنے مؤطا میں اکثر احادیث انکے شاگردوں سے روایت کی ہے یحییٰ ابن معاذ فرماتے تھے
 کہ میں نے مدینہ میں ان سے افضل کسی کو نہ پایا۔ اور زیاد سے روایت ہے کہ میں نے ان سے
 زیادہ عالم کسی کو نہ دیکھا اور عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اگر معاملہ خلافت کا
 میرے اختیار میں ہوتا تو میں انکو خلیفہ مقرر کرتا۔ آپکی وفات شہدہ ہجری میں ہوئی آپ کے

عما جزاؤں سے۔ عبد الرحمن اور محمد تھے۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ آپ کے نواسے تھے۔ اور آپ کے فیض باطنی سے معمور تھے۔

فصل نوین

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ بہترین تابعین سے ہیں۔ انکی ولادت سلسلہ صحابہ میں تھی۔ ان کی ماں حضرت ام سلمہ کی موالی سے تھیں۔ اور حضرت ام سلمہ نے اپنا دودھ ان کے منہ میں دیا اور انھوں نے طفلی میں حضرت عمر کی زیارت مع ایک سو تیس صحابہ کے کی تھی۔ جن میں شتر صحابہ اہل بدر سے تھے۔ ان کو حسن لوہا میں لیے کھتے ہیں کہ گوہر فرشتی کرتے تھے۔ انھوں نے ایک کوزہ پانی کا جس میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا جھوٹا تھا پی لیا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ اس میں جو پانی تھا کس نے پیا جسے پیا اسکو میرا ایسا علم لدنی ہوگا۔ حضرت حسن بصری نے کہا کہ میں نے پیا۔ آپ ان سے بہت راضی ہوئے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے وعظ لوگوں کا بصرہ میں سنا۔ لیکن حضرت حسن بصری کی تعریف کی حضرت حسن بصری نے انتساب فیوضات باطنی کا حضرت علی سے کیا۔ لیکن تکمیل آپ کی حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے ہوئی اور حسن بصری سے لوگوں نے سوال کیا کہ مسلمان کیا ہے اور مسلمان کون ہیں انھوں نے فرمایا کہ مسلمان قبرین میں ہیں اور مسلمان کتاب میں ہے۔ پھر لوگوں نے کہا کہ اسے شیخ ہمارا دل سویا ہے کہ آپ کی باتیں اس میں اثر نہیں کرتی ہیں ہم کیا کریں آپ نے فرمایا کہ اگر سویا ہوتا تو بہتر تھا کہ بلائے سے جاگتا تھا۔ اول مرد وہے کہ ہر چند بلائے میں نہیں جاگتا ہے انکی عمر نواستہی برس کی ہوئی اور سلسلہ صحابہ میں وفات پائی۔ رجب کی پانچویں تھی۔ اور قبر کی قدیم بصرہ میں ہے۔ آپ کے کامل مریدوں سے حضرت عبد اللہ بن زید تھے کہ فضیل عیاض کے پیر تھے اور مالک دینار بھی انکے فیض یافتہ تھے اور مالک دینار کی قبر دھن میں ہے۔ انکی نقل مشہور ہے کہ کشتی پر جاتے تھے اور کچھ پاس نہ تھا

ملاحون نے خوب مارا مچھلیوں نے اپنے اپنے منہ میں دینار دکھایا۔ ایک س من سے لیکر ملاح کو دیا۔ اسی سبب سے مالک دینار نام پڑا۔

فصل دسویں

حضرت حبیب عجمی بھی تابعین سے تھے اور حضرت حسن بصری کے مرید تھے انکی اصل فارس تھی۔ سنیئے عجمی کہتے ہیں علاوہ حضرت حسن بصری کے اور بھی ائمہ اہلبیت اور مشائخ کبار کا فیض پایا ہے۔ انکی نقل مشہور ہے کہ ایک خونی کو دار پر کھینچا اور متواتر لوگوں نے اسی رات اسکو خواب میں دیکھا ہے کہ بہشتی کپڑا پہنے ہے اور بہشت میں سیر کرتا ہے لوگوں نے اس سے پوچھا کہ تو خونی تھا تجھکو یہ مرتبہ کیونکر حاصل ہوا اسنے جواب دیا کہ جب میں دار پر چڑھایا جاتا تھا حبیب عجمی کا بھی گذر ہوا۔ اور انھوں نے میرے حق میں دعا کی جس سے ہمکو یہ مرتبہ ملا۔ اس تاریخ سے لوگ انکے بہت معتقد ہوئے انکی وفات ۱۱۲ھ ہجری میں ہوئی حضرت داؤد طائی اور شفیق بلخی انکے صحبت یافتہ ہیں حضرت شفیق بلخی امام موسیٰ کاظم کے مرید تھے انکی وفات ۱۹۲ھ میں اور داؤد طائی کی وفات ۱۹۵ھ ہجری میں ہوئی خلفائے بنی اُمیہ کا حال اور انکے زمانہ کے بزرگوں کا حال ختم ہوا۔

اب یہاں ان بادشاہوں کا حال لکھا جاتا ہے جو خاندان بنی اُمیہ سے علاقہ رکھتے ہیں اور انھوں نے ملک اسپانیہ میں مشنہ ہجری تک حکومت کی اور اسکے کئی پشت کے بعد اسلام کا نام زبان سے مٹ گیا اور اب عیسائی کفار وہاں حکمران ہیں فاعتبروا یا اولی الابصار۔

باب چودھواں

بہا اعمد سلطنت اسلامی اسپانیول کا زیر فرمان خلفائے بنی اُمیہ دمشق کے

سنتہ ہجری یعنی سنتہ ۶۰۰ سے لغایت سنتہ ہجری ۷۵۰ تک رہا جس میں اکیس امیر مقرر ہوئے جسکا تقرر والی مصر اور افریقہ کی طرف سے ہوتا تھا مگر بلاشبہ خلیفہ کی منظوری سے استحکام ہوتا تھا۔ اور اکثر یہی ہوا کہ وہاں کے مسکان اہل اسلام کے انتخاب سے برضا مندی سپہ سالاران فوج کوئی امیر منتظم مقرر ہوا۔ پھر خواہ دار الخلافت سے یا والی افریقہ کی طرف سے وہی بحال رہا۔ یا دوسرا کوئی امیر مامور ہوا۔ ان اکیس امراؤں میں جو چھیالیس برس کے عرصہ میں وہاں مامور ہوئے۔ بعض بڑے منتظم اور بارعب اور شوکت تھے جیسے موسیٰ ابن نصیر کہ ولید ہی کی خلافت میں مرا اور اس کے بعد اس کا بیٹا عبدالغریز کہ دو برس وہاں حکمران رہا اور اسکو سلیمان بن عبدالملک نے جامع سویلی میں قتل کرایا جبکہ وہ غافل تھا اور عبدالرحمن جس نے ملک فرانس پر قبضہ کیا تھا ان لوگوں نے ممالک فرنگ اطالیہ کے مسخر کیے۔ بڑے بڑے معرکے جنگ کے ان سے واقع ہوئے بعض معرکوں میں شکست بھی ہوئی کہ وہ نئے ممالک مسخر کیے ہوئے نکل گئے بعض افسر بے مقرر ہوئے کہ سخت غیر منتظم تھے اور ارباب فوج اور مسکان اہل اسلام ان کی حکومت سے بسبب ظلم و ستم کے ناراض تھے۔ اخیر اس عہد میں یہ نوبت پہنچی کہ آپس میں جنگ و جدل شروع ہوئی حکومت وہاں کی ضعیف ہو گئی اہل فرنگ جنھوں نے کوستانوں کو اپنا مامن کیا تھا۔ اپنی مقبوضات کی سرحد کو بڑھانے اس عہد میں شہر سویلی دسویلیش دارالامارت تھا۔

باب پندرھواں

فصل پہلی

اب وہاں دوسرا عہد شروع ہوا جسکی ابتدا سنتہ ۶ یعنی سنتہ ہجری سے ہوئی۔

اور سب سے پہلے یہ سب سے جب خلافت خلفائے نبی امیہ کی تمام ہوئی
اور خلفائے عباسیہ مسلط ہوئے خاندان نبی امیہ کے چھوٹے اور بڑے ہر جگہ اور ہر مقام پر
قتل کیے گئے ہنجامان کے عبدالرحمن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک
ہی تھے یہ سب سے عین جب عباسیوں کا زور ہوا و مشرق سے بھاگے چند سے
مالک مصر اور بربروین آوارہ پھرتے رہے اور شروع ۵۵۵ء میں دریا کی
راہ سے اسپانیہ (اسپانیول) کے کنارے پہنچے چونکہ وہاں کے مکان اہل اسلام
عباسیوں کے تسلط سے ناراض تھے انھوں نے عبدالرحمن کے آگے کو
غیبت تجا اور اپنا حاکم ان کو مقرر کیا عباسیوں کے سپہ سالاروں سے
اور عبدالرحمن سے دو لڑائیاں ایک مئی اور دوسری ستمبر میں ۵۵۶ء میں۔
ہوئی اور دونوں میں عبدالرحمن کامیاب ہوا اس نے دسمبر ۵۵۶ء میں قرطبہ۔
آکر دو گودارا لامارت بنایا اور اس میں شان و شوکت سے داخل ہوا اسی لیے
اس کا لقب۔ الداخل ہوا اور یہ سلطنت اسپانیہ مالک شرقیہ اسلام سے
منفک ہو گئی کہ باعث عدم کامیابی ترقی اسلام کا فرنگستان میں ہوا اور عبدالرحمن
جو بائیکاہ مستقل ہوا لیکن اطلاق فقط خلیفہ اور امیر المؤمنین کا اہل اسلام نے کہ
ان کے معین تھے مناسب نہ جانا۔ اس واسطے کہ دو خلیفوں کا ایک وقت میں ہونا
خلافت شریعت جانتے تھے صرف وہ خلیفہ زادے کہلاتے تھے انکی حکومت اور
سلطنت بہت دراز ہوئی بہت خوب انتظام انھوں نے کیا اہل فرنگ کہ حکومت
اسلام کے ضعف کے سبب سے ہناڑوں سے اترائے تھے پھر نکال دیے گئے
شہر قرطبہ کی آبادی بہت بڑھ گئی۔ گرداسکے حصار بنایا گیا اور آبادی اس کی بہت
میں درختوں کے ساتھ ہوئی۔ نہر کے ذریعہ سے تمام شہر میں پانی پہنچایا گیا بہت
بڑی جگہ مسجد بنانا انھوں نے شروع کی۔ خرما اور انار کے درختوں کی

ایک ایسے ممالک میں جہاں کی آب و ہوا اسکے مخالف تھی علم فلاح کی تدابیر موثرہ ہونے لگی کہ اب وہاں بہت پیدا ہونے لگے ہر طرح کے علوم اور صنائع کو اب ترقی دی ایسا بڑا غمزدہ اور منتظم بادشاہ انتیسویں ہجری ۶۷۰ میں جو تیس سال تک مہینہ حکومت کر کے قضا کر گیا مطابق مسئلہ ہجری کے یہ بادشاہ عالم اور عادل تھا لکھتے ہیں کہ ان کے بیٹے بیٹے تھے۔ انھیں نے سب سے چھوٹے بیٹے کو ولیعہد مقرر کیا تھا کہ ان کی وصیت کے باعث بادشاہ ہوا۔

فصل دوسری

دوسرا بادشاہ قرطبہ کا ہشام بن عبدالرحمن تھا ان کی سلطنت اگرچہ بہت منتظم اور آسائش کی تھی مگر زمانہ انکی حکومت کالم تھا۔ ہشام کے دو بھائیوں نے یعنی سلیمان بن عبدالرحمن اور عبداللہ بن عبدالرحمن نے باپ کی وصیت ہشام کے ولیعہد کرنے کو موجب اپنی حق تلفی کا تصور کر کے آمادہ لڑائی کے ہوئے مگر کئی لڑائیوں میں ان کو ہزیمت ہوئی آخرش مجبور ہو کر ہشام کی اطاعت قبول کی۔ اور ان کے ہاتھ پر بیعت کی اہل فرنگ سے بھی ہشام کو بڑا بڑا فائدہ ہوا کہ وہ کامیاب ہوا قوم ہرمیوڈ و اور قوم ڈیکان کو بادشاہ اکسٹوریا کا ایسا وزیر اور مجبور ہوا کہ مسئلہ ۶۷۰ مطابق مسئلہ ہجری میں اطاعت کا عہد نامہ نہایت ذلت کے ساتھ لکھا اور دستخط کیا ہشام کے لشکر کے سپہ سالاروں نے مسئلہ ۶۷۰ اور ۶۷۱ میں مطابق مسئلہ ہجری کے فرانس کے ملک پر یورش کی شہر مشہور اور سمور مالدار نابونی پر قابض ہو گئے۔ اسکو خوب لوٹا اور سارا شہر جلا دیا اور وہاں سے آگے بڑھے کاماسون میں ڈیوک دیویم شارلمان بادشاہ فرنگ کا نائب بڑے لشکر کے ساتھ مدافعت پر آمادہ ہوا بڑے گھمنان کی لڑائی ہوئی آخرش ولیم کو شکست ہوئی اور اسلام کے سپہ سالاروں کو بہت غنیمت ہاتھ آئی لیکن ان کو لکھتے قابض رہے

واپس چلے آئے ہشام نے باخوان حصہ اس قیمت کے مال کا کہ فرانس کے مالک سے ہاتھ آیا۔ جامع مسجد قرطبہ کی تعمیر میں جسکی بنیاد اسکے باپ عبدالرحمن اول نے ڈالی تھی صرف کیا اور انھوں نے ۳۹۶ھ میں قضا کی مطابق ۳۸۷ھ ہجری کے قریب نو برس کے حکومت کی۔

فصل تیسری

تیسرے بادشاہ قرطبہ کے حکم بن۔ ہشام بن عبدالرحمن اول تھے کہ بعد اپنے باپ کے بادشاہ ہوئے۔ انکی کنیت ابوالعاصی تھی رانکی سلطنت میں بہت مفسد برپا ہوئے۔ بجز درجائشی حکم کے اسکے دونوں چچا۔ سلیمان اور عبداللہ دونوں بیٹے عبدالرحمن کے ہر سلطنت کے دعویدار ہوئے۔ اور بغاوت پر آمادہ ہوئے جس میں سلیمان قریب شہر والنشیا کے ۳۹۷ھ میں لڑائی میں مارا گیا اور حکم نے عبداللہ کا تصور معاف کیا اس شرط پر کہ وہ افریقہ میں سکونت کرے حکم نے محمد بن رعایا نے دو قدر کئے ایک ۳۹۸ھ میں مطابق ۳۸۹ھ ہجری کے شہر تولیدو میں اور دوسرا ۳۹۹ھ ہجری میں مطابق ۳۹۰ھ کے خاص قرطبہ میں ان دونوں غدروں میں حکم نے نہایت ظلم کیا ۳۹۹ھ میں حوالی قرطبہ میں کچھ تھوڑا سا بلوہ ہوا۔ اس جیلہ سے تمام شہر ویران کر ڈالا گیا۔ قریب چالیس ہزار آدمیوں کے وہاں سے افریقہ میں جلا وطن کئے گئے۔ ان میں سے ایک جماعت کثیرہ مصر کے مالک میں جلی گئی۔ اور جزیرہ کریٹ اور صقالیہ پر قابض ہو گئی۔ کہ ۳۹۹ھ تک ان پر قابض رہے بلکہ یہی لوگ تھے کہ شہر رومہ کبرا پر اطالیہ میں حملہ آور ہوئے اسکو تباہ کیا ۳۹۹ھ میں حکم ان مظالم کے بعد مر گیا۔ مطابق ۳۹۹ھ ہجری کے انکی حکومت ستائیس برس ایک مہینہ پندرہ روز رہی۔

فصل چوتھی

قرطبہ کا چوتھا بادشاہ عبدالرحمن بن حکم بن ہشام تھا اسکو عبدالرحمن دوم اور عبدالرحمن اوسط بھی کہتے ہیں عبداللہ بن عبدالرحمن کہ ممالک افریقہ میں نظر بند تھا۔ انھوں نے پھر ممالک مغربیہ میں شورش کی مگر رٹائی میں انکو شکست ہوئی عبدالرحمن دوم اہل فرنگ اور عیسائیوں کے معاملات میں بہ نسبت اپنے باپ اور دادا کے زیادہ کامیاب رہا ۳۷۲ء میں شہر اور ممالک پارسینو قوم فرنگ سے پھر چھین لیا۔ ۳۷۳ء میں اہل اسلام کے جہازات کے بڑے نے حوالی بندر مارسنس کو جلا کے خاک کر دیا ۳۷۴ء میں مطابق ۳۷۲ھ ہجری کے اور ۳۷۵ء میں قوم اسکانڈینیوی کا امیر لہجہ بڑے لشکر سے اسپانیہ کے کنارے پر آیا اور دونوں مرتبہ شکست اٹھائی اور اہل اسلام کامیاب رہے۔

عبدالرحمن دوم نے اندرونی انتظام اپنے ممالک کا بھی بہت عمدہ عدالت اور انصاف کے ساتھ کیا۔ رفاہ عام کے عمارات انھوں نے کثرت سے بنائے مسجدیں اور مدرسے اور سڑکیں اپنی سلطنت کے ممالک میں ہر طرف طیار کیں جا بجا نہروں زراعت کی سیرابی کے واسطے بنائیں۔ علوم اور صنائع کے وہ نہایت عاشق تھے اسکی اشاعت میں بڑی کوشش کی ۳۷۲ء میں مطابق ۳۷۰ھ ہجری کے ایسے لائق بادشاہ نے انتقال کیا۔ اسکا تخت تمام رعایا کو ہوا۔ اسی نے دارالضرب اور اپنا سکہ جاری کیا۔ اسکے پہلے مشرق کے جاری تھے یہ عبدالرحمن جبروتیت میں ولید بن عبدالملک کا ثانی تھا اور اشاعت علوم و فنون و فلسفہ میں۔ مامون رشید کا ثانی تھا۔ اور وہ قرطبہ کا اول بادشاہ تھا جس نے اسپانیہ اور اندلس میں فلسفہ کا رواج دیا تینتیس برس حاکم رہا ۳۷۹ھ ہجری میں مطابق ۳۷۷ء انتقال کیا۔

فصل پانچویں

پانچویں بادشاہ - قرطبہ اور مالک اندلس کے محمد بن عبدالرحمن دوم بن حکم بن کہ باب کے مرنے کے بعد بادشاہ ہوا لیکن ان سے انتظام سلطنت کا نہ ہو سکا۔ ان کے عہد میں ایک شخص بڑا دلیر بلوانی تھا جس کا نام کلب تھا شہر تولید وادرا کے اطراف پر قابض ہو گیا۔ ان کے عہد میں برابر مفاسد برپا رہے اکثر ممالک غیر منتظم ہو گئے۔ اس اندرونی غدر کے باعث عیسائیوں کو موقع ملا۔ انھوں نے خوب ہاتھ پاؤں پھیل لئے الفونسو سوم کہ والی اپنی ریاستہائے موروثی کا لاشیہ مایور اسٹوریہ کا تھا منجملہ اس ریاست کے کہ اس کی ملک سے نکال کر قرطبہ میں شامل کر لئے گئے تھے۔ اور مملکت لیان کا کچھ حصہ اور کچھ قدیم سلطان ریٹیل اور اسٹرامدیوراکا اور بہت بڑا حصہ لوسی ملانیہ کا انھوں نے پھر لے لیا۔ اور بعض اس میں کے وسط مقبوضات اسلام میں تھے۔ ان لڑائیوں میں اور متواتر شکست اہل اسلام کی ہونے سے ایک بہت براہر آسمانی یہ ہوا کہ قحط پڑا سال بھر رعایاے اسلام پر سخت مصیبت رہی۔ بارے نماز استسقاء وغیرہ کی برکت سے یہ بلا ٹلی سترہ میں ایک دوسری آفت ہوئی۔ ایک زلزلہ آیا جس سے کتنے قصبات اور قریات دھنس گئے۔ شمالی عیسائی دریائی لڑاکوؤں اور چوروں نے سترہ اور سترہ عین کنارے کے ملک کے لوگوں کا دم ناک میں کر دیا ان سب مصیبتوں کے ساتھ محمد بن عبدالرحمن کی سلطنت کا زمانہ طویل ہوا۔ چونیس برس گیارہ مہینے حاکم رہا۔ ماہ جولائی سترہ عین مطابق سترہ ہجری کے انھوں نے انتقال کیا۔

فصل چھٹیوں

چھٹا بادشاہ قرطبہ کا المنتظر بن محمد بن عبدالرحمن دوم تھا کہ باب کے مرنے کے بعد تخت پر بیٹھا لیکن ان سے بھی انتظام سلطنت نہ ہو سکا ان کے باب کے

زمانے سے ایک شخص بڑا بہادر بلوائی شہر تولید و اور اسکے متعلق اضلاع پیر قابض تھا۔ اس سے متواتر لڑائی میں شکست ہوتی گئی۔ اس لئے ان کو دغا سے مار ڈالا۔ ان کی حکومت صرف ایک برس گیا۔ یہی ہانگی موت ششہ مطابق سن ۱۱۸۵ء کے ہوئی۔

فصل ساتویں

ساتواں بادشاہ قرطبہ کا عبد اللہ بن محمد بن عبد الرحمن یعنی المستنصر کا بھائی ہوا۔ انھوں نے بہت شجاعت اور بہادری سے بادشاہیت کی ماول اس کلب سے بڑے کہ تولید و پیر قابض تھا۔ لیکن اس کا تیجہ صرف اسی قدر ہوا کہ وہ آگے نہ بڑھ سکا۔ اس کے انکے اپنے دو بیٹے محمد اور قاسم ان سے باغی ہو گئے۔ محمد بن عبد اللہ باپ سے ۱۱۸۹ء میں لڑا۔ اور شکست اٹھائی۔ قید میں دنا گیا۔ اور باپ کے حکم سے قتل کیا گیا۔ قاسم بھی ۱۱۹۵ء میں باپ سے لڑا اور گرفتار ہو گیا۔ لیکن اس کا قصور معاف ہوا اور ۱۲۰۰ء میں مطابق سن ۱۱۹۵ء ہجری کے وفات کیا۔ انھوں نے پچیس برس سلطنت کی۔ یہ بڑے عالم اور دیندار تھے انھوں نے اپنے پوتے عبد الرحمن بن محمد کو جس کے باپ کو قتل کرایا اپنا جانشین نامزد کیا۔

فصل آٹھویں

آٹھواں بادشاہ قرطبہ کا عبد الرحمن سوم بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عبد الرحمن دوم تھا۔ انھوں نے خلافت کا دعویٰ کیا اور اپنے کو خلیفہ اور امیر المومنین کہلایا۔ کہ اپنے دادا کے مرنے کے بعد وصیت کے بموجب تخت نشین ہوئے تھے۔ وہ سلاطین اسلام ملک اسپانیہ میں بڑی شوکت و جلال کے بادشاہ تھے کہ ان کے اگلے مین کوئی ان کے مثل نہ ہوا۔ ابوداؤد اس کے کردہ کس تھے اور ان کے کئی حجاب بہت ہو تیار اور سلطنت کے انتظام کی بخوبی لیاقت

رکتے تھے۔ لیکن عبدالرحمن سوم کی رحم دلی فیاضی اور علم کے شوق کا باعث تھا کہ
 علی العموم اہل اسلام انکی بادشاہت سے راضی ہونے اور ان کو لوگ محبوب
 اور ہرزوغزیزدکھتے تھے پہلی انکی توجہ اور فکر بلوایون کے مٹانے اور زیر کرنے
 میں مصروف ہوئی جنھوں نے اگلے سلاطین کے عہد میں بہت عمدہ اور زر خیز
 اضلاع پر کہ اس جزیرہ ملک کے تھے قبضہ کر لیا تھا۔ ان سب میں بڑا طاقتور ہی کلب
 تھا اسے عیسائیوں کی بدد سے بڑی قوت پکڑی تھی۔ لیکن آخرش اسکو فوج سلطانی
 کے مقابلہ کی تاب نہ رہی۔ وہ اپنے ایک قلعہ سے دوسرے قلعہ میں بھاگتا پھرا۔
 اسکے کل ساتھی مارے گئے اور منتشر ہو گئے۔ اور وہ خود بھی بس بند لکھن پور دن
 میں اراکان (اردگان) کے جا چھیا اور وہیں مفقود النجر ہو کے مر گیا۔ اسکے
 دو بیٹے جعفر اور سلیمان نے بھی کوشش بلوایون کے جمع کرنے میں کی۔
 لیکن بیکار تھی اور شہر تولید اور اسکے تعلقات سلطنت عہد میں سمجھ ہو گئے اور
 عیسائیوں پر بھی یورش اور فوج کشی ہوئی۔ اور اس میں عبدالرحمن کامیاب رہے
 مسئلہ ۶ میں رام و دوم بادشاہ لیاں پر وہ فتحیاب ہوئے اور سلطنت عہد میں۔
 قریب اسٹ سٹیوان کے اسی بادشاہ پر کہ بذات خود اپنی فوج لڑا رہا تھا اسکو
 شکست فاش دی۔ پھر آردلیو دوم۔ بادشاہ لیاں پر ان کو فتح عظیم ملی ان کی
 سلطنت کے مالک بہت بڑھ گئے بہت بڑا حصہ مالک مورٹیا نیا درملی کا اور شہر
 فاس اسکا دارالسلطنت تھا اور لسیون سے انکے قبضہ میں آیا اور یسی درویشوں کی
 صورت میں تھے۔ اور سادات حنیہ سے تھے انھوں نے ملک افریقہ اور۔
 مغرب عبا سیون سے لیکر اپنے تصرف میں کر لیا تھا۔ اس کا مفصل حال آگے
 معلوم ہوگا۔ جب عبدالرحمن سوم کو بڑی بڑی فتح نمایان ہوئیں انھوں نے قاعدہ
 اتحاد کو توڑ ڈالا۔ اور اپنے کو ملقب بہ خلیفہ اور امیر المؤمنین کیا شہر و سرطہ

کو دار الخلافت نامزد کر کے اسکی آبادی اور عمارت کو وسعت دی اور اسکو بہت خوش وضع اور خوبصورت کر دیا۔ اور اپنی رعایا کی بہبودی اور فلاح کی ترقی کی اور اس میں نہایت کوشش کی جامع قرطبہ کی عمارت بڑھادی بہت سے مدرسے اور مکتب خانے جاری کئے۔ اور ان کے خرچ کی جائداد الگ کر دی۔ ایک نیا شہر بنانے کی اور اس میں بہت عمدہ قصر شاہانہ تعمیر کرنے کی بنیاد ڈالی۔ اور اس کا نام الزاہرہ مقرر کیا۔ بہت سی شہرکیں اور نہریں اور نالیاں جا بجا پانی پہونچانے کی بنائیں مورخین اہل اسلام نے انکی حکومت کی عدالت اور انصاف کی ایسی تعریف اور توصیف کی ہے کہ اہل اسلام میں کوئی نظیر نہ تھا۔ انھوں نے اپنے بیٹے حکم کو ولیعہد مقرر کیا اسیران کے چھوٹے بیٹے کو رشک بوجہ اس کا نام عبد اللہ تھا اس کے ایک مخفی سازش کی کہ کسی طرح سے حکم کو مار ڈالے۔ مگر وہ اس کی تدبیر اور سازش کھل گئی وہ قید کیا گیا اور بعد قید ہونے کے ہر چیز اسے منت اور ساجت اپنے غفور کھیلے کی مگر منظور نہ ہوئی۔ حکم اسے قتل کا جاری رہا۔ اور ششہ عین وہ قتل ہوا الغرض عبد الرحمن سوم بہت مرفہ اور آسودہ سلطنت کچھ اور پچاس برس کر کے سنہ ۹۶ میں موت طبعی سے مر گئے مطابق سنہ ۳۵۱ ہجری کے۔

فصل نویں

حکم دوم بن عبد الرحمن سوم نوان بادشاہ اور دوسرا خلیفہ قرطبہ اور اندلس کا تھا کہ اپنے باپ کے مرنے کے بعد ان کی وصیت کے موافق جانشین ہوا اور اپنا لقب المستنصر باللہ مقرر کیا اور اپنے باپ کے بہت اوصاف کے ساتھ متصف تھا بالخصوص علوم اور صنائع کا نہایت شائق تھا اور اس کے رواج دینے میں بہت کوشش کی ان کے خلافت کے زمانہ میں بڑا امن و امان با فرنگ کے عیسائیوں کے ساتھ بھی بہت کم لڑائی رہی۔ بلکہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ بالکل نہ ہی

علماء و ائمہ مدرسوں اور کتب خانوں کے انھوں نے مدرسہ بہت بنائے اور اسکے مضامین کی جائیداد مقرر کی۔ بڑی نمایاں سی ہر ملک کے علماء اور فضلاء کو اپنی سلطنت میں جمع کیا ایک بڑا کتب خانہ دارالخلافہ قرطبہ میں انھوں نے جمع کیا جس کا نام کتب خانہ مروانی رکھا۔ اسکی فہرست چالیس جلدوں میں تھی۔ باجملہ انھوں نے سترہ سو میں مطابق سترہ سو کے انتقال کیا اور پندرہ برس سے اوپر سلطنت کی۔

فصل دسویں

ہشام دوم بن حکم دوم بن عبدالرحمن سوم دسویں بادشاہ اور تیسرے خلیفہ۔ قرطبہ کے تھے اسوقت ان کی عمر گیارہ برس کی تھی لقب ان کا المورید باللہ قرار پایا انھوں نے محمد منصور بن عامر قحطانی کو کہ ان کے باپ کے وزیر تھے کل انتظام خلافت کیا۔ پیر کیا یہاں تک کہ محمد منصور مثل مالک اور قابض کے ہو گیا۔ اور خلیفہ کو غلام بن متبہ کیا۔ اور خود انکے زمام سے سلطنت کر لے لگا۔ اگرچہ منصور کو ہوس اور حرص سلطنت کی ہودہ اپنی لیاقت اور دانشمندی اور فیاضی اور شجاعت اور سپہ سالاری کی عقل اور عدالت اور انصاف کے باعث لائق سلطنت کے تھا اسنے اپنی ساری عمر میں تائیس لڑائی کے معرکے کیے اور عین قلب مالک عیسائیوں میں حملہ کیا جس میں سارے عیسائی سلاطین کو مطیع کر لیا سترہ سو میں انھوں نے بڑا نامی اور معتبر قلعہ گاربان کا سبز کیا سترہ سو میں سمائلکاس پر قبضہ کر لیا سپیلونڈرا کو سترہ سو میں لیا اور سترہ سو میں شہر کا میبراکو لیک ویران کر دیا شہر لیان پر آخری عیسائی اسپانیہ کا دارالسلطنت تھا سترہ سو میں یورش کی اور اسکو جلا کر خاک کیا اور کڑالا شہر سینٹا جبریت سترہ سو میں انھوں نے قبضہ کیا تھا اس کے کنیسہ میں گھس گئے جس میں عرصہ دراز سے تبرکات تھے اور اسکے بڑے گھٹنے کو اتر دیا گیا۔ قرطبہ میں بھیجا کہ قتل کر قبیلہ سوزنہ لایا گیا۔ افریقہ میں بھی ان کی سلطنت کی سرحد بہت بڑھ گئی انھوں نے

خدیجہ منورہ کے چونتیس برس کے انتظام خلافت میں ہشام دوم کی سلطنت کو بڑھی ترمی اور رونق رہی۔ مورخین کے وفات میں بڑا عمدہ اور منور زمانہ تھا گیا ہے۔

صرف ایک معرکے میں محمد بن حنفیہ کو تباہی ہوئی اور واپس آنے میں راہ میں ماہ اگست سنہ ۶۰ میں انتقال کیا۔ ان کی جگہ وزارت کی ان کے بیٹے عبدالملک کو ملی لیکن اسکو ایک معرکہ میں یسائیوں سے شکست ہونے سے سنہ ۶۰ میں قرطبہ میں زہر دیا گیا اور وہ مر گیا۔ اسکی جگہ اسکا بھائی عبدالرحمن وزیر ہوا اور اس نے بھی بدستور ہشام کو مقید رکھا۔ اور خود انتظام خلافت کا کرتا رہا بلکہ اس کا حوصلہ ہوا کہ خود ہی خلیفہ بھی ہو جائے۔ اس سبب سے محمد نے کہ ایک شاہزادہ اسی خاندان سے تھا۔ سرحد پر کچھ فوج فراہم کر کے اسکی مخالفت میں قرطبہ پر فوج کشی کی اور اسکا محاصرہ کیا قرطبہ کے باشندوں نے محمد کی مدد کی اور عبدالرحمن کو گرفتار کر کے سنہ ۶۰ میں قتل کیا۔ اور خود ہشام دوم کی طرف سے انتظام سلطنت کرنے لگا پھر اختیار پا کر۔ ہشام دوم کو مشہور کیا کہ مر گیا اور خود خلیفہ بن گیا۔

فصل گیارہویں

محمد دوم بن ہشام بن عبدالجبار بن عبدالرحمن سوم گیارہواں بادشاہ اور چوتھا خلیفہ قرطبہ اور اندلس کا تھا کہ بزور شمشیر خلیفہ ہوا اور اپنا لقب مہدی باللہ مقرر کیا۔ لیکن وہ بہت دنوں تک اس خلافت منصوبہ سے منتفع نہ ہوا سلیمان نامے کہ وہ بھی اسی خاندان خلافت کے شاہزادوں سے تھا افریقہ سے فوج لیکر آیا اور محمد دوم سے مقابلہ کو آمادہ ہوا۔ آپس میں خوب جنگ ہوئی اور سنہ ۶۰ میں محمد دوم کی فوج کو شکست ہوئی۔ سلیمان دارالخلافہ پر قابض ہو گیا۔ کئی مہینے بعد محمد دوم نے پھر قرطبہ پر قبضہ پایا لیکن اہل شہر اس سے ناراض ہو گئے تھے انھوں نے اسکو قتل کیا۔ عین مطابق سنہ ۶۰ کے قتل کیا اور سلیمان کے پاس بھا

اب سلیمان خلیفہ ہوا۔

فصل بارصوان

بارصوان بادشاہ اور پانچوان خلیفہ قرطبہ کا سلیمان بن حکم بن عبدالرحمن سوم تھا کہ بزور شمشیر خلیفہ ہوا۔ اور لقب اپنا المستعین بادشاہ ٹھہرایا۔ اب اقتدار خلافت خاندان نبی امیہ کا ممالک مغربیہ میں بلکہ شوکت سلطنت اسلامی اسپانیہ میں زوال آیا حکام۔ اور دایان ممالک بیرونی نے اقتدار بلوانی شہزادوں کا کہ بزور شمشیر خلافت کے دعویٰ دیا ہوئے تسلیم نہ کیا۔ اور ہر ایک نے اپنے کو اپنے ممالک مقبوضہ میں مستقل بادشاہ قرار دیا۔ اور خلافت اور سلطنت موروثی قدیمی ٹکڑے ٹکڑے ہو کے ہزاروں چھوٹی چھوٹی سلطنتیں بن گئیں اور عیسائیوں اہل فرنگ کو بوشل در حملہ کا موقع ملا۔ یہاں تک کہ بدرجہ بالکل اسلام ان ممالک سے نیست اور نابود ہو گیا۔ خاص تختگاہ قرطبہ پر بڑے بڑے نامی متغلبین مسلط ہوئے علی بن حمود ایک شخص ملکہ عین مطابق سنہ ۳۱۸ ہجری میں سلیمان کے ساتھ لڑے اور سلیمان نے شکست پائی اور مارے گئے پھر علی بن حمود مارے گئے پھر قاسم بن حمود ان کے بھائی ملکہ حرمین تخت پر بیٹھے اور وہ بھی مارے گئے پھر ان کے بھائی یحییٰ ملکہ ہجری میں تخت نشین ہوئے اور وہ بھی مارے گئے۔ پھر سلیمان بن ہشام سوم بن سلیمان بن حکم بن عبدالرحمن سوم تخت پر بیٹھے اور یہی آخری بادشاہ خاندان نبی امیہ کے تھے۔

فصل ہشام سوم

ہشام سوم آخری خلیفہ قرطبہ اور آخری بادشاہ خاندان نبی امیہ کا تھا اس نے اپنا لقب رشید رکھا۔ انکی خلافت سنہ ۳۱۸ ہجری میں ختم ہوئی مطابق سنہ ۹۳۰ء کے۔ واضح رہے کہ علی بن حمود تا یحییٰ سادات حسنیہ اور یسہ سے تھے کہ خلافت قرطبہ پر رہے۔ مورخین نے لکھا ہے کہ دریں میں ایک سید زادے ابن عبد اللہ بن حسن تھا

بن حسن بن علی کرم اللہ وجہہ سلسلہ ہجری میں خلفائے عباسیہ کے خونت سے بھاگ کر ملک مغرب کی طرف چلے گئے سلسلہ ہجری میں کسی قدر ممالک پر وہ قابض ہو گئے ان کی وفات کے بعد انکی اولاد اس پر قابض رہی۔ ترتیب انکی وراثت کی یوں ہوئی۔

اور یس کے بعد انکے بیٹے عمرو بن اور یس پھر عبداللہ بن عمر پھر علی بن عبداللہ پھر احمد بن علی پھر یعقوب بن احمد پھر حمود بن یعقوب پھر علی بن حمود ہوئے اگرچہ اور یسوں کی ملکیت کا بڑا حصہ خلفائے قرطبہ نے دبا لیا تھا لیکن انھوں نے پھر واپس لیا۔ یہاں تک کہ خود خلفائے قرطبہ سے ہوئے۔

یہ نظر تسلسل کے اور خاندان کا حال بھی اس جزیرہ نما کے لکھا جاتا ہے۔ تب خلفائے عباسیہ وغیرہ کا حال لکھا جائے گا۔

باب سوطھوان

فصل پہلی

سلطنت اسلامی اسپانیہ کی سلسلہ سے یعنی سلسلہ ہجری سے سلسلہ عیسوی یعنی ۶۱۸ء ہجری تک طوائف الملوک رہی۔ بسبب ضعف اقتدار خلافت قرطبہ کے چھوٹے چھوٹے والی اور حکام ممالک اور اضلاع نے اپنی حرص سے کہ مستقل حاکم بن جائیں گے اطاعت و تہتیت خلیفہ کی چھوڑ دی جس سے خلافت اس جزیرہ نما سے مٹ گئی اور جتنے والی اور حاکم اس سلطنت کے ممالک بیرونی میں تھے سب بادشاہ بن بیٹھے۔ لیکن پھر آپس میں لڑتے بھڑتے صرف چار حکومتیں سنہ گیارھویں عیسوی۔ صدی کی آخر میں رہ گئیں محمد بن عبدالسویلی کا بادشاہ رہا یحییٰ تولید کا بادشاہ تھا سارا گوسہ کے بادشاہ نے اپنا لقب المستعین مقرر کیا عمر نام بلقب المتوکل بادشاہ اور برتکال یعنی الغرب پر بادشاہ ہوا۔ اور آپس کی لڑائی میں فرنگ کے عیسائیوں کو بہت بڑا

موقع ملا اور بہت بڑا حصہ پر نکال کا اور قسطنطنیہ جدید (نیو کستیل) کا کہ سلطنت اسلام میں داخل تھے۔ ان پر پھر عیسائیوں نے قبضہ کر لیا۔ سلاطین لیبان اور ناداری نے اور بارسیلونہ کے نوابوں نے اپنے آپس کا بغض و نفاق ملتوی کر کے مسلمانوں کے ممالک پر قبضہ کرنے کے لئے اتفاق کیا چنانچہ سہون نے پہلے حکومت تولید و کا محاصرہ کیا اور تین برس کی لڑائی اور محاصرہ کے بعد بادشاہ تولید و نے اطاعت عیسائیوں کی قبول کی۔ اوپھیسوین مئی شہنشاہ عین الفونسو این دارالسلطنت میں قوم فات دگا تھے کے داخل ہوا پھر سارے ممالک قسطنطنیہ جدید (نیو کستیل) کے مثل دارالسلطنت کے اسکے قبضہ میں آگئے۔ اور اسکوان فتوحات کے حاصل ہونے سے جزا ت ہوئی کہ دوسرے ممالک اسلام پر بھی کہ ابن عباد کے قبضہ میں تھے یورش کر کے متصرف ہون۔ اسی عرصہ میں ایک نئی اسلامی سلطنت کا زور شور ہوا جسے ہیسپانیہ کے عیسائیوں کی ترقی کو روک رکھا یہی سلطنت مرا بطین کی تھی ان کی اصلیت آگے لکھی جائیگی خلاصہ یہ کہ ابن عباد نے عیسائیوں کے مقابلہ کے لئے انھیں مرا بطین سے بددلی اور انکی مدد سے عیسائیوں کو ان ملکوں سے نکالا لیکن مرا بطین قبضہ پا کر خود متصرف ہو گئے۔

فصل دوسری

کیفیت سلطنت مرا بطین کی اور انکی ابتدا سنہ ۱۰۹۵ء سے ۱۴۹۲ء تک رہی۔ گیارہویں صدی کے وسط میں دو آدمی ایک بھائی بن ابراہیم کہ حاجی تھے۔ اور مکہ معظمہ میں انھوں نے آئینات اور علم شریعت سیکھا تھا۔ اور دوسرے عبدالقدیر بن یسین کہ مشہور معلم علم شریعت اور آئینات کے تھے۔ دونوں نے باہم اتفاق کر کے افریقہ کے جاہل گروہوں کو کہ کوہستان اطلس کے اس پار رہتے تھے تعلیم مذہبی کے حیلہ سے اپنے قابو میں کر لیا۔ اور انکے ذریعہ سے لڑ پھر کر اطراف پر قابض ہو گئے۔ اور انھوں نے اپنا نام مرا بطین رکھا یعنی باہم دوستدار اور مروجین مذہب بھی اپنے کو کہلایا۔ عبدالقدیر

لقب امیر مقرر ہوا۔ بعد ازاں ابوبکر نامے ایک شخص نے قائم مقام ہوئے اور اپنے قدیم
 رہنے کی جگہ کہ صحرا تھی چھوڑ کے روانہ ہوئے کہ افریقہ کے مالک کو فتح کرین اسکے بنی عمر
 یوسف بن تشلین نے شہر فاس اور بڑے حصہ پر ملک مورٹیا نیہ یعنی مراکو کے قبضہ کیا۔
 بالجملہ مسلمان اقتدار اور اختیار مروجین مذہب کا علی العموم شمالی اور وسط افریقہ میں لوگوں
 نے قبول کیا۔ اب اسپانیہ کے اسلامی سلاطین نے جنکو عیسائی بادشاہ الفونسو نے
 تنگ کر رکھا تھا۔ اس جماعت نے مرا بطین کے بادشاہ کو اپنی مدد پر طلب کیا یوسف
 بادشاہ مرا بطین اور شہر فاس کا جسکو اپنے ملک بڑھانے کی ہوس تھی ایک بڑی
 قوی اور عظیم فوج لیکر اگست ۱۵۸۰ء میں لڑناے اسپانیہ کو عبور کر کے قریب باداؤز
 کے ایک مقام پر جسکو زلا کا کہتے تھے الفونسو کی فوج سے مقابلہ ہوا اور اکتوبر ۱۵۸۰ء
 میں یوسف نے الفونسو پر بڑی فتح حاصل کی اسکے بعد اور بھی مکرر فتوح ان کو ہوئی جس
 وہ درودشور فرنگستان کے عیسائیوں کا اہل اسلام۔ اسپانیہ کے اسلامی ممالک پر
 کہ بسبب تباہی خلافت قرطبہ کے تھا بالکل جاتا رہا۔ لیکن اسپانیہ کے اہل اسلام کو
 تاسف ہوا کہ ایسے دوست پر خطر کو اپنی مدد کے لئے طلب کیا کہ وہ بہ نسبت اپنے صحرائی
 ممالک کے اسپانیہ کے زرخیز ممالک پر قبضہ کر کے کیوں چھوڑ دیا۔ بالجملہ یوسف نے
 کچھ خدا اور فریب سے اور کچھ بڑے ہمتیہ سارے ممالک اسلامیہ اسپانیہ پر اپنا اقتدار اور اختیار
 بجا دیا۔ اور وہاں سب سلاطین کو اپنا مطیع اور تابع کر لیا۔ اور بعضوں کو نیسٹ نامہ
 کیا القصہ یوسف پہلے بادشاہ اس قوم نے تمبر ۱۵۸۰ء میں مراکو میں قضا کیا ان کا بیٹا
 علی انکا قائم مقام ہوا علی نے ۱۵۸۰ء میں قسطلانی فوج کو جس کا بادشاہ۔ الفونسو تھا۔
 بڑی شکست دی۔ یہ شکست قریب اگلے دی تھی اور ظاہر الفونسو کے مرجانے
 سے انکا نابالغ بیٹا۔ ڈان سانچو کو اطاعت کے عہد نامہ سے اپنی تابعداری میں کر لیا
 انکر ۱۵۸۰ء میں بڑا شہر نامی اور معتبر منرگوسہ کا مسلمانوں کے قبضہ سے نکل گیا

کئی عیسائی قوموں نے ٹکڑا سکویا تھا اور ممالک شمالی اسیانیہ سے بالکل اہل اسلام کی
 عملداری ہمیشہ کے لئے جاتی رہی۔ حاصل کلام علی بن یوسف رحمۃ اللہ علیہ عین قضا کر کے
 انکے بیٹے تشکین بن علی انکے قائم مقام ہوئے اس کے بعد مین فرنگستان کے
 عیسائیوں نے اسیانیہ میں ترقی کی۔ اس واسطے کہ تشکین بن علی ایک فرقہ مہدویہ
 کے مقابلہ میں کہ انکی اصل مملکت مراکو پر حملہ آور ہوئے تھے مصروف تھے اور ملک
 اسیانیہ سے غافل تھے بلکہ مراکو کے محاصرے کے مقابلہ میں رحمۃ اللہ علیہ انتقال
 کیا انکے بعد انکے بیٹے۔ ابوالحاق بن تشکین اخیر بادشاہ اس گروہ کے جانشین ہوئے
 لیکن تھوڑے دنوں کے لئے یہ بادشاہی قوم مہدویہ ان کے ملک پر غالب آگئی اور
 یہ رحمۃ اللہ علیہ مین سابق سلسلہ شہ جبری کے ہلاک ہوئے۔

فصل تیسری

ابتدا مہدویہ کی یہ ہے کہ ایک شخص محمد بن عبد اللہ نے کہ افریقہ کا رہنے والا۔
 تھا اور سرگاکا حاکم تھا دعویٰ کیا کہ میں مہدی آخر الزمان ہوں اور بعضوں نے لکھا ہے
 کہ وہ قرطبہ کی مسجد جامع کا قندیل افروز تھا۔ الغرض انہی احادیث نبویہ میں جو خبریں
 اور نشانیاں کہ مہدی آخر الزمان میں دیکھیں وہ سب اپنے میں مشہور کہیں اور خواہم الناس
 کو یقین دلایا کہ میں تمام دنیا میں بادشاہی کروں گا اور بالفعل مرا بطین کا ظلم مٹانا
 چاہتا ہوں جو ان سے لڑے گا اور مارا جائیگا وہ شہید ہوگا اور کھڑا بہشت میں داخل
 ہوگا ان سب لایعنی گفتگو سے اسے ابلہ فریبی کر کے ایک بڑی جماعت کو اپنے قبضہ
 میں کیا اور کوہ اطلس کے حوالی صحرائیں رہتا تھا اور ایک ہونہار نوجوان آدمی جسکا
 نام عبد المومن تھا انکا شریک ہوا اور رحمۃ اللہ علیہ عین ایک بڑے لشکر سے مرا بطین کے
 ساتھ لڑنے کو آمادہ ہوا اور رحمۃ اللہ علیہ عین مرا بطین کی فوج کو شکست دی رحمۃ اللہ علیہ عین ایک دفع
 عبد المومن نے کہ سپہ سالار مہدویہ قرار پایا تھا مرا بطین پر حاصل کی جس سے مراکو اور فاس غلبہ

مہدویہ کے قبضہ میں آگئے۔ الفرض شمالی افریقہ کے ممالک میں حکومت اور شوکت
 جعلی مہدی کی مسئلہ ۱۱۹۰ء میں قائم ہو گئی لیکن وہ محمد بن عبد اللہ ۱۱۹۰ء میں مر گئے
 ۱۱۹۱ء کے قائم مقام بھی عبدالمومن بادشاہ ہوئے اب انھوں نے قصد کیا کہ
 ممالک اسپانیہ کو بھی اپنے قبضہ میں در لادین اور ممالک افریقہ کے ساتھ ملحق کرین
 اگرچہ انکے سپہ سالاروں نے اس ارادے کو سہل میں پورا کیا لیکن خود عبدالمومن
 جب لشکر تیار کر رہے تھے کہ عیسائیان سلاطین فرنگ کے سلاطین پرورش کریں اور
 آبناسے اسپانیہ کو عبور کر نیکو آمادہ تھے کہ مسئلہ ۱۱۹۲ء میں انھوں نے قضا کی انکے قائم مقام
 انکے بیٹے ابو یعقوب یوسف ہوئے ابتدا میں ان کا قصد کسی سے لڑنے کا نہ تھا انھوں نے
 ایک مسجد سویلی میں بنام جامع سویلی ۱۱۹۲ء میں تعمیر کی کہ بالفعل ایک جبر کنیہ
 فاتویٰ کا ہے اور ایک کشتیوں کا پل دریا کے گوا دل کو رہا انھوں نے تیار کر لیا۔
 انھوں نے ۱۱۹۳ء میں بہت بڑی فتح آٹھویں الفنسو بادشاہ قسطلان پرانی
 اور اسکا سار ملکت تخت و تاج کر کے اور چند قلعوں پر قبضہ کر کے افریقہ میں پھر
 آئے ۱۱۹۴ء میں دریائے شور سے عبور کر کے ممالک اسپانیہ میں گئے اور تا وفات
 اپنی کہ اگست ۱۱۹۴ء میں ہوئی زمین قیام کیا کہ ایک معرکہ لڑائی کا قریب سا تارم
 کے ممالک پر نکال میں انکو پیش آیا تھا اس میں دوزخی ہو گئے اور اسی زخم سے
 انتقال کیا ابو یوسف یعقوب خکا لقب المنصور تھا انکا قائم مقام ہوا وہ الجزائر پر
 دریا کی راہ سے آئے اور قسطلان کے آٹھویں الفنسو میدان الار کا میں
 میں بڑی لڑائی ہوئی جس میں الفنسو کی فوج کو شکست ہوئی بعد اسکے
 ابو یوسف نے وہاں سے کوچ کر کے تولید و کالہ دار حکومت ان ممالک کا تھا
 محاصرہ کیا اگرچہ ابو یوسف باوجود کوشش بلیغ کے اس شہر کو مسخر نہ کر سکا لیکن
 اسکے اطراف کے بڑے بڑے شہروں پر مثل میڈرڈ اور گواڈالا کزارد وغیرہ کے اسکے

قبضے میں آگئے یہ ابو یوسف اگست ۱۹۹ھ میں قضا کر گئے۔ وہ بڑے نامور
لائق اور شجاع اور بڑی خوبی کے بادشاہ تھے۔

محمد بن عبد اللہ ملقب بہ الناصر لدین اللہ آخر سلاطین مہدویہ سے ہیں کہ
تختگاہ اور ممالک اسپانیہ پر قابض ہوئے تھے پھر تخت نشینی کے انھوں نے
قصد کیا کہ ممالک اسپانیہ جس کا پڑا حصہ عیسائیوں نے ان کے مورثوں سے خر
کیا تھا پھر قبضہ میں در لائیں اور اسی قصد سے مشہور ہے کہ کئی لاکھ آدمی انھوں نے
فرائم کیے اور وہ افریقہ سے ۱۲۹ھ میں روانہ ہوئے اور اسپانیہ کے کنارے کو
اس جماعت سے بھروا انھوں نے آبنائے اسپانیہ سے عبور کر کے اس
قلعہ جبال کے سلسلہ پر شکر گاہ کیا جسے قسطلان جدیدہ کو ذکیستیل اندلس سے
جدا کیا وہاں عیسائیوں کی طرف سے یہ سامان ہوا کہ یوں کہ حضرت عیسیٰ
علیہ السلام کا جانشین بجایا جاتا ہے جس کا نام انوسنت سوفم تھا عیسائی جماد کا کروسیڈ
و غلط کہا جس سے سلاطین متفقہ کے لشکر تمام فرنگستان اور دیگر ممالک سے فراہم
ہوئے۔ لاکھوں سے تعداد انہی پر حملی سخت گھمسان کی لڑائی ہوئی لیکن آخر میں
فوج مہدویہ کو شکست ہوئی کہ پورا سب زوال کا سلطنت اسلامیہ کے
مہ ہوا۔ اور محمد بن عبد اللہ مرکوہ بن ۱۲۹ھ میں قضا کر گئے۔

یوسف دوم سے ابو یعقوب محمد بن عبد اللہ کے بیٹے گیارہ برس کی عمر میں
باپ کے قائم مقام ہوئے انہی سلطنت میں برابر فتور اور فساد رہا اور وہ خود جنوری
میں قضا کر گئے اور اپنا کوئی وارث بھی نہ چھوڑا۔

ابو الملک عبد الواحد کے قائم مقام ہوئے چند مہینے کے بعد ابو محمد ملقب بہ
العاول کے ہاتھ سے قتل ہوئے جسے خود دعویٰ سلطنت کیا مگر وہ بھی اکتوبر ۱۳۲ھ
میں قتل ہوئے ابو علی ملقب بہ المامون کے قائم مقام بھی برگشتہ تخت تھے

افریقہ میں آئے اقارب میں سے یحییٰ نام بر سر جنگ تھے اور اسپانیہ میں ابن ہود نام ایک چھوٹا سردار مخالفت پر آمادہ ہوا جسے اپنے کو سلطنت اسلامیہ اسپانیہ کا بادشاہ قرار دیا اور اس مملکت کو مدد و پیہ سے نکال لیا۔ الغرض المامون ۲۳۲ھ میں قضا کر گئے۔ محمد قائم مقام المامون نے بیکار کو شش کی کہ اسپانیہ میں اپنا اقتدار پیدا کریں اور ان ملک کے دست بردار ہونے پر مجبور ہوئے۔ اور سلطنت اسلامیہ اسپانیہ تین شخصوں پر کر کے مخالف تھے تقسیم ہو گئی جمعیت بن زین نامے ایک شخص والنشیا اور اسکے حوالی پر قابض ہو گئے ابن ہود اہل ارکان (اردگان) اور کچھ حصہ اندلس کے لوگوں نے اطاعت کی محمد بن الامر مملکت جین اور اچھے حصہ غرناطہ (گرنادہ) پر ظمانہ حکومت کرتا رہا۔ اور یہ تینوں بھی باہم ایک دوسرے سے لڑتے رہے۔ اور وہ تینوں عیسائی بادشاہ فرنگ سے مغلوب ہو گئے کسی میں طاقت ان کے مقابلہ کی نہ تھی قرطبہ کو کہ معتبر اور نامور دار الخلافہ سلطنت اسلامیہ اسپانیہ کا تھا جون ۲۳۶ھ میں عیسائیوں نے لے لیا۔

والنشیا ستمبر ۲۳۸ھ میں اہل اسلام کے ہاتھ سے گیا دنیا۔ ۲۴۴ھ میں مسلمانوں نے نکل گیا ۲۴۸ھ میں سارے قلعے و دون کنارے پر دریا کے گواڈلکویر کے منہ ہو گئے کہ جین سے بیکر شہر سویلی کے دروازے تک تھے ایک بادشاہ غرناطہ کا صرف برائے نام اہل اسلام کا محمد بن الاحمر اتنی بڑی نامی سلطنت اسلامیہ اسپانیہ میں باقی رہ گیا جس نے اطاعت فرڈنیا نڈہ سوم کی قبول کی اور فرڈنیا نڈہ نے نامی شہر سویلی کو بھی لے لیا۔

فصل چوتھی

سلطنت غرناطہ ۲۴۸ھ سے ۱۴۹۲ھ تک رہی۔ آخری سلطنت اسلامیہ اسپانیہ سے ہے جسے زوال سے اسلام کا نام ان ممالک میں باقی نہ رہا جہاں بڑے بڑے

محدثین اور فقہاء اور فقرا اور ارباب کمال گزرے ہیں۔ اور سیکڑوں معابد اور مقابر اور خانقاہیں اور نامی عمارات اہل اسلام کی جو تھیں وہ سب معدوم ہوئیں یا کنیسوں اور عیسائی معبدوں سے تبدیل ہوئیں۔ نام بعضی عمارات نامی کا باقی ہے اور اگرچہ علی العموم اب وہاں عیسائی مذہب ہے۔ مگر عورتوں میں بعض ممالک اہل اسلام کے پردے کی رسم باقی ہے۔ کہ عورتیں بغیر برقع پہنے باہر نہیں نکلتیں جیسا عرب کے ممالک میں دستور ہے۔

الغرض چونکہ محمد بن الاحمر فرڈینانڈ سوم بادشاہ قسطلان کے مطیع ہو گئے اس کی زندگی تک اپنی مملکت میں صلح کے ساتھ بسر کی فرڈینانڈ کے مرنے کے بعد اسکا بیٹا اٹسودہم بادشاہ ہوا۔ اس کے مرنے کے بعد دونوں طرف سے عہد نامے توڑ ڈالے گئے اور باہم خوب لڑائی ہوئی مگر مسئلہ عین پھر عہد نامہ موقت ہوا جس سے لڑائی چندے کی واسطے موقوف رہی محمد بن الاحمر جنوبی مسئلہ عین مرنے کے بعد بیٹے محمد دوم جانشین ہوئے ان کے عہد میں ابن یوسف بادشاہ فاس اور مراکوٹے پھر قصد اپنے اقتدار بڑھانے کا ممالک اسپانیہ میں کیا اور مسئلہ عین بڑے لشکر کے ساتھ آبنائے اسپانیہ کو عبور کر کے اسپانیہ کے کنارے پرورد ہوا معرکہ جنگ در میان محمد دوم اور ابن یوسف کے گرم ہوا۔ اس معرکہ میں حقوڑی سی کامیابی۔ ابن یوسف کو ہوئی۔ لیکن آخر شش شکست فاش ہوئی اور اپنے ملک کو پھر گیا اب محمد دوم نے قصد کیا کہ جو ممالک ان کے باپ کے عہد میں عیسائیوں نے لے لیے تھے انے نکالیں۔ لیکن ناکام رہا اور مسئلہ عین انھوں نے انتقال کیا ان کے بیٹے محمد سوم باپ کے قائم مقام ہوئے مگر زمانے نے ان کے ساتھ ناموافقت کی ان کی اپنی عملداری میں دو جگہ بغاوت ہوئی یعنی گولوس میں اور المیر یا میں اس فتنہ اور فساد کی فہرست میں مصروف تھے کہ عیسائیوں نے ان کے ملک پر

یورش کی حتی المقدود و مقابلہ کرتے رہے۔ آخر شہر قلعہ اور شہر جبل الطارق کو کبکل
جبرالٹر۔ کہلاتا ہے عیسائیوں نے ان کی فوج سے چھین لیا مسئلہ المیر یا پر
ہاڈشاہ اراکان نے قبضہ کیا تھا۔ اسکی استرواد کے واسطے وہ گئے لیکن ناکام رہے
اپنی دار السلطنت میں واپس آئے۔ لوگ ان سے ناراض ہوئے اور وہ حکومت سے
مستعفی ہوئے ان کے بھائی ناصر بادشاہ ہوئے۔ ابتداء سلطنت ناصر کی بہت
اچھی تھی مملکت امیر یا پھر اہل فرنگ سے چھین لیا قیوطہ کہ افریقیوں کے قبضہ میں
تھا۔ اور جب سے جبل الطارق پر عیسائیوں نے قبضہ کیا وہی کنجی کہنا ہے اسیا نیہ
کی تھی لے لیا مسئلہ عین انھوں نے کہ ناصر کو تخت نشین کیا تھا اس سے پھر گئے
اور اسمعیل بن فرج کو بادشاہ کیا۔ ناصر لڑنے پر آمادہ ہوا آخر شہر۔ ناصر کو شکست
ہوئی۔ اور اس نے سلطنت کو ترک کیا۔ اسمعیل بن فرج ایک سلطانی خاندان کے
شاہزادے تھے جنکی کنیت ابوالولیعہ تھی اور وہ بڑے شجاع اور مدبر سلطنت کے
ماتوق تھے مسئلہ عین انھوں نے قلعہ جبل الطارق کا محاصرہ کیا اور خوب لڑے
اگرچہ اسکو فتح نہ کر سکے مگر مسئلہ عین ان کو بڑی فتح عیسائیوں کی فوج پر حاصل ہوئی
جسکی یہ سالاری خود پیر بادشاہ قسطلان اور اسکے چچا جان نے کی تھی اور
وہ دونوں میدان جنگ میں مارے گئے ممالک مارطاس اور بوزران کے قبضے
میں آئے اور مشرقی حدان کے ممالک کی بہت بڑھ گئی با اینعمہ ان کو اندرونی۔
و دشمنوں سے نجات ملی۔

محمد زامی کی کہ ایک شاہزادے اسی خاندان سے تھے کچھ بہتک ہوئی انھوں نے
فسر کھائی کہ میں اسکا بدلہ لوں گا مسئلہ عین ایک دن وہ مع اپنے وزیر کے قصر الحمر کے
میں امین جبل قدمی کرتے تھے۔ وہ محمد چند اشخاص کو وہاں لیکر گھس گئے اور
بادشاہ اور وزیر دونوں کو قتل کیا۔ اسمعیل کے قتل کے بعد ان کے بیٹے محمد چارم امرا کے

اتفاق سے بادشاہ ہوئے۔

شروع انکی سلطنت میں کچھ فتنہ اور فساد پیدا ہوا عثمان نے ایک شخص کو کپتان انکی محافظات کی فوج کا تھا اس نے فدر کر دیا اور محمد بن فرج کو بادشاہ مشہور کیا ۳۳۸ھ میں قسطنطینیون نے ویرا اور البیرا اور بعض اور قلعوں پر قبضہ کر لیا محمد چہارم بذات خود اس فتنہ کے دور کرنے کے لیے نکلے لیکن ان کو شکست ہوئی اور فوج منتشر ہو گئی۔ اور عثمان بلوائی کہ خاندان سلطنت قاس اور مراکو سے تھا اس کو افریقہ سے مدد پہونچی۔ اور اس نے الجزائر اور مار بلا اور رونڈا پر بھی قبضہ کر لیا مگر آخر ایام ان کی سلطنت میں کچھ نجات مساعد ہوا ۳۲۹ھ میں بڑا شہر نامی اور معتبر طابریسیائیون سے لے لیا۔ اور اسی سال جبرالٹر بھر لے لیا اور ۳۳۳ھ میں سارے بلوائیون کو مطیع کر لیا۔ لیکن ۳۳۳ھ میں محمد چہارم ابوالحسن بادشاہ قاس اور مراکو کی دوستانہ ملاقات کے واسطے افریقہ میں جانے والے تھے اور دریائے شور کے عبور کے قصد سے جبرالٹر میں تھے کہ یہاں انکو دشمن نے قتل کیا۔

ابوالحجاج یوسف محمد چہارم کے بھائی کہ اس عرصہ میں دار السلطنت غرناطہ میں تھے فوراً بادشاہ مشہور کیے گئے۔ مورخین عرب کی رائے ہے کہ یوسف بڑے صلح جو محب وطن رفاہ خواہ عام بڑے دانشمند اور لائق بادشاہ تھے کہ مثل اسکے سلاطین غرناطہ میں کوئی دوسرا بادشاہ نہیں ہوا۔ انھوں نے اپنے صلح کی سلطنت میں بڑی کوشش اور انتظام محکمہ جات عدالت میں کی۔ صنائع جبرقیل اور مفید عام ہنرون کو بڑی ترقی دی اسکے سلطنت کے زمانہ میں ابوالحسن بادشاہ قاس اور مراکو نے بڑی آخری کوشش کی کہ وسط ممالک اسپانیہ میں جہان میسائیون کا قبضہ ہو گیا تھا پھر اسلام کا جھنڈا اڑا دین مگر وہ اس کوشش میں ناکام رہے اکتوبر ۳۳۵ھ میں دریائے سالادڑ کے کنارے قریب تارفا کے ابوالحسن کی فوج سے اور بہر کمال

اور قسطنطین کی فوج سے بڑی جھگڑ لڑائی رہی۔ لیکن آخر شاہ ابوالحسن کے لشکروں کو شکست ہوئی۔ اور عسائیوں کو اس میں بہت غنیمت ہاتھ آئی۔ ۳۴۴ء میں مملکت خراسان سلطنت غزنویہ کے عسائیوں نے مسخر کر لی۔ اور ۳۴۴ء میں اور کئی معتبر سمجھوتات اس سلطنت کے چھین لئے جس سے اس سلطنت کی سرحد بہت تنگ ہو گئی۔ ابوالحجاج شہل اپنے پیشینیوں کے قتل کیے گئے۔ دسمبر ۳۵۲ء میں جامع مسجد میں نماز پڑھتے تھے ایک مجنون آدمی نے انکو قتل کر ڈالا۔

محمد بنجیم یوسف کے بڑے بیٹے اپنے باپ کے قائم مقام ہوئے۔ ان کی طبیعت میں بھی صلح جوئی، باپ کی طرح تھی۔ اور رفاہ عام دل میں بہت تھی۔ رفاہ عام جاری کیا۔ رفاہ عام سے خاصوں اور مالداروں کو کسی قدر نقصان پہونچتا ہے اس سبب سے بعض چھوٹے چھوٹے رئیس محمد بنجیم کے دشمن ہو گئے۔ اور ۳۵۲ء میں قصر سلطانی میں فتنہ گھس گئے۔ اور سپاہ ذاتی محافظین کو بادشاہ کے قتل کر کے شورش کی کہ محمد بنجیم کو اس ہنگامہ میں موقع ملا اور کسی راہ سے چپکا نکل بھاگا۔ باغیوں نے جب قصر شاہی کو خالی پایا فوراً اسمعیل بن یوسف کو تخت نشین کر کے بادشاہ مقرر کیا۔

وہ اسمعیل دوم مشکل سے فتنہ پردازوں کے فساد سے صرف ایک برس بادشاہ رہے ابوسعید لائے امراؤں میں سے جس نے پہلے ان کے بادشاہ ہونے میں مدد کی تھی فتنہ باغی ہو گیا۔ اور قصر الحرام میں انکو قید کر لیا اور جولائی ۳۵۲ء میں ان کو قتل کر کے خود تخت پر بیٹھ گیا۔ لیکن اس غصب سے وہ بھی بہت دنوں منتفع نہ ہوا پھر قسطنطین کا بادشاہ ابوسعید سے لڑنے پر آمادہ ہوا۔ اور خاص اسی مملکت میں محمد بنجیم۔ لشکر فراہم کر رہے تھے کہ غاصب سے اپنے ملک کو واپس لین۔ غاصب نے دیکھا کہ دونوں طرف سے سربر ہونا مشکل ہے اسلئے اسے پیرو کے پاس تحفے ہدیے بھیجے کہ جس میں پیرو راضی ہو اور عہد نامہ چاہا۔ پیرو نے سویلی میں اس معاہدہ کے

انجام کے لئے ابو سعید کی دعوت کی۔ اور رد جب دعوت میں گیا۔ اسکو گرفتار کیا اور ماٹالا
 الغرض خمد بنجم دوبارہ تخت نشین ہوئے تھوڑی سی زحمت انکو بلوے سے بھر ہوئی۔
 لیکن انھوں نے انسداد کی۔ بعد اسکے شہداء میں انھوں نے مملکت الجزائر کو مسخر
 کر لیا۔ کہ اس سلطنت کے قبضہ سے جاتا رہا۔ شہداء میں محمد بنجم نے قضا کی یوسف
 دوم انکے بیٹے باپ کے قائم مقام ہوئے۔ انکی کنیت ابو عبد اللہ تھی خود انکے ایک بیٹے
 نے بلوہ کیا۔ کہ باپ ہمارے عیسائیوں کے دوست ہیں۔ اسکا نام محمد تھا لیکن عوام
 کے برے سے بچ گئے۔ اور بعد اسکے وہ بلوہ فرو ہو گیا الغرض یوسف دوم
 نے مملکت مرشیا کو تاراج کیا۔ مگر اس سے کچھ منتفع نہ ہوئے۔ شہداء میں عیسائی ہیں
 جسکو گرانڈ ماسٹراف الکتارا کہتے تھے ایک سوار دن کے رسالہ کے ساتھ۔
 غرناطہ کے دروازے تک پہنچ گیا یوسف نے اس حملہ کے دور کرنے میں بڑی ہادری
 دکھلائی بڑی سخت لڑائی ہوئی۔ جس میں وہ گرانڈ ماسٹر مارا گیا اور سارے ہمراہی سوانہ
 اس کے کہ یہ یوسف کی عاقبتانہ حربی تدبیر سے گھر گئے تھے۔ مارے گئے بہت غنیمت
 پاتے آئی۔ یوسف دوم شہداء میں قضا کر گئے بمجرا انکے قضا کرنے کے ان کا بیٹا۔
 محمد جسے بلوہ کیا تھا تخت پر جا بیٹھا۔ اور ملک پر قبضہ کر لیا اور بنام محمد ششم کے ملقب
 ہوا اور اپنے بڑے بھائی کو جسکا نام یوسف تھا قید کیا اول سال اس کی بادشاہت کا
 صلح کا تھا عیسائیوں سے ملت کر لی بلکہ۔ یوریکوئی سوم کی ملاقات کو تولیہ دیا تھا۔
 لیکن بسبب بد نظمی قلعہ داران سرحدی کے دونوں طرف سے لڑائی شروع ہو گئی
 شہداء میں مسلمانوں نے مملکت آیا مانٹی۔ کو مسخر کر لیا۔ اور اس کے
 دوسرے سال عیسائیوں کے قہوڑے لشکر کو شکست بھی دی۔ لیکن عیسائیوں نے
 اس کے بدلے میں شہداء عیسوی میں زراہرہ وغیرہ پر قبضہ کر لیا۔ محمد
 ششم شہداء میں مر گئے یوسف سوم انکے بھائی کہ قید میں تھے بادشاہ

ہوئے انھوں نے چودہ برس صلح کے ساتھ سلطنت کی اور ۴۲۴ء میں مر گئے۔
انکے بیٹے محمد ہفتم بادشاہ ہوئے ان کی اول یہ کوشش ہوئی کہ عیسائیوں سے جہد نامہ
جدید کر لیا۔ اس سے لوگ نہ خوش ہوئے۔ دوسرے یہ کہ وہ بہت فتنہ ور رہتے
تیسرے یہ کہ انھوں نے کھیل کود کی ممانعت کی اس سے ۴۲۴ء میں منسودون نے
بغداد کیا قصر سلطانی میں گھس آئے۔ اس ہنگامہ میں ان کو موقع ملا اور جان بچا کر بھاگے
اور تونس پہنچے جہاں ان کے قرابت مند حاکم تھے ایک سال محمد ہفتم کو
لوگوں نے تخت نشین کیا دوسرے سال محمد ہفتم بادشاہ تونس کی مدد سے
بڑی فوج کے ساتھ اندلس پہنچے اور قصر سلطانی کو گھیر لیا۔ کوکبرا
اور ۴۲۵ء میں اسکو قتل کر ڈالا اور یہ بادشاہ بن بیٹے ماریوسف ابن
احمر غرناطہ کے پہلے بادشاہ کے بیٹے نے جان درم عیسائی بادشاہ
قسطلان سے مدد لیکر بڑی فوج کے ساتھ آیا۔ اور محمد ہفتم کو شکست دیکر دوسری
مرتبہ پھر بادشاہی سے معزول کیا۔ اور انھوں نے بھاگ کر کے ملا گا میں پناہ
لی۔ یہ واقعہ ۴۲۵ء عیسوی میں ہوا یوسف چہارم بلا مزاحمت قصر شاہی میں
داخل ہوئے اور بادشاہ ہوئے۔ چھ مہینے بادشاہت کر کے مر گئے پھر محمد ہفتم
بادشاہ تیسرے بار ہوئے اس مرتبہ بھی وہ آسائش سے بادشاہت نہ کر سکے۔
ان کے ایک بھتیجے محمد بن عثمان نے غدر کر کے ۴۲۵ء میں قصر الحمر کو گھیر لیا۔
اور محمد ہفتم کو قید کیا۔ جہاں جیہ عمر انھوں نے بسر کی اور خود بنام محمد ہفتم مشہور
ہوئے۔ اس بادشاہ کو جی الطینان اور آسائش نصیب نہ ہوئی ایک شخص محمد
بن اسمعیل نے عیسائی بادشاہ قسطلان سے مدد لیکر ایک قلعہ کو مستحکم کیا۔
اس کی مدافعت میں محمد نے بہت کوشش کی لیکن بیکار رہی آخر شہنشاہ محمد کو
اور اسمعیل کو اور عیسائی بادشاہ کو مدد پہنچی تو اس نے غرناطہ کا محاصرہ کیا اور محمد

نہم کو شکست دیکر اس پر قابض ہو گیا۔ محمد بن محمد بن اسماعیل محمد بن محمد کے لقب سے ۸۵۵ھ میں بادشاہ غرناطہ ہوا۔ انھوں نے اکیس برس آساکش سے حکومت کی ان کے عہد میں بلوئے زمین جوئے لیکن روز بروز ممالک سلطنت کے مدال کا پیش نشتر تھا۔ ان غرض اہل اسلام کا اندر اس ملک میں براہ کرم ہوتا گیا۔ اور عیسائیوں کی طاقت روز بروز ترقی پر مبنی گئی ۸۶۲ھ عیسوی میں عیسائیوں نے جبل الطارق (جبل الطر) پر اور اور کیندونا پر قبضہ کر لیا اور ساری ممالک متبسطہ کو مغلوب کیا اور روز بروز سرحدی ممالک کے نکل جانے سے اہل اسلام کے ممالک بہت گھٹ گئے۔ ایک عہد نامہ مصانحت کا ۸۶۲ھ عیسوی میں مابین بادشاہ غرناطہ اور عیسائی بادشاہ قسطلان دیکتیا کے منعقد ہوا اس شرط پر کہ اول باطاعت و تابعداری دوم کے بادشاہ ربے اور دس ہزار اشرفی سالیانہ خراج دے۔ بائیمحمد وہم ۸۶۲ھ عیسوی میں قضا کر گئے۔ ملا علی ابوالحسن بڑے بیٹے محمد دہم کے اپنے باپ کے قائم مقام ہوئے ۸۶۲ھ عیسوی میں حاکم ملا گانے کہ غرناطہ کی جانب سے متعین تھا بغاوت کی اور اپنی سلطنت کی تابعداری چھوڑ کر عیسائی بادشاہ قسطلان کی اطاعت قبول کی خود دار سلطنت غرناطہ میں عجب طرح کا فساد برپا ہوا ابون کی بیویوں میں لڑائی شروع ہوئی سلطانہ عائشہ کہ ابو عبد اللہ شہزادے کی ماں تھی اور دوسری بی بی زاریہ کہ عیسائی تھی اور امیر کے بطن سے دو شاہزادے نئے۔ غرناطہ کے لوگ دونوں طرف ہوئے کچھ پہلی بی بی کی طرف اور کچھ دوسری بی بی کی طرف اس سے خوب کشت و خون ہوا۔

آخر میں ابو عبد اللہ ۸۶۲ھ عیسوی میں اپنے باپ ابوالحسن کو تخت سے اتار کر خود تخت پر بیٹھ گیا۔ لیکن پھر وہ عیسائیوں کی لڑائی میں مقید ہو گیا۔ پھر ۸۶۴ھ عیسوی میں ابوالحسن تخت پر بیٹھے۔ لیکن پھر ابو عبد اللہ بوکرایا اور پھر آپس میں لڑائی شروع ہوئی۔

ہوئی۔ تب انھوں نے دولوں کو لڑنے دیا اور قیسرے کو جس کا نام ابو عبد اللہ صغیر تھا تخت پر بٹھلایا۔ یہاں تک کہ ۳۹۱ء میں۔ فریڈنیانند بادشاہ قسطنطین نے غرناطہ کا محاصرہ کیا اور ایک برس کے محاصرے کے بعد اسکو لے لیا۔ اور نام اس سلطنت کا ملک اسپانیہ سے مٹا دیا۔ بلکہ با بعد میں جتنے مسلمان بطور رعایا کے تھے۔ ان سب کو جلا وطنی کا حکم دیا۔ قریب پچاس ہزار آدمی کے اسپانیہ چھوڑ کر افریقہ میں آئے۔ اسی ۳۹۲ء عیسوی میں حکیم کلین نے اسی فریڈنیانند کی مدد سے نئی دنیا یعنی امریکہ کو دریافت کیا۔

اب یہاں سے خلفائے عباسیہ وغیرہ کا حال درج کیا جاتا ہے اور ۳۲۲ھ ہجری مطابق ۹۳۵ء عیسوی سے پھر شروع کیا جاتا ہے۔

باب شرفواں

فصل پہلی

خلفائے عباسیہ کی اصل حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے ہے کہ حضرت صلعم کے بیٹے عم تھے یہ بڑے عالم اور دانشمندوں سے اُمت محمدی کے ہیں اور ترجمان قرآن انکی خاص صفت ہے چار برس پیشتر ہجرت کے ایک پیدائش شعب جبل میں ہوئی جہاں قریش نے نبی ہاشم اور مطلب کو محصور کیا تھا آپ کا رس شریف حضرت صلعم علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے وقت پندرہ برس کا تھا حدیث صحیح میں وارد ہے کہ حضرت صلعم نے آپ کے حق میں یہ دعا فرمائی تھی۔ اللہم نقہ فی الدین و علمہ التادیل اللہم علمہ الحکمت و تاویل القرآن واجلہ من عبادک الصالحین اللہم زدہ علما و فقہما امین عباس ہاشمی فقیہ محدث مفسر کامل اور ماہر علوم میں تھے۔ شاہ عبدالحق محدث لکھتے ہیں کہ وہ شاگرد حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے تھے علوم انھیں

تے لکھا تھا با اینہم معاویہ کے ساتھ مدارات کرتے رہے۔ آپ نے اکثر برس کی عمر میں طائف میں انتقال فرمایا۔ آخر عمر میں نابینا ہو گئے تھے یہی نابینائی کی حالت میں دو شعر عربی پڑھتے تھے جس کا مضمون یہ ہے۔ اگرے ہما اشد نے دونوں آنکھوں سے نور انکا۔ پس میری زبان اور میرے دل میں ان دونوں کا نور منتقل کیا یا فی حق کا بیان ہے کہ خلافت کے انتقال کا سبب مردانیوں سے عباسیوں میں یہ ہوا کہ بعد شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کے۔ شیعیان اہل بیت امامت محمد بن حنفیہ انکے بھائی کے معتقد تھے۔ انکے قضا کرنے کے بعد انکے بیٹے بائسم کو امام جانتے تھے۔ دونوں میں ان کی بہت بڑی عزت اور قدر بخشی وہ شام کے ملک میں لاؤلف قضا کر گئے اور محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس کو اپنا وصی مقرر کیا اور ان سے کہا کہ تمہاری اولاد میں خلافت آوے گی اور جو تحریرات انکے پاس تھیں ان کو سپرد کیں اور اپنے معاونین کو ان کی طرف رجوع کیا۔ جب محمد نے قضا کی تو اپنے بیٹے ابراہیم کو اپنا قائم مقام کر گئے ان ابراہیم کی طرف خلافت کا رجوع دیکھ کر مروان حمار نے ان کو قید کیا تب انھوں نے اپنے بھائی ابوالعباس کو قائم مقام کیا جو کوفہ میں آکر ابوسلمہ کے مکان میں کہ عباسیوں کے متہم اس شہر میں تھے پناہ گزین ہوئے اور لوگوں سے ان سے بیعت کی لیکن بسبب اس کے کہ ابوسلمہ نے ان کی بیعت میں تاخیر کی اور امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو طلب کیا تھا جانشینی کے بعد ابوسلمہ قتل کئے گئے۔ ابوالعباس کا نا عبد اللہ بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس تھا انکی خلافت کے زمانہ میں مسلمہ مہینہ حجاب بنی امیہ قتل ہوئے سارا اسلام ملک اتھارے مغرب تک ان کے ہاتھ آیا لیکن طاہرات اور طنبہ سے بلار مروان ملک خارج ہو گیا۔ یہ عداوت مانیوں نے داب لیا مسلمہ عجمی میں سفاح

رگیا۔ اسے شہر انبار کو کہ کوفہ کے قریب ہے خود آباد کیا تھا۔ اور شہر یا شمیمینا کا نام رکھا تھا۔ دارالخلافہ تھرایا۔ انکا لقب سفاح بھی تھا۔ اس سبب کہ قتل کر کے مین بیابان تھے۔ یہ اپنے حسن کے واسطے مشہور تھے۔ انکا انتقال مسئلہ ہجری مین ہوا۔ مطابق ۳۷ شہداء کے اسی سال حضرت زبیر بھری نے کہ بڑی زادہ اور صاحب تصرف تھیں انتقال کیا۔

فصل دوسری

ابوالعباس کے بعد ابو جعفر منصور تخت نشین ہوا یہ سفاح کے بھائی تھے کہ خلیفہ ہوئے۔ انکی ماں سلامہ بربر یہ تھی مسئلہ ہجری مین خلیفہ ہوئے ابو مسلم مروی خراسانی کو جس نے عباسیوں کے لیے جنگ کی منصور نے قتل کیا۔ اس ابو مسلم کا حال اس کا تب کے والد حضرت مولوی محمد وزیر رحمۃ اللہ علیہ نے بطور داستان کے چار جلدوں میں لکھا ہے۔ اس ابو مسلم کے ہاتھ سے چھ لاکھ آدمی قتل ہوئے منصور نے اپنا اقتدار قائم رکھنے کے لیے ان کو قتل کیا مسئلہ ہجری مین عبدالرحمن بن معاویہ بن ہشام اندلس پہنچا اور جیسا ہم لکھ چکے ہیں اسکو لے لیا۔ اسکی بان بھی بربر یہ تھی۔ اسلامی دنیا کے مالک یہی دو آدمی تھے ایک منصور اور دوسرا عبدالرحمن منصور نے مسئلہ ہجری مین بغداد آباد کیا جسکو دارالخلافہ بنایا مسئلہ عربین فرقتہ ریوند یہ شہر انبار مین ظاہر ہوئے جو تنازع کے قائل تھے اور منصور کو خدا کئے لگے منصور نے ان کو قتل کیا بلرستان کہ باغی ہو گیا تھا منصور نے اسکو فتح کر لیا مسئلہ عربین علیا سے اہل اسلام نے تدریس حدیث و تفسیر و غیرہ شریعت کی مسئلہ عربین محمد اور ابراہیم بصران حضرت عبداللہ بن حسن شتی بن حسن علیہ السلام نے منصور پر خروج کیا اور منصور نے دونوں کو قتل کیا اہل بیت رسول اللہ علیہم السلام کی ایک جماعت کو ناکر دیا سب

پہلا فتنہ عباسیہ اور علویہ کے درمیان میں اسی منصور نے ڈالا اور نہ اُس کے پہلے دو زون
ایک ہی تھے۔ ایک جماعت اہل علم کو کہ ان کے ساتھ نکلے۔ تھے بہت ایذا دی کسی کو
مارا کسی کو قتل کیا۔ منجملہ ان کے حضرت امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ بھی تھے۔ یہ سبب
فتویٰ کے تھا کہ منصور کے خلاف میں دیا تھا مسئلہ حد میں قبریں پر لڑائی ہوئی۔
مسئلہ حد میں سارا ملک منصور کے قبضہ میں آگیا۔ بڑی ہیبت اس کی دلوں میں تھی فقط
اندلس مملکت میں داخل نہ تھا جس کا مالک عبدالرحمن تھا لیکن اس نے بھی امیر المومنین یا
خلیفہ کا لقب ڈرے نہ لیا فقط امیر کہلاتا تھا مسئلہ حد میں منصور بغداد کی بناسے
نارغ ہوا مسئلہ حد میں خراسانی لشکر باغی ہو گیا۔ بڑی لڑائی کے بعد منصور کو فتح ہوئی
شہر ہزار آدمی مارے گئے۔ چودہ ہزار آدمیوں کی گردن ماری گئی مسئلہ حد میں منصور
نے حکم دیا کہ کل رعیت بنی ثوبی شاخ پتوں کی پہنے۔ کالی ٹوپی کا رولج ہو گیا مسئلہ حد
میں سفیان ثوری کو قید کیا۔ اسی سال مکہ کو گیا چار ہو کر مر گیا۔ یہ قید سے چھوٹ گئے
سفیان ثوریؒ ایک بڑے عالم محدث اور درویش تھے حضرت امام ابو حنیفہؒ کے
شاگرد تھے۔ حضرت امام جعفر صادقؒ کا انتقال اسی کے عہد میں ہوا۔ ان کا حال شیخ کی
فصل میں لکھا جاتا ہے۔

فصل تیسری

حضرت امام جعفر صادقؒ رضی اللہ عنہ کی پیدائش مدینہ منورہ میں تھی کے
ربیع الاول میں ہوئی۔ ان کی ماں فردہ بنت قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیقؓ تھیں آپ علم
ظاہر اور باطن اور کشف اور کرامات میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے چنانچہ
امام ابو حنیفہؒ کو فی اور سلطان ابویزیدؒ بسطامی اور امام مالکؒ
آپ کے شاگرد تھے اور آپ کا قصہ مشہور ہے کہ ایک شخص نے
ابو جعفرؒ منصور کی مجلس میں آپ پر تجویز کو اہی دی وہ فوراً مر گیا۔

اسی سبب سے آپؐ کو لوگوں نے جبارق کہا دوسرا واقعہ یہ ہے کہ ابو جعفر منصور
 سے لوگوں نے کہا کہ امام جعفر تمہیں کھینچ رہے ہیں۔ اور جانتے ہیں کہ تم کو قتل کرادیں۔
 اس پر منصور نے آپؐ کو طلب کیا۔ اور جلا دے کہا کہ جب آپؐ آویں اور ہم سر پر
 ہاتھ رکھیں تم کو قتل کر ڈالنا۔ چنانچہ حضرت امام تشریف لائے اور دروازہ میں
 داخل ہوئے کہ منصور اپنے تخت سے بے اختیار ننگے پاؤں دوڑ کر دروازے
 تک گیا اور آپؐ کو بڑی تعظیم کے ساتھ لاکر اپنے تخت پر بٹھلایا اور کہا کہ آپؐ کو کیا چاہیے
 فرمائیے۔ آپؐ نے فرمایا کہ میرا چاہنا یہ ہے کہ مجھ کو آپؐ بھرنہ بلائیے۔ جب میرا جی چاہے
 میں آؤں۔ اور جب آپؐ مکان کو تشریف لائے منصور نے کہا کہ جب حضرت
 امام آئے میں نے ایک اثر دہا دیکھا کہ جس کا ایک اونٹھ زمین پر تھا اور دوسرا اونٹھ
 کی چھت سے سٹھکا۔ اور اس نے زبان فصیح سے بیان کیا۔ کہ اگر تو نے حضرت امام کو
 ذرا بھی تکلیف پہنچائی میں تیرے تخت کو اور تجھ کو نکل جاؤں گا۔ اس خوف سے
 میں نے انکی تعظیم کی اور کچھ نہ کہا۔ اس قسم کی آپؐ کی کرامتیں بہت ہیں آپؐ نے
 پینسٹھ برس کی عمر میں شوال کے مہینے ۳۷۸ھ ہجری میں انتقال فرمایا۔ اور جنت البقیع
 کے گورستان میں مدینہ میں دفن ہوئے آپؐ کے سات بیٹے تھے۔ اسمعیلؑ
 موسیٰ کاظمؑ۔ اسحاقؑ۔ محمدؑ۔ عباسؑ۔ علیؑ۔ عبداللہؑ۔ اور تین لڑکیاں تھیں۔
 حضرت امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوئی۔ ان کی پیدائش ستہ ہجری میں تھی۔
 آپؐ اس حیثیت سے تابعی کہلاتے ہیں کہ آپؐ نے حضرت انس بن مالکؓ صحابہ
 اور جابر بن عبداللہؓ وغیرہ کی زیارت طفلی میں کئی مرتبہ تیرہ برس کی عمر میں کی ہے اور
 ان سے کئی حدیثیں مثل العلم فریضۃ اور حب الشیء العمی ولیم وغیرہ کے روایت کی ہے
 امام ابو یوسفؒ نے کہ انکے شاگرد تھے اپنی سند میں انکو روایت کی ہے اور امام محمد بن حسن بھی انکے
 شاگرد تھے انکے موطا میں حضرت امام عظمیٰ کی روایت سے حدیثیں مروج ہیں امام ابو حنیفہؒ

حماد و حسان بن ثابت اور امام جعفر کے شاگرد تھے اور ان کے والد ثابت حضرت
عقی کریم اشد وجہ کے شاگرد تھے۔ امام ابو حنیفہ کو فیض باطنی کا انتساب حضرت
امام جعفر صادق سے تھا امام مالک بھی حضرت امام ابو حنیفہ کے شاگرد تھے
اور خواجہ محمد یار سا کہ عارف کامل اور خواجہ بہاء الدین نقشبند کے خلیفہ ہیں۔ اپنی
تعاویض میں لکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ بھی زمانہ آخر میں جب نزول کریں گے تو امام ابو حنیفہ
کے مسائل کی پیروی کریں گے۔ اور تذکرۃ الاولیاء میں ہے کہ آنحضرت صلعم نے اپنا لہجہ
دہن حضرت انس بن مالک کے منہ میں امانت رکھا کہ حضرت ابو حنیفہ کے
منہ میں دینگے اور انس بن مالک نے حضرت ابو حنیفہ تک پہنچایا اور جب
آپ مدینہ پہنچے۔ روضہ پاک کے قریب فرمایا السلام علیک یا امام الانبیاء۔
جواب آیا علیکم السلام یا امام المسلمین۔ ان کی وفات سنہ ۱۵۰ھ میں ہوئی۔ اس کا سبب
یون بیان کرتے ہیں کہ یزید بن عمر وہبیرہ نے کہ مروان حمار کی طرف سے
عراق کا حاکم تھا۔ آپ کو قاضی مقرر کرنا چاہا۔ آپ نے انکار کیا۔ اس پر اسے اچکودڑے
پر لٹے۔ تب بھی آپ راضی نہ ہوئے اسکو جب منصور نے سنا اسنے بھی ایسا ہی کیا بلکہ آپ کو
قیہ بھی کیا بعضوں کا بیان ہے کہ نہ ہر دو لویا۔ اس گمان پر کہ بھاکہ ابراہیم بن عبد اللہ
بن حسن ثنی کے خروج میں آپ بھی شریعتے۔

حضرت امام مالک بن انس یہ بزرگ مدنی الاصل ہیں ان کی کنیت ابو عبد اللہ ہے
تمام علوم دینی میں ایشل فتنہ اور حدیث اور قرآن کے امام و دم سمجھے جاتے ہیں
ان کی ولادت سنہ ۱۷۰ھ میں تھی۔ حدیث کی روایت کے وقت دیکھو کرتے اور
پاکیزہ کپڑا پہنتے اور نرسی پر بیٹھتے۔ خوشبو لگاتے تب درس دیتے اور راہ میں باکھڑے
ہو کر درس نہ دیتے۔ اور مدینہ میں پیادہ پا چلتے۔ مدینہ میں حدیث کی تدوین میں
اولیٰ حضرت امام مالک نے کی ان کی کتاب مشہور ہے امام محمد بن حسن

شیبانی علم حدیث میں امام مالک کے بھی شاگرد ہیں حضرت امام مالک کو شاگردی حضرت امام جعفر سے بھی تھی۔

حضرت بایزید بسطامی مشائخ کبار سے ہیں سہ بایزید اندر مرید شہ راہ دیدہ نام قطب العارفین از حق شنیدہ انکا نام طیفور ابن عیسیٰ ابن آدم ابن سر و شان تھا ان کے دادا گبر تھے پھر مسلمان ہو گئے۔ انھوں نے ایک سو تیرہ مشائخ سے صحبت پائی۔ لیکن سب سے زیادہ فیض یافتہ اور مرید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ہیں۔ انھیں سے درویشوں کا سلسلہ طیفور ہے ان کی بہ نسبت حضرت جنید بغدادی نے فرمایا کہ ہم لوگوں میں بایزید کی مثال جبریل کی ہے فرشتوں میں انکا مکان بسطام میں ہے کہ فارس میں ایک قریہ ہے ان کی عمر بہت ہوئی انکی وفات ۳۳۷ھ میں ہوئی۔ ان کی قبر سے حضرت ابو الحسن خرقانی کا تعلیم پانا مشہور ہے اس واقعہ کو حضرت مولوی روم نے اپنی مثنوی میں نظم کیا ہے بایزید کا قول ہے کہ دنیا کو ترک کرنا سنت ہے اور قرب مولا کی راہ میں چلنا فرض ہے اور صحبت نیکوں کی نیکی کرنے سے بہتر ہے۔ اور بدوں کی صحبت بدی کرنے سے بدتر ہے۔

حضرت سفیان ثوری کا انتقال ۱۶۱ھ ہجری میں تھا اور غسل کے وقت انکی پیشانی میں سیکھیکم اللہ لکھا دیکھا یہ حضرت امام اعظم کے شاگرد تھے اور بڑے محدث اور بڑے عارف تھے۔

فصل چوتھی

ابو جعفر منصور کے بد مہدی بن منصور بغداد میں خلیفہ ہوئے سب سے پہلے اسی نے حکم دیا کہ علم بدل میں روزہ ناوقہ اور ملاحدہ کے لئے تصنیف کریں۔ طبرستان وغیرہ میں پہلے سے ماکم رہ چکا تھا ۵۸ھ میں بابا کی جگہ خلیفہ ہوا۔ ۵۹ھ میں موسیٰ نے ہادی کے لئے بیعت ولیعہدی لوگوں نے لی پھر ہارون رشید

کے لئے لی مسئلہ ہجری میں اربید کو فتح کیا علاقہ ہند کا تمام مسئلہ ہجری میں مکہ کی راد میں مٹ کر حوض سراد وغیرہ بنوائی مسئلہ ہجری میں بہت سالک قیصر روم کا فتح کر لیا مسئلہ ہجری میں قصر السلام کی طرف نقل کیا مسئلہ ہجری میں حمید کے صدرہ یازہر سے مر گیا۔

بادی بن مہدی اپنے باپ مہدی کے بعد بغداد کے خلیفہ ہوئے ان کی ماں ام ولد۔ بربر یہ تھی جس کا نام خیران تھا مسئلہ میں بادی مر گئے ایک برس کی مہینہ خلیفہ رہے۔ باپ کی وصیت کے موافق زنا دقہ کو خوب قتل کیا۔ انکی اردلی میں لوگ ہتھیار بند چلتے تھے۔ اچھے گدھے پر سوار ہوتے شاہانہ لباس کے پابند نہ تھے۔ مگر ہمیت اور سطوت بہت تھی یہ شاعر ادیب۔ اور فصیح تھے۔

فصل یانچون

ہارون الرشید بن مہدی مسئلہ میں مطابق مسئلہ کے بغداد کے خلیفہ ہوئے بعد اپنے بھائی کے مرنے دم تک سو رکعت نماز روزانہ پڑھتے رہتے نہایت جمیل عالم اور ادیب تھے۔ خاندان عباسیہ میں جتنے خلفا گذرے ان میں یہ سب سے ممتاز ہیں امام ابو یوسف کو انھوں نے قاضی القضاات بنایا اسکے پہلے یہ عہدہ نہ تھا زبیدہ ان کی بی بی جس نے نہر زبیدہ مکہ میں بنائی۔ جمع خرچ اس کا نہ بچھا بلکہ یہ کہا کہ ترکنا الحساب لیوم الحساب دفتر حساب نہر کو وجملہ میں ڈھونڈا مسئلہ میں شہر دیستہ فتح ہوا مسئلہ ہجری میں زلزلا آیا جس سے کسی قدر اسکندریہ کا منارہ گر پڑا مسئلہ میں قلعہ مضافات فتح ہوا مسئلہ ہجری میں خرزج نے ارسینہ پر خرچ کیا۔ لاکھ مسلمانوں سے زیادہ مارے اور قید کیے گئے ایسا حادثہ اسلام پر پہلے کبھی نہیں ہوا مسئلہ میں یقیناً قیصر روم نے ہارون کو خط لکھا اس میں انکو دھمکایا۔ اور لکھا کہ تمہیں پہلے قیصر نے جو مال و اسباب تم کو دیا ہے وہ پھیر دو۔

و نہ تلواری چلے گی ہارون نے جواب دیا۔ اسے کتے روم کے بن نے تیرا خط پڑھا۔
 اور جواب اسکا یہ ہے کہ تو وہ دیکھے گا جو نہیں سنا ہے۔ اور اسی دن روم پر حملہ آوری
 کے لئے کوچ کیا۔ وہاں پہونچ کر خوب ہی جنگ کی آخر کو اس نے خراج دینا ہر سال کا
 قبول کیا۔ پھر جب ہارون واپس گئے تو شہد توڑ ڈال دیا۔ پھر دوبارہ جا کر اس ملک کو
 تباہ کیا۔ سترہ صدیوں فدیہ دے کر ہر مسلمان کو روم کے ہاتھ سے چھوڑا یا سترہ صدی
 میں قلعہ ہر قلعہ کو فتح کر کے اپنا لشکر ملک روم میں جا بجا پھیلا دیا۔ قلعہ صقالیہ
 قلعہ شہ اور قبرس کو فتح کر لیا۔ سولہ ہزار آدمی قیدیوں آئے ۱۹۲ھ میں خراسان
 کی طرف توجہ کی ۱۹۳ھ میں طوس میں اگر تیار ہو کر مر گئے۔ ہارون کے وزیر
 فضل بن یحییٰ اور جعفر بن یحییٰ برکی تھے ان کا کمال عروج اور نزول۔
 ہارون کے زمانہ میں جو ہوا مشہور ہے۔ یہ لوگ اپنی بخشش بے انتہا کے واسطے
 مشہور ہیں قطعہ اسے طفل دہر گر تو زیستان حرص و آرزو سے دوشیر دولت
 و اقبال برکی ۱۰۰۰ عمر غرہ مشوا ز کمال خویش ۱۰۰۰ یاد آور از زمان بزرگان برکی
 ۱۹۴ھ میں یحییٰ بن عبد اللہ بن حسن مجتبیٰ بن حسن نے دیالمہ میں خروج کیا۔
 ہارون رشید نے یہ خبر شکر فضل بن یحییٰ کو فوج کثیر کے ساتھ اس فتنہ کے دفع
 کرنے کے لیے بھیجا فضل نے خراسان میں تدبیر عاقلانہ صلح کی اور یحییٰ
 راضی ہو گئے اس شرط پر کہ ہارون امان نامہ لکھ دے چنانچہ ایسا کیا گیا اور یحییٰ
 ہارون کے پاس آئے اور انعامات بے پایان سے منتفع ہوئے اور فضل کی
 ان خدمات سے ہارون نہایت راضی ہوا۔ سترہ صدیوں میں ہارون نے حج کے
 ارادے سے سفر کیا اور اپنے دونوں بیٹوں امین اور مامون کو ساتھ لیا اور حرم
 شریفین میں اپنے انعامات سے لوگوں کو بہت خوش کیا اس سفر کے مصارف میں
 دس لاکھ درہم اور پچاس ہزار دینار صرف ہوئے اور مکہ معظمہ میں پہونچے

سارے مراہک مقبوضہ کے دوحہ یکے بغداد۔ اور واسطہ اور بصرہ۔ کوفہ
شامات۔ سواد عراق۔ موصل۔ جزیرہ۔ حجاز۔ مصر۔ تا اقصائے
مغرب امین کو سپرد کیا۔ انکا دار الخلافت بغداد ٹھہرا۔ اور کربا نشاہ۔ نہاوند
اور قم۔ کاشان۔ اصفہان۔ فارس۔ کرمان۔ رے۔ قوس طبرستان
خراسان۔ زابل۔ کابل۔ اور ہند۔ ماوراء النہر اور ترکستان۔
مامون الرشید کو سپرد کیا اور ان کا تنہا دمر و ٹھہرایا اور یہ حکم کیا کہ جو دونوں
میں پہلے وفات کرے اس کے مالک دوسرے کے تصرف میں آوین اور
باہمی موافقت اور محبت کی بڑی تاکید کی۔ انکے علاوہ ایک اور بیٹے ہارون رشید
کے تھے جن کا نام قاسم تھا ان کے استاد عبد الملک بن صالح ہاشمی تھے
انہوں نے ہارون رشید کو لکھا کہ کیا قاسم تمہارا بیٹا نہیں ہے جو اسکے لیے حصہ نہیں
لگا لار تب ہارون نے اسکو جزائر کا علاقہ سپرد کیا۔

اس میں شک نہیں کہ ہارون رشید کے اچھے اوصاف میں یہ بھی تھے کہ ان کو
علما اور فقہا اور اہل کمال کی مصاحبت کی رغبت تھی اور سلوک اور مدارات انکے
ساتھ کرتے رہے اور لوگوں کے وعظ اور نصائح سے بہت روتے انکی ایک نقل
مشہور ہے کہ وہ ایک روز شہر رقہ کے اطراف میں شکار کے واسطے گئے تھے۔ بعد
شکار کے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ کسی عالم کی ملاقات کو لے چلو کسی نے کہا کہ فضیل
بن عیاض یہاں سے قریب ہیں فرمایا وہاں چلو جب انکے دروازے پر پہنچے۔ آواز
معلوم ہوئی کہ نماز میں کھڑے ہیں یہ ایک ہی آیت کی تکرار کر رہے تھے۔ راوی کہتا ہے
کہ جسے وہ دوازہ کھٹک یا وہاں سے آواز آئی کون ہے۔ جسے کہا امیر المؤمنین تشریف
لائے ہیں بانسے آواز آئی۔ ہکوا امیر المؤمنین سے کیا کام۔ راوی نے کہا سبحان اللہ تمہارے
اور کمالیہ امت نفع ہر تب۔ اترے اور دروازہ کھول کر بھاگے اور پھر اپنے کوٹے پر چڑھ گئے

اور چراغ گل کر کے ایک کولے میں جالتے تھے ہم اور ہارون رشید بھی اوپر چڑھ گئے اور
ہاتھوں سے ٹوٹنے لگے کہ وہ کمان میں امیر المومنین کا ہاتھ ان کے بدن پر پڑا وہ بولے
اے یہ کیسا نرم ہاتھ ہے۔ اگر کسی خدا کے عذاب سے بچا۔ پھر امیر المومنین نے فرمایا کہ
سنئے جس واسطے ہم آئے ہیں فضیل عیاض نے سنکر کہا جب عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ
علیہ خلیفہ ہوئے تب انھوں نے سالم بن عبد اللہ اور محمد بن کعب قرطبی اور جابر
بن حیات کو بلایا اور ان سے کہا میں اس بلا سے عظیم میں مبتلا ہوں میں مجھے شورہ دو
میں کیا کروں۔ انھوں نے خلافت کو بلا شمار کیا اور آپ اور آپ کے رفقا اسکو نعمت
عظیم جانتے ہیں۔ تب سالم بن عبد اللہ بن عمر نے کہ حضرت عمر فاروق کے
پوتے تھے اور بڑے عالم اور فقیہ محدث اور عارف اور تابعی سے تھے کہا اگر خدا کے
عذاب سے نجات پانے کا قصد ہے تو مسلمانوں میں جو تم سے بڑا ہو اسکو باب سمجھو اور برابر
کو بھائی جانو اور چھوٹے کو بیٹا خیال کرو۔ تو باب کی توقیر کرو۔ اور بھائی پر بخشش اور اکرام
اور بیٹوں پر رحم اور رجا میں حیات نے کہا کہ اگر خدا کے عذاب سے نجات ملنے کی آرزو
ہے تو مسلمانوں کیواسطے وہ بہتر جانو جو اپنے واسطے بہتر جانتے ہو اور انکے واسطے بد جانو جو اپنے
واسطے بد جانتے ہو۔ پھر چاہو تو مر جاؤ سو اسے ہارون رشید میں تم سے کہتا ہوں کہ
مجھے تمہارے اوپر رحم آتا ہے اسلئے کہ مجھکو خوف ہے تمہارے اوپر اس دن کا جس دن
کسی کے پاؤں زمین میں نہ ڈگیں گے۔ سو میں تم سے پوچھتا ہوں خدا تم پر رحم کرے
کوئی تمہارا مشیر ایسا بھی ہے جو میری ہی نصیحت کرے۔ تب ہارون رشید نے ردنا شروع کیا
سیان تک روئے کہ غش کھا کر گر بڑے فضیل بن ریح کہتے ہیں تب میں
نے کہا امیر المومنین کے ساتھ نرمی سے بات کیجئے۔ دیکھئے ان کی حالت کیسی
متغیر ہے۔ انھوں نے جواب دیا کہ تم اور تمہارے یار لوگ امیر المومنین کے
قتل کرنے کی فکر میں ہیں اسے کہتے ہو کہ نرمی کرو۔

جب امیر المؤمنین کو ہوش آیا۔ انھوں نے کہا اور کچھ فرمائیے۔ خدا آپ پر رحمت کرے
 فضیل بن عیاض نے کہا میں نے سنا ہے کہ۔ عمر بن عبد العزیز نے کسی شخص کو
 کہیں کی حکومت دی تھی۔ اس نے کسی ہمارے شکایت کی اس کے جواب میں۔ عمر بن عبد العزیز
 نے لکھا بھائی میں تم کو یاد دلاتا ہوں بدخواہی و دوزخ کی۔ لوگوں کے ساتھ دوام قیام کی اس
 میں ایسا نہ کہ اللہ تعالیٰ کی نظر تمھاری طرف سے پھر جائے اور اپنے آخر وقت میں
 تم نا امید اس کی رحمت سے ہو جاؤ۔ اس تحریر کے پونچنے سے وہ حاکم و بان سے اٹھ کھڑا
 ہوا اور دار الخلافت میں چلا آیا عمر بن عبد العزیز نے ان سے پوچھا تم بہت ادر بے طلب
 کیوں اپنی دارالحکومت سے چلے آئے کہا آپ کی تحریر سے گویا میں سونا تھا جاگ پڑا اور میرا
 دل بدل گیا۔ اب میں کہیں کی حکومت اپنے ذمہ نہیں لوں گا۔ اب مجھ کھل گیا کہ دنیا
 کے کاموں کا انجام دینا اپنا دین بچا کے آدمی کے اختیار میں نہیں ہے ہارون رشید
 پھر شدت سے روئے جب اتفاق ہوا تب ہارون نے ایک تھیلی ہزار دینار کی ان کے
 سامنے کی اور کہا اسے اپنا نفقہ فرمائیے فضیل بن عیاض نے کہا بسمان اللہ
 میں تو آپ کو طریقہ نجات کا بتلاؤں اسکا مکافات آپ میرے ساتھ یہ کرتے ہیں کہ
 مجھے غدا بین بتلا کرتے ہیں۔ یہ لکھ کر انھوں نے سکوت فرمایا۔

یہ حضرت فضیل بن عیاض عبد الواحد بن زید کے مرید ہیں اور امام عظیم صاحب
 کے شاگرد تھے اور ابراہیم اودہم بشر حافی سفیان ثوری اور داؤد طائی
 کے ہم عصر تھے انکی پیدائش ہرقندین تھی وفات ان کی ماہ محرم سنہ ۱۵۰ ہجری میں
 اور قبر ان کی مکہ معظمہ میں ہے۔ پہلے رامہزان تھے پھر تائب بنو کے کاشین مت ہوئے
 صاحب کشف و کرامات تھے۔

ہارون رشید اور امام ابو یوسف کا واقعہ اسی قسم کا جیسا فضیل عیاض کے
 ساتھ پیش آیا حضرت داؤد طائی کا بھی واقعہ مشہور ہے یہ بھی حضرت امام عظیم کے شاگرد تھے

اور حبیب راعیؒ کے مرید تھے اور علم ظاہر اور باطن میں انکو کمال تھا ان کی وفات
 ۱۷۵ھ میں تھی اور انکی قبر بغداد میں ہے اور حبیب راعیؒ حضرت سلمان فارسیؒ کے
 مرید تھے۔ شیر مثل بکری اور کتوں کے ان سے ملتے اس لئے راعیؒ کہتے تھے لیکن
 ہارون رشید کا برتاؤ ائمہ اہل بیت کے ساتھ مناسب نہ ہوا حضرت امام موسیٰ کاظم بن
 حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام کو بغداد میں نظر بند رکھا آپ کی ولادت البوا
 میں کہ درمیان مکہ اور مدینہ کے ہوئی یکشنبہ کے روز ساتویں صفر ۱۷۵ھ ہجری میں اور
 مان آپ کی اُم ولد تھیں جمیدہ بربر یہ نام کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے
 خرید کر حضرت امام جعفر صادقؒ کو دیا تھا۔ آپ بڑے مترجم و مخوار ظاہر و باطن کے
 کامل تھے۔ اگر کوئی آپ کو گالی دیتا۔ تو آپ اسکو انعام دیتے آپ کی عمر شریف
 پچیس برس کی تھی۔ اور آپکی وفات جمعہ کے روز چھٹیون رجب ۱۷۵ھ ہجری میں ہوئی
 اور قبر آپ کی بغداد میں مقبرہ قریش میں ہے جسکو کاظمیین کہتے ہیں۔

امام اسی عہد میں حضرت امام ابو یوسفؒ تھے کہ شاگرد اعظم حضرت امام ابو حنیفہ کوفی کے
 تھے۔ حضرت امام ان کی تعریف فرماتے تھے انکا نام یعقوب بن ابراہیم تھا انکی
 اصل کوفہ کی ہے پہلے قاضی القضاۃ ہی ہوئے۔ اس سے پہلے کوئی اس عہد پر
 معمور نہ تھا۔ باوجود اسکے کہ قضا کے کاموں کو انجام دیتے تھے دو سو رکعت نفل روزانہ
 ادا کرتے تھے۔ انتقال کے وقت فرماتے تھے کہ جو کچھ ہم نے فتویٰ دیا اس سے
 انکار کرتے ہیں سوائے ان احکام کے کہ قرآن اور حدیث کے موافق ہوں۔
 وفات آپ کی ستائیسویں رجب ۱۷۵ھ ہجری میں ہوئی۔ اور عمر آپ کی
 ستر برس کی تھی۔ قبر شریف آپ کی بغداد میں ہے متنبہ صحابی کی اولاد
 سے تھے۔

اسی عہد میں حضرت امام شیبانیؒ تھے ان کے والد کا نام حسن ہے۔ امام محمدؒ کی

پیدائش و اسٹامین ہوئی۔ اور آپ کی تعلیم کوفہ میں ہوئی اور شاگرد رشید حضرت امام
اعظم رضی اللہ عنہ کے ہیں۔ اور تمام عالم میں حضرت امام اعظم کے علوم کو انھوں نے
شائع کیا۔ ان کو اور امام ابو یوسف کو صاحبین کہتے ہیں۔ آپ صاحب تصانیف معتبرہ
تھے ۹۹۹ کتابیں تھیں موطا و محمد اور کتاب الآثار۔ انھیں سے ہیں۔ یہ
دونوں کتابیں علم حدیث میں ہیں امام شافعی رحمہ اللہ حضرت امام محمد کے شاگرد تھے
آپ کی ہر کتاب میں جاتے اور کہتے تھے کہ اگر کہوں میں کہ قرآن مجید محمد بن حسن کی
نعت میں نازل ہوا ہر تو درست ہو۔ آپ کی وفات چودھویں تاریخ جمادی الثانی
۱۵۰ھ ہجری تھی اور ان کی قبر شریف رے میں ہے آپ بھی قاضی القضاۃ ہو
تھے۔

شاہ شارلمان نے چارلس اعظم دکاربوس اعظم شہنشاہ
فرانس و جرمن جس کے دادا کاربوس یعنی چارلس نے عبدالرحمن
سپہ سالار ہشام کو شکست دی تھی۔ اس وقت بڑے غرور پر تھا۔ نے
تمامی ممالک فرنگ مثل فرانس و جرمن واسطریا و اطالیہ کے اس کے
تصرف میں تھے اور اسکو اطالیہ کے پوپ نے مغربی رومیہ کے قیصر کا خطاب
دیا۔ اور اس وقت کی سلطنتیں یورپ کے سوائے دوسپہ کے اسی کی شاخ
ہیں اور اسی خاندان سے ہیں یہ چارلس اعظم ہاروان رشید۔ کا بڑا دوست
بن گیا اور اس نے اپنے متواتر بیٹے اور ہاروان رشید نے بھی اس کے پاس تحفے
بھیجے۔ یہ موافقت بسبب مخالفت قیصر روم کے تھی جو قسطنطنیہ کا حاکم تھا اور
اطالیہ کے گرجے کے خلاف تھا۔ شارلمان کے موافق تھا یعنی عیسائیوں میں
دو فرقے ہو گئے تھے ایک رومن کہتے تھے گرنیا اطالیہ کا اور دوسرا یونانی۔
گرنیا قسطنطنیہ کا۔

فصل چیسویں

امین بن بارون رشید ^{۹۴} سالہ ہجری میں اپنے باپ کے بعد خلیفہ ہوئے ان کی
مان نرید و تختیں جنہوں نے نہر زبیدہ مکہ میں بنائی۔ یہ مسرت بد تدبیر ضعیف عقل کم شعور
تھے۔ خلیفہ ہوتے ہی ایک انٹا گھر بنایا چڑیا خانہ تیار کیا۔ شیر و گرگ وغیرہ پائے
بست سے گھر اور لعب کے لیے بنائے۔ سارا خزانہ ایسے ہی کاموں میں اڑا دیا یہاں
تک کہ سلسلہ ہجری میں مارا گیا۔

ظاہر بن حسین کہ مامون کا سپہ سالار تھا متواتر لڑائیوں میں امین پر غالب آیا۔

فصل ساتویں

ساتویں خلیفہ عباسیوں کے مامون رشید تھے کہ بموجب وصیت باپ کے
بعد محمد امین کے چاہتا تھا کہ خلیفہ ہوں لیکن چونکہ محمد امین نے باپ کی وصیت کو توڑ ڈالا
اس واسطے بجائیوں میں جنگ و جدل ہوئی جس میں محمد امین مارے گئے اور
مامون رشید نے انکی حیات میں خراسان میں خلافت کا دعوے کیا اور
محمد امین کے بعد علی العموم سارے ممالک میں ان کی بیعت ہوئی ان کی مان کا
یام مراجل ام ولد تھا۔ مسیح الاول کی پندرہویں شب جمعہ کو پیدا ہوئے اور انکی
مان ایام نفلہ میں قضا کر گئی۔ اور اسی شب ان کے چچا ہادی نے بھی قضا کی۔
سلسلہ عرب میں سن برادر فضل بن سہل کو عراق فارس اور حجاز کی لمارت دیکر
فرمایا کہ ظاہر بن حسین رقبہ میں جا کر ضبط ولایت تمام اور جزائر اور مغرب کی
کرے اور نصر خارجی کی مدافعت بھی کرے لیکن سبب مداخلت فضل کے ہر طرف
بغادت ظاہر ہوئی اور محمد بن ابراہیم طوی نے کہ طباطبائی بھی کہتے تھے خروج
کیا۔ ان کے مقابلہ کو ہر شتمہ بھیجے گئے جنہوں نے ان کو گرفتار کیا مامون رشید
اچھا آدمی تھا۔ اس نے سلسلہ ہجری میں موتمن اپنے بھائی کی دیہدی

موقوف کر کے حضرت امام علی رضا بن موسیٰ کاظم بن جعفر صادق علیہم السلام کو
 وسیع کرنا چاہا۔ اس لیے کہ متشیع تھا بلکہ یہ چاہا کہ خود معزول ہو کر ان کو تخت پڑھا دے
 ان کے نام کا سکہ جاری کر دیا۔ اپنی بیٹی ان کے نکاح میں دیدی یہ بات عباسیوں کو بُری
 معلوم ہوئی انھوں نے خروج کر کے ابراہیم بن مہدی سے بیعت کی۔
 مامون نے چڑھائی کی اتفاقاً سنیہ ہجری میں حضرت علی رضاؑ نے انتقال کیا۔
 بغاوت گئی حضرت علی رضاؑ کے مناقب بہت ہیں آپ کی پیدائش سنیہ ہجری میں
 مدینہ میں ہوئی۔ آپ کی ماں کا نام نجمہ تھا۔ لونڈی عقیں حضرت موسیٰ کاظمؑ کی ماں نے
 حضرت صلعم کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں کہ نجمہ کو موسیٰ کاظمؑ کی زوجیت میں دے
 کہ اس سے بہترین خلائق پیدا ہونگے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور حضرت علی رضاؑ
 پیدا ہوئے اور نجمہ نقل کرتی ہیں کہ زمانہ حمل میں کسی قسم کا بار نہ معلوم ہوتا تھا اور
 نیند میں آواز تہلیل اور تسبیح کی پیٹ سے نکلتی تھی اور جب پیدا ہوئے تو سر
 آسمان کی طرف اٹھا کر ہونٹ ہلایا جیسے بات کرتے ہوں اور آپ کے فضائل
 بہت ہیں چنانچہ احمد کو فی نقل کرتے ہیں کہ ایک مرثیہ کوفہ سے فراسان میں چلا۔
 میری لڑکی نے ایک حلہ بھکودیا اور اسکو میرا ایک فیروزہ میرے سینے لپٹے آنا چنانچہ
 جب میں مرو پر نچا اسی رات حضرت علی رضاؑ کا لورم گیا تھا آپ نے اس کے کفن کے
 لیے حلہ خریدنا چاہا اور آپ کا ایک آدمی میرے پاس آیا کہ تمہارے پاس جو حلہ
 اسکو بچو۔ میں نے کہا کہ میرے پاس کوئی حلہ نہیں ہے اس آدمی نے پھر کہ
 حضرت علی رضاؑ سے جواب کہا آپ نے فرمایا کہ پھر جا اور کہہ کہ فلاں صندوق میں
 تمہارے پاس تمہاری لڑکی کا دیا ہوا ہے تب بھکودیا آیا اور اسکو میں نے بچا اور میں نے
 کہا حضرت علی رضاؑ کی ولایت کا جب قائل ہوں گا کہ چند مسائل کا جنکو میں کاغذ پر لکھ لجاتا
 ہوں جواب دین۔ اور انکو لکھ کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ہنوز دروازے پر تھا۔

کہ خادم نے ایک کاغذ لاکر دیا کہ تمہارے مسائل کا جواب اس پر لکھا ہے اور حضرت امام نے دیا ہے میں نے اپنے کاغذ سے ملایا تو جواب ٹھیک انھیں سوال کا جواب میں لکھا کہ بیشک آپ امام وقت ہیں ایک شخص نے آپ سے کہا کہ آپ امام ہیں آپ نے فرمایا ہاں اس نے کہا آپ کا سن! مستدر ہوا اور آپ کا کوئی لڑکا نہیں امام لا ولد نہیں ہوتا ہے آپ نے سر پہنے کیا اور تھوڑی دیر کے بعد آپ نے فرمایا کہ مجھ کو اس سال ایک لڑکا ہو چنانچہ حضرت محمد تقی اسی سال پیدا ہوئے۔

مامون کے وزیر فضل نے آپ کو زہر دلوا دیا۔ اور آپ کی قبر شریف مشہد میں ہے اور وہ مقام شیعوں کا زیارت گاہ ہے اور ہارون رشید کا مزار بھی اسی قبہ میں ہے سلمہ میں مامون نے خلق قرآن کا مسئلہ نکالاجب لوگوں نے نہ مانا تو سلمہ بحری تک خاموش رہا سلمہ معین روم پر چڑھائی کی قلعہ قرشاہ سے لیا حصن ماجد۔ چچین لیا چودہ قلعہ رومیوں کے فتح کئے اسی عہد میں افریقہ کے مجاہدین نے جزیرہ صقلیہ کو در سسلی فتح کر کے اسلام پھیلایا بلکہ شہر روم کو کرا کا جو ملک اطالیہ کا دارالسلطنت تھا محاصرہ کر لیا اور عیسائی دیارات پطرس اور پال کو تاراج کیا لیکن مستقل قبضہ کا شاید ارادہ نہ تھا کیونکہ شہر کو چھوڑ کر چلے آئے ان فرض۔ مامون اطراف روم سے دمشق گیا پھر مصر آیا پھر روم کو واپس گیا سلمہ بحری میں پھر مسئلہ خلق قرآن کا تازہ کیا۔ بغداد میں علماء پر آفت آئی کوئی مارا گیا کوئی قید ہوا کسی کو کوڑے لگے یہاں تک کہ اسی سال میں خود بھی مر گیا روم سے اسکی لاش طرحوس میں لاکر دفن کی۔ اسکو لوگ معزلی کہتے تھے اسی کے عہد میں حضرت امام شافعیؒ اور حضرت معروفؒ گرجی نے انتقال کیا۔

حضرت امام شافعیؒ کا نام محمد بن ادریس ہے اور قبیلہ قریش سے ہیں اور انکا نسب مطلب بن عبد مناف سے ملتا ہے۔ کہ حضرت صلح کے بعد امجد تھے

مدان کی مان کا نام ام الحسن تھا اور وہ بنت حمزہ بن قاسم بن یزید بن حسن بن علی بن ابی طالب تھیں اور وہ ائمہ مجتہدین میں سے تیسرے امام ہیں اور حضرت امام مالک رحمہ اللہ سے کسب علم کیا بعد اس کے عراق میں آئے اور امام محمد بن حسن شیبانی کی صحبت میں کہ شاگرد حضرت امام ابو حنیفہ کے تھے حاضر رہے ان کی پیدائش شہدہ بصری میں ہوئی اور وفات سنہ ۱۷۰ھ میں ان کی قبر فراقہ میں مصر میں ہے کہتے ہیں کہ نہایت ذہین اور فہیم تھے سات برس کی عمر میں قرآن کے حافظ تھے۔

حضرت معروف کرخی حضرت امام علی رضا کے خادم تھے ان کے باپ کا نام فیروزان تھا۔ اصل میں گبر تھے حضرت امام کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے اور مذہب حضرت امام ابو حنیفہ کا رکھتے تھے اور حضرت امام کی عنایت ان پر بہت تھی اور حضرت داؤد کی بھی صحبت میں رہے، میں اسکا سبب یہ لکھا ہے کہ حضرت معروف کرخی کے باپ فیروزان حضرت داؤد طائی کے پاس کفر کی حالت میں گئے اور وہ روٹی کھا رہے تھے۔ اسی روٹی میں سے فیروزان کو دیا اور اسی روز حضرت معروف کرخی اپنی مانگی حل میں رہے جب پیدا ہوئے اور پیش آیا طلب حق پیدا ہوئی اور قصہ اپنے باپ کا سکر داؤد طائی کی خدمت میں گئے اور مستفید ہوئے معروف کرخی کا انتقال سنہ ۱۷۰ھ میں ہوا اور کرخی میں دفن ہیں آپ کی قبر کے بارے میں حضرت سعدیؒ فرماتے ہیں۔ نہ بینی کہ در کرخی تربت بسی ست + بجز معروف معروف نیست۔ حضرت داؤد ہی اسی عہد میں تھے۔

فصل آٹھویں

آٹھویں خلیفہ عباسیوں کے معتمد بن ہارون رشید ہیں ان کی مان کا نام ماروہ ہے ام ولد تھی اہل کوفہ سے یہ سب خلفائے زیادہ ہیبت دار تھا اس نے بھی

خلق قرآن کے مسئلہ کے بارے میں علما کو بہت تنگ کیا اکثر دن کو مسئلہ ۲۲ میں
 اسی لیے قتل کیا حضرت امام احمد حنبلؒ کو مارا بغداد کو بھڑک کر سر من راسے آباد کیا۔
 اسکے عہد میں آٹھ فتوح ہوئے یہ عجیون کی چال پر تھا سوئ ہزار سے زیادہ اسکے غلام تھے
 مسئلہ ۲۳ میں روم پر چڑھائی کی خوب سی خبر لی ہزاروں گھروں پران کر دیئے عموریہ
 کو تلوار کے زور سے چھین لیا تین ہزار آدمی قتل کئے۔ اسی قدر قید میں آئے۔ اتنے
 بادشاہ کسی کے دروازے پر جمع نہ ہوئے۔ جتنے اسکے دروازے پر جمع ہوئے۔
 نہ کسی کی ایسی فتوح ہوئی جیسی اس کی ہوئی۔ آذربائیجان۔ طبرستان۔
 ایستان۔ اشیا صح۔ فرغانہ۔ طخارستان۔ صفہ اور کابل کے لوگ کو قید کر لیا
 ایک ہزار دینار و زرانہ کا خرچ باور چنانہ کا تھا مسئلہ ۲۴ میں مرگیا اس کی عمر اٹھالیس
 برس کی ہوئی اسی کے عہد میں حضرت امام محمد تقی بن امام علی رضائے مسئلہ ۲۵ میں اور
 حضرت بشر حافی نے مسئلہ ۲۵ میں انتقال فرمایا۔

حضرت امام محمد تقی بن امام علی موسیٰ رضا علیہما السلام مدینہ میں ۸ رمضان ۱۹۵
 میں پیدا ہوئے اور آپ کی مان کا نام خیران تھا۔ اور آپ علم و ادب میں یکتا
 زمانہ تھے۔ ایک شخص نقل کرتا ہے کہ میں ایک رات دمشق کی مسجد میں عبادت میں
 مصروف تھا۔ حضرت امام میرے سامنے ظاہر ہوئے اور کہا کہ آٹھ چل
 میرے ساتھ میں چلا تھوڑی راہ طے کی اور اپنے کو کوفہ کی مسجد میں پایا حضرت
 امام نے نماز پڑھی اور میں نے بھی ان کی اقتدا کی وہ نماز سے فارغ ہو کر باہر چلے
 میں نے بھی انکا ساتھ دیا۔ تھوڑی راہ طے کرنے کے بعد اپنے کو مسجد نبوی میں پایا
 اور حضرت امام روضہ مبارک پر سلام پڑھ کر نماز میں مشغول ہوئے میں نے بھی نماز میں
 اقتدا کی پھر بعد فراغت نماز کے حضرت امام مدینہ سے باہر ہوئے میں ساتھ ہوا تھوڑی
 راہ طے کرنے کے بعد اپنے کو مکہ میں پایا۔ اور ہم دونوں آدمی طواف سے

فناغ ہو کر مکہ سے باہر ہوئے۔ اور حضرت امام فائز ہو گئے اور مین نے اپنے کو و مشق کی مسجد میں پایا۔ اور ہم سخت متعجب ہوئے کہ ایک رات مین اس قدر راہ طے کی اور واپس آئے مامون خلیفہ بغداد نے انہی بیٹی ام الفضل کو آپ کے نکاح میں دیا اس نے شکایت کی۔ مامون نے اس شکایت کے بہ نسبت سخت تنبیہ کی آپ نے تیس برس کی عمر میں۔ آخر ذیقعدہ ۲۲۵ ہجری مین وفات فرمائی۔ اور بغداد میں اپنے جد امام موسیٰ کاظم کے روضہ میں دفن ہوئے۔ آپ کا لقب تقی اور جواد ہے اور آپ کے دو بیٹے تھے علیؑ اور موسیٰؑ۔

حضرت بشر حافی مشائخ کبار سے مین اور صاحب مقامات بلند اور کرامات مین۔ آپ کے باپ کا نام حارث بن عبد الرحمن بن عطاء اور مادہ عراق سے مین۔ مرید اپنے خال علی خرم کے مین اور صحبت حضرت امام احمد حنبل اور فضیل عیاض کی پائی ہے کہتے مین کہ جب تک یہ زندہ رہے کسی چار پاسے نے بغداد کی راہ میں لید نہ کی۔ کیونکہ وہ ننگے پاؤں راہ چلتے تھے ایک شخص کے پاؤں مین راہ میں لید لگی اس نے شور کیا کہ شاید بشر حافیؑ نے انتقال کیا جب تحقیقات کی تو ایسا ہی پایا انکا انتقال ۲۳۵ مین ہوا قبر آپ کی بغداد میں ہے۔ پیدائش نکی ۲۵۰ مین تھی۔

فصل نویں۔ واثق باللہ بن معصم

بعد اپنے باپ کے واثق خلیفہ ہوا۔ ۲۴۸ مین احمد بن نصر خراسانی نے خروج کرنا چاہا تھا اسلئے انکو قتل کیا۔ دو بڑے محدث تھے۔ یہ بہت مخی تھا۔ اور علما کی صحبت کو بہت پسند کرتا تھا۔ اور سخن شنو بھی تھا ابن ابی داؤد نے کہا سونے چاندی کے برتن مین کھانا پینا حرام ہے۔ اسلئے انکو توڑ ڈالا۔ اور نقد کر کے بیت المال میں داخل کیا ۲۳۵ مین اس نے انتقال کیا۔ بلخ میں سلطنت کی۔

فصل دسویں - متوکل علی اللہ

بعد اثنی عشر کے اسکا بھائی متوکل علی اللہ خلیفہ ہوا۔ اس کی ماں ام ولد تھی۔ شجاع نام۔ اسکو سنت نبوی کی طرف بہت توجہ تھی۔ ۳۲ھ ہجری میں مدائن کو شام میں بلا کر نہایت اکرام کیا۔ حکم دیا کہ احادیث صفات و روایت کی روایت صاف علانیہ کریں۔ ابوبکر بن ابی شیبہ۔ محدث جامع رصافہ میں بیٹھے تیس ہزار آدمی سماعت حدیث کے لئے جمع ہو گئے۔ انکے بھائی عثمان جامع منصور میں بیٹھے وہاں بھی اسی قدر لوگ جمع ہوئے۔ ساری خلق متوکل کے لئے دعا کرتی تھی۔ اس نے تنجیم کو خوب مٹایا۔ حدیث کو خوب پھیلایا۔ سال مذکور میں ایسی سخت کوہلی کہ ساری زراعت کو فہرہ اور بغداد کی جل گئی مسافر مر گئے۔ پچاس دن تک یہ ہو چلی تھی۔ ان تک پہونچی۔ مویشی جل گئے۔ بازار بند ہو گئے۔ رستے سد ہو گئے۔ اس سے پہلے ایک زلزلہ دمشق میں آیا تھا جسکا اثر انطاکیہ تک پہونچا۔ ہزاروں گھر گر پڑے۔ جزیرہ جل گیا۔ موصل میں پچاس ہزار آدمی اس کے صدمے سے مر گئے۔ ۳۵ھ میں متوکل نے حکم دیا کہ نصار اطوق پہنا کریں۔ ۳۶ھ میں حکم دیا کہ قبر کو امام حسین علیہ السلام کے مع حوالی کے قبروں کے ڈھاد کر کھیت کر دیں کوئی زیارت کو نہ آوے چنانچہ کر بلا دیران اور جنگل ہو گئی اس لئے لوگ اسکو ناصبی کہتے تھے بغداد کی دیواروں پر شہر کی مسجدوں پر اسکو گالیاں لکھیں شاعروں نے ہجو کی۔ ۳۷ھ ہجری میں قاضی القضاۃ مصر ابی بکر بن ابی الیث کی ڈاڑھی منڈوا کر گدھے پر سوار کر کے پھرایا اسی سال عسقلان میں ایک آگ نکلی جس نے گھر بار جلا دیے۔ تین رات تک یہی پھرتی رہی۔ ۳۸ھ میں روم نے دمیاط لے لیا۔ تھر لٹا۔ جلا دیا پھر سواد تون کو قید کر لیا۔ ۳۹ھ میں خلاط والوں نے ایک آواز عظیم آسمان کی طرف سے سنی جس سے ایک خلق مر گئی۔ خرقہ میں اٹھنے کے برابر اولا گرا مغرب

میں تیرہ گاؤں دھنس گئے مسئلہ حرمین سارے آسمان پر منتشر ہو گئے جیسے ٹہری
مسئلہ حرمین ایک ایسا زلزلہ تونس اور رے اور خراسان اور نیشاپور اور
طبرستان اور اصفہان میں آیا جس سے پہاڑ ٹوٹ گئے زمین بھٹ گئی حلب میں
ایک سفید پرندہ بہ ماہ رمضان چلا آیا سوا شرا الناس القوا لشدائد اللہ جالبین آواز میں
کر کے اڑ گیا دوسرے دن بھڑ آیا اور یہی پکارا پانچ سو آدمیوں نے اسکی آواز سنی مسئلہ حرم
میں سارے جہان میں زلزلوں کا زور ہوا بڑے بڑے شہر قلعہ پل گر گئے الطاکیر کا
ایک پہاڑ ٹوٹ کر دریائے جاکرا۔ آسمان سے خونناک آواز میں سنیں کہ میں زلزلہ آیا
مکہ معظمہ کی نزد دھنس گئی متوکل نے ایک لاکھ دینار بھیج کر نہ عرفات کو درست کرایا لذات
و شراب میں غرق رہتا چار ہزار کنیز سے صحبت کی ترک متوکل سے خفا ہو گئے رات کو
مجلس ابوہریرہ اسکو مع اسکے وزیر فتح بن خاقان کے مسئلہ حرمین قتل کر ڈالا کسی نے
اسکو خواب میں دیکھا پوچھا اللہ نے کیا کیا کہا اللہ نے ذرا سی سنت زندہ کرنے پر
مجھے بخشہ باذوالنون خرمی اور حضرت احمد خضرویہ اور حضرت امام احمد حنبل رحمہ
کہ ادیارا اللہ سے تھے اسی کے زمانہ خلافت میں تھے اور انتقال کیا حضرت احمد
خضرویہ مرید اور خلیفہ حاتم احمر کے اور وہ مرید حضرت شعیب بنی کے ہیں حاتم احمر
کی نقل ہے کہ ایک عورت ان کے مسئلہ پوچھتی تھی تاکہ اس سے ہوا سرزد ہوئی وہ خرمندہ
ہوئی حضرت حاتم نے اسکی شرمندگی دور کرنے کے لیے اپنے کو بہرا نایا اور تازیست
اس عورت کے سامنے برے بنے رہے اور احمد خضرویہ کا واقعہ حلوہ فروش کے
ساتھ جو ہوا اسکو مولوی روم نے نظم کیا ہے تاترید کو رک حلوہ فروش
بھر نیشاپور غمی آید بکوش الغرض آپ کی وفات مسئلہ حرمین شدہ اور قبر آپ
کی بلخ میں ہے

حضرت امام حنبل رحمہ اللہ بغداد میں سے ہیں جو تھے امام سمیع جاتے ہیں اور بڑے

محدث عالم اور اولیا اللہ سے تھے۔ آپ کے پشت کا سلسلہ بیسویں پشت میں محد
جد اعلیٰ سے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ملنا، آپ صحبت یافتہ اور شاگرد
حضرت امام شافعیؒ کے تھے اور جماعت کثیر نے آپ سے احادیث روایت کی ہے
اور علم اور ہر سیرگاری میں یکساں زمانہ تھے۔ اور آپ کو دس لاکھ حدیثیں یاد تھیں اور
۶۵ھ ہجری میں بغداد میں پیدا ہوئے اور جمعہ کے روز ۱۶ ربیع الاول کو ۱۵۵ھ ہجری
میں انتقال کیا۔ اور آپ کے جنازہ میں آٹھ لاکھ مرد اور ساٹھ ہزار عورتیں حاضر تھیں۔
اس روز بیس ہزار نصرا اور یہود آپ پر ایمان لائے اور پرندوں نے آپ
کے جنازہ پر سایہ کیا۔

حضرت ذوالنون مصری اولیا کبار سے ہیں قبر آپ کی مصر میں ہے اہل حاجت
وہاں جاتے ہیں اور برابر مطلب ہوتا ہے آپ کی وفات ۲۵۵ھ حرمین نقل کرتے
ہیں کہ جب آپ کا جنازہ دفن کے لئے چلے تو اس قدر پرندوں نے اپنے پر
سے سایہ کیا کہ کسی کو دھوپ نہ پہونچی۔

فصل کیا رضویں منتصر باللہ و معتز باللہ

المنتصر باللہ بن متوکل اپنے باپ کے بعد خلیفہ ہوا۔ اس کی مان حبشہ نام ام ولد
تھی۔ اسنے سادات کی بہت خاطر داری کی آل حسین کو فدک دیدیا۔ ۲۷۷ھ ہجری میں
خلیفہ ہوا ۲۷۸ھ حرمین مرگیا چوبیس برس کی عمر تھی باپ کو قتل کرا کے خلیفہ ہوا تھا
آخر کو زہر سے مارا گیا۔

معتز باللہ بن متوکل منتصر کے بہت بخت پر بیٹھا۔ اسکی مان کا نام قتیہ ام ولد تھی انیس
برس کی عمر میں خلیفہ ہوا۔ چاندی کی جگہ سونے کا زیور اس کی سوار یوں پہر ہوتا تھا۔
زبردستی اسکو مغرول کیا۔ پانچ دن کے بعد پیاسا حاکم سے نکال کر ۲۵۵ھ ہجری میں مار ڈالا
اسی کے زمانہ میں حضرت اسمعیل بخاری حضرت ستری سقطنی نے اور حضرت امام علی نقی

نے کہ اہلبیت سے تھے انتقال فرمایا۔

حضرت امام اسماعیل بخاری محدثین سے ہیں آپ کی کتاب صحیح بخاری عالم حدیث میں
 لا جواب ہے۔ اس میں سات ہزار حدیثیں ہیں بخاری نے ایک لاکھ حدیثوں سے چنکر
 لکھا ہے امام احمد حنبل کے شاگرد ہیں ان کی پیدائش سنہ ۱۹۲ھ میں تھی اور وفات
 سنہ ۲۴۱ھ میں ہے انکی کتاب بخاری کا شہرہ اسوجہ سے ہے کہ اس میں صحیح حدیثیں ہزار
 اور کتابوں کے زیادہ ہیں حضرت ستری سیقطی اولیاء اللہ سے ہیں حضرت معروف
 کرخی کے مرید ہیں اور محدثین سے تھے۔ ان کا لقب نقیب الاولیاء ہے یہ سقظ فرشی
 کرتے تھے یہ حضرت جنید بغدادی کے خال اور سب سے تھے۔ انھوں نے حبیب راہی
 کو دیکھا تھا انکی وفات سنہ ۳۴۱ھ میں ہے حضرت امام علی نقی بیٹے حضرت امام محمد تقی کے
 ہیں یہ ائمہ اہلبیت سے ہیں اپنے باپ کے بعد انکی جگہ جانشین ہوئے آپکی پیدائش زنجیر کے
 مہینہ میں سنہ ۳۴۱ھ میں مدینہ میں ہوئی آپکی زبان کا نام سمانہ تھا مامون رشید کی نواسی تھیں
 متوکل خلیفہ نے آپکو بلا کر بڑی جگہ اتارا۔ اور ایک شخص صالح نامے نے کراچی کے ساتھ
 تھے اسکی شکایت کی حضرت امام نے یہ سکر اسکو ایک طرف دیکھنے کے لئے اشارہ کیا۔
 دیکھا تو نہایت عمدہ باغ ہے اور اس میں نہرین جاری ہیں اور عالی شان عمارت ہے
 حضرت امام نے فرمایا جہاں ہم لوگ جاویں گے یہ سب چیزیں ہمارے ساتھ ہوں گی ایک
 مرتبہ متوکل خلیفہ کو درد ہوا تمام اطباء علاج سے عاجز رہے اور قریب مرنے کے تھا۔
 اسکی زبان نے تذکر کیا کہ اگر اچھا ہو جاوے تو کچھ ہدیہ حضرت امام کی خدمت میں روانہ
 کرینگے اور کسی سے کمال بھی بھیجا جب حضرت امام نے سنا کچھ چیز مالش کو دیا اور اسی
 سے صحت ہوئی۔ اس قسم کے بہت تعریفات آپ سے سرزد ہوئے آپ نے سنہ ۲۵۵ھ
 میں انتقال فرمایا اور مقام سرمن راے میں کہ قریب بغداد کے ہے
 مدفون ہیں۔

فصل بارہویں مہتممی باللہ و معتمد علی اللہ

مہتممی باللہ بن داؤد معتز کے بعد تخت نشین ہوا۔ ان کی ماں کا نام درودہ تھا۔
 ام ولد تھی ۲۵۵ھ میں خلیفہ ہوا عابد عادل شجاع بہادر صائم تھا آخر کو ۲۵۶ھ ہجری میں
 مارا گیا اسکے خسیون کو کوٹ دیا پندرہ دن کم ایک سال خلافت کی اس نے گانا بجانا۔
 راگ رنگ غنا سماع تلک و فسق کو خوب دور کیا تھا اس دشمنی پر ترکون نے اسکی جان لی
 یہ شخص عمر بن عبد العزیز کے ہتھم تھا۔

مہتممی کے بعد معتمد علی اللہ بن متوکل تخت نشین ہوا۔ اسکو قید سے نکال کر خلیفہ
 کیا یہ شخص ابو لثلاث میں دُوب گیا رعیت سے بالکل غافل رہا لوگ ناخوش ہوئے
 زنگیوں نے بھرہ لے لیا۔ علاقہ کو دیران کر دیا پھر ایسی وبا آئی جس سے عراق میں
 ہزاروں آدمی مارے گئے۔ پھر زلزلوں اور آوازوں کا زور ہوا ہزاروں لوگ مر گئے
 یہود زنگی کہ رسالت ارضیہ والی کا دعویٰ کرتا تھا اسی عہد میں ۲۵۶ھ ہجری میں قتل ہوا۔
 اسے ڈیرہ کر ڈیا مسلمانوں کا خون کیا تھا۔ بصرہ میں ایک روز میں تین لاکھ آدمیوں کو
 مار ڈالا جب اسکے ستونہ پر رکھ کر بغداد میں لائے بڑی خوشی ہوئی ۲۵۷ھ ہجری میں
 حجاز اور عراق میں قحط پڑا گیسوان کا لپک کر ڈیرہ سودینار کو بکاتا تھا اسی سال
 میں روم نے شہر نو نو کو لے لیا۔ ۲۶۶ھ میں روم کا لشکر ویا ریکر تک پہنچا۔
 جزیرہ اور موصل واسے بھانگے اعراب نے کعبہ کا غلات لوٹا ۲۶۸ھ میں احمد حجابی
 نے خراسان۔ کرمان۔ سجستان۔ کو داب لیا اپنے نام کا سکہ جاری کیا دوسری طرف
 سکے کے مستند کا نام رکھا لیکن اسی سال اسکے غلاموں نے اسکو مار ڈالا ۲۶۹ھ میں
 عبد اللہ مہتممی کی دعوت میں میں ظاہر ہوئی۔ اسی کے جانشین مابعد افریقہ میں۔
 خلفائے فاطمین کہنا ۲۶۹ھ میں قرامطہ کا ظور کو ذہ میں ہوا یہ ملاحدہ کی
 قوم تھی۔ جنابت سے غسل نہ کرتے۔ شراب کو حلال جانتے۔ محمد بن خفیف کو

رسول اللہؐ کہتے۔ سال میں دو روزہ رکھتے۔ حج کرتے اور قبلہ انکابیت المقدسؑ کا
سلسلہ مدینہ منورہ گیا۔ تیس برس خلافت کی۔ مگر اپنے بھائی موفق کے ہاتھ سے
مشہور تھا۔ اسی کے بعد خلافت میں حضرت امام حسن عسکریؑ کہ ائمہ اہل بیت سے
اور یحییٰ بن معاذ کہ بڑے عالم فقیہ اور محدث تھے اور حضرت ابراہیم اوہم اور
مسلم صاحب صحیح اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور ابو حاتم رازی
نے کہ اصحاب حدیث سے تھے انتقال کیا۔

حضرت امام حسن عسکریؑ بیٹے حضرت امام علی نقیؑ کے تھے اور اپنے باپ کے
بعد جانشین ہوئے آپ کی ولادت مدینہ منورہ میں ربیع الثانی سلسلہ ہجری میں تھی آپ کی
والدہ کا نام سوسن تھا آپ کے کرامات اور اوصاف بہت ہیں منجملہ اس کے ایک یہ ہے
کہ علی بن ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر صادق سے روایت ہے کہ مجھ کو نہایت فقر و فاقہ
کی تھی میرے باپ نے مجھ کو کہا کہ چل مجھ کو امام عسکریؑ کے پاس بیچو نہ ہم لوگ
چلے راہ میں انھوں نے کہا کہ ایسا ہو کہ امام مجھ کو پانچ سو درم دیں جب ان کے پاس
پہنچے انھوں نے کہا اے علی میرے پاس کیوں نہیں آتا اور جب ہم چلے تو امام
کے غلام نے بے طلب پانچ سو درم کی تحویل مجھ کو دی کہ اس کو خرچ کرو اور پھر تین سو درم
کی تحویل دی کہ اس کو بھی خرچ کرو اور فلانی راہ سے جاؤ اور جب اس راہ سے چلے جبیلہ نے
نکاح کا پیغام کیا کہ ذریعہ دو ہزار دینار ملے گا ہوا۔ اور آپ نے اٹھائیس برس کی
عمر میں وفات پائی اور آپ کی قبر اپنے باپ کی بغل میں ہے۔ ایک وفات سلسلہ
میں ہے آپ کے ایک بیٹے تھے کہ عیسیٰ بن انتقال کیا جبکا نام محمد تھا۔ انھیں کی بہ نسبت
اہل تشیع کہتے ہیں کہ امام مہدیؑ ہیں اور غائب ہو گئے اور آخر زمانہ میں ظہور ہو گا لیکن
حقیقت یہ ہے کہ امام مہدیؑ دوسرے ہو گئے حضرت امام حسن عسکریؑ نے ایک جانا زلیکا
شخص کو دی تھی کہ اپنی اولاد میں وصیت کرے کہ ایک شخص سادات حسینیہ کو خکا نام شیخ عبد القادر

جیلانی ہوگا اور میرے دوسو برس بعد ظاہر ہوگا اسکو دیدینا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا یحییٰ بن معاذ کی وفات ۱۸۔ رمضان ۳۵۰ھ میں ہوئی اور نیشاپور میں مدفون ہوئے یہ بڑے عالم اور محدث اور عارف تھے مثل سفیان ثوری کے۔
عبداللہ ابو مسلم کہ مؤلف صحیح مسلم کے ہیں ۳۲۰ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۳۶۱ھ میں وفات فرمائی۔

حضرت ابراہیم بن ادہم بن سلیمان المنصور البلیخی کہ بادشاہوں سے بلج کے تھے جوانی میں توبہ کیا۔ اولیاء اللہ سے ہوئے ایک مرتبہ شکار کے لئے باہر گئے تھے ایک ہاتف نے آواز دی کہ اے ابراہیم تجھ کو اس کام کے لئے نہیں پیدا کیا ہے ان کو اس پر گاہی ہوئی اور سلطنت کو ترک کیا۔ اور طریقت کے حصول میں کوشش کی مکہ میں گئے وہاں سفیان ثوری فضیل عیاض اور امام ابو یوسف کی صحبت میں رہے اور امام اعظم رحمہ اللہ کو بھی دیکھا تھا اور مکہ سے شام کی طرف گئے اور وہاں کسب کرتے تھے یہاں تک کہ ۳۶۰ھ ہجری میں انتقال فرمایا ان کا نسب چٹوین واسطہ سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے یہ بڑے صاحب کمال ہوئے بہت تصرف ان سے سرزد ہوئے۔ انھوں نے ایک موقع پر سوئی سمندر میں ڈال دی اور پھلیوں سے مانگی سمھون نے سونے کی سوئی پیش کی لیکن حضرت ابراہیم نے اپنی لوسے کی سوئی قبول کی۔

فصل تیرھویں معتضد باللہ

معتضد ۳۰۰ھ ہجری میں محمد کی جگہ جانشین ہوا۔ یہ موفق بن متوکل کا بیٹا تھا اسکی ماں کا نام یا حور یا خرار تھا اُم ولد حقی معتضد نے اپنے بیٹے مفوض کی ولیعهدی واپس لیکر معتضد کو ولیعهد کیا اسنے منع کر دیا کہ نجم اور قصاص راہ میں نہ بیٹھیں فلسفہ اور جدل کی کتابیں نہ لکھیں۔ یہ عقلمند اور بہادر آدمی تھا۔ اسکے زمانہ میں بہت

امین رہا عدل ہوا ظلم اٹھا۔ بڑے کام موقوف کر دیئے گئے سترہ ہجری میں مہمدی
 قہر وان میں آبادی افریقہ سے جنگ ہوئی۔ لیکن مہمدی غالب آیا سترہ ہجری میں
 مکور یہ فتح ہوا رے کے اور طبرستان کا پانی سوکھ گیا قحط پڑا مردار کھایا گیا اسی سال
 میں معتضد نے دارالندوہ کو جو مکہ میں تھا توڑ کر شامل مسجد الحرام کر دیا سترہ
 میں عید نوروز اور رسوم مجوس کو بند کر دیا ذوی الارحام کی میراث دلائی سترہ
 ہجری میں ایک سرفری مصر میں ظاہر ہوئی اتنی تیز کہ آدمی کا منہ لال نظر آتا۔
 درود یوار سرفرخ دکھلائی دیئے عصر سے تاشب رہتی لوگوں نے تضرع کیا۔
 سترہ ہجری میں زرد آمدھی بصرے میں آئی پھر سبز ہو گئی دودر شہرون میں پہنچی۔
 سترہ ہجری میں ابو سعید قرطبی کا غلبہ بصرہ وغیرہ پر ہو گیا خلیفہ کے لشکر نے شکست
 اٹھائی سترہ ہجری میں معتضد سخت بیمار ہو گیا آخر کو مر گیا اسی عہد میں عمر ویست حاکم
 خراسان نے بغاوت خلیفہ سے کی اور امیر اسمعیل سامانی حاکم ماوراء النہر نے اسکو
 گرفتار کیا اور خلیفہ کی حضور میں بھیجا اور قید کیا گیا۔ آخر میں قتل ہوا اسی زمانہ سے
 یعنی سترہ سے امیر اسمعیل سامانی سلطان۔ ماوراء النہر اور خراسان شمار کیا جاتا
 ہے۔ اس خاندان میں نو بادشاہ ہوئے۔ انھیں کی طرف سے امیر التتکین حاکم
 خراسان محتاج کے بعد سبکتگین محمود غزنوی کا باپ بادشاہ ہوا اور یہ خاندان غور
 اور آل سلجوق کے ہاتھ سے ختم ہوا۔

فصل چودھویں کتفی باللہ ومقتد بہا للہ۔

کتفی باللہ اپنے باپ معتضد کے بعد جانشین ہوا۔ اس کی مان ترکی تہی بیجا نام
 حسن میں ضرب المثل تھی اس نے باغ اور دوکانیں جو عیسائی کے لیے تھیں انہیں لیے تھے
 واپس کر دیئے سب لوگ دعا گو ہوئے سترہ ہجری میں انطاکیہ فتح ہوا بے گنتی مال ہاتھ آیا۔
 سترہ ہجری میں دجلہ کو طغیان ہوا جس سے بغداد ویران ہو گیا۔ اسی سال کتفی مر گیا۔

مقتدر بہاؤ الدین اسکا بھائی چانشین ہوا۔ یہ شخص تیرہ برس کی عمر میں خلیفہ ہوا کھیل کود
 میں رہتا۔ خزانہ اوڑھتا۔ وزیران کا۔ ابن الفرات سب کام کرتا سلسلہ ۹۲۲ھ میں
 حکم دیا کہ یہود اور نصاریٰ سے خدمت لو۔ اسی سال میں مہدی نے ملک مغرب
 لے لیا کچھ اوپر ایک سو ساٹھ برس تک اسکے خاندان میں حکومت رہی مقتدر کی کمسنی
 سے خلافت میں ضعف آگیا سلسلہ ۹۲۳ھ میں دستور کا ایک پہاڑ وھنس گیا۔ اس سے
 ایسا پانی جاری ہوا کہ کئی گاؤں ڈوب گئے اسی سال میں مہدی نے چالیس ہزار بربروں
 سے مصر پر چڑھائی کی اور اسکندریہ لے لیا اسی سال و یلم مجوسی سلمان ہو گیا
 سلسلہ ۹۲۴ھ میں قیصر روم نے یہ بھیج کر صلح چاہی مقتدر نے لشکر تیار کیا اردلی کا
 لشکر ایک لاکھ شتر ہزار تھا۔ انکے پیچھے سات ہزار غلام تھے انکے بعد سات سو دربان
 محسرا پر اڑتیس ہزار پردے و بیاج کے تھے بائیس ہزار فرش تھے اسی سال منصور
 علاج کو جواہل جن سے قحاسولی پر چڑھایا اور سونی پر سے بھی حق کی صدا آئی حضرت
 جنید بغدادی کہ اولیاء کبار سے تھے اور ان کو سید الطائفہ کہتے ہیں منصور علاج کے
 پر تھے ان کا انتقال سلسلہ ۹۲۵ھ میں ہو چکا تھا اور جنید بغدادی حضرت سنی سقطلی
 کے مرید تھے۔ یہ بڑے عالم اور محدث تھے ان کے دو مرید بڑے نامی مشہور
 ایک حضرت۔ ابو بکر شبلی اور دوسرے حضرت مشاود و نیوری تھے
 سلسلہ ۹۲۶ھ میں مقتدر کی نان نے مارستان کہ ایک صوبہ یونان کا تھا فتح کیا۔ مقتدر کے
 عہد میں غورٹون کا زور تھا۔ خلیفہ برائے نام حاکم تھے مقتدر کی ماں خود دیوان میں بیٹھ کر
 حکمرانی کرتی تھی کاغذ سنتی دستخط کرتی سلسلہ ۹۲۷ھ میں والی خراسان نے فرغانہ لے لیا۔
 سلسلہ ۹۲۸ھ میں روم نے دمیاط لے لیا جامع مسجد میں ناقوس بھونکا۔ اور دہلیم سے
 اور جبال پر غالب آئے بچوں کو فوج کیا سلسلہ ۹۲۹ھ میں قرطبی کا زور بڑھ گیا بہت
 شہرے لئے بہت مسلمانوں کو تباہ کیا مقتدر کے لشکر کو شکست دی جج بند ہو گیا

مکہ والوں کو نکال دیا۔ اور مردم نے شہر خلاطے لیا۔ منبر مسجد سے نکال کر اسکی جگہ صلیب قائم کی۔ ۳۱۰ھ میں ابوطاہر قرطبی نے مسجد الحرام میں سخت قتل کیا لاشوں کو مردم میں ڈال دیا حجر اسود کو ٹکڑے کر ڈالا۔ اکھیر کر لے گیا۔ میں برس تک انکے قبضہ میں رہا یہاں تک کہ مطیع کے عہد میں واپس آیا جب حجر اسود لے گئے چالیس دن اس کے بجائے میں مر گئے جب واپس لائے تو ایک دہلی سولھی اونٹنی اٹھا لائی ۳۱۹ھ ہجری میں مقتدر کو قید کر لیا قرطبی نے بغداد کو خوب ڈرایا و ظلم نے دیور میں قتل کیا ۳۲۰ھ میں ایک بربری نے مہدی کی جنگ میں مقتدر کو فوج کر ڈالا۔ اسی کے عہد میں ابو عبد اللہ مغربی نے کہ شاعر اور عارف تھے ۳۱۹ھ میں انتقال فرمایا۔ وہ مرید رزین کے تھے جو مرید عبد الواحد بن زید کے تھے اور وہ مرید حسن بصری کے تھے۔

فصل پندرھویں۔ قاہرہ باللہ و راضی باللہ

قاہرہ باللہ بن معتضد اپنی بھائی کی جگہ خلیفہ ہوا اس کی مان کا نام نقشہ تھا اس نے آل مقتدر کو عذاب دیا۔ مقتدر کی مان کو مار ڈالا ۳۲۰ھ ہجری میں لشکر نے چاہا کہ ہم ابن المکتفی کو خلیفہ کریں لیکن اس نے دیوار میں اسکو خنجر فغا کر دیا لیکن اسی سال حکم دیا کہ گانے والیاں نہ رہیں شراب خواری بند کر دی جائے مغنیوں کو غنا سے روک دیا جائے مختشون کو شہر سے نکلوا دیا کھیل کے آلات کو توڑ ڈالا معہذا خود نشہ میں چور راگ میں غمور رہتا تھا۔ ۳۲۲ھ میں دیلم کا غلبہ ہوا خراسان اور فارس خلیفہ سے نکل گیا آخرش بدسیرتی کے باعث قاہرہ کو اندھا کر کے مغول کر دیا ۳۲۲ھ ہجری میں ترین برس کی عمر میں مر گیا اسی کے عہد میں امام احمد طحاوی مصری تھے کہ بڑے علامہ حنفی المذہب تھے انتقال کیا قاہرہ کے بعد راضی باللہ بن مقتدر خلیفہ ہوا جب یہ تخت نشین ہوئے مہدی پچیس برس حکومت کر کے مر گیا مہدی مذکور کو پچیس

دعویٰ تھا کہ میں نبی قاطمہ ہوں! سیٹے بعض اسکو سید کہتے ہیں حالانکہ بعض کہتے ہیں کہ جبراسکا بھوس تھا وانشاء اللہ یہ شخص علما کا دشمن تھا اور راضی تھا بلکہ اس نے شہرینہ اور ننا کو مباح رکھا تھا ۳۲۳ھ ہجری میں محمد بن رائق امیر واسطہ نے ملک واسطہ لیا راضی برائے نام خلیفہ رہ گیا ۳۲۵ھ ہجری میں بالکل طوائف الملوک ہو گیا راضی کے قبضہ میں سوائے بغداد کے کچھ نہ رہا وہ زبردست امیر نہ کور تھا جب دولہا عباسیہ کا یہ حال ہوا ہر طرف سے قرامطہ اور دیالمہ نے اپنا دخل اقالیم پر کر لیا اسوقت امیر عبد الرحمن اموی صاحب اندلس نے کہا کہ میں خلافت کا زیادہ مستحق ہوں اور اپنا لقب میر المومنین ناصر الدین اللہ دیکھا خوب جہاد کیا اور متغلبین کو جبر سے اکھڑا کر قلعہ فتح کر لیا ۳۲۵ھ ہجری میں ماہ حج کی کھلی جسکو قرطبی نے بند کر دیا تھا ۳۲۹ھ ہجری میں راضی مر گیا۔

فصل سوطھون المتقی باللہ و متکفی باللہ و متطیع للہ

المتقی اللہ بن مقتدر اپنے بھائی راضی کے بعد خلیفہ ہوئے اسوقت چونتیس برس کی عمر تھی اسکی ماں کا نام قلوب تھا بڑا عابد تھا سلطنت کا کام عبد اللہ کو فی انجام دیا کرتا تھا اسی سال قبہ خضر شہر منصور میں گر گیا۔ اسی گز کا اونچا تھا اسکے نیچے بیس گز مروج کا ایوان تھا ۳۳۳ھ ہجری میں روم نے ارزن میا قارقین نصیبین کو لے لیا خوب کشت و خون کیا ایک شخص تونس نے دھوکا دیکر متقی کو اندھا کر دیا عبد اللہ ابن مکتفی کو اسکی جگہ خلیفہ بنایا متقی بیس برس رہ کر قید میں ۳۵۳ھ ہجری میں مر گیا۔

مکتفی باللہ بن المکتفی بن مقتدر اسکے بعد خلیفہ ہوا یہ اکتالیس برس کی عمر میں تخت نشین ہوا اسے ابن بویہ و طمی کو معز الدولہ کا اور اسکے بھائی کو عماد الدولہ کا لقب دیا معز الدولہ نے قابو کیا کہ خلیفہ کو مجبور کر دیا فقط پانچ ہزار درہم خرچ کو دیتا تھا اسنے عراق لے لیا بادشاہ بن بیٹھا پہلوانی اور تیراکی کا رواج اسی کے

وقت میں زیادہ تھا سلسلہ مدینہ دھوکے سے خلیفہ کو بیکار کر کے گیا معزول کر کے اندھا کر دیا
قید خانہ میں رکھ دیا لیکن برسن کی عمر میں مر گیا ایک سال پندرہ ماہ خلافت کی سلسلہ مدینہ
میں موت آگئی جس سال مسکنی معزول ہوا سلسلہ ہجری میں حضرت شبلی کا انتقال ہوا
یہ ادنیٰ ذکر ہے۔

مطیع اللہ بن مقتدر مسکنی کے بعد خلیفہ ہوا معزالدولہ انکو سودینار روز دیتا تھا
اس سال بغداد میں قحط پڑا گو برنجاست تک کھا گئے کتے نے لاشوں کو بقیہ بنایا۔
سلسلہ مدینہ جبراسود اپنی جگہ پر لگا یا گیا سلسلہ مدینہ ایک قوم متاخریہ کی قاضی
ہوئی ان میں ایک جوان تھا اس نے کہا میں ملی ہوں میری جودہ قاضی ہے ایک اور
دوسرے نے کہا کہ میں جبریل ہوں جب مار پڑی کہا ہم سید بن معز الدولہ نے چھوڑ دیا
سلسلہ مدینہ مصر میں سخت زلزلہ آیا سلسلہ مدینہ روم کے افریطش (جزیرہ کریٹ) میں
لے لیا جسکو مسلمانوں نے سلسلہ مدینہ فتح کیا تھا سلسلہ مدینہ شیعون نے بغداد
کی مسجدوں کے دروازوں پر لعن و لعن لکھی ہارون نے رات کو مٹا دیا سلسلہ مدینہ
معزالدولہ نے حکم دیا کہ بازار بند ہوں باورچی کھانا نہ پکاؤں عورتیں سر کھوپے ہونے
پیشی ہوئی رستوں پر سے نکلیں امام حسین کا ماتم کرتی ہوئیں یہ پہلا دن تھا کہ بغداد
میں ماتم ہوا پھر یہ بدعت چل نکلی پھر دسویں ذیحجہ کو عید فخر کی گئی باجہ سب کے
اسی سال بشارقہ ارمن نے دوا دی بچپن میں اس کی عمر کے ناصر الدولہ کے
باسمہ بھیجے جو آپس میں پہلو کی طرف سے بٹے ہوئے ٹیٹ ٹاٹ منہ الٹ الٹ
تھا ایک کو ان میں رغبت طرف عورت کے ہوتی اور دوسرے کو طرف مرد کے ایک لگا
دوسرا زندہ تھا ہر چنداں نہ ٹیٹہ کرنا چاہا نہ ہو سکا آخر وہ دوسرا بھی بدبو سے مر گیا
سلسلہ مدینہ شہر تیسری ملک روم میں متعل بلانوا اسلام کے بنایا کہ مسلمانوں کو ہر وقت
روشن سلسلہ ہجری میں قاضی نے دمشق لے لیا۔ رخص کی دولت اقاہم

مغرب اور مصر اور عراق میں قائم ہو گئی ۳۵۹ھ میں جامع ازہر کی بنیاد ڈالی گئی جس سے
 بحری میں وہ مسجد بن چکی ۳۵۹ھ میں ایک اتنا بڑا ستارہ عراق میں ٹوٹا جس سے
 تمام دنیا روشن ہو گئی گویا سورج تھا پھر ایک آواز رعد کی سی تھی جو سمیت تھی۔
 ۳۵۹ھ میں مطیع واسطہ کو گیا اور وہیں مر گیا۔

فصل شریفین طالع لشد قادر باللہ و قائم بامر اللہ

طالع لشد بن مطیع اپنے باپ کے بعد خلیفہ ہوا امیر شکستین محمود غزنوی کے
 باپ ان کے سامنے سواری میں چلتے ان کو لقب نصیر الدولہ کا دیا خلعت بخشی
 اسی سال حرمین میں معزم عید کی کار جنگو خلفائے فاطمین کہتے تھے خطبہ پڑھا گیا
 رفض کا ڈنکا بجا تراویح بند کر دی گئی جب عراق الدولہ محمد الدولہ کے ہاتھ
 سے مارا گیا مطیع نے خلعت محمد الدولہ کو دی یہ حکم ہوا کہ صبح و شام ان کے گھر پر
 نوبت ہے اس کے نام خطبہ پڑھا جاوے یہ مرتبہ اس کو بسبب ضعف خلافت کے
 حاصل ہوا لیکن طالع کو سات سلام تھک کر کرنا زمین بوس ہوتا خلفاء کی تعظیم و بہت
 تھی لیکن حکومت میں ضعف تھا ۳۵۹ھ میں کواکب کے رصد بنے جیسے ہامون
 نے بنوایا تھا بغداد میں قحط پڑا و با آئی لون چلی آندھی آئی دجلے کے جہاز ڈوب
 گئے لشکر ٹوٹ گئے ۳۵۹ھ میں طالع کو پکڑ لیا قادر باللہ کی قید میں رہا ۳۵۹ھ
 میں مر گیا شیعوں نے اسپر نواز پرسی شریف رضی نے مرثیہ کہا اس کی کچھ ہیبت نہ تھی
 شاعر اس کی ہجو کرتے تھے۔

قادر بن مقتدر طالع کے بعد خلیفہ ہوا یہ آدمی اچھا تھا اس نے ایک کتاب صحابہ
 کے فضائل میں لکھی اس میں سترہ اور خلق قرآن کے قالمون کو ذکر کیا یہ کتاب
 ہمد کے دن حلقہ صحاب حدیث میں لوگوں کے سامنے پڑھی جاتی تھی ۳۵۹ھ
 میں بستان میں ایک سرخ سونے کی کان نکلی ۳۵۹ھ میں حاکم دالی مصر نے

ایک جماعت کو بھوکھا پیاسا مار ڈالا مسجدوں کے دروازوں پر سب محابہ لکھوایا۔
 ششہ حرین اہل مصر اور حرین کو حکم دیا کہ جب اسکا نام مذکور ہووے کھڑے ہو کر
 لین اور سجدہ کروں آخر ششہ حرین حاکم مارا گیا دولت اس کی کمزور ہو گئی
 ہجری میں قادر باللہ بھی مر گیا تین ماہ اکتالیس برس خلیفہ رہا فردوسی شاعر اور
 مدود کی شاعر اسی عہد میں تھے اور انتقال کیا۔

قائم باہر اللہ بن قادر باللہ اپنے باپ کے بعد خلیفہ ہوا اسکو زیادہ عالم صدقہ گزار
 دینے کا تہ اور ممکن صورت کہتے ہیں ششہ ہجری میں یہ پکڑا گیا اور سلطان
 ترکی نے اسکو قید کیا ششہ حرین جب طغرل بیگ سلجوقی نے یہ سنا لشکر کے
 ساتھ بغداد پر چڑھا آیا اور ارسلان کا استیصال کیا اور خلیفہ کو زندہ کر کے بڑی
 تعظیم کی اور فرمان سلطنت کا حاصل کیا ابو علی کا انجاء۔ ولیمی انھیں کا وزیر
 تھا جس کو ارسلان ترکی نے مار ڈالا سلطان طغرل بیگ سلجوقی اور اس کے
 خاندان کا حال ملحدہ لکھا جاوے گا اسی عہد میں حضرت ابوالحسن خرقانی کہ
 بڑے اولیاء کبار سے تھے ششہ ہجری میں اور شیخ ابو علی سینا کہ بڑا نامی حکماء شرقی
 سے تھا ششہ حرین وفات کیا ششہ حرین خلیفہ قائم کا انتقال ہوا پچیس
 برس خلافت کی۔

حضرت ابوالحسن خرقانی صوبہ خراسان کے رہنے والے تھے قرۃ خرقان میں پیدا ہوئے
 ایک بیدایش کی خبر حضرت بایزید بسطامی نے سو برس پہلے دی تھی حضرت مولوی روم
 نے اس حال کو اپنی مشنوی میں بیان لکھا ہے کہ جب بایزید خرقان میں پہنچے انھوں نے مٹی
 سونگھی اور فرمایا کہ اس سے بد دوست کی آتی ہے جیسا کہ حضرت مسلم کو یمن کی خوشبو پہنچی تھی
 اور حضرت اویس قرنی کی غمزدی تھی جب لوگوں نے مفصل حال پوچھا حضرت بایزید نے
 فرمایا کہ سو برس بعد ہمارے یہاں ایک ایسا فلاں خاندان میں پیدا ہوا اس نام کا اور

اللہ کا مقرب ہو گا اور اسکے مراتب سے زیادہ ہونگے اور میری قبر سے ظاہری و باطنی تعلیم پاوے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب ابو الحسن خرقانی پیدا ہوئے اور کچھ شور ہوا انھوں نے یہ نقشہ سنا اور کتاب لیکر حضرت بایزید کی قبر پر جانے اور بے سیکھے سبق یاد ہوتا یہاں تک کہ فیض باطن سے مالا مال ہوئے اور بڑے کامل ہوئے انکے مریدوں میں دو شخص بہت مشہور ایک حضرت ابوالقاسم گرگانی کہ حضرت احمد غزالی کے پیر ہیں اور دوسرے حضرت عبد اللہ انصاری کہ حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ سے ساتویں پشت میں ان کا نسب ملتا ہے ان کی قبر ہرات میں ہے اور طریقہ انصاریہ انھیں سے جاری ہے اور حضرت ابوالقاسم سے سلسلہ نقشبندیہ ہے اور سلسلہ اکبرویہ میں بھی ان کا فیض ہے۔

یہ حکیم بوعلی سینا حکماء عرب کا بادشاہ تھا واضح ہو کہ یہ ایک عجیب شخص گاتون میں کہ قریب بخارا کے ہے پیدا ہوا تھا اور اس کا باپ شہر بلخ سے بخارا میں آسا تھا اور یہاں اپنی شادی کر لی۔ شروع میں اس بڑے حکیم نے تحصیل علم قرآن شریف کا کیا۔ اور اس بات میں اس قدر کوشش کی کہ دس برس کی عمر میں وہ نہایت مشکل اور پوشیدہ مطلب سے کلام اللہ کے واقف ہو گیا اس عہد میں ایک شخص ابو عبد اللہ رہنے والا شام کا بخارا میں علوم حکمیہ سکھاتا تھا اور اس کی بڑی شہرت تھی بوعلی سینا نے اس کی شاگردی اختیار کی اور اس سے علوم منطق سیکھنا شروع کیا لیکن بعد مدت کے اس نے دریافت کیا کہ پڑھنا مدرسوں میں جلدی اور خوب نہیں ہوتا اسی واسطے آپ ہی آپ بغیر مدد کسی استاد کے سیکھنا شروع کیا۔ اور چند روز میں تمام علمی کتابوں پر حاوی ہو گیا اسکو علم ہند سے بھی بہت شوق تھا صرف چند شکلیں اقلیدس کی پڑھ کر اس نے اخیر تک معلوم کر لی اور سب کو اپنے حافظہ میں کر لیا بعدہ اس نے فن طبابت سیکھنا شروع کیا۔ اور اس میں

بھی تھیل نکلا سولہ برس کی عمر تک اسنے ساری کتابیں اس فن میں سیکھ لیں جب اسکی عمر اکیس برس کی ہوئی اسنے ایک کتاب بیس جلدوں میں لکھی جس میں سب علم جمع تھے چونکہ اسکی شہرت تمام مشرقی ملکوں میں پھیلی ہر شاہ اور حاکم کو آرزو ہوئی تھی کہ اس کے علاج کراہیں چنانچہ سلطان محمود غزنوی نے ایک نہایت غرور کا خط والی خوارزم کے نام لکھا کہ حکیم بوعلی سینا کو ہمارے پاس مجید و جب بوعلی سینا نے اس حکم کو سنا اپنے علم کے غرور میں جانے سے انکار کیا علاقہ خوارزم کو چھوڑ کر والی اگرستان کے ملک میں گیا اس کا بیٹا بیمار تھا اس لئے والی ملک نے قدر دانی کی جب اسکے لڑکے کا مرض بوعلی نے دیکھا کہا اس کو عشق کی بیماری ہے چنانچہ جب نام شہر اور محلہ کا مشورہ کے لیا گیا اس کا حال کھل گیا اس قصہ کو مولوی روم نے شروع میں اپنی مثنوی کے درج کیا ہے اور اس سے عجیب نتیجہ نکالا ہے۔

فصل اٹھارھویں مقتدی بامر اللہ و مستنظر باللہ

مقتدی بامر اللہ بن محمد بن القائم بعد قائم کے خلیفہ ہوا یہ قائم کا پوتا تھا اس کے وقت میں خلافت کو رونق ہوئی اکثر منکرات دور ہوئے عمدہ کام عمل میں آئے یہ گومی دیندار تھا گانا بجانا اٹھا دیا حمام میں برہنہ جانے کو منع کیا اور سلسلہ ہجری میں۔
ابو القاسم قشیری بغداد میں آئے شمس الدین بن سلیمان سلجوقی نے الطالکیم۔
روم کے ہاتھ سے جبین لیا شمس الدین بن یوسف بن تاشقین صاحب سببہ۔
و مراکش کو خلیفہ نے خلعت بھیجا ان ممالک کا حاکم کر دیا امیر المسلمین کا لقب دیا۔
فقہاء و مغرب نہایت خوش ہوئے مراکش اسی نے بسایا شمس الدین فرنگی۔
جزیرہ صقلیہ پر غالب آگئے شمس الدین بن یوسف بن تاشقین کے اہل اسلام نے
مامون خلیفہ کے زمانہ میں فتح کیا تھا۔ مقتدی خلیفہ کو شمس الدین بن یوسف نے

زہر ویرا شکستہ حرمین مرگیا اسی عہد میں حضرت خواجہ عبداللہ انصاری نے ۸۵۵ھ
ہجری میں انتقال فرمایا اور حضرت ابو القاسم گرگانی نے بھی ۸۹۵ھ حرمین وفات
کی انکے مشہور مریدوں میں حضرت ابو علی فارمدی تھے جنکے مرید حضرت خواجہ ابو یوسف
ہمدانی اور حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

مستظهر باللہ۔ ابن مقصدی باب کے بعد خلیفہ ہونے نہایت کرم الاخلاق تھے
علما اور حکما کو بہت دوست رکھتے تھے لیکن انکے حرمین بہت خستہ رہے چین نہ
ملا انکے حرمین روم نے بلنسیہ نے لیا بسبب زندیقی کے شکستہ حرمین احمد خان
صاحب سمرقند قتل ہوا شکستہ حرمین ساتون ستارے سوار حمل کے برج خوت میں
جمع ہو گئے۔ بخومیون نے کہا نوح کا سا طوفان آویگا وہ تو ہوا اگر ایک سیلاب آیا جس
میں چند حاجی مسافر بہ گئے ۸۹۲ھ حرمین باطنیہ کی دعوت اصفہان میں ظاہر ہوئی
اسی سال میں عیسائی جہاد مشہور شروع ہوا۔ اہل فرنگ نے پہلے شہر ایلکیا
دہیت المقدس کو لے لیا ڈیڑھ مہینے کا محاصرہ رہا ستر ہزار آدمی قتل ہوئے جن
میں بہت علما و زہاد و عباد تھے شاید دھارویے گئے یہود کیسوں میں جلا دیے گئے
گئے کچھ لوگ بغداد کو بھاگ گئے ۸۹۴ھ حرمین باطنیہ کا غلبہ عراق میں ہو بہت
لوگ مارے گئے اسی سال فرنگیوں نے بلدہ۔ مروج۔ جیفا۔ ارسوف۔
قیساریہ چین لیا ۸۹۵ھ حرمین ایک شخص نواحی نہاوند میں نکلا کہا کہ میں نبی ہوں
بہت لوگ اسکے تابع ہو گئے آخر کو پکڑ گیا اور قتل ہوا شکستہ حرمین سلطان محمد والی
خازرم نے قلعہ اصفہان باطنیہ سے چین لیا ان کے سردار کو کھال کھینچ کر چین
بھرا۔ ۸۹۵ھ حرمین فرنگ نے طرابلس شام۔ بعد محاصرہ کئی سال کے لے لیا۔
مسلمانوں نے صلح چاہی لاکھوں روپیہ پر فیصلہ ہوا۔ لیکن بد عہدی کی اسی سال
مصر میں سیاہ آبکدھی آئی۔ آدمی کو اپنا ہاتھ نہ سوجھتا تھا مصر سے مغرب تک یہی

حال رہا۔ اسی عہد میں ایک سیل آیا بخار کی فصیل کو ڈبو دیا۔ ایک خلق برباد ہو گئی کئی کوس تک پھیل گیا۔ اسی عہد میں مستنصر خلیفہ مرگئے پچیس برس خلافت کی تھوڑے دنوں بعد ان کی دادی ارخوان کا انتقال ہوا انھوں نے بیٹے پوتے پر و تے کی خلافت دیکھی۔

اہل فرنگ نے اسی عہد میں مسلمانوں پر عیسائی جہاد کیا تھا اسکا سبب یہ ہوا کہ جب خلافت قرطبہ کی مٹ گئی اہل فرنگ کو قوت ہوئی اور مسلمانوں کی سلطنت کو دبانا شروع کیا اور ادھر بغداد کی خلافت میں بھی ضعف آگیا تھا ترکمانوں نے کہ آل سلجوق سے نئے اپنی سلطنت بڑھائی یہاں تک کہ عراق عجم اور شام وغیرہ انکے دخل میں آگیا اور بیت المقدس بھی انکے قبضہ میں آگیا ان لوگوں نے عیسائیوں پر بڑی سختی کی جسکے باعث سے اہل فرنگ انکے ہم مذہب کو جوش پیدا ہوا اور انھوں نے اور روم کبریٰ کے پوپ نے تمام اپنے ہم مذہب عیسائیوں میں جہاد کا اشتہار دیا اس سے کریدرون عیسائی فرانس جرمن۔ اسٹیریا۔ اطالیہ۔ اسپین۔ پرتگال۔ انگلستان۔ پالینڈ وغیرہ کے فراہم ہوئے اور اکثر اسکین چھوٹے چھوٹے بادشاہان فرنگ اور بعض بڑے بادشاہ بھی شریک ہوئے ساتھ جہاد عیسائیوں کے ایک سو پچتر برس کے اندر کیے جن میں دو تین معرکوں میں ان کو تھوڑی کامیابی ہوئی۔ کہ جس سے بیت المقدس اور کئی شہران کے اطراف کے قریب نوے برس تک انکے قبضے میں رہے۔ لیکن آخر شش ناکام ہوئے اور لاکھوں عیسائیوں اور ہزاروں مسلمانوں کی جانیں تلف ہوئیں۔

اسی خلیفہ کے عہد میں حضرت حجۃ الاسلام امام محمد غزالی نے کہ بجائی حضرت امام احمد غزالی کے تھے ۵۰۰ھ عہد میں انتقال فرمایا۔

غزالی ایک قریہ ہے طوس میں۔ کہ حضرت امام محمد غزالی بن محمد بان پیدا ہوئے

ان کی پیدائش ۵۱۵ھ میں تھی کہتے ہیں کہ انھوں نے ستر علم سیکھے کہ انکا کشود کار جس میں ہوا آخرت میں جب تصوف سیکھا اور زہد اور عبادت شروع کیا براہ مطلب ہوا پہلے ان کا شمار حکماء مشرقی میں مثل ابو علی سینا اور فخر الدین رازی کے تھا لیکن آخر میں فرقہ صوفیہ میں انکا بڑا اعتبار ہوا ان کی تصنیفات سے کیمیا سے سعادت احیاء العلوم وغیرہ ہیں جس سے ان کی استعداد عالی اور کمال ظاہر ہوتا ہے جس علم میں جو تصنیفات ہیں لاجواب ہے ان کا انتقال ۵۸۱ھ جمادی الثانی میں ۵۵ برس کی عمر میں ہوا اور حضرت خواجہ ابویوسف ہمدانی ان کے ہی صحبت یافتہ اور مجاز ہیں حضرت امام محمد غزالی سے لوگوں نے پوچھا کہ یہ کمال آپ کو کیونکر حاصل ہوا انھوں نے فرمایا کہ جو نہ جانتا تھا اس کی دریافت میں عار نہ کیا۔

فصل انیسویں مسترشد باللہ و راشد باللہ مقتضی لامر اللہ

مسترشد باللہ ابن مستنصر ۵۱۵ھ ہجری میں اپنے باپ کے بعد خلیفہ ہوئے صاحب عقل اور ہیبت تھے۔ انتظام ملک میں خوب کیا۔ شریعت حقہ کو چکایا اپنی ذات سے لڑائی لڑے۔ محدث تھے ان کا ذکر کتب طبقات میں ہے آل سلجوق سے سلطان نجم نے ان کو دھوکے سے قتل کیا ۵۲۳ھ میں موصل پر بادل سے آگ برسی سیکڑوں گھر جل گئے اسی کے عہد میں حضرت امام احمد غزالی نے کہ حضرت امام محمد غزالی کے بھائی تھے اور علامہ وقت اور طبقات صوفیہ سے تھے اور خواجہ ابوالقاسم گرگانی کے خلیفہ تھے ۵۱۵ھ میں اور خواجہ مودود چشتی نے کہ طبقہ صوفیہ چشتیہ سے تھے ۵۱۵ھ میں انتقال فرمایا۔

راشد باللہ ابن مسترشد ۵۲۶ھ ہجری میں اپنے باپ کی جگہ خلیفہ ہوا یہ نہایت نصیح ادیب اور شاعر تھا حسن یوسف اور کرم حاتم رکھتا تھا۔ اصفہان میں جا کر بیمار پڑا دشمنوں نے چھری بھونک کر قتل کیا۔ یہ واقعہ ۵۳۲ھ ہجری میں پیش آیا۔

مقتضیٰ لامر اللہ بن مستظہر باللہ اپنے بھتیجے کے بعد خلیفہ ہوئے چالیس برس کی عمر تھی ۳۵۵ھ ہجری میں جبکہ وہ میں ایک بڑا زلزلہ آیا جس سے ایک خلع ہلاک ہو گئی ۳۵۵ھ مدینہ میں دس بار زلزلہ بغداد میں آیا۔ ایک پہاڑ حلوان میں گر گیا ۳۵۵ھ ہجری میں یمن میں بجائے پانی کے خون برسا ساری زمین لال ہو گئی کپڑوں میں اس کا اثر باقی رہا مقتدر کے زمانے سے بغداد کی خلافت برائے نام رہ گئی تھی۔ کثرت سے متغلب لوگ ظاہر ہوئے جا بجائے ملک و ہالیاء۔ اس خلیفہ کے زمانہ میں پھر بغداد اور عراق پر تسلط ہوا کوئی نزاع باقی نہ رہی۔ آل سلجوق سے سلطان سنجر سلطان خراسان اور نور الدین محمود سلطان شام منجمہ ان کے ملک کے تھے یہ نور الدین کریم اتھس محب اہل حدیث تھا اسی نور الدین کے سپہ سالار شیرہ کوہ نے پہلے خلفائے فاطمین مصر کی مدد کی کہ فرنگیوں کو مصر سے نکلانے کے بعد وہاں کے خلفاء کو معزول کر کے خلفائے عباسیہ کی خلافت وہاں پھر قائم کی اور اسی شیرہ کوہ کا بھتیجا کہ ان معرکوں میں شریک تھا صلاح الدین بن ایوب تھا کہ مابعد میں سلطان صلاح الدین کہلایا اور عیسائیوں کو متواتر لڑائیوں میں شکست دے کر بیت المقدس کو قبضہ میں کر لیا اور اسی نور الدین کے پہلے اس کے باپ فرنگی نے کہ حاکم حلب اور موصل تھا فرنگیوں کو شکست دے کر روسیہ وغیرہ لے لیا تھا اور ان کو آگے بڑھنے سے روکا اس خاندان کو خاندان انابک کہتے تھے۔

مقتضیٰ خلیفہ بھی نہایت نیک آدمی تھا اسکے عدل اور تدبیر سے پھر بغداد نے رونق پائی تلافی مافات ہوئی یہ خلیفہ ۳۵۵ھ مدینہ میں مر گیا۔

اسی خلیفہ کے بعد میں صاحب کثافت ہارا اللہ غنیری نے ۳۵۵ھ ہجری میں اور حکیم سنائی نے ۳۵۲ھ مدینہ میں اور شیخ الاسلام حضرت احمد جام

اور حضرت خواجہ ابوبوسف ہمدانی نے سلسلہ ۵۳۵ھ میں انتقال فرمایا۔
 حکیم سنائی غزنوی نے کہ مولف حلیۃ الحقائق کے ہیں غزنی کے رہنے
 والے تھے ہمیشہ دیوانوں کی طرح ننگے پاؤں پھرتے۔ اور جب دوست اور اقارب
 انکے حال پر روتے وہ کہتے کہ میرے حال پر مت روؤ بلکہ خوشی کرو کہتے ہیں کہ
 دوستوں نے انکے لیے جو تاپیش کیا۔ لیکن انھوں نے پھیر دیا۔ ان کا ایک
 قصیدہ ہے رانیہ جسکو رموز الاولیا اور کنوز الانبیا کہتے ہیں اس میں حقائق
 اور معارف کی بہت باتیں درج ہیں ان کا تھوہر بہرام شاہ بن مسعود غزنوی کے
 زمانہ میں تھا ان کے کلام سے حدیقہ ہے کہ نام سے بہرام شاہ کے نقل کیا ہے
 مولوی روم نے اپنی غزل میں ان کو یاد کیا ہے عطار روح بود و سنائی و چشم لولہ
 ما از پے سنائی و عطار اندیم + انکی وفات سلسلہ ۵۳۵ھ میں تھی۔

حضرت شیخ الاسلام احمد جام کہ بہ لقب زندہ بیل مشہور ہیں اصل نام آپ کا
 ابو نصر احمد بن ابوالحسن ہے فرزندوں سے جریر بن عبد اللہ بخاری کے ہیں کہ حضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے روز ایمان لائے تھے حضرت احمد جام نے
 اٹھارہ برس کوستان میں ریاضت میں بسر کیا تھا۔ تب آبادی میں آئے
 بڑے عارف کامل تھے اور حضرت شیخ کے بیابیس فرزند تھے جن میں سے
 آتالیس بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں ان کی وفات کے وقت چودہ بیٹے اور تین
 بیٹیاں باقی رہ گئی تھیں اور سب عالم اور کامل تھے اور صاحب تصنیف کثیر
 ہیں اور حضرت شیخ مرید سلطان ابوسعید ابوالخیر کے کہ بادشاہ اور عارف کامل
 تھے اور حضرت شیخ بھی صاحب تصنیف کاملہ تھے اور ان میں سے ایک کتاب
 سراج السائرین ہے ولادت آپ کی سلسلہ ہجری میں تھی اور وفات
 رجب کے مہینے سلسلہ ہجری میں۔ اور اسی زمانہ میں سلطان شجر کے

مولانا مغربی اور حکیم سوزنی اور عبدالواسع حبلی نے بھی کہ شاعرون سے تھے انتقال کیا۔
حضرت خواجہ ابوبوسف ہمدانی کہ مریدون سے حضرت خواجہ ابومعلی فارمدی کے تھے
اور صحبت یافتہ حضرت امام محمد غزالی کے تھے بڑے عارف اور خدا رسیدہ تھے ایک
شخص کہ عتاب میں حضرت شیخ کے در آیا۔ آخر کار نتیجہ اسکا یہ ہوا کہ قیصر روم کی مصاحبت
میں در آیا اور حالت کفر میں نصارا ہو کر مر گیا۔ آپ کے بڑے مشہور مریدون میں
حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی کہ بڑے عارف اور صاحب تصرف اور کرامات
تھے جسے فیضان اولیٰ حضرت خواجہ بہار الدین نقشبند کو پہونچا کہ اسکا ذکر
انکے حالات میں کیا جائیگا اور وصایا انکے مشہور میں کہ عونیہ کا دستور العمل ہی نہیں
حضرت خواجہ ابوبوسف ہمدانی نے ۵۳۶ھ میں انتقال فرمایا۔

فصل بیسویں المستنجد باللہ والمستنضی بالمرشد

المستنجد باللہ ابن مقتضی اپنے باپ کے بعد ۵۵۵ھ میں خلیفہ ہوا اسے مکوس
یعنی عمل سائر کو بند کر دیا مفسدین پر سخت گرم تھا۔ مسلمین کے لئے بہت نرم تھا۔ اسکا
نہم ثاقب تھا اس کی رائے صائب تھی۔ ایک مفسد کو قید کیا تھا۔ لوگوں نے
دست ہزار دینار دیکر حیرانا چاہا۔ کہا میں دست ہزار دینار دیتا ہوں اگر ایک ایسا اور مفسد
بھکو بتلا دو ۵۶۶ھ میں بیمار ہو کر مر گیا۔

اسی کے عہد میں ایک بہت بڑے شخص نے جنکا نام پاک حضرت سید عبدالقادر
جیلانی الملقب بہ محی الدین تھا ۵۶۱ھ میں وفات فرمایا۔ حضرت سید عبدالقادر
جیلانی کہ سادات حسنی اچینی تھے سال چار سو اکتھ ہجری میں جیلان میں پیدا ہوئے آپکا
نسب یوں ہے حضرت سید عبدالقادر ابن ابی صالح ابن محمد ثنائی بن۔
یعنی زاہد ابن محمد اولیٰ ابن ابی الدین موسیٰ ثنائی ابن عبداللہ ثنائی ابن موسیٰ الجون
ابن عبداللہ المحض ابن حسن ثنی ابن امام حسن ابن علی بن ابی طالب

عبدی

عبدی

رضی اللہ عنہم اجمیعین آپ اٹھارہ برس کی عمر میں جیلان سے بغداد میں آئے اور علم ظاہر اور باطن میں کمال پیدا کیا آپ مرید اور مجاز اپنے والد بزرگوار کے اپنے آبائی سلسلہ میں تھے لیکن جب بغداد میں آئے تو شیخ ابوسعید مبارک کی صحبت اختیار کی اور ان سے خرقہ خلافت پایا جب جیلان سے آپ چلے تو کئی والدہ نے نصیحت کی کہ جھوٹ کبھی نہ بولنا اور خرچ کے واسطے کچھ اشرافیان آپ کے کپڑے کی تہ میں ٹانگ دی تھیں راہ میں کئی ڈاکوؤں سے ملاقات ہوئی انھوں نے پوچھا کہ تمہارے پاس کچھ نقد بھی ہے آپ نے سچی بات فرمادی۔ لیکن ان لوگوں نے باور نہ کیا اور جانے دیا۔ لیکن ایک نے ان میں سے دیکھا اور آپ کے قول کو سچ پایا ان لوگوں نے سبب سچ کہنے کا پوچھا آپ نے فرمایا کہ والدہ کا حکم ہے اور چند نصیحت انکو کی جسے انکو اثر کی اور سب توبہ کر کے مسلمان ہو گئے اور آپ کے تصرف اور کرامات بیشمار ہیں لوگوں نے دفتر کے دفتر میں صرف آپ کے تصرف اور کرامات کو لکھا ہے چنانچہ اعجاز غوثیہ مصنفہ حضرت سیدنا مولانا محمد قاسم ابوالاعلیٰ دانا سے پوری کی اور عروہ و تفتی مصنفہ مولانا شاہ علی حبیب بھکاری رحمۃ اللہ علیہم کی بہت معتبر کتاب اسی بارے میں ہے اکثر کرامتیں آپ کی اس قسم کی ہیں کہ مژدے کو زندہ کیا ہے چنانچہ ایک بارات کے لوگ جو دریائے عرق تھے بعد کی برس کے آپ کے تصرف سے زندہ لکل آئے اور مرغ کی ہڈیاں جسکو آپ نے تناول کر کے چھوڑی تھیں مرغ کی صورت ہو کر زندہ ہوئیں۔

کہتے ہیں کہ عراق کے اوتا داغہ ہیں ایک معروف کرنی دوسرے امام احمد حنبل تیسرے بشر حافی چوتھے منصور بن عمار پانچویں جنید بغدادی چھٹے سری سقطی ساتویں سہیل بن عبد اللہ آٹھویں حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہم۔

لکھتے ہیں کہ حضرت امام حسن عسکریؑ نے ایک شخص کو ایک جا نماز عطا فرمائی کہ اپنے خاندان میں وصیت کرے کہ جو شخص سید عبد القادر جیلانیؒ کو کہ میرے دوسو ہمس بعد ہوگا دیکھے تو یہ جا نماز ہماری اسکو ہو بچا دے۔

چنانچہ جب آپ بغداد میں آئے اور آپ کے نام پاک کا شہرہ ہوا ایک شخص جا نماز لیکر آیا اور آپ نے قبل کئے اُسکے وہ جا نماز اس سے مانگ لی حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی فرماتے تھے کہ اوائل میں مجھکو علم کلام سے نہایت ذوق تھا۔ اور میرے چچا مجھکو اس سے باز رکھتے تھے لیکن دل نہ مانتا تھا ایک روز میرے چچا ابو نجیب ضیاء الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ مجھکو سید پاک غوث اعظم حضرت سید عبد القادرؒ کی حضور میں لے گئے اور فرمایا کہ میں ہاں پہنچنے کو علم کلام سے باز رکھتا ہوں لیکن نہیں مانتا آپ نے اپنا دست مبارک سینہ پر میرے پھیل میں علم کلام کو مجھول کیا۔ اور علم معرفت میرے سینہ میں چمکا۔

حضرت خواجہ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ کا آپ کی خدمت میں حاضر ہونا اور قطب الدین بختیار کاکی کا ساتھ جانا اور کیفیت میں مرنا اور حضرت سید عبد القادر رحمۃ اللہ کا ان کو زندہ کرنا مشہور ہے۔

اسی زمانہ میں سلطان خجری بن ملک شاہ خراسان کا بادشاہ تھا اہل کمال کا قدردان تھا اسکو آپ کی ملازمت کی تمنا ہوئی اور عریضہ حضور میں ارسال کیا۔ اور عقیدت کا اظہار کیا اور لکھا کہ چونکہ میں سلطنت کا پابند ہوں اور میرے دہان حاضر ہونے سے لشکروں سے کھیتوں کی بربادی کا احتمال ہوا اسلئے گزارش ہے کہ اگر حضور قدم رنجہ فرمائیں تو ملک خجری حضور کے واسطے ودیشوں کے لشکر اور غریح خاتواہ سے وقف کیا جائیگا۔ آپ نے یہ ودیعت فارسی کے اسکے جواب میں لکھے۔

چون چتر خجری رخ بختم سیاہ باد	بافقر گرید و ہوس ملک خجری
-------------------------------	---------------------------

تایافت جابن خبر از ملک نیم شب

صد ملک نیم روز یک جوئی خرم ہا

آپ کا ذکر گلستان میں حضرت سعدیؒ نے کیا ہے کہ کعبہ کے دروازہ پر سر رکھ کر یہ فرماتے تھے کہ اے اللہ عجیب گنہگار کو قیامت کے دن نیکون کے سامنے اندھا اٹھا کھڑا کر دینا میں شرمندہ ہوں آپ کے بارہ بیٹے تھے اور سب عالم اور کامل تھے سب سے بڑے بیٹے حضرت عبدالوہاب معروف بہ عبدالرزاق تھے جن کا نام اکثر سلسلوں میں دیکھا جاتا ہے آپ میں سب طریقوں کے فیضان جمع تھے اور آپ کے بعد کوئی طریقہ ایسا نہوا کہ جس میں آپ کا فیضان جمع نہوا آپ کی وفات شریف سترھویں ربیع الثانی ۲۸۵ھ میں ہوئی آپ کا سن مبارک اکانوے برس کا ہوا آپ کو غوث الثقلین غوث الاعظم السیر و سنگیر اور بڑے پیر کے لقب سے لوگ مخاطب کرتے ہیں اور آپ کی تصنیف سے غنیۃ الطالبین اور فتوح الغیب مشہور کتابیں ہیں و قصائد غوثیہ عربی کا اور فارسی کا دیوان آپ کا بھی خوب ہے جس سے آپ کی قوت اور فکر کی رسائی ظاہر ہوتی ہے آپ اپنے وقت میں امام زمانہ اور مجتہد دہر تھے تاہم آپ نے شافعی مسائل کی اقتداء کی اور بعد ازاں حضرت امام احمد حنبل کو خواب میں دیکھا تو حنبلی مسائل اختیار کئے جب لوگوں نے سبب پوچھا آپ نے فرمایا کہ یہ مذہب غریب ہو گیا تھا چند محدود آدمی اس مذہب کے رہ گئے تھے اگر میں اختیار نہ کرتا تو چند برس میں یہ مذہب نائل ہو جاتا اور واضح رہے کہ فیضان اور نعمت الہی کو محدود صرف بارہ امام میں کہ اہل بیت سے گزر چکے ہیں اور چار مجتہدوں میں نہ جانیں لیکن یہ لوگ کہ گزرے ہیں بہت مشہور اور ممتاز تھے۔ اور آپ کی راہ پر بہت لوگ اہل حق سے گزرے ہیں چنانچہ حضرت غوث الاعظم کو امام سیزدہم اہل بیت سے اکثروں نے شمار کیا ہے اور مجتہد فی المذہب سمجھے ہیں۔

المستضیٰ بامر اللہ مستجد اپنے باب کے بعد ۵۶۶ھ ہجری میں خلیفہ ہوا اس نے

سائرات کو دور کر دیا مثالم پھیر دیئے ایسا عدل و کرم ظاہر کیا جسکو کسی نے نہیں دیکھا۔
 نہ سنا سادات اور علما کو بحساب مال دیا مدارس اور رباط آباد کیئے اسکے سامنے
 مال کی کچھ نہ رہتی خلیفہ ہوتے ہی ارباب دولت کو خلعت دیئے ایک ہزار تین سو
 خلعت ابریشم ہاتھ مصر میں اسکے نام کا خطبہ پڑھا گیا مسکد جاری ہوا ۵۷۵ھ
 میں خلیفہ کا انتقال ہوا۔

فصل اکیسویں الناصر لدین اللہ و الظاہر بامر اللہ

الناصر ابن المستنصر بامر اللہ باب کے بعد ۵۷۵ھ میں خلیفہ ہوئے ایک جماعت
 اہل حدیث نے انکو اجازت دی انہی اجازت لی بیتا لیس برس خلیفہ رہے ساری
 عمر عزت اور جلال کے ساتھ بسر ہوئی دشمنوں پر غائب رہے کسی نے سر نہ اٹھایا۔
 جسے دشمنی کرنا چاہا انکو خدا نے ذلیل کیا بہت بیدار مغز احوال ملک سے خبردار
 تھے سارے ملک کا حال اسکو خبر کتھے تھے کسی بادشاہ کو کسی سے صلح کرادی
 کسی کو کسی سے آپس میں لڑا دیا مخفی تدبیر بہت اچھی آتی تھی لوگوں کو گمان تھا کہ یہ
 مخدوم جن جن میں یا غیب دان ہیں کہ بر بات پہلے سے معلوم کر سکتے ہیں ہندو
 معرواے دیئے ہی ڈرتے ہیں جیسا کہ بغداد والے یہاں تک کہ بلوک اکابر شام
 و فیرہ جب ذکر انکا خلوت میں کرتے اسکی ہیبت و جلال سے آواز دبا کر بولتے
 سارے ملک جابر باشی اور مغلوب ان کی اطاعت میں داخل ہو گئے بہت سے
 نئے ملک فتح کیے جو انکے خلفات مفتوح ہوئے تھے اندلس اور تاتار چین میں
 انکے نام کا خطبہ پڑھا گیا انکا زمانہ گویا عروس دہر تھا لیکن کسی قدر شیعیت کی طرف
 مائل تھے ابن الجوزی سے پوچھا حضرت صلعم کے بعد کون افضل تھا کہا جن کے
 پاس نکی بیٹی تھیں کھانڈ نہ کہا کہ ابوبکر آخر عمر میں اندھے ہو گئے تھے مگر کسی کو ثابت
 نہوا۔ حتیٰ کہ وزیر نے نہ جانا۔ ایک لونڈی کو اپنا سا خط سکھلا دیا تھا وہ مثل

انکے فرمان پر انکے نام سے دستخط کر دیتی تھی ۶۲۲ھ میں انتقال کیا ۵۸۶ھ ہجری میں حجر
ستارہ میزان میں جمع ہوئے نجمین نے کہا کہ ہوا کے طوفان سے سارا عالم ویران ہو جائیگا
لوگوں نے تہ خانے کھودے گڑھے بنائے غار تیار کیا کھانا پانی رکھا ہوا کارستہ
بند کیا اور نوین جمادی الثانی کو کہ روز مقررہ تھا منتظر رہے۔ لیکن ہوائی طوفان نوری
شاعر بھی نجم تھا اس نے بھی ایسا ہی کہا تھا دوسرے شاعر دن نے اس کی
ہجو لکھی ہے

در روز حکم او نہ وزیدست هیچ باد | یا مریسل الریاح تو دانی نہ انوری |
لیکن اسی سال چنگیز خان تاتاری کا اقتدار ہوا بہت ملک فتح کیے اور بڑی خونریزی کی
اسکا حال آئندہ لکھا جائے گا ۵۸۳ھ میں عجب اتفاق ہوا کہ جو پہلا دن اس سال کا
تھا وہی پہلا دن اس سال کا تھا وہی پہلا دن ہفتہ کا پہلا دن سال شمسی کا پہلا
سنہ فارس کا تھا سورج چاند برج میں تھے اس سال میں بہت فتوح ہوئے
خصوصاً سلطان صلاح الدین نے کہ خاندان انابک کی جگہ شام اور مصر اور
عرب کا بادشاہ ہو گیا تھا ۹۱ برس کے بعد بیت المقدس کو اہل فرنگ کے
ہاتھ سے چھین لیا سارے کنبے اور گرجا گھر گرا دیے ان کی جگہ مدارس شافعیہ بنا دیے
۵۹۶ھ میں سخت قحط مصر میں پڑا ۵۹۷ھ میں فرنج نے نیل پر هجوم کر کے شہر قہرہ
کو لوٹ لیا ۵۹۸ھ میں قسطنطنیہ میں ہو کر یونانی ردیون کو نکال دیا ۵۹۹ھ کے
آغاز میں چنگیز خانی تاتاریوں کی آمد ہوئی ۶۱۵ھ میں فرنج نے مرج سلسلہ و میاط کو
سے لیا یہ برج وسط نیل میں تھا اسکے سامنے جانب مشرق و میاط طبر و بار مصر کا
قفل تھا جانب غرب جزیرہ ہے ۶۱۶ھ میں فرنج نے خود و میاط کو لے لیا مسجد وں کو
گرا کر گرجا گھر بنا دیا پھر ۶۱۷ھ میں و میاط انکے ہاتھ سے نکل گیا ۶۲۱ھ میں قاہرہ
میں دارالحدیث بنایا گیا کعبہ کرمہ کو مامون نے سفید و بیاج نبھایا ناصر نے

اسکو بنزنجیا یا بچر سیاہ کہ اب تک جاری ہے۔

اسی عہد میں رشیدی سمرقندی نے کہ بڑے بزرگ اور فاضل تھے اور زمانہ میں اتسر بن خوارزم شاہ کے تھے خطہ خوارزم میں ششہ ہجری میں اور حکیم اندقی نے کہ بڑے فاضل سلطان طغرل شاہ ثانی بلجوقی کے دور میں اور ابوحدالدین اور شہاب الدین قتیل اللہ نے کہ بڑے عارف تھے ششہ ۵۸۶ھ میں اور ابوحدالدین انوری نے کہ بڑا شاعر سلطان شجر کے دور میں تھا ششہ ۵۹۰ھ میں اور سلطان الشعرا خان نجم خاقانی شردانی نے ششہ ۵۹۶ھ میں اور حضرت والا۔ نظام الدین گنجوی نے کہ بڑے شاعر شیرین بیان اور عارف کامل تھے ششہ ۵۹۷ھ میں اور اسی سال شیخ ابوالفرح ابن الجوزی نے کہ بڑے محدث اور عالم تھے اور ظہیر الدین قاریابی نے کہ بڑے شاعر اور عالم اور رشیدی سمرقندی کے شاگرد تھے ششہ ۵۹۸ھ میں اور امام فخر الدین رازی نے کہ بڑے عالم متبحر اور بڑے صاحب تصانیف تھے ششہ ۵۹۹ھ میں اور حضرت مجد الدین بغدادی نے کہ بڑے عالم اور عارف کامل مرید حضرت نجم الدین کبریٰ کے تھے ششہ ۶۰۰ھ میں اور حضرت نجم الدین کبریٰ نے کہ بڑے عارف اور برگزیدہ تھے ششہ ۶۰۱ھ میں وفات فرمائی ابوحدالدین انوری کی اصل قریہ بدھ سے ہے جو خراسان میں ہے اور اس میدان کو خاوران کہتے تھے اسی سبب سے انوری نے اپنا تخلص پہلے خاوران رکھا تھا اسکے استاد عمارہ نے کہا کہ انوری تخلص رکھو شروع شباب میں یہ طوس کے مدرسہ منصور یہ میں تحصیل علوم میں مشغول ہوا بہت افلاس کے ساتھ بسر کرتا تھا ایک روز مدرسے کے دروازے پر بیٹھا تھا کہ ایک شخص نے زناہت عمدہ لباس پہنے گھوڑے پر سوار مع غلام کے جاتا تھا۔ پوچھا کہ یہ شخص کون ہے کہا کہ سلطان شجر کے شعرا سے ہے کہا سبحان اللہ علم کا مرتبہ

یہ بلند ہوا درمیں اس قدر مفلس رہوں میں بھی اپنے کو شاعری میں مشہور کرتا ہوں اور اسی رات کو سلطان خجھر کے نام ایک قصیدہ لکھا اور اس کے صبح ہوتے ہی بادشاہ کی خدمت میں گزرا تا چونکہ بادشاہ بڑا سخن شناس تھا انعام اور اکرام بخشا اور اپنا مصاحب بنایا علم نجوم میں سرآمد زمانہ تھا اور جب طوفان کی خبر دی اور وہ قلعہ ہوئی تو بادشاہ اس سے آزرده ہوا۔ اس سبب سے انوری بلخ کو آیا اور بقیہ اوقات وہیں بسر کی یہاں تک کہ ۵۹۷ھ میں مر گیا اور اسکی قبر بغل میں حضرت احمد خضرویہ کے بے انوری کی شاعری اور فضیلت اظہر من الشمس ہے بہت کم لوگ اس کے مقابل کے تھے۔

سلطان الشعر خاقانی شروانی کہ اکمل شعرا سے ہیں اور نام انکا افضل الدین ابراہیم ابن علی شروانی ہوا اور شروان کے رہنے والے تھے اور چونکہ خاقان کبیر ملک منوچہر کے خدائی تھے اسلئے خاقانی تخلص رکھا اور برابر اسکے مداح تھے کہ وہ شروان کے تمامی بادشاہوں سے فضل و کمال میں ممتاز تھا اور سبب فصاحت و بلاغت کے لوگ انکو حسان مجسم کہتے تھے چنانچہ خود اپنی تصنیف میں اسکا ذکر کیا ہے۔

جون دید کہ در ہنسہ تمام | حسان مجسم نہاد تمام

لکھتے ہیں کہ خاقانی شاگرد فلکی کا تھا اور مستفی خلیفہ کے زمانے میں تھا اور قصیدہ عربی۔ بنیادی کی مدح میں لکھا تھا اور خاقانی نے بھی حکیم سنائی کے قصیدہ راہیہ کا جواب لکھا ہے اور یہ بھی اہل عرفان سے تھا اور اشیر الدین شاعر کہ سلطان مظفر ثانی سلجوقی کا مداح تھا ان کا ہمعصر تھا اور درمیان ان کے اور اسکے معارضات رہے اور خاقانی سرخاب میں مدفون ہیں اور قبر افضل الزمان ظہیر الدین فارابی اور شاہ غفور نیشاپوری کی خاقانی کے پہلو میں ہے۔

حضرت شیخ نظامی کنجوی کو علوم ظاہری اور باطنی اور مصطلحات رسمی میں بہرہ

تمام محتاعمر گرانمایہ کو اول سے آخر تک قناعت اور تقویٰ اور عزت میں گزرانا۔ ہرگز
مثلاً در شاعران کے حرص و ہوا میں نہ رہے اور نہ اہل دنیا کی خدمت کی۔ بلکہ
سلاطین زمانہ نے آپ سے تبرک چاہا اور شیخ نے اکثر مشنوی ان کی التماس کے
موجب نظم کیا چنانچہ مخزن اسرار بہرام شاہ سلجوقی دالی روم کے نام سے لکھا اور
یہی مجنون خاقان کبیر ملک منوچہر بادشاہ شروان کے نام سے نظم کیا اور بہت پکیر
اتابک قزل ارسلان کے نام سے مرقوم ہے اور سکندر نامہ مگر ان کی آخری
کتاب ہے طغرل شاہ ثانی سلجوقی کے نام سے ہے اور ۸ برس کی عمر میں
وفات پائی اور قبران کی گنجہ کے باہر ہے جو گرجستان میں ہے اور حضرت شیخ
کو خضر علیہ السلام کی صحبت بھی تھی جیسا ان کے کلام سے ظاہر ہے مع مرا خضر
تعلیم گو بود و دوش۔

ظہیر الدین فارابی رشید سمرقندی کا شاگرد ہے نہایت فاضل تھا اور شاعری
میں مرتبہ عالی رکھتا تھا۔ اصل اس کی فارابی سے ہے زمانے میں اتابک
قزل ارسلان کے عراق میں آیا اور قزل ارسلان کا مداح ہوا ابتدا میں ظہیر فارابی
نیشاپور میں آیا اس زمانہ میں سلطان طغرل شاہ ثانی نیشاپور کا حاکم تھا کہ بعد سلطان شہر
کے جانشین ہوا تھا حاصل کلام ظہیر نیشاپور سے بطور سیر کے صفہان میں آیا اور
صفہان سے آذربایجان پہونچا اور اتابک محمد بن بلدگر کہ وزیر اور چچا طغرل
شاہ کا تھا اس کو تعلیم کیا اور دس برس تک اتابک کی خدمت میں رہا
اسکے مرنے کے بعد اسکا بھائی قزل ارسلان کے ساتھ رہا لیکن آخر میں اسکو
چھوڑ کر اتابک ابوبکر بن محمد کی خدمت میں چلا گیا اور ظہیر الدین کی وفات
تبریز میں ہوئی۔

امام فخر الدین محمد رازی کی اصل بلخستان ہے رمضان کے مہینے میں ۵۵۵ھ

امام فخر الدین محمد رازی

میں مقام رس میں پیدا ہوا اپنے باپ سے تحصیل علوم کرتا اور اسکے مرنے کے بعد
سمان میں گیا اور کمال سمنانی سے علوم رسمی حاصل کیا اس شخص کو بسبب کمال علم
رسمی کے امام کہتے ہیں ورنہ مسلمانوں میں مثل اہل اللہ کے ایسی ہی تقدیس
نہیں کی جاتی اور وہ مثل حکماء فلسفہ کے تھا اور سلطان شہاب الدین
غوری کا ہم عصر تھا یہ شخص نہایت جمیل و ربا و قاز تھا اور جب سوار چلتا تو تین سو
خلبا اسکے ہر کاب چلتے اور اس کی تصانیف مختلف علوم میں ہیں اور ان میں سے
حدائق الانوار اور تفسیر کبیر ہے۔ اس کی وفات ہرات میں ہوئی اور قبر
خیابان ہرات میں ہے۔

حضرت شیخ مجد الدین بغدادی کہ یگانہ زمانہ اور برگزیدہ تھے۔ حضرت
شیخ نجم الدین کبریٰ کے تربیت یافتہ تھے۔ اصل ان کی بغداد تھی خوارزم شاہ
نے خلیفہ بغداد سے ایک طبیب چاہا۔ خلیفہ نے مجد الدین بغدادی کو بھیجا اور وہ
بقربان بادشاہ سے ہوئے جمعہ کے روز مجلس کرتے اور وعظ فرماتے اور مان
سلطان قطب الدین محمد خوارزم شاہ کی کہ عورت جیلہ تھی اور وعظ کا شوق رکھتی
بھی شیخ مجد الدین کی زیارت کو آتی اور وعظ سنتی اور دشمنوں نے
بادشاہ سے اسکی شراب کی مستی میں کہا کہ تمھاری مان نے مجد الدین بغدادی سے
عقد کیا ہے اور وعظ کا بہانہ ہے۔ یہ سکر بادشاہ کو بہت رنج اور غصہ ہوا اور حکم دیا کہ
مجد الدین بغدادی کو دجلہ میں ڈال دو۔ لوگوں نے ڈالا یہاں تک کہ انھوں نے
وفات فرمائی ان کی شہادت سلاطین میں ہوئی۔

حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ مرید اور محبت یافتہ ابو نجیب ضیاء الدین سہروردی
کے ہیں کہ جن کا واسطہ چوٹھا حضرت مشاد و نیوری مرید حضرت جنید بغدادی
ہے اور بھی ابو نجیب ضیاء الدین شیخ شہاب الدین سہروردی کے

تھے کہ جسے سلسلہ کبرویہ فردوسیہ جاری ہوا۔

فصل بایسویں الظاہر بامر اللہ واستنصر

الظاہر بامر اللہ ابن ناصر لدین اللہ اپنے باپ کے بعد جانشین ہوا اس وقت ہارن برس کی عمر تھی۔ اس نے خوب عدل کیا ظلم کو مٹایا قدیم خراج لیا باپ کے جو اضافہ کیا تھا اسکو چھوڑ دیا یعقوب کا خراج دس ہزار دینار تھا ناصر اسی ہزار لیتا تھا اس نے وہی دس ہزار رکھا قیدیوں کو رہا کر دیا ایک لاکھ دینار بقرعید کے دن علما اور صلیحا کو بانٹے کسی نے کہا کہ جتنا تم دیتے ہو اسکا دسواں حصہ بھی کوئی نہیں دے سکتا کہا میں نے دوکان بعد عصر کے کھولی ہے مجھ کو خیرات کرنے دو۔ خادمون نے کہا تمہارے باپ کے وقت میں خزانہ بھرا تھا کہا خزانہ بھرنے کے لیے نہیں ہے خالی کر لے کے بیٹے بے اللہ کی راہ میں جمع کرنا تجارت کا کام ہے سلسلہ ۲۳۳۳ میں انتقال کیا نو مہینے کی روز زندہ رہا اسنے حدیث کی روایت اپنے باپ سے کی ان سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے پوتے نے سند لی۔

استنصر بامر اللہ بن الظاہر اپنے باپ کے بعد سلسلہ ۲۳۳۳ میں خلیفہ ہوا رعایا میں عدل و انصاف کیا اہل علم اور اہل دین کو اپنا مقرب بنایا مساجد و باطاریات بنائے سنتوں کو زندہ کیا فتنوں کو مٹایا لوگوں کو سنت پر قائم کیا جہاد کا انتظام کیا لشکر جمع کیا قلعہ فتح کیے سرحد کی حفاظت کی کسی طرح کا کوئی عیب ان میں نہ پایا جاتا تھا تار نے لڑائی کا قصد کیا ان کے لشکر نے شکست عظیم دی ان کا بھائی خفاجی لقب کتا تھا اگر میں والی ہوتا جیون اتر کر سارا ملک تار کا چھین لیتا تار یون کو جڑ سے اکھڑ دیتا لیکن مستنصر کے بعد اس کو کسی نے والی نہ بنایا ابوالواحد لیسر مستنصر کو بھلا یا وہ ضعیف العقل تھا مسلمان ہلاک ہو گئے تار یون کو غالبہ ہوا مدر سے مستنصر یہ مین کہ اس نے قائم

کیا تھا۔ ایک سو ساٹھ اونٹ کتبہ نفیسہ کے آئے دو سو اڑتالیس مدرس مذاہب
اربعة کے تھے شیوخ حدیث علیحدہ بحساب تھے ۲۸۰ ہجری میں ملک شرف
نے مصر کے دمشق میں دارالحدیث بنایا ۳۳۶ ہجری میں سکہ نقرہ جاری
ہوا پہلے اس سے پارہ زر کا بھی رواج تھا ۳۳۷ ہجری میں دمشق کی۔
خطابت شیخ عزیز الدین بن عبدالسلام کو ملی ۳۴۰ ہجری میں مستقر لے
انتقال کیا شعرائے مرثیہ لکھے۔

اسی عہد میں حضرت فرید الدین عطار نے ۳۴۰ ہجری میں اور مولانا بہار الدین۔
ولد مولوی رزم کے والد نے ۳۴۱ ہجری میں اور حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین بہروردی
نے ۳۴۲ ہجری میں اور حضرت خواجہ غریب لوازی سید عین الدین حسن بخاری حسینی نے ۳۴۳
ہجری میں اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے ۳۴۳ ہجری میں اور شیخ محی الدین ابن
عربی نے ۳۴۴ ہجری میں وفات فرمائی۔ رضوان اللہ علیہم انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت فرید الدین عطار ابتدا میں شیوہ عطاری کا کرتے تھے ایک روز ایک فقیر
ان کے پاس آیا اور کچھ چاہا۔ بسبب نہایت مشغولی کے اس کے سوال کی طرف
مخاطب ہوئے فقیر نے کہا کہ اس تعلق کے ساتھ تمہارا مرنا کیسا ہوگا۔ حضرت شیخ
نے فرمایا کہ جیسا تیرا مرنا ہوگا۔ اس فقیر نے کہا کہ ہماری ایسی موت تم نہیں مر سکتے
اور یہ کہہ کر اس نے جوہن سر کے نیچے رکھا اور الا اللہ کہہ کر مر گیا جب عطار نے یہ حال
دیکھا دوکان اٹھادی اور جو کچھ ہاتھ میں آیا ایشیا رکھا۔ اور حضرت شیخ رکن الدین
کاف کی ملازمت میں حاضر رہے اور بہت سے درویشوں کی خدمت
میں حاضر ہوئے اور شیخ صنعان ان کے شیوخ سے ہیں اور بیت اللہ
کی زیارت کو گئے اور وہاں سے واپس آکر حضرت مجد الدین بغدادی کی خدمت
میں رہے اور خرقة فقر کا آلے پہنا۔ لگتے ہیں کہ ان کے چالیس رسائے نظم ہیں۔

حضرت فرید الدین عطار

مسلح الطیرانکی تصنیف سے ہے مولوی روم نے لکھا ہے کہ منصور کا نور ڈرہ سو برس
بعد فرید الدین عطار کی روح پر چمکا اصل شیخ کی قریہ کدگن سے ہے کہ نیشاپور کے
اطراف میں تھا اور شیخ کی عمر دراز بہت ہوئی کہتے ہیں کہ ایک سو چودہ برس زندہ
رہے سلطان سنجر کے زمانہ میں پیدا ہوئے سنہ ولادت ۵۱۳ھ ہجری تھا اور
۲۹ برس نیشاپور میں رہے اور شہر شادیاخ میں ۸۵ برس رہے حضرت شیخ کا
انتقال نیشاپور کے قتل عام میں کہ مغلوں نے کیا تھا ہوا چنگیز خان کے مغلوں نے
بعد فتحیابی خوارزم کے نیشاپور کا محاصرہ کیا اس محاصرہ میں چنگیز خان کا داماد
مارا گیا جس کا نام قراچار نویان تھا اس سبب سے قتل عام کا حکم دیا تھا
ایک مغل نے پہلے حضرت شیخ کو گرفتار کیا اور چاہتا تھا قتل کرے کہ ایک شخص
ظاہر ہوا اور کہا کہ اس بوڑھے شخص کو قتل نہ کر کہ اس کا خون بہا ہم ہزار اشرفی
دیتے ہیں حضرت شیخ نے کہا کہ مفت بیچ کہ اس سے بھی زیادہ قیمت تجھ کو ملیگی
دوسرا آیا اور اس نے کہا کہ اسکو مت مارا سکا خون بہا یہ بوجھا گھاس کا مین دیتا ہوں
شیخ نے کہا کہ بیچو اس سے زیادہ کے قابل ہم نہیں ہیں اس پر مغل نے غصہ ہو کر
آپ کو دہم حمادی الثانی کو قتل کیا۔

حضرت مولانا بہاؤ الدین تمامی حکماءے بلخ کے سر دفتر تھے اور زمانے میں
محمد خوارزم کے بڑے باحمت و عظمت تھے اور باوجود علم ظاہر کے تصوف میں بھی
دخل تھا بعضوں کا قول ہے کہ حضرت نجم الدین کبریٰ کے خلفائے تھے اور
ان کی مان بادشاہ خراسان علاء الدین محمد بن خوارزم شاہ کی بیٹی تھیں اہل بلخ انکے
بڑے معتقد تھے اور جن وقت وعظ فرماتے آپکے منبر کے نیچے عوام اور خواص
بڑا اجتماع کرتے سلطان محمد نے ان سے حسد کیا اور ان سے دشمنی کرنے لگا مولانا
اس سے رنجیدہ ہو کر بلخ سے نکلے اور حج کا قصد کیا جب نیشاپور میں پہنچے

شیخ فرید الدین عطار انکی ملاقات کو آئے اور اپنی کتاب اسرار نامہ ان کے بیٹے مولانا جلال الدین رومی کو کہ لڑکے تھے ہدیہ دیا اور مولانا بہار الدین جسے کہا کہ بہت جلد یہ لڑکا عالم کے عشاق کو جلائیگا اہمال بعد سفر حجاز کے قصد ملک شام کا کیا اور انبیا علیہم السلام کے مزارات کی زیارت کی اور بعد کئی سال کی سیاحت کے مولانا مع اپنے ساتھیوں کے زمانہ میں سلطان علاء الدین کی قباد سلجوقی کے ارض روم میں پہونچے اور اس نے بڑی عظمت کی اور اہل روم نہایت مستقد اور مریدان کے ہوئے اور بادشاہ بھی مع اپنے خاندان کے انکا مرید ہوا مولانا نے شہر قونیہ کا رہنا اختیار کیا اور وعظ اور فائدہ بخشی میں مشغول رہے کئی برس اسی طرح رہے یہاں تک کہ انتقال فرمایا اور بطریق رفاقت اور وصیت اپنے باپ کی جگہ مولانا جلال الدین رومی جانشین ہوئے اور اپنے والد کے یاروں کے پیشوا ہوئے۔

حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی کی ولادت رجب میں ۵۴۳ھ ہجری میں ہوئی آپ مرید اور فیض یافتہ اپنے چچا حضرت ابو نجیب ضیاء الدین سہروردی کے تھے جو پیر حضرت نجم الدین کبریٰ کے تھے اور ابو نجیب ضیاء الدین سہروردی اپنے مامون وجیہ الدین ابوخص کے مرید تھے ان کو دو طرف سے فیض پہونچا تھا ایک تو حضرت ممشاد و بنوری سے دوسرے کی درمیانی سے اور وہ مرید حضرت جنید بغدادی کے تھے اور دوسرے حضرت ابو القاسم گرگانی سے بواسطہ احمد غزالی اور ابوعلی مدد باری کے انحضرت شیخ شہاب الدین بڑے عارف کامل اور مقرب الہی تھے اور سیکڑوں ولی اللہ آپ کی فائزہ سے نکلے چنانچہ بہار الدین زکریا ملتانی اور مخدوم یحییٰ منیری اور مخدوم نظام الدین غزنوی اور مخدوم شہاب الدین پیر جگجوت عظیم آبادی اور حضرت مصلح الدین سعدی شیرازی وغیرہ آپ کے مریدان کامل سے تھے اور حضرت شیخ کو محبت حضرت غوث الثقلین بہار

حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی تھی اور خرقہ خلافت ان سے بھی پایا تھا بعد
حضرت غوث الثقلین کے بغداد میں حضرت شیخ الشیوخ کا بڑا رشد ہوا کتاب عوارف کہ
اخلاق میں بمثل اور عبارت عربی میں ہے اسی بزرگ کی یادگار ہے اکثر عارف اس کا
درس کرتے ہیں حضرت شیخ کی وفات ۷۲۸ھ میں ہوئی اور بغداد جدید میں مدفون ہوئے
حضرت خواجہ معین الدین حسن بخاری چشتی کی اصل سیستان سے ہے جس کو سیستان
بھی کہتے ہیں اور وہاں کے لوگوں کو بخاری یا سنگری بھی کہتے ہیں ۷۳۵ھ میں قصبہ
سنگری میں پیدا ہوئے پندرہ برس کی عمر میں آپ کے والد حسن نے انتقال فرمایا
اور وہ بڑے صاحب ریاضت اور قناعت تھے اپنے والد کے انتقال کے
بعد سمرقند اور بخارا گئے اور کسی قدر علوم رسمی دہان حاصل کیا اور وہاں سے
خراسان میں گئے اور وہاں نشوونما پایا اور قصبہ ہارون میں کہ نیشاپور کے اطراف
میں ہے حضرت عثمان ہارونی کی صحبت میں پہنچے اور بیعت کی اور بیس
برس تک انکی صحبت میں ریاضت شاقہ کی اور بہت سے بزرگوں کی مثل
نجم الدین کبریٰ اور حضرت غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی وغیرہم رحمۃ اللہ
علیہم کے زیارت کی اور مستفید ہوئے الغرض آپ اکابر و ن سے سلسلہ چشتیہ کے
ہیں دو واسطہ کی درمیانگی سے آپ کا سلسلہ خواجہ مودود چشتی سے جا ملتا ہے اور
آٹھ واسطے کی درمیانگی سے حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ سے جا ملتا ہے آپ
سلطان معز الدین غام سے جسکو شہاب الدین محمد غوری بھی کہتے ہیں پہلے
ہند میں آئے اور اجیر میں یہاں رہے پھر راتہا اقامت کی۔ لیکن اس
سے نہیں بنتی تھی یہاں تک کہ اسے پھر شہاب الدین محمد غوری سے لڑا اور
مارا گیا تب آپ نے اجیر میں عزلت اختیار کی خواجہ قطب الدین اوشی دہلوی
آپ کے خلفا سے ہیں اور خواجہ فرید الدین شکر گنج کہ جن کا مزار پنجاب

مین بہ۔ مرید خواجہ قطب الدین کے ہیں اور شیخ نظام الدین اولیا و جنکا مزار دہلی میں ہے
حضرت غوث الدین شکر گنج کے مرید ہیں حاصل کلام بہت سے اہل کمال حضرت خواجہ کے
زیر عاطفت میں ہوئے اور اکبر نامہ میں مذکور ہے کہ اکبر بادشاہ اپنی سلطنت کے
زمانہ میں آپ کی بزرگی کی شہرت شکر آپ کے مزار کی زیارت کے واسطے
کئی مرتبہ پیادہ یا اگر وہ سے اجیر گئے ہیں۔ اور وہاں عمارت عالی بنائی و تاریخ
آپ کی وفات کی چھٹی رجب روز شنبہ ۸۳۳ھ ہجری ہی اور بعد وفات کے
آپ کی پیشانی پر حبیب اللہ مات فی حب اللہ عطا نور لکھا ہوا دیکھا گیا یہاں پر آپ کے
تصرفات کا ذکر ترک کیا گیا لیکن کرامات آپ کے مزار سے اب تک ظاہر ہوتی ہیں۔

خواجہ قطب الدین بختیار اوشی بیٹے کمال الدین موسیٰ کے تھے ولی ماد زاد تھے
اوش میں کہ در میان اند جان کے واقع ہے پیدا ہوئے اور کسنی میں سینے
چودہ برس میں سفر اختیار کیا اور بغداد میں رجب کے مہینے میں ۸۲۲ھ ہجری میں
اللیث سمرقندی کی مسجد میں سامنے شیخ شہاب الدین سہروردی اور شیخ
ابو الدین کرمانی وغیرہ کے خواجہ معین الدین حسن شجر کے مرید ہوئے اور استفادہ
آٹھایا اور ہند میں ملتان پہونچ کر حضرت مخدوم بہار الدین زکریا کے پاس رہے اور
زمانہ میں سلطان شمس الدین التمش کے دہلی میں آکر اقامت کی اور کبھی کبھی شہر قاری
میں فرماتے چنانچہ آپ کے یہ اشعار ہیں۔

اے بگرد شمع رویت غامے پروانہ	وز لب شیرین تو شورست در ہر خانہ
من بچندین آشنا فی مخدوم خوان جگر	آشنا را حال انیست واسے بریگانہ
قطب مسکین زر گنا ہے میکند عیش کن	عجب نبود اگر گنا ہے میکند دیوانہ

حضرت خواجہ غوث نواز نے ہم اربع الاول کو ۸۳۳ھ میں انتقال فرمایا آپ کا مزار
دہلی میں ہے غام ہے زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ مابعد کے بادشاہوں نے اپنی

عین سعادت سمجھ کر گھیر دیا ہے اور قطب صاحب کو لاٹ مشہور ہے آپ کا انتقال اس
شعبہ حضرت احمد جام کے عین وجد میں ہوا کشتگان خیر تسلیم راہ ہر زمان از غیب
جائے دیگر سنت پڑ قاضی حمید الدین ناگوری آپ کے خلفائے تھے۔

حضرت شیخ محی الدین ابن عربی کی پیدائش سلاطین بصری میں تھی اصل میں آپ کے
والد اندلس (اسپین) کے تھے انکے والد حضرت غوث الثقلین شیخ عبد اللہ اور جیلانی
کے صحبت یافتہ تھے یہ بڑے عارف محقق اور صاحب تصانیف کثیرہ ہیں چنانچہ
ان کی فتوحات مکی اور فصوص الحکم اور تفسیر مشہور ہے انھوں نے مسئلہ ہجری
میں دمشق میں انتقال فرمایا۔

فصل تیسویں مستعصر باللہ

مستعصر باللہ ابن مستعصر اپنے باپ کے بند جانشین ہوئے یہ آخری بادشاہ
بغداد کے ہیں۔ یہ بڑے عالم اور محدث تھے انکو حدیث کی سند ابن النجار نے دہلی ایک
جماعت نے ان سے حدیث روایت کی دمیاطی نے چالیس حدیث کی تخریج ان سے
کی یہ کریم حکیم سلیم دیانت دار اور متبع سنت تھے مثل اپنے باپ دادا کے
بیدار مغز اور ہوشیار تھے مگر جب ابن علقمی کہ باطن میں رافضی تھا وزیر ہوا مسلمانوں پر
تباہی لایا ظاہرین خلیفہ کے ساتھ ہوا اور باطن میں تائاریون سے سازش رکھتا
تھا مسئلہ ہجری میں ایک آگ مدینہ منورہ میں ظاہر ہوئی اس آگ سے پہلے
ایک زلزلہ آیا۔ اسکے بعد آگ نکلی اسکا قعہ جذب القلوب الی دیار المحبوب غیرہ
میں مفصل لکھا ہے اس آگ کی خبر حدیثوں میں مذکور تھی پھر کو جلا دیں مگر مدینہ کے اندر قدم
نہ رکھا مسئلہ ۱۱۷۰ھ میں تائاریون نے جا بجا حملہ شروع کیا اور خلیفہ اور خلائق ابن علقمی کے فقرہ
میں فائل رہے یہاں تک کہ مسئلہ ہجری میں تائاریون بغداد میں ہوئے دو لاکھ تھے ہلاکو خان
چنگیز خان کا پوتا انکا افسر تھا خلیفہ کا لشکر کم زد گیا تھا اسلئے کہ ابن علقمی فریب دیکر کم کرانا

تھا اور جو تھا بھی اطراف میں بھیجا تھا اسلئے جو قلیل خاص میں تھا مقابلہ کو آیا اور شکست
اٹھایا دو مہینے تک مستعصم گھرے ہوئے رہے ابن علقمی نے کہا کہ میں صلح کر دیتا ہوں
اور مغلوں کے لشکر میں گیا اور واپس آکر کہا کہ ہلا کو آپ کا مشتاق ہے اور آپ کو
ملج بخشی کرے گا اور آپ کے بیٹے ابو بکر سے اپنی بیٹی کی شادی چاہتا ہے آپ خیم اور
ختم سے اکابر سلطنت کے ساتھ اسکی ملاقات کو چلیے اور ہلا کو سے کہہ رکھا تھا کہ میں انکو
مع اراکین دولت کے لئے آتا ہوں سب کو قتل کرنا اور بھگوانا وزیر کرنا اور کسی علوی کو
خلیفہ کر دینا مستعصم اس فقرے میں آگئے اور ہلا کو کے خیمہ میں گئے اسنے سبکی گرفتاری کا
حکم دیا اور سب کو قتل کیا بغداد کے سولہ لاکھ آدمی اس واقعہ میں شہید ہوئے اور عباسیوں
کی خلافت بغداد میں ختم ہوئی چنانچہ شاعرون نے مرثیے اس ماتم میں لکھے اور حضرت
سعدی کا مرثیہ اس بارہ میں بہان درج ہوتا ہے۔

آسمان راحی بود گر خون بگرید بر زمین	برزوال ملک مستعصم امیر المؤمنین
اے محمد گر قیامت سے برآری سرز خود	سربر آوردین قیامت رامیان خلق ہیں
خون فرزندان عم مصطفیٰ شد رنجتہ	ہم بران خاکیکہ سلطانان نہادندے جبین

بعد فتح بغداد کے تاتاری شام کی طرف بڑھے لیکن شام اسوقت دخل میں صاحب
مصر کے تھا جسکا نام ملک منصور تھا لیکن یہ منصور نہایت بچہ تھا اسکے وزیر سیف الدین
مصری نے سب اعیان کو جمع کیا اور شیخ الاسلام سے پوچھا کہ اس وقت کیا کرنا
چاہیئے انھوں نے کہا کہ سب کو چاہیئے کہ دشمن سے لڑیں جب بیت المال میں
کچھ نہ رہے رعایا سے لیکر لڑیں اس لیے سیف الدین بقب یہ ملک مظفر ہوئے
۶۵۶ھ اور ۶۵۷ھ میں کوئی خلیفہ نہ رہا اسی سنہ میں تاتاری فرات کے پار
ہو کر حلب میں پہونچے وہاں کی خلق کو ترغیب کر کے دمشق میں آئے۔

اہل مصر نے شام کی طرف توجہ کی تاتاریوں سے لڑنے کو چشمہ جالوت پر صف آرا

ہوے روز جمعہ ۵ ارمغان کو تاتاریوں نے شکست اٹھائی مسلمانوں نے فتح پائی تاتاری
بجساب مارے گئے انکا مال مسلمانوں کے ہاتھ آیا ملک مظفر نے دمشق کو اس فتح پائی
کی نہر بھیجی پھر خود دمشق میں آئے اسکے سردار بیرس نے تاتاریوں کا تعاقب
طلب تک کیا اور وہاں تک ان سے ملک خالی کرا لیا سلطان مظفر نے بیرس سے
فتح پائی پر وعدہ طلب دینے کا کیا تھا لیکن وعدے سے پھر گیا اسلئے ملک مظفر جب
مصر کو جانے لگا راہ میں بیرس نے اُسکو قتل کیا اور خود ملک طاہر کا لقب لیکر بادشاہ
ہو گیا پھر ملک طاہر کا لقب لیا سلسلہ عمری میں پھر کوئی خلیفہ نہوا بہان تک کہ مصر میں
خلافت ہو کر مستنصر سے بیعت کی گئی۔

اسی عہد میں حضرت شمس الدین تبریزیؒ نے انتقال فرمایا۔

حضرت شمس الدین تبریزی ابن خاوند خلاء الدین بڑے عارف کامل گذرے ہیں
اور یہ کیا نیون کی اولاد میں ہیں ان کے والد قلعہ الموت کے والی تھے اپنے
اجداد کے مذہب سے کنارہ کر کے دفر اور رسائے کو محدودن کے جلا یا اور اسلام
کے آثار ملاحظہ کے قلعوں میں ظاہر کیے اور حضرت شمس الدین کو واسطے سکھنے علم و
ادب کے پوشیدہ تبریزی کی طرف روانہ کیا انھوں نے وہاں عورتوں سے زبردوزی
بھی سیکھی تھی اور اسی سے زردوز کے لقب سے مشہور ہیں۔

جب حضرت شمس الدین علم ظاہر سے ماہر ہوئے مرید حضرت رکن الدین شمس کے ہوئے
اس بزرگ کا سلسلہ دو واسطوں کی درمیانی سے حضرت نجم الدین کبریٰ سے جالمتا
ہے ایک روز شیخ رکن الدین نے شمس الدین تبریزی سے کہا کہ تم کو چاہیے کہ ارض و دم
کی طرف جاؤ اور ایک سوختہ ہے اس میں آگ لگاؤ دو پیر کے اشارے سے روم کی طرف
گئے اور شہر قونیہ میں پہنچے دیکھا کہ مولانا جلال الدین اونٹ پر بیٹھے ہیں اور غلامان انکی
ہمراہی میں ساتھ ہیں اور مدرسے سے گھر کو جاتے ہیں حضرت شمس الدین بھی ہمراہی میں چلے

حضرت شمس الدین تبریزیؒ

اور ملاقات مولانا جلال الدین رومی سے ہوئی اسکے بعد مولانا ان کو ہمیشہ بلاتے اور ان کی صحبت کرتے اور تنہا ان کے ساتھ جنگل کو جاتے غلاموں نے اور مولانا کے مریدوں نے شور و غل کیا کہ ایک شخص ننگا مسلمانوں کے پیشوا کو بے راہ کیے ہے۔ اور یہ طعن ہمیشہ کیا کرتے یہاں تک کہ شمس تبریز مولانا سے چپکے تبریز کو آئے لیکن مولانا کو انکی فرقت کی طاقت نہ رہی اور تبریز سے واپس روم کو آئے گئے پھر مولانا کے مریدوں نے شور و غوغا مچایا پھر شمس تبریز کسی ضرورت سے شام کی طرف تشریف فرما ہوئے جب وہاں سے پھر روم میں واپس آئے اور مولانا کے ساتھ خلوت میں بیٹھے تھے کہ ایک شخص نے شمس تبریز کو دروازہ سے پکارا اسی وقت اُٹھے اور مولانا سے کہا کہ مجھ کو قتل کے واسطے بلاتے ہیں اسی وقت سات آدمیوں نے مشورہ کیا تھا اور کیننگاہ میں تھے ایک چھری کار فی شیخ کو ماری شیخ نے نعرہ کیا کہ وہ جماعت بیہوش ہو گئی ایک ان میں سے علاء الدین محمود مولانا کا بیٹا تھا مولانا نے اسکی نسبت فرمایا کہ انہ لیس من اہلک جب قاتلون کو ہوش آیا سوائے چند قطرات خون کے کچھ نہ دیکھا اور قاتلان بھی اسکے بدلے میں بلائے ناگمانی میں مبتلا ہو کر بہت جلد مر گئے اور علاء الدین محمود کو بھی ایک ایسی علت پیدا ہوئی کہ اسی زمانہ میں وفات کی اور مولانا اسکے جنازہ میں بھی شریک ہوئے اور بعض لکھتے ہیں کہ شیخ شمس تبریز کی قبر مولانا بہاء الدین ولد کی قبر کی بغل میں ہے لوگوں نے ان کی لاش کنوئین میں ڈالی تھی مولانا کے بیٹے سلطان ولد نے خواب میں دیکھا اور لاش نکلا کر دفن کی۔

فصل چوبیسویں خلفائے عباسیہ مصر کے بیان میں کہ نام کے

خلفائے مصر اور ودیرہ میں

اول خلیفہ مصر کا مستنصر باللہ ابن النشاہ بنی ہمدان قید تھا جب

تاتاریوں نے بغداد لے لیا ان کو رہا کر دیا یہ جاگ کر غرب عراق کو چلے گئے جب
بیسر کی سلطنت مصر میں ہوئی دس آدمیوں کے ہمراہ مصر میں آئے بیسر نے
مع قضاۃ اور امراء دولت کے استقبال کیا قاضی القضاۃ تاج الدین کے بدور
مستنصر نے اپنا نسب ثابت کیا اس وقت سب نے ان سے بیعت کی اور پھر
قاضی القضاۃ نے پھر شیخ عزیز الدین بن عبدالسلام نے پھر سب اکابر نے مستنصر کے
نام کا سکہ جاری کیا گیا خطبہ پڑھا لوگ خوش ہوئے جمعہ کے دن سیاہ لباس پہن کر
جامع قلعہ میں نماز پڑھی منبر پر چڑھ کر خطبہ پڑھا اس میں نبی عباس کی بزرگی بیان کی سلطان
اور اہل اسلام کے لئے دعا کی پھر سلطان کو خلعت دی حکومت کا فرمان بخشا اور حکومت
کھد یا سلطان بیسر نے خلیفہ کے لئے مگر بار اعتشام ضروری مصارف مٹا دیے
سو گھوڑے تیس خیر و من قطار اونٹ بہت سے غلام ایک آٹا ایک ایک خزانچی ایک
منشی وغیرہ دیئے پھر مستنصر نے ایلادو عراق کا کیا سلطان نے شایعت کی بہت سلمان
دیئے جب خلیفہ روانہ ہوئے بہت سے ملک انکے ہمراہ ہوئے صاحب موصول صاحب
نہر صاحب جزیرہ رادین حاکم حلب ملا اسنے اطاعت اختیار کی پھر خلیفہ نے حد شیعہ کو
لے کیا پھر بیت کو فتح کیا اس میں تاتاریوں کے لشکر سے مقابلہ ہوا بہت سلمان مارے
گئے خلیفہ کھو گئے ظاہر یہ ہے کہ شہید ہو گئے کسی نے کہا بچکر روپوش ہو گئے یہ واقعہ
سنتہ ہجری میں ہوا چھ ماہ سے کم خلافت کی۔

دوسرے خلیفہ حاکم بامر اللہ تھے

دوسرے خلیفہ مصر کے حاکم بامر اللہ تھے یہ مسترشد باللہ کی اولاد میں تھے
وقت واقعہ بغداد کے چھپ رہے تھے نکل کر چند روز نزدیک بنی قناجہ کے رہے جب
ملک مظفر دمشق کو آئے ان کو دھندھلکا لایا بیعت خلافت کی بہت سے امراء
عرب انکے ہمراہ کر دیئے حاکم نے عاتقہ حد شیعہ بیت۔ ایثار نے لیا

صفت تانار کو شکست دی سلسلہ عربین ملک طاہر نے انکو ہلا کر بروج کبیر قلعہ میں آمارا
 جامع قلعہ میں ان کے نام کا خطبہ پڑھا کچھ ادبہ چالیس برس خلافت کی امام
 عبدالحلیم ابن تیمیہ نے بھی ان سے بیعت کی خلیفہ نے اپنی طرف سے سلطان کو مختار کیا۔
 حاجی دعوت اخلافت لکھی گئی اسی سال بہت سے تانار مسلمان ہو کر امن کے طالب
 ہوئے ان کے لئے مدنی کپڑا مقرر کیا گیا سلسلہ ہجری میں تدریس حدیث دیباطی کے
 سپرد ہوئی اسی سال میں بڑا زلزلہ آیا سلسلہ ہجری میں سلطان اندلس نے فریخ بدر فتح
 پانی بتیس شہر مصر میں جو باغی سے نکل گئے تھے جیسے اشبیلہ مرسیہ وغیرہ واپس لائے
 اسی سال ہلاکو خان ہلاک ہوا اسکی جگہ اسکا بیٹا ابغا خان بیٹھا اسی سال سلطان
 نے اپنے بیٹے ملک سعید کو سلطان بنایا اسکی چار برس کی عمر تھی شاہانہ شوکت
 رکھتا تھا اسکی سواری قلعہ جبل کو لے گئے خود فرزند کے سامنے فاشیہ اٹھایا سب امرا
 پیادہ سواری کے ہمراہ تھے اسی سال چار دن مذہب کے قاضی مصر میں مقرر ہوئے
 سلسلہ ہجری میں سلطان نے نیومیہ و قلعہ (ڈنگولا) کے والی کو لکر قید کیا اور قلعہ
 والوں پر جزیہ مقرر کی سلسلہ ہجری میں حضرت عثمان کی خلافت میں حضرت
 عبد اللہ نے پہلے اسپر طر کیا تھا اور جب سے برابر حملہ ہوتے تھے لیکن پورا نہ فتح
 ہوا تھا اس سال پوری فتح اسپر ہوئی سلسلہ ہجری میں ملک طاہر نے دمشق میں
 انتقال کیا ملک سعید اٹھارہ برس کی عمر میں بجائے باپ کے بیٹھے سلسلہ ہجری میں
 ملک سعید آمار دیئے گئے کرک کی طرف سلطان بنا کر بھیجے گئے اسی سال وہ
 مر گئے مصر میں انکے بھائی سلامش کو سات برس کی عمر میں بجائے ملک سعید کے
 بٹھا دیا خطبہ مسکری جاری ہو گیا پھر جب میں سلامش کو بے لڑے بھڑے آمار دیا قلاوون سلطان
 ہو گیا لقب ملک منصور ہوا سلسلہ ہجری میں مصر میں بڑے اورے گرے سلسلہ
 میں تانار کا شکر شام پر آیا بڑی لڑائی ہوئی مسلمان غالب رہے سلسلہ ہجری میں

سلطان نے طرابلس لے لیا جو ہاتھ میں لٹا کر کے سندھ سے تھانہ سندھ میں قلاؤں میں
مرگیا ملک اشرف اُسکا بیٹا بجائے باپ کے بیٹھا قاضی بدرالدین بن جماعہ نے نماز
پڑھائی خطبہ پڑھا پھر خلیفہ نے دوسرا خطبہ پڑھا بغداد لے کر رغبت دلائی ۶۹۴ھ
ہجری میں قازان بن ارغون بن الغابن ہلاکو سلطان ہو گیا لوگ بہت خوش ہوئے
سارے لشکریں اسلام کا رواج پایا سندھ ہجری میں خلیفہ حاکم کا انتقال ہو گیا سب
اعیان واکابر پیادہ ہمراہ جنازہ کئے گئے۔

اسی عہد میں شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی نے ۶۹۴ھ ہجری میں اور بابا فرید شکر گنج
نے ۶۹۹ھ ہجری میں اور مولانا جلال الدین رومی نے ۶۹۲ھ ہجری میں اور خواجہ
نصیر الدین طوسی نے اسی سال میں اور شیخ فخر الدین عراقی نے ۶۹۸ھ ہجری میں اور
شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی نے ۶۹۹ھ ہجری میں انتقال فرمایا قاضی حمید الدین
ناگوری نے ۶۹۵ھ ہجری میں وفات کی۔

شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی بیٹے قطب الدین محمد بن کمال الدین قریشی کے
ہیں ۶۹۵ھ میں کوٹ کریم ملتان میں پیدا ہوئے اور کم سن ہی میں آپ کے والد نے
انتقال فرمایا تحصیل علم کے بعد سیاحی اختیار کی بغداد میں آئے اور مرید شیخ
شہاب الدین سہروردی کے ہوئے اور عرصہ قلیل میں مرتبہ خلافت پر
پہنچے بعد اسکے ملتان میں آئے کہتے ہیں حضرت شیخ بابا فرید شکر گنج سے نہایت
ربط تھا ایک مدت تک ایک ساتھ بسر کیا اور تاریخ ۷۰۰ھ صفر کو سو برس کی عمر میں وفات
پائی کہتے ہیں کہ قبل انتقال کے ایک بوڑھے شخص نورانی نے ایک خط مہر کیا ہوا آپ کے
بیٹے صدر الدین کو لا کر دیا انھوں نے اپنے والد کو دیا جب حضرت نے اُس
خط کو پڑھا انتقال فرمایا اور آپ کا مزار ملتان میں ہے اور شیخ صدر الدین نے بھی وہیں
سندھ میں انتقال فرمایا اور انکی جگہ رکھے بیٹے شیخ رکن الدین ابوالفتح جالشین ہوئے

حضرت بابا فرید شکر گنج بیٹے فیخ جلال الدین بن سلیمان کے بین اولاد سے
 فرخ شاد کابلی کے تھے کہ ان کو شاہ کابل کہتے تھے زمانے میں چنگیز خان کے
 انکے اجداد سے قاضی شعیب لاہور میں آئے تھے اور قصبہ قصور میں اقامت کی
 سلطان ٹپن نے انکے آئے کو بزرگ سمجھا اور احترام کیا اور شیخ فرید نے کہہ لو اس قاضی
 شعیب کے تھے ملتان میں اگر اچھوتوں میں جسکو پاک ٹپن کہتے ہیں اقامت کی اور
 علوم مشورہ میں ہند کے مشغول ہوئے یہاں تک کہ خواجہ قطب الدین اوشی سے
 ملاقات ہوئی اور علوم رسمی سے گذر کر تحصیل حقائق اور معارف میں مشغول ہوئے
 اور برابر آپ کی خدمت میں حاضر رہے اور صاحب کرامات اور تصرف ہوئے اور بعد
 وفات خواجہ قطب الدین کے خرقہ اور عصا ان کا آپ کو ملا اور گنج شکر کے لقب
 کی وجہ یہ کہتے ہیں کہ ایک سو اگر شکر دے لے جاتا تھا خواجہ فرید نے اس سے شکر
 طلب کیا اُس نے کہا شکر نہیں نک ہے جب سو اگر نے شکر کا بار آتا چاہا تو نک
 پایا نہایت شرمندہ ہوا پھر حضرت شیخ کے پاس آیا اور کاح کیا آپ نے فرمایا
 کہ اگر شکر تھا تو شکر ہوگا جا کر دیکھ کر تب اُس نے شکر پایا ناخانا محمد بیگ خان اکبر کے وزیر
 نے اس مضمون کو نظر میں لکھا ہے۔

کان نمک جہان شکر شیخ بھر دبر | آن کو شکر نمک کند ہار نمک شکر

آپ کی وفات ۵ محرم ۷۶۹ھ میں ہے حضرت کے ممتاز مریدوں میں آپ کے
 پیچھے شیخ علی احمد صابری جن کے خلیفہ شمس الدین ترک ہیں تھے اور حضرت
 سلطان نظام الدین اولیاء بدایونی بھی۔

حضرت مولانا جلال الدین محمد رومی۔ مولوی رومی کے لقب سے بھی
 مشہور ہیں آپ کی اصل بلخ ہے جب آپ کے والد مولانا بہار الدین ولد
 نے انتقال فرمایا۔

سلطان علاء الدین کی قیادت میں نے کہ آخری بادشاہ سلجوقیوں سے روم کا تھا۔ تمامی اکابر و
کو جمع کر کے مولانا جلال الدین رومی کو اپنے باپ کی جگہ بٹھلایا۔ اور بہار الدین کے
کے ایک مرید تھے سید برہان الدین ترمذی اُن سے استفادہ اٹھایا۔ مولانا
جلال الدین مرید اپنے والد کے تھے۔ اور بعضوں نے لکھا ہے کہ سید برہان الدین سے
بیعت کی اور نو برس اُنکی صحبت میں رہے جب انھوں نے انتقال کیا تو پانچ برس حضرت
شمس الدین تبریز سے صحبت رہی۔ اور جب اُنکی شہادت ہوئی تو مصلح الدین زرکوب
کی صحبت میں رہے اور اُنکے بعد حسام الدین قونی کے ساتھ عمر بسر کی یہاں تک کہ جوہنا
تھا ہوئے کسی میں حضرت شیخ فرید الدین عطار کی بھی صحبت پائی۔ مولانا کی ولادت ششم
ربیع الاول ۶۰۷ھ میں تھی۔ مولانا بڑے عارف اور محقق تھے اُنکی مشنوی مولوی روم
اسپر گواہی دیتی ہے اور اس سے دل و دماغ کی قوت معلوم ہوتی ہے۔ مولوی جامی فرماتے
ہیں سے مشنوی مولوی معنوی + ہست قرآن و زبان پہلوی + اور فرماتے ہیں۔

من جگرم وصف آن عالیجناب | نیست پیغمبر دے وارد کتاب

آپ کی وفات وقت غروب آفتاب پانچویں جلدی الثانی کو ہوئی۔ آپ کی جگہ آپ کے
بیٹے سلطان ولد جانشین ہوئے وہ بھی بڑے عارف تھے۔

خواجہ نصیر الدین طوسی طوس میں پیدا ہوئے۔ اور وہاں کسب کمالات کر کے طوسی
کے لقب سے مشہور ہوئے۔ وہ اپنے زمانہ میں بڑے عالم اور حکیم مشہور تھے جب وہ
انستہ برس کے تھے اُن کے باپ امام فخر الدین رازی نے انتقال فرمایا۔ اور
اسمعیلیہ کی وزارت بھی چند روز تک قلعہ الموت میں اُن کی زبردستی سے قبول
کی اور خلیفہ مستعصم کے زمانہ میں کچھ عرصہ تک قستان میں رہا۔ اور وہاں کے حاکم نے
اسپر ہرانی کی ماوراء خاجہ نے اطلاق ناصری اُسکے نام سے تالیف کی اور اسی دریاں
ایک عربی تصنیف مستعصم کے نام سے اُسکی تعریف میں لکھی۔ لیکن ابن علقمی وزیر کے ہاتھ

مین بڑا یہ ایراسکو ناگوار ہوا اسی قصیدہ کی پشت پر کچھ لکھ کر ناصر الدین کے پاس بھیجا کہ خواجہ کے
خلیفہ سے مراسلات شروع کیا ہے اسپر ناصر الدین نے خواجہ کو قید کیا یہاں تک کہ جب
ہلاکو خان جنگیز خان کے پوتے نے بغداد کو فتح کیا اور وہاں تک پہنچا۔ خواجہ کو رہا کر کے
اپنا وزیر بنایا مراغہ میں ہلاکو خان نے رصد بنوائی جیسی ہامون رشید نے بنوائی تھی حکما
اور اہل فلاسفہ اور حکماء کو وہاں جمع کیا۔ لیکن ہنوز انجام کو نہ پہنچا تھا کہ ہلاکو نے قضا کی اسکے
بیٹے ابقا خان نے اسکو جاری رکھا اور اسکے وقت میں یہ رصد انجام کو پہنچا خواجہ
نصیر الدین نے وصیت کی تھی کہ اسکو جو ار میں حضرات امام موسی کاظم کے دفن کریں چنانچہ انکے
ملکوں نے ایسا ہی جاہا تھا لیکن وہ جگہ خلیفہ نے اپنے واسطے رکھی تھی اسلئے خداوند دفن کیے گئے
شیخ فخر الدین عراقی ہمیشہ زادے حضرت شیخ شہاب الدین ہروردی کے ہمین
یہ خلیفہ شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی کے ہمین۔ اور مدد شاعر دین میں کہ طبقات صوفیہ سے
تھے شمار کیے جاتے ہیں۔ یہ بڑے عارف کامل تھے انکا انتقال اس شعر پر ہونے ہوا۔

چو خود کردند زان خوشن فاش	عراقی راجا بدنام کر و ند
---------------------------	--------------------------

انکی قبر دمشق میں ہے۔

شیخ العارف حضرت مصلح الدین سعدی شیرازی شیراز کے رہنے والے تھے انکے والد کا
نام عبد اللہ شیرازی تھا چونکہ انکا ظہور تائب سعدی کے دود میں تھا۔ اسی سبب سے
مخلص بننا سعدی کیا۔ فضل و کمال میں عدیم المثل تھے ایک سو دس برس دنیا میں رہے
اکثر بیچ سکون میں عیرے اور بیٹے ملکوں کو انھوں نے دیکھا۔ پیر بزرگوار اس بزرگوار کے
اتابک کے ملازمین میں تھے۔ علوم ظاہری انھوں نے شیخ شمس الدین ابوالفرج
بن جوزی سے مددہ نظامیہ میں بغداد کے تحصیل کیا اسکا اشارہ بوستان کے ساتویں
باب بارحون حکایت میں کیا ہے۔ یہ حضرت شہاب الدین ہروردی کے ہمین
ہروردی کے سفر میں انکا ساتھ ہوا ہے جیسا کہ اس شعر سے بوستان کے معلوم ہوتا ہے۔

حضرت نصیر الدین عراقی

حضرت مصلح الدین سعدی

مرا پیر و انا سے فرخ شہاب

دو انداز فرمود بر دے آب

ابنی تمامی عمر میں جو وہ مرتبہ بیت اللہ کی زیارت سے مشرف ہوئے پھر جنگ و جدال کے واسطے بیت المقدس اور روم کی طرف گئے اور ہندوستان میں جو وارد ہوئے تو سومات کا بخانہ دیکھنے گئے چنانچہ اسکا ذکر اٹھویں باب کی آخر حکایت میں مذکور ہے آخر عمر میں ایک مکان گوشہ نشینی کے واسطے بنایا کہ شہر کے باہر تھا اور بعضوں کا قول ہے کہ انا بک نے بنوادیا غرض اس میں بیٹھ رہے۔ اور باہر لکھنا چھوڑ دیا۔ بادشاہ اور امیر و فقہ انکی زیارت کو جاتے اور لذت کھانے انکے واسطے لاتے شیخ قدرے تناول فرماتے اور باقی سکیون اور محتاجوں کو بانٹ دیتے اس پر بھی جو بیچ جاتا اور منیل میں رکھ کر صومعہ کے نابدان کے باہر شیراز کے لکڑیاؤں کے واسطے لکھا دیتے چنانچہ جو انکے مکان کے نیچے سے گذرتے تو اس طعام لطیف کو کھاتے۔ لطف یہ ہے کہ شیخ باوجود کشف و کمال کے لطائف ظرائف میں بھی بمثل تھے۔ ہمیشہ صاحبان فضل و بلاغت سے ارتباط رکھتے تھے گلستان اور بوستان انکے فضل و بلاغت پر وال ہے۔ بعد از ان فارس اور شیراز میں بڑے بڑے شاعر اور فاضل ہوئے لیکن انکے سخن کے مرتبے کو نہ پہنچے اور وہ رتبہ کسی کو نہ ملا لیکن ہند میں امیر خسرو دہلوی بادشاہ سخن اور سلطان شاعران اس ملک کا انکا ہم عصر تھا۔ اسکی زبان دانی کے شیخ بھی قائل تھے۔ اور اسکے کلام پر دل سے مائل تھے چنانچہ سلطان محمد بن سلطان غیاث الدین تغلق نے جب حضرت سعدی کو شیراز سے طلب کیا تب انھوں نے اپنی پیری کا غدر کیا۔ اور لکھ بھیا کہ خسرو دہلوی۔ اس فن میں کامل ہے اسکو غنیمت سمجھو اور عزیز رکھو۔ چنانچہ شیخ کے کہنے پر محمد شاہ نے ان کی قدر کی۔ اور سعدی نے یہ بھی جواب دیا کہ اسکو مفتنات سے جاننا اور میں کتاب مصنفہ حاضر گلستان بوستان سمجھتا ہوں۔ اس سے آشنائی فائدہ ہوگا جتنا کہ میری ملاقات سے ہوگا۔ یہ حضرت ایسے فصیح تھے کہ انکو ایک عالم جانتا ہے میرے کہنے کی کچھ حاجت نہیں۔

انھوں نے سلسلہ ہجری میں وفات فرمائی۔

ناصر الدین قاضی بیضا صاحب تفسیر نے بھی اسی سال انتقال فرمایا۔ ان کے ہم عصر مولانا امامی ہر وہی خواجہ مجد الدین شہر سے تھے۔

قاضی حمید الدین ناکوری زمانے میں سلطان غیاث الدین بلبن اور سلطان معز الدین کی قیادت کے تھے۔ انکا مزار خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے پائین میں ہے۔ اور جو کتبہ اُنکے لوح مزار پر لکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ۵۱۵ھ میں سلطان جلال الدین فیروز خلجی کی سلطنت میں مرے۔ یہ بڑے عارف اور عالم با کمال تھے۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے مرید تھے۔

تیسرے خلیفہ مصر کے استکفی بادشاہین حاکم بامر اللہ

استکفی بادشاہین حاکم بامر اللہ شہ جہری میں خلیفہ ہوئے۔ بلا و مصریہ میں اور شامیہ میں انکا خطبہ پڑھا گیا۔ سارے اقطار اور ممالک اسلامیہ میں اسکی خوشخبری پہنچی۔ شہ جہری میں تاتاریوں نے شام پر چڑھائی کی۔ خلیفہ سے لڑائی ہوئی۔ مسلمان کامیاب ہوئے۔ تاتاریوں کو شکست ہوئی۔ بہت سے مارے گئے اور باقی بھاگے۔

اسی سال مصر و شام میں ایک زلزلہ عظیم آیا۔ جس سے بہت لوگ گھروں میں دب کر مر گئے۔ شہ جہری میں امیر سیرس نے کسود الدین حاسنی کو شیخ الحدیث ابو الجحیان کو شیخ النجوم مدرسہ میں مقرر کیا۔ شہ جہری میں ایک قاصدوں نے آپ کو معزول کیا۔ آپ کی جگہ سیرس جانشین سلطان ہوئے۔ خلیفہ نے اسکو سیاح و خلعت دی۔ علمائے

نمشا۔ حاکم امیر شام کر دیا۔ اسی سال میں وزیر نے لشکر کی کراہل ذمہ سفید عامر بن محمد سات لاکھ دینار سیر سال دیا کریں۔ علاوہ خراج سابق کے شیخ الاسلام تقی الدین ابن قیمہ نے اسکو نمونے دیا۔ نہایت کوشش اسکے ابطال میں کی۔ اسی سال میں

جو بندہ بادشاہ تاتار نے اپنے ملک میں رخصت قابو کیا۔ منع کیا کہ سوائے حضرات علی و حسین و حسن علیہم السلام کے کسی کا ذکر خطبہ میں نہ ہو یہ بات چل نکلی۔ یہاں تک کہ ۱۶۱۶ء میں وہ مر گیا۔ اس کا بیٹا ابوسعید اسکی جگہ ہوا۔ وہ دہشتی تھا۔ اُسے پھر بدستور خطبہ میں انصاف اربعہ کا نام جاری کیا۔ یہ تاتاری بادشاہوں میں بہت بہتر تھا۔ ۱۶۲۶ء میں مر گیا۔ پھر کوئی تاتاریوں سے نہ اٹھا۔ پھر کسی نے تاتاری بادشاہوں میں رخصت قبول کی۔ ۱۶۳۶ء میں نیل کی طغیانی سے اکثر شہر ڈوب گئے۔ ۱۶۳۸ء ہجری میں پھر میل نے سارے تین ماہ تک خلیان کیا۔ ۱۶۳۸ء میں مستوف مسجد الحرام اور ابواب بنائے گئے۔ ۱۶۳۳ء میں سلطان نے حکم دیا کہ ہندو نہ چلے۔ تیر نہ بکے۔ منجین میشین کوئی نہ کریں۔ اسی سال کعبہ کا دروازہ آنوس کا بنوایا۔ جسر چاندی کے پتھر تھے۔ ۱۶۳۶ء میں درمیان خلیفہ اور سلطان کے کسی امر پر ناخوشی ہوئی۔ سلطان نے خلیفہ کو مع اہل و عیال قید کر کے قوص میں بھیج دیا۔ قریب ایک سو شخص کے ہمراہ تھے کچھ وظیفہ مقرر کر دیا۔ یہاں تک کہ ۱۶۳۸ء میں وہ بمقام قوص مر گئے۔ اسی عہد میں مولانا قطب الدین علامہ نے کہ بڑے عالم اور شاگرد خواجہ نصیر الدین طوسی کے تھے۔ ۱۶۳۸ء میں۔ اور خواجہ ہمام الدین تبریزی نے کہ بڑے عالم اور شاگرد خواجہ نصیر الدین کے تھے۔ ۱۶۳۸ء میں اور سید حسین غزنوی نے کہ بڑے عارف تھے۔ ۱۶۳۸ء میں اور شیخ شرف الاولیاء ابو علی قلندر نے ۱۶۳۸ء میں اور حضرت سلطان نظام الدین اولیا بدایونی نے ۱۶۳۵ء میں اور امیر خسرو دہلوی نے ۱۶۳۵ء میں اور حضرت شیخ سید صفی الدین اردبیلی نے ۱۶۳۵ء میں اور شیخ علاء الدین سنائی نے ۱۶۳۶ء ہجری میں اور شیخ اوجہ الدین صفہانی نے کہ شاگرد اوجہ الدین کرمانی کے اور عمدہ شاعر تھے۔ ۱۶۳۸ء میں انتقال فرمایا۔

مولانا قطب الدین علامہ بڑے عالم اور صاحب کمال تھے خواجہ نصیر الدین۔ طوسی سے کسب کمالات کا کیا۔ اور ہلاکو خان کے زمانہ سے سلطان محمد خدابندہ کے زمانہ تک

زندہ رہے۔ انکی تصانیف سے محدثہ شاہی علم ہیئت میں اور شرح کلیات قانون اور شرح منقول اعلوم اور قطبی علم منطق میں ہے۔ انکے درمیان میں اور حضرت سعدی کے درمیان میں ہمیشہ طبیعت ہوتی تھی۔ چنانچہ مولانا اور حضرت سعدی ایک روز ایک مسجد کے ملاحظہ کو گئے جسکو انامک نے بنوایا تھا۔ اور بادشاہ بھی ساتھ تھا بعد نماز کے کچھ مٹی بادشاہ کے رخسارے میں لگی تھی۔ اس پر مولانا نے کہا یا لیتنی کنت ترا یا۔ یعنی کاش میں مٹی ہوتا۔ بادشاہ نے کہا کہ مولانا نے کیا فرمایا اس پر حضرت سعدی نے کہا کہ بقول الکافری لیتنی کنت ترا یا۔ مولانا کی وفات، ارغمان کو ششہ مرین ہوئی۔ خواجہ ہمام الدین تبریزی۔ بڑے فاضل خوش طبع اور صاحب جام تھے شاگردوں کے خواجہ نصیر الدین طوسی کے تھے اور مولانا قطب الدین علامہ اور شیخ سعدی رحمہ اللہ کے قرابت داروں سے تھے۔ ایک روز حسن اتفاق سے حضرت سعدی ایک حمام میں تھے۔ خواجہ ہمام الدین اپنی عزت و جلال کے ساتھ وہاں پہنچے۔ خواجہ نے پوچھا کہ تمہارا مکان کہاں ہے کہا خاک پاک شیراز۔ پوچھا کہ کوئی کلام ہمام کا شیراز تک پہنچا ہے حضرت سعدی نے یہ شعر مقطع کا پڑھا۔

در میان من و دلدار حجاب ست ہمام | وقت آنست کہ آنمزمیان برخیزد

اور اسوقت ایسا تھا کہ ایک خوبصورت جوان خواجہ ہمام سے گفتگو کرتا تھا اور اس کے درمیان میں اور سعدی کے درمیان میں خواجہ ہمام مائل تھے۔ اس حاضریہ الی بر خواجہ ہمام کو شک ہوا کہ شاید یہ سعدی ہے اور کہا کہ تمہارا نام شاید سعدی ہے فرمایا کہ ہاں حضرت سعدی سے خواجہ ہمام نے معذرت چاہی اور اپنے مکان پر ساقی لے گئے اور بڑے تکلف سے دعوت کی۔ اور خوب صحبت رہی خواجہ کی وفات ششہ مرین ہوئی۔

حضرت شرف الادب شیخ بوعلی قلندر بانی تہی اپنے وقت میں بڑے کامل اور عارف تھے اور بہت سی کرامتیں انکی مشہور ہیں۔ اصل انکی عراق ہے لیکن چونکہ ان کا کشور کار

پانی پت میں ہوا۔ اسلئے پانی پتی کے لقب سے مشہور ہیں اپنی ایک تصنیف میں انھوں نے لکھا ہے کہ مجھ کو زیارت شمس تبریز اور مولانا سے روم کی ہوئی۔ اور انکی صحبت میں رہا کرتے ہیں کہ ہمیشہ مجھ کو بانہ شہر کے گرد پھرتے۔ اور آخر میں یہ حال ہوا کہ ہمیشہ مستغرق رہتے اور بات نہ کرتے۔ کہتے ہیں کہ سلطان علاء الدین خلجی دہلی کا بادشاہ آپکا مرید تھا۔ ایک مرتبہ چاہا کہ کسی کو آپ کے پاس روانہ کرے کسی کو اسکی طاقت نہ تھی آخر میں امیر خسرو دہلوی کو تجویز کیا۔ امیر خسرو دہلوی نے اپنے پیر شیخ نظام الدین سے اس بارہ میں اجازت چاہی حضرت شیخ نے کچھ تامل کے بعد اجازت دی اور کہا کہ جو بات شیخ دہلی سے استوا سکودل و جان سے قبول کرو آپ پر گز اخلاص نہ کرنا جب امیر خسرو پانی پت میں پہنچے تادمون نے آپ کے واسطے اجازت چاہی فرمایا ہوں جب امیر خسرو سامنے پہنچے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ خسرو۔ ہیرے۔ امیر خسرو نے ٹوپی زمین پر رکھی اور کہا کہ اس عاجز کو ایسا ہی کہتے ہیں۔ فرمایا کہ اپنا کلام سنا۔ امیر خسرو نے یہ غزل سنائی۔

اے کہ کوئی بھیج شکل چون فراق یار نیست	اگر امید وصل باشد بخمان دشوار نیست
چند گویندم برود نار بند اے بت پرست	برتن خسرو کد امی رگ کہ آن ز نار نیست

شیخ نے ان شعرون کو مسکر فرمایا کہ خوب کہتے ہو اور اپنے رہو گے اور اپنے جادے اور اس فقیر سے بھی سنو۔

وہیم خسروان بر مالعل استراست	خسرو کے کہ حلقہ تجرید بر سر است
گفتم ز ظلم و عقل بملک و گر شوم	لکھم ز ظلم و عقل چو دیدم فزون تر است
سرخ آرزو سے نہفتم بقات عشق	کو عارے کہ منظر او عرش اکبر است
درس شرف نمود ز الواح ابجدی	لوح جمال دوست مراد را بد پر است

امیر خسرو اس غزل کو سنکر بہت روئے حضرت شیخ نے ہندی میں فرمایا کہ کچھ نہ سمجھتے ہو۔ امیر خسرو نے فرمایا کہ اسی پر زوئے ہیں کہ کچھ نہیں سمجھتے حضرت شیخ نے یہ جواب سنکر

نوشی ظاہر کی اور بہت کچھ نعمت اور بزرگی بخشی اور بعد میں سدر کے امیر خسرو کو رخصت
جائے کی رومی اور حضرت سلطان نظام الدین کے لئے اور سلطان علاء الدین خلجی کے لئے
یادگار بھیجی اور بادشاہ کو لکھا کہ علامہ خلجی مقرر جانے کے بندگان کے ساتھ نیک زندگی
بسر کرے جب یہ تحریر بادشاہ کے پاس پہنچی بعض نادانوں نے کہا کہ یہ تحریر خلیفہ وقت
کی شان میں درست نہ ہوئی۔ بادشاہ نے کہا کہ اے نادان ہمیں بڑا احسان کیا کہ
تو جاگلی دہلی کی ہمیشہ حال رکھی حضرت سلطان شیخ نظام الدین نے یہ رباعی شیخ
یوسف قلندر کے پاس لکھی اور جو جواب بخون نے لکھا وہ بھی درج ہے۔ رباعی۔

کہ راست کند صورت مودی وزنی	کہ بشکند او جامہ جان رازی
کس نیست کہ استاد فقار امیر	اڈے بار خداجہ حکمت و حیات فنی

جواب

شرط است کہ با امر خدا دم نہ زنی	ابن نوع کہ گفتی نہ تو مودی نہ زنی
بگل راجہ مجال است کہ پر سد ز کمال	ز بر چہ سازی و چہ می شکنی

حضرت شیخ بوعلی کاسن ایک سو سے زیادہ تھا اور لوہن رمضان کو انتقال فرمایا۔
حضرت شیخ نظام الدین اولیا۔ بڑے بزرگوں سے ہندوستان کے ہیں۔ آپ کو
اہل ہند سلطان الشاہجہ کہتے ہیں۔ آپ کا نسب بارہ واسطوں کی درمیانی سے حضرت
امام علی موسیٰ رضا سے ملتا ہے۔ آپ کی پیدائش بدایون میں ہوئی۔ آپ کی بارہ برس کی عمر تھی کہ
آپ کے والد احمد قاسم نے وفات فرمائی اور آپ کے دل میں محبت شیخ فرید گنج شکر
کی پیدا ہوئی۔ اور اگرچہ آپ بابا فرید کے پچھلے مریدوں سے ہیں لیکن اور سب مریدوں سے
علم اور فضل میں زیادہ تھے۔ اور توقیت رکھتے تھے کہ میں کہ سلطان علاء الدین خلجی آپ کا
بہت معتقد تھا اور اسکے دیئے خضر خان اور شادی خان آپ کے مرید تھے۔ بھون نے
تجا کی کہ آپ کے واسطے بڑا گنبد تیار کریں اور چند گنبد اور چھوٹے چھوٹے اسکے گرد ہیں لیکن

حضرت شیخ نظام الدین اولیا۔

آپ نے قبول نہ فرمایا۔ انھوں نے ودعائرتین تیار کیں لیکن اپنے انتقال کے وقت وصیت فرمائی کہ اس مین نہ دفن کریں چنانچہ اسی لئے بعد وفات کے اس گنبد کے دروازے پر دفن کیا اور گنبد کو مسجد جامع مین داخل کر لیا کہ ہنوز موجود ہے لکھتے ہیں کہ بعد وفات سلطان علاء الدین خلجی کے اسکے بیٹا مبارک شاہ خلجی تخت نشین ہوا۔ اُسے حضرت شیخ کا مرجوعہ و یکجہر حسہ کیا اور حکمنامہ آپ کے نام جاری کیا کہ آپ شہر سے باہر جاویں۔ آپ نے سامان کوح کیا۔ اسی درمیان مین اسکو در و شکم سخت پیدا ہوا اور بڑھتا گیا یہاں تک کہ قریب مرے گئے تھے۔ لوگوں نے کہا کہ حضرت شیخ سے جو بے ادبی کی ہے اُسی کا سبب ہے۔ لوگ آپ کے پاس سفارش کے لئے آئے اور کہا کہ معاف فرمائیے اور تشریف رکھیے یورصحت کی دعا فرمائیے۔ آپ نے کہا کہ بیماری اور شفا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اس مین اس بندہ ناکارہ کو کیا دخل ہے آخر شمس کی مان کو اضطراب ہوا اور خود آپہونچی۔ اور بہت الحاح کیا تب آپ نے فرمایا کہ اگر ایک فرمان دہلی کی حکومت کا میرے نام مع قارورہ لاؤ تو تم دعا اور دعا مین کوشاں ہوں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ جب قارورہ اور فرمان آیا۔ آپ نے فرمان کو قارورہ مین ڈالا اور کہا کہ مجھکو حکومت سے کیا واسطہ مین ایک ادنیٰ فقیر ہوں۔ اور اسکی صحت کیلئے دعا کی چنانچہ مبارک شاہ نے صحت پائی۔

آپ کے زمانہ مین قاضی ضیاء الدین شہر کے قاضی تھے۔ انھوں نے ایک فتویٰ آپکی تکفیر پر تیار کیا۔ اور علمائے دستخط کرا کے آپ کے پاس بھیجا۔ آپ نے اسکو دیکھ کر اسکی پشت پر یہ قلم لکھا۔ قطعہ

ضیاء بے ضیاء اگر کا فرم خواند

چراغ کذب را نبود فردے

مسلمان خوانمش بہر مکافات

دروغے را چہ آید جز دروغے

ایک شخص نے ایک وثیقہ کئی ہزار کا لکھو دیا۔ حضرت شیخ سے التجا کی۔ آپ نے ایک دم دیا کہ اسکا حلو لا کر با افرید کا قانعہ دے۔ چنانچہ حلو افرید کر لایا۔ دکاندار نے حلو کاغذ مین

پیسٹ کر دیا۔ غور سے دیکھا تو وہی کاغذ مطلوبہ تھا۔ ابتدا میں حضرت شیخ کو معاش کی تنگی بہت تھی باوجود کسب کمال کے کسی کو التفات نہ تھا۔ ایک روز ایک فقیر آیا۔ آپ نے اپنا تمام فروخت کر کے کھانا پکوا دیا۔ اور اُسکی دعوت کی۔ اُس نے کھانے کا برتن توڑ ڈالا اور کہا کہ تمہارے افلاس کو توڑتا ہوں چنانچہ اُسی روز سے آپ کی ترقی ہوئی۔ آپ کی وفات ۱۸۔ ربیع الاول کو ہوئی تھی۔

خسرو شاعران امیر خسرو مدہومی بڑے شاعر و نثر دان تھے۔ آپ کے والد امیر سیف الدین قبیلہ لاجپن کے امرا سے ہیں کہ نواحی مین بلج کے تھے۔ بسبب آفت زمانہ کے ہندوستان میں آئے۔ پٹنالیہ میں مقیم ہوئے اور امیر خسرو اور دو اور بھائی اُنکے وہیں پیدا ہوئے۔ چار برس کا سن امیر خسرو کا تھا کہ امیر لاجپن سلطان ناصر الدین کی ملاقات کو واپس گئے اور وہیں انتقال کیا۔

امیر خسرو نے اپنی بعض تصانیف میں خود لکھا ہے کہ ہمارے باپ سیف شمس نوریشانی تیج آفتاب تھے اور صف شکنی کے واسطے مشہور تھے۔ اور اُنکی وفات میں فرمایا۔

سیف از سرم برفت و دل من دو نیم شد | اور یا سے من روان شد و در شیم شد

میں اسوقت ہفت سالہ تھا میرے نانا نے میری تعلیم میں کوشش کی۔ اور اپنی ناغوش شفقت میں پروردہ کیا۔ اگلا سن ایک سو تیرہ برس کا ہوا۔

الغرض جب امیر خسرو بالغ ہوئے ارادہ شیخ المشائخ نظام الدین اولیاء کی صحبت کا کیا۔ اور اُنکے مرید ہوئے۔ حضرت شیخ نے یہ رباعی امیر خسرو کی بہ نسبت فرمائی۔

خسرو کہ بہ نظم و نثر متلشن کم خاست	ملکیت ملک سخن این خسرو راست
ابن خسرو راست خسرو ناصر نیست	زیرا کہ خدا سے ناصر خسرو راست

جسوقت حضرت شیخ المشائخ نے رباعی فرمائی تھی ناصر الدین خسرو بادشاہ تھا۔

نقل ہے کہ امیر خسرو حضرت شیخ المشائخ کے اشارہ سے خواجہ غفر کی صحبت تک

سپوئے اور آب دہن کی التجا کی خضر نے فرمایا کہ اسکو نظامی گجوی اور شیخ سعدی نے لے لیا۔ ناچار مایوس ہو کر حضرت شیخ المشائخ کی خدمت میں واپس آئے اور صورت حال عرض کی حضرت شیخ المشائخ نے اپنا العاب دہن دیا۔ اور اس کے فائدے اور برکات ظاہر ہوئے کہ تنائوے کتاب تصنیف کی سامیر خسرو۔ ابتدا میں شاہزادہ محمد کے مصاحب تھے۔ بعد وفات اُس کے اُس کے باپ غیاث الدین بلبن کے مقرب ہوئے اور محمد تغلق کی ابتداء سے سلطنت تک زندہ رہے۔ اور شروع سے اخیر تک بادشاہوں کے ساتھ بسر کی۔ اور سات بادشاہوں کو دیکھا۔ اول سلطان ناصر الدین محمود بن تمش دوم غیاث الدین بلبن سوم سلطان ناصر الدین کی قیادت میں سلطان جلال الدین فیروز خلجی پنجم سلطان علاء الدین خلجی ششم قطب الدین مبارک شاہ اور بعد اُس کے سلطان ناصر الدین خسرو و ستم سلطان غیاث الدین محمد تغلق۔ کہ امیر خسرو کو بڑے تکلف سے لکھنؤ کی طرف لے گیا جتان چچے میں حضرت سلطان المشائخ کا انتقال ہوا جب واپس آکر یہ حال سنا حمایت صدمہ ہوا اور مزار کے سامنے لوٹے تھے۔ یہاں تک کہ چچے مینے بعد شیخ المشائخ کے آپ کا بھی انتقال ہوا۔ اور حضرت شیخ کے پائین میں مدفون ہیں۔ آپ کی عمر شریف ۸۱ ہوتی حسن دہلوی شاعر اور عارف جنھوں نے کتاب فوائد القواد۔ حضرت سلطان المشائخ کے احوال میں لکھی ہے اور اُن کے خلیفہ تھے ہمعصر تھے۔

حضرت شیخ صفی الدین امدیلی ابن سید جبریل جن کی اولاد میں بادشاہان صفویہ ملک ایران کے ہوئے حضرت موسیٰ کاظم کی اولاد سے تھے۔ اور اکیسویں پشت میں تھے۔ آپ مرید شیخ زاہد گیلانی مشہور دی کے تھے۔ اور شیخ زاہد نے اپنی بیٹی سے نکاح کر دیا تھا اور برافق ارشاد شیخ زاہد کے قصبہ اردبیل میں کہ آذربائیجان میں بے قیام کیا اور مسند ارشاد پڑھتے۔ اور ساکنان طریقت کو تعلیم دیتے۔ یہاں تک کہ ازوجہ ۷۲۵ھ میں عالم جادوئی کی طرف سفر کیا۔ انکی جگہ اُس کے اچھے شیخ صدر الدین موسیٰ کے

نیرۃ شیخ زاہد کے بچے ہانشین ہوئے۔ اور اکثر بادشاہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور تبرک چاہا۔ اور شاہ قاسم انوار آپ کے مرید دن سے تھے جب انھوں نے انتقال فرمایا تو ان کے بڑے بیٹے خواجہ علی ہانشین ہوئے اور آخر عمر میں سفر حج اختیار کیا اور راہ میں وفات پائی اُن کے بعد اُن کے بیٹے ابراہیم ہانشین ہوئے۔ اور طائفہ صوفیہ سے ہوئے۔ انھوں نے اپنے بعد سلطان جنید کو اپنا قائم مقام کیا تھا۔ اُن کا ذکر شاہ اسماعیل صفوی کے تحت میں لکھا جائے گا۔

شیخ علاء الدین سمنانی طبقات صوفیہ سے تھے۔ دو واسطہ کی درمیانی تھے ان کا سلسلہ ابو علی لالا سے جا ملتا ہے۔ جن کا ذکر اوپر ہو چکا کہ سلسلہ بکریہ میں تھے انھوں نے علوم صوفیہ کو زندہ کیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ بعد جنید بغدادی کے ایسا شخص نہوا۔ بڑے محقق تھے۔ آپ کے چچا شرف الدین سمنانی بادشاہی مقرب تھے اور یہ بھی ابتدا شباب میں ارغون خان کی صحبت میں مشغول رہتے۔ ایک عرصہ دراز تک ریاضت اور مجاہدہ میں بسر کی اور تواضع اور انصاف شیخ کا اس مرتبہ کو پہنچا تھا کہ ایک مرتبہ مولانا نظام الدین بروہی نے اُن کی تکفیر لکھی کہ تم کافر ہو۔ آپ بہت روئے اور فرمایا کہ اے نفس شریر سے میں جھکومتا تھا کہ تو کافر ہے لیکن تو نے نہیں مانا۔ اب تجھ کو یقین ہوا کہ تو کافر ہے کہ مسلمانوں کے امام نے تجھ کو کافر لکھا۔ اور اور یہ رباعی جواب میں لکھی ہے۔

ان سے بہت مرا کہ غیر خطائی نیست	وز فضل بدش بیج پریشانی نیست
ایمانش ہزار بار تلقین کردم	این کافر را بہر سلطانی نیست

شیخ کی عمر وفات کے وقت شریبرس کی غمی۔
چوتھا خلیفہ عباسیہ مہر کا رائق بادشاہ بن ستمک بن حاکم بامر اللہ تھا۔
حاکم نے اپنے عہد میں اپنے پوتے رائق بادشاہ کو اچھا بھلا دیکھا مگر نہ نکلا۔
اور

اوباش اور کمینوں کی صحبت میں رہتے سلطان مصر نے انکو خلیفہ کیا پھر مرتے وقت
نادم ہو کر انکو معزول کر دیا۔ پھر خطبہ میں صرف نام سلطان ہی کا باقی رہا۔ اسم خلافت کا اٹھ گیا
لیکن انکے بیٹے کو انکا ولیعہد کیا۔ موافق وصیت سلطان کے مسئلہ حکو۔

پانچواں خلیفہ عباسیہ مصر کا حاکم بامر اللہ احمد بن المستکفی تھا۔

۳۸۲ھ ہجری میں حاکم بامر اللہ احمد کو خلیفہ بنایا۔ یہ نیک سیرت تھے اپنے اجداد کے اپنے تھے۔
رسومات کو تازہ کیا۔ اپنے گھر انے کو جمع کیا۔ منبروں پر ان کا نام خطبوں میں پڑھا گیا۔ یہ شخص
اہل حدیث سے تھا ۳۸۳ھ میں طاعون سے انتقال ہوا۔

اسی عہد میں حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی نے ۳۸۳ھ میں وفات فرمائی۔ یہ ممتاز
خلیفہ حضرت شیخ المشائخ نظام الدین اولیا ہدایونی کے تھے یہ نو برس کی عمر میں یتیم ہوئے
ان کی والدہ نے تعلیم میں بڑی کوشش کی بہان تک کہ بڑے صاحب کمال ہوئے
چالیس برس کی عمر میں سلطان المشائخ کی خدمت میں پہنچے اور اپنی خدمات سے انکے
دل میں جگہ کی یہاں تک کہ آپ نے اپنا خلیفہ کیا اور انکے جانشین دہلی میں ہوئے یہ بڑے
صاحب تقویٰ تھے کبھی سماع تک نہ سنا۔ اور بڑی کرامتیں ان سے ظاہر ہوئیں بادشاہ
انکا معتقد تھا بڑی عالیشان عمارت انکے واسطے بنوائی۔ انکے خلیفہ حضرت سید محمد گیسو دراز
ہیں۔ پیر کے حکم سے دکن میں گئے اور ننگ آباد میں انکا مزار یا رنگاہ ہو۔

چھٹا خلیفہ مصر کا معتضد باللہ ہے

معتضد باللہ اپنے بھائی کے بعد خلیفہ ہوا۔ یہ نہایت عزیز متواضع اور محب علم تھے
انھوں نے ۳۸۳ھ میں انتقال کیا ۳۸۴ھ میں بقیع طرابلس لغیسہ نام ایک عورت مٹی جسکے
تین نکاح ہوئے تھے۔ آخرش رقبہ رقبہ اس میں مرد کی علامت ظاہر ہوئی اور مرد ہو گئی۔ اسی کے عہد میں

حضرت امام یانعی نے کہ مکہ کے قلعہ کھلاتے تھے اور بڑے عارف اور عالم تھے ۴۵۷ھ ہجری میں انتقال فرمایا۔ شاہ نعمت اللہ دلی آپ کے مریدوں میں تھے۔ ۴۵۸ھ ہجری میں حضرت انخی سرانج نے کہ مرید بابا فرید کے اور خلیفہ حضرت سلطان الملاح نظام الدین اولیا کے تھے انتقال فرمایا۔ ان کے بڑے خلیفہ حضرت علاء الحق ابن سعد بنگالی پنڈوی تھے حضرت انخی سرانج موافق حکم حضرت نظام الدین اولیا کے پنڈوہ گئے اور علاء الحق سے ملاقات کی اور ان سے بڑی بحث رہی تاکہ میں انخی سرانج کے معتقد ہوئے اور بیعت کی۔

ساتواں خلیفہ مصر کا متوکل علی اللہ تھا

متوکل معتز کے بیٹے تھے۔ ۴۶۳ھ ہجری میں اپنے باپ کی جگہ خلیفہ ہونے سینا لیس برس کا زمانہ رہا۔ انکی اولاد بہت تھی۔ تنوچے ہوئے بہت سے لڑکے اور کیاں چھوڑ کر مرے ۴۶۸ھ ہجری میں سادات کے لئے عمامہ بنے تجویر ہوا۔ اسی سال تیمور لنگ صاحبقران نے زندہ پکڑا۔ پھر ۴۷۵ھ ہجری میں بمقابلہ سلطان کے بخاری شریف پڑھی گئی۔ ۴۷۶ھ ہجری میں ایک امام بمقام حلب نماز پڑھاتے تھے ایک شخص نے ان سے جھگڑا کیا۔ انھوں نے نماز ترک نہ کی۔ جب سلام پھیرا عابث کا منہ سوز کا سا ہو گیا وہ بھاگ کر ایک کھوہ میں گھس گیا۔ لوگوں کو نہایت تعجب ہوا۔ ۴۷۸ھ ہجری میں جب برقوق۔ لقب بہ ظاہر مصر کی سلطنت پر بیٹھا۔ یہ پہلا بادشاہ قوم چراکہ کا ہے۔ اسے ۴۷۹ھ ہجری میں خلیفہ متوکل کو معزول کر کے قلعہ جبل میں قید کیا۔ محمد بن ابراہیم بن تمسک کو خلیفہ بنایا۔

لیکن ۴۸۰ھ ہجری میں وہ مر گیا۔ لوگوں نے بہت کہا کہ متوکل کو پھر خلیفہ کر دو۔ نہ مانا نہ کر یا۔ برادر محمد کو خلیفہ کیا۔ مستعصر باللہ کا لقب دیا۔ ۴۸۱ھ ہجری تک دو خلیفہ رہے پھر برقوق نے نام ہو کر متوکل کو مجلس سے نکالا۔ اور خلیفہ کیا۔ ذکر کیا کہ معزول کیا۔ اسی سال برقوق بھی معزول ہو کر کرک میں قید کیا گیا۔ پھر ۴۸۲ھ ہجری میں برقوق کو قید سے نکال کر سلطان بنالیا۔

بہا شک کہ سلسلہ میں مرگیا۔ اسکی جگہ اسکا بیٹا فرخ نام بیٹھا۔ ملقب بہ ناصر ہوا سلسلہ میں خلیفہ متوکل مرگیا۔

اسی کے عہد میں حضرت مخدوم الملک شرف الدین احمد بن یحییٰ منیری البہاری نے ۷۲۷ھ میں اور اسی سال ان کے ممتاز خلیفہ مولانا مظفر بلخی نے کہ حج کی راہ میں تھے عدن میں انتقال فرمایا۔ اسی عہد میں مخدوم احمد چرم پوش بہاری سہروردی نے بھی وفات فرمائی اور میر سید علی ہمدانی نے سلسلہ ہجری میں اور شیخ جلال مشہور مخدوم جہانیاں جہان گشت نے سلسلہ ہجری میں اور اسی سال شعبان الحق بیابانی نے اور حضرت خواجہ بہاد الدین نقشبند نے سلسلہ ہجری میں اور اسی سال حافظ شیراز نے بھی اور ملا سعد الدین تفتازانی نے کہ بڑے عالم متبحر تھے سلسلہ ہجری میں اور سلسلہ ہجری میں حضرت علاء الحق ہمدانی نے اور شیخ کمال خجندی نے سلسلہ ہجری میں اور سلسلہ ہجری میں حضرت سید اشرف جہانگیر اور شیخ نور قطب پنڈوی نے انتقال فرمایا۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

حضرت میر سید علی ہمدانی حضرت امام زین العابدینؑ کی اولاد میں حضرت امام موصوف کے آٹھ بیٹے تھے ایک کا نام عبدالرحمن تھا۔ میر سید علی ہمدانی انھیں کی اولاد میں۔ حضرت سید علی موصوف حضرت محمود کے مرید ہیں اور وہ حضرت علاء الدولہ سمنانی کے مرید طریقہ کبرویہ میں ہیں۔ یہ بڑے عارف کامل اور صاحب تصرف تھے ان کا مزار خٹلان میں ہے۔ ان کی خانقاہ کشمیر میں ہے اور یہاں ان کی اولاد بھی بہت ہے۔ حضرت مخدوم الملک شرف الدین احمد بہاری بیٹے حضرت مخدوم یحییٰ منیری کے ہیں۔ اور نوک سے حضرت سید شہاب الدین پیر جگت عظیم آبادی کے ہیں۔ آپ کے آبا۔ اور اجداد پشت پالشت سے مکرم کامل امام وقت ہوتے آئے ہیں۔ آپ کا خاندان اس صوبہ بہار میں اظہر من الشمس ہے۔ اور کوئی شریف خاندان اس اٹراف میں نہیں ہے کہ جسکو توسل اس خاندان سے نہو اس خاندان کا شجرہ درج ذیل ہے۔ آپ کے والد حضرت مخدوم یحییٰ منیری اور آپ کے

جد فاس حضرت شہاب الدین خلفائے عظام سے حضرت شیخ اشیرخ شہاب الدین بہرہ رومی کے تھے۔ اور بہنوڑ آپ نے حالت طالب علمی سے فراغت حاصل نہ کی تھی کہ ان دنوں بزرگوں نے وفات فرمائی۔ اسلئے آپ کو بعد فراغت اور تحصیل علم ظاہر کے پیر کی تلاش ہوئی۔ آپ نے علم ظاہر بھی بڑے عالم مستند سے حاصل کیا تھا جنکا نام مولانا شرف الدین توامہ تھا۔ آپکا نسب دو واسطہ کی درمیانگی سے حضرت امام تلج فقیہ سے جالمتا ہے۔ یعنی حضرت مخدوم یحییٰ منیری بیٹے حضرت اسرائیل کے اور وہ بیٹے حضرت امام تاج فقیہ مکی کے ہیں حضرت امام موصوف کا نسب آٹھ پشت کی درمیانگی سے زبیر بن عبدالمطلب جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جالمتا ہے۔ اور انکے اوپر حضرت ابو ذر ابن زبیر صحابی ابن عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک جتنے بزرگان گذرے وہ سب امام وقت اور فقہائے کھلائے۔ اور ابو ذر حضرت خبان اور امیر معاویہ کے دور خلافت میں قاضی و مشق کے تھے۔ اور حضرت امام محمد تاج فقیہ سلطان شہاب الدین محمد غوری کے ہم عصر تھے اور اسی زمانہ میں موافق رویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مع چند مجاہدین ہندوستان میں آئے۔ اور اسوقت منیکاراجہ کہ صوبہ بہار کا مالک تھا مسلمانوں سے لڑنے کو امداد تھا اس سے آپ لڑے اور اسکے تمام لشکر کو شکست دیکر خود اسکو مار ڈالا اور اسکی مجلس اربعہ اقامت کی۔ انکی بعض اولاد اب تک اس جگہ بر قابض ہیں۔ امام محمد تاج فقیہ۔ اپنی اولاد بیان جھوڑ کر کہہ کر وہیں گئے۔ اور وہیں انتقال فرمایا۔ آپ کے تین بیٹے ہند میں رہے محمد اسرائیل محمد شہاب عییل اور عبد الغزیز۔ اور ان تینوں بزرگوں کا مزار منیر میں ہے۔

حضرت شرف الدین احمد بہاری کے نانا حضرت شہاب الدین بہرہ رومی جگہ موت۔ رادات حسینی سے ہیں اور کاشغر کے شاہزادے تھے۔ آپکی نسل آپکی آل سے اس صوبہ بہار میں قائم ہے چنانچہ حضرت عبد الغزیز کے بیٹے حضرت سلیمان لنگر میں کا کوئی بھی آپ کے خویش تھے۔ اور مخدوم عطا اللہ ساکن کجائوان آپ کے نواسے ہیں۔ اور بی بی کمال کا کوئی

احوال حضرت امام محمد تاج فقیہ

ایک نواسی ہیں۔ اور بقیہ حالات اس خاندان کے شجرہ مندرجہ سے واضح ہونگے۔

انقرض حضرت مخدوم الملک شرف الدین احمد نے پیر کی جستجو میں سفر کرنا چاہا لیکن قبل کے کہ آپ سفر اختیار کریں ایک ایسا عارضہ آپ کو لاحق ہوا کہ جس سے اطلبانے عقد نکاح کا مشورہ دیا اور آپ کو عقد کرنا پڑا۔ اور ایک صاحبزادے بھی جنکا نام ذکی الدین تھا متولد ہوئے لیکن اسپر بھی جب آپ کو جذبہ عشق حقیقی غالب آیا اپنے بی بی سے فرمایا کہ مجھ کو مردہ سمجھو! وراسے لڑکے پر تمکو اختیار ہے۔ اور خود روانہ ہوئے۔ سہیلی میں پہونچے۔ زمانہ حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیا کا تھا۔ انکی زیارت کی کچھ تعمرات بھی آپ نے دیکھے لیکن دل ملتفت نہوا حضرت سلطان المشائخ نے اپنے یاروں سے فرمایا کہ شرف الدین بہاری شاہبازی آپ سے شیخ بوعلی قلندر کی بھی زیارت کی۔ لیکن انکو مغلوب کیفیت پایا جس سے یاروں کی تعلیم دشوار تھی۔ اسلئے حضرت نجیب الدین فردوسی کی زیارت کو گئے۔ وہاں پہونچے ہی آپ کے دل پر عجب غالب آیا۔ اور حضرت نجیب الدین فردوسی کے انتقال کا وقت قریب تھا انھوں نے فرمایا کہ ہم تمھارے منتظر بہت عرصہ سے تھے۔ آپ کی بیعت لی۔ اور کچھ تحریر دی۔ اور روضہ کیا۔ اور کہا کہ اب تمھاری تعلیم خاص فیضان اویسی سے رسالت پناہی کے ہوگی! اور اگر کوئی واقعہ سنا تو واپس نہ آنا۔ چونکہ ہی آپ کچھ راہ طے کر چکے تھے سنا کہ شیخ نجیب الدین فردوسی نے انتقال فرمایا۔ حضرت نجیب الدین فردوسی کا سلسلہ تین واسطہ کی درمیانی سے حضرت نجم الدین کبریٰ سے جا ملتا ہے۔ فردوس دہلی کا ایک محلہ تھا جہاں حضرت نجیب الدین فردوسی رہتے تھے۔ لیکن آپ حسب وصیت واپس نہ آئے اور پورب کی راہ لی۔ جب بہیہ میں پہونچے کہ جنگستان تھا۔ جذبہ عشق غالب آیا اور اسی جنگل میں بارہ برس رہ گئے پھر وہاں سے راجگیر کے جنگل میں پہونچے جو بہار سے چھ کوس پر ہے۔ ایک شیخ مولانا۔ نظام الدین لے کر شیخ المشائخ نظام الدین اولیا کے یاروں سے تھے جب سنا کہ حضرت شرف الدین بہاری کبھی کبھی راجگیر میں دکھائی دیتے ہیں۔ آپ کی ملاقات کو گئے۔

اور ملاقات سے نہایت خوش ہوئے۔ پھر اکثر جانے لگے۔ تب حضرت مخدوم شرف الدین احمد لے فرمایا کہ کیون آپ لوگ تکلیف کر کے اس پر خطر جگر میں آتے ہیں میں خود جمعہ کی نماز میں حاضر ہوا کرونگا۔ چنانچہ آپ ہر جمعہ کو آتے۔ اور وعظ فرماتے تب لوگوں نے آپ کی محبت کے حصول کے واسطے ایک دو چہر متصل مسجد کے بنایا جہاں پر اب آپ کا خانقاہ ہے۔ اور رفتہ رفتہ آپ اس میں مقیم ہوئے۔ اور آخر شریف ضیفی جنگل کے جانے سے مانع ہوئی۔ بہت لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ دس ہزار سے تجاوز کر گئے خود صوبہ کا ناظم آپ کا مرید تھا۔ اُسے بادشاہی فرمان کئی لاکھ خراج مواضعات کا آپ کی خانقاہ کے خرچ کیواسطے حاصل کیا۔ لیکن اُسکی طرف آپ کو مطلق التقات نہوا۔ بلکہ اکثر فرماتے کہ مولانا نظام الدین نے مجھ کو بخانہ میں بٹھلایا ہے۔

ایک مرتبہ علمائے دہلی نے آپ کی درویشی پر حسد کر کے آپ کی شکایت سلطان وقت فیروز شاہ سے کی اُسے فرمان آپ کی حاضری کا جاری کیا۔ اور فیروز شاہ مخدوم جہانیاں جہان گشت کا مرید تھا۔ چاہتا تھا کہ ان سے ملاقات کرے لیکن ملاقات نہ ہوتی تھی۔ بعد عرصہ کے جب ملاقات ہوئی۔ تو سبب نہیں ملاقات کرنے کا پوچھا اُنھوں نے فرمایا کہ میں خلوت میں مکتوبات حضرت شرف الدین بہاری کا دیکھتا تھا کہ وہ نہایت برگزیدہ ہیں اس سبب سے فیروز شاہ نے دوسرا فرمان آپ کی عدم حاضری کے واسطے بھیجا۔ لیکن جب پہلا فرمان پہونچا تب ہی آپ نے کہہ دیا تھا کہ برادر مخدوم جہانیاں جہان گشت کی سفارش سے دوسرا فرمان میری عدم حاضری کا آتا ہے۔ ایک مرتبہ ایک منزر رافضی کو آپ کے اغراض کو دیکھ کر حسد ہوا اور اُسے ایک فاحشہ عورت حاملہ کو آبادہ کیا کہ آپ کو تہمت زنا کی دیوے۔ چنانچہ یہ مقدمہ قاضی کے اجلاس میں پیش ہوا قاضی نے آپ کو طلب کیا۔ آپ اجلاس میں حاضر ہوئے اور آپ کے یا ان بھی حاضر تھے۔ جب قاضی نے آپ سے پوچھا کہ یہ فعل آپ کا ہے آپ بنو زچہ تھے کہ آپ کے ایک ممتاز یا مولانا مظفر بلخی نے فرمایا کہ اسے بچے تو اپنی مان کے

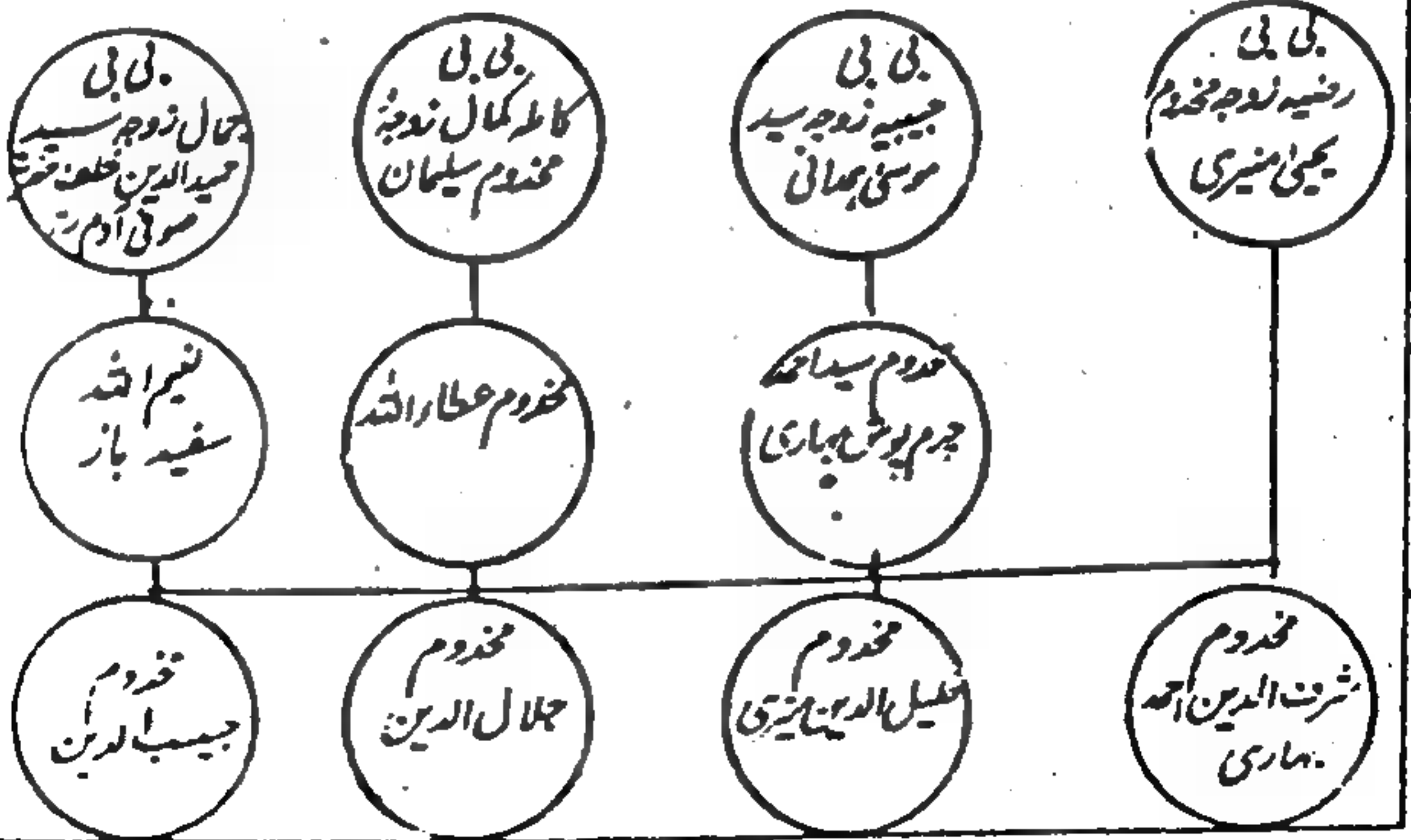
پیٹ سے کیوں نہیں برتا کہ کس کا فعل ہے۔ اس کے پیٹ سے آوانائی کہ اسی مودی رافضی کا فعل ہے۔ ماضی صاحب کو استعجاب ہوا اور مقدمہ خارج کر کے آپ کے مقدمہ ہوئے۔ واضح رہے کہ مولانا مظفر حضرت مخدوم احمد چرم پوش کے بھتیجے تھے۔ اور بلخ کے بادشاہوں سے تھے۔ اور سادات کرام سے ہیں۔

آپ کے تعارفات بہت ہیں لیکن تعارفات دکھانے کا شوق نہ تھا بلکہ اس سے نفرت تھی اور ظاہر ہوتا ہی خواستہ تھا۔ آپ کے ممتاز خلیفوں میں حضرت مولانا مظفر بلخی۔ مولانا افضل الدین اور مولانا نظام الدین تھے۔ مولانا مظفر قطب عدن کا انتقال عدن میں اپنی زندگی میں ہوا۔ ان کے ممتاز خلیفوں میں ان کے بھتیجے مخدوم حسین نوشتہ توحید تھے کہ بعد میں مخدوم شرف الدین احمد کی صحبت میں بھی رہے اور بعد انتقال آپ کے آپ ہی بجادہ نشین ہوئے۔ آپ کی ایک نقل مشہور ہے کہ ایک شخص نے حضرت مخدوم شرف الدین احمد کبلی سے توحید کے معنی پوچھے۔ آپ نے فرمایا کہ حسین سے پوچھو اور اس وقت یہ گھوڑے پر سوار بان کھائے تھے بان کی پیک گھوڑے کے منہ سے گری اور کہا یہی توحید ہے جب مخدوم شرف الدین احمد نے سنا فرمایا کہ حسین نوشتہ توحید ہی ایسے ایک نوشتہ توحید کہتے ہیں۔ حضرت حسین نوشتہ توحید آخر میں حضرت مخدوم الملک شرف الدین احمد سے کتاب عوارف المعارف کہ تصنیف سے حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین بہروردی کی ہی پڑھا کرتے تھے۔ لیکن ہنوز وہ کتاب تمام نہ ہوئی تھی کہ حضرت مخدوم شرف الدین احمد کی عمر آخر ہوئی اور اس کا افسوس نوشتہ توحید کو ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ تم اس کتاب کو جوں پور جا کر بلخ الدین مار سے ختم کر لینا۔ وہ ہنوز پہنچے نہیں ہیں لیکن آویٹے چنانچہ جب وہ آئے اور ان کی شہرت ہوئی آپ نے اس کتاب کو ان سے ختم کیا۔ ان کی جگہ ان کے بیٹے حضرت مخدوم حسن کہ ان کے خلیفوں میں تھے جانشین ہوئے اور آپ بیعت مخدوم شیبے کی۔ مخدوم شعیب حضرت مخدوم الملک شرف الدین احمد کے بی عم اور صحبت یافتہ تھے۔ لیکن اتفاق بیعت کا نہ ہوا تھا۔ مجاہد دین کہیں باہر تھے۔

بعد وفات مخدوم الملک کے تشریف لائے۔ انحضرت مخدوم الملک شرف الدین احمد بہاری نے ۵۔ شوال روز پنجشنبہ کو انتقال فرمایا۔ اور بہار میں مدفون ہیں۔ انکی درگاہ زیارت گاہ خاص و عام ہے قبل انتقال کے حضرت مخدوم الملک نے فرمایا تھا کہ میری نماز ایک سید چڑھاویگا۔ جسکا نام شرف ہے اور یہ چند چیزیں آنکو دینا اور کہنا کہ حضرت علامہ الرحمن بنگالی کے پاس جاوین اور اسے سیت کرین چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ انکی عمر قریب ایک سو برس کے ہوئی۔ آپکے حالات کو حضرت مخدوم شعیب نے جسکا مزار شیخ پورہ میں ہے ایک کتاب میں جسکا نام منقلب الاصفیاء فراہم کیا ہے۔ بہت مبسوط ہے اس مختصر میں کہاں گنجائش ہے حضرت مخدوم الملک کی یادگار آپ کا مکتوبات صدی و سبست و بہشت خوان بر نعمت و غیرہ ہے جس سے آپکی لیاقت ظاہری اور باطنی کی بے غایتی معلوم ہوتی ہے۔

آپکی سجادگی عرصہ تک بلخیزان میں رہی جب ان میں کسے لائق نہ رہے آپکی بیٹی کی آل میں سجادگی آئی۔

حضرت مخدوم سید شہاب الدین
پیر جگوت عظیم آبادی کہ کاشغر کے شہزادے تھے



بانی

حضرت امام محمد تاج فقیہ مکی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت اسرائیل

حضرت اسماعیل

حضرت
محمد و عبد العزیز

مخدوم احمد
بھٹی میٹری ۲۱

عزاد شرف الدین
احمد بہاری

خليل الدين

جلال الدین

عصبة الدين

پہلی کمان لگی

مخدوم عطاء اللہ
درکرانوان

حضرت محمدؐ میں لکھی
زمین کا گوی

حضرت جلال مسیریؒ

مخدوم شعیب ساکن

شہنشاہ

حضرت
تاج الدین

حضرت عبدالملک

حضرت
مولانا عبد الغنی

حضرت
عبدالوہاب

حضرت مخدوم
میراجی نوابادی

حضرت مخدوم
غوث شاہ

حضرت
عقیم اللہ

حضرت دیوان
جالدین محمد

تَغِيَاثُ اللَّهِ

من نور الله

زیتون و آجودانی

عزت
شهرهای

الحق

عبدالحق

محمد یعقوب

محمد و احمد شاه منظر



حضرت محمد سیّد

حضرت
مولانا محمد قاسم

شاہ غفور الحق

شاہ منظر الحق

حافظ
حسام الدين

نظام الدین

صغير الحق

ॐ

○

سید محمد اکبر

محمد افضل مرحوم

حضرت مخدوم احمد - جرم پوش بڑے عارف کامل تھے۔ آپ حضرت مخدوم الملک -
 شرف الدین احمد کے ہم عصر اور بہار ہی میں ہموطن تھے۔ ایک واقعہ حضرت مخدوم الملک کے
 حالات میں ہے کہ ایک شخص چند بکھیر کو مار کر ایک طرف میں چھپا کر آپ کے پاس لایا۔
 اور کہا کہ شیخ کو زندہ کر لے اور مارنے کی طاقت ہوتی ہے یا نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں۔
 اُس نے کہا آپ شیخ بن اسکو زندہ فرمائیے آپ نے فرمایا مجھ تا چیز میں یہ طاقت کمان برادر
 احمد جرم پوش کے پاس جاؤ۔ چنانچہ وہ وہاں گیا۔ اور ویسا ہی کہا۔ آپ نے اشارہ
 کیا اور وہ بکھیر زندہ ہو گئیں۔ تب اُس نے کہا کہ مردہ کرنے کا بھی تماشا دکھائیے آپ نے
 غصہ سے کہا کہ جاراہ میں دیکھے گا۔ چنانچہ راہ میں اُسکو ایک بیل نے مارا اور وہ مر گیا۔
 جب حضرت مخدوم الملک کو یہ حال معلوم ہوا آپ اُس کی نماز میں شریک ہوئے۔
 اور حضرت احمد جرم پوش بھی بے سنگر شریک ہوئے۔ یہ بزرگ سہروردیہ ہیں اور چار
 واسطے کی درمیانی سے آپ کا سلسلہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی سے
 جاملتا ہے۔ آپ کی وفات سنہ ۷۰۰ میں ہوئی مخدوم لکھنؤ تاریخ وفات ہے۔ یہ بھی
 حضرت شہاب الدین پیر جگوت کے نواسے ہیں۔

شیخ جلال مشہور بہ مخدوم جہانیاں جہان گشت حضرت بہار الدین زکریا ملتانی کے
 پوتے حضرت رکن الدین کے مرید ہیں۔ یہ سید ہیں۔ آپ کے جد سید جلال الدین غازی
 تھے۔ اُن کے تین بیٹے تینوں کامل تھے۔ سید احمد کبیر۔ سید بہار الدین۔ اور سید محمد۔
 مخدوم جہانیاں جہان گشت۔ سید احمد کبیر کے بیٹے تھے بڑے عارف
 کامل گذرے ہیں۔ فیروز شاہ خلجی کو حضرت مخدوم جہانیاں سے عقیدت تھی۔
 اسی آپ کے پاس جانا جاتا تھا۔ جب آپ کو معلوم ہوا۔ آپ نے بادشاہ کو لکھا کہ میرا
 قصد عرصہ سے دہلی کے مشائخ کی زیارت کلبہ خصوصاً حضرت نصیر الدین چریغ
 دہلی کی میں بہت جلد آتا ہوں۔ اور بادشاہ ہرگز یہاں آنے کا قصد نہ کرے چنانچہ آپ

دہلی میں پہنچے اور حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی سے استفادہ اٹھایا۔ اور بادشاہ بھی آپ کی زیارت کو آیا اور نورانی روشن چہرہ آپ کا دیکھ کر مرید ہوا۔ آپ نے تمام دنیا کی سیر کی تھی اسلئے آپ کو جہان گشت کہتے ہیں اور سات مرتبہ حج اکبر ادا کیا اور مکہ کے خلیفہ سے قدم رسول مانگا اور دہلی میں لائے اور بادشاہ نے کئی منزل استقبال کیا اور سر پر لایا۔ لیکن جب بادشاہ کا بیٹا فتح خان کہ جسکو نہایت عزیز رکھتا تھا مر گیا۔ اسکی قبر پر نصب کر کے اُسپر ایک بڑا روضہ بنایا۔ کہ آج تک دہلی میں موجود ہے اور دوازدہم کو وہاں میلہ اور ہجوم خلایق کا ہوتا ہے۔ اور اُس عمارت کو درگاہ قدم شریف کہتے ہیں۔ حاصل کلام انتقال مخدوم جہانیاں کا دہم ذیحہ ۸۵۰ ہجری میں ہوا اور قصبہ اوج متان میں کہ اُسکو اجہ بھی کہتے ہیں مدفون ہیں۔

حضرت شیخ شعبان الحق بیابانی ایک درویش صاحب کمال خاندان میں سید محمد بھکر کے ہیں۔ موضع جھوسی خاص میں کہ مقابل قلعہ آلہ آباد کے اُس پار ہے رہتے تھے اور گوشہ اختیار کیا تھا۔ وہیں ۸۵۰ ہجری میں وفات فرمائی اور مدفون ہیں اور اُنکا مزار خلایق کی زیارت گاہ ہے۔ وفات کی تاریخ قطب گنج العرش کے لفظ میں پائی ہے۔ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند سادات حنیفہ سے تھے قبل آپ کی پیدائش کے ایک بزرگ نے جنکا نام محمد بابا ساسی تھا۔ آپکی ولادت کی خبر دی تھی۔ اور آپکی ولادت کی جگہ ہو چکر کہتے تھے کہ جھکرا ایک مرد کی خلقت کی بو آتی ہے کہ وہ امام طریقت اور پیشواے شریعت ہوگا۔ اور آپکی پیدائش کے تین روز بعد پھر محمد بابا نے خبر دی کہ وہ لڑکا پیدا ہوا۔ جب آپ کے جدا مجد کو یہ حال معلوم ہوا کہ ایک درویش ایسی خوشخبری آپکی بہ نسبت رشتا ہے۔ آپ بہت خوش ہوئے اور آپکو اُنکے پاس گود میں لے گئے محمد بابا دیکھ کر نہایت بشاش ہوئے اور اُنسے فرمایا کہ یہ وہی لڑکا ہے جسکی خوشخبری میں نے تم لوگوں کو دی تھی۔ اور کہا کہ میں نے لڑکے کو اپنی فرزند ی میں لیا۔ اور یہ میرا

خواجہ بہاء الدین

قلبی فرزند ہوگا۔ اور اپنے خلیفہ امیر کلال سے کہا کہ اسکی تعلیم میں دریغ نہ کرنا اور انھوں نے فرمایا کہ اگر اس میں ہم دریغ کریں تو مرد نہیں۔ اسلئے جب آپ کو شعور ہوا اور محمد بابا ساسی کا انتقال ہوا آپ نے خواجہ امیر کلال سے بیعت کی لیکن حقیقت میں آپ کو اویسیت یعنی روحی فیض خواجہ عبدالخالق سے ہو چکا۔ اور وہ خواجہ ابو یوسف ہمدانی کے خلیفہ تھے انکا ذکر مختصر اوپر ہو چکا ہے۔ خواجہ عبدالخالق کے خلیفہ خواجہ عارف زلوگرمی اور انکے خلیفہ خواجہ محمود فتویٰ تھے اور انکے خلیفہ خواجہ علی رامیتنی تھے جنکا قول تھا کہ اگر خواجہ عبدالخالق کے مریدوں سے منصور صلاح کے وقت میں کوئی ہوتا تو منصور سونے پر پڑھایا جاتا خواجہ علی رامیتنی کے خلیفہ محمد بابا ساسی تھے۔

الغرض خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہ نے اپنے روحی فیض کا حال یاد دہانہ سننے یوں فرمایا۔ کہ ایک روز ابتدا تعلیم میں شوق کو دلولہ ہوا۔ اور پنجارا کے مزارات کی طرف چلا دیکھا تو ایک مقبرے میں چرخ گردش رہے اور اس میں تیل اور بتی پوری تھی لیکن دھما جلتا ہے۔ انھیں مزاروان میں سے ایک مزار کے سامنے کہ سب سے نیچے تھا۔ بیٹھا ٹھہر کچھ طرف تھا اور سامنے دیوار تھی۔ ناگہان جھکوا گھنی آبی اور دیکھا کہ اس دیوار میں دروازہ ہو گیا۔ اور اس دروازے سے ایک بزرگ تخت پر بیٹھے نکل آئے۔ اور سر جاذر انکے تخت سے سرحد تک پہنچی تھی۔ اور اس تخت کے گرد ایک جماعت تھی کہ جنکا چہرہ نورانی تھا۔ اور وہ ابدالوان سے تھے لیکن ان میں سے ایک کو میں نے پہچانا کہ محمد بابا بہین۔ انھیں جماعت میں سے ایک شخص میرے پاس آیا۔ اور اسنے کہا کہ یہ دروازہ لوگ جمع ہیں انکے اندر عبدالخالق ہیں جو تخت پر بیٹھے ہیں۔ اور یہ لوگ جو گرد ہیں انکے خلفا ہیں۔ اور ہر ایک کو بتایا کہ فلاں خواجہ عارف خواجہ احمد صمدی اور فلاں خواجہ محمود اور خواجہ علی رامیتنی ہیں اور جب محمد بابا کے پاس میں پہنچا تو کہا کہ یہی تمھارے

شیخ بن جنہون نے تمکو لکین میں ٹوٹی دی تھی۔ اور ان سے تمکو برکت پہونچی ہے پھر انھوں نے
کہا کہ اگر کوئی بلا بھی زمین پر آدے تو اللہ نے تمکو وہ قابلیت دی ہے کہ اس سے وہ بلا دفع
ہو جائیگی پھر تم سے کہا کہ جو فرماتے ہیں اسکو سنو۔ اس جماعت سے ہے اجازت چاہی کہ ہم
سلام کریں اور بیدار سے مشرف ہوں۔ پر وہ اٹھا دیا گیا۔ میں نے اس جہرہ نورانی کو عبد الخالق
کے دیکھا اور مہوش ہو گیا لیکن ہوش میں آکر نہایت تحسیر سے سلام کیا۔ اور جو کچھ انھوں نے فرمایا
دل سے سنا جو کچھ کہ سلوک سے استدعا میں یاد دہان میں یا انتہا میں علاقہ رکھتا ہے وہ
جنت مجھے فرمایا جب تلقین سے فراغت کی تو کہا کہ اس چراغ کو دیکھتے ہو اس سے تمکو یہ اشارہ
ہے کہ تم میں قابلیت ہے اس قابلیت کو ضائع نہ کرو یعنی قابلیت تمہاری مثل قتیلہ کے ہے
جب اسکو حرکت دو گے تو روشنی تیز ہوگی۔ اور احکام شریعت کو واجب جانو اور اتباع سنت کو
لازم۔ اور بدعت سے احتراز کرو۔ آثار صحابہ اور احادیث پر مداومت کرنا چاہیے اور آل کرام
کی خصلت اور صحابہ عظام کی روش اختیار کرنا۔ پھر فرمایا کہ تم امیر کلال کے پاس حاضر
ہو کہ وہ ابناں سے میں چنانچہ دوسرے روز جب امیر کلال کی خدمت میں پہونچے انھوں
نے بڑی خاطر داری کی اور ذکر خفی اور اثبات کا یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا تعلیم کیا۔
چونکہ اسکے پہلے مجھکو ذکر خفی کی تعلیم ہوئی تھی اس لئے میں نے ذکر جہر سے احتراز کیا۔ جب
اہل طریقت نے اس طریقہ میں سماں اور ذکر جہر اور خلوت یعنی چلہ کشی ہمیں دیکھا۔
ان لوگوں نے کہا کہ تمہارے اس طریقہ میں اور طریقوں سے خلاف ہے۔ آپ نے فرمایا کہ
ہمارے یہاں خلوت دراجمن ہے اور ہمارا قول ہے۔

آشنا شود در دن و از برون بیکانہ باش | آئین جنین زیبا روش کم می بداند در جہان

اور یہ آیت فرماتے۔ رجال لا تلہیہم الحج حضرت خواجہ کے کوئی غلام اور کثیر نہ تھی اور نہ
انکی خواہش تھی۔ لوگوں نے کہا کہ آپ ملازم کیوں نہیں رکھتے۔ آپ فرماتے کہ خواجگی کے سلسلہ
بندگی نہیں ہو سکتی اگر کوئی آپ سے تصرفات کا طالب ہوتا تو آپ فرماتے کہ یہی بڑا تصرف ہے

کہ باوجود گناہ کے بوجھ کے چلنا پھرتا ہوں۔ لیکن اسپر بھی آپ کے بہت تعارفات بلا در خواست سرزد ہوئے۔ بہت بیماروں نے شفا پائی۔ ایک مرتبہ آپ کے یہ رباعی پڑھی تو غیب سے خوان آیا۔ ۵

اسے آنکہ تو دادہ بہ گل نکمت و رنگ	فیروزہ بہ کان در بصدق لعل رنگ
روزی خور تست گبر و ترساؤ و فرنگ	رزاق توئی بہ رزق تاجیت و رنگ

آپ کے بہت سے کامل خلفا گذرے ہیں لیکن سب سے ممتاز خلیفہ من حضرت علاء الدین عطار آپ کے سمدھی اور حضرت خواجہ محمد پارسا آپ کے بھتیجے ہیں۔ اور حضرت مولانا یعقوب جرنجی بھی آپ کے خلفا سے ہیں۔ لیکن انھوں نے مابعد میں حضرت علاء الدین عطار کی صحبت بھی حاصل کی۔

حضرت خواجہ حافظ شیرازی باشندے شہر شیراز کے ہیں۔ اور تمام ملکوں میں نہایت مشہور ہیں۔ دیوان حافظ انکی کتاب ملکوں ملکوں میں شہرت رکھتی ہے۔ اور ان کا کلام نہایت فصیح ہے۔ اور اس شخص کو بیکل سخنوری اور طوطی شکرستان بلاغت کہتے ہیں۔ اور علم قرآن میں یعنی قرآن کو خوش الحانی سے پڑھنے میں مہارت کمال رکھتے تھے۔ اور ہر شب جمعہ کو شیراز کی مسجد میں قرآن نہایت خوش آوازی سے پڑھتے۔ اور یہ بزرگ طبقات صوفیہ میں یعنی عارف شمار کیے جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ابتدا میں شاخ نبات کے عشق مجازی میں حضرت امام علی رضا کے روضہ پر چلے گئے تھے اور وہیں سے فیضان اولییت کے زور سے عشق حقیقی غالب آیا اور مابعد میں حضرت خواجہ بہاء الدین کے خلفا سے ہوئے ان کے دیوان کی بہ نسبت حضرت جامی نے فرمایا ہے کہ لسان غیب ہے اور اکثر لوگ اس سے قال لیتے ہیں اور اپنا مطلب نکالتے ہیں۔ اسکا ترجمہ اکثر زبانوں میں ہوا ہے چنانچہ انگریزی میں بھی ہوا۔ انھیں کا شعر ہے۔ ۵

فیض روح القدس از باز مد و فرما ید	دیگران ہم بکنتہ انچہ میسمای کرد
-----------------------------------	---------------------------------

حضرت علامہ الحق پنڈوی بڑے عالم اور عارف کامل مرید حضرت انبی سراج کے تھے جسکا ذکر اور پرہیزگار ہے۔ حضرت کی ایک نقل مشہور ہے۔ یعنی ایک روز مخدوم الملک ہماری سجدہ میں گئے اور بہت حمد و ثنا ہاری تعالیٰ کی بجالائے لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے بیوقت کیوں استقدر سجدہ اور حمد و ثنا کی آپ نے فرمایا کہ ایک قطب انتقال ہوا۔ انکی جگہ عالم ملکوت میں ہمارا نام تجویز ہوا تھا لیکن آخرش علامہ الحق پنڈوی بنگالی اہم مقرر ہوئے اسلئے میں شکر کرتا ہوں کہ میں اس کو پھر سے آزاد رہا۔ انکی قبر خاص سینڈوہ میں ہے اور لوگوں کی زیارت گاہ ہے۔ آپکے بڑے ممتاز خلفائے آپکے بیٹے نور قطب عالم اور حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی ہیں شیخ کمال خجند بڑے صاحب کمال و درخشاوند و جد و حال تھے۔ اور تبریز میں ایک گوشہ اختیار کیا تھا کہ رات کو وہاں رہتے اور دوسرا کوئی اُس میں نہیں جاتا۔ جب انکی وفات کے بعد لوگوں نے دیکھا سوائے ایک بوریے کے جیسے سوتے تھے اور ایک پتھر کے جو بجائے تکیہ کے تھا کچھ نہ پایا۔ انکی قبر پر یہ شعر لکھا ہے۔

کمال از کعبہ رفتی بر در یار	ہزارت آفرین مروانہ رفتی
-----------------------------	-------------------------

تاریخ وفات کمال خجند ولی کے لفظ میں پایا ہے۔

حضرت سید اشرف جہانگیر رحمۃ اللہ علیہ سمنان کے بادشاہ تھے۔ جب اپنے باپ سید ابراہیم کی جگہ بادشاہ ہوئے۔ جذبہ عشق حقیقی غالب کیا۔ اور سلطنت کو ترک کیا۔ بہت جگہ پھرے اور اپنے زمانے کے تمام بزرگوں سے فیض اٹھایا۔ اگرچہ بیعت و خلافت آپکو علامہ الحق پنڈوی سے تھی لیکن چاروں سلسلہ میں اجازت ہے۔ سات برس کی عمر میں آپ قرآن کے حافظ ہوئے اور چودہ برس کی عمر میں چودہ علم حاصل کیے اور اسی سال آپکے والد نے انتقال فرمایا۔ آپ انکی جگہ جانشین ہوئے اور کئی برس نہایت عدل و انصاف سے بادشاہت کی لیکن بعد اسکے مروان خدا کی صحبت کا ذوق ہوا اور شیخ رکن الدین سمنانی کی صحبت میں رہے کہ بڑے عارف تھے۔ اسی طرح

اور بزرگرن کی صحبت بھی حاصل کی۔ یہاں تک کہ خضر علیہ السلام آپ کے پاس آئے اور کیا کہہ کر اہم
 کو دل پر پوشیدہ نقش کر دے۔ ہر خط اسکے منی کی طرف غور کرو اور پاس انگاس رکھو۔ اور
 ایسا پوشیدہ کرو کہ زبان کو بھی اس سے واقفیت نہ ہو۔ ایک عرصہ تک جب ایسا کیا تو
 پڑا خاندان اٹھایا۔ بعد اسکے حضرت اویس قرنی کو خواب میں دیکھا۔ اور اویسی اذکار
 اُنے سیکھے لیکن اس وقت تک بادشاہی کی خدمت آپ سے متعلق تھی، پاس سے لے پھر
 خضر علیہ السلام کو دیکھا۔ انھوں نے فرمایا کہ اگر تجھ کو درویشی کی طلب ہے۔ تو بادشاہی
 ترک کر کے ہندوستان کی طرف جا اور علامہ الحق۔ پنڈوی سے بیعت کر وہ تجھ کو حاصل
 حق کرے گا چنانچہ آپ نے سلطنت ترک کی اور والدہ سے رخصت ہوئے انھوں نے اجازت
 دی اور فرمایا کہ خواجہ احمد بسوی اُنے سچ کہا تھا۔ کہ تیرے شکم سے راکھ لی ازل پیدا ہوگا۔
 اس خبر کو سنا حضرت سید اشرف کادول اور پڑھا۔ اور روانہ ہوئے حضرت مخدوم جہانیاں
 جہانگشت سے راہ میں ملاقات ہوئی۔ اُنے بڑے مستفید ہوئے۔ پھر بہار پہنچے کہ
 مخدوم شرف الدین احمد بہاری سے شرف حاصل کرین۔ لیکن اُسی روز ان کا انتقال
 ہوا تھا۔ حسب وصیت حضرت سید اشرف نے نماز جنازہ پڑھائی اور جو تبرکات کہ
 مخدوم شرف الدین احمد بہاری نے آپ کے لئے دیا تھا اسکو لیا اور موافق وصیت
 کے بنگالہ روانہ ہوئے اور مخدوم علامہ الحق۔ پنڈوی نے موافق ہدایت خضر
 علیہ السلام کے گھر سے ٹھکانا آپ کا استقبال کیا۔ گھر میں بے گئے۔ اور بڑی خاطر داری
 کی۔ آپ نے بیعت کی۔ اور مخدوم علامہ الحق پنڈوی نے خرقہ خلافت عطا کیا۔ اور
 اجازت دی۔ وقت اجازت کے مخی وم علامہ الحق نے کہا کہ تم جہانگیر ہو۔ اور جو نور
 عین ایک شیر ہے کہ حاجی ہے اور اسکا لقب جماع ہند ہے۔ تمہارا شیر بچہ اسکا کام نام کرے گا۔
 اس سبب آپ جہانگیر کی طرف چلے وہاں کے علماء کے بحث کے واسطے تیار ہوئے اور
 نفسیات فلکسائن گفتگو رہی آپ نے ایک کتاب بنی تسمیہ دی جس میں جہانگیر بن علی نقی صفت

تھی۔ لیکن اُس میں خلیفہ چارم کی صفت کچھ زیادہ تھی۔ اس سے بعض متعصب نے آپ کو شیون
 کہا۔ اُسی شب وہاں کے خانخانان نے حضرت صلح کو خواب میں دیکھا کہ سید اشرف جہانگیر کو
 رخصت کی تمت مست دو اور انکی ایذا کے درپے نہ ہو کہ اہلکوار علی کرم اللہ وجہہ کو ایذا پہونچے
 خان نے جب یہ خواب دیکھا صبح کو آپ کی قدیم بوسی کو حاضر ہوا اور معذرت کی اور کہا کہ ہم
 میان کے علما کو بچھایو نیگے۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ ہم چراب دینگے جب علما لوگ
 بعد جمعہ کے جمع ہوئے اور آپ کی بہ نسبت استغنا کا لا۔ خان نے تلوار نکالی اور کہا
 کہ اگر کسی نے اپنے باپ کی زیادہ تعریف لکھی تو مناسب کیا۔ اس کے بارے میں
 انھوں نے قول مستند ڈھونڈھا اور انھوں نے ایک معتبر کتاب دیکھ کر دکھلایا۔ حضرت
 سید اشرف نے اُس خان کو دعا دی۔ اُسکو چار بیٹے اللہ نے دیے۔ سب عالم اور کامل
 نکلے۔ اس درمیان میں ایک شخص میر کبیر تھے کہ نیک چلن اور نیک صفت تھے۔ پڑے
 عالم تھے۔ لیکن کسی سے عرفان نہیں حاصل کیا تھا۔ اُنکو اسکا ذوق ہوا انھوں نے خواب میں
 ایک پیر کو دیکھا۔ اُسکی تلاش ہوئی حاجی مذکور کے پاس جہاں شہر جونپور میں تھا گئے۔ لیکن
 وہ حلیہ کہ خواب میں دیکھا تھا نہ پایا۔ پھر حضرت سید اشرف کے حضور میں حاضر ہوئے
 تو ٹھیک وہی حلیہ پایا۔ اور بیعت کی۔ حضرت سید اشرف نے ان کی نسبت
 فرمایا کہ یہی شیرچہ ہے کہ موافق قول حضرت علامہ الحق کے شیر کو مارے گا
 چنانچہ جب حاجی جونپوری کو معلوم ہوا کہ میر کبیر نے سید اشرف سے بیعت کی
 تو انھوں نے ہمدعا کی کہ جو انکی موت مرے گا۔ وہ بہت ڈرے لیکن حضرت سید
 اشرف نے فرمایا کہ وہ تم سے پہلے مرے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ پھر آپ وہاں سے کچھ چھوٹے
 بہانہ آپ اُنکا فرار ہے۔ لیکن وہاں ایک کامل جوگی رہتا تھا اُسے بہت جیلے اور کرپش
 کیئے۔ آپ نے سب کو روک دیا وہ شب مسلمان ہو گئے اُنکا معہ آپ کا خانقاہ اور
 حجرہ ہوا۔ اور ایک باغ آپ نے بنوایا اُسکا نام روح آباد رکھا۔ پھر آپ نے

سفر اختیار کیا۔ اور ملیح الدین شاہ دندار اس مرتبہ آپ کے ہم سفر ہوئے۔ آپ حج بیت اللہ سے فارغ ہو کر نجف اشرف میں آئے۔ اور وہاں سے کربلا پہنچے۔ اور امام اعظم رحمہ اللہ کے روضہ پر حاضر ہوئے اور فرمایا کہ وہاں سے فیض اتم جاری ہے اور امام احمد رضا کی قبر کی زیارت کی۔ اپنے روم کا بھی سفر کیا۔ اور حضرت مولانا روم اور ان کی بیٹی کے مزار کی زیارت اور وہاں کے تمام مشائخ وقت کی ملاقات کی اور فیض اٹھایا۔ اور وہاں سے شام پہنچے اور فخر الدین عری سے ملاقات کی۔ وہاں سے کاشان آئے اور حضرت عبدالرزاق سے ملاقات کی۔ پھر مشہد پہنچے۔ اور امام علی رضا کے روضہ پر معتکف رہے اور فیضیاب ہوئے۔ پھر وہاں سے سمنان آئے اور انہی بہن کو دیکھا جب آپ مشہد میں تھے شاہ تیمور۔ صاحبقران بھی آیا اور ایک زیارت سے مشرف ہوا اور معتقد ہو گیا۔ آپ وہاں سے ہرات آئے اور ہرات سے حضرت خواجہ بہار الدین نقشبند اور خواجہ غلام الدین عطار کی زیارت کو گئے اور ان سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ وہاں سے ترکستان گئے اور خواجہ احمد بسوی کی اولاد اور جانشین سے ملاقات کی۔ وہاں سے قندھار۔ اور قندھار سے غزنی۔ وہاں سے کابل پھر جودھن پہنچے۔ اور حضرت بابا فرید کے مزار سے مشرف ہوئے پھر دہلی پہنچے وہاں سے اجمیر گئے اور حضرت معین الدین چشتی کے مزار سے فیضیاب ہوئے۔ پھر وہاں سے دکن گئے اور حضرت سید محمد گیسو داز کی زیارت سے کہ نصیر الدین جلیغ دہلی کے خلیفہ تھے مشرف ہوئے۔ پھر وہاں سے سرانڈپ اور گجرات ہو کر روح آباد میں واپس آئے پھر دوسرا سفر آپ نے ہمراہ سید علی۔ ہدانی کے اختیار کیا۔ اس سفر میں بھی آپ شہر بہ شہر پھرے اور اپنے پیر سے دوبارہ مشرف ہوئے اور نعمات چشتیہ سے فیضیاب ہوئے۔ اس سیر میں آپ ایک سو نوے درویشوں سے ملے اور سب کے بہرہ ور ہوئے۔ پھر چوتھا سفر آپ نے اختیار کیا تو قدوم جہانیاں جہانگشت سے

پھر مشرف ہوئے اور چار سو کئی دوشیزاں نے جرفائدہ اٹھایا تھا وہ سب آپکو
سونپا۔ آپ وہاں سے جزیرہ پہنچے۔ اس مرتبہ قلندر رون نے آپ سے گستاخی کرنا
چاہی اور چھیڑا کہ آپ درویش ہیں تو جہانگیر لقب بادشاہوں کا کہاں سے پایا۔ آپ نے
فرمایا کہ ہمارے پیر نے لقب جہانگیر کا دیا۔ اُس نے کہا کہ جہانگیری کی کیا نشانی ہے دکھلاؤ
آپ نے کہا کہ ہم فقط جہانگیر نہیں ہیں جہانگیر بھی ہیں۔ یہ سکر وہ فوڈا مر گیا۔ اس سبب سے
بقیہ قلندر رون نے توبہ کی اور آپ کے معتقد ہو گئے۔

اسی طرح چند جوگیوں نے بحث کی۔ آپ نے کہا اپنے ایک بت کو لاؤ۔ وہ گواہی دے گا
چنانچہ بت لائے اور بت سے آواز آئی کہ یہ ولی اللہ ہیں۔ افسوس کہ آپ نے
۲۴ محرم کو انتقال کیا جس روز آپ نے انتقال فرمایا پہلے آپ نے تمام اکابر وں کو جمع کر کے
ملاقات کی اور اسی مجمع میں اپنے ایک عزیز کو جن کا نام عبد الزاق تھا اپنا جانشین کیا۔ اور
سماع کی مجلس منعقد کی۔ حالت وجد میں آپ نے انتقال کیا۔ آپ کے خلفائے صفی الدین
ردو لوی خفی ہیں جنکو عبد الحق ردو لوی کہتے ہیں۔

حضرت نور قطب عالم کا اصل نام نور الدین تھا۔ اپنے والد حضرت مخدوم
علامہ عبد الحق پنڈوی کے مرید تھے۔ یہ بھی مثل اپنے والد کے برگزیدہ اور قطب
وقت تھے۔ پنڈو دھین مدفون ہیں اور ان کا مزار بھی عالم کی زیارت گاہ ہے۔
حسام الدین مانک پوری ان کے خلیفہ ہیں۔

آنحضرت خلیفہ مصر کے عباسیوں میں سے المستعین بالله تھے

مستعین بالله ابن متوکل مستہد میں اپنے باپ کے بعد خلیفہ ہوئے سلطان مصر
اُس وقت ملک ناصر فرج تھا۔ جب ناصر مغاون کی لڑائی میں مارا گیا۔ لوگوں نے
خلافت کے سوا بیعت سلطنت بھی خلیفہ سے کی۔ مستہد میں اس بات کو بعد حمد و بیان

امرا وغیرہ کے قبول کیا مصر میں آئے۔ عزل و نصب میں تصرف کیا۔ مگر اُن کے نام کا جاری کیا گیا۔ لقب وہی رہا۔ شیخ اسلام ابن حجر نے تہنیت میں قصیدہ لکھا۔ جس کا مطلع یہ ہے۔ ۵۔

الملك فينا ثابت الاساس	المستعين العادل العباس
------------------------	------------------------

نظام الملک بجائے اُنکے وزیر کے تھا۔ یہ سب کام اُسکے ہاتھ میں دے دیا۔ اُس نے کہا مجھ کو سلطان بنا دو۔ اُنھوں نے نہ مانا۔ اُس نے زبردستی سلطان کا لقب لے لیا۔ اور ملک مؤید کہلایا۔ مستعین کو خلافت سے معزول کر کے اُنکے بھائی داؤد کو خلیفہ کیا۔ مستعین کو قید کیا۔ نوروز شام کے نائب نے جب یہ ماجرا سنا فوج کشی کرنا چاہی تب اُس نے مستعین کو اسکندریہ میں بھیجا اور وہیں قید رکھا۔ یہاں تک کہ تاتاریوں نے انکسور کیا لیکن وہ سکنہ حد تک زندہ رہے اور طاعون سے مرے سکنہ بحری میں سلطان غیاث الدین حاکم بنگالہ نے بہت تحفے اور ہدیہ بھیج کر نیابت طلب کی۔

نوا ان خليفه مصر کا عباسيون میں سے المعتضد بالله تھا	
--	--

داؤد بن متوکل نے اپنا لقب معتضد بالله رکھا بعد خلع خلافت برادر کے ۱۵۰۰ھ میں خلیفہ ہوئے۔ ۵۰۰ھ میں مر گئے بہت ذکی فطین اور ذلیل تھے علما اور فضلا کے پاس بیٹھتے۔ اُس نے فائدہ اٹھاتے۔ ستر برس کی عمر میں مرے۔

اسی عہد میں مولانا سید شریف نے کہ بڑے عالم تھے اور اصل نام اُن کا علی بن محمد تھا۔ اور حضرت علاء الدین عطار کے صحبت یافتہ تھے۔ اور حضرت مجددوم شاہ نقی بیٹے شیخ شعبان الحق بیابانی نے کہ مثل اپنے باپ کے عارف کامل تھے ۵۰۰ھ میں اور حضرت شیخ سید محمد گیسو دراز نے کہ خلیفہ شیخ نصیر الدین ہرابع دہلوی کے تھے اور پیر کے حکم سے دہلی سے دکن گئے تھے ۵۰۰ھ میں اور سید شاہ نعمت اللہ دہلی نے کہ وہ شیخ

عبداللہ کی باغی کے تھے اور بڑے عارف کامل اور تمام سلاطین زمانہ اُن کے معتقد تھے انھوں نے قریب پانسو کتابوں کے تالیف کی تھی سلسلہ حرمین اور حضرت سید قاسم انوار نے سلسلہ حرمین اور حضرت شاہ بدیع الدین شرف شاہ مدار نے سلسلہ حرمین انتقال فرمایا۔ سید قاسم انوار کا لقب معین الدین علی ہے۔ اُن کا سلسلہ حضرت شیخ صدر الدین اردبیلی سے ملتا ہے۔ اپنی اصل ذریعہ گجرات ہے۔ بعد تکمیل کے ہرات کی طرف توجہ کی اور اکثر لوگ وہاں کے عمائد سے آپ کے مرید ہوئے بعض لوگوں نے شاہ سرخ۔ مزار خلعت۔ تیمور شاہ سے شکایت کی کہ اکثر نوجوان مرید شاد قاسم انوار کے ہوئے ہیں اور ہلوگوں کو انکی صلاحیت میں شک ہے اسلئے اُسے آپ کے نکالنے کا حکم دیا لیکن کسی کو اسکی طاقت نہ تھی کہ عرض کرے شاہزادہ بایستغفر نے کہا کہ میں لطائف الحمیل سے اس بات کو پیش کر دوں گا چنانچہ آپکی ملاقات کو آیا۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارے باپ نے ہمارے نکالنے کا حکم دیا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ کس جرم پر ایسا کیا ہے۔ اُسے کہا کہ آپ اپنے قول پر کیوں نہیں عمل کرتے؟ قاسم سخن کوتاہ کن ہر خیز و خور راہ کن۔ شکر بڑو طلی فغن مردار پیش کر گسان۔ سید نے دعا اور تحسین کی اور وہاں سے روانہ ہوئے۔ اور بعد چند عرصہ کے جام میں انتقال فرمایا۔

حضرت بدیع الدین شاہ مدار مرید شیخ طیفور بسطامی کے تھے۔ کہتے ہیں کہ وہ بظاہر کچھ نہیں کھاتے تھے اور نہ اُلکا کپڑا کبھی پہلا ہوتا تھا اور نہ اُسپر کبھی بیٹھتی تھی۔ اور اُنکے چہرے پر ہمیشہ نقاب پڑا رہتا تھا۔ نہایت حسین اور جمیل تھے۔ چاروں کتاب سماوی کے حافظ اور عالم تھے لوگ کہتے ہیں کہ اُنکی عمر چار سو برس سے زیادہ تھی واللہ اعلم۔ اور تمام دنیا کا سفر انھوں نے بھی کیا تھا اور اپنے وقت کے قطب مدار تھے اسلئے لوگ شاہ مدار کہتے ہیں۔ اُنے مخدوم حسین نوشہرہ کو حیدر نے حسب وصیت مخدوم شرف الدین بہارمی اپنے پیر کے کتاب عوارف پر بھی تھی اور فیضیاب ہوتے آپ کے مرید اور خلفا بہت ہیں لیکن اکثر قلندر نشین ہیں اُنکے خلفا سے حضرت جمن جمنی جنکا مزار بھسرن ہے تھے۔ ایک مزار کن پور میں ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک مرید نے

اپنے بیٹے کا نام آپ کے نام پر رکھا آپ نے اسکو دیکھ کر فرمایا کہ اب میرا قائم مقام آگیا میں جاتا ہوں اور انتقال کیا۔ آپ سے بہت تعزات سرزد ہوئے جیسے مردہ کا زندہ ہونا وغیرہ۔

دسواں خلیفہ مصر کا عباسیون میں سے اہل سنت کا تھا۔

سلیمان بن متوکل بموجب عہدہ اور حقیقی کے خلیفہ ہوا۔ اور لقب مکتفی باللہ کا لیا۔ سیوطی کے والد ماجد نے انکے لئے نسخہ محمد لکھا یہ خلیفہ صالح تھا نہایت عابد خاموش گوشہ گزین انکے بھائی معتضد نے کہا جیسے یہ جوان سو کوئی کبیر گناہ نہیں کیا۔ ملک ظاہر انکا معتقد تھا۔ سیوطی کے باپ نے امام نازتھے یہ انکا نہایت احترام کرتے سیوطی نے انھیں کے گھر میں نشوونما پائی۔ بعد عمر بن عبد العزیز کے کوئی خلیفہ ان سے زیادہ عابد نہوا۔ تیرہ برس کی عمر میں سلسلہ میں انتقال کیا سیوطی کے والد نے بہر روز انکے بعد انتقال کیا۔ ابن حجر کا انتقال بھی انھیں کے عہد میں ہوا۔

اکیارہواں خلیفہ مصر کا عباسیون میں سے القائم بامر اللہ تھا۔

قائم بامر اللہ ابن متوکل بعد مکتفی کے خلیفہ ہوا۔ یہ بڑا بہادر تھا۔ کچھ خلافت کی شان قائم کی تھی۔ کہ ملک اشرف نے انکو معزول کر کے اسکندریہ کے قلعہ میں مرنے تک قید رکھا۔ سلسلہ میں انکی وفات تھی۔ یہ بھی اپنے بھائی مستعین کی بغل میں مدفون ہیں۔ اسی عہد میں محقق کمال الدین ابن ہمام نے جنگی تصنیف سے کتاب لاجواب فتح القدیر لے اور عارف حق بھی تھے سلسلہ میں وفات فرمائی۔

بارہواں خلیفہ مصر کا عباسیون میں سے مستنجد باللہ تھا۔

مستنجد باللہ ابن متوکل اپنے بھائی کے بعد سلسلہ میں خلیفہ ہوئے۔ انھیں کے عہد میں ملک اشرف نے سلسلہ میں انتقال کیا۔ اور اسکے بعد ملک ظاہر تخت پر بیٹھا۔ اُسے خلیفہ کو قلعہ میں قید رکھا۔ آخرش دو برس بیمار رہ کر انھوں نے سلسلہ میں انتقال کیا۔ نو برس کی عمر تھی۔

تیرہواں خلیفہ مصر کا عباسیون میں سے متوکل بن یعقوب تھا۔

متوکل بن یعقوب بن متوکل اپنے چچا کے بعد سلسلہ میں خلیفہ ہوئے۔ انکے باپ کو

خلافت نبویؐ۔ انکو سب خاص عام جانتے تھے۔ یہ نہایت باتہذیب تھے سبکدوشی کا
 کرتے انکے چچا متکفی نے اپنی بیٹی سے انکا نکاح کر دیا تھا۔ مستحکم اور یوں کر گئے تھے روبرو سلطان
 اور اخیان کے خلیفہ ہوئے۔ یہ آخری خلیفہ عباسیوں میں سے تھے۔ ۹۰۹ھ ہجری میں ان کا
 انتقال ہوا۔ انھوں نے اپنے بیٹے یعقوب کو ولیعہد کیا تھا۔ لیکن اسوقت ترکوں نے مصر و
 ڈالا۔ اور سلطان سلیم بادشاہ قسطنطنیہ نے مصر کو لے لیا۔ اسوقت یہ نام کی خلافت ختم
 عباسیوں میں تھی وہ بھی بڑی اور جو بادشاہ اسلام کے اسکے بعد ہوئے وہ سلطان کہلائے
 کیونکہ موافق حدیث رسول صلم کے خلافت قریش ہی میں ہو سکتی ہے چونکہ خلافت کا خاتمہ
 دولت ترکیہ رومیہ پر ہوا۔ اسلئے اب اسی خاندان کا ذکر کیا جائے گا۔ اور اسکے بعد وہ چھوٹے
 چھوٹے خاندان مثل آل سامان۔ آل بکتگین۔ دولت بنی طہون دولت بنی طنجہ
 دولت دیلم۔ دولت بنی بوالیہ۔ دولت سلجوقیہ۔ دولت خوارزمیہ۔ دولت آتابک
 دولت بنی طنجہ۔ دولت بنی مرداس۔ دولت آل براق۔ دولت غریہ۔ دولت چنگیز
 دولت تیموریہ وغیرہ جو درمیان میں عروج پر ہوئے اور گزر گئے ان کا حال یہ بھی لکھا
 جائے گا۔ اور صرف بذریعہ نقشہ جدول کے ظاہر ہوگا اور آخر میں حال دولت چغتائیہ میں
 لکھا جائے گا۔ اور اسی ضمن میں اکایرون کا حال درج پاوے گا۔ اسی متوکل کے عہد میں
 حضرت خواجہ شمس الدین محمد کو سوی جامی نے ۶۳۲ھ ہجری میں اور شیخ آذری نے ۶۶۶ھ
 میں اور مولانا طوطی شاعر نے بھی اسی سال اور حضرت خواجہ عبید اللہ احرار نے ۶۹۵ھ
 میں اور مولانا نور الدین جامی نے ۷۵۵ھ ہجری میں انتقال فرمایا۔ خواجہ شمس الدین محمد کو سوی
 جامی خاندان میں حضرت احمد جام زندہ پیل کے تھے اور ان تک وہی خرقہ پہنچا تھا جو خواجہ
 ابوسعید ابوالخیر نے حضرت احمد جام کو پہنایا تھا اور اس میں پیوند حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم
 وسلم کے خرقہ کا تھا۔ یہ بڑے عارف اور عالم تھے۔ ان کا مزار بہرات میں ہے۔
 شیخ آذری بڑے عارف اور مجرب و نقیر تھے۔ دنیا کے کام کی طرف کم التفات کرتے۔

اور ہمیشہ اہل اللہ کی صحبت میں رہتے چالیس برس قناعت میں بسر کی سلطان بایستغری کے
معاصرتے اور زمانہ میں احمد شاہ بہمنی کے کہ نوان بادشاہ بہمن شاہیوں سے تھا۔ ایران سے
ہمند کی سیر کو آیا۔ اور دکن میں بادشاہ سے ملازمت حاصل کی اسوقت بادشاہ شہر بندر کی
تعمیر میں مصروف تھا سب شاعروں نے تاریخ کہی شیخ آذری نے بھی تاریخ لکھی ہے

آسمان پایہ از سبدہ این در گاہ است

قصر سلطان جهان احمد بن شاہ است

جہا قصر شہید کہ ز فرط عظمت

آسمان ہم نتوان گفت کہ ترک است

بعد اس کے آذری نے ہندوستان سے مراجعت کی اور انتقال کیا۔

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رضی اللہ عنہ کا نسب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے
جاملتا ہے۔ انکے والد کا نام خواجہ محمود تھا۔ اصل وطن ایک تاشکند تھا۔ آپ کے مرشد طریقت کی
راہ میں بہت ہیں لیکن آخرین حضرت یعقوب چرخئی سے بہت فائدہ اٹھایا اور ان سے بیعت
کی۔ رشحات میں آپ کا حال حضرت جامی نے کہ آپ کے مرشد تھے یوں لکھا ہے کہ جب
بعد تحصیل علم ظاہر کے آپ کو علم باطن کا شوق ہوا۔ تاشکند سے کہ قندرخارا خراسان
اور ہرات تک پھرے۔ اور طریقت کی جستجو میں رہے۔ اسوقت حضرت خواجہ بہاء الدین
نقشبند کے خلفا میں سے زندہ تھے۔ ان سے بہت فیض اٹھایا۔ اور مرقند میں حضرت سید
قاسم انوار سے فیضیاب ہوئے۔ شرف الدین کہ خاموش کے لقب سے مشہور ہیں۔ اور
سراج الدین اور حسام الدین اور حمید الدین شاشی اور علاء الدین غجدانی آپ کے مرشدوں
سے ہیں جب حضرت یعقوب چرخئی سے کہ خلیفہ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند کے تھے
بیعت کی۔ عرصہ تک انکی صحبت میں رہے اور ان سے تکمیل پائی۔ آپ کے دادا حضرت
خواجہ شہر اب الدین برے کامل تھے انکے دو بیٹے تھے خواجہ محمد اور خواجہ محمود آپ کے
والد انتقال کے وقت حضرت خواجہ شہاب الدین نے کہا کہ انہی اپنی اولاد لا کر رکھ کھلاؤ
پہلے خواجہ محمد نے اپنے بیٹوں کو کھلایا۔ بعد اُس کے خواجہ محمود نے اپنے بیٹوں کو پیش کیا۔

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار

جب آپ کی زبنت الیٰ خواجه شہاب الدین کھڑے ہو گئے اور گلے سے لگایا اور کہا کہ یہی
 لڑکا ہے جسکی نسبت خوشخبری ہمکو پہنچی ہے۔ بہت جلد یہ لڑکا پیر جہانگیر ہو۔ اور شریعت اور
 طریقت میں اس سے رونق ہو جب خراسان سے میرزا بابر اور شاہ رخ سمرقند کی توجہ
 چلے تو سمرقند سلطان ابوسعید یعنی ناصر الدین بابر کے ہلاک کے تصرف میں تھا۔ اور وہ حضرت خواجہ
 عبید اللہ کا مقصد تھا۔ لاکھ آدمیوں سے میرزا بابر وغیرہ نے محاصرہ کیا سلطان ابوسعید بہت
 گھبرایا اور بھاگنے کا قصد کیا۔ اور حضرت خواجہ سے رخصت ہونے کو گیا حضرت خواجہ نے اسکو تسلی
 دی کہ دل مضبوط رکھو۔ فتح تمکو ہوگی۔ اگرچہ سلطان ابوسعید کے ساتھ صرف دو تین ہزار آدمی تھے
 لیکن انھوں نے عجب بہادری دکھائی میرزا بابر کے لشکر کا سردار خلیل ہندو تھا اسکو قید کر لیا۔
 اور اکثر لشکر اسی طرح اسیر ہو گیا۔ اور چند روز میں بقیہ لشکر گروہا اور طاعون نے تباہ کیا۔
 یہاں تک کہ میرزا بابر نے صلح کی درخواست کی۔ اور خلیل ہندو نے ربائی پائی پھر دوسری
 مرتبہ شاہ محمود نے سمرقند کی تسخیر کا قصد کیا۔ اور فوج چٹائی کے ساتھ احمد کا س کام پر تعینات
 کیا حضرت خواجہ نے احمد کو ایک خط لکھا کہ بندگان خدا کو تکلیف دینا نہیں چاہیے لیکن احمد نے
 اس پر خیال نہ کیا۔ باوجود اسکے کہ آپکا مقصد تھا۔ اور سمرقند کا محاصرہ شروع کر دیا سلطان
 ابوسعید کے دل میں خوف ہوا۔ اور اسوقت اسکے پاس بہت غورٹا لشکر تھا لیکن حضرت خواجہ
 نے فرمایا کہ اس لڑائی کا بوجھ میرے اور تم جاکر غزالت نشین مسجد میں ہو۔ آپ نے حسن اور جعفر
 اور قاسم اور عبد الاول کو شہر کے چاروں طرف بٹھلایا۔ اور کہا کہ مراقب ہو اور متوجہ ہو کہ
 دشمن نہ آویں۔ یہ بزرگان آپ کے جلیل القدر خلفائے تھے دشمن کا لشکر جب متوجہ ہوا ایک
 سخت ہوا دشت قبیاق سے اٹھی۔ کہ دشمنوں کی عافیت تنگ ہوئی اور آخر ش سب بھاگے
 اور یہ عجیب بات تھی کہ سمرقند کی فوج لڑتی تھی اور اسکو ہوا کی تکلیف نہ تھی۔ سب سب بالکل
 غنیمت کے سمرقندیوں کے ہاتھ آیا جب فراغت ہوئی بندگان مذکور حضرت خواجہ کے حضور
 میں آئے اور سلطان ابوسعید بدستور مسجد میں گوشہ نشین تھا سلطان ابوسعید نے

ایک اور نقل انہی بیان کی کہ جب میں ہرات میں تھا مجھ کو عورت کا عشق ہوا۔ اُس کو طلب کیا اور چاہتا تھا کہ گل وصال سے اُس کے برخوردار ہوں کہ ناگہان حضرت خواجہ عبید اللہ دہلوی کی آواز دروازہ سے معلوم ہوئی کہ کہتے ہیں کہ تو یہ کیا کام کرتا ہے اور وہ حرص و ہوا دل سے زائل ہو گئی جب میں سمرقند پہنچا حضرت خواجہ نے فرمایا کہ شیطان نے تیری راہ ماری تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے تجھ کو بچایا۔

انہوں نے اپنی ایک اور نقل بیان کی کہ ایک روز مجھ کو شراب کی شوق ہوا میں نے اپنے مصاحبوں پر بھی اُس کا ظاہر ہونا نہ چاہا ایک خاص نوکر محرم راز سے کہا کہ دیوار کی پس پشت سے کھڑکی کی راہ سے سیسکا دوں گا۔ تو اُس میں شراب کی بوتل باندھ دینا چنانچہ اُس نے ایسا ہی کیا۔ لیکن بوتل دیوار سے ٹکرا کر ٹوٹ گئی اس سبب مجھ کو بہت افسوس ہوا صبح کو جب حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت خواجہ نے فرمایا کہ بوتل جو ٹوٹی اُسکی آواز میرے کان میں پہنچی تھی۔ اور اگر تم شراب پی لیتے تو میں تمھارا منہ نہ دیکھتا۔ ایک شخص کا غلام بھاگ گیا۔ بہت تلاش کیا نہ پایا۔ آپ کے پاس آیا۔ آپ نے فرمایا کہ فلاں قریہ کے پاس کو اُس کو پاوے گا۔ جب وہاں گیا تو اُس غلام کو دیکھا کہ لہجہ میں پانی کا گھڑا ہے اُس سے حال پوچھا اُس نے کہا کہ مجھ کو ایک شخص خوارزم سے لایا تھا اور ایک کے ہاتھ بیچ ڈالا اُس کا گھر ایک پانی بھر لے کو کنوئیں پر آیا۔ اب جو وہاں چلا دیکھتا ہوں کہ یہاں ہوں ہزاروں کوس کا فاصلہ ہے اور میں فوراً یہاں کیونکر پہنچاؤں۔ آقا کو یہ سن کر حضرت خواجہ سے اعتقاد ہوا اور مرید ہو گیا۔ آپ کی ولادت سلسلہ میں تھی۔ عمر شریف آپ کی نو اسی برس کی تھی۔ آپ کی وفات سلسلہ دھرم میں ہوئی۔ آپ نہ اعت فرماتے تھے اور اُس میں ایسی برکت تھی کہ سال بھر پیدل مارے محمور رہتے آپ کے خلفا بہت ہوئے حضرت نور الدین جامی۔ بھی آپ کے خلفا سے تھے آپ کا طریقہ سنت کی پیروی کا تھا۔ اور نشر بر قدم اور ہوش در دم ہمیشہ ملحوظ رکھتے اور آپ کی مدح دوام آگاہی کی تھی حضرت جامی نے آپ کی تعریف میں فرمایا ہے۔

بدون الہد تخریرو بیان است

مقام خواجہ برتر از کمان است

چونقراندر قبائے شاہی آمد	ابہ تدبیر عبید اللہی آمد
--------------------------	--------------------------

آپ کے پوتے خواجہ عبدالحق تھے کہ آپ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ اور سلسلہ ابوالعلائیہ انھیں سے ملتا ہے۔

مولانا نور الدین عبد الرحمن جامی بیٹے مولانا نظام الدین احمد کے ہیں انکے دادا مولانا شمس الدین محمد دشتی کہ دشت اصفہان میں رہتے تھے بسبب موافقت زادہ کے وطن سے نکل کر خراسان میں آئے اور قصبہ جام میں اقامت کی تھی سلسلہ میں حضرت جامی پیدا ہوئے اور اسی سبب سے جامی تخلص رکھا ہے

مولد جام و رشتہ مسلم	جرعہ جام شیخ اسلامی است
لا جرم در جسدہ اشعار	بد معنی تخلص جامی است

عنفوان شباب میں تحصیل علوم کے باعث سرآمد اقران ہوئے۔ اور سلطان ابوسعید کے زمانہ میں خدا شناسی اور خدا پرستی میں شہرت ہوئی اور مقبول خاص و عام ہوئے اور سلطان حسین بایقرا کے دور میں اور بھی زیادہ وقعت ہوئی۔ اور حضرت جامی خواجہ عبید اللہ احرار کی خدمت میں بہت حاضر رہتے اور ملا سعد الدین کاشغری کے مرید تھے۔ آپکی تالیفات بہت ہیں۔ اور ان میں سے یوسف زلیخا پر آپکے شاگرد اور خلفا میں سب سے معظم مولانا عبد الغفور تھے۔ آپ نے ۱۸۔ محرم کو ۹۹۹ھ میں انتقال فرمایا آپ کی فصاحت اور بلاغت فارسی نظم و نثر میں مشہور ہے۔ انکے بعد کوئی ایسا فصیح البیان نہوا۔ شرح کافیہ معروف بہ شرح جامی انھیں کی تصنیف سے ہے۔

ذکر سلاطین عثمانیہ ترکیہ رومیہ جنکا دار السلطنت آج تک قسطنطنیہ ہے

باب اٹھارہ صوان

فصل پہلی

واقع ہو کہ سلیمان شاہ ابن قبا الب بلدہ ماہان میں کہ قریب بلخ کے واقع ہے

بادشاہ تھے۔ جب جنگیں خان نے ہندوستان بلخ۔ کوجلا کر خاک سیاہ کر دیا اور سلطان علاء الدین
خازم شاہ کو وہاں سے نکال دیا۔ وہاں کے چھوٹے چھوٹے سلاطین اور حکام مسیحی
پراگندہ کی اور تفرقہ پڑ گیا۔ اس وقت سلیمان شاہ خاندان ترکمان کے پچاس ہزار آدمیوں کو
ساتھ لیکے بلدہ ماہان سے ارض روم میں آئے اور وہاں سے حلب ہوتے ہوئے دریا
فرات سے عبور کا قصد کیا۔ سب ساتھیوں نے دفعہ گھوڑے دریا میں ڈال دیے تاکہ تیر کر پار
ہو جائیں۔ لیکن اتفاقاً تقدیر سلیمان شاہ اپنے گھوڑے سمیت اُس میں غرق ہو گئے۔
اور بڑی تلاش سے اُنکی لاش دریا سے نکالی گئی اور قلعہ خیبر کے سامنے دفن ہوئے۔ جتنے
ترکمان اُن کے ساتھ تھے چاروں طرف منتشر اور پراگندہ ہو گئے۔ جسکو وہاں موقع ملا۔ سکونت
اور بود باش اختیار کی۔ چنانچہ اُن سب کی اولاد اب تک اُن اطراف میں موجود ہے۔ سلیمان شاہ
کے چاہیے تھے۔ سنقر و وار و یقذار کہ بلاد عجم کو لوٹ گئے۔ نگرار طغرل اور ڈونڈا۔
بلاد روم میں آئے۔ اور سلطان علاء الدین کی قبا و سلجوقی سے ملے۔ جو بلاد قرمان کے
بادشاہ تھے اور شہر قونیہ کو انھوں نے اپنا دار السلطنت بنایا تھا۔ سلطان نے اُنکی نہایت
تعظیم و توقیر کی۔ اور یہ دونوں بجائی قزوین و حصار سیکیل کے درمیان اقامت گزین ہوئے
چونکہ آدمی سپاہی پیشہ تھے۔ اکثر جنگ و جدال میں مصروف رہے۔ ارطغرل نے شہر
میں وفات پائی۔ اور اُنکے بیٹے عثمان کہ شہرہ میں پیدا ہوئے۔ شاہ علاء الدین
سلجوقی کے ملازم ہو گئے۔ پہلے وہ فوج کی سالاری پر مامور ہوئے اور رفتہ رفتہ سلطنت
کے جرئی اور کلی امور کا اختیار اُنکے سپرد ہو گیا۔ اور وہ اپنے آقا کے ساتھ بہت بڑے
بڑے معرکوں میں شریک رہے۔ اور کاموں میں ثابت قدم اور مستقل تھے اور انہی شجاعت
و وفاداری اور قابلیت کے باعث روز بروز سلطان کے منظور نظر ہوتے گئے۔ اور عثمان
غازی کے لقب سے سرفراز ہوئے۔ شہرہ میں سلطان علاء الدین سلجوقی نے
تاتاریوں سے شکست کھائی۔ اور اُنسی زمانے میں وہ مر گئے۔ چونکہ سلطان کا کوئی

وارث نہ تھا اور کل رعایا عثمان غازی سے نہایت راضی تھی سب کے بالاتفاق انکو تخت چھلایا اور انھوں نے تخت نشینی کے بعد سلطان علاء الدین کی بیٹی سے شادی کر لی جس نے ان کی سلطنت کی بنیاد کو اور زیادہ مستحکم اور پائدار بنایا۔

فصل دوسری سلطان عثمان خان غازی

عثمان خان غازی سلاطین عثمانیہ کے پہلے سلطان ہیں۔ کہ سنہ ۷۹۹ھ میں تخت پر بیٹھے چونکہ اولوالعزم اور صاحب ہمت تھے تخت پر بیٹھے ہی بہت سے ملک فتح کیے۔ پہلے قلعہ قرہ حصار کو فتح کیا اور اپنا دار السلطنت بنایا۔ اور اپنے بوڑھے نو دس سالہ چچا ڈونڈ کو قتل کیا۔ سنہ ۸۰۰ھ میں حاکم برصہ سے مقابلہ کیا اور اس کے بہت سے ملک کو فتح کر لیا۔ سلاطین عیسائی کو دین کی دعوت کی بعضوں نے اسلام قبول کیا اور بعضوں نے جزیہ دیا۔ اور بعض لڑائی میں گرفتار ہوئے۔ یہ تو ادھر جہاد اور کشور ستانی میں مشغول تھے۔ ادھر تاتاریوں نے ان کے ملک پر یورش کی لیکن اور خان سلطان کے بیٹے نے اسے مقابلہ کیا۔ اور مار کے بھاگوا دیے۔ اس کے اور خان نے قلعہ برصہ کی طرف توجہ کی جبکہ محاصرہ سلطان نے بہت اہتمام اور زمانہ سے کر رکھا تھا۔ اور فتح نہیں ہوا تھا۔ آخر کار اور خان کی بہادری اور استقلال سے حاکم برصہ تنگ آگیا۔ اور قیصر روم کے بیٹے اندر زون کو نس کی صلاح سے ۸۰۶ھ میں اسے یہ قلعہ اور خان کے حوالہ کر دیا۔ اور خود اپنی جان لیکر چلا گیا۔ اس قلعہ میں علاؤ الدین مال و اسباب کے تین ہزار اشرفیاں اور خان کو ملین۔ اسی عرصہ میں اس کو اپنے باپ سلطان عثمان کی علالت کی خبر ملی اور وہ برصہ سے قرہ حصار میں آیا اور باپ کو چراغ سحری پایا۔ آخر ۱۰۔ رمضان ۸۰۶ھ کو سلطان عثمان نے وفات پائی اور خان نے باپ کی نعش قلعہ برصہ میں دفن کی۔ اور اس پر ایک عالیشان مقبرہ بنوایا یہ سلطان نہایت سخی اور سپاہ دوست تھا۔

فصل تیسری سلطان اور خان اول

سلطان اور خان نے اپنی جانشینی کے بعد برصہ کو دار السلطنت مقرر کیا۔ تھوڑے ہی دنوں میں سلاطین فرنگ سے رنج کر پڑے نامی شہرون عنکولہ گندہ ایدس سمندرہ وغیرہ کو فتح کر لیا۔ پہلے اُس نے اپنے بھائی غلام الدین خان کو اپنا وزیر مقرر کیا جب وہ مر گیا۔ تو سلیمان پاشا کو جنھوں نے قلعہ ملک کو فتح کیا تھا۔ وزیر بنایا۔ مدرسہ اور مسجدیں بہت سی اپنے ملک میں تعمیر کرائیں قلعہ اونیکی کو بھی فتح کر لیا جس سے رومیوں کی قوت بالکل ضعیف ہو گئی۔ شہر مین بیزنطیا کو فتح کیا۔ اور شہر گیلی بولی کو بھی لے لیا۔ جو قسطنطنیہ کی سرحد پر واقع ہے۔ اور یورپ میں ہے۔ شہر مین سلیمان پاشا تھوڑے سے گر کر مر گیا جس کا صدمہ عظیم اور خان کو ہوا اور بعد ایک سال کے اور خان نے پینتیس برس بادشاہت کر کے اوراکا سٹی برس کی عمر میں ۱۱۷۱ھ میں اس جہان فانی کے رحلت کی۔ یہ بادشاہ نہایت شجاع اور سخی اور بردبار عادل تھا۔

فصل چوتھی سلطان مراد خان اول

سلطان مراد خان اول اپنے باپ اور خان کے مرنے کے بعد ۱۱۷۱ھ ہجری میں تخت پر بیٹھا اور ہمہ تن اپنی فکر و کوشش کو ملک کے بڑھانے اور ترقی دینے میں متوجہ کیا لالا شاہین اپنے سپہ سالار کے ساتھ ترکوں کا جرار و خوشنوار لشکر اطراف و جوانب کے ملکوں کو تسخیر کر کے لیے روانہ کیا جس نے بہت تھوڑی مدت میں بہت سے شہر و بلدہ کو کوہ بلقان۔ تک مسخر کر لیا۔ بادشاہ یونان نے اسلام کے لشکر کے خوف سے صلح کر لی جان بالالوغ قیصر روم والی قسطنطنیہ نے پوپ روم سے کہ اطالیہ میں رہتا ہمدو چاہی اور تمام شاہان فرنگ نے قیصر کے ساتھ شریک ہو کر سلطان پر چڑھائی کی سلطان نے اپنے سپہ سالار لالا شاہین اور تیمورتاش بیگ کو فوج کے ساتھ مقابلہ کو بھیجا اور بارہ گز خوب لڑائی ہوئی۔ آخر کار سلطان کی فوج غالب آئی۔ اور قیصر نے شکست کھائی اور

نہایت ذلت کے ساتھ صلح قبول کر لی۔ پانچ سال میں عیسائیوں کے بہت شہر اور ملک مسلمانوں کے قبضے میں آئے۔ والی قریان نے جو ایک عیسائی بادشاہ تھا اپنی حفظ آبرو کے لیے اپنی ایک لڑکی سے سلطان مراد خان کے بیٹے بایزید کی شادی کر دی۔ اور اسوجہ سے وہ دست برد سے اسلام کی بجائے سلطان مراد خان نے دوبارہ تیمورتاش کو ملکوں کے فتح کرنے پر مامور کیا جس نے ارنہوٹ کے حدود تک قبضہ کر لیا۔ اور شہر منتر کو نہایت جلاوت کے ساتھ فتح کیا۔

سلسلہ میں مطابق مسئلہ کے قرائل نامے عیسائی بادشاہ سرب و سردیام نے اپنے ہم مذہبوں کے اتفاق سے کئی لاکھ فوج جمع کر کے سلطان پر لشکر کشی کی۔ سلطان نے بھی بڑے استقلال و بہادری سے مقابلہ کیا۔ اور اگرچہ سلطانی فوج عیسائی لشکر کی چوتھائی مقدار پر بھی نہ تھی لیکن سلطان نے موافق آیہ کریمہ دکم من قوتہ قلیلہ غلبت قوتہ کثیرہ کے بنا خوف و ہراس لڑائی پر آمادگی اور توجہ کی بایزید و لیوید سلطان اپنی ہمراہی فوج لیکر یکبارگی دشمن پر ٹوٹا پڑا اور خوب لڑائی ہوئی قرائل زندہ گرفتار ہوا۔ لاکھوں آدمی مارے گئے۔ اور قید ہوئے۔ اور باقی بھاگ گئے۔ سلطان نے فتح کے بعد تقارہ خوشی کا بجوایا۔ اور میدان جنگ میں غنیمت کی لاشوں اور مجروحین کی تشییع کر رہا تھا کہ غنیم کے مجروحین میں سے ایک شخص نے جو غنیم جان پڑا ہوا تھا خیر سلطان کے پیٹ میں مارا جس سے سلطان کا کام تمام ہو گیا۔ اور محافظین سلطان نے قاتل کو اسی وقت قید کر ڈالا۔ اور قرائل کو بھی وہاں لاکر قتل کیا۔

بایزید نے اپنے باپ کی نعش برصہ میں لاکر دفن کی۔ اس بادشاہ کی عمر ۶۳ سال کی تھی ۵۴ برس سلطنت کی یہ بادشاہ نہایت عقل مند و لوالہ العزم۔ صوفی مشرب و درویش سیرت اور پرہیزگار تھا۔ اور اس نے شہر برصہ سے اور نہ پراپنا دار السلطنت منتقل کیا۔ اس بادشاہ نے ایک نئی قسم کی فوج مرتب کی تھی۔ کم عمر لڑکوں کو فوج میں لے کر رکھ کر لڑائی کے فنون سکھائے۔ اور ایک خاص قسم کی زرد و زری ٹوپی۔ انکے لیے بنائی۔ اور اس لشکر کا نام نیک چری رکھا تھا جس کے منہ کی زبان میں فوج جدید کے ہیں۔

فصل پانچویں سلطان بایزید یلدرمؒ

سلطان بایزید یلدرم اپنے باپ کے مرنے کے بعد اسی وقت حرمین بادشاہ ہوا اور اپنے بھائی یعقوب کو جس نے خروج اور لڑائی کا ارادہ کیا تھا قتل کر ڈالا۔ آقا تخت نشینی میں ملک سرب دسویہ ہر فوج کشی کی اور شہر ویدن اور سلوب کو فتح کر لیا۔ سرب کے والی لازار نامے نے مال اندیشی سے اپنی بہن کی شادی سلطان سے کر دی اور اپنا بچھا چھڑایا انھیں ایام میں اندرونیکوس اور اس کے دونوں بیٹوں نے اتفاق کر کے چاہا کہ جان بلا لوع اپنے باپ اور بھائی مانیوئل کو قید کر کے تخت قسطنطنیہ پر سلطہ ہوں۔ مگر جان بلا لوع کو اس سازش کی خبر مل گئی اس نے بیٹے اور پوتوں کو قید کر لیا۔ اندرونیکوس نے سلطان بایزید کو وحشی مخفی لکھی اور قسطنطنیہ کی تسخیر کی ترغیب دی۔ سلطان نے اس امر کو فوز عظیم خیال کر کے فوراً قسطنطنیہ کا قصد کیا۔ چونکہ کل فوج اندرونیکوس سے ملی ہوئی تھی سلطان نے بے لڑے جھگڑے جان بلا لوع اور اس کے مانیوئل کو قید کر لیا۔ اور اندرونیکوس سے خارج مقرر کر کے تخت پر بٹھلایا۔ جان بلا لوع اور مانیوئل کسی طرح قید سے نکل بھاگے اور سلطان کے پاس حاضر ہوئے اور یہ معاہدہ کیا کہ سوائے اس جزیرہ کے جو اندرونیکوس دیتا ہے بارہ ہزار رومی فوج سلطان کے ہمراہ رہے گی جس کا خرچ سلطنت روم ادا کرتی رہے گی۔ سلطان نے اسکی درخواست قبول کر لی اور اندرونیکوس اور اس کے بیٹے کو منزل کر کے جزیرہ سفید میں مقید کیا اور جان بلا لوع کو تخت پر بٹھلایا۔ سلطان کے حکم کے موافق والی سرب نے اپنے ملک میں مسجدوں اور مدرسوں کی تعمیر کی اور مسلمانوں کو رہنے کی اجازت دی۔

چونکہ بایزید کو بیت المال کی حفاظت اور ترقی دینے کی طرف نہایت اور خاص توجہ تھی اور کل روپیہ فوجی مصارف میں صرف کرتا تھا لہذا اس نے چاہا کہ شہر اشہر کے باشندوں کو روپیہ بیکر مسجد میں اور اندر سے سرب میں تیار کرے مگر اشہر کے عیسائی باشندوں نے انکار کیا اور اس مطالبہ پر ناراض ہو کر لڑائی اور غارت گری کا ارادہ ہوا۔ بایزید نے لشکر لگایا اور اسی وقت قیصر روم کو لکھا کہ فوراً اشہر کے قلعہ کی دیوار اور برج مسمار کر دے۔

قیصر نے اسی وقت شہر اشہر بایزید کے حوالہ کر دیا۔ سلطان نے کئی لاکھ اشرفیان وہاں کے باشندوں سے وصول کیں اور اس روپیہ سے ملک سرب میں نہایت عمدہ اور عالیشان عمارتیں تعمیر کرائیں اور خاص شہر سرب میں مسجد جامع بہت روپیہ لگا کر بنائی۔ حاکم ویدرن نے جو اشہر کے متصل تھا اپنا دارالخلافہ سلطان کے حوالہ کیا۔ اور اسی حیلہ میں سلطان سے دوستی پیدا کی۔ اور سکہ اور خطبہ بایزید کا اپنے ملک میں جاری کیا۔ اور خود اس نے اپنی حکومت شہر تیرہ میں اختیار کی بایزید جب سب باتوں سے فارغ ہو چکا تو اس نے مجد و امیر جہاد کا تہیہ کیا اور بارہ ہزار کنجٹ قیصر روم سے طلب کیے جس کو قیصر نے سپہ سالاری میں اپنے بیٹے مانیوئل کے سلطان کی خدمت میں روانہ کیا۔ سلطان نے یہ شکریہ کر۔

فرنگستان و اشہر پر چڑھائی کی۔ اور جزیرہ او دوس کو فتح کیا۔ اسی عرصہ میں بایزید کو معلوم ہوا کہ جان بلالوغ قسطنطنیہ میں نیا قلعہ تیار کرتا ہے۔ اور سامان جنگ فراہم کر رہا ہے۔ سلطان نے جان بلالوغ کو کھلا بھیجا کہ فوراً قلعے کی دیواریں گرا دے۔ ورنہ مانیوئل اس کے بیٹے کی آنکھیں نکال لیجا مینگلی جان نے فوراً اس حکم کی تعمیل کی اور کل نئی دیواریں قلعہ کی گرا دیں۔ مگر اس دم دغصہ میں بیمار ہو کر وہ چند روز میں مر گیا۔ مانیوئل کو جب اپنے باپ کے مرنے کی خبر ملی وہ سلطان کی بغیر اجازت قسطنطنیہ کو چلا گیا۔ اور اپنے باپ کی جائے تخت نشین ہوا۔ بایزید نے جب سنا کہ مانیوئل نے ایسا کیا اس نے قسطنطنیہ پر فوج کشی کا حکم دیا اور ایک لشکر ملک بلغار پر بھیجا۔ اس عرصے میں علاء الدین نے جو ایک فوجی سردار تھا بغاوت کی۔ اور تیمورتاش وزیر کو قید کر لیا۔ بایزید بہ سبیل یلغار وہاں پہونچا اور علاء الدین کی جمعیت کو پراگندہ اور متفرق کر دیا۔ اور اسکو اور اس کے دونوں بیٹوں کو گرفتار کر کے قلعہ برصہ میں مقید کیا۔ اور تیمورتاش کے حوالہ کیا۔ تیمورتاش نے چند روز بعد سلطان کے حکم سے اسکا کام تمام کیا۔ جب بایزید خان ان جھگڑوں سے مطمئن ہو گیا تو اس نے پھر کشورتانی کی طرف توجہ کی۔ اور بہت سی لڑائیوں کے بعد ملک برہان الدین کا

چھین لیا۔ اور اکثر قلعہ اور شہر عیسائیوں کے بھی فتح کیے۔ بعض اشخاص بایزید کے خوف سے
سمرقند بھاگ گئے۔ اور امیر تیمور گورگان کے پاس پناہ گزین ہوئے۔

۹۶۷ء میں بایزید نے قسطنطنیہ پر چڑھائی کی۔ قیصر نے رومہ کے پوپلہ در دوسرے شاہان
فرنگ سے مدد لی۔ اسی ہزار آدمی جمع کئے اور شہر نکوپولی کے سوادین دونوں لشکروں
کا مقابلہ ہوا۔ اور بایزید نے فتح پائی اور قیصر کا لشکر بھاگ گیا۔ و سن ہزار عیسائی۔
زفرہ سلطان کے روبرو لائے گئے۔ اور اس کے حکم سے اُنکے سر بدن سے جدا کیے گئے۔
اگرچہ قیصر نے امیر تیمور سے مدد چاہی مگر امیر کچھ متوجہ نہیں ہوا۔ ناچار قیصر نے جس طرح ہو سکا
صلح کر لی۔ بایزید اس فتح کے بعد اپنی دار السلطنت کو واپس آیا۔ بیان اس کو
امیر تیمور کا لہجہ اور نامہ ملا جس میں امیر نے احمد جلبار والی عراق کو جسے بایزید کے
پاس پناہ لی تھی طلب کیا۔ اور دوستانہ یہ بھی لکھا تھا کہ تم کو غافل بیٹھنا مناسب نہیں ہے۔
عیسائی جو تمہارے دین و جان کے دشمن ہیں موقع کے منتظر ہیں بایزید کو یہ پیام گران
معلوم ہوا۔ اور لہجہ کو نہایت ذلت اور سبکی کے ساتھ دربار سے نکال دیا اور تارے کا
بست سخت جواب دیا۔ اور جب بایزید نے سنا کہ قیصر نے امیر تیمور سے مدد چاہی
تھی اور بھی غضبناک ہوا۔ اور قسطنطنیہ پر جہاز لشکر لیکر چڑھ دوڑا۔ امیر تیمور۔ اپنے خط کا
جواب ماطلاک پا کر اور اپنے سفیر کی بے حرمتی کے جوہر حقیقت اس کی سبکی تھی نہایت
جوش میں آیا۔ اور ایک عظیم الشان لشکر فراہم کر کے بایزید یلدرم کے مقابلہ کو روانہ ہوا۔
شہر سیواس میں جو دریائے قزل ارمان پر ہے بایزید کے ایک بیٹے اور حبسند
سواروں سے امیر تیمور گورگان کے بڑی لڑائی ہوئی آخر کار بایزید کا بیٹا اور کل نامی
سوار مارے گئے۔ اور امیر تیمور نے فتح پائی۔ بایزید نے جب یہ خبر سنی قسطنطنیہ کا
علمہ چھوڑ کر کمال اضطراب امیر تیمور کے مقابلہ کو روانہ ہوا سلطان کی فوج میں
اس وقت چار لاکھ آدمی تھے۔ اور امیر تیمور کے لشکر میں آٹھ لاکھ آدمی تھے۔

۱۰۔ ذیجہ سنہ ۷۰۰ھ میں قصبہ انکور دین دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا بایزید اپنے پانچون بیٹوں موسیٰ سلیمان محمد عیسیٰ اور مصطفیٰ کو یمنہ و میسرہ وغیرہ میں مقرر کر کے خود بہ نفس نفیس امیر کا مقابل ہوا۔ صبح سے شام تک بہت سخت لڑائی رہی آخر بایزید کی فوج کو شکست ہوئی اور بایزید بھاگا۔ اتفاقاً اس کے گھوڑے نے ٹھوکر لی۔ اور بایزید گر پڑا امیر کے ایک سپاہی نے جو وہاں تھا بایزید کو گرفتار کیا۔ اور امیر کے پاس لے گیا بایزید کا ایک بیٹا موسیٰ نامے بھی گرفتار ہوا اور مصطفیٰ کا پتہ نہ لگا۔ شاید مارا گیا باقی تینوں بیٹے محمد سلیمان اور عیسیٰ۔ ادھر ادھر تباہ اور خراب پھرا کیے۔ جب بایزید کو امیر تیمور صاحبقران کے سامنے لائے۔ امیر نے تعظیم کی۔ اور اپنے برابر بٹھایا اور نہایت دلجوئی اور اخلاق کیا۔ اور حسن برلاس کو بایزید پیشین کیا۔ کہ سلطان کو آرام کے ساتھ مقید رکھے۔ بایزید چونکہ نہایت غیور تھا اس شکست و قید کا اس کے دل پر سخت اثر پڑا جس کے باعث وہ بیمار ہو گیا۔ اور بہت کچھ علاج و معالجہ ہوتا رہا مگر کچھ سودمند نہ ہوا آخر کو اس نے ۱۰ شعبان ۷۰۰ھ میں اس بے ثبات دنیا سے رحلت کی۔ امیر نے بایزید کی لاش اس کے بیٹے موسیٰ کے حوالہ کی اور اس کو رخصت دی موسیٰ نے اپنے باپ کی لاش برصہ میں لا کر دفن کی۔

مورخین لکھتے ہیں کہ امیر تیمور چاہتا تھا کہ دیارے فرنگ کو دبوچ لیں اور کر کے بایزید کے بیٹوں سے اٹکا بقیہ ملک لیلیون۔ لیکن اس وقت قیصری سپاہ اور سلطان کی بقیہ سپاہ تفرقہ مند ہی سے گذر کر اور اکٹھے ہو کر امیر تیمور کی مدافعت میں سرگرم رہی اور اس وقت امیر تیمور کو دوسری طرف توجہ کرنے کی ضرورت پڑی اس سبب سے وہاں سے چلا آیا۔

مستبر مورخین کا قول ہے کہ جب امیر تیمور نے لڑائی کا ارادہ کیا۔ اور۔ اردبیل میں آیا تو حضرت خواجہ علی خلف مولانا صدر الدین اور زبیرہ جناب سید شاہ صفی الدین عظیم الرحمۃ کی خدمت میں تھا حاضر ہوا۔ حضرت موصوف صبح کی نماز پڑھ کر مراقبہ میں مشغول تھے

اور انکے گرد تمام مرید حلقہ کیے ہوئے مراقبہ کر رہے تھے جسوقت امیر پہونچا حضرت نے تعظیم دی اور معاف کر کے اپنے برابر بٹھالیا۔ امیر کو خطرہ گذرا کہ بایزید پر ٹھکرو فتح ہوگی یا نہیں۔ آپ نے اسی وقت خطرہ پر شرف ہو کر فرمایا۔ جاتیرا مطلب برائے گا۔ اور اپنے ملبوس سے ٹوپی عنایت کی۔ اور رخصت کیا۔ جب امیر نے بعد فتح کے معادوت کی اور اردنیل پہونچا۔ ظہر کے وقت تنہا حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور جواہرات و اسباب نقد و جنس نذر کیا۔ مگر آپ نے کچھ بھی قبول نہیں کیا۔ اور یہ فرمایا کہ یہ چیزیں میرے کام کی نہیں ہیں۔ امیر نے بہت اصرار کیا کہ آپ میری نذر قبول فرمائیں۔ کہ میرے لیے سعادت اور برکت کا باعث ہے۔ حضرت نے جواب دیا کہ ان چیزوں کی تو مجھے کوئی حاجت نہیں ہے۔ ان بایزید کے لشکر کے جو قیدی تمہارے ساتھ آئے ہیں ان میں سے جس قدر میرے حجرے میں آسکیں انکو مجھے دیدو۔ امیر نے خوشی سے تمام قیدیوں کو بلایا جو تعداد میں کئی ہزار تھے۔ وہ سب کے سب آپ کے حجرے میں آگئے۔ امیر یہ کرامت دیکھ کر اور بھی متعجب ہو گیا۔ اور سب قیدیوں کو آزاد کر کے حضرت کی خدمت میں چھوڑ گیا۔ اور خود رخصت ہوا۔ حضرت نے سب قیدیوں کو حجرے سے نکال کر فرمایا کہ اب تم آزاد ہو اپنے وطن کو جاؤ۔ وہ سب آپ کے مرید ہوئے اور عرض کی کہ ہم لوگ جانا نہیں چاہتے۔ آپ کی خدمت میں رہیں گے۔ حضرت نے قبول فرمایا یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب شاہ اسماعیل صفوی اپنے آبائی تخت پر بیٹھے تو انھیں قیدیوں کی اولاد اور بھی دوسرے مریدوں کی اولاد لے جو نہایت شریف اور سپاہی تھے۔ شاہ اسماعیل اول کو کشور شانی کی ترغیب دی اور ملک ایران کو سخر کیا۔ اور اسی گروہ کو قزلباش کہتے ہیں۔ یہ بادشاہ نہایت اولوالعزم اور خیر اور سپاہ دوست تھا۔ سلسلہ میں پیدا ہوا۔ تیرہ برس سلطنت کی، ۵۰ برس کی عمر میں ۸۰۰ھ میں انتقال کیا۔

فصل چہونین سلطان محمد خان اول

جب سلطان بایزید یلدرم کو امیر تیمور نے قید کر لیا۔ تو ان کے بیٹے بھاگ کر اپنی

دارالخلافت میں آئے۔ اور بعد جلنے امیر تیمور کے آپس میں خوب خانہ جنگی رہی جس کی تفصیل کے لیے ایک دفتر چاہیے۔ الغرض گیارہ بارہ برس یون ہی گزرے سلیمان کو سیاونیک چری نے اسوجہ سے قتل کر ڈالا کہ اس نے فوج کے ایک سردار کی وارنٹی ہوئے داڈالی تھی موسیٰ نے اپنے بھائی کے انتقام لینے کا قصد کیا اور بہت سیاونیک چری کو زندہ گرفتار کر کے آگ میں جلا دیا۔ سلسلہ عربین محمد نے اپنے بھائی موسیٰ کو قتل کر ڈالا۔ اور خود تخت سلطنت پر بیٹھا اور انتظام مملکت کی طرف جو آپس کی خانہ جنگیوں سے بہت کچھ محتاج اصلاح ہو رہا تھا متوجہ ہوا۔ سلطان طہین فرنگ و یونان سے دوستانہ نامہ و پیام جاری کیا حاکم قرمان نے جبکو قدمی کہنے سلطان بایزید سے تھا موقع پاکر بایزید کی قبر کھود کے لاش کو جلا دیا محمد خان نے اس فساد کو دفع کرنا چاہا۔ اور دشمن کو جھکا دیا۔ حاکم قرمان کا بیٹا مصطفیٰ بیگ گرفتار ہوا جب اس نے آیا تو اس نے اپنے سینہ کے مقابل ایک کبوتر اپنے جبہ میں چھپایا تھا۔ اس پر ہاتھ رکھ کر بفرم کیا کہ جب تک یہ برقع میرے جسم میں ہو بادشاہ سے بیوفائی نہ کروں گا۔ سلطان نے بھی قسم کھائی اور اسکا قصور معاف کیا۔ مصطفیٰ بیگ نے بادشاہی محل سے نکلنے ہی کبوتر کو مار ڈالا اور فوراً بادشاہی بکروں کے گئے لوٹنا شروع کر دیے جب بادشاہ کو خبر ہوئی سواروں کو بھیجا اور اسے پھر پکڑ بلا کر کہا کہ میری اہلیت اور شرافت اسکی مقتضی نہیں ہے۔ کہ تجھو ایسے کمینہ عہد شکن کو سزا دو ان اسلئے کہ میں نے امان دی ہے۔ تو اگر اپنی قسم سے پھر ابھرا میری شان و دہ نہیں ہے کہ اپنے عہد سے پھرون۔ میں نے تیری جان بخشی کی جہاں چاہے چلا جا۔

انہیں دنوں میں ایک شخص نے خروج کیا۔ اور لوگوں پرے اٹھار کیا۔ کہ میں وہی مصطفیٰ بایزید کا بیٹا ہوں جو امیر تیمور کی لڑائی میں روپوش ہو گیا تھا۔ بادشاہ نے اس پر فوج کشی کی اور وہ بھاگ کر قیصر روم کے کسی عامل پاس پناہ گزین ہوا محمد خان نے عامل سے اسکو مانگا مگر اس نے قیصر کی اجازت کا عند پیش کیا۔ اور قیصر نے سلطان کو لکھ بھما

کہ جو کسی بادشاہ کی پناہ میں آئے اُسکو اُس کے دشمن کے حوالہ کرنا نہایت بے حیسی ہو مگر آپ
مطمئن رہیں کہ میں اُسکو اُسکی زندگی تک نظر بند و قید رکھوں گا۔ سلطان نے اس بات کو
قبول کر لیا۔ اور اُسکے لیے کچھ ماہوار مقرر کر دی اس بادشاہ کے وقلعہ رئیسوں کے بہت ہنر
اُسکا ذکر نہایت خالی از طوالت نہیں۔ اسے اپنا تخت گاہ اور نہ دایڈریہ لوبل میں مقرر کیا۔
اور سلاطین عثمانیہ میں یہ پہلا بادشاہ ہے جس نے جہازات جنگی اور سپاہ دریا اور توپخانہ کو سلطنت
عثمانیہ میں ایجاد کیا۔ ۲۳۰ھ میں خونی اس سال میں وفات پائی جب مرض سے روز بروز اُسکی
حالت تباہ ہونے لگی۔ تو اپنے بیٹے اور کواماسیہ سے طلب کیا۔ لیکن قبل اسکے پہنچنے کے
موت آگئی وزیروں نے اُسکے مرنے کا حال مخفی رکھا جب اکتالیسویں دن مراد خان۔
تخت نشین ہوا اس وقت سلطان کے مرنے کی خبر لوگوں کو معلوم ہوئی۔ بہت سی مسجدیں سلطنت
عثمانیہ میں اس بادشاہ کی یادگار ہیں۔ یہ آدمی زمین۔ عقل مستقل مزاج۔ عادل۔ کریم اور دوستی کا
سچا بے کینہ تھا ظاہری شان و تزک کو بہت پسند کرتا تھا۔ یہی پہلا بادشاہ عثمانیہ میں سے
تھا جس نے مکہ معظمہ کے محتاجوں کے لیے سالانہ مقرر کیا اُسکی سلطنت کی مدت اٹھ برس تھی

افصل سنا توین سلطان مراد خان ثانی

محمد خان کے بعد سنا بیٹا مراد خان ثانی تخت نشین ہوا۔ یہ بادشاہ ۲۳۰ھ ہجری میں
پیدا ہوا۔ اور بیس برس کی عمر میں بادشاہ ہوا۔ ما نوئل قیصر دم نے اُسکو لکھا کہ تم اپنا بیٹا۔
میرے پاس رہیں رکھ دو سورنہ میں مصطفیٰ کو بایزید ملیہ رم کا بیٹا اور میرے پاس مجبوس
بے رہا کرو گناہگر مراد خان نے اس درخواست پر کہہ لیا کہ نہ کیا۔ قیصر نے مصطفیٰ کو رہا کر کے
دس جنگی جہازات کی افسریت پر مراد خان کے مقابلہ کو بھیجا۔ اور مصطفیٰ نے شہر گالی پولی پر
قبضہ کر لیا۔ مراد خان نے بایزید پاشا کو تیس ہزار فوج کے ساتھ مصطفیٰ کے مقابلے کو
روانہ کیا۔ مگر بایزید پاشا مارا گیا۔ اور اس کی فوج نے شکست اٹھائی۔ اب مراد خان
نے پرنس لفسس جڑھالی کی۔ جب سلاطین لشکر گالی پولی کے قریب پہنچا

مصطفیٰ کی اکثر فوج سلطان سے مل گئی مصطفیٰ یہ حالت دیکھ کر کالی پولی سے مضبوطی کا
 راہ میں اُسکے نوکروں نے اُسکو مار ڈالا۔ سلطان نے وہاں سے قسطنطنیہ کی طرف رخ کیا
 اور ایک لاکھ فوج سے وہاں جا پہنچا اور خون اور لوٹ اپنے سپاہیوں کو معاف کر دی۔ اگرچہ
 قسطنطنیہ فتح نہ ہو سکی مگر مانوئل نے نہایت عاجزی اور ذلت سے صلح کر لی۔ اور جزیہ دینا
 قبول کر لیا۔ مراد خان نے وہاں سے مغرور و منصور مراجعت کی لیکن قیصر اس صدمہ سے
 عنقریب بیمار ہو کر مر گیا۔ مراد خان نے پھر جہاد کا تہیہ کیا۔ اور بہت سے شہر بلا وجہ
 بجز اسود کے کنارے پر واقع تھے فتح کر لیے۔ مگر بلغار پر اُسکو سخت شکست ہوئی جس میں اُسکی
 بیست ہزار فوج کام آئی۔ اور سلطان وہاں سے ناکام پھر اپنے شہاب الدین پاشا کو اسی ہزار
 فوج کے ساتھ بلغار کی فتح پر متعین کیا۔ جو اپنے سپاہیوں کے ساتھ والی بلغار کی قید میں آگیا۔
 سلطان نے اُس پر بھی تیسری مرتبہ چڑھائی کی۔ اور شکست کھائی۔ آخر کو اُس سال کے اواخر
 پر باہمد بیک صلح ہو گئی مراد خان نے اپنے بیٹے محمد خان ثانی کو اپنی جگہ تخت نشین کیا
 اور خود گوشہ نشین ہو گیا۔ جب حاکم بلغار نے یہ سنا تو اُسے عمدہ شکنی کی اور سلطان پر اسے
 لشکر کشی کی بہت سی لڑائیاں خشکی اور تری میں ہوئیں۔ اور دو تئو بیستالیس جہاز سلطانی
 کو اس نے توپوں سے اڑا دیا۔ اور خشکی کی لڑائی میں بھی فتح یا ب رہا بہت سلطانی شہر
 اُس کے تصرف میں آ گئے۔ جب سرداروں نے یہ حال دیکھا تو مراد خان کو گوشہ سے
 نکالا اور چالیس ہزار فوج کے ساتھ دشمن کے مقابلہ کو آیا۔ اس مرتبہ بھی بلغاریوں نے
 شکست دی اور سلطان کے خیمہ تک پہنچ گئے تھے۔ اور سلطان چاہتا تھا کہ بھاگے مگر فوج
 کے افسروں نے سلطان کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی۔ اس عرصہ میں شاہ بلغار سامنے آگیا۔
 سلطان مراد خان نے کہ فن تیر اندازی میں بے مثل تھا ایسا ایک تیر بھینکا کہ شاہ
 بلغار کے سینہ کو توڑ کر پار نکل گیا۔ فوج ہمراہی نے کہ سلطان کے ساتھ تھی اُسکا
 سر کاٹ ڈالا۔ اُس واقعہ سے دشمن کے لشکر میں ہلکے پڑ گیا۔ اور سارے لشکر کے پاتوں

اٹھ گئے۔ مراد خان نے ہمارا اپنی دارالسلطنت کا راستہ لیا۔ ۵۵۰ھ ہجری میں مطابق ۱۱۵۰ء
 میں سلطان نے ۱۵ برس کی عمر میں انتقال کیا۔ اور اکتیس برس سلطنت کی اور برصہ
 میں دفن ہوا۔

فصل اٹھویں سلطان محمد خان ثانی

یہ بادشاہ سلطان مراد خان ثانی کا بیٹا ہے۔ ۵۵۲ھ میں پیدا ہوا۔ اور اپنے باپ
 کی وفات کے بعد تخت پر بیٹھا۔ اسکا بھائی اور خان قیصر دم کے پاس نظر بند تھا قیصر نے
 لکھا کہ اسکا معمولی ماہوار جلتہ بھیجو۔ ورنہ اور خان۔ کو میں رہا کروں گا۔ سلطان اس خط کو
 پڑھ کر نہایت غصہ ہوا۔ اور فوج کے جمع کرنے کے لیے حکم دیا۔ چند مدت میں تقریباً اڑھائی لاکھ
 فوج جمع ہو گئی۔ اور قیصر نے بھی خبر پا کر لشکر کی آراستگی کا حکم دیا۔ اور تمام سلاطین یورپ
 اور یوپی روم سے اس نے مدد چاہی۔ اور ہر ایک نے بقدر اپنی حیثیت کے فوجیں
 بھیجیں۔ ۵۵۴ھ میں سلطان محمد خان روانہ ہوا اور قسطنطنیہ کے متصل ہو چکر شہر کا
 محاصرہ کیا۔ پچاس شبانہ روز تک لڑائی ہوتی رہی۔ قلعہ کے چار برج ٹوٹ گئے۔ اور جا بجا
 دیواروں میں بھی رخنے پڑ گئے۔ بیسویں جمادی الاول ۵۵۵ھ کو سلطان کی فوج نے
 یورش کی۔ اور ٹوٹی دیواروں کی طرف سے قلعہ میں گھس پڑے اور غنیمت بھی خوب دل کھول کر
 لڑے ہزار ہا آدمی مارے گئے قسطنطنیہ میں ہمہ براطوس قیصر دم بھی سپاہ نیک جری کے ہاتھ
 سے مارا گیا۔ اور اسکا سر نیزے پر رکھ کر تمام شہر میں بھرا یا گیا تین روز تک قتل عام اور لوٹ
 ہوتی رہی۔ جو تھے دن حکم امان کا جاری ہوا۔ بہت سے کنیسون کی مسجدیں بنائیں کچھ عیسائیوں
 کے بے چھوڑ دیے۔ تاریخوں سے پایا جاتا ہے کہ یہ شہر قسطنطنیہ اکبر کے زمانہ سے اس واقعہ
 تک ۲۹ مرتبہ محصور ہوا اور سات مرتبہ فتح ہوا۔ قیصر ان روم پہلے ستارہ پرستی کا
 مذہب رکھتے تھے بعد ازاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مذہب عیسائی اختیار کیا۔ اور
 تمام یورپ میں قیصر روم شہنشاہ کھلاتے تھے سلطان نے اس فتح کے بعد تمامی۔

شاہان مصر و شریف مکہ و شاہ ایران کو نامے بھیجے۔ بعد ازاں فتح نمایان کی خوشخبری دی۔
 میسائیون پر خراج مقرر کیا۔ اور مسجد جامع جو بنام زید بن ابیہ بن جراح بنی امیہ بن ابی سفیان بن
 تمیم کرائی۔ جب اُسکی تعمیر ہو چکی تب کے دن سلطان نے اُس میں نماز پڑھی۔ اور شیخ الاسلام
 قاضی القضاۃ شمس الدین نے سلطان کی مکر میں تلوار باندھی۔ جب سے شاہان آل عثمان میں
 یہ رسم ہو گیا۔ بعد ازاں فتح کے سلطان نے ڈیڑھ لاکھ فوج اور تین سو توپیں لیکر قلعہ بلغراد
 کا محاصرہ کیا۔ اور مدتوں محاصرہ رہا۔ سلطان کو بھی اس محاصرے میں خفیف زخم آیا مگر قلعہ
 فتح نہ ہوا۔ بالآخر سلطان نے محاصرہ اٹھا کر اور نہ کی طرف معاودت کی۔ چند دنوں بعد
 سلطان نے پھر ملک ستانی کی غزیت کی اور بہت سے شہر یونان۔ اور ملک سرب
 (سرویہ) و طرابلس و ولایت سینوپ اور جزیرہ نیبوسہ اور کوشو و قالہ و سلی
 اور بلاد روم کے (وٹینرینٹس) فتح کیے۔ یہ صوبہ ملک اطلالیہ میں واقع ہے اور رومہ کبریٰ
 کی سلطنت کا ایک جزو تھا۔

شہر میں پیش پیش کی سب سالاری میں کہ سلطان کے عزیزوں میں عتلا لاکھ آدمی
 جزیرہ رومس کی فتح کو روانہ ہوئے۔ اور تین مہینے تک جزیرہ کا محاصرہ رہا۔ آخر کو
 جزیرہ فتح ہوا اور فوج واپس آئی۔ بعد اسکے سلطان نے دو لشکر جرار ایک کو جزیرہ
 قبرس اور دوسرے کو ایران کی فتح کے لیے تیاری کا حکم دیا۔ ہنوز یہ لشکر مرتب اور
 مکمل نہیں ہوا تھا کہ سلطان نے جمادی الاول ۷۷۷ھ موافق ۱۳۷۵ء عیسوی میں انتقال کیا
 اور بلبلہ اذن ملبہ میں مدفون ہوئے۔ عمر اس سلطان کی باون برس تھی بلور مدت
 سلطنت اکتیس برس بارہ سلاطین کے ملکوں کو اس نے فتح کیا اور دوسو سے زیادہ
 قلعے مسخر کیے عالموں کو نہایت دوست رکھا علم کی بہت قدر کرتا تھا۔ اور خود بھی علم سے
 بے بہرہ نہ تھا۔ اسکے دو بیٹے تھے۔ بایزید اور محمد شہید۔

فصل نوین سلطان بایزید ثانی

محمد خان کی وفات کے بعد محمد پاشا وزیر چاہتا تھا کہ سلطان کے چھوٹے بیٹے جمشید کو تخت پر بٹھائے۔ مگر فوج نیک چری نے وزیر کو قتل کر ڈالا اور اسکی جگہ اسحق پاشا کو مقرر کیا۔ اس عرصہ میں بایزید - چار ہزار سوار کے ساتھ آیا سیا - میں آیا۔ اور باپ کی جگہ تخت نشین ہوا جمشید نے برصہ میں جا کے بغاوت شروع کر دی بایزید نے اس کے مقابلہ کو لشکر روانہ کیا۔ لیکن سلطانی لشکر نے شکست اٹھائی اور بایزید بذات خود متوجہ ہوا اور جمشید کو بھگایا راہ میں قوم ترکمان نے جمشید کے ہتھیار اور کپڑے چھین لیے اور جمشید مصر کی طرف چلا گیا جہاں قائد بیگ قوم چرس کے سردار نے اسکی نہایت تعظیم و تکریم کی اور اپنے پاس رکھا۔ ترکمانوں نے جمشید - کا لباس اور ہتھیار جو چھین لیا تھا بایزید کے پاس بغرض انعام لیکے لگاڑنے بجائے اس کے کہ ان لوگوں کو کچھ انعام دے ان سب کو بچاؤسی دیدی اور یہ کہا کہ جو غلام اور لڑکے ملک سے بوفانی اور ٹکھوامی کریں انکی ہی سزاؤ چار مہینے کے بعد جمشید قائد بیگ سے رخصت ہو کر مکہ معظمہ کو چلا گیا اور حج کے بعد بحر لڑائی کا سامان فراہم کیا۔ بایزید نے جمشید کو لکھا کہ خدا کے حکم سے یہ ملک میرے حصہ میں تھا۔ اب تمکو بھی خدا کی مرضی ہو تقدیر پر راضی ہونا چاہیے مگر جمشید نے نہ مانا۔ اور بحر آپس میں لڑائی ہوئی۔ مگر جمشید شکست کھا کر طانس ایللی کی طرف بھاگ گیا۔ اور قوم صفالیہ نے اسکی حمایت کی بایزید نے حاکم رودس کو خط لکھا۔ لیکن جمشید کو بایزید کے خوف سے شہر نیکیس علاقہ اطالیہ میں پھوہ یا جمشید۔ وہاں بھی نہ ٹھہرا اور شہر اولیون علاقہ فرانس میں اور دوسرے ملکوں اور شہروں میں سات برس تک پھرتا رہا آخر شاہ فرانس نے اسکو قید کیا جب پانڈسولیس ایم پراطوس مر گیا جمشید۔ قید سے بھاگ کے پوپ اسپنوسن کے پاس گیا اور اپنا حال بیان کیا پوپ نے اسکو بڑے اعزاز سے اپنے پاس رکھا جب پوپ مر گیا اور اس کا بیٹا سکندر ششم جانشین ہوا۔ تو بایزید نے پوپ کو جمشید کے شروفع کرنے کی رغبت دی

اور پوپ نے رومیہ کی طرح میں جمشید کو زہر دے دیا۔ بایزید اپنے عہد میں بہت سی لڑائیاں لڑا بہت سے ملک فتح کیے۔ ایک مرتبہ وہ بقصد تسخیر ملک ارمیوطا و تونس، جاتا تھا اثناء راہ میں ایک فقیر سلطان کے پاس آیا۔ اور چاہتا تھا کہ اس کو ہلاک کرے محاططین سلطان نے اسی وقت اسکو ٹکڑے کر ڈالا۔ اس روز سے یہ دستور ہو گیا۔ کہ کوئی شخص تمہارا بندہ سلطان کے پاس نہیں جاسکتا۔ ۹۰۳ء میں سلطان نے بلا دیو لونا پر حملہ کیا اور دس ہزار عیسائی کو قید کر لیا اور پوپ لونا یعنی بالینڈ کو خوب لوٹا۔ ۹۰۸ء عیسوی میں قسطنطنیہ میں زلزلہ آیا جس سے ایک ہزار ستر مکان اور ایک سو نو مسجدیں اور ایک ٹکڑا قصر سلطانی کا گر پڑا اور سیالیس دن تک زلزلہ بار بار آتا تھا۔ سلطان نے پندرہ ہزار معمار اور مزدور ان سب مہدمہ عمارت کی درستی کو مامور کیے۔ اور سب کو ترمیم کرا دیا۔ ۹۱۸ء ہجری میں سلطان نے بعارضہ نقرس بیمار ہو کر وفات پائی۔ اسکی عمر ۶۶ سال کی تھی اور ۳۲ برس بادشاہت کی یہ بادشاہ جسیم قوی ہیکل ظریف۔ ادیب عابد پرہیزگار تیر انداز اور شعور سخن کا بھی مذاق درست رکھتا تھا ہر سال زر خطیر مکہ معظمہ کو بھیجا کرتا تھا انکے بیٹوں میں جو بجا بجا و شاہ ہوئے سلطان جہاندار شاہ سلطان احمد سلطان نور و سلطان محمود سلطان عبداللہ اور سلطان علم شاہ تھے ان سب کے بھی نامی اولاد ہوئی لیکن سلطان بایزید کے ارشد اور امجد بیٹوں میں سلیم خان تھے۔

فصل دسویں سلیم خان

بایزید کے مرنے کے بعد اسکا بیٹا سلیم خان جانشین ہوا۔ اسکی ولادت ۸۲۷ء ہجری میں مطابق ۱۴۲۷ء میں ہوئی اسکی تخت نشینی کے بعد اس کے بھتیجے علاء الدین نے شہر برصہ میں بغاوت شروع کر دی سلطان دارالسلطنت میں اپنے بیٹے سلیمان کو اپنا قائم مقام کر کے ستر ہزار فوج لیکر براہ خشکی علاء الدین پر چڑھ دیا۔ اور ایک سو پچیس جنگی جہاز دریائی راہ سے روانہ کیے علاء الدین کے باپ احمد نے بھی شہر اماسیہ میں بغاوت

شرع کر دی۔ اور اُسکا دوسرا بھائی مصطفیٰ اُسکا وزیر شریک ہو گیا سلیم نے راہ میں مساکہ
مصطفیٰ کی عورتیں اُسکے پاس جاتی ہیں ماسیئے اُسنے سواروں کو دوڑایا کہ ان سب کو گرفتار
کر لائیں۔ مگر احمد یہ خبر پانے ہی وہاں پہنچا۔ اور سواروں کو متفرق کر کے عورتوں کو بچا لیا
آخر کو سلیم نے سرداروں کی سازش سے مصطفیٰ کو گرفتار کر لیا۔ اور گلا گھونٹ کے مار ڈالا
اور بعد اُس کے بہت سے امرا اور وزرا اور بھائی بھتیجوں کو قتل کیا۔ سلیم کے پاس سواے
شاہ اسمعیل صفوی کے سب بادشاہوں نے تحائف اور نامے بھیجے۔ سلطان سلیم
سنی حنفی المذہب تھا۔ تعصب مذہبی بھی اُس کے مزاج میں بہت تھا۔ مراد خان کا ایک بھتیجا
شاہ اسمعیل کے پاس پناہ گزین ہوا۔ اس سبب سے سلطان نے اُس پر چڑھائی کی۔
اور ڈیڑھ لاکھ فوج جرار اور ساٹھ ہزار اونٹ محمولہ سامان جنگ لیکر ایران پر حملہ کیا۔ چونکہ
شاہ میں مقابلے کی طاقت نہ تھی۔ چند منزل تک تمام دیہات کو اپنے ملک کے جلا دیا جس سے
سلیم کے لشکر کو بوجہ نایابی خوراک و چارہ وغیرہ کے بڑی تکلیف ہوئی۔ میدان پاشا نے سلطان
سے شکایت کی کہ اس ملک میں سپاہیوں کو بہت نقصان پہنچا۔ سلطان نے خفا ہو کر اسکو
قتل کیا۔ اور شاہ اسمعیل کے پاس زنا نہ لباس بھیجا۔ اگرچہ شاہ میں مقابلے کی طاقت نہ تھی
مگر خیریت اور حمیت نے جوش کیا۔ اور غرور جب سترہ ہزار فوجوں کے ساتھ ایران میں خوب
ایرانی ہوئی۔ اس معرکہ میں شاہ اسمعیل زخمی ہو کر گھوڑے سے گر پڑا۔ سلطان سوار چاہتے
تھے کہ اُس کو گرفتار کریں۔ مگر ایک ایرانی سوار اپنی جان پر کھیل کے وہاں پہنچا اور
بنا گھوڑا شاہ کو دیا۔ شاہ موقع پا کر گھوڑے پر سوار ہو کر اُس معرکہ سے تبریز کی جانب
مکمل گیا۔ اور وہ ایرانی سوار وہاں مارا گیا۔ سلیم نے شاہ کے خیمہ گاہ کو لوٹا۔ اور
وہاں سے شاہ کے تعاقب میں تبریز کو روانہ ہوا۔ یہاں سلیم نے مرزا بدیع الزمان سے
جو امیر تیمور گورگان کی اولاد میں تھے اعزاز و احترام سے ملاقات کی اور شاہ اسمعیل
کا جس قدر مال و اسباب پایا اُس کو ضبط کیا۔ ناچار شاہ نے تحفہ اور ہدیہ بھیج کر

سلطان سے صلح کر لی۔ ۹۳۱ھ میں سلیم نے کوماخ کا قصد کیا اور علاء الدولہ سردار ترکمان پر
 چڑھائی کی بنیان پاشا سلطان کے سپہ سالار نے علاء الدولہ کو قتل کیا۔ اسکا سر سلطان کے پاس
 بھیجا اور اس نے عہدہ عزیز مصر کے پاس روانہ کیا۔ اسی عرصہ میں خیر علی کہ قسطنطنیہ میں قوم
 نیک جہی نے صدر اعظم کا گھر لوٹ لیا۔ اور قدر بچار کھاہر سلیم فوراً اسلامبول میں آیا اور عزیز کو
 قتل کیا۔ اور اسکے بعد دیار بکر دیار دین و بخار و موصل۔ وغیرہ کو فتح کیا۔ ۹۳۲ھ میں
 قاضی مصر سے ناخوش ہوا۔ اور اس کے استیصال کا قصد کیا۔ مغل بیگ کیل
 عزیز مصر کا حاضر تھا سلطان نے اسکے قتل کا حکم دیا مگلو نس پاشا کی سفارش سے خون
 معاف ہوا مگر ڈاڑھی منڈوا کر ایک فارسی گدھے پر سوار کر کے تمام شہر میں تشہیر کی اور نکلوا دیا۔
 عزیز کو یہ ذلت مسکڑ جوش آگیا۔ اور مقابلہ کے لیے نکلا چونکہ وہ بہت مراد می تھا۔ عین معرکہ میں
 گھوڑے سے گر پڑا اور مارا گیا۔ سلیم نے وہاں سے کوچ کر کے حلب و حمص و دمشق و
 شام کو فتح کیا۔ چار مہینے وہاں مقیم رہا مگر اسے عرب سے ملاقاتیں کیں۔ کہ وہ لبنان پر تبرک
 مقامات کی زیارتوں کا شرف حاصل کیا۔ دمشق کی جامع اُمیہ میں خطیب کو خلعت اور
 پچاس ہزار قرش انعام عطا کیا۔ یہ مسجد بہت بڑی ہے طول اس کا ساڑھے پانسو قدم اور
 عرض ڈیڑھ سو قدم ہے۔ ستون اس کے سنگ سماق اور زخام کے مختلف رنگ کے ہیں لچھے سو
 قندیلین چاندی سونے کی زنجیروں میں لٹک رہی تھیں۔ رمضان کے مہینے میں بارہ ہزار
 قندیلین اس مسجد میں روشن کیجاتی تھیں۔ چار خرابین اور چار امام اہل سنت
 و جماعت کے جیسے کہ مکہ معظمہ میں ہیں یہاں بھی ہیں۔ اور تین منارے بہت بلند
 بنے ہوئے ہیں۔ پچھتر مؤذن نوکرتھے اور اس عمارت کی تعمیر میں تین لاکھ اشرافیان
 صرف ہوئی تھیں۔ اور بانی اس کے ابو العباس ولید بن عبد الملک۔
 خلیفہ ششم بنی اُمیہ ہیں۔

ان فتوحات کے بعد طومان والی مصر کے نام جو قاضی کا بیٹا تھا اطاعت کے لیے

لکھا طومان نے سلیم کے وکیل کو مروا ڈالا اور نواحی شہر غرہ میں سلیم سے لڑائی ہوئی اور رومی غالب آئے اور شہر غرہ کو لے لیا اور جنگل کے راستہ سے مصر کا قصد کیا۔ حسین پاشا نے راہ کی خرابی سے منع کیا کہ یہ راستہ نہایت دشوار گذار ہو۔ اس پر سلطان کا مزاج برہم ہو گیا اور حسین پاشا کو قتل کر ڈالا۔ ۹۲۲ھ زیحجہ ۲۹ صفر میں طومان اور سلیم سے سخت لڑائی ہوئی پہلی ہی لڑائی میں سینان پاشا سپہ سالار رومی مارا گیا آخر چند لڑائیوں کے بعد مصر فتح ہو گیا۔ شہر کے باشندے گھر چھوڑ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ سلیم شاہ نے انکو امان دے کے شہر میں بلایا اور جب وہ لوگ اپنے مکانات میں آکر آباد ہوئے۔ ان کے ساتھ حد فکینی کی گئی۔ اور اتنی ہزار مصری کی گردنیں ماری گئیں۔ طومان نے ایک بھاری فوج صحرائی عرب سے جمع کر کے پھر مقابلہ کیا۔ اور سلیم کو شکست دی مصر پھر چھین لیا۔ سلیم نے مصطفیٰ پاشا کو طومان کے پاس بھیجا اور صلح کی درخواست کی طومان نے مصطفیٰ کو مار ڈالا۔ اور پھر لڑائی کو تیار ہو گیا۔ اس مرتبہ اس نے شکست کھائی۔ اور بھاگ کر اپنے ایک ہمسایہ سردار کے پاس پناہ لی۔ اس نے طومان کو بکڑ کر سلیم کے حوالہ کر دیا۔ اور سلیم نے نفی الفور طومان کی گردن اڑا دی۔ اسی سال حمین خریفین سلطان کے قبضہ میں آئے اس واقعہ کے بعد سلیم نے ۹۲۵ھ صفر میں قسطنطنیہ کو مراجعت کی اور ڈیڑھ سو جنگی جہاز کا بڑا تیار کیا۔ اور ساٹھ ہزار فوج نئی بھرتی کی۔ ۱۰ شوال ۹۲۶ھ ہجری میں اور جون سال کی عمر میں انتقال کیا نو برس بادشاہی کی۔ یہ بادشاہ طویل القامت جسم مسرخ رنگ۔ غصہ ور اور ظالم تھا اور بھی منہ ڈاتا تھا۔ اور شکار کا بہت شوقین تھا۔ شاعری کا بھی ذوق تھا۔ اس کے اشعار عربی۔ و فارسی و ترکی روم میں بہت مشہور ہیں۔

فصل کیا رحون سلیمان خان اول

سلیم خان کے بعد اسکا بیٹا۔ سلیمان خان ۱۰۰۰ھ صفر میں تخت پر بیٹھا۔ اس بادشاہ کے زمانے میں سلطنت عثمانیہ میں خست و شوکت بہت ترقی ہوئی تیرہ لڑائیاں

بذات خود اس نے کین۔ اور اپنے ملک میں بہت سی عمارتیں بنائیں۔ اور اپنی مدت سلطنت میں بڑے بڑے اہم کام کیے۔ پہلے بلغراد کو بذات خود فتح کیا۔ اور مستقر خلافت پر لوٹ آیا۔ معاودت کے دس دن کے اندر تین بیٹے اُسکے مر گئے۔ بعد اُسکے فرانس اور دوسری قوموں سے باہار لڑا۔ اور مظفر اور منصور رہا۔ ابراہیم پاشا سلطان کا بیٹا بھی عیسائیوں کی لڑائی پر مامور ہوا۔ جس نے دو لاکھ عیسائی قتل اور ایک لاکھ گرفتار کیے اور خزانہ سلطانی کو زینہ جواہر سے بھر دیا اور پھر ایک مرتبہ عیسائیوں پر حملہ کیا۔ اور پانچ ہزار اُنکے سرے آیا۔ اور سلطان کے خیمہ کے سامنے بڑے طرح چین دیے۔ سات مہینے میں یہ ہم اُسے انجام کو پہونچائی۔ شعبان ۱۱۳۵ء میں جامع مسجد حلب میں وہاں کے لوگوں نے قاضی کو شہید کیا۔ بادشاہ فوراً وہاں پہونچا۔ اور مفسدین کو گرفتار کر کے قتل کیا۔ اسی سال شاہ نمسا داسٹریا کا وکیل مع نامہ حاضر ہوا مگر چونکہ نامہ میں مضمون خلاف طبع تھا سلطان نے نو مہینے سفیر کو قید رکھا اور بعد اُسکے رہا فرما کر جواب دیا کہ میں خود اگر ان امور کا جواب دیتا ہوں اور ۱۱۳۹ء میں ایک لاکھ پچیس ہزار فوج اور تین سو توپ لیکر نمسا داسٹریا پر چڑھائی کی اور دارالسلطنت دیانہ کا محاصرہ کیا۔ راستہ میں ایک جگہ پانی بہت برسا اور دریائے ہند پر طغیانی کی کہ تمام خیمہ اور سپاہ دریا برد ہو گئی۔ اور سلطانی لشکر کو سخت زحمت اور تکلیف پہونچی۔ دور دور کے بعد سلطان یہاں سے روانہ ہوا۔ راستہ میں شاہ موہکن نے ملاقات کی سلطان نے اُسکے ساتھ اخلاق اور اعزاز کیا۔ اور قیمتی خلعت اور گھوڑے مع ساز و سامان دیکر رخصت کیا یہاں سے بودکری کی طرف روانہ ہوا وہاں کے بادشاہ نے مقابلہ کیا بہت سے عیسائی مارے گئے۔ اور یہ ملک بھی سلطان کے تحت و تصرف میں آگیا۔ ان سب فتوحات کے بعد سلطان نے بڑے کروفر کے ساتھ اسلام قبول کو معاودت کی۔

محرم ۱۱۳۵ء میں شاہ فرانس نے درخواست کی کہ کنیسہ عیسائیوں کو بیت المقدس میں ہے عیسائیوں کو دیدار یا جاوے۔ سلطان نے جواب دیا کہ کنیسہ مدت سے اہل اسلام کی مسجد

ہو گیا ہو اب خلاف عملدار آمد قدیم اسکا قبضہ نہیں اٹھ سکتا چونکہ یہ امر مذہب سے متعلق ہے۔ افسوس ہو یہ درخواست قبول نہیں ہو سکتی یا اگر جاگیر یا مال و متاع طلب کرتے تو در بلیغ نہ کیا جاتا ۱۹ رمضان سنہ مذکور میں سلطان بدولاکہ فوج لیکر قسطنطنیہ سے نکلا اور ولایت سرب پر چڑھائی کی یہاں قلعہ فتح کیے۔ اور شہر بلغراد میں نہایت شان و شوکت سے داخل ہوا اور فوج کو انعام و مال غنیمت تقسیم کیا۔ ۲۰ھ میں عجم کی طرف متوجہ ہوا۔ اور بغداد کو فتح کر لیا۔ اور امام ابو حنیفہ کے مقبرہ کو دوبارہ تعمیر کیا۔ اور براہ تہذیب قسطنطنیہ کو لوٹ آیا۔ بہانہ اُسے ابراہیم پاشا کو کسی جرم میں معطل اور قتل کر کے اُسکی جگہ خیر الدین پاشا کو خلعت وزارت عطا کیا جس نے بحکم سلطان ۵۳۵ھ میں شہر ٹولس کو فتح کر لیا۔ مگر شاہ ٹولس نے اسپین کی مدد سے پھر اپنا ملک واپس لے لیا۔ ۵۳۵ھ میں سلطان پھر یوزم ملک ستانی (اسلامبول) سے نکلا۔ اور خیر الدین پاشا کو علیحدہ لشکر کے ساتھ فتح و تسخیر ممالک پر مامور کیا۔ بادشاہ و وزیر نے بہت سے بنادرا اور جزائر فتح کر کے اپنے ملک میں داخل کر لیے ۵۳۵ھ میں پھر عجم کی طرف گیا راہ میں سلطان علاء الدین شاہ ہند کا بلجی حاضر ہوا اور نامہ گذرانا جسکا جواب مع تحائف و خلعت سلیمان خان بلجی کے ہاتھ بھیجا گیا۔ بعد اُسکے ایرانیوں سے مقابلہ ہوا۔ اور سلطان نے فتح پائی۔ عثمان پاشا کو جس نے اس مہم میں کار نمایان کیے تھے حلب کا حاکم کر دیا اور شاہ ایران سے صلح کر کے واپس آگیا ۵۳۵ھ میں سلیمان کے بیٹے مصطفیٰ نے بغاوت کی اور گرفتار ہو کر قتل کیا گیا۔ ۵۳۵ھ میں مسجد سلیمان تیار ہوئی۔ اسی سال شاہ ایران کا نامہ آیا اور جواب دیا گیا۔ اور سلیمان کے دوسرے بیٹے بایزید نے بغاوت کی۔ اور شکست پائی۔ اور ۵۳۵ھ میں ملک عجم میں بھاگ گیا۔ شاہ طہاسب صفوی نے اُس کی حمایت۔ عزت اور خاطر داری کی سلیمان کو جب یہ خبر ملی تو اُسے شاہ سے اپنے بیٹے۔ بایزید کو طلب کیا۔ اور شاہ نے سلطان کے مستدین کے ہمراہ بایزید کو بھیجا۔ جنہوں نے اسکا کام راستہ ہی میں تمام کیا سلطان شاہ کی اس تعمیل حکم سے نہایت خوش ہوا۔ اور

شکرہ میں بہت دوستانہ خط لکھا۔ اور چار لاکھ اشرفیان شاد کو بھیجیں۔ شہرہ میں سلیمان نے ملک افریقہ کو فتح کیا۔ اسی سال میں شاہ اسپین نے سلطان کے ملک پر حملہ کیا۔ اور بعض قلعے لیے سلیمان نے اکثر جہازوں کا بیڑہ تیار کر کے مصطفیٰ یا شاہ کی سپہ سالاری سے بغرض مقابلہ شاہ اسپین مالٹا کو روانہ کیا۔ مصطفیٰ نے اس مہم کو بہ فتح و کامیابی انجام کو پہنچایا۔ اور کئی ہزار قیدی اسپین کے گرفتار کر لیے۔ پھر سلطان نے بنفس نفیس جہاد کا ارادہ کیا۔ اور بلغراد میں آیا اور عیسائیوں کے بہت سے ملک فتح کیے۔ شہرہ میں سلطان نے ملک ہینگری پر حملہ کیا۔ اور قلعہ زیمبات کا محاصرہ کئے پڑا تھا۔ کہ وجہ مفاصل کے عارضہ میں اسے انتقال کیا محمد سفلی سپہ سالار نے سلیمان کی مرگ کو مخفی رکھلہ اور محاصرہ اور لڑائی کو بدستور قائم رہنے دیا یہاں تک کہ قلعہ فتح ہو گیا۔ تب سلطان کی وفات کی خبر فوج پر ظاہر کی۔ یہ بادشاہ سرخ۔ رنگ بلند پیشانی ترش و عالی بہت تھا۔ ۸۸ سال بادشاہی کی اور ۸۸ سال زندہ رہا۔ یہ زمانہ سلطنت عثمانیہ کے غایت عروج کا تھا۔ اور تمام یورپ کو ڈر تھا۔

فصل بارہویں سلیم خان ثانی

یہ بادشاہ ۹۲۹ھ مطابق ۱۵۲۲ء میں پیدا ہوا۔ اور ۹۶۰ھ مطابق ۱۵۵۳ء عیسوی میں اپنے باپ کی جگہ تخت نشین ہوا۔ اور باپ کی انش قسطنطنیہ میں لاکھوں کی اسکے ابتدائے عہد میں قوم نیک چری نے غدر کیا۔ جس کو اس نے بتالیف قلوب و انعام و اکرام فر دیا اور ایلمچی شاہ ایران کا نامہ تعزیت و تہنیت اور دو دانے ہوتی کے بوزن جالینس درہم اور ایک دانہ یا قوت بقدر شفا لولیکے حاضر ہوا۔ سلطان نے تحفہ دوستانہ قبول کیا۔ اور جواب شکرہ مع ہدایا سے روم کے ایلمچی کو حوالہ کیا۔ اور رخصت دی۔ انھیں دلوں سلطان نے امام و ملی صغایے میں سے مقابلہ کیا۔ اور والی صغاکو شکست دی۔

زودستغاسی یہودی نے جو سلطان کا عہد شہزادگی سے نہایت مصاحب اور عزیز تھا بہت عروج پایا۔ اور سلطان اس کے کہنے کو بہت مانتا تھا اسکی تحریک سے جزیرہ قبرس

دسائیس برس اپڑ چھائی کی اور تین سو ساٹھ جہاز جنگی بہ سپہ سالاری مصطفیٰ یا شماروانہ کے جس نے بہت لڑائیوں کے بعد جزیرہ کو فتح کیا۔ اور بہت سائق و جنس اور دویزار لونڈی اور غلام سلطان کی خدمت میں پیش کیے اس لڑائی میں پچاس ہزار سلطانی فوج کام آئی۔ بعد اس واقعہ کے شاہ اسپین اور یوپ روم نے باتفاق سلطان پر چڑھائی کی اور دریائی لڑائی تینوں ربی سلطان کا اس ہنگامہ میں بہت نقصان ہوا۔ اور ۲۲ سلطانی جہاز تباہ و برباد ہوئے۔ اس فتح کی یادگار میں شاد اسپین اور یوپ روم اب تک ہر سال ایک معین دن میں خوشیاں کرتے ہیں۔ اور عید مناتے ہیں۔ بعد اسکے تین ایام میں سلطان اور عیسائیوں نے مصالحہ ہو گیا یہ ۲ شعبان کو ۱۰۲۰ھ میں مطابق ۱۶۱۱ء کے سلطان نے تب محرم میں انتقال کیا۔ ۷۷ برس سلطنت کی اور پچاس سال زندہ رہا۔ یہ بادشاہ شراب بہت پیتا تھا اور عیش و مست اور راگ رنگ کا نہایت شوقین تھا۔ مگر محمد سفلی وزیر کے حسن انتظام و خوش بیاختی سے اس مملکت میں کوئی فتنہ نہ ہوا۔

فصل تیرھویں۔ مراد خان ثالث و محمد خان ثالث

سلطان مراد خان سلسلہ معین اپنے باپ کی وفات کے بعد تخت پر چڑھا اور اپنے پانچ بھائیوں کو قتل کیا اور سید ابوصوفیہ میں باپ کے برابر انکو مدفون کیا چار سو عیسائیوں کو جو مقید تھے رہا کر دیا بہت سے امرا و عمائد کو خدات سے برطرف اور معزول کیا ۱۰۲۵ھ میں فلس ہر فوج کشی کی اور گجستان (جیدرجیہ) کو فتح کیا سلسلہ معین انتقال کیا ۷۷ برس سلطنت کی یہ سلطان متوسط القامت نندنگ چھوٹی ڈاٹھی اور چھوٹی آنکھیں رکھتا تھا نہایت عیش و مست تھا اور اسکے محل میں پانچ لونڈیاں اور حرم تھیں۔

سلطان محمد خان ثالث باپ کی وفات کے وقت شہر انیز میں تھا اصفیہ سلطانہ اسکی ماں نے مخفی طور پر اسکو باپ کے مرنے کی اطلاع دی۔ اور سلطان کے مرنے کو بالکل مستہزین کیا۔ جب سلطان محمد خبر سنتے ہی بارہ سو میں دن پہونچا اور تخت پر بیٹھ گیا۔

اس وقت بادشاہ کے مرنے کی خبر شہر ہوئی۔ تخت پر بیٹھتے ہی کل اختیارات سلطنت اپنی مان کے سپرد کر دیے۔ اور انیس بھائیوں کو قتل کیا۔ اور باپ کے برابر ان کو دفن کیا۔ باپ کی دست عورتوں کو جو حاملہ تھیں۔ دریا میں غرق کر دیا۔ بادشاہ نے سلطان کے لشکر سے مقابلہ کیا۔ اور اسکو مغلوب کیا۔ محمد خان نے اپنے سپہ سالار فرہاد پاشا کو قتل کر کے اسکی جگہ سنجان پاشا کو کہ استی برس کا بڑھا تھا لڑائی پر روانہ کیا۔ مگر وہ بھی مغلوب ہوا۔ آخر ہمیشہ سنانہ کو محمد خان یہ نفس نفیس متوجہ ہوا اور شہر ارنو کو سات دن میں مسخر کر لیا۔ اور شاہ نسا کو بھگا دیا۔ بہت سے عیسائیوں کو قتل کیا۔ سنانہ ۶۷ میں سلطان اور شاہ ایران نے مقابلہ ہوا۔ سنانہ ۶۸ میں سلطان نے علیل ہو کر وفات پائی۔ عمر اس بادشاہ کی ۴۲ سال تھی اور نو برس بادشاہت کی مانیوں بہت کھانا کھا۔ مگر شراب سے کاریہ تھا۔ بہت سے شراب خانے موقوف کر دیئے۔

فصل چودھویں۔ سلطان احمد خان اول

سلطان احمد جب تخت پر بیٹھا۔ اس کی عمر تیرہ سال کی تھی جلوس کے بعد اسکو معلوم ہوا کہ شاہ ایران نے سلطانی ملک میں مداخلت شروع کر دی ہے اور بلدہ ارلیخان اور قلعه قرص اور دوسرے قلعہ وغیرہ فتح کر لیے۔ اور رومی فوج مغلوب ہوئی۔ اس نے وہ بذات خود مقابلہ کو لکھا۔ اور شاہ کے لشکر سے مقابلہ کر کے واپس آگیا۔ اس راہ میں برف اور سردی اور دوسری بیماریوں سے بہت لوگ لشکر کے مر گئے۔ اہل جہرہ منگری نے شاہ نسا (یعنی شہنشاہ آسٹریا) کے ظلم کی شکایت کی۔ سلطان نے ان لوگوں کی دلجوئی کی اور انھیں میں سے ایک کو بادشاہ بنایا اور ہنگری کے تخت پر بٹھایا جس کی وجہ سے بہت سے ملک سلطانی جو شاہ آسٹریا کے قبضے میں آگئے تھے پھر روم کی سلطنت میں داخل ہو گئے۔

سنانہ ۶۸ میں شہر یرصہ پر سلطان نے حملہ کیا۔ بادشاہ نسا نے صلح کر لی اور خراج

سلطان احمد خان اول

دے کر سلطان کو قاضی المرام رخصت کیا۔ سلطان نے مراد پاشا کو سر جان پولاد حاکم اکراد اور امیر فخر الدین پر لشکر کشی کے لیے بھیجا۔ اور بہت سخت مقابلہ کے بعد جان پولاد بھاگ گیا۔ اور حلب کے متصل مارا گیا۔ حلب کے باشندوں نے مقتولین کے سر مراد پاشا کے پاس بھیج دیے۔ امیر فخر الدین بھی مقابلہ میں ٹھہر نہ سکا۔ اور بھاگ گیا۔ مراد پاشا نے مظفر و منصور قسطنطنیہ۔ کو مراجعت کی۔ سلسلہ حرمین مراد پاشا ایران کی مہم پر بھیجا گیا۔ اور اس نے شاہ کو شکست دی۔ اور تبریز کو لے لیا۔ شاہ نے صلح کر لی چند دنوں میں مراد پاشا مر گیا۔ نصوح پاشا اس کی جگہ مقرر ہوا۔ مگر غلطی سے ہی غرض میں سلطان نے اغوائے مفتی قزلباشی سے اسکو مار ڈالا۔ اور اس کی جگہ محمد پاشا کو مامور کیا۔ چونکہ شاہ ایران نے حسب وعدہ صلح کے شرائط ادا نہیں کیے لہذا سلطان نے فوج کو ایران روانہ کیا۔ جو برف و بارش کے سبب مدد سے بہت نقصان اٹھا کے ناکام واپس آئی۔ اس لیے محمد پاشا خدمت سپہ سالاری سے معزول اور اس کی جگہ خلیل پاشا منصوب ہوا۔ ۱۰۲۵ھ ہجری مطابق۔ ۱۶۱۶ء میں شاہ آسٹریا کا ایچی باون ہیرمان قسطنطنیہ میں آیا۔ سلطان کو معلوم ہوا کہ عیسائیوں نے بقصد فساد و غدر بہت قسم کے ہتھیار اپنے مکانوں میں جمع کیے ہیں۔ لہذا انکی خانہ تلاشی کی گئی۔ اور چار عیسائی سردار گردن مار دیے گئے۔ ایران کی تسخیر کے لیے بہت بڑا لشکر بھیجا گیا۔ مگر وہ شکست کھا کر واپس آیا۔ سلطان نے اس مرتبہ خود چڑھائی کا ارادہ کیا مگر انھیں دنوں میں کہ ۱۰۲۶ھ میں سلطان نے رحلت کی۔ چودہ برس سلطنت کی۔ یہ بادشاہ جوان طبیعت عیش و مست تھا۔ اس کے زمانے میں تبا کو پیٹنے کا رواج ہوا۔ جس کو تجارت ہاتھ ۱۰۵۰ء عیسوی میں لائے۔ استنبول میں مسجد جامع احمدی اور حوض توب خانہ انھیں کا بنایا ہوا ہے۔ حرمین شریفین میں بھی ان کے یادگار و آثار باقی ہیں چنانچہ کوکب درمی انھیں نے روضہ مبارک پر چڑھایا تھا۔

فصل پندرھویں سلطان مصطفیٰ بن سلطان محمد ثالث

سلطان احمد نے مرتے وقت وصیت کی تھی کہ مصطفیٰ اس کے بھائی کو تخت پر بٹھایا جائے چونکہ سلطان عثمان احمد کا بیٹا کم عمر اور تیرہ برس کا تھا۔ اس وصیت کی تعمیل تو ہوئی مگر چونکہ وہ چودہ برس تک عورتوں میں قید رہا۔ اور سلطنت کا حوصلہ نہیں رکھتا تھا۔ اس لیے امرانے اتفاق کر کے اس کو قید کر لیا۔ اور عثمان کو تخت پر بٹھایا۔

عثمان خان ثانی نے سترہ سالہ میں تخت پر بیٹھے ہی خلیل یا شا کو فوج کے ساتھ ایران پر بھیجا۔ مگر وہ ایدہل تک گیا۔ اور شاہ عباس سے صلح کر کے واپس آ گیا۔ سلطان نے خلیل یا شا کو سزا دی کہ اس کی جگہ چلی یا شا کو مقرر کیا جو فن سپہ گری سے خوب ماہر تھا۔ اور سکندر یا شا کو دالی پولونیا کے مقابلہ کے لیے روانہ کیا جہاں چند لڑائیوں خوب ہوئیں بیس ہزار آدمی پولونیا کے مارے گئے۔ اور دس ہزار گرفتار ہو کر اسلامبول میں آئے۔ اور یہاں وہ قتل ہوئے۔ روس و فرانس و پوپ روم نے برچند پولونیا کی مدد قرار واقعی کی۔ مگر سلطان کے لشکر پر فخر نہ ہو سکے۔ اور مسلمان مظفر منصور رہے عیسائیوں نے جزیہ قبول کیا۔ یہ بادشاہ بھی عورتوں کی صحبت کا بہت شائق اور عیش و دست تھا۔ اور طبعی میل و توجہ اس کی اسی طرف تھی ایک دفعہ مفتی شہر کی لڑکی سے نکاح کیا اس حرکت سے ارکان دولت اور سرداران فوج اس سے بہت ناخوش ہوئے کہ اس نے غیر کھنڈین نکاح کیا۔ انھیں دنوں میں کہ سترہ سالہ مطابق ۱۶۲۲ء عیسوی کے تھے سلطان نے غم جج کا کیا۔ اور شہر کے باہر خیمہ ڈالا۔ سپاہ نے بلوہ کر دیا اور عثمان کو نہایت ذلت اور خواری سے قتل کیا۔ کیونکہ ان کو یہ گمان تھا۔ کہ بادشاہ بجیاہ جج چاہتا ہے کہ نئی فوج فراہم کرے۔ اور پورانے لشکر کو تباہ کر ڈالے مصطفیٰ خان کو پھر بادشاہ کیا لیکن بسبب اس کی ناقابلیت کے شاہ ایران نے سلطان کے ملک پر دست اندازی کی اس لیے اس کو پھر تخت سے اتار کر سترہ سالہ عزمین ہجر میں مقید کیا اور اوخان چہارم

سلطان احمد کے دوسرے بیٹے کو جو پندرہ سالہ تھا تخت پر بٹھلایا۔

فصل سو پلوین سلطان مراد خان چہارم

مراد خان سلطنت بصری میں تخت پر بٹھا۔ اور دوسرے دن وہ جلوس کے ساتھ مسجد نبوی میں گیا۔ اور سلاطین عثمانیہ کی رسم کے موافق تلوار کریم باندھی۔ اور شاہ ایران کے غلبہ اور فوج سلطانی کی شکست کی خبر سننے اُس نے بہت بھاری فوج تیار کی اور بغداد بھیجی۔ اور روم کی فوجوں میں بڑی بڑی لڑائیاں رہیں آخر رومیوں نے بڑی ہولناک لڑائی کے بعد بغداد کو لیلیا بعد اُس کے شاہ عباس صفوی نے بغداد پر چڑھائی کی۔ اور بغداد کو سلطان سے چھین لیا۔ کہتے ہیں کہ رومی اس قدر مارے گئے کہ بغداد کے ہر گلی اور کوچے میں خون کی ندیاں بہتی تھیں! ابو بکر یا شاہ کو زندہ پکڑ کر نجر سے میں قید کیا اور طرح طرح کے عذاب کے ساتھ دریائے دجلہ میں کشتی پر بٹھا کے جلا دیا۔ و نوری آفندی و عمر آفندی وغیرہ کو چڑے اکابر فوج سلطان کے تھے پھانسی دیدی اور محمد پاشا کو جو ابو بکر پاشا کا بیٹا تھا خراسان بھیج کے مار ڈالا۔ اور شاہ عباس بذات خود چند دنوں بعد روم میں مقیم رہ کر حافظ یا شاہ سے اتر رہا اور موصل کو سفر کر لیا۔ آخر حافظ پاشا چند لڑائیاں کر کے قسطنطنیہ چلا گیا۔ اور وہاں سے لڑائی کا سامان ارسال کر کے بھرا آیا۔ شاہ بھی بغداد میں آکر اُس سے مقابل ہوا۔ اور اسکو شکست دی سلطانی لشکر شکست کھا کر استنبول واپس چلا گیا حافظ یا شاہ نے بھاگتے وقت بہت بڑی توپ جسکا نام سلیمان شاہ تھا اور بھاری ہونے کے باعث ساتھ نہ رکھ سکتا تھا۔ زمین میں دفن کر دی تھی۔ شاہ نے یہ خبر سن کر اسکو نکلوا کر اصفہان بھیج دیا۔ اور چند مرتبہ رومیوں سے لڑنے کے خود بھی۔ اصفہان چلا گیا۔ اور چند دنوں کے بعد وفات پائی۔ جب شاہ عباس کی خبر وفات روم میں پہنچی تو خسرو پاشا ڈیرہ ناکم لشکر لیکر۔ ایران پر چڑھ آیا۔ اور ایرانیوں کو شکست دے کے موصل کر لیت گیا۔

سلطان مراد خان چہارم

اس عرصہ میں روم کے سردار اور امرا میں نہایت مخالفت پھیل گئی۔ اور ایک دوسرے کے خواہان آبرو و جان ہوئے۔ اور ہزار ہا مخلوق اس باہمی مخالفت کے سبب سے تباہ و ہلاک ہوئی۔ خاص قسطنطنیہ میں سیکڑوں گھر اور خانوادہ برباد ہو گئے۔ امیر فخر الدین جو کہ لبنان کا حاکم تھا فرانس سے مل گیا۔ کیونکہ وہ خسرو یا شاسے مقابل ہوا تھا۔ اس وجہ سے سلطان سے مطمئن نہ تھا۔ سلطان کو جب اسکی سازش کا مال معلوم ہوا تو احمد پاشا کے تحت میں فوج اسکی تادیب کو روانہ کی۔ مگر جب احمد پاشا کو شکست ہوئی تو فیروز زاغلی حکم سلطان امیر کے مقابلے کے لیے مامور ہوا۔ اور اس نے امیر کی فوج کو شکست دی۔ امیر علی امیر فخر الدین کے لشکر کا سردار ملا گیا۔ اور امیر فخر الدین زندہ گرفتار ہوا سلطان نے اسکی خطا معاف کر دی۔ اور اپنے پاس بغرت رکھا۔ اس عرصے میں خبر ملی کہ امیر کے پوتے نے بیر دست کو خراب و تاراج کر دیا۔ اور احمد پاشا کو دمشق کے اطراف میں شکست دی سلطان یہ سنتے ہی برہم ہو گیا اور امیر فخر الدین کو قتل کر ڈالا۔ اور اس کے دونوں بیٹوں امیر مسعود اور امیر حسین کی بھی گردن مار کے کا حکم دیا۔ مگر پھر انکی جان بخشی کی مسئلہ میں سلطان مراد بہ نفس نفیس ایک لاکھ فوج لیکر بغداد پر چڑھا یا۔ اسے میں اسکا وزیر ہرام پاشا مار گیا۔ اس کی جگہ طیار پاشا مامور ہوا۔ اور لشکر ایران سے سخت لڑائی ہوئی۔ طیار پاشا مارا گیا اور اسکی جگہ مصطفیٰ پاشا وزیر ہوا۔ آخر کچھ پس ہزار ایرانی مارے گئے اور بغداد فتح ہو گیا۔ ایک ہزار ایرانی زندہ گرفتار ہوئے۔ اور سلطان کے روبرو آئی گردنیں ماری گئیں۔ اس فتح کے بعد سلطان نے اسلامبول کو مراجعت کی وہاں پہونچکر عارضہ بخار بیمار ہوا۔ اور اپنے چھوٹے بھائی ابراہیم کے قتل کا حکم دیا مگر ماں نے اسے چھپا دیا۔ اور اس کے قتل کی اطلاع سلطان کو دی سلطان نے فحش دیکھنے کو طلب کی مگر حکیم علاج نے کہا کہ آپ کے عارضے کو مضرب غرض اس طور سے ابراہیم کی جان بھی۔ آنحضرت ۱۶ شوال ۸۸۸ھ میں مطابق ۱۸۸۸ء کے سلطان نے انتقال کیا۔

اس سلطان کی عمر ۳۶ برس کی تھی۔ اور ابیز سلطنت کی سواری کا نہایت شوقین تھا۔
اٹھ سو گھوڑے خاصہ کے ہمیشہ اُسکے اہمیل میں رہا کرتے تھے۔

فصل سترھویں سلطان ابراہیم خان

مراد کے مرتے ہی ارکان دولت ابراہیم خان کے پاس کو حرم میں قید تھے حاضر ہوئے
اور کہا کہ آپ کے بھائی نے انتقال کیا۔ آپ چکر تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوں۔
ابراہیم کانپ اٹھا۔ اور سمجھا کہ بھائی نے امتحان اسکامانی انصیر دریافت کر لے کو یہ پیغام بھجو دیا
ہے۔ کہا میں نے دنیا چھوڑ دی ہے مجھے بادشاہی نہ چاہیے لیکن اراکین نے اُسکو
اطمینان دلایا۔ اور سلطان کی نعش لا کر دکھائی اُسوقت وہ مطمئن ہوا۔ اور نعش کے دفن کا
حکم دیا۔ اور مراد کا جنازہ سلاطین کیان کے موافق نہایت دھوم سے اٹھا کل فوج و
شکر اور اُسکی سواری کے گھوڑے جزیر اٹلی زمین لگائی گئی تھیں۔ ساتھ تھے۔ غرض یہ جل تمام
جنازہ مدفن میں پہونچا اور دفن کیا گیا۔ بعد فراغت سرداروں نے ابراہیم کو مجلس سے نکال کر
تخت روان پر سوار کیا۔ اور مسجد میں لائے۔ اور تلوار اُسکو حوالہ کی۔ اور توپوں کی سلامی
آٹاری گئی۔ یہ پادشاہ نہایت خیف العقلا و رکم عمر اور بزدل تھا۔ سواغورتوں میں بچنے کے
اور کسی امر کا سلیقہ نہیں رکھتا تھا۔ ساڑھے پانچو حسین لونڈیاں اپنے حرم میں جمع کر رکھی
تھیں۔ اور دن رات انکی صحبت میں اپنے وقت عزیز کو بردیا کرتا تھا۔ سلطنت کا کل کام
مان اور وزیروں پر ڈال دیا تھا۔ مگر وزیروں نے جو خیر خواہ تھے خوب انتظام کیا۔ اور
دولت عثمانی کی ابرو کو برقرار رکھا۔ ۵۵۰ھ میں مطابق ۱۱۵۵ء کے عیسائیوں نے
سلطانی جہانوں سے کچھ چھین بھاڑ کی اسلحے چار سو جہازوں کا بیڑہ انکی تادیب کے لیے
لنگر گاہ قسطنطنیہ سے جزیرہ مالٹا کو روانہ ہوا۔ اور فتح اور کامیابی کے ساتھ لوٹ آیا۔
۵۶۰ھ میں پھر عیسائیوں سے لڑائی ہوئی مگر ارکان دولت کے حسن تدبیر سے کوئی خرابی
واقع نہیں ہوئی فوج کے افسروں نے جب بادشاہ اور وزیر احمد پاشا کو پیش و پشت میں

سلطان ابراہیم خان۔

اس قدر ڈوبا ہوا دیکھا۔ تو چاہا کہ سلطان کو قتل کر ڈالیں مگر اُسے بہت سارے پیروں کے
اپنی جان بچائی افسران فوج نے سلطان کے سات برس کے بیٹے کو بادشاہ بنایا اور
ابراہیم کو محل میں قید کیا۔ دس روز کے بعد بعض امیروں نے چاہا کہ بادشاہ کو باہر نکالیں
مگر جن امرائے اُسکو قید کیا تھا۔ انھوں نے ۲۸ رجب ۷۵۷ھ میں ابراہیم کا کام تمام کر دیا۔
اس بادشاہ کی عمر ۲۹ برس کی تھی تو برس بادشاہی کی حرکات نامنرا اُس سے بہت سنو
ہوئیں شیخ الاسلام کی لڑکی کو بچہ چین لیا۔ اور اسی سبب سے نیک چری نے یورش
کی۔ اور اُسکو ہلاک کیا۔

فصل اٹھارہویں سلطان محمد خان چہارم

محمد خان چہارم سات برس کی عمر میں تخت نشین ہوئے اُن کی ماں کلثوم سلطانہ
سلطنت کا کام کرتی تھیں۔ ارکان سلطنت نے حوریت کی سلطنت قبول اور گہرانہ کی
اور قدر کر دیا۔ اسلامبول میں نہایت تشویش پھیل گئی۔ آخر کو کلثوم سلطانہ سلیمان
خواجہ سرا کے ہاتھ سے ماری گئیں۔ اور اُنکے پاس سے بہت سارے پیروں اور اشرافیوں اور
چاندی اور سونا اور جواہرات اور قیمتی زیورات اور چاندی سونے کے برتن برآمد ہوئے
۷۲۲ھ تک قسطنطنیہ میں بے امنی اور فساد پھیلا رہا۔ ۷۲۲ھ میں چالیس روز تک
جایا ملک روم میں زلزلہ آتا رہا جس سے بہت سی جانوں اور مال کو نقصان پہونچا۔
ذیقعدہ ۷۲۳ھ سے جمادی الاول ۷۲۴ھ تک اراکین سلطنت میں باہم خوب لڑائیاں
اور کشت و خون ہوا کیا بادشاہ کی کم سنی کے باعث سے کسی پر عیب و داب نہ تھا جب
کوہر لی محمد نام وزیر ہوا۔ اُسے اپنی عقل و تدبیر سے ان سب خاندانی فتنوں کو فرو کیا۔ اور
عیسائیوں پر لشکر بجا اور اکثر لڑائیاں فتح کیں۔ جزیرہ سندوس وغیرہ کو مسخر کیا۔ ۷۲۵ھ میں
سرب اور پولینڈ پر لشکر کشی کی اور ڈیڑھ لاکھ آدمی کو غنیمت کے شکر میں قتل کیا۔ اور مظفر
منصور مستقر سلطنت پر واپس آیا۔ تھوڑے ہی دنوں میں اس صاحب تدبیر وزیر کی خوش سلفگی

اور حسن انتظام سے سلطنت روم کے انتظام اور اصلاح میں نمایاں ترقی ہوئی بگرا سکی زندگی نے
 فلانکی پہنچ برس میں مہینے دشمن وزارت کا کام کیا۔ اور عارضیہ الاول شہنشاہ میں
 رطبت کی نزع کے وقت پادشاہ اسکے پاس آیا۔ اور وصیت کی درخواست کی۔ وزیر کے کہا کہ
 سلطنت کے کاموں میں عورتوں کو دخل نہ دینا عورتوں کی صحبت سے پرہیز کرنا اپنے
 لشکر کو راضی رکھنا۔ ایک آدمی بھی فوج سے کم نہ کرنا۔ جیسائیوں سے ہمیشہ لڑتے رہنا۔ اور
 انکو بھی مہلت نہ دینا۔ سلطان نے اس وزیر کی وفات کے بعد اسکے بیٹے احمد پاشا کو وزارت
 کا خلعت عطا کیا یہ بھی اپنے باپ کا ایسا ہوشیار اور مدبر تھا۔ دیکھو شہنشاہ ہجری میں اس نے
 قلعہ کرید پر چڑھائی کی۔ اور جمادی الاول شہنشاہ میں قلعہ کے متصل گیا۔ اس قلعہ پر
 بائیس برس سے سلطان کی فوج حملہ کر رہی تھی۔ مگر قلعہ کی استواری اور ذخیرہ جنگ
 واسباب کی کثرت سے کبھی فتح نہ ہوا تھا۔ احمد پاشا نے قلعہ کا محاصرہ کر کے توپوں سے
 قلعہ والوں کو پرانگندہ کر دیا۔ شہنشاہ میں محصورین نے تنگ ہو کر امان طلب کی اور قلعہ
 خالی کر دیا۔ احمد پاشا کامیابی اور فتح کے ساتھ سلطان کے حضور حاضر ہوا۔ اور عنایات
 سلطانی سے اسکے مرتبہ اور اعزاز میں ترقی ہوئی شہنشاہ میں ملک روم میں طرح طرح کی آفتیں
 نازل ہوئیں علاوہ لڑائی اور کشت و خون کے متواتر زلزلوں نے کتے جھڑوں کو نیست و نابود
 کر دیا۔ بہت سے پہاڑ شق ہو گئے۔ موبائے طاعون سے لاکھوں زن و مرد مر گئے برف باری
 اور سردی کی شدت سے کروڑ ہا چار پائے اور پرند ہلاک ہوئے۔ بیت المقدس میں ایک
 یودی نے دعویٰ کیا کہ وہ مسیح ابن مریم ہے چونکہ یہ شخص نہایت گویا اور وجیہ اور شعبہ بار
 تھا۔ یودی و عیسائی گروہا گرد اسکے معتقد و مرید ہو گئے۔ حاکم بیت المقدس نے چاہا کہ اسکو
 گرفتار کرے۔ مگر وہ اسلامبول کو بھاگ گیا۔ یہاں صدر اعظم احمد پاشا نے اس کو
 قید کر لیا۔ ہزار ہا عیسائی سیکڑوں روپیہ دے کے مجلس میں اس کے پاس جاتے
 رہے۔ اور ملاقات کرتے تھے سلطان محمد خان۔ بھی اسکے ملنے کو گیا۔ اور کہا

کہ میں تیرا امتحان کرتا ہوں تو میدان میں کھڑا ہوا اور میں اپنے لشکر سے کہتا ہوں کہ وہ تجھے تیرے
چلا دین دیکھو تیرے اثر تیرے بدن پر ہوتا ہے یا نہیں۔ مسیح کاذب سلطان کے پانوں پر
گھڑا اور کہا کہ میں آپ کے امتحان کی طاقت نہیں رکھتا ہوں سلطان نے اُسکے قتل کا
حکم دیا۔ مگر وہ اُسی وقت تائب اور مسلمان ہو گیا۔ اور بہت سے یہود اور عیسائی بھی مسلمان
ہو گئے۔ اسی طرح ایک نے دعویٰ کیا کہ وہ مہدی موعود ہے۔ وہ بھی قتل کیا گیا۔
مطابق مسئلہ ۱۸۱۲ء میں ۲۔ رمضان المبارک کو سلطان محمد کے محل میں سلطان احمد
پیدا ہوا۔ اور چند روز تک اس تقرب میں عام خوشیاں کی گئیں مسئلہ ۱۸۱۳ء
کے احمدیاشا نے چھبیس برس وراثت کر کے اکتالیس سال کی عمر میں انتقال کیا۔ اور اُسکی
جگہ مصطفیٰ شاہ شاد زیر ہوا۔ اور سلطان نے اُسکو ڈیڑھ لاکھ فوج کے ساتھ شہر ویانا کی تیغ
مامور کیا۔ جو ملک نمسا میں جسکو الیما یعنی اسٹریہ بھی کہتے ہیں ہے مصطفیٰ نے وہاں پہونچکر
مالک اطراف میں لوٹ اور قتال شروع کر دی چالیس ہزار قیدی پکڑ کر سلطان کی خدمت میں
روانہ ہوئے۔ اور قلعہ ویانا کے اسوقت دارالسلطنت ملک جرمانیہ کا شمار کیا جاتا تھا اور
تمام یورپ کا مرکز تھا۔ محاصرہ کر لیا۔ اور قلعہ کے اکثر مکانوں کو گولوں سے اڑا دیا۔ شبانہ روز
پنچالیس دن تک باہر گولوں کی بارش رہی۔ تو پون کے دھوٹن سے رات دن میں تیز بجی
ویانا کی فوج اور رعیت خوب زخمی۔ اور شاہان عیسائی سے مدد بھی طلب کی مسئلہ ۱۸۱۴ء میں
تمام یورپ میں ترکوں کا ڈر پڑا۔ اسی ہزار فوج عیسائی مختلف قوموں کی قلعہ کی مدد کو آئی پیرس
فوج کے سپہ سالار نے سلطان کی فوج کو دیکھکر کہا کہ افسر فوج کا نا تجربہ کار ہے۔ اسلئے کہ
نشیب میں اُسے اپنے لشکر کو رکھا ہو۔ اور بلند مقامات کو بلا محاطت چھوڑ دیا ہو بیشک ہم
اسپر غالب ہو جاویں گے۔ انہیں دونوں لشکر ایک روز خوب لڑے صبح سے شام تک بہت ہی
سخت لڑائی ہوئی۔ ہزار ہا آدمی طرفین کے خاک و خون میں مل گئے۔ شام کو دونوں لشکروں
نے اپنے ڈیرون پر راجت کی۔ مگر دم کی فوج اس لڑائی سے نہایت خستہ و ضعیف

ہو گئی تھی۔ اپنے ڈیرے اور مقام چھوڑ کر بھاگ گئی۔ صبح کو جب عیسائیوں نے سنا نہایت خوش ہوئے۔ اور خالی خیموں پر جا پڑے۔ مال اور اسباب خوب لوٹا۔ اور اپنی فوج میں تقسیم کیا۔ سلطان اس بزدلی سے نہایت برہم ہوا۔ اور مصطفیٰ پاشا کو صدارت وزارت سے منزول کر کے اُسکی جگہ ابراہیم پاشا کو خلعت وزارت عطا کیا۔ اندنوں میں پوپ روم نے تمام اقوام عیسائیوں کو سلطان سے لڑنے پر ترغیب دی۔ اور جابجا سلطانی اور عیسائی لشکروں سے لڑائی ہوئی جس میں اکثر عیسائی کامیاب رہے۔ اور جب ہی سے عیسائیوں کا زور بڑھا۔ سلطان نے جب ابراہیم پاشا کو وزارت کے لائق نہ پایا۔ تو اسے موقوف کر دیا۔ اور سلیمان پاشا کو اپنا وزیر بنایا۔ اور ۱۶۸۸ء میں عیسائیوں کے مقابلہ لگیا مگر پہلی ہی لڑائی میں بھاگ کر قسطنطنیہ چلا آیا۔ سلطان نے نہایت خگی اور غیظ میں اگر اسکو قتل کر ڈالا۔ اور سیاوش پاشا کو خلعت وزارت سے سرفراز کیا۔ اور یہ تمام سال آفات اور کروہات میں گزرا۔ قحط سالی اور آتشزدگی سے بہت ممالک خراب اور برباد ہو گیا بعد اُسکے سپاہ نیک چری سلطان سے بگڑ گئی۔ اور چاہتی تھی کہ کچھ فلسطین پر کرے اور سلطان کو تخت سے اتار دے کہ سلطان نے خود تخت سے کٹناہ کشی اختیار کی اور اپنے بھائی سلیمان خان ثانی کو سلطنت سپرد کر کے خود علیحدہ ہو گیا۔ اور سوائے شکار کے اور کسی طرف توجہ و رغبت نہیں کرتا تھا۔

فصل انیسویں۔ سلیمان خان ثانی

یہ سلطان ۱۷۰۱ء میں پیدا ہوا۔ اور ۱۷۰۳ء میں تخت پر بیٹھا۔ اُسکے جلوس کرتے ہی فوج مانخی نے سیاوش کو اسی کے مکان میں قتل کیا۔ اور تین سو آدمی مار دیے اس ہنگامہ میں مارے گئے۔ اور افسران فوج میں خانہ جنگی اور قتل و خون ہونے لگا۔ عیسائیوں نے اسوجہ سے ہر طرف غلبہ کیا اور جبکو موقع ملا سلطانی ملک داب لیا اور کسی نے بیرونی دشمن کے دفع پر توجہ نہ کی۔ اور کہان سے کرتے مگر کی خانہ جنگیوں

سلیمان خان ثانی۔

اور گت دست و خون سے کسوف فرصت عتی۔ سیاوش پاشا کے بعد اسماعیل پاشا ضریر ہوا۔ اور قریب
 مہینے کے بعد برطرف ہو گیا۔ اور اسکی جگہ تکفور مصطفیٰ پاشا مقرر ہوا۔ ۱۸۷۸ء میں والی
 نسا لاسٹریہ نے شہر بلخرا اور بلگیر یا۔ کوئے یا ذوالفقار آفندی شاہ نسا کے پاس
 سفارت پر بھیجا گیا۔ والی نسا نے لالچی سے درخواست کی کہ اسکو سجدہ کرے سیر نے انکار کیا
 و سٹل مہینے اسی درخواست میں گزر گئے۔ آخر سلطان سلیمان خان نے نہایت طیش میں
 اگر نہایت خود مقابلہ کیا۔ اور بہت سخت لڑائی کے بعد فتح پائی۔ اور اپنا ملک غنیمت سے
 واپس کر لیا۔ اور پھر کوپری مصطفیٰ پاشا کو ساتھ لیکر نسا پر مکر چڑھائی کی خزانہ میں
 روپیہ نہ تھا اسی لئے تمام چاندی اور سونے کے برتنوں کو روپیہ کر ڈالا اور فوجی مصارف میں
 ان کو صرف کیا۔ کئی مقامات دشمن کے فتح کیے بلگیر یا کو بھی فتح کر لیا بعد اُس کے سلطان
 کو لوٹ آیا۔ ۲۶۔ رمضان سنۃ ۱۲۹۷ ہجری میں تین سال نو مہینے سلطنت کر کے مرض
 استسقا میں وفات پائی۔ مکانوں کی تعمیر اور باغوں کی آراستگی کا اس کو
 بہت شوق تھا۔

فصل بیستون۔ سلطان احمد خان ثانی

سلیمان خان کی وفات کے بعد جب احمد خان ثانی تخت نشین ہوا۔ ارکان
 دولت نے حیاتی نزادہ حکیم کو مقید کیا اور اس پر دعویٰ کیا کہ اس نے سلطان کو بے
 آب و دانہ مار ڈالا۔ آخر کو اسے قتل کیا۔ احمد خان نے کوپری مصطفیٰ پاشا کو والی نسا کے مقابلہ
 بھیجا اور دونوں لشکر میں مقابلہ ہوا۔ ناگاہ مصطفیٰ پاشا جو فوج میں آگے آگے جا رہا تھا۔
 گولی کے لگنے سے مارا گیا۔ اور سلطان کے لشکر نے شکست اٹھائی مگر اسی دن سلطان
 لشکر نے دریائی لڑائی میں صائیون پر فتح پائی۔ علی پاشا وزیر ہوا۔ مگر اس کی
 بد مزاجی اور خشونت سے عام لوگ نارضا مند تھے۔ اس لیے وہ بہت جلد معزول ہو کر

جزیرہ قبرس میں مجید یا گیا۔ اور حاجی علی پاشا۔ والی حلب وزیر ہوا۔ سلاطین حرمین چوتھائی شہر قسطنطنیہ میں آگ لگی ایک حصہ شہر کا بالکل خاک سیاہ ہو گیا۔ تب مصطفیٰ وزیر ہوا پھر مصطفیٰ پاشا بھی وزارت سے معزول اور احمد پاشا اسکی جگہ وزیر مقرر ہوا۔ اور اس نے اپنے عہد وزارت میں قلعہ امانت کر دی کہ کوئی عیسائی زمینیں لباس زرد جو تہ سمور کی ٹوپی نہ پہنے گھوڑے پر سوار نہ ہو۔ کالے کپڑے ہمیشہ پہنا کرے۔ سواری میں گدھار کھے۔ تاکہ مسلمان اور عیسائی میں فرق معلوم ہو۔ چند دنوں کے بعد احمد پاشا بھی وزارت سے معزول کر دیا گیا۔ اور علی پاشا اسکی جگہ مامور ہوا یہ طرابلس شام کا والی تھا۔ سلاطین حرمین مطابق سلاطین حرم کے سلطان کو مرض استسقا ہوا۔ اور اسی میں اسے حلت کی تین برائیاں تھیں سلطنت کی

فصل اکیسویں مصطفیٰ خان ثانی

یہ بادشاہ سلاطین حرمین تخت نشین ہوا اور جلوس کرتے ہی منادی کی کہ بندگان خدا کے واسطے ہرگز یہ بات مناسب نہیں ہے کہ گھروں میں آرام سے بیٹھیں کیونکہ عیسائیوں نے مسلمانوں کے ملک پر حملہ و هجوم کر رکھا ہے ہمارے آباؤ اجداد ہمیشہ عیسائیوں سے برسرِ زرم رہے ہیں۔ انھیں کے قدم اقدم میں بھی عیسائیوں سے لڑو لگا۔ مسلمانوں پر واجب ہے کہ میری طاقت کو میں۔ بعد اسکے حسین پاشا کو امیر البحر کر کے جنگی جہاز عیسائیوں کے مقابلہ کو روانہ کیا۔ حسین پاشا نے بحر ابيض (بحر تار مور) میں عیسائیوں کو شکست دی۔ اور جزیرہ ساقہ لیلیا اور دہان سے والی اسٹریہ سے تائبہ کیا اور اسکو شکست عظیم دی۔ عیسائیوں کا تو خانہ چین لیا اور اکثر قلعوں کو منہدم کر دیا جہازوں کے موسم میں شہر اردن میں ٹھہرا رہا۔ اور شروع گرمی میں جہاز نوح والی اسٹریہ کے مقابلہ میں بھیج کر فتح پائی عیسائی قیدی اور انکا تو خانہ جزیرہ اردن میں چین لیا تھا۔ ہر دے کے بڑی شوکت اور دبدبے قسطنطنیہ میں داخل ہوا۔ اس عرصہ میں خبر ملی کہ مسکو (یعنی روس) نے قلعہ ازوف کو غاصہ کیا ہے۔

سلطان لے پہاڑی فوج دشمن کے دفع کرنے کو بھیجی جس نے تیس ہزار روسیوں کو ہلاک کیا۔ اور لڑائی فتح کر کے واپس آگیا۔ ہنوز یہاں دم نہیں لیا تھا کہ سنا کہ جنی فوج جمع ہو رہی ہے اسلئے سلطان نے پھر قصد کیا۔ اور الماس پاشا کو پہلے سے روانہ کیا۔ مگر الماس پاشا لڑائی میں مارا گیا۔ آخر کو شاہ لندن اور ہالینڈ نے بیچ میں پڑ کر جرمن اور روس سے اللہ مرین صلح کرادی۔ اور سلطان زبان سے آوردہ کو واپس آیا۔ اور چند دنوں شکار کھیلتا رہا۔ بعد اُس کے قسطنطنیہ میں داخل ہوا۔ فوج کے سرداروں نے سلطان سے اس مصالحت کے سبب سے ناراضی ظاہر کی۔ اور بغاوت شروع کر دی سلطان کو قید کر کے مجلس میں بھیج دیا۔ جہاں اُس نے رحلت کی۔ جب فوج نے عذر کیا تو لوگوں نے صلاح دی کہ بادشاہ اپنے بھائی سلطان احمد کو قتل کر ڈالے کہ فوج کے لوگ جو اُس پر کھمنڈ کر رہے ہیں۔ راہ پر آجاویں گے مگر سلطان نے نہ مانا۔ اور یہ کہا کہ سلطنت سے معزول ہونا بدرجہا اس بات سے بہتر ہے کہ میں اپنے حقیقی بھائی کے خون سے اپنے ہاتھوں کو رنگوں اور نامہ اعمال کا سیاہ و صہ اپنے ساتھ آخرت کو لیجاؤں اُسکی عمر چالیس سال نو مہینے سات دن تھی علوم کی تحصیل میں اپنا وقت زیادہ صرف کرتا تھا۔

فصل بائیسویں۔ احمد خان ثالث

یہ بادشاہ پینتالیس برس کی عمر میں تخت پر بیٹھا باغی فوج کے افسروں نے فیض احمد آفندی شیخ الاسلام کو قتل کیا مگر سلطان نے سانس تک نہ لی جب پورے طور سے سلطنت پر قائم ہو گیا بعض خصمین کو قتل کیا۔ اور بعض کو معزول اور تھوڑی ہی مدت میں کئی وزیر بدلے آخر کو علی پاشا مستقل وزیر ہوئے اور اللہ مرین نیسیائیوں سے لڑائی ہوئی اور ان کو شکست دی اللہ مرین نیسیائی بادشاہوں میں باہد و خوب

لائیائے ہون پطرس اعظم شاہ ماسکو نے کارلوس شاہ سویڈن پر کہ نہایت سربر آوردہ
 محتاج بائی کارلوس نے سلطان روم کے پاس شاہ لی پطرس کو یہ بات نہایت
 گہراں معلوم ہوئی۔ اور سلطان سے اور اس سے بگڑ گئی۔ سلطان نے محمد پاشا کو
 اس سے لڑنے کے لیے روانہ کیا۔ اور محمد پاشا نے اسکو شکست دی۔ یہاں تک کہ پطرس
 قریب گرفتاری کے ہوا لیکن اس نے قلعہ ازوف کو واپس دے کر صلح کرنی یہ بات
 کارلوس شاہ سویڈن کے خلاف تھی یہ ملک روس سے بھی اتر ہے اس نے سلطان کو
 محمد پاشا کی طرف سے براہ کشتہ کیا سلطان نے اسلئے اسکو موقوف کیا اور یوسف پاشا کو
 اس کی جگہ مقرر کیا۔ ۱۲۷۷ء کے آخر میں سلطان اور شاہ مسکو سے پچیس سال کے واسطے
 صلح ہو گئی سلطان نے خفا ہو کر یوسف کو بھی برطرف کر دیا اور سلیمان پاشا کو مامور کیا
 کہ کارلوس کو اس کے ملک میں پہنچا دے۔ اور اس کے اخراجات کے واسطے بادشاہی
 خزانہ سے روپیہ دلوادے کارلوس نے پہلے دس لاکھ روپیہ مانگے۔ وہ دلوادیے گئے
 پھر اس نے گیارہ لاکھ کا سوال کیا سلیمان پاشا بگڑ گیا اور لشکر کو حکم دیا کہ سلطان کے
 ملک سے جبراً اسکو نکال دیں اس وقت۔ کارلوس کے پاس تین سو سپاہی تھے
 جنھوں نے چھیئس ہزار رومی فوج سے مقابلہ کیا۔ اور گرفتار ہوئے سلیمان
 نے کارلوس کو قلعہ رمید طاش میں قید کیا اور چند دنوں بعد ویموتیکا میں
 بھیج دیا۔ سلطان نے کارلوس کے خراج کو کچھ درماہہ مقرر کر دیا۔ اور سلیمان کو
 اس قصور پر کہ بے حکم سلطان کے اس نے اس قدر زیادتی کی برخاست کیا اور
 ابراہیم پاشا کو مقرر کیا۔ اکیس دن بعد اس کو بھی معزول کر کے علی پاشا کو وزیر بنایا۔
 کارلوس نے اپنی بہن کی طلب پر سویڈن جانے کا قصد کیا۔ سلطان نے اسکو
 بعزت و احترام ۱۲۷۹ء ہجری میں رخصت کیا۔ اور چھ سو چادش اس کے ہمراہ کیے اور
 ۱۲۸۰ء گھوڑے با ساز و سامان مرصع اور قبا اور تلوار جو اہر نگار خلعت میں دی کارلوس

سلطان کا ممنون اور شکور اپنے گھر پہنچا۔

سلطان احمد نے فوج سلطانی نے اکثر بلاد بشارت فتح پائی۔ عالی جرمن نے محمد شکری کی مدد
روی فوج سے ملا علی پاشا مارا گیا۔ فوج نے شکست اٹھائی غلیل پاشا والی بغداد
ونارت پر نامور ہو کر شہر ورنہ ہوتے ہوئے شہر بلگیر یا۔ من آیا۔ اور والی جرمن سے لڑا
اور شکست پائی۔ اس سبب سے سلطان نے اسکو معزول کر دیا۔ پھر محمد پاشا وزیر ہوا۔
آٹھ مہینے کے بعد معزول ہو گیا۔ اور ابراہیم پاشا کے داماد کو ونارت ملی۔ شہر جرمن والی
نجرمن نے صلح کر لی۔ احمد خان کے عہد سلطنت میں ایک سو چالیس مرتبہ قسطنطنیہ میں
آگ لگی۔ اور بہت سے مکان خاک سیاہ ہو گئے۔ مسکو روس، اور عالی یو لونا دیو لینٹ
میں صلح ہو گئی۔ روسی شکر نے ایران کی طرف توجہ کی نہا و عداوت۔ جرمن باکر روم کے
شکر سے لڑا۔ اور اسکو بھگا دیا۔ سلطان دوسرے لشکر کی ترتیب کر رہا تھا کہ دفعتاً
فوج میں فساد عظیم برپا ہو گیا۔ ابراہیم پاشا مارا گیا۔ اور سلطان احمد خان
کو تخت سے اتار کر محمود کو اسکی جگہ بٹھایا۔ بادشاہ ۶۷ سال چار مہینے و سن دن زندہ
رہا۔ ہر قسم کے خطوط لکھنے میں اسے خوب مہارت تھی۔

فصل تیسویں۔ سلطان محمود اول

جب سلطان محمود تخت نشین ہوا تو فوج میں اک ہنگامہ مچا ہوا تھا چھ ہزار سپاہی اور
کئی پاشا دافسرا اس فساد میں شامل ہو گئے۔ ابراہیم پاشا والی حلب وزیر ہوا۔ اور
اس نے بلوائیوں کو سزا دی شروع کی کسی کو قتل کسی کو معزول کسی کو قید کیا۔ لیکن وہ
خود بھی تھوڑے ہی دنوں میں ونارت سے معزول کر دیا گیا۔ عثمان پاشا وزیر ہو کر
مدیا کی راہ سے مصر کو روانہ ہوا۔ اسپین کے جہازوں سے اور اس سے مقابلہ ہوا۔
سلطانی جہازات پر گندہ ہو گئے وزیر ختم کے ہاتھ میں گرفتار ہو کر مالطہ بھیجا گیا جب جہاز
مالطہ کے لنگر گاہ پر پہنچا شہر کے باشندے تماشا دیکھنے آئے۔ ایک فرانسیسی جس کا

نام ارنود اور مالطہ میں رہتا تھا۔ چہازون کو دیکھتا پھرتا تھا۔ ایک کونے میں اُسے عثمان
پاشا کو زخمی اور بے سرو سامان دیکھا۔ اور حکام اسپین کو کچھ روپیہ دیکر عثمان پاشا کو اپنے
گھر لے آیا۔ اور اُسکا علاج کیا۔ اور جب وہ اچھا ہو گیا تو اُسے مصر لے گیا اور وہاں سے
قسطنطنیہ لایا عثمان نہایت ممنون ہوا اور زرخیز اس فرانسس کو دیکر رخصت کیا۔
۱۵۲۳ء میں طوپال عثمان پاشا لشکر لیکر بقصد مقابلہ ایران اسلامبول سے نکلا۔
اور سواد بغداد میں ایران کے لشکر کو ہزیمت دی گروستان تک جا کر پلٹ آیا۔
پھر سلطان نے ابراہیم پاشا۔ احمد پاشا اور رستم پاشا کو فوجوں کے ساتھ ایران
بھیجا۔ ان لوگوں نے کرمان شاہ و سار دلان و سمدان و غیرہ پر فتح پائی اور
طہماسپ ثانی نے اپنی بدرخواست صلح احمد پاشا کے پاس بھیجا۔ نادر شاہ نے
جو اسوقت حاکم سیستان تھا طہماسپ ثانی کو تخت سے اتار کر برائے نام اُسکے بیٹے
عباس ثالث کو تخت پر بٹھایا۔ اور سلطان کو لکھا کہ جس قدر ملک ایران کے تمہارے
قبضہ میں آگئے ہیں اُن سے دست بردار ہو ورنہ لڑائی کے لئے تیار ہوا اور قبل جواب
آنے کے لشکر لے کر متصل بغداد کے پہنچ گیا۔ اور سلطانی لشکر کو شکست دیکر و جد کے
پار ہوا اور بغداد کو محاصرہ کر لیا۔ سلطان نے طوپال عثمان پاشا کو اسی ہزار
فوج کے ساتھ مقابلہ کو بھیجا بسم اللہ بحری میں دریاے دجلہ کے کنارے آپس میں خوب لڑائی
نو گھنٹہ تک رہی۔ آخر کو کھیت رومیون کے ہاتھ رہا۔ اور نادر بھاگ گیا اور بغداد
کا محاصرہ اٹھ گیا سلطان نے یہ خبر سن کر متواتر تمام شہر قسطنطنیہ میں روشنی کی
اور ہر قسم کی مام خوشی اور مسرت کا اظہار کیا۔ تین مہینے بعد نادر شاہ نے فوج جمع کر
کے پھر مقابلہ کیا۔ پہلی اور دوسری مرتبہ تو رومیون کو فتح ہوئی مگر تیسری مرتبہ اُن کو
شکست فاش ہوئی۔ طوپال پاشا میدان جنگ میں مارا گیا سلطان کو یہ خبر نہایت
افسوس ہوا اور علی پاشا کو مقابلہ کے لئے بھیجا۔ پھر اسمعیل پاشا کو انتخاب کر کے

اُسکے بعد ہی محمد پاشا کو روانہ کیا۔ اسی اکھاڑ پچھاڑ میں ۶ صفر ۱۱۴۹ھ ہجری کو مسکو کے ساتھ ایک لڑائی ہو گئی نادر شاہ نے متواتر لشکر روم پر حملہ کر کے ہر بار شکست دی اور شہر کرکوک تک فتح کر لیا۔ سلطان محمود نے آخر کو صلح کر لی۔ اور سرحد روم ایران کی قرار پائی۔ جو سلطان مراد کے وقت میں مقرر تھی۔ مسکو سے بھی اس شرط پر صلح ہو گئی کہ اُسکے جہاز بحر اسود میں نہ آدیں۔ اور شہر و بلاد روم جو مسکو نے سابق میں لیتے تھے واپس کر دیے۔ اور قلعہ ازوف کو خود مہندم کر دیا۔ اور دوسرے سیاسی قوم کی طرح روم میں تجارت کے لئے مجاز رہے۔ اور یہ عہد نامہ دونوں کے وکلاء میں مقام بگیریا میں مرتب ہوا۔ شاہ جرمن نے بھی چند مرتبہ لڑکر صلح کر لی۔ اور فرانس سے بھی باقرار ۲۷ سال کے صلح ہو گئی ۱۱۷۷ھ میں شاہ سویڈن نے بھی مصالحہ کر لیا۔ ۱۱۰۸ھ میں سلطان محمود پیدا ہوا تھا اور ۲۲ صفر ۱۱۶۷ھ ہجری میں اس نے انتقال کیا۔

فصل چوبیسویں سلطان عثمان خان ثالث و مصطفیٰ خان ثالث

عثمان خان سوم مصطفیٰ خان ثانی کا بیٹا جو محمود اول کا بھائی تھا ۱۱۷۲ھ ہجری میں پیدا ہوا۔ اور بیس میں پڑا ہوا تھا۔ ۱۱۷۶ھ میں تخت سلطنت پر بیٹھا تنہائی اور خلوت کو نہایت پسند کرتا تھا۔ سعید افندی کو اپنا وزیر کیا۔ اور اس خوف سے کہ افسران فوج سلطان احمد خان کی اولاد کو پادشاہ نہ بنادیں۔ محمد اور یازید اور خان کو قتل کر ڈالا۔ ۱۱۷۹ھ میں قسطنطنیہ میں آگ لگی اور صدر اعظم کی حویلی اور دولت شہر قریب اباصوفیہ تک جل گیا۔ ۱۱۸۱ھ ہجری میں سعید افندی معزول اور محمد غیب پاشا وزیر ہوا۔

انھیں دونوں میں ۱۵ صفر ۱۱۸۱ھ میں سلطان عثمان خان نے تین برس سلطنت کر کے جامع عثمان کو جسے محمود اول نے بنانا شروع کیا تھا تمام کر کے انتقال کیا۔

مصطفیٰ خان ثالث تخت پر بیٹھا اور اپنی بہن صالحہ سلطانہ کی شادی اپنے وزیر۔
راغب پاشا کے ساتھ کر دی چونکہ وزیر نہایت ذی شعور تھا اس کی ہمت ہمیشہ
ملک گیری کی طرف مائل رہتی تھی مگر اہل نے اسکو مہلت نہ دی اور جلد مر گیا اسکی جگہ
حمزہ پاشا سوزہ ہوا۔ اور غچہ مہینے کے بعد معزول کر دیا گیا۔ اور مصطفیٰ پاشا اس کی جگہ
ہو کر کیا گیا ٹویر سورس کے بعد وہ بھی برعاست ہوا اور ماہر پاشا۔ چالیس روز تک
وزیر رہا۔ اس کے بعد علی پاشا صدر اعظم مقرر کیا گیا۔ اس عزل و نصب میں ستر سالہ
چند بار مسکو سے لڑائی ہوئی اور سلطان کے لشکر نے فتح پائی اور توپ خانہ روس کا تھیں کہ
قسطنطنیہ میں آئے۔ ذیل بعد ستر سالہ ہجری مطابق ستر سالہ عیسوی کے سلطان
نے انتقال کیا۔

فصل پچیسویں۔ سلطان عبدالحمید خان

ہو شاہ سلطان مصطفیٰ ثالث کا بھائی اور سلطان احمد سوم کا بیٹا تھا ستر سالہ
پیدا ہوا اور ستر سالہ عمر میں تخت پر بیٹھا۔ مزاج میں صلح پسندی تھی۔ تخت پر بیٹھے ہی
ستر سالہ ہجری میں مطابق ستر سالہ عیسوی کے عیسائیوں سے صلح کر لی۔ کیونکہ خانگی اور
متواتر جھگڑوں اور کھیر پھون کی وجہ سے اسکی سلطنت میں نہایت ضعف آ گیا تھا۔ اور
لشکر اور قوج کی بغاوت سے کب تباہ ہو رہا تھا۔ صلح کے بعد حسین پاشا کو اغبان
عرب کی گزشتہالی پر روانہ کیا جس نے قرار واقعی اس فساد کو مٹا دیا۔ اور سرکشوں کو پوری
سزادی۔ مگر روس و جرمن نے آپس میں اتفاق کر کے سلطان پر چڑھائی کی۔
یوسف پاشا اور علی پاشا مقابلہ کے لیے مقرر کیے گئے یوسف پاشا نے پہلے
جرمن کی فوج سے مقابلہ کیا۔ اور قطعہ شیش کو منہ کر لیا اور علی پاشا نے بھی روس سے
خوب مقابلہ کیا۔ اسی بادشاہ کے زمانے میں کہ حکم خان زند سے بہرہ کو فتح کر لیا احمد
سلطنت اسکی پندرہ سال تھی۔ اور عمر ۶۴ سال۔

سلطان احمد خان

فصل چھبیسویں - سلیم خان ثالث

یہ بادشاہ سال ۹۵۰ ہجری میں پیدا ہوا اور سال ۹۵۹ء کے تخت قمانیہ پر بیٹھا۔ اور اپنی تمام دولت اس نے بڑی اور بھری فوج کی آراستگی میں مصروف کی تھوڑے ہی دنوں میں ڈیڑھ لاکھ فوج تیار ہوئی۔ اور شاہان جرمن اور روس سے لڑائی بھی چلی۔ اور مہینے تک نہایت سخت لڑائی رہی۔ سال ۹۶۰ء میں سپہ سالار روس نے صلح کر لی۔ مگر ملک کتھرائن سلطانہ روس نے کہ اپنے شوہر پطرس سوم کو مار کر تخت بندھ چکی تھی۔ اس معاہدہ کو قبول نہ کیا۔ اور جہاز لشکر قلعہ اسمعیلیہ پہنچا جس میں تیس ہزار رومی فوج رہتی تھی جب روسیوں نے قلعہ پر دیرش کی۔ تو پ اور گولیوں سے اس قدر زوسی مارے گئے۔ کہ قلعہ کی خندق لاشوں سے پٹ گئی۔ چونکہ روسی کثرت سے تھے قلعہ کی فصیل پر چڑھ گئے۔ اور تین شبانہ روز قلعہ کے اندر ایسی لڑائی ہوئی کہ قلعہ کے راستوں میں خون کی ندیاں۔ بہتی تھیں۔ قلعہ کی عورت اور بچوں نے بھی بڑی دلیری اور جرأت کی۔ اور سب مارے گئے۔ صرف ایک شخص اس ہنگامہ سے بچ گیا۔ اور قسطنطنیہ۔ میں جا کر خبر کی۔ رومی لشکر کو یہ خبر سنکر نہایت جوش اور غیظ آگیا۔ اور چاہتے تھے کہ روسیوں پر ٹوٹ پڑیں۔ اور اپنے اُن مقتول بھائیوں کا عوض جو قلعہ میں تھے لین مگر انگلستان اور پروٹس نے بیچ بچاؤ کر دیا یوسف پاشا اپنے حملے سے موقوف کیا گیا اور محمد پاشا کہ چھیانٹی برس کا بڑھا تھا وزارت پر مامور ہوا۔ اُس کے بعد یونان پارٹ شاہ فرانس۔ اور انگریزوں میں لڑائی شروع ہو گئی۔ اور کھیت فرانس کے ہاتھ رہا۔ اور فرانس نے سلطان سے دوستی اور صلح کر لی۔ سلطان نے بعض لوگ اپنے یہاں کے فرانس روانہ کیے کہ جنگی مدرسوں میں تعلیم پا کر ترکی فوج کی بوضع دلائی فوج کے تعلیم کو بہن۔ مگر سپاہ نیک چری نے اُس کو پسند نہیں کیا۔ اور سلطان کے حکم سے منحرف ہو گئے۔ انرض سال ۹۶۰ ہجری میں مسمیٰ اور خان نے فوج باقاعدہ جس کا

نام فوج نظام ہو ترتیب دی۔ تقریباً دو ہزار فوج باقاعدہ بسر کردگی مسعود آغا قسطنطنیہ میں تیار ہوئی جس نے جنگ کی جگہ میں نہایت بہادری ظاہر کی اور سولہ ہزار فوج نظام قرمان میں بہ تحت وافری قاضی پاشا تیار ہوئی جس کو سلطان نے اسلا بول میں طلب کیا۔ راہ میں ایک شخص قاضی پاشا کے خیمہ میں اُسکے مارنے کو گھس آیا کہ قاضی پاشا نہایت بہادر اور جری سپاہی تھا۔ بیدار ہوتے ہی اُسنے دشمن کو ٹھکالے لگا دیا۔ جب وہ مع شکر شہر کے قریب پہونچا۔ نیک چری فوج نے شہر میں غدر مچا دیا۔ چند مکانات میں آگ لگا دی۔ اور قہرہ خانہ اور مسجد ون میں جمع ہو کر آمادہ فساد تھے۔ سلطان نے مصلحت وقت کے لحاظ سے قاضی پاشا کو حکم دیا کہ وہ لشکر سمیت قرمان کو چلا جاوے۔ چونکہ انگریز اور فرانس میں صفائی نہ تھی۔ اس لیے انگریز جانتے تھے کہ سلطان فرانس سے دوستی ترک کرے مگر سلطان نے قبول نہ کیا۔ سفیر انگلستان ناکام واپس گیا۔ اور انگریزوں نے غفلت میں اسکندریہ پر قبضہ کر لیا۔ مگر محمد پاشا والی مصر نے پھر اسکندریہ کو انگریزوں سے چھین لیا۔ اب انگریزوں نے مصالحت کی پھر سلسلہ جنبانی کی۔ اور اپنے واسطہ سے سلطان اور روس سے صلح کرا دی اس واقعہ کے بعد وزارت روم میں بہت تغیر و تبدیلی ہوئی۔ اور کئی پاشا برطرف اور مقرر ہوئے۔ آخر میں علی ابراہیم پاشا وزارت پر مقرر ہوئے۔ سلسلہ حرمین فوج نیچر می نے غدر کر دیا۔ بہت سے پاشا جو فوج نظام کی ترتیب میں سلطان کے شریک تھے۔ مارے گئے۔ اور سلطان کو معزول کر کے مصطفیٰ خان چہارم کو تخت نشین کیا۔ اس پادشاہ نے اٹھارہ سال سلطنت کی اور ۸۸ سال زندہ رہا۔

فصل ستائیسویں مصطفیٰ خان رابع بن سلطان عبدالمجید

مصطفیٰ خان چہارم سلسلہ حرمین تخت پر بٹھایا۔ یہ پادشاہ سلسلہ حرمین پیدا ہوا۔ اس نے تخت پر بیٹھنے ہی تمام فوج قدیم کو طرح تسکین دی۔ اور تمام امور ات جہتی اوکلی سلطنت کے

مفتی پاشا اور موسیٰ پاشا کو سپرد کر دیے اور چند دنوں بعد موسیٰ پاشا کو معزول اور طیار پاشا کو
مقرر کیا پہلے ناپارٹ کو سلطان سلیم خان کی معزولی سے بہت تاسف ہوا۔ اور روس کے
آئسے اتفاق اور صلح کر لی سفیر انگلستان قسطنطنیہ میں کیا۔ اور اپنے بادشاہ کی طرف سے
دوستی اور خیر خواہی کا اظہار کیا۔ تھوڑے عرصہ میں مفتی۔ اور طیار پاشا میں بگڑ گئی۔
طیار پاشا شہنشاہ کو چلا گیا۔ اور وہاں کے حاکم کی مدد سے اسلامبول واپس
آئے مفتی کو قتل کیا۔ اور اپنی عفو نصیر سلطان سے چاہی جس کو سلطان نے یہ مجبوری
قبول کیا۔ حاکم رشچک سے جس کا نام بیرقدار تھا ملاقات کی۔ اور کہا کہ لشکر کو حیاؤنی میں جانیکا
حکم دو۔ بعد اُس کے بیرقدار نے صدر اعظم سے کہا جو کچھ تم کہیں اُس کو مان کو لیکن صدر اعظم
نے کچھ تامل کیا اس پر بیرقدار نے اُسکو بھی گرفتار کیا۔ اور شہر کی طرف چلا اور شہر کیا کہ
سلطان مصطفیٰ خان معزول ہوئے۔ اور سلطان سلیم اُسکی جگہ تخت پر بیٹھا۔ جب
سلطان کو یہ خبر معلوم ہوئی۔ اُس نے فہمندر کی راہ سے شہر میں داخل ہو کر سلیم خان کو
قتل کیا اور اُس کی لاش چوراہہ پر بچکوا دی اور۔ محمود خان کو لانے کا حکم دیا۔ جب بیرقدار
شہر میں داخل ہوا۔ اور سلیم خان کو پکارا دیکھا کہ اُسکی لاش چوراہہ پر ہے اُسکو نہایت
تاسف ہوا۔ اس عرصہ میں لوگوں نے کہا کہ محمود خان کی جلد خبر لو ورنہ وہ بھی مارا جائیگا تب
بیرقدار نے محمود خان کو تخت پر بٹھایا اور مصطفیٰ خان کو قید کر لیا۔

فصل اٹھائیسویں۔ محمود خان ثانی بن عبد الحمید خان

یہ سلطان سلسلہ ہجری میں پیدا ہوا۔ اور ۱۰۹۱۔ جمادی الاول ۱۰۹۱ھ ہجری میں تخت عثمانیہ پر جلوہ
افروز ہوا چونکہ نہایت اولوالعزم تھا تمام مفندین اور سرکشوں کو جنھوں نے ملک میں بے منی
پھیلا دی تھی خلوت کیا سلسلہ ۱۰۹۱ھ میں شاہ ایران سے مقابلہ کیا۔ محمد رؤف پاشا
ڈیڑھ لاکھ فوج کی انسری سے ہم پر بھیجا گیا۔ شاہ ایران کی طرف سے ولی عبدالعباس میرزا
تاجار فوج بیکر مقابلہ کو آیا۔ اور توپراق قلعہ کے میدان میں دونوں لشکر

مقابل ہوئے۔ اور سخت لڑائی کی غلبہ ایران کو رہا۔ اور فوج روم میں بہت نقصان پہنچا۔ آخر کار سلطان اور شاہ ۵۰ سالہ صلح ہو گئی چونکہ نیک چری کی فوج کو بہت غلبہ ہو گیا تھا جسکو چاہتے سلطان بناتے اور معزول کرتے سلطان محمود خان ثانی نے چاہا کہ خوب استیصال کرے اس لیے اس نے بڑے اراکین کو اپنی طرف بلالیا۔ اور مسئلہ حرمین ایک دن سرسراؤ کی نیک چری کے قتل کر ڈالے۔ جو بظاہر انسانی طاقت سے دشوار نظر آتا ہے اور اس سرسرا گروہ کو جس کے اختیار میں سلطان کا غول و نصب تھا۔ بالکھیتہ حاصل کر دیا اس میں شک نہیں کہ یہ بڑا اہم کام تھا ایسی طاقتور قوم کو ایک دن میں نیست و نابود کر دینا کچھ چھوٹی بات نہیں ہے۔

مسئلہ ہجری میں سلطان کو شہنشاہ روم سے مقابلہ کا اتفاق ہوا۔ اور شکست ملی۔ آخر کو صلح ہو گئی۔ اور سلطان کو تاوان جنگ فریق غالب کو ادا کرنا پڑا محمد علی پاشا والی مصر نے بھی اس سلطان کے حرمین نہایت ترقی کی شامات و حلب حجاز برقاہض ہو گیا۔ سلطان نے اسی غم میں ۱۹ صبیح الاول شہ ۱۰۵۰ھ حرمین میں درود و شنبہ کو انتقال کیا۔ اور اس سال سلطنت کی۔

فصل آنتیسویں سلطان عبدالحمید خان بن سلطان محمود

یہ بادشاہ ۱۹ شعبان ۱۰۵۰ھ حرمین میں پیدا ہوا۔ اور اپنے باپ کی وفات کے بعد بولائی ۱۰۵۹ھ حرمین مطابق شہ ۱۰۵۰ھ کے تخت پر بیٹھا اس بادشاہ کے حرمین بڑے بڑے واقعات پیش آئے محمد علی پاشا نے جس نے خدیو مصر کا لقب کیا اسی حرمین بڑی ترقی کی۔ لیکن آخر ش انگریزوں نے سلطان کا ساتھ دیا۔ اور شہ ۱۰۵۰ھ حرمین حرمین شریفین محمد علی کے ہاتھ سے نکلا محمد سلطان کے قبضہ میں آئی اور قلعہ حکم بھی محمد علی پاشا سے نکلا کہ سلطان کو دلوا دیا۔ اور یہ قرار پایا کہ محمد علی پاشا صرف مصر اور اس کے تابع پر سلا بعد نسل قابض رہے اور سلطان کے کل ملک کو خالی کر دے مسئلہ ہجری میں۔

محمد علی پاشا اسلامبول میں گیا۔ اور تین دن وہاں رہا۔ سلطان نے اپنے روبرو اسکو بیٹھے
کا حکم دیا اور قہودہ کی پیالی حطا کی اگرچہ اس نے تعظیماً نہ پی۔ دو لاکھ زیاں اور مخالف قیمتیں اس نے
سلطان کو پیشکش کیئے۔ اور اسی قدر زیاں سلطان نے اس کے خراج میں معاف کر دیئے
ایران اور سلطان سے بھی اس نے مستحکم صلح کرادی۔ اور اسکی نسبت اس نے بہت کچھ۔
تشیب و فراز سمجھایا۔ اس عہد میں بہت بڑا واقعہ سپاسکیتپول کی فتح ہے۔

۱۵۳۳ء میں شہنشاہ روس نے چار لاکھ سپاہ کے ساتھ سلطان کے ملک پر چڑھائی کی۔ اور
یہ پیام بھیجا کہ ہمارے ہم مذہب عیسائی بہت سے تمہارے ملک میں جتے ہیں۔ ان کے معاذ
اور مذہبی حکومت اور انکی عدالت ہم کو پہنچتی ہے۔ اور چند پرگنات روم کے مثل بالڈیونیا اور
والیشیا۔ جو سرحد روس سے ملے ہوئے تھے۔ اور جس میں پندرہ لاکھ آدمی آباد تھے بدلے
سلطان نے عمر پاشا کی سپہ سالاری سے دو لاکھ فوج دشمن کے مقابلہ کو روانہ کی۔ نویسے تک
خوب لڑائی ہوتی رہی۔ طرفین کے دو لاکھ آدمی کام آئے۔ روس کے لشکر میں سے جو لوگ
بچ گئے وہ سلطانی سرحد سے بھاگ گئے۔ لیکن پھر مقام سینوب پر ہم ہزار روسی اگر
اور وہاں پہنچے ہزار ترک فوج ایک سو دن میں ماری گئی۔ انگریز اور فرانس نے اتفاق کر کے سلطان
کی مدد کی۔ اور چار سو جنگی جہاز اور ایک لاکھ شکرے کر مالطہ کی راہ سے کیلی پولی میں۔
اُترے۔ اور ۱۵۳۵ء میں بندر اڈلیس پر روسیوں سے مقابلہ ہوا۔ انگریزی اور فرانسیسی
جہاز نے گولن سے کئی روسی جہاز جلا دیئے۔ اور کئی غرق کر دیئے اور تیرہ جہاز جن پر بارود اور
گولہ وغیرہ سامان تھا پکڑ لائے۔ اسی عرصہ میں روسیوں نے قلعہ سلسٹرنا کو
محاصرہ کیا جہاں ترکوں کی طرف آٹھ ہزار فوج تھی۔ اور لاکھ روسی فوج نے ڈینیوب کو
جاگیر اکامل دو مہینے تک قلعہ لڑتا رہا۔ اور اہل قلعہ نے بڑی دلادری کی روسیوں کے کئی
ملے روکے۔ آخر کو جب سپہ سالاران روس نے دیکھا کہ قلعہ تو فایت احکام سے کسی طرح
فتح نہیں ہوتا۔ اور مفت میں فوج لٹی جاتی ہے۔ ناچار انھوں نے دھاوا

کر دیا اہل قلعہ نے اُنکے حملہ کو خوب روکا۔ اور سپاہیوں کو مار لوٹ سپہ سالار روس مارا گیا۔
 اور قلعہ کی دیوار کے نیچے بہت سے سردار اور سپاہی روسیوں کے کام آئے۔ اور غنیمت کی سپاہ
 بھاگی تیس ہزار روسی اُس جگہ مارے گئے۔ فرانس اور انگریزوں نے اپنا جنگی بیڑہ جہازات
 کا دریائے ڈینیوب میں لگے بڑھایا۔ کریسیا کا ضلع جو روس کی حد میں ہے کنارہ کنارہ فتح
 کرتے چلے گئے۔ اور ابوٹوریا بدخشی میں اپنا لشکر جو تقریباً پچاس ہزار تھا جا آمارا اور
 مقابلہ میں بھی جون ہزار سپاہی۔ روس کے اکھڑے ہوئے فرانس نے پیش قدمی کی اور
 انگریزوں نے اُن کی تقلید کی۔ غرض بڑی سخت لڑائی ہوئی۔ اور اسی دن روس نے
 شکست فاش کھائی اور بھاگا۔ دو ہزار آدمی اس کے اس لڑائی میں کام آئے۔ اور تین
 ہزار زخمی ہوئے انگریز اور فرانس کے چھ سو آدمی مقتول اور دو ہزار زخمی ہوئے دوسرے دن متفقہ
 لشکر آگے بڑھا۔ اور بلاک لاوا کو چھین لیا۔ بہت روسی سردار قید کر کے قسطنطنیہ کو
 بھیج دیے۔ دہان سے بڑھ کر سپاستیول کو جو پڑا نامی اور مضبوط قلعہ روسیوں کا تھا جاگیر
 انجیزوں نے مددے باندھے شروع کر دیے راتوں کو شیخون مارتے اور دن کو روسیوں
 سے مقابلہ ہوتا۔ سترھویں اکتوبر ۱۸۵۷ء میں جہازی توپیں لندن سے ہینان پہونچ
 گئیں۔ اور قلعہ پر گولوں کی بارش ہوئے لگی بلاک لاوا پر روسیوں کی مدد بہت آگئی۔
 اور انھوں نے ترکوں کو ہزیمت دی مگر انگریزوں کی ہالند ریمینٹ فوراً اُن کی مدد کو پہونچی
 نہایت آہستگی اور ہزیمتی سے روس کی فوج کو شکست دی۔ دوسرے روز سوار
 و پیادہ و توپ خانہ باہمدیگر مقابل ہوئے۔ اور کلہ بکلہ لڑائی ہوئے لگی۔ ترکوں نے اپنی
 شجاعت اور مردانگی سے روسیوں کے دانت کھٹے کر دیے اتنے میں ایک اور تانہ دم
 لشکر روسیوں کا آگے بلاک لاوا اور سپاستیول کے درمیان میں مائل ہو گیا۔ لشکر
 متفقہ دن کو جس قدر توپوں سے قلعہ کی دیوار گرا دیتے تھے روسی رات کو اُسے پھر درست
 کر لیتے تھے اس محاربہ جنگ میں پانچویں نومبر ۱۸۵۷ء عیسوی کو مقام اکرمان پر روس نے

انگریزی فوج پر سخت حملہ کیا۔ اور ایسا ایک پل پر سے اتر آئے کہ جب تک لڑائی نہیں شروع ہوئی کسی کو خبر تک نہ ہوئی سخت لڑائی رہی۔ انگریزی سپہ سالار نے روسی فوج کے قلب پر حملہ کیا۔ ادھر لشکر فرانس نے دوسری طرف یورش کی۔ بارہ گھنٹہ تک وہ مارکھٹ ہوئی کہ العظیمہ لشکر آخر روسی ہلاک لاوا کی طرف بھاگے ادھر فرانس کے توجانہ سے گراب کے گولے چلتے لگے روسیوں کے ساٹھ ہزار آدمیوں سے نصف جیتے بھاگے۔ ۲۔ مارچ ۱۸۵۵ء عین نکولس شاہ روس مر گیا۔ اسکا بیٹا جانشین ہوا۔ اس نے پچاس ہزار فوج قلعہ اور محصورین کی مدد کو روانہ کی۔ ادھر مخالف کو مدد دیونگ گئی ڈیرہ لاکھ آدمیوں نے سپاس قبول کو گھیر لیا۔ نقب بھی قلعہ کے دروازہ تک پہنچ گئی اٹھین ہگ دی گئی۔ متفقہ لشکر نے دھاوا کیا۔ اور قلعہ پر فتح کا نشان نصب کیا۔ اس میں ترکوں نے بڑی دلیری دکھائی۔ انقض بعد اس فتح کے سیرس میں دھلا اور سفیر شاہان یورپ اور ترکی کے جمع ہوئے۔ اور صلح نامہ تیار ہوا لڑائی سبوت ہوئی۔ قیدی اور ملک ایک دوسرے کے واپس کر دیئے۔ لندن میں ۱۸۵۵ء کو اس تقریب فتح میں بہت بڑا جشن ہوا یہی بڑا تاریخی واقعہ ہے جو ایام سلطنت عبدالحمید خان کو بہت دلون تک یاد۔ دلانا ہے۔ اس بادشاہ کے عہد میں بڑا امر عظیم باقیات صالحات میں تعمیر مسجد نبوی ہے جو ۱۲۶۲ھ میں شروع اور ۱۲۷۲ھ میں تمام ہوئی ایک کروڑ دینار سے زیادہ خرچ ہوا پہلے اس میں چار دروازہ تھے اب ایک پانچواں دروازہ بنام باب مجیدی بنایا گیا اس سلطان کے عہد میں نصارا اور اسلام میں بہت لڑائیاں خام میں ہوئی جس میں مسلمانوں کو ہی غلبہ رہا ۱۵۔ ذی الحجہ ۱۲۷۲ھ میں سلطان نے اس دنیا سے رطت فرمائی۔

فصل تیسویں۔ سلطان عبدالعزیز خان بن محمود خان مراد خان

یہ سلطان ۹ جولائی ۱۲۷۲ھ میں پیدا ہوا۔ اور ۱۵۔ ذی الحجہ ۱۲۷۲ھ کو اپنے بھائی۔ عبدالحمید خان کی وفات کے بعد تخت نشین ہوا تخت پر بیٹھے ہی اس نے عربوں کو قید سے

رہا کیا۔ اور اپنے جلوس کی اطلاع تمام سلاطین کو دی۔ اُس نے اپنے ملک میں بہت عمدہ عمدہ اصلاح جاری کی۔ اہلکاروں کو جو نہایت کا بل اور خائن تھے موقوف کر دیا اور لائق اور مستزین لوگوں کو منتخب کر کے انکی جگہ مامور کیا۔ بنادر کا اجارہ عیسائیوں کو دیا جاتا تھا اس نے اپنے وقت میں موقوف کر دیا۔ ملکی اور مالی کاموں میں بھی بہت سی نئی اصلاحیں کیں۔ جنگی فوج اور جہازات میں بھی عمدہ ترتیب اور انتظام کیا شاہ ایران ناصر الدین۔ شاہ قاجار سے از سر نو دوستی اور اتحاد کو برپا کیا۔

اپنے بھائی عبدالحمید خان کے حرم کو جو سیکڑوں تحفین آنا دے کر دیا کہ جس سے چاہیں عقد کریں۔ سلسلہ میں قاہرہ مصر کا دورہ کیا۔ اور توفیق۔ پاشا کو جو محمد علی پاشا کا پوتا تھا خدیو مصر کا لقب عطا کیا۔ سلسلہ کے اوائل میں سلطان نے یورپ کا سفر کیا بعد معاودت کے بوضع یورپ اصلاح کی۔ تار اور ریل جاری کی۔ مگر ان اصلاحات اور مصارف جنگ گذشتہ کا قرضہ بہت بڑھ گیا۔ اور خود سلطان کے ذاتی مصارف اس قدر بڑھ گئے کہ خزانہ کی حالت نہایت نازک ہو گئی ماس وجہ سے سارے علما اور امرا اور اراکین بگڑ گئے اور سلطان کے موزوں کرنے کی سازشیں باخود باہوئے لگیں چنانچہ روز شنبہ ۶۔ جمادی الاول سلسلہ ہجری کی آدھی رات کو بعض وزراء سلطان مراد کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اُن کو چھاؤنی میں لانے کی ترغیب دی جب چھاؤنی میں داخل ہوئے سمحون نے اُنکے ہاتھ پر بیت کی سلطان عبدالغفور کے محل میں جا کر کہا کہ آپ کو لوگوں نے موزوں کیا۔ اور مراد۔ آپکی جگہ تخت پر بیٹھا لیکن الجمادی الاول کو انھوں نے خود کشی کی۔ انھوں نے ۵ برس سلطنت کی۔

سلطان مراد خامس

جمادی الاول سلسلہ کو تخت پر بیٹھے۔ اپنے عہد میں۔ مسرویہ اور مانی نگر و مین ہجہ خدر کے لڑایاں ہوتی رہیں ۳۱۔ اگست سلسلہ کو سلطان بوجہ علالت و خفایت شیخ الاسلام

و غیرہ کے مشورہ سے سلطنت سے علوہ کر دیے گئے اور سلطان عبدالحمید خان خلد اللہ ملکہ علیہ السلام
 خان کے دوسرے بیٹے تخت پر بیٹھے لکے عہد میں بوجہ انسداد قدر سرودیہ اور بلطی نگر کے شاہ
 روس نے بسبب ہمدردی اپنے ہم مذہب کے شہداء میں فوج کشی کی سلطان کو مقابلہ کرنا
 پڑا عثمان پاشا فازی سپہ سالار روم نے ثابت کر دیا کہ ابھی ترکوں میں وہ ہمدردی جس سے
 تھوڑی فوج کے ساتھ کفار کے لشکر جبار کو شکست دے سکتے ہیں موجود ہے پلونا کے
 مقام میں دو برس تک یہ لڑائی رہی آخر شرفِ تصفیہ ہو گیا تمام سلاطین یورپ ثالث ہونے
 لیکن انھوں نے کچھ بددیانتی کی اور کئی صوبہ مثل مانٹینی گرو (جبل سود) و سرودیہ (سرب)
 و رومانیا کے آنادیکے گئے اور انکا حاکم مستقل والی قرار پایا اور کسی کامحت نہ ٹھہرایا
 گیا۔ صوبہ یوسینیہ ہرزگووینہ سلطنت اسٹریہ کے اور جزیرہ قبرس سلطنت انگریزی
 اور تونس سلطنت فرانس کے علاقہ کیا گیا۔

باب انیسواں

سال وفات	نام اکابر	مدفن
	خاندان اہل بیت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم	
۱۲ ربیع الاول ۱۱۰۰ھ	محمد مصطفیٰ نبی آخر الزمان صلعم	مدینہ
۱۱۰۰ھ	حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا	"
۱۱۰۰ھ	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	"
۱۱۰۵ھ	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ	"
۱۱۰۵ھ	حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ	"
۱۱۰۵ھ	حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ	"

سال وفات	نام اکابر	مدفن
۵۰ھ	حضرت امام حسن علیہ السلام	مدینہ
۶۱ھ	حضرت امام حسین علیہ السلام	کربلا
۹۵ھ	حضرت امام زین العابدین علیہ السلام	مدینہ
۱۱۰ھ	حضرت امام محمد باقر بن زین العابدین علیہ السلام	"
۱۴۸ھ	حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام	"
۱۸۳ھ	حضرت امام موسیٰ کاظم بن جعفر صادق علیہ السلام	بغداد
۲۰۳ھ	حضرت امام علی رضا بن موسیٰ کاظم علیہ السلام	مشہد
۲۲۵ھ	حضرت امام محمد تقی بن علی بن موسیٰ علیہ السلام	بغداد
۲۵۵ھ	حضرت امام علی نقی بن محمد تقی علیہ السلام	سمرقند
۲۶۱ھ	حضرت امام حسن عسکری بن علی نقی علیہ السلام	"
۲۶۸ھ	حضرت امام محمد مہدی بن حسن عسکری علیہ السلام	"
یہ بزرگ فائب ہو گئے اور بقول اثناعشری یہ مہدی آخر الزمان ہیں لیکن سنت جماعت کہتے ہیں کہ مہدی آخر الزمان دوسرے ہیں۔		
۹۰ھ	حضرت حسن ثنی ابن حسن بن علی بن ابی طالب	مدینہ
۱۱۰ھ	حضرت عبداللہ کامل جنکو محض بھی کہتے ہیں بن حسن	"
۲۰۱ھ	حضرت موسیٰ الجون بن عبداللہ	"
۳۰۱ھ	حضرت عبداللہ ثانی بن موسیٰ	"
۳۴۱ھ	حضرت موسیٰ ثانی بن عبداللہ	"
۳۶۵ھ	حضرت داؤد بن موسیٰ	"

سال وفات	نام اکابر	مدفن
۳۳۰ھ	حضرت محمد اونی بن داؤد	جیلان
۳۳۳ھ	حضرت یحییٰ زاهد بن محمد اونی	..
۳۱۰ھ	حضرت عبداللہ ثالث بن یحییٰ	..
۳۱۲ھ	حضرت ابی صالح بن عبداللہ	..
۳۳۰ھ	حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ	بغداد
۴۹۰ھ	حضرت سید سیف الدین عبدالوہاب بن شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ	..
۳۹۳ھ	حضرت سعید ابن جبر فرما تابعی	واسط
۳۳۳ھ	حضرت ادیس قرنی رحمہ تابعی	کوفہ
۳۳۲ھ	حضرت عباس بن عبدالملک صحابی	مدینہ
۳۴۰ھ	حضرت ابو سعیدہ بن الجراح صحابی	شام
۵۱۰ھ	حضرت سعید ابن زید رضی اللہ عنہ	مدینہ
۵۵۵ھ	حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ	..
۳۲۰ھ	حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ	..
۲۵۰ھ	حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ	بصرہ
۲۵۰ھ	حضرت زبیر رضی اللہ عنہ	..
۳۱۰ھ	حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ	مکہ
۳۴۰ھ	حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ	مدینہ
۴۶۰ھ	حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ	..
۸۰۰ھ	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ	..
۳۹۰ھ	حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ	..

سال وفات	نام اکابر	مدفن
سلسلہ ۱۰	حضرت ابو عبیدہ ثقفی	اکھ
سلسلہ ۱۱	حضرت جعفر طیار ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ	شام
ایضاً	حضرت زید بن حارث متبعی رضی اللہ عنہ	ایضاً
"	حضرت عبداللہ رواحہ شاعر مداح رسول صلعم	"
سلسلہ ۱۲	حضرت زید بن ابی سفیان سالار رضی اللہ عنہ	دمشق
"	حضرت شریل بن حسنہ سالار رضی اللہ عنہ	ایضاً
"	حضرت فرار بن الازور سالار رضی اللہ عنہ	"
"	حضرت یونس تابعی سالار رضی اللہ عنہ	"
"	حضرت واصل بن ابی الحول تابعی سالار رضی اللہ عنہ	"
"	حضرت رفیع ابن عمرہ صحابہ سالار رضی اللہ عنہ	"
سلسلہ ۲۲	حضرت عبدالرحمن ابن ربیعہ سالار رضی اللہ عنہ	درمند
سلسلہ ۲۱	حضرت نعمان ابن مکری صحابی سالار رضی اللہ عنہ	اہواز
سلسلہ ۲۵	حضرت زید بن ثابت کاتب رسول صلعم	مدینہ
سلسلہ ۳۳	حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ	"
سلسلہ ۱۹	حضرت بلال رضی اللہ عنہ	"
سلسلہ ۲۲	حضرت برادر رضی اللہ عنہ	اہواز
"	حضرت نعیم ابن مکرم رضی اللہ عنہ	"
سلسلہ ۳۰	حضرت وائل رضی اللہ عنہ	"
"	حضرت ثابت بن زید رضی اللہ عنہ	"
سلسلہ ۳۰	حضرت عبداللہ بن سعد والی مصر رضی اللہ عنہ	"

مدفن	نام اکابر	سال وفات
صفین	حضرت عمار یا سر سالار رضی اللہ عنہ	۲۰ھ
	حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ	۲۱ھ
مصر	حضرت عمرو بن العاص دالی کوفہ فاتح مصر	۲۳ھ
قسطنطنیہ	حضرت ابوالیوب الصاری رضی اللہ عنہ	۲۶ھ
مدینہ	حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	۵۵ھ
"	حضرت سوڈہ زوجہ رسول صلعم	۱۶ھ
"	حضرت ام حبیبہ زوجہ رضی	۱۹ھ
"	حضرت حفصہ زوجہ رضی	۲۲ھ
"	حضرت صفیہ زوجہ رضی	۲۳ھ
"	حضرت یمونہ زوجہ رضی	۵۵ھ
"	حضرت ام سلمہ زوجہ رضی	۵۶ھ
کوفہ	حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہم	۶۰ھ
دمشق	حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان	ایضاً
تونس	حضرت عقبہ نافعہ الفہری رضی اللہ عنہ	۴۴ھ
بصرہ	حضرت انس بن مالک صحابی رضی اللہ عنہ	۹۳ھ
مصر	حضرت محمد بن ابی بکر تابعی	۳۰ھ
جزیرہ	حضرت محمد حنفیہ بن علی کرم اللہ وجہہ تابعی	۶۶ھ
	حضرت علقمہ تابعی رضی اللہ عنہ	۳۶ھ
مدینہ	حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ تابعی	۴۵ھ
عراق	حضرت ثنی بن ثابت رضی اللہ عنہ	۵۵ھ

سال وفات	نام اکابر	مدفن
۱۰۰	حضرت حسن بصری تابعی رضی اللہ عنہ	بصرہ
۱۰۱	حضرت عطاء خیر السابغین رضی اللہ عنہ	کوفہ
۱۰۲	حضرت نافع ایضاً رضی اللہ عنہ	مدینہ
۱۰۵	حضرت سالم تابعی بن عبد اللہ بن خلیفہ عمر رضی اللہ عنہم	ایضاً
۱۲۰	حضرت خواجہ حبیب عجمی تابعی رضی اللہ عنہ	بصرہ
۱۰۹	حضرت حماد کوفی تابعی استاد امام اعظم رضی اللہ عنہ	کوفہ
۱۰۷	حضرت قاسم تابعی بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ	مدینہ
۱۱۲	حضرت مصعب تابعی ابن زبیر رضی اللہ عنہ زوجہ سکینہ	کوفہ
۱۱۳	حضرت عروہ تابعی ابن زبیر رضی اللہ عنہ	بکۃ
۱۱۵	حضرت امام اعظم نعمان کوفی رضی اللہ عنہ	بغداد
۱۱۷	حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ	کوفہ
۱۱۸	حضرت داؤد طائی رح	مدینہ
۱۱۹	حضرت شقیق بلخی رح	بلخ
۱۲۰	حضرت امام مالک قاضی القضاۃ رح	مدینہ
۱۲۲	حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ	بغداد
۱۲۹	حضرت امام محمد بن حسن شیبانی قاضی القضاۃ رح	کوفہ
۱۳۰	حضرت فضیل عیاض عارف حق رح	بغداد
۱۳۰	حضرت شیخ معروف کوفی عارف حق رح	کوفہ
۱۴۴	حضرت امام شافعی رح	مصر
۱۴۵	حضرت بشر عافی عارف رح	بغداد

سال وفات	نام اکابر	مقام
۲۳۴ھ	حضرت خواجہ بایزید بسطامی عارف رحمۃ اللہ	بسطام
۲۳۵ھ	حضرت حاتم اصم عارف رحمۃ اللہ علیہ	
۲۳۶ھ	حضرت احمد خضرویہ مرید حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ	
۲۳۷ھ	حضرت امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ	بغداد
۲۴۵ھ	حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ	مصر
۲۵۰ھ	حضرت اسماعیل بخاری صاحب صحاح رحمۃ اللہ علیہ	بخارا
۲۵۳ھ	حضرت سہری سقطی محدث رحمۃ اللہ علیہ	بغداد
۲۵۴ھ	حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ	
۲۶۱ھ	حضرت ابو عبد اللہ مسلم صاحب صحاح	بخارا
۲۶۶ھ	حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ	شام
۲۹۹ھ	حضرت ابو عبد اللہ مغربی رحمۃ اللہ علیہ	
۳۰۳ھ	حضرت شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ	بغداد
۳۰۵ھ	شیخ منصور علاج رحمۃ اللہ علیہ	
۳۲۰ھ	شیخ ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ	بغداد
۳۲۲ھ	امام احمد طحاوی رحمۃ اللہ علیہ	مصر
۳۰۶ھ	حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ	
۳۱۶ھ	ابوالقاسم فردوسی شاعر	طوس
۳۲۳ھ	حضرت سالار مسعود غازی	بہرائچ ہند
ایضاً	حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ	خرقان
۳۲۸ھ	حکیم بوعلی سینا	بخارا

حضرت علی ہجویری

۵-
Fiv it

سال وفات	نام اکابر	مدفن
۵۳۴ھ	حضرت شیخ ابوالمنیل خواجہ عبداللہ الصاری رحمۃ اللہ علیہ	ہرات
۵۳۵ھ	حضرت خواجہ ابوالقاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ	گرگان
۵۳۹ھ	حضرت خواجہ ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ	فارمد
۵۴۵ھ	حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ	غزال
۵۴۷ھ	حضرت امام احمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ	"
"	حضرت خواجہ سید مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ	چشت
۵۳۵ھ	حضرت حکیم سنائی غزنوی رحمۃ اللہ علیہ	غزنی
۵۳۳ھ	جبار اللہ زنجشیری صاحب تفسیر کشاف	"
۵۳۶ھ	حضرت شیخ الاسلام احمد جام رحمۃ اللہ علیہ	جام
"	حضرت خواجہ ابویوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ	ہمدان
۵۳۸ھ	رشیدی سمرقندی عارف رحمۃ اللہ علیہ	جرجان
۵۶۶ھ	حضرت شہاب الدین قتیل اللہ درہ	"
۵۹۶ھ	سلطان الشعرا خاقانی شروانی درہ	شروان
۵۹۷ھ	ادصال دین الوری شاعر	خراسان
"	حضرت شیخ نظام الدین گنجوی درہ	گنجنہ
"	حضرت خواجہ عبدالحق غجدوانی درہ	غجدوان
۵۹۸ھ	حضرت خواجہ عارف لوکری درہ	"
۵۹۸ھ	شیخ ابوالفرج ابن جوزی محدث	"
"	ظہیر الدین فاریابی شاعر فارسی	فاریاب
۶۰۶ھ	امام فخر الدین محمد رازی	طوس

سال وفات	نام اکابر	مدفن
۶۰۷ھ	حضرت خواجہ محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ	رامیتن
۶۱۵ھ	حضرت خواجہ علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ	خوارزم
۶۱۶ھ	حضرت شیخ مجد الدین بغدادی رحمۃ اللہ علیہ	رامیتن
۶۱۸ھ	حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ	رامیتن
۶۲۷ھ	حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ	رامیتن
۶۳۱ھ	حضرت مولانا بہار الدین رحمۃ اللہ علیہ	رامیتن
۶۳۲ھ	حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ	رامیتن
۶۳۳ھ	حضرت خواجہ معین الدین حسن بکری رحمۃ اللہ علیہ	رامیتن
۶۳۴ھ	حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ	رامیتن
۶۳۷ھ	حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ	رامیتن
۶۴۳ھ	حضرت علی اللہ رحمۃ اللہ علیہ	رامیتن
۶۴۴ھ	حضرت شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ	رامیتن
۶۴۵ھ	حضرت سید برہان الدین محقق رحمۃ اللہ علیہ	رامیتن
۶۵۰ھ	حضرت خواجہ محمد بابا و سما سی رحمۃ اللہ علیہ	رامیتن
۶۵۱ھ	حضرت شیخ المشائخ سعد الدین حمویہ رحمۃ اللہ علیہ	رامیتن
۶۵۷ھ	حضرت بہار الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ	رامیتن
۶۵۹ھ	حضرت فرید الدین شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ	رامیتن
۶۶۲ھ	حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ	رامیتن
۶۶۲ھ	خواجہ نصیر الدین طوسی رحمۃ اللہ علیہ	رامیتن
۶۶۸ھ	شیخ فخر الدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ	رامیتن

سال وفات	نام اکابر	مدفن
۶۹۱ھ	ناصر الدین قاضی بیضاوی رح	
۶۹۵ھ	حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ	شیراز
۶۹۵ھ	حضرت قاضی تمید الدین ناگوری	ناگور
۷۱۰ھ	مولانا قطب الدین علامہ صاحب قطبی	
۷۱۳ھ	خواجہ ہمام الدین تبریزی شاعر	تبریز
۷۲۴ھ	حضرت شیخ ابو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ	پانی پت
۷۲۵ھ	حضرت شیخ نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ	دہلی
۷۲۵ھ	حضرت امیر خسرو دہلوی شاعر رح	دہلی
۷۵۰ھ	حضرت خواجہ سید امیر کلال رح	بخارا
۷۳۵ھ	حضرت شیخ صفی الدین اردبیلی رح	اردبیل
۷۳۶ھ	حضرت شیخ علاء الدولہ سمنانی رح	سمنان
۷۵۲ھ	حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی رح	دہلی
۷۵۶ھ	امام یافعی قطب مکہ رحمۃ اللہ علیہ	مکہ
۷۵۸ھ	حضرت اخئی سراج رحمۃ اللہ علیہ	دہلی
۷۶۶ھ	میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ	ہمدان
۷۸۵ھ	شیخ جلال مشہور مخدوم جہانیاں	
۷۸۵ھ	شیخ شہباز الحق بیابانی رحمۃ اللہ علیہ	
۷۹۲ھ	حضرت مخدوم شرف الدین احمد بکلی شیرازی	الہ آباد
۷۹۱ھ	حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رح	بہار
۷۹۱ھ	حضرت شمس الدین محمد خواجہ حافظ	بخارا
۷۹۱ھ		شیراز

سال وفات	نام اکابر	مدفن
۸۹۳ھ	علامہ الدین تفتازانی رح	مدفن
۸۹۴ھ	حضرت علاء الدین عطار رح	بجلا
۸۹۵ھ	شیخ کمال جندی	بجلا
۸۹۶ھ	حضرت خواجہ محمد یار سار رح	بجلا
۸۹۷ھ	علامہ محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ	مرقد
۸۹۸ھ	حضرت علاء الحق پندوی	پندوہنگال
۸۹۹ھ	حضرت نور قطب عالم	بجلا
۹۰۰ھ	حضرت سید اشرف جاناگیر سمنانی	سمنان
۹۰۱ھ	حضرت سید محمد گیسو دراد	گلبرگ
۹۰۲ھ	مخدوم شاہ تقی الدین رحمۃ اللہ علیہ	بجلا
۹۰۳ھ	شاہ نعمت اللہ ولی رحمۃ اللہ علیہ	بجلا
۹۰۴ھ	حضرت سید قاسم انوار رحمۃ اللہ علیہ	بجلا
۹۰۵ھ	حضرت برج الدین شاہ مدار رحمۃ اللہ علیہ	بجلا
۹۰۶ھ	حضرت مولانا یعقوب چرخي رح	چرخ
۹۰۷ھ	حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رح	مرقد
۹۰۸ھ	حضرت مولانا عبد الرحمن جامی رح	جام
۹۰۹ھ	علامہ کمال الدین ابن ہمام محقق	بجلا
۹۱۰ھ	علامہ حسین واعظ رحمۃ اللہ علیہ	بجلا
۹۱۱ھ	امیر کمال الدین رحمۃ اللہ علیہ	بجلا
۹۱۲ھ	خواجہ آصفی بن نعمت شاعر	بجلا

سال وفات	نام اکابر	مدفن
۹۱۲ھ	مولانا عبد الغفور لاری	لار
۹۲۵ھ	میر غیاث الدین شاعر	
۹۳۶ھ	مولانا بلالی استرآبادی	استرآباد
۹۳۵ھ	حضرت خواجہ عبد الحق معروف بہ محی الدین احراری رح	سمرقند
۹۵۳ھ	شیخ محمد رفیع الدین محدث اکبر آبادی رح	اگرہ
۹۵۷ھ	مولانا ابوالخیر خوارزمی محقق رح	خازم
۹۶۲ھ	مرزا اشرف وزیر شاہ طہماسپ صفوی رح	
۹۶۸ھ	بیرم خان خانخاناں - وزیر اکبر بادشاہ	گجرات
۹۵۰ھ	حضرت عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ	گنگوہ
۹۷۰ھ	حضرت سید محمد غوث گوالیاری رح	گوالیار
۹۷۵ھ	حضرت شیخ علی تنقی گجراتی رح	گجرات
۹۷۹ھ	حضرت سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ	نچہری
۹۸۱ھ	مولانا غزالی شکر دی ملک الشعرا	مشہد
۹۸۷ھ	مولانا قاسم کاهی شاعر رح	جام
۹۹۸ھ	حضرت شیخ جلال حقانی سری رح	حقانیہ
"	حضرت شیخ وجیہ الدین علوی رح	گجرات
۹۹۹ھ	مولانا غفری شاعر	اگرہ
"	حضرت خواجہ محمد یحییٰ احراری اکبر آبادی	"
"	حضرت شیخ عبد القادر بدایونی رح	بدایون
۱۰۰۰ھ	ملک الشعرا ابوالفیض فیضی	اگرہ

سال وفات	نام اکابر	مدفن
۱۰۱۱ھ	علامہ عصرتیخ ابوالفضل رحمۃ اللہ علیہ	آگرہ
۱۰۱۲ھ	حضرت خواجہ باقی باللہ خلیفہ حضرت گنگو خلیفہ خواجہ عبد اللہ	دہلی
"	حضرت عبد الواحد فاروقی سوسندی مرید شیخ کرن الدین ابن	سرسند
"	حضرت عبد القدوس گنگوہی رحمہ	
"	حضرت مخدوم احمد چشتی لوہادی بہاری	نواباد
"	حضرت مخدوم اخوند شیخ چشتی لوہادی	"
۱۰۳۰ھ	شیخ بہار الدین آملی شاعر	
۱۰۳۵ھ	حضرت ملا شیخ احمد سرہندی رحمہ	سرسند
۱۰۳۶ھ	عبدالرحیم خان خانن خانان بن بیرم خان	
"	ملک الشعر اطالب آملی	
۱۰۳۶ھ	حضرت شاہ تیم اللہ نوابادی رحمہ	نواباد
۱۰۳۷ھ	حضرت خواجہ امیر عبد اللہ قطب وقت رحمہ	آگرہ
۱۰۴۲ھ	شیخ بدیع الدین خلیفہ ملا احمد سرہندی رحمہ	سہارنپور
"	حضرت شیخ پیر علی رحمہ	میرٹھ
۱۰۴۵ھ	حضرت شیخ میر لاہوری قادری رحمہ	لاہور
۱۰۴۷ھ	حضرت سید عبدالقادر بخاری اکبر آبادی	اکبر آباد
۱۰۵۲ھ	حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ	دہلی
۱۰۵۵ھ	ملک الشعر احمد جان قدسی	آگرہ
"	حضرت شیخ کبیر بالاپیر رحمہ	
"	حضرت دیوان ملک الدین رحمہ	نواباد

سال وفات	نام اکابر	مدفن
۱۰۵۷ھ	حضرت شیخ ناصر اکبر آبادی صاحب نصرت رحم	آگرہ
۱۰۵۸ھ	حضرت دلی محمد نارتولی -	نارتول
"	حضرت میر نعمان اکبر آبادی	آگرہ
۱۰۶۱ھ	حضرت سیدنا امیر ابو العلا حسینی الاحرار رحم	"
"	ملک الشعرا ابی طالب کلیم	"
۱۰۷۰ھ	حضرت ملا شاہ بخشی قادری	لاہور
۱۰۷۹ھ	غنی کشمیری شاعر نازک خیال	کشمیر
۱۰۸۰ھ	حضرت سید نعمت اللہ نارتولی	نارتول
"	ملک شعرا مرزا صاحب	"
"	شیخ محمد محسن قانی شاعر	"
۱۱۰۳ھ	حضرت شیخ محمد افضل خلیفہ سید محمد کاپی خلیفہ امیر ابو العلام رحم	الہ آباد
۱۰۷۰ھ	میر محمد زمان ماسخ -	سرہند
۱۰۸۶ھ	حضرت شاہ عنایت اللہ نوآبادی جیشی رحم	نوآبادہ
۱۰۸۱ھ	حضرت امیر فیض العلام ابن امیر ابو العلام رحم	آگرہ
۱۰۹۰ھ	حضرت امیر نور العلام ابن امیر ابو العلام رحم	"
"	حضرت سید دوست محمد خلیفہ امیر ابو العلام رحم	برہانپور
۱۱۰۲ھ	حضرت امیر تاج العلام ابن امیر فیض العلام ابن امیر ابو العلام رحم	آگرہ
۱۱۰۹ھ	حضرت شاد منور اللہ نوآبادی جیشی	نوآبادہ
"	خواجہ نانہ علی سرہندی شاعر	سرہند
۱۱۱۹ھ	قاضی محب اللہ بہاری صاحب سلم و سلم الثبوت رحم	"

سال وفات	نام اکابر	مدفن
۱۲۲۵ھ	حضرت امیر نور الدین امیر نور العلاء ابن امیر الہدای العلاء	فرخ آباد
۱۳۰۰ھ	ملا شیخ احمد معروف بہ ملا جیون صاحب تفسیر احمدی نور الانوار	جونپور
۱۳۵۰ھ	حضرت شاہ محمد فرہاد خلیفہ سید دوست محمد رحمۃ اللہ علیہ	دہلی
۱۳۵۰ھ	حضرت میر اسد اللہ خلیفہ شاہ محمد فرہاد	دہلی
۱۳۶۱ھ	حضرت مولانا بربان الدین خدایا خلیفہ شاہ محمد فرہاد	گوپامو
۱۳۶۳ھ	حضرت مولانا شاہ امین اللہ نوابادی چشتی	نوابا
۱۳۶۳ھ	حضرت شیخ خوب اللہ آبادی	الہ آباد
۱۳۶۹ھ	سراج الدین علی خان آرزو	دہلی
۱۳۷۰ھ	حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلی	دہلی
۱۳۷۲ھ	حضرت سید محمد یوسف واسطی بلگرامی	بلگرام
۱۳۷۲ھ	حضرت سید شاہ محمد حسین چشتی دانا پوری	دانا پور
۱۳۷۵ھ	حضرت سید شاہ ولی اللہ دانا پوری	دانا پور
۱۳۷۸ھ	شیخ علی حنین شاعر	بنارس
۱۳۷۹ھ	حضرت مرزا مظہر جان جاناں	دہلی
۱۳۷۹ھ	حضرت خواجہ میر درد نقشبندی	دہلی
۱۳۷۹ھ	حضرت شاہ محمد نعم عظیم آبادی	عظیم آباد
۱۳۷۹ھ	حضرت مولانا فخر الدین چشتی دہلوی	دہلی
۱۳۸۰ھ	میر غلام علی آزاد بلگرامی	بلگرام
۱۳۸۳ھ	حضرت رکن الدین تخلص عشق دہلوی عظیم آبادی	عظیم آباد
۱۳۸۳ھ	حضرت محمد حسن شاہ حسن علی عظیم آبادی	عظیم آباد

سال وفات	نام اکابر	مدفن
۱۲۲۵ھ	قاضی ثار اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ	پانی پت
۱۲۲۵ھ	مولانا بزرگ العلوم عبدالعلی رحمۃ اللہ علیہ	ارکات
۱۱	حضرت مولانا شاہ سید طیب اللہ بہاری رح	موڑہ
۱۲۲۶ھ	حضرت حکیم شاہ فرحت اللہ حسن دوست قدس سرہ	چیمبرہ
۱۲۲۹ھ	مولوی سلام اللہ محدث دہلوی رح	دہلی
۱۲۳۳ھ	علامہ احمد طحاوی رحمۃ اللہ علیہ	مصر
۱۲۳۹ھ	حضرت مولانا شاہ عبدالغفر محدث دہلوی رح	دہلی
۱۲۵۰ھ	حضرت سید شاہ شمس الدین حسین دانا پوری	دانا پور
۱۲۵۳ھ	حضرت سید شاہ غلام حسین دانا پوری	دانا پور
۱۲۵۶ھ	حضرت مولانا سید شاہ قمر الدین حسین عظیم آبادی	عظیم آباد پٹنہ
۱۲۵۶ھ	حضرت خواجہ سید ابوالبرکات عظیم آبادی	عظیم آباد پٹنہ
۱۲۶۶ھ	حضرت شاد بھائی علی نو آبادی رح	صفی پور
۱۲۶۳ھ	مولانا شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی رح	مکہ
۱۲۶۲ھ	مولانا سید شاہ وحید الدین احمد دانا پوری	دانا پور
۱۱	حضرت شاہ تراب الحق بہاری دانا پوری	دانا پور
۱۲۷۸ھ	مولانا فضل حق خیر آبادی رح	خیر آباد
۱۲۸۱ھ	حضرت مولانا سید شاہ محمد قاسم دانا پوری	منیر
۱۲۸۲ھ	حضرت سید شاہ فخر الدین معروف بہ شاہ مبارک حسین قدس سرہ	دانا پور
۱۲۸۳ھ	حضرت شاہ محمد داجہ دانا پوری	دانا پور
۱۲۸۵ھ	مولانا مفتی صدر الدین خان دہلوی رح	دہلی

سال وفات	نام اکابر	مقام
۱۲۸۵ھ	مولانا حافظ عبدالخلیم انصاری لکھنوی	لکھنؤ
۱۲۸۹ھ	مولانا نواب قطب الدین محدث دہلوی	دہلی
۱۲۹۳ھ	مولانا مفتی سعد احمد مراد آبادی	مراد آباد
۱۲۹۶ھ	مولانا شاہ عبدالغنی محدث دہلوی رح	دہلی
۱۲۹۷ھ	مولانا احمد علی سہارنپوری محدث رح	سہارنپور
"	مولانا محمد قاسم محدث نانوتوی	نانوت
"	مولانا جمیل احمد بلگرامی	بھیرہ
۱۲۹۸ھ	حضرت سید شاہ محمد سجاد تخلص ساجد دانا پوری	دانا پور
۱۲۹۹ھ	حضرت سید شاہ علی حسین دانا پوری	"
"	حکیم سید محمد کاظم دانا پوری رح	"
۱۳۰۱ھ	حضرت شاہ ولایت علی اسلام پوری رح	اسلام پور
۱۳۰۲ھ	مولوی شاہ محمد وزیر تخلص عطاء دانا پوری	دانا پور
۱۳۰۴ھ	حضرت مولانا محمد سعید عظیم آبادی	عظیم آباد
"	حضرت مولانا عبدالحی ابوالحسنات محدث لکھنوی	لکھنؤ
۱۳۰۶ھ	مولانا محمد حسن عظیم آبادی	عظیم آباد
نقشہ جدول خلفائے اسلامیہ عربیہ		
سال تملک بعثت	نام خلیفہ	محل خلافت
۱۱ھ	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	مدینہ منورہ
۱۲ھ	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ	"

سال ملک بعد ہجرت	نام خلیفہ	محل خلافت
۳۳ھ	حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ	مدینہ طیبہ
۳۵ھ	حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ	دکونہ
۳۶ھ	حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ	کونہ

خلفائے بنی امیہ شامیہ

سال ملک بعد ہجرت	نام خلیفہ	محل خلافت	سال ملک بعد ہجرت	نام خلیفہ	محل خلافت
۴۱ھ	معاویہ بن ابی سفیان دمشق		۳۳ھ	یزید بن ولید	دمشق
۴۱ھ	یزید بن معاویہ بن ابی سفیان		۳۴ھ	ابراہیم بن الولید	"
۴۲ھ	معاویہ ثانی بن یزید		۳۵ھ	مروان بن محمد مروان	"
۴۳ھ	عبد اللہ بن زبیر مدینہ مکہ		خلفائے عباسیہ بغدادیہ		
۴۴ھ	مروان	دمشق	۳۶ھ	ابوالعباس محمد بن علی	انبار
۴۵ھ	عبد الملک بن مروان دمشق		۳۷ھ	بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ	بغداد
۴۶ھ	سیدہ شام		۳۸ھ	ابوجعفر منصور بن محمد بن علی	بغداد
۴۷ھ	میں حکمران تھا۔		۳۹ھ	بن عبد اللہ بن عباس	
۴۸ھ	ولید بن عبد الملک		۴۰ھ	مہدی بن ابوجعفر	"
۴۹ھ	سلیمان بن عبد الملک		۴۱ھ	الماوی بن المہدی	"
۵۰ھ	عمر بن عبد العزیز بن یحییٰ		۴۲ھ	ہارون الرشید بن مہدی	"
۵۱ھ	یزید بن عبد الملک		۴۳ھ	امین بن ہارون	"
۵۲ھ	بشام بن عبد الملک		۴۴ھ	ماوان بن ہارون	"
۵۳ھ	ولید بن یزید بن عبد الملک				

سال تولد	نام خلیفہ	محل خلافت	سال تولد	نام خلیفہ	محل خلافت
۱۰۰۰ھ	المقصدی بالله	بغداد	۱۰۰۰ھ	المعتمد بالله بن ہارون	بغداد
۱۰۰۱ھ	المستنصر بالله	"	۱۰۰۱ھ	الواثق بالله معتمد	"
۱۰۰۲ھ	المسترشد بالله	"	۱۰۰۲ھ	المستول علی اللہ بن معتمد	"
۱۰۰۳ھ	الراشد بالله	"	۱۰۰۳ھ	المستنصر بالله	"
۱۰۰۴ھ	المقتضی لامر اللہ	"	۱۰۰۴ھ	المستعین بالله	"
۱۰۰۵ھ	المستجد بالله	"	۱۰۰۵ھ	المعز بالله	"
۱۰۰۶ھ	المستغنی بنور اللہ	"	۱۰۰۶ھ	المہدی بالله	"
۱۰۰۷ھ	الناصر لدین اللہ	"	۱۰۰۷ھ	المعتمد بالله	"
۱۰۰۸ھ	الظاهر بالله	"	۱۰۰۸ھ	المقصد بالله	"
۱۰۰۹ھ	المستنصر بالله	"	۱۰۰۹ھ	المکفی بالله	"
۱۰۱۰ھ	المستعصم بالله	"	۱۰۱۰ھ	المقصد بالله	"
خلفائے عباسیہ مصریہ			۱۰۱۱ھ	القاهر بالله	"
۱۰۱۱ھ	المستنصر بالله	قاہرہ	۱۰۱۲ھ	الراضی بالله	"
۱۰۱۲ھ	الحاکم بامر اللہ	"	۱۰۱۳ھ	المکفی بالله	"
۱۰۱۳ھ	المکفی بالله	"	۱۰۱۴ھ	المکفی بالله	"
۱۰۱۴ھ	الواثق بالله	"	۱۰۱۵ھ	المطیع باللہ	"
۱۰۱۵ھ	الحاکم بامر اللہ	"	۱۰۱۶ھ	الطالع باللہ	"
۱۰۱۶ھ	المقصد بالله	"	۱۰۱۷ھ	القادر بالله	"
۱۰۱۷ھ	المستول علی اللہ	"	۱۰۱۸ھ	الناصر بامر اللہ	"

سال ملک بعد ہجرت	نام خلیفہ	محل خلافت	سال ملک بعد ہجرت	نام خلیفہ	محل خلافت
۱۰۰	عبدالمعین بادشاہ	قاہرہ	۱۰۰	عبدالمعین بادشاہ	قرطبہ
۱۰۱	عبدالمعتمد بادشاہ	"	۱۰۱	سلیمان	"
۱۰۲	سلیمان بن متوکل	"	۱۰۲	محمد ہمدانی جدید	"
۱۰۳	القائم بادشاہ	"	۱۰۳	ہشام جدید	"
۱۰۴	المستنجید بادشاہ	"	۱۰۴	حمود	"
۱۰۵	المتوکل بن یعقوب	"	۱۰۵	قاسم	"
۱۰۶	خلفائے قرطبہ بنی امیہ مروانیہ		۱۰۶	یحییٰ	"
۱۰۷	عبد الرحمن بن معاویہ - قرطبہ		۱۰۷	ہشام	"
۱۰۸	ہشام بن عبدالرحمن	"	۱۰۸	قائمین مصر و افریقہ کہ بہ لقب خلفائے	
۱۰۹	بن مروان -		۱۰۹	عبد اللہ	قردان
۱۱۰	ہشام بن عبدالرحمن	"	۱۱۰	القائم ابو القاسم	"
۱۱۱	الحکم بن ہشام	"	۱۱۱	المنصور	"
۱۱۲	عبد الرحمن ثانی	"	۱۱۲	المعز الدین اللہ اس نے مصر	
۱۱۳	محمد بن عبدالرحمن	"	۱۱۳	مصر فتح کیا۔	
۱۱۴	المنتظر	"	۱۱۴	عزیز باللہ ابو النصر	"
۱۱۵	عبد اللہ	"	۱۱۵	الحاکم بامر اللہ	"
۱۱۶	عبد الرحمن سوم بہ لقب خلیفہ	"	۱۱۶	التاہر لا غزاؤین اللہ	"
۱۱۷	خلیفہ الحکم	"	۱۱۷	المنصور باللہ	"
۱۱۸	ہشام	"	۱۱۸	المستعلی باللہ	"

سال تک بعد جرت	نام خلفای اسلامین	محل خلافت	سال تک بعد جرت	نام خلفای اسلامین	محل خلافت
۴۹۵ھ	الامیر با حکام اللہ	مصر	۵۰۶ھ	سلطان محمد ثانی	قسطنطنیہ
۵۲۵ھ	الحافظ لدین اللہ	"	۵۱۶ھ	سلطان بایزید ثانی	"
۵۳۰ھ	الخاطر باعد اللہ	"	۵۲۶ھ	سلطان سلیم	"
۵۵۰ھ	الفاتر نصر اللہ	"	۵۴۳ھ	سلطان سلیمان	"
۵۵۵ھ	العاضد لدین اللہ	"	۵۶۳ھ	سلطان سلیم ثانی	"
۵۶۷ھ	مرکب رہا اسوقت	"	۵۷۳ھ	سلطان مراد ثانی	"
	ابن الیوب صلاح الدین	"	۵۸۲ھ	سلطان محمد خان ثالث	"
	طالب آیا اور خلافت عباہ	"	۵۸۲ھ	سلطان احمد خان	"
	پیر معین قائم ہوئی	"	۵۸۳ھ	سلطان مصطفیٰ خان	"
سلاطین عثمانیہ رومیہ ترکیہ					
۵۶۷ھ	عثمان خان غازی	قونیہ	۵۶۷ھ	عثمان خان غازی	قونیہ
	سے بادشاہ ہوا بعد				
	علاء الدین کی قیادت سلجوقی				
	کے قونیہ جاے حکومت				
۵۷۱ھ	اور خان	بروسیا	۵۸۵ھ	سلطان احمد خان ثالث	"
۵۹۱ھ	سلطان مراد خان	"	۵۹۹ھ	سلطان محمد رابع	"
۵۹۵ھ	سلطان بایزید یلدرم	"	۶۰۲ھ	سلیمان خان ثانی	"
۶۰۳ھ	سلطان محمد	اورنہ	۶۱۵ھ	سلطان مصطفیٰ خان ثانی	"
۵۵۵ھ	سلطان مراد ثانی	اورنہ	۶۲۳ھ	سلطان احمد خان ثالث	"
			۶۴۷ھ	سلطان محمود خان	"
			۶۷۷ھ	عثمان خان ثالث	"
			۷۰۷ھ	مصطفیٰ خان ثالث	"

سال تنگ بید حیرت	نام خلفای اسلامین	محل خلافت	سال تنگ بید حیرت	نام خلفای اسلامین	محل خلافت
۱۲۰۲	سلطان عبدالحمید خان	تسلطنطیه	۱۲۰۲	سلطان عبدالحمید خان	دولت طباطبا حلوچی سنیه
۱۲۵۵	سلیم خان ظلع کیا	"	۱۲۵۵	محمد بن ابراهیم طباطبا	بهره
۱۲۵۵	مصطفی خان	"	۱۲۵۵	۱۹۹۹	
۱۲۵۵	سلطان محمود خان ثانی	"	۱۲۵۵	مرتضی محمد بن ابراهیم	"
۱۲۵۵	سلطان عبدالحمید خان	"	۱۲۵۵	ناصر احمد بن ابراهیم	"
۱۲۹۳	سلطان عبدالغفری خان	"	۱۲۵۵	منتخب حسین بن ناصر	"
	سلطان مراد رابع ظلع کیا	"	۱۲۵۵	هادی محمد بن ناصر	"
	سلطان عبدالحمید خان جلالت	"	۱۲۵۵	هادی محمد بن ناصر	"
	ملک -		۱۲۵۵	رشید عباس بن ناصر	"

نقشہ جدول سلاطین اسلامیہ مصر

سال جلوس	سلاطین	محل سلطنت	سال جلوس	سلاطین	محل سلطنت
دولت نئی طولون مصر			انکی سلطنت، ۳ سال چند ماهه ری		
۲۲	سلطان احمد بن طولون	مصر	دولت اخشیدی مصریه		
۳۲	ابوالنجیش خمارویه	"	۳۳	سلطان اخشید محمد بن طنج ترکی	مصر
۳۳	ابوالعسا	"	فرغانی -		
۳۹۲	ابوموسلی باریون	"	۴۱ سال	ابوالقاسم دلد اخشید	"
۱۰	ابوالغازی خیبانی	"	۵ سال	ابوالحسن علی	"

سال جلوس	سلاطین	عمل خلافت	سال جلوس	سلاطین	عمل خلافت
۳۵۷ھ	کا فور اخشی	مصر	۶۳۷ھ	ملک عادل ابو بکر	مصر
یک سال	ابو الفوارس احمد بن علی	۱۱	۶۳۷ھ	ملک صالح ایوب	
پھر جو ہر قائد سے مہدی کی جانب سے اگر یہ سلطنت چین لی اور فرض پھیل گیا جبکہ مہدی سے یہ حکومت شروع ہوئی جو بنی فاطمین کہلاتے تھے ان میں گیارہ نفر حاکم ہوئے دو سو اکر برس حکومت کی ۵۴۷ھ میں منقرض ہو گئی اور دولت ایوبیہ آئی۔ انھوں نے خطبہ عباسیہ پڑھا۔			۶۳۷ھ	ملک اشرف موسیٰ خلع کیا	
			۶۵۲ھ	ملک حرمین دولت ایوبیہ	
				کو یہ ختم ہوئی بے شلم اور مصر کے مالک تھے۔	
				دولت ترکیہ مصریہ	
۵۸۹ھ	ملک صلاح الدین ناصر	شام	۶۵۵ھ	ملک معز الدین ابیک	مصر
۵۹۵ھ	ملک خزیم عثمان	مصر	۶۵۷ھ	ملک منصور علی	
	ملک منصور محمد ۵۵۶ھ		۶۵۸ھ	ملک مظفر قطر المزدی	
	معزول ہوا۔		۶۶۶ھ	ملک ظاہر رکن الدین	
۶۱۵ھ	ملک عادل سیف الدین			بیسیر میں	
۶۳۵ھ	ملک مل محمد بن علم شکر و جلال		۶۷۹ھ	ملک سعید محمد ناصر الدین	
				برکت اللہ	
			۱۰۰۱ھ	ملک عادل بدر الدین	
				اطلاش	
				دولت قلاؤنیہ ترکیہ مصریہ	
			۶۸۹ھ	ملک منصور ابوالمعالی	مصر
			۶۹۳ھ	ملک اشرف صلاح الدین جنبل	

سال جلوس	سلاطین	محل سلطنت	سال جلوس	سلاطین	محل سلطنت
۱۹۴۷ء	ملک ناصر محمد	مصر	۱۹۴۷ء	ملک ناصر محمد	مصر
۱۹۴۸ء	ملک حسام الدین لاہوتی	"	۱۹۴۸ء	ملک حسام الدین لاہوتی	"
۱۹۴۹ء	ملک ناصر محمد بار دوم	"	۱۹۴۹ء	ملک ناصر محمد بار دوم	"
غازان خان تبتاری نے دمشق میں انھیں کے زمانے میں چڑھائی کی اس غزوہ میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ بھی شریک تھے۔			غازان خان تبتاری نے دمشق میں انھیں کے زمانے میں چڑھائی کی اس غزوہ میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ بھی شریک تھے۔		
۱۹۵۰ء	ملک منصور کن الدین	مصر	۱۹۵۰ء	ملک منصور کن الدین	مصر
۱۹۵۱ء	سیرس جاشنی گبر - تہم	"	۱۹۵۱ء	سیرس جاشنی گبر - تہم	"
۱۹۵۲ء	ملک ناصر محمد بار سوم	"	۱۹۵۲ء	ملک ناصر محمد بار سوم	"
۱۹۵۳ء	ملک منصور ابی بکر	"	۱۹۵۳ء	ملک منصور ابی بکر	"
۱۹۵۴ء	سال ملک شرف کجک	"	۱۹۵۴ء	سال ملک شرف کجک	"
۱۹۵۵ء	ملک صالح اسماعیل ابوالفدا	"	۱۹۵۵ء	ملک صالح اسماعیل ابوالفدا	"
۱۹۵۶ء	ملک کامل شعبان	"	۱۹۵۶ء	ملک کامل شعبان	"
۱۹۵۷ء	ملک مظفر حاجی شمس الدین	"	۱۹۵۷ء	ملک مظفر حاجی شمس الدین	"
۱۹۵۸ء	مرگیا۔	"	۱۹۵۸ء	مرگیا۔	"
۱۹۵۹ء	ملک ناصر حسن خلع کیا۔	"	۱۹۵۹ء	ملک ناصر حسن خلع کیا۔	"
۱۹۶۰ء	ملک صالح	"	۱۹۶۰ء	ملک صالح	"
۱۹۶۱ء	ملک ناصر حسن بار دوم	"	۱۹۶۱ء	ملک ناصر حسن بار دوم	"
۱۹۶۲ء	شاہ ہوا بھر ما گیا۔	"	۱۹۶۲ء	شاہ ہوا بھر ما گیا۔	"
۱۹۶۳ء	ملک منصور محمد	"	۱۹۶۳ء	ملک منصور محمد	"
۱۹۶۴ء	ملک ناصر محمد	"	۱۹۶۴ء	ملک ناصر محمد	"
۱۹۶۵ء	ملک ناصر محمد	"	۱۹۶۵ء	ملک ناصر محمد	"
۱۹۶۶ء	ملک ناصر محمد	"	۱۹۶۶ء	ملک ناصر محمد	"
۱۹۶۷ء	ملک ناصر محمد	"	۱۹۶۷ء	ملک ناصر محمد	"
۱۹۶۸ء	ملک ناصر محمد	"	۱۹۶۸ء	ملک ناصر محمد	"
۱۹۶۹ء	ملک ناصر محمد	"	۱۹۶۹ء	ملک ناصر محمد	"
۱۹۷۰ء	ملک ناصر محمد	"	۱۹۷۰ء	ملک ناصر محمد	"
۱۹۷۱ء	ملک ناصر محمد	"	۱۹۷۱ء	ملک ناصر محمد	"
۱۹۷۲ء	ملک ناصر محمد	"	۱۹۷۲ء	ملک ناصر محمد	"
۱۹۷۳ء	ملک ناصر محمد	"	۱۹۷۳ء	ملک ناصر محمد	"
۱۹۷۴ء	ملک ناصر محمد	"	۱۹۷۴ء	ملک ناصر محمد	"
۱۹۷۵ء	ملک ناصر محمد	"	۱۹۷۵ء	ملک ناصر محمد	"
۱۹۷۶ء	ملک ناصر محمد	"	۱۹۷۶ء	ملک ناصر محمد	"
۱۹۷۷ء	ملک ناصر محمد	"	۱۹۷۷ء	ملک ناصر محمد	"
۱۹۷۸ء	ملک ناصر محمد	"	۱۹۷۸ء	ملک ناصر محمد	"
۱۹۷۹ء	ملک ناصر محمد	"	۱۹۷۹ء	ملک ناصر محمد	"
۱۹۸۰ء	ملک ناصر محمد	"	۱۹۸۰ء	ملک ناصر محمد	"
۱۹۸۱ء	ملک ناصر محمد	"	۱۹۸۱ء	ملک ناصر محمد	"
۱۹۸۲ء	ملک ناصر محمد	"	۱۹۸۲ء	ملک ناصر محمد	"
۱۹۸۳ء	ملک ناصر محمد	"	۱۹۸۳ء	ملک ناصر محمد	"
۱۹۸۴ء	ملک ناصر محمد	"	۱۹۸۴ء	ملک ناصر محمد	"
۱۹۸۵ء	ملک ناصر محمد	"	۱۹۸۵ء	ملک ناصر محمد	"
۱۹۸۶ء	ملک ناصر محمد	"	۱۹۸۶ء	ملک ناصر محمد	"
۱۹۸۷ء	ملک ناصر محمد	"	۱۹۸۷ء	ملک ناصر محمد	"
۱۹۸۸ء	ملک ناصر محمد	"	۱۹۸۸ء	ملک ناصر محمد	"
۱۹۸۹ء	ملک ناصر محمد	"	۱۹۸۹ء	ملک ناصر محمد	"
۱۹۹۰ء	ملک ناصر محمد	"	۱۹۹۰ء	ملک ناصر محمد	"
۱۹۹۱ء	ملک ناصر محمد	"	۱۹۹۱ء	ملک ناصر محمد	"
۱۹۹۲ء	ملک ناصر محمد	"	۱۹۹۲ء	ملک ناصر محمد	"
۱۹۹۳ء	ملک ناصر محمد	"	۱۹۹۳ء	ملک ناصر محمد	"
۱۹۹۴ء	ملک ناصر محمد	"	۱۹۹۴ء	ملک ناصر محمد	"
۱۹۹۵ء	ملک ناصر محمد	"	۱۹۹۵ء	ملک ناصر محمد	"
۱۹۹۶ء	ملک ناصر محمد	"	۱۹۹۶ء	ملک ناصر محمد	"
۱۹۹۷ء	ملک ناصر محمد	"	۱۹۹۷ء	ملک ناصر محمد	"
۱۹۹۸ء	ملک ناصر محمد	"	۱۹۹۸ء	ملک ناصر محمد	"
۱۹۹۹ء	ملک ناصر محمد	"	۱۹۹۹ء	ملک ناصر محمد	"
۲۰۰۰ء	ملک ناصر محمد	"	۲۰۰۰ء	ملک ناصر محمد	"

سال ہجری	سلاطین	مملکت	سال ہجری	سلاطین	مملکت
۹۲۵ھ	ملک اشرف ابوالنصر	مصر	۹۲۳ھ	ملک اشرف طومان بانی چنگ	مصر
۹۲۶ھ	ملک اشرف ابوالنصر	مصر	۹۲۴ھ	بہترک رومی سلطان	مصر
۹۲۷ھ	ملک اشرف ابوالنصر	مصر	۹۲۵ھ	سلیم کے عہد میں مصر پر	مصر
۹۲۸ھ	ملک اشرف ابوالنصر	مصر	۹۲۶ھ	سلطہ ہوئے اور دولت	مصر
۹۲۹ھ	ملک اشرف ابوالنصر	مصر	۹۲۷ھ	مصر ختم ہوئی اور ترکوں کی	مصر
۹۳۰ھ	ملک اشرف ابوالنصر	مصر	۹۲۸ھ	وزراء حکومت کا کام کرتے تھے	مصر
۹۳۱ھ	ملک اشرف ابوالنصر	مصر	۹۲۹ھ	لیکن سلطان عبدالعزیز خان	مصر
۹۳۲ھ	ملک اشرف ابوالنصر	مصر	۹۳۰ھ	کے عہد میں محمد علی پاشا دہلی	مصر
۹۳۳ھ	ملک اشرف ابوالنصر	مصر	۹۳۱ھ	مصر نے سلطان سے بغاوت	مصر
۹۳۴ھ	ملک اشرف ابوالنصر	مصر	۹۳۲ھ	کی اور تصفیہ امیر ہوا کہ مصر کی	مصر
۹۳۵ھ	ملک اشرف ابوالنصر	مصر	۹۳۳ھ	حکومت سلطان کے تحت میں	مصر
۹۳۶ھ	ملک اشرف ابوالنصر	مصر	۹۳۴ھ	رہے لیکن حکومت موقوف ہو کر	مصر
۹۳۷ھ	ملک اشرف ابوالنصر	مصر	۹۳۵ھ	اسی خاندان میں رہی چنانچہ	مصر
۹۳۸ھ	ملک اشرف ابوالنصر	مصر	۹۳۶ھ	اب اسی خاندان میں توفیق	مصر
۹۳۹ھ	ملک اشرف ابوالنصر	مصر	۹۳۷ھ	پاشا خدیو مصر بنے	مصر
۹۴۰ھ	ملک اشرف ابوالنصر	مصر	۹۳۸ھ	دولت طبرستان علیہ حنیہ	مصر
۹۴۱ھ	ملک اشرف ابوالنصر	مصر	۹۳۹ھ	حسن بن زید بن محمد بن	مصر
۹۴۲ھ	ملک اشرف ابوالنصر	مصر	۹۴۰ھ	اسماعیل بن حسن بن زید	مصر
۹۴۳ھ	ملک اشرف ابوالنصر	مصر	۹۴۱ھ	الحجہ بن الحسن بن حسن	مصر
۹۴۴ھ	ملک اشرف ابوالنصر	مصر	۹۴۲ھ	بن علی کرم اللہ وجہہ	مصر
۹۴۵ھ	ملک اشرف ابوالنصر	مصر	۹۴۳ھ	ملک عادل طومان	مصر
۹۴۶ھ	ملک اشرف ابوالنصر	مصر	۹۴۴ھ	بانی	مصر
۹۴۷ھ	ملک اشرف ابوالنصر	مصر	۹۴۵ھ	ملک اشرف ابوالنصر قاضی	مصر

سال جلوس	سلاطین	محل سلطنت
۲۶۵ھ	قائم باحق محمد بن زید بن محمد کے اور علی	
۲۶۶ھ	اسمعیل	
۲۶۷ھ	محمد مہدی حسن بن زید	
۲۶۸ھ	بن قائم باحق	
۲۶۹ھ	بہرہ دولت ختم ہو گئی اور آل سامان غالب آئے۔	
۲۷۰ھ	ملوک یمن بنی زیاد وغیرہ	
۲۷۱ھ	ابراہیم بن زیاد بادشاہ یمن ہوا مامون خلیفہ نے حاکم یمن بنایا۔	
۲۷۲ھ	یاد بن ابراہیم بن زیاد	
۲۷۳ھ	ابو الجیش اسحاق بن ابراہیم بن زیاد۔	
۲۷۴ھ	ابراہیم بن اسحاق بن	
۲۷۵ھ	ابراہیم بن اسحاق بن	
۲۷۶ھ	ابراہیم مارا گیا خاندان منقرض ہو گیا۔	
۲۷۷ھ	بھرائکا ایک غلام نجاح نام مالک بن بھٹیا اپنے نام کا سکہ جاری کیا۔ اسکی بہت اولاد تھی مستقل یمن کا حاکم سلسلہ پھری میں ہوا۔	
۲۷۸ھ	ظاہر بن حسین	خراسان

سال جلوس	سلاطین	محل سلطنت	سال جلوس	سلاطین	محل سلطنت
	بن مصعب قانع بخلو نجانب مامون الرشید حاکم ہوا ششمین مرگیا۔			اپنے غلام کے ہاتھ سے ششمین مارا گیا۔	
۲۹۰ھ	طلحہ بن طاہر خوارزمی	خراسان		لیث ایک بدصورت آدمی تھا اس کے تین بیٹے تھے یعقوب۔ عمر۔ واد علی یعقوب نے چند آدمیوں کو فراہم کر کے پہلے غارتگری شروع کی درہم بن نصر اس وقت سیستان کا مالک تھا اس کے خزانے میں نقب زنی کی خزانہ کو یوروں میں باندھا اور اس میں جواہرات کے دھوکے میں نمک بھی بستہ کیا۔ لیکن جب ان پر ثابت ہوا کہ نمک ہے سب خزانہ چھوڑ دیا صبح کو درہم نے خزانہ کھلا دیکھ کر تعجب کی اور اشتہار دیا کہ جو چور ہو حاضر آوے انعام پاوے گا چنانچہ یعقوب بن لیث حاضر ہوا اور خزانہ چھڑا تا بسبب نمک کے بیان کیا درہم بہت خوش ہوا اور یعقوب کو اپنے مقربان سے بنایا اور یہاں تک اقبال یاور ہوا کہ بعد درہم کے سیستان کا حاکم ہوا اور خلیفہ متوکل سے فرمان حاصل کیا اور محمد بن طاہر حاکم خراسان کو لڑکر	
۲۹۱ھ	عبد اللہ بن طاہر	خراسان			
۲۹۲ھ	طاہر بن عبد اللہ بن طاہر	خراسان			
۲۹۳ھ	محمد بن طاہر بن عبد اللہ	خراسان			
۲۹۴ھ	بن لیث کے ہاتھ سے مارا گیا۔ یقیناً	خراسان			
۲۹۵ھ	یعقوب بن لیث حاکم سیستان	سیستان			
۲۹۶ھ	عمر بن لیث فارس کا	فارس			
۲۹۷ھ	محمد بن محمد بن عبد اللہ	خراسان			

سال جلوس	نام ملوک	عمل سلطنت	سال جلوس	نام ملوک	عمل سلطنت	
۳۵۰ھ	مغزالدولہ ابو الحسن احمد بن بویہ شیراز	نوح سامانی کی خدمت میں رسوخیت پیدا کی اور جرجان کا حاکم ہو گیا۔	۳۵۰ھ	شمس المعالی قابوس جرجان	۳۵۰ھ	عضدالدولہ بن رکن الدین کرمان
۳۵۱ھ	۳۵۱ھ	۳۵۱ھ	۳۵۱ھ	۳۵۱ھ	۳۵۱ھ	۳۵۱ھ
۳۵۲ھ	۳۵۲ھ	۳۵۲ھ	۳۵۲ھ	۳۵۲ھ	۳۵۲ھ	۳۵۲ھ
۳۵۳ھ	۳۵۳ھ	۳۵۳ھ	۳۵۳ھ	۳۵۳ھ	۳۵۳ھ	۳۵۳ھ
۳۵۴ھ	۳۵۴ھ	۳۵۴ھ	۳۵۴ھ	۳۵۴ھ	۳۵۴ھ	۳۵۴ھ
۳۵۵ھ	۳۵۵ھ	۳۵۵ھ	۳۵۵ھ	۳۵۵ھ	۳۵۵ھ	۳۵۵ھ
۳۵۶ھ	۳۵۶ھ	۳۵۶ھ	۳۵۶ھ	۳۵۶ھ	۳۵۶ھ	۳۵۶ھ
۳۵۷ھ	۳۵۷ھ	۳۵۷ھ	۳۵۷ھ	۳۵۷ھ	۳۵۷ھ	۳۵۷ھ
۳۵۸ھ	۳۵۸ھ	۳۵۸ھ	۳۵۸ھ	۳۵۸ھ	۳۵۸ھ	۳۵۸ھ
۳۵۹ھ	۳۵۹ھ	۳۵۹ھ	۳۵۹ھ	۳۵۹ھ	۳۵۹ھ	۳۵۹ھ
۳۶۰ھ	۳۶۰ھ	۳۶۰ھ	۳۶۰ھ	۳۶۰ھ	۳۶۰ھ	۳۶۰ھ
۳۶۱ھ	۳۶۱ھ	۳۶۱ھ	۳۶۱ھ	۳۶۱ھ	۳۶۱ھ	۳۶۱ھ
۳۶۲ھ	۳۶۲ھ	۳۶۲ھ	۳۶۲ھ	۳۶۲ھ	۳۶۲ھ	۳۶۲ھ
۳۶۳ھ	۳۶۳ھ	۳۶۳ھ	۳۶۳ھ	۳۶۳ھ	۳۶۳ھ	۳۶۳ھ
۳۶۴ھ	۳۶۴ھ	۳۶۴ھ	۳۶۴ھ	۳۶۴ھ	۳۶۴ھ	۳۶۴ھ
۳۶۵ھ	۳۶۵ھ	۳۶۵ھ	۳۶۵ھ	۳۶۵ھ	۳۶۵ھ	۳۶۵ھ
۳۶۶ھ	۳۶۶ھ	۳۶۶ھ	۳۶۶ھ	۳۶۶ھ	۳۶۶ھ	۳۶۶ھ
۳۶۷ھ	۳۶۷ھ	۳۶۷ھ	۳۶۷ھ	۳۶۷ھ	۳۶۷ھ	۳۶۷ھ
۳۶۸ھ	۳۶۸ھ	۳۶۸ھ	۳۶۸ھ	۳۶۸ھ	۳۶۸ھ	۳۶۸ھ
۳۶۹ھ	۳۶۹ھ	۳۶۹ھ	۳۶۹ھ	۳۶۹ھ	۳۶۹ھ	۳۶۹ھ
۳۷۰ھ	۳۷۰ھ	۳۷۰ھ	۳۷۰ھ	۳۷۰ھ	۳۷۰ھ	۳۷۰ھ
۳۷۱ھ	۳۷۱ھ	۳۷۱ھ	۳۷۱ھ	۳۷۱ھ	۳۷۱ھ	۳۷۱ھ
۳۷۲ھ	۳۷۲ھ	۳۷۲ھ	۳۷۲ھ	۳۷۲ھ	۳۷۲ھ	۳۷۲ھ
۳۷۳ھ	۳۷۳ھ	۳۷۳ھ	۳۷۳ھ	۳۷۳ھ	۳۷۳ھ	۳۷۳ھ
۳۷۴ھ	۳۷۴ھ	۳۷۴ھ	۳۷۴ھ	۳۷۴ھ	۳۷۴ھ	۳۷۴ھ
۳۷۵ھ	۳۷۵ھ	۳۷۵ھ	۳۷۵ھ	۳۷۵ھ	۳۷۵ھ	۳۷۵ھ
۳۷۶ھ	۳۷۶ھ	۳۷۶ھ	۳۷۶ھ	۳۷۶ھ	۳۷۶ھ	۳۷۶ھ
۳۷۷ھ	۳۷۷ھ	۳۷۷ھ	۳۷۷ھ	۳۷۷ھ	۳۷۷ھ	۳۷۷ھ
۳۷۸ھ	۳۷۸ھ	۳۷۸ھ	۳۷۸ھ	۳۷۸ھ	۳۷۸ھ	۳۷۸ھ
۳۷۹ھ	۳۷۹ھ	۳۷۹ھ	۳۷۹ھ	۳۷۹ھ	۳۷۹ھ	۳۷۹ھ
۳۸۰ھ	۳۸۰ھ	۳۸۰ھ	۳۸۰ھ	۳۸۰ھ	۳۸۰ھ	۳۸۰ھ
۳۸۱ھ	۳۸۱ھ	۳۸۱ھ	۳۸۱ھ	۳۸۱ھ	۳۸۱ھ	۳۸۱ھ
۳۸۲ھ	۳۸۲ھ	۳۸۲ھ	۳۸۲ھ	۳۸۲ھ	۳۸۲ھ	۳۸۲ھ
۳۸۳ھ	۳۸۳ھ	۳۸۳ھ	۳۸۳ھ	۳۸۳ھ	۳۸۳ھ	۳۸۳ھ
۳۸۴ھ	۳۸۴ھ	۳۸۴ھ	۳۸۴ھ	۳۸۴ھ	۳۸۴ھ	۳۸۴ھ
۳۸۵ھ	۳۸۵ھ	۳۸۵ھ	۳۸۵ھ	۳۸۵ھ	۳۸۵ھ	۳۸۵ھ
۳۸۶ھ	۳۸۶ھ	۳۸۶ھ	۳۸۶ھ	۳۸۶ھ	۳۸۶ھ	۳۸۶ھ
۳۸۷ھ	۳۸۷ھ	۳۸۷ھ	۳۸۷ھ	۳۸۷ھ	۳۸۷ھ	۳۸۷ھ
۳۸۸ھ	۳۸۸ھ	۳۸۸ھ	۳۸۸ھ	۳۸۸ھ	۳۸۸ھ	۳۸۸ھ
۳۸۹ھ	۳۸۹ھ	۳۸۹ھ	۳۸۹ھ	۳۸۹ھ	۳۸۹ھ	۳۸۹ھ
۳۹۰ھ	۳۹۰ھ	۳۹۰ھ	۳۹۰ھ	۳۹۰ھ	۳۹۰ھ	۳۹۰ھ
۳۹۱ھ	۳۹۱ھ	۳۹۱ھ	۳۹۱ھ	۳۹۱ھ	۳۹۱ھ	۳۹۱ھ
۳۹۲ھ	۳۹۲ھ	۳۹۲ھ	۳۹۲ھ	۳۹۲ھ	۳۹۲ھ	۳۹۲ھ
۳۹۳ھ	۳۹۳ھ	۳۹۳ھ	۳۹۳ھ	۳۹۳ھ	۳۹۳ھ	۳۹۳ھ
۳۹۴ھ	۳۹۴ھ	۳۹۴ھ	۳۹۴ھ	۳۹۴ھ	۳۹۴ھ	۳۹۴ھ
۳۹۵ھ	۳۹۵ھ	۳۹۵ھ	۳۹۵ھ	۳۹۵ھ	۳۹۵ھ	۳۹۵ھ
۳۹۶ھ	۳۹۶ھ	۳۹۶ھ	۳۹۶ھ	۳۹۶ھ	۳۹۶ھ	۳۹۶ھ
۳۹۷ھ	۳۹۷ھ	۳۹۷ھ	۳۹۷ھ	۳۹۷ھ	۳۹۷ھ	۳۹۷ھ
۳۹۸ھ	۳۹۸ھ	۳۹۸ھ	۳۹۸ھ	۳۹۸ھ	۳۹۸ھ	۳۹۸ھ
۳۹۹ھ	۳۹۹ھ	۳۹۹ھ	۳۹۹ھ	۳۹۹ھ	۳۹۹ھ	۳۹۹ھ
۴۰۰ھ	۴۰۰ھ	۴۰۰ھ	۴۰۰ھ	۴۰۰ھ	۴۰۰ھ	۴۰۰ھ

سال جلوس	نام ملوک	محل سلطنت	سال جلوس	نام ملوک	محل سلطنت
۳۱۰ھ	سلطان الدولہ امیر ہوا	اہواز	۳۸۷ھ	سید عین مرگیا۔ یہ	
	اور اپنے بھائی تاج الدولہ			خاندان آل سلجوق کے	
	کو بصرہ کی امارت اور			ہاتھ سے ختم ہوا۔	
	ابوالفوارس کو کرمان				
	کی امارت دی۔				
۳۱۳ھ	شرف الدولہ بن بہار الدولہ				
۳۱۴ھ	ابو کالنجا بن سلطان الدولہ	شیراز			
	۳۲۳ھ میں مرگیا۔				
۳۲۶ھ	جلال الدولہ ابوطاہر بن	بغداد			
	بہار الدولہ امیر الامرا				
	بغداد میں مقرر ہوا				
	۳۳۵ھ میں مرگیا۔				
۳۳۷ھ	ملک رحیم بن ابو کالنجا				
	اس کو طغرل بیگ سلجوقی				
	نے قید کیا				
۳۳۸ھ	ابو منصور بن کالنجا یہ بھی				
	مقید ہوا۔				
۳۳۹ھ	ابو علی بن ابو کالنجا اس نے				
	اپنے ارسلان سے				
	فرمان حاصل کیا تھا				
۳۶۹ھ	سبکتگین		۳۶۹ھ	سبکتگین	غزنی
۳۸۷ھ	ایمیل بن سبکتگین		۳۸۷ھ	ایمیل بن سبکتگین	
۳۸۸ھ	سلطان محمود بن سبکتگین		۳۸۸ھ	سلطان محمود بن سبکتگین	

آل سامان میں سے عبد الملک بن نوح کے زمانہ میں الپتگین کرمان کی غلامی میں بخارا ہائی پاکر خراسان کی حکومت پر سرفراز کیا گیا۔ سولہ برس حکومت کر کے مرگیا۔ اس کے بیٹے ابو اسحاق نے اپنے باپ کی جگہ حکومت کی لیکن چند روز میں مرگیا۔ تب لوگوں نے سبکتگین کو الپتگین کا غلام تھا اور آزاد ہو کر منصب امارت پر سرفراز ہوا تھا۔ تمام خراسان کا حاکم مقرر کیا اور اس نے الپتگین کی بیٹی سے نکاح بھی کر لیا پہلے ہندوستان کی طرف رخ اسی نے کیا اور کچھ ہندوستان پر مسلط ہو گیا تھا۔

سال جلوس	نام ملوک	محل سلطنت	سال جلوس	نام ملوک	محل سلطنت
۳۲۱ھ	مسعود بن محمود	غزنی	۳۵۳ھ	ابراہیم بن مسعود کراچی سلطان	غزنی
۳۲۲ھ	مسعود بن مسعود	"	۳۵۴ھ	کاداماد تھا۔	"
۳۲۳ھ	مسعود بن مسعود	"	۳۵۵ھ	ارسلان شاہ بن مسعود	"
۳۲۴ھ	علی بن مسعود	"	۳۵۶ھ	برام شاہ بن مسعود	"
۳۲۵ھ	عبدالرشید بن مسعود	"	۳۵۷ھ	خسر و شاہ بن برام	لاہور
۳۲۶ھ	فرخ زاد بن مسعود	"	۳۵۸ھ	مین مر گیا۔	"

سلطان محمود غزنوی بن سبکتگین

سلطان محمود غزنوی سلطان ناصر الدین سبکتگین کا بیٹا ہے۔ شروع میں چوتھی صدی ہجری کے ولایت غزنی پر حکومت کرتا تھا۔ اپنے باپ کی میاں میں حصہ خراسان اور ماوراء النہر کا ہاتھ سے آلی سامان کے لئے لیا اور اپنے زمانہ میں تمام خراسان اور ماوراء النہر پر حاوی ہو گیا یہ ہم عصر القادر باللہ خلیفہ بغداد کا تھا اور ہندوستان میں جا کر ۸۔ محرم ۳۹۳ھ میں راجہ جیپال سے پشاور میں لڑا۔ اور اس پر غالب آیا الغرض سلطان محمود اسی طرح بارہ مرتبہ ہندوستان میں آیا اور ہر مرتبہ فتح عظیم حاصل کی اور بڑے بڑے ہاتھی اور بہت غنیمت ہاتھ آئی اور اکثر حصہ ہندوستان کو اپنے تصرف میں در لایا اور شہر متھرا میں بڑا بت خانہ تھا سلطان کے لشکر نے اس شہر کو غارت کیا اور بتخانہ جلا دیا ایک زرین بت کو توڑا اس میں ۹۸ ہزار تین سو مثقال نچتہ زر نکلا اور ایک ٹکڑا یا قوت کا اس میں پایا جس کا وزن ۴۵ مثقال تھا ۳۱۶ھ میں سومنات کا ارادہ کیا بعد لڑائی کے قلعہ کو مسخر کیا اور لوٹا اور بت خانوں کی بنیاد اکھاڑی اور سومنات گت کہ بہت بڑا بت تھا اور نسبائی میں پانچ گز تھا غزنی میں لیجا کر جامع مسجد کی سٹری میں

لگایا لکھتے ہیں کہ سومات ایک شہر کجرات میں دریائے عمان کے کنارے پر اور اس شہر کے بت خاؤن میں زرین بت تھے۔ اور سب سے بڑے بت کو سومات کہتے تھے کہ زمانہ ظہور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اس بت کو خانہ کعبہ سے نکالا۔ اور ہندو والے لے گئے اور اس کے برابر زر و جواہر دیا اس بت کے واسطے جو بتخانہ بنایا گیا اس کا نام سومات ہوا اور بعضوں نے لکھا ہے کہ یہ بت بہت پہلے سے ہندوستان میں موجود تھا یعنی سلطان محمود کے چار ہزار برس پہلے سے تھا۔ بہر تقدیر لڑائی کے روز اہل سومات جوق جوق اس بت کے پاس جاتے اور رو کر اس سے مدد چاہتے تھے لیکن کچھ بن نہ پڑی پچاس ہزار ہندو اس معرکہ میں مارے گئے اور سلطان محمود بعد فتح کے بتخانہ میں آیا اس میں بڑا بت سومات کا پایا جس کی لہبان پانچ گز تھی اور اس میں سے دو گز زمین میں گڑا تھا سلطان نے اپنے ہاتھ سے ایک گز اس کے سر پر مارا اور وہ ٹکڑے ہو گیا ایک ٹکڑا اس میں کاغذی کی مسجد کی سیڑھی میں ہے اور اس کے پیٹ سے زر و جواہر بہت نکلا۔ ہندو اس کو ہر رات میں گنگا کے پانی سے نہلاتے تھے اور روزانہ گنگا سے پانی لایا جاتا تھا۔ حاصل کلام بعد ان فتوحات عجیبہ کے سلطان محمود نے سلسلہ میں انتقال کیا۔ یہ علم دوست آدمی تھا ہر قسم کے اہل علم و ہنر اس کے پاس جمع تھے سلطان مسعود اس کا بیٹا اس کے بعد جانشین ہوا۔

دولت آل سلجوق

سلجوق کی نسل چوتیس واسطے کی درمیانگی سے افراسیاب سے ملتی ہے سلجوق نامے ایک شخص بنو خان حاکم اتراک کے امرائے تھا پھر پیغوتان سلجوق سے ناراس ہوا اس سبب سے سلجوق اس کی عملداری سے باہر ہوا اور سمرقند بن کر مع متعلقین مسلمان ہو گیا بعد چند روز کے ترکستان کے حاکم نے

سلجوق

سلجوق سے خراج طلب کیا اس نے سمرقند کے حاکم سے مدد لے کر ترکستان کے حاکم کو شکست دی اور بخارا کے اطراف میں جگل میں اقامت کی اس کے چار بیٹے تھے میکائیل اسرائیل - موسیٰ اور ارسلان میکائیل وقت محاصرہ ترکستان کے زخمی ہو کر مر گیا اُس کے دو بیٹے طغرل بیگ اور محمد جعفر تھے سلجوق نے ان دونوں کو اپنا ولی عہد کر کے انتقال کیا۔ سلطان محمود نے سلجوقیوں کی ترقی دیکھ کر اسرائیل کو قید کیا تھا۔ لیکن اس کے بیٹے سلطان مسعود نے بارہا سلجوقیوں پر فوج کشی کی اور اکثر طغرل بیگ کے ہاتھ سے شکست اٹھائی سلجوقیوں کے تین طبقے گذر سے ہیں سلجوقیہ خراسانیہ - سلجوقیہ کرمانیہ - اور سلجوقیہ رومیہ۔

سال جلوس	نام ملوک	محل سلطنت	سال جلوس	نام ملوک	محل سلطنت
۴۲۹ھ	طغرل بیگ بن میکائیل	نیشاپور	۵۲۸ھ	مسعود بن محمد	ہمدان
۴۳۵ھ	الپ ارسلان بن جعفر بن میکائیل	•	۵۴۶ھ	سلطان ملک شاہ بن محمود بن محمد	•
۴۵۰ھ	ملک شاہ بن الپ ارسلان	•	۵۴۸ھ	محمد بن محمود بن محمد	•
۴۸۵ھ	برکیاروق بن ملک شاہ	•	۵۵۴ھ	سلیمان شاہ بن محمد	آذربایجان
۴۹۸ھ	سلطان محمد بن ملک شاہ	•	•	بن ملک شاہ	•
۵۱۱ھ	سلطان سنجر بن ملک شاہ	بلخ	۵۵۵ھ	رکن الدین سلیمان شاہ	•
۵۵۲ھ	• میں مر گیا۔	•	•	محمد بن سلجوق حاکم	صہبانی
۵۵۱ھ	محمود بن محمد بن ملک شاہ	ہمدان	•	صہبانی	•
۵۶۵ھ	رکن الدین طغرل بن محمد	•	۵۷۵ھ	رکن الدین طغرل ثانی	•
				بن ارسلان	

سال طوس	نام ملوک	محل سلطنت	سال طوس	نام ملوک	محل سلطنت
۶۹۸ھ	سیمان بن ملیح ارسلان	ارض روم	۶۹۸ھ	کنخسرو بن سیمان	
۶۹۹ھ	غیاث الدین کنخسرو	•	۶۹۹ھ	مسعود بن کیکاؤس	
۶۹۹ھ	دوبارہ	•	۶۹۹ھ	علامہ الدین کیتباد	
۶۹۹ھ	کیکاؤس بن کنخسرو	•	۶۹۹ھ	ختم ہوئی اور دولت	
۶۹۹ھ	علامہ الدین کیتباد بن	•	۶۹۹ھ	آل عثمان کہ اس	
۶۹۹ھ	کنخسرو	•	۶۹۹ھ	خاندان کے واسطے	
۶۹۹ھ	کنخسرو بن کیتباد	•	۶۹۹ھ	ہن آغاز ہوئی۔	
۶۹۹ھ	سیمان بن کنخسرو	•	۶۹۹ھ		

واضح رہے کہ خاندان سلجوقیہ میں چار اشخاص بڑے نامی اور گرامی گذرے ہیں ان کا حال لکھا جاتا ہے طفعل بیگ الب ارسلان ملک شاہ بن الب ارسلان اور سلطان سنجر بن ملک شاہ طفعل بیگ جیسا ہم لکھ چکے ہیں سلجوق کا پوتا تھا اور اس کے بعد اس کا جانشین ہوا اور نیشاپور کو اپنا دار السلطنت قرار دیا تمام ملک مثل خوارزم اور خراسان وغیرہ کے سلطان مسعود بن محمود غزنوی کے ہاتھ سے نکل گیا اور سلجوقیوں کے قبضہ میں آگیا اور ایک سال نامی عراق کو مسخر کر کے بغداد میں پہنچا اور آل بویہ کو جو خلفائے بغداد پر حاوی ہو گئے تھے شکست دی خلیفہ قائم باللہ سے بیعت کی اور اپنی بہن خلیفہ کے نکاح میں دی اور خلیفہ کو حملوں سے امراء عرب اور فاطمین مصر کے نجات دی اور اپنے کو حامیان اسلام سے ثابت کیا ۵۵۵ھ میں مر گیا اور اپنا نام زندہ چھوڑا

سلطان الپ ارسلان سلجوق

سلطان الپ ارسلان اپنے چچا طغرل بیگ کے بعد ۱۰۵۵ء میں جانشین ہوا اور اس کا لقب خلیفہ قائم نے عضد الدین برہان رکھا اور اس کے انصاف کے باعث سے وجہ کے کنارے سے جیون تک خوب آبادی ہوئی اور اس کے ملک کی وسعت سب سلاجوقیوں سے زیادہ تھی اس نے اپنے اصلی وطن فرغانہ کو بھی فتح کیا اور بڑا مجاہد اور دیندار تھا۔ اسی کے زمانہ میں رومیوں نے بڑی شکست اٹھائی بغداد کی خلافت کے ضعف کے باعث سے قیصر روم کو بھی موقع ملا تھا اور اس نے انطاکیہ اور ایشیائے کوچک وغیرہ پر دخل کر لیا تھا ان کے فتوحات ماصل کے وقت سے شروع ہوئے تھے لیکن جب سلاجوقیوں کی ترقی ہوئی قیصر روم بہت ڈرے اس وقت ایک عورت بوڈوشیار روم پر قابض تھی اس نے حکومت کا اختیار ایک افسر کو جس کا نام رومانس تھا دے دیا اس نے تین لاکھ آدمیوں سے مسلمانوں پر فوج کشی کی اور بغداد کی طرف بڑھا الپ ارسلان بارہ ہزار آدمیوں سے اس کے مقابلے کو گیا مابعدین اور لوگ بھی اس کے ساتھ ہوئے اور رومیوں کو شکست فاش دی اور ان کے قیصر رومانس کو گرفتار کر لیا رومانس نے تین لاکھ ساٹھ ہزار دینار خرچ دینا قبول کیا تب رہائی پائی اور الپ ارسلان نے صوبجات آرمینیہ اور گرجستان میں دخل کر لیا تب اس نے ترکستان کی طرف رخ کیا اور برزم اور خوارزم کا محاصرہ کیا جنھوں نے بغاوت ظاہر کی تھی جب یوسف نے قلعہ خوارزم کی سزائیں وہ سلطان مصر دت بوا سلطان کے تیرنے خطا کی اور یوسف نے جھپٹ کر سلطان کا کام تمام کیا لیکن لوگوں کے ہاتھ سے وہ بھی نہ بچا۔ الپ ارسلان نے دس برس حکومت کی اور اپنا نام زندہ چھوڑا ۱۰۶۵ء میں مرا۔

سلطان ملک شاہ بن الی اسلطان سلجوقی

اپنے باپ کے بددستہ ہرین تخت پر بیٹھا۔ یہ قتل اپنے باپ کے نیک نام تھا۔ اس زندان سلجوقی میں یہ بہت بڑا بادشاہ ہوا۔ اس کے وقت میں تمامی ترکستان مثل فرخانہ اور کاشغر وغیرہ کے فتح ہوا۔ اور ماوراء النہر پر متصرف رہا۔ اس وقت سلجوقیوں کی سلطنت کی چوحدی یہ تھی۔ پورب حد ملک چین اور ہند۔ دکن حد بحر ہند چینم حد بحر روم و افریقہ و ریگستان عرب۔ اتر حد کوہ قاف تھا۔ شہہ ہجری میں جب ملک شاہ بنجر میں تھا اس کے گھر میں لڑکا پیدا ہوا۔ اس لئے اس نے اس کا نام سلطان بنجر رکھا۔ ملک شاہ کا وزیر خواجہ نظام الملک تھا۔ جسے مدرسہ نظامیہ بغداد میں قائم کیا اس کو بسبب خصومت کے حسن صلیح نے کہ قوم دیالمہ سے تھا قتل کیا۔ شہہ ہجری میں ملک شاہ مر گیا۔ اور نیک نام چھوڑا۔

سلطان بنجر بن ملک شاہ سلجوقی

سلطان بنجر بن ملک شاہ اپنے دونوں بھائی برکیارق اور محمد کے بعد ۵۱۵ھ میں سلطان ہوا۔ اس کے بھائی برکیارق نے اس کو اپنے عہد میں خراسان کا حاکم مقرر کیا تھا۔ بھائیوں کے عہد میں بیس برس نیابت کی جب سلطان کا لقب لیا اس کے بھتیجے محمود بن محمد نے اطاعت سے انکار کیا۔ سلطان بنجر نے اس پر فوج کشی کی۔ دونوں میں مقابلہ ہوا۔ محمود کو شکست ہوئی۔ لیکن پھر مغذت کی سلطان نے قصور معاف کر کے عراق کی حکومت سپرد کی۔ پھر بہرام شاہ غزنوی نے کہ سلطان بنجر کا بھانجا تھا خراج نہیں بھیجا۔ اس کی طرف رخ کیا۔ اس نے عذر کیا اور خراج دیا۔ پھر بہرام شاہ غزنوی نے سام سوری غوری سے لڑائی کی۔ اور اس کو شکست دی۔ وہ مر گیا اس کا انتقام اس کے بھائی علاء الدین حسین جہان سوز غوری نے لیا۔ غزنی پر فوج کشی کی تمام قرین سوائے سلطان محمود کی قبر کے اکھاڑ ڈالیں۔ اور بہرام شاہ کو بھگا دیا۔

برہم شاد کی مدد کو سلطان بنجر آیا۔ اور غلام الدین کو شکست دی۔ اور اسکو گرفتار کر لیا پھر اسکو غور کا تخت بخشا۔ سلطان آخر میں اہل بلخ سے لڑا جس میں اُسپرقت پہنچی۔ اور اسی غم میں ۵۲ھ میں مر گیا۔ بادشاہ عادل اور علم دوست تھا۔ بہت شعرا اُسکے ساتھ جمع تھے۔ حضرت سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو بوجہ قدردانی کے اُسی نے عریضہ لکھا تھا لیکن آپ نے اتنا پسند نہ فرمایا۔ اس بادشاہ نے اکتالیس برس بادشاہت کی اُسکے مرنے کے بعد سلجوقیوں نے پراگندگی آئی۔ حاکم خوارزم نے قوت پکڑی اور کچھ ملک اُسکا اُسے دے دیا اور کچھ غوریوں نے۔ پھر غوریوں سے بھی خوارزم شاہیوں نے چھین لیا۔

احوال خوارزم شاہیان

داخل رہے کہ نو تشکیلین ایک غلام تھا۔ اور ملک شاد سلجوقی نے اُسکے علاقہ میں طشت برداری کی تھی اور اُسکا خراج ملک خوارزم سے علاقہ رکھتا تھا۔ مابعد میں اُسکا بیٹا خمدین نو تشکیلین۔ اپنے باپ کے عہدہ پر قائم ہوا۔ اور اپنی خدمات سے راضی کر کے حکومت خوارزم کی بنشکہ حرم حاکم ہوا۔

قطب الدین محمد خوارزم شاہ کا لقب لیا۔ لیکن سلطان بنجر کی خدمت میں حاضر ہوتا اور فرمانبردار رہتا۔ ۲۲ برس حکومت کی اور ۵۲ھ میں مر گیا۔ التزمین قطب الدین محمد اُسکے بعد حاکم ہوا۔ یہ بھی سلطان بنجر کو یہ وہ وغیرہ دیتا تھا۔ اور ۲۹ برس حکومت کر کے ۵۵ھ میں مر گیا۔ یہ بڑا عاقل تھا۔ اور رشید وغیرہ اُسکے وقت میں تھے۔

ایل ارسلان شاہ بن التزانیہ باپ کے بعد تخت پر بیٹھا۔ قریب ۷۷ برس کے حکومت کی۔ یہ بھی مثل باپ کے ہوشیار تھا۔ ۵۶ھ میں مر گیا۔ سلطان شاہ بن ایل ارسلان اپنے باپ کے بعد تخت پر بیٹھا۔ اُسکے برے

بھائی علاء الدین شمس خان ایل ارسلان نے دعویٰ بادشاہی کا کیا سلطان شہل
کے مقابلہ کو ٹکس خان نے قراء خطائی یعنی خطا کے بادشاہ سے پناہ لی۔ اور
اسکی مدد سے سلطان شاہ کی مدد کو آیا سلطان شاہ سے عرصہ تک نزاع رہی۔
آخرش تصفیہ ہو کر سلطان شاہ خراسان کا حاکم مقرر ہوا اور شہل صمد مرگیا۔
ٹکس خان اس کے بعد تمامی ملک سلجوقیہ کا مالک ہو گیا۔ اور تمام ملک کو اپنے بیٹوں پر
تقسیم کیا۔ اور عراق۔ برہمپور متصرف ہو گیا خلیفہ ناصر الدین نے اس کے انسداد کو
شکر بھجوا۔ لیکن لشکر نے شکست اٹھائی۔ ۲۰۰ برس حکومت کی ۵۹۷ھ ہجری
میں مر گیا۔

محمد خوارزم شاہ بن ٹکس خان بعد باب کے جانشین ہوا۔ اس وقت سلطان
غیاث الدین غوری اور اس کے بھائی شہاب الدین محمد غوری نے جسے ہندوستان کو
فتح کیا تھا اور اپنے ایک غلام قطب الدین ایبک کو وہاں کی حکومت پر چھوڑ کر چلا آیا تھا خراسان
میں قوت پکڑی۔ اسلئے محمد خوارزم شاہ نے اس سخت نچ کیا اور ان میں خوب لڑائی ہوئی
آخر محمد خوارزم شاہ کامیاب ہوا اور خاندان غور ختم ہو گیا۔ اور جب ایران سے فرصت
ہوئی تو توران کی فتح کا قصد کیا۔ اور بادشاہ قراء خطائی سے مقابلہ کیا۔ اور
سمرقند اور بخارا کو فتح کیا۔ اور قراء خطائی کو شکست دی۔ تمام ملک غزنی اور
غور اس کے تصرف میں در آیا۔ اور شہاب الدین محمد غوری کے خراسان کی
تلاش میں خلیفہ بغداد کا خط ملا جس میں ترغیب تھی کہ محمد خوارزم شاہ کی انسداد
ہونی چاہیے اسلئے خلیفہ سے آزدہ ہو کر بغداد۔ بد فوج کشی کی لیکن اکثر لشکر سردی
باعث ہلاک ہوا۔ اسلئے قصد کو ملتوی رکھا۔ پھر حضرت عبداللہ بن بغدادی کو
دجلہ میں ڈالا چنگیز خان تاتاری نے قاصد بھیجے انکو اپنے زعم میں قتل کیا۔ پھر
اسے فوج کشی کی اور بادجود بہادی اور چار لاکھ آدمیوں کے لشکر کے مقابلہ کیا

اور خوف سے تاتاری مغول کے ایک جزیرہ میں پناہ لی لیکن مغول نے بادشاہی خزانہ پالیا اور جس شہر میں پہنچے قتل عام کیا۔ یہاں تک کہ محمد شاہ اسی غم میں سلسلہ میں مر گیا۔ اور ایسی جگہ مراجمان کفن بھی نصیب نہ ہوا اسکا بیٹا سلطان رکن الدین بن محمد خوارزم شاہ عراق کا حاکم تھا سلسلہ ہجری میں مارا گیا۔ اسکا دوسرا بیٹا سلطان غیاث الدین کرمان کا حاکم تھا۔ سلسلہ ۶۲۸ھ میں مارا گیا۔ تیسرا بیٹا جلال الدین بن محمد خوارزم شاہ خراسان کا حاکم تھا۔ جسے چنگیز خان سے خوب مقابلہ کیا۔ اسکی بہادری کی تعریف خود چنگیز خان نے کی۔ آخر میں دریائے سندھ کو عبور کر کے ہند میں پہونچا۔ پھر ہندوؤں پر بھی جہاد کیا۔ پھر اپنے بھائی غیاث الدین سے کرمان میں جا ملا۔ سلسلہ ۶۲۸ھ میں مغولوں کے ہاتھ سے مارا گیا۔

سال جلوس	نام ملوک	محل حکومت	کبھیست
سلسلہ ۶۲۹ھ	قطب الدین محمد خوارزم شاہ بن نوشنگین	خوارزم	
سلسلہ ۵۴۱ھ	التریز بن قفب الدین محمد	"	
سلسلہ ۵۵۱ھ	ایل ارسلان شاہ بن التز	"	
سلسلہ ۵۴۴ھ	سلطان شاہ بن ایل ارسلان	"	
سلسلہ ۵۸۵ھ	سلطان ٹیگیس شاہ بن ایل ارسلان	"	
سلسلہ ۵۹۰ھ	سلطان محمد خوارزم شاہ	"	
سلسلہ ۶۱۵ھ	سلطان رکن الدین بن محمد خوارزم شاہ	"	سلسلہ ۶۱۵ھ میں مر گیا
سلسلہ ۶۲۱ھ	سلطان غیاث الدین والی کرمان	"	سلسلہ ۶۲۱ھ میں مر گیا
سلسلہ ۶۰۱ھ	سلطان جلال الدین والی خراسان	"	"

احوال -

احوال اتابکان موصل و شام

پہلا بادشاہ ان کا قسیم الدولہ ابن سنقر ملک ملک شاہ سلجوقی کا تھا۔ جب اس کا بھائی قسطنطین حلب کا حاکم ہوا۔ اُسکو اپنا نائب کیا۔ آپس میں بھڑائی ہوئی یہ قید ہو گیا۔ پھر مارا گیا۔ اسکی جگہ اسکا بڑا بیٹا عماد الدین زرنگی۔ دربر سائے دولت سلجوقیہ والی واسطہ وغیرہ ۵۲۱ھ ہجری میں بنایا گیا۔ اتابک کہتے ہیں مرئی اولاد ملک کو۔ پھر اسنے عیسائیوں کے جہاد میں بزور شجاعت حلب۔ حماہ۔ حمص۔ زبلجک وغیرہ غلبہ پایا۔ قلعہ جبر کا۔ محاصرہ کیا۔ وہاں پر بعض خواص نے اُسکو قتل کیا۔

اُس کی جگہ سیف الدین اُس کا بیٹا موصل میں اور دوسرا بیٹا نور الدین شہید حلب میں فرما نوا ہوا جب سیف الدین مرگئے قطب الدین ہودو اسکا بھائی حاکم موصل ہوا۔ نور الدین کا مذہب حنفی تھا۔ شریعت کا پابند نہایت تھا۔ عاشق جہاد تھا۔ کچھ اوپر پچاس قلعے نصارا کے ہاتھ سے بیت المقدس کے اطراف میں چھین لیے۔ منجملہ اُنکے دمشق بھی تھا۔ بیمارستان کو دارالحدیث بنایا۔ ٹیکس بند کر دیا۔ اٹھائیس برس حکومت کی اسی کا سال لشکر شیرہ کوہ تھا جس کا بھتیجا صلاح الدین ایوب تھا جس نے دولت فاطمین معرکہ کربلاء عشری مذہب رکھتے تھے ختم کیا۔ اور بیت المقدس وغیرہ بلکہ کل شام اور ایشیائے کوچک کو نصارا سے خالی کر دیا۔ اور خود یہ لقب ملک ناصر بادشاہ ہو گیا۔ اور حجاز اور یمن بھی اُسکے تصرف میں در آیا۔ اور دولت ایوبیہ مصر وغیرہ میں قائم کی۔ اور بڑے عدل اور انصاف اور دینداری سے ملک کو معمور کیا۔ اور دولت اتابک بسبب غلبہ صلاح الدین اور تاتاریوں کے بالکل ناپاک ہو گئی۔

اتابک نور الدین کا بیٹا ملک صلاح جانشینی کے وقت گیارہ برس کا تھا۔ ملک صلاح الدین نے جب دمشق پر فوج کشی تو وہ حلب کو بھاگا۔ شہر میں جانشین ہوا اور ۵۷۷ھ میں مر گیا۔

اتابک قطب الدین مودود بن زنگی اپنے بھائی سیف الدین کے بعد موصل کا بادشاہ ہوا۔ ۵۵۵ھ میں مرگیا۔ اتابک سیف الدین غازی بن قطب الدین مودود اپنے باپ کے بعد بادشاہ ہوا۔ فرنگیوں سے لڑ کر ۵۷۵ھ میں شہید ہوا۔

اتابک عزالدین مسعود بن قطب الدین اپنے بھائی سیف الدین کے بعد موصل کا بادشاہ ہوا۔ اور ملک صالح کی دصیت کے بموجب حلب کا حاکم بھی ہوا۔ تیرہ برس حکومت کی ۵۷۵ھ میں مرگیا۔

اتابک ملک نورالدین ارسلان شاہ بن عزالدین اپنے باپ کی جگہ بادشاہ ہوا۔ گیارہ برس حکومت کی ۵۷۵ھ میں مرگیا۔

اتابک ملک قاہر عزالدین بن نورالدین ارسلان شاہ اپنے باپ کے بعد بادشاہ ہوا۔ اسکا وزیر بدرالدین تھا۔ ۵۸۱ھ میں حکومت کی ۵۸۱ھ میں مرگیا۔ پھر اسکا وزیر بدرالدین حاکم ہو گیا پھر یہ دولت ختم ہو گئی۔

سال جلوس	نام ملک	محل سلطنت
۵۵۵ھ	اتابک عماد الدین زنگی والی حلب و موصل۔	حلب
۵۵۵ھ	سیف الدین بن زنگی۔	موصل
۵۵۵ھ	نور الدین بن زنگی۔	حلب
۵۵۵ھ	ملک صالح۔	حلب و موصل
۵۵۵ھ	اتابک قطب الدین	موصل
۵۷۵ھ	ملک عزالدین مسعود بن قطب الدین۔	موصل
۵۸۱ھ	ملک نورالدین ارسلان بن عزالدین۔	موصل
۶۰۰ھ	ملک قاہر عزالدین نورالدین۔	موصل
۶۰۵ھ	بدر الدین وزیر یہ دولت ختم ہو گئی۔	موصل

احوال اتابکان شیراز

جب سلطان ملک شاہ بن محمد بن محمود سلجوقی نے اتابک نورایہ کو قتل کیا۔ اور ایک برس حکومت کی اتابک سقز بن مودود سلجوقی نے اس پر خروج کیا۔ اور وہ بھاگا۔ ۳۳۴ھ میں مظفر الدین مظفر شیراز میں بادشاہ ہوا۔ اور خاقان و غیرہ بنوائے اور بہت رفاہ کیا۔ تیرہ برس حکومت کی ۳۵۷ھ میں مر گیا۔

اتابک مظفر الدین زنگی بن مودود کابھائی تخت پر بیٹھا۔ بڑے عدل و انصاف سے ۳۸۱ برس حکومت کی ۳۹۷ھ میں مر گیا۔

اتابک مظفر الدین تگہ بن زنگی اپنے باپ کی جگہ تخت پر بیٹھا اور ۳۹۷ برس حکومت عدل و انصاف کے ساتھ کر کے ۳۹۷ھ میں مر گیا۔ اسی کا وزیر خواجہ امین الدین تھا کہ نہایت سخی تھا۔

اتابک مظفر الدین ابو شجاع سعد بن زنگی اپنے بھائی تگہ کی جگہ جانشین ہوا اور شجاعت اور فتاوت میں لاثانی تھا۔ محمد خوارزم شاہ سے جسکے پاس بیچارہ لاکھ آدمی تھے خلیفہ بغداد کی حفاظت کے لیے لڑا۔ اس کے پاس صرف سات سو سوار تھے۔ اور آخر شرفیو گرفتار ہو گیا جب محمد خوارزم شاہ نے وجہ حملہ کی دریافت کی تو کہا کہ مجھے معلوم نہ تھا۔ کہ آپ کا لشکر ہے۔ محمد خوارزم شاہ نے اس کی خاطر داری کی۔ اور اس پر تصفیہ ہوا کہ خوارزم شاہ کے بیٹے جلال الدین سے سعد زنگی کی بیٹی کی شادی ہو اور ثلث خرچ اپنے ملک کا خوارزم شاہ کو دے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ۴۲۳ برس حکومت کی اور سلطنت بحری میں مر گیا۔

اتابک ابوبکر بن سعد بن زنگی اپنے باپ کے بعد تخت نشین ہوا۔ اس کو جب چنگیز خان کے حملہ کا حال معلوم ہوا۔ اپنے بھائی کو معتمد دہرایا کے چنگیز خان کے بیٹے اوگتا مال کے پاس بھیجا۔ اور اس نے معتمد قبول کیا اور خطاب عطا کیا۔ اور

جب ہلاکو خان نے بغداد فتح کیا۔ تو اتابک ابو بکر نے اپنے بیٹے کو مبارکباد کے لیے بھیجا۔ لیکن جب وہ واپس آیا اور اپنے باپ کے مرنے کی خبر سنی تو بارہ روز کے اندر وہ بھی بیمار ہو کر مر گیا۔ اتابک ابو بکر محمد حضرت سعدی شیرازی کا تھا اور حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے اسکی مدح لکھی ہے۔ ۳۵ برس سلطنت کی اور ۵۸۰ھ ہجری میں مر گیا۔ پھر یہ دولت ختم ہو گئی۔

سال جلوس	نام ملوک	محل حکومت
۵۴۳ھ	منظف الدین منقر بن مودود	شیراز
۵۵۶ھ	منظر الدین زنگی بن مودود	"
۵۷۰ھ	اتابک تکلہ بن زنگی	"
۵۹۱ھ	اتابک سعد بن زنگی	"
۶۲۳ھ	اتابک ابو بکر بن سعد بن زنگی ۶۵۰ھ میں مر گیا۔	"

دولت بنی مختلین

یہ لوگ شام کے حاکم تھے ابو منصور مختلین مجاہد مردم قشش کے تھا۔ جب یہ طبرستان سے نکلا صحیفہ خدائی جسکو فرمان رضی اللہ عنہ نے مسجد طبرستان میں رکھوایا تھا اپنے ساتھ لیکر نکلا۔ اور جامع دمشق اموی میں رکھا۔ اس کے مرنے کے بعد اسکا بیٹا تاج الملک ابو سعید بوزے ملک کا والی ہوا ۵۸۰ھ میں مر گیا۔

اسکا بیٹا شمس الملک ابو الفتح اسماعیل بن بوزی صدر نشین ہوا۔ دو دن میں - قلعہ باسیاس کفار کے ہاتھ سے نکال لیا۔ آخر کو ظالم ہو گیا۔ اس لیے مارا گیا۔ بجائے اس کے اسکا بھائی شہاب الدین محمود بن بوزی قائم ہوا۔ یہ بھی ۵۸۰ھ ہجری میں مقتول ہوا۔ اس کے بعد ابو المنظر محمد بن بوزی حاکم ہوا۔ یہ ضعیف سیرت تھا۔

۶۴۳ء میں مرگیا اسکا بیٹا لہبق اس کے بعد جانشین ہوا۔ یہ نابالغ تھا۔ اس کا کاروبار ملک اتابک تغین الدین چلاتا تھا۔ پھر اتابکیہ مستولی ہو گئے۔ دولت سلجوقیہ شام بلاد فرات سے مٹ گئی۔

دولت بنی مروہ

پہلے سب سے ان میں صالح بن مروہ بن کلبی ۳۸۳ء میں والی ملک حلب ہوا اس نے اس ملک کو ہاتھ سے امرائے حاکم بامر اللہ فاطمی کے کمال لیا تھا۔ یہاں تک کہ جب وہ مارا گیا پہلے اسکا بیٹا محمود بن صالح پھر اسکا بھائی سلیمان بن صالح پھر نصیر بن محمود پھر احمد بن نصر ۳۹۳ء تک وہاں فرمانروا رہے پھر دربار حلب پر غلبہ شرف الدولہ سلیم بن قریش صاحب موصل کا ہو گیا۔ دولت بنی مروہ اس ختم ہو گئی ۵۰ برس ان کی حکومت رہی۔

دولت آل براق ملک کرمان

۶۲۱ء سے ۷۰۰ء تک تو نصر نے اس جگہ حکمرانی کی اول براق بارس حاکم کرمان خوارزم شاہ کی طرف سے رہا۔ ۷۰۰ء میں مرگیا پھر اسکا بیٹا دکن الدین مبارک بیٹھا۔ پھر سلطان قطب الدین ابن عم مستولی ہو گیا۔ ۷۵۶ء میں مرگیا۔ پھر اسکا بیٹا سلطان حجاج حاکم ہوا۔ ۷۶۹ء میں مرگیا پھر اسکا بھائی سلطان سیور عتمش بن قطب الدین قائم ہوا۔ ۸۰۰ء میں معزول ہو کر کجا بے اس کے مدت تک اسکی بہن شاہ خاتون حکمران رہی پھر سلطان مظفر الدین محمد ہوئے یہ ۸۰۰ء ہجری میں مر گئے۔ انکی جگہ ابن عم انکا سلطان قطب الدین شاہ جهان قائم ہوا۔ یہ بڑا ظالم تھا۔ معزول نے اس سے ملک چھین لیا۔

ملک تونس و افریقہ

ان کو گمان ہے کہ یہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی اولاد ہیں۔ ان کے جد کا نام

ابو حفص عمر بن کوثر تھا۔ بعد فاطمین کے ۱۵۵ھ میں عبدالملوک نے اپنے بیٹے محمد کو
 ولیعہد کیا۔ پھر عبدالواحد بن ابی حفص حاکم ہوا۔ پھر ابو زکریا یحییٰ اس کا لقب
 امیر المؤمنین ہوا۔ پھر محمد بن زکریا اس کا لقب منصب پھر یحییٰ بن یحییٰ سترہ دن حاکم رہا۔ پھر
 ابو اسحاق ابراہیم بن یحییٰ بن عبدالواحد۔ امیر ہوا۔ پھر ملک کو ایک شخص نے
 بلجاسے لے لیا۔ اس کا نام محمد بن عمارہ تھا۔ چار برس حاکم رہا۔ پھر سلطنت خضین بن
 آبی عمر بن یحییٰ ملک ہوئے۔ پھر عبدالرحمن بن یحییٰ دن بعد معزول کیے گئے۔ پھر
 ابی عصفیہ بادشاہ ہوئے۔ پھر ابو بکر بن عبدالرحمن مخلوع پھر ابو البقاء۔ پھر
 ابو یحییٰ زکریا الحیانی پھر بلا د۔ مغرب کو ابو بکر بن یحییٰ نے لے لیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا۔
 ابو فارس محمد عبدالعزیز امیر ہوا۔ بازار میں مارا گیا۔ پھر اس کا بیٹا ثابت بن محمد جانشین
 ہوا۔ وہ بھی مارا گیا۔ تب فرنج طرابلس مغرب پر غالب آگئے۔ پھر ابو بکر
 بن محمد نے لشکر کو جمع کر کے فرنج کو شکست دی۔ اس کی جگہ علی بن عمارہ قائم ہوا۔
 ۱۵۵ھ میں یحییٰ ابن ابی بکر نے امارت پائی۔ ابو فارس نے اپنا قبضہ کر لیا۔
 دولت آل عمارہ ختم ہوئی۔ ۱۵۷ھ میں ابو فارس مر گئے۔ اس کی جگہ منصور ابو عبداللہ
 بن الامیر محمد المنصور حاکم ہوئے۔ پھر ان کا بھائی عثمان بن محمد امیر ہوا۔ پھر ان کے پوتے
 یحییٰ بن سعود نے امارت پائی۔ یہ عبدالملوک کے ہاتھ سے مارا گیا۔ پھر تونس عبدالملوک
 بن ابراہیم بن عثمان نے لے لیا۔ اس کے بعد اس کا بھائی زکریا امیر ہوا۔ ۱۵۹ھ
 میں دباسے عالم سے مر گیا۔ پھر سلطنت ہاتھ میں محمد بن حسن کے آئی۔ وہ لہو و لعب
 و خمیر میں مشغول رہتا تھا۔ ۱۶۱ھ میں فرنج نے طرابلس لے لیا۔ ۱۶۲ھ
 برس ان کے ہاتھ میں رہا۔ ان سے سنان پاشا اور رستم پاشا وزیر سلطان سلیمان خان
 رومی ترک نے ۱۶۳ھ میں جبین لیا۔ محمد بن حسن کے قریب برس سلطنت
 کی۔ پھر ان کا بیٹا سلطان حسن بیٹھا۔ سلطان سلیم خان نے سارا ملک

افریقہ مع تونس و شیشہ ہرین بے لیا۔ پھر فرنج نے بے لیا۔ پھر سلطان سلیم نے شیشہ
مین فرنج بے چھین لیا جب سے ابھی تک انہی خاندان ہیں۔

دولت آل قرمان

یہ قرمان اصل میں ارمنی تھا پھر سلمان ہو گیا۔ قرمان بے نزدیک سلطان
علاء الدین کی قیادت سلجوقی کے رسائی حاصل کی۔ سلطان نے اپنی بہن کا بیاہ اس
بے کر کے وائی بلاد لارندہ کا بنایا۔ اس نے بلاد سیفکہ کو فتح کیا۔ بعد وفات سلطان
کے سارے ممالک پر مستولی ہو گیا۔ اور ان بلاد کا نام اپنے نام پر رکھا مدت تک
سلطنت کی۔ پھر اس کی جگہ علاء الدین اس کا بیٹا بیٹھا سلطان بایزید کی
لڑائی میں ہلا گیا۔ پھر محمد بلاد قرمان پر جاے باپ کے حاکم ہوا پھر اس کا بیٹا ابراہیم مقرر
ہوا۔ سلطان مراد خان نے اپنی بہن اس کے نکاح میں دی۔ ابراہیم ۵۹۵
میں مر گیا۔ جالینس برس سلطنت کی۔ پھر اس کا بیٹا اسماعیل قائم ہوا پھر
اس کا بیٹا سلطان مصطفیٰ اس پر یہ دولت ختم ہو گئی۔ یہ ملک باقہ میں دولت
عثمانیہ کے آگیا۔

دولت غوریہ

اصل میں اہل غور ترک ہیں۔ ملک خطا سے اکثر جبل غور میں اگر بے ۵۲۵
سے ان کی ابتدا ہوئی۔ ۵۲۵ ہجری میں انتہا اول ملک ان میں سیف الدین محمد
بن الحسن بن بہرام شاہ غزنوی کا داماد ہے۔ یہ مارا گیا اس کی جگہ اس کا بھائی سورول
بن الحسن بن بہرام شاہ نے قریب کیا۔ پھر اس کی جگہ علاء الدین حسن
بن الحسن بن اسکا بھائی متولی ہوا۔ اس کا لقب جہان سوز ہے۔ یہ بھی بہرام شاہ سے
بدلہ بھائی کا لیتے کیا تھا۔ لیکن وہ بھاگ کر بلاد ہند میں چلا گیا علاء الدین غزنی پر مستولی ہو گیا
اور آگ لگائی۔ بلکہ سب کی قبریں کھدوا کر سوائے سلطان محمود کی قبر کے ہڈیوں میں بھی

آگ لگا دی۔ اسی سے جہاں سوز کھلایا۔ اور بہرام شاہ کا تعاقب ہند تک کیا۔ اور اس کو
 لارڈ لار پھر اسکے بیٹے خسرو شاہ سے لڑا اور اس سے بھی غزنی چھین لیا۔ یہاں تک
 کہ اس نے پنجاب ہی میں رہنا قبول کیا۔ علاء الدین نے اپنا لقب سلطان اعظم رکھا
 ۵۹۷ھ میں مرگیا پھر برس حکومت کی۔

سید الدین بن علاء الدین اپنے باپ کے بعد غور کا بادشاہ ہوا۔ اور نہایت
 عدل اور انصاف کیا۔ اور سخاوت کے واسطے مشہور تھا۔ لیکن صرف ایک برس
 کی جیسے حکومت کی اور قوم غزنی کی لڑائی میں۔ ابوالعباس کے ہاتھ سے
 مارا گیا۔

شہ غیاث الدین بن سام بن حسین اپنے چچ بھائی کی جگہ بادشاہ ہوا۔ ابوالعباس کو
 قتل کیا۔ اور تمام اطراف کے ملک مثل قندھار اور غزنی اور غرستان اور ہرات اور
 نیشاپور بلکہ تمام خراسان اس کے تصرف میں در آیا۔ اور اپنے بھائی شہاب الدین کو غزنی
 کی حکومت سپرد کی غیاث الدین نے ۴۲ برس بادشاہت کر کے ۵۹۸ھ
 میں انتقال کیا۔ اس کی عمر ستر سال کی ہوئی اس کے بعد اس کا بھائی شہاب الدین محمد
 غوری جانشین ہوا۔ اس نے اپنے بھائی غیاث الدین کے حکم سے ہندوستان پر
 فوج کشی کی۔ خسرو شاہ کو قتل کیا اور ملتان کو لے لیا۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ ہندوستان
 میں بڑھتا گیا۔ آخر ششہ ہجری میں اسے پھوراسے دہلی کے قریب پانی پت
 میں مقابل ہوا اور اس کو شکست دے کر ہندوستان پر قابض ہو گیا۔ اور ہندوستان
 اپنے ایک غلام قطب الدین ایبک کے سپرد کر کے غزنی کو واپس آیا۔
 اور خراسان کو اپنے اقربان پر تقسیم کیا۔ پھر محمد خوارزم شاہ سے لڑا۔
 جس میں شہاب الدین کو شکست ہوئی لیکن پھر مصالحو ہو گیا۔ پھر کوہ جودی کے
 سینے والوں کی تنبیہ کو کئی بار کیا۔ تیسری مرتبہ کی واپسی میں مقام۔ دیبک بن

بن الدین
 علاء الدین

شہید ہوا۔ اس نے ہندوستان میں مستقل حکومت قائم کی۔ اس کے بعد اس کا بھتیجا محمود بن غیاث الدین بسرا نروار رہا۔ لیکن خوارزم شاہیوں کا زور ہوا اور سن ۵۸۷ء میں مارا گیا۔

پھر بہاء الدین سام بن محمود۔ حاکم ہوا وہ بھی مارا گیا۔ سن ۵۸۷ء بمصر میں یہ دولت ختم ہوئی۔ اور خوارزم شاہی غالب آئے۔ لیکن ہندوستان پر ان کے ملوک برابر فرما رہے۔

سال جلوس	نام سلاطین	کیفیت
۵۲۵ھ	سیف الدین محمد بن الحسن	
۵۴۰ھ	سورون بن الحسن	
۵۴۵ھ	علاء الدین حسن بن الحسن	
۵۵۱ھ	سیف الدین بن علاء الدین	
۵۵۶ھ	غیاث الدین سام بن حسین	
۵۹۹ھ	شہاب الدین بن محمد غوری	
۶۰۲ھ	محمود بن غیاث الدین	
۶۰۷ھ	بہاء الدین بن محمود	
۶۰۹ھ	میں یہ خاندان ختم ہو گیا۔	

دولت چنگیزیہ تاتاریہ مغولیہ

دنیا میں ترک و تاتار سب قوموں سے زیادہ ہیں ان کی اصل ملک چین تاتار چین جس کو اس وقت منگولیہ اور منچوریہ کہتے ہیں۔ روس اور تاتار روس جس کو سائبیریا کہتے ہیں اور نوروس سے سوڈن ہے۔ انکو دشت بچاق بھی کہتے ہیں کل ملک جو ایشیا اور یورپ کے اتر ہے۔ ان کے رہنے والوں کو مانٹ بن نوح کی

اولاد سے بہتے ہیں پہلے ان کی نسل ترک کہلاتی تھی۔ ان میں ایک بادشاہ المنخہ خان تھا۔
اس وقت ترک سب ایمان سے بھر گئے المنخہ خان کے دو بیٹے ہوئے ایک کا نام
تاتار اور دوسرے کا نام مغل۔ کچھ جب دونوں بیٹے شور مند ہوئے اُسے اپنا ملک
دونوں پر تقسیم کیا۔ طبقہ تاتاریوں میں سے بہت شخصوں نے اور طبقہ مغلوں میں جو مخصوص
نے بادشاہی کی۔

پہلے تاتار خان پھر بوقا خان پھر تجیہ خان پھر ایل خان پھر اسر خان پھر
اردو خان پھر سوچ خان ہوا سوچ خان کے عہد میں لوہوں فریدون
ماوراء النہر اور ترکستان پر قابض ہو گیا مغول خان کا بیٹا۔ قرار خان تھا۔
وہ تخت پر بیٹھا۔ اُسے قراقرم کو دارالسلطنت بنایا۔ اُسکا بیٹا۔ اغور خان پیدا ہوا۔
اور مسلمان ہو گیا۔ اور باپ کو مار کر تخت پر بیٹھا وہ تمامی تاتار اور مغول پر حاکم ہو گیا۔
پھر کون خان بن ارغون پھر آئے خان بن ارغون پھر بلاذرخان
بن ارغور خان پھر منگلی خان بن یلدوز پھر تنگتر خان بن آئے خان پھر
ایل خان بن تنگتر خان بادشاہ ہوا۔ اسی کے زمانے میں تور بن فریدون
ماوراء النہر اور ترکستان کو حاکم تھا تور بن فریدون اور سوچ خان نے اتفاق
کر کے ایل خان پہنچ گئی۔ اس میں سب مغول مارے گئے۔ صرف چند آدمی بچ
گئے تھے کہ شب کے وقت بھاگے۔ اور ایک پہاڑ میں جا چکے۔ وہیں انکی نسل برہمن
تب انھوں نے اپنے اصلی ملک کی طرف توجہ کی۔ اور بالان قور کو جس کو یقربلی بھی
کہتے ہیں۔ اپنا بادشاہ بنایا پھر اُسکا بیٹا یوزخیر خان توران کا بادشاہ ہوا۔
پھر اُسکا بیٹا بوقا خان پھر تو من خان بن بوقا خان پھر قائم و خان بن تو من
پھر یاسقمر بن قائم و خان پھر تو من خان بن یاسقمر بادشاہ ہوا۔
تیمور لنگ کا نسب اسی سے ملتا ہے۔ پھر قاجولی بہادر بن تو من خان پھر

قبل خان بن تومنہ بہر توید خان بن قبل خان بہر برتان بہادر بن قبل خان
 بہر یسوکا بہادر بن برتان بہادر بہر چنگیز خان بن یسوکا بہادر تخت نشین ہوا ہانکی
 پیدائش سلطنت میں تھی۔ وقت پیدائش کے اُس کا ہاتھ خون آلودہ تھا۔ عقلا منے
 خونریزی نہ محمول کیا جب تیرہ برس کا ہوا۔ تو اُسکا باپ مر گیا۔ اس کا خاندان اپنی
 ملکیت موزدقی پر حاوی ہو گیا۔ تب اُسے اور رنگ خان کے قریب میں قندار
 حاصل کیا۔ اور اُسکی مدد سے اپنی موزدقی ملکیت پر حاوی ہو گیا۔ پھر اور اختیار پڑھا
 خود اور رنگ خان سے لڑ کر اُسکو شکست دی اور تمام تاتاریوں کے ملک پر
 مسلط ہو گیا۔ ترکستان وغیرہ اُس کی حکومت میں درآمدے۔ اور شہنشاہ کا لقب لیا۔
 محمد خوارزم شاہ سے لڑ کر کل ملک خراسان۔ غزنی۔ ساور۔ اور انہما اور پڑا حصہ
 فارس کا لے لیا۔ اور محمد خوارزم شاہ اسوقت میں بڑے عروج پر تھا۔ یہاں تک کہ
 خلیفہ بغداد پر ایک امر کے باعث سے کہ وقت ہتھیار بغیات الدین خوری کے ظہور
 میں آیا فوج کشی کی۔ خلیفہ بغداد نے چنگیز خان کو نام لکھا اور وہ اُسکو پا کر قراقرم سے
 روانہ ہوا۔ اور محمد خوارزم شاہ کو براہ شکست ہوئی گئی۔ یہاں تک کہ وہ مر گیا۔
 اور اُسکے بیٹے جلال الدین نے مقابلہ کیا۔ اور مغلوں کو شکست دی لیکن جب
 چنگیز خان نے خود فوج کی افسری اختیار کی تو جلال الدین کو شکست ہوئی اور دریائے
 سندھ کو عبور کر کے جانبر ہوا۔ اس درمیان میں چنگیز خان کو جو شہر و دیار ملے سب میں آگ
 لگادی۔ اور تمام باشندوں کو تہ تیغ بید زنج کیا۔ خون کے پرنا لے چلے۔ اور شہر
 قارون۔ ذوقا۔ سار توق۔ نور۔ بخارا۔ شہر انزار۔ شقناق۔ باوز کند۔ جند
 خجند۔ فناکت۔ سمرقند۔ بلخ۔ ہرات۔ خوارزم۔ نازندران۔ رے۔ ہمدان۔ قم قرین۔
 لوس۔ آذربایجان۔ اردبیل۔ تبریز۔ کرخ۔ گرستان۔ دیار بکر۔ ربیعہ۔ مراغہ۔
 عراق۔ خوسے۔ بلقان۔ گنجه۔ شامی۔ غشب۔ ترمذ۔ سنکرت۔ ساماند۔

طالقان - ہامیان - خراسان - مرو - نیشاپور - غزنی - قباق - سوارق - ارس - در بند
سات برس کے عرصہ میں اُس کے قبضہ میں در آئے۔ اور بڑا قتل عام اور اکثر شہروں
کو ویران کیا۔ اور در بند کے راستے سے کوٹ کر بخارا میں قاضی اشرف اور
ایک کو واعظون میں سے طلب کیا۔ اور اسلام کے احکام دریافت کیے انھوں نے
کہا کہ کلمہ طیبہ - پڑھنا - نماز ادا کرنی - روزہ رکھنا - زکوٰۃ دینا اور حج بیت اللہ
بیان کیا۔ اُس نے اور سب باتوں کو تسلیم کیا۔ لیکن اُس نے حج کے بہ نسبت کہا کہ تمام زمین
انہ کی ہے۔ قاضی اشرف نے اُس کو مسلمان کہا۔ اور واعظ نے انکار حج سے کا فر کہا۔
اس وقت اقلیم پارس میں ایک سوادشاہ تھے لیکن کسی کو چنگیز خان کے مقابلے کی طاقت
نہ تھی۔ لکھا ہے کہ بلخ میں بارہ سو جامع مسجد اور اسی قدر حمام تھے۔ سب کو خاک کے
برابہ کر ڈالا۔ اور مرو میں چوڑا لاکھ اور نیشاپور میں سترہ لاکھ سینتالیس ہزار آدمی۔
اور ہرات میں انیس لاکھ سات سو آدمی قتل ہوئے۔ علیٰ ہذا القیاس اسی قدر آدمی
ہر شہر و بلاد میں مارے گئے۔ چنگیز خان - اپنے لشکر میں بیمار ہو کر ۴۴ - رمضان ۶۲۲ھ
ہجری میں مر گیا۔ اور پچیس برس سلطنت کی۔ اُس کی اولاد لونڈیوں وغیرہ سے
قریب پانسو کے تھی۔ لیکن ان میں چار بیٹے ممتاز تھے۔ سب سے بڑا۔
ہولا جو جی خان تھا جو دشت قباق (ساہیربا) کی حکومت پر بیٹھا۔
دوسرا چغتائی قان تھا جو خوارزم - ترکستان - خراسان اور ماوراء النہر
کی حکومت دی گئی۔ تیسری تیمور کے خسر کا مورث تھا۔ اسی سے خاندان تیمور چغتائی
کہلاتا ہے۔

تیسرا وکتائی خان قان اسکو چنگیز خان نے اپنا ولیعہد کیا تھا۔

چوتھا۔ تولی خان کہ اُس کو حکومت ملک خطا وغیرہ کی دی۔

لیکن تھوڑے عرصہ میں چنگیز خان کی اولاد اس قدر بڑھی کہ دس ہزار ہو گئی

جوجی خان۔

جوجی خان بن جنگیز خان

یہ شخص جنگیز خان کے چھ بیٹے پہلے مر گیا۔ اور سات بیٹے چھوڑے لیکن انکی جگہ اسکا بڑا بیٹا با تو خان قائم ہوا جس نے ملک روس اور بلغار وغیرہ فتح کئے۔ اور سب سے پہلے مر گیا۔ اسے قلعہ فرنگ جواب جرنی میں ہے اسکا بھی محاصرہ کیا تھا۔ اور ہنگری اور یانٹ وغیرہ تک قبضہ کر لیا تھا۔ اسکے بعد اسکا بھائی برکہ خان بادشاہ ہو کر مسلمان ہو گیا اور اسکے خاندان میں وہاں ۳۲ آدمیوں نے بادشاہت کی۔

چغتائی قاآن بن جنگیز خان

اسکو جنگیز خان نے حکومت ماوراءالنہر۔ خوارزم۔ بدخشان۔ غزنی۔ بلخ وغیرہ کی سپرد کی۔ یہ سب علاقے میں مر گیا۔ اسکی اولاد میں تیس آدمیوں نے توران میں حکومت کی۔

اوگنائی قاآن بن جنگیز خان

یہ شخص اپنے باپ کے بعد اسکا جانشین ہوا۔ یہ سبھوں نے اسکی اطاعت کی۔ تیرہ برس حکومت کی۔ سب سے پہلے مر گیا اسکی بی بی جانشین ہوئی جس سے سلطنت میں فتنہ پڑا۔ تب اسکا بیٹا کیوک خان جانشین ہوا۔

تولی خان بن جنگیز خان

یہ شخص اپنی فوجی انسی کے واسطے مشہور تھا۔ اور مالک خطائی فتح کر کے مر گیا۔ اس کے چار بیٹے منکو قاآن۔ ہلاکو خان۔ قویلا قاآن۔ اور ارتق بوکا ۱۔ منکو قاآن نے چین اور ماچین جہاں برصغیر داخل ہے فتح کیا اور بیمار ہو کر مر گیا۔

۲۔ قویلا قاآن اپنے بھائی کے بعد تخت خطا پر بیٹھا۔

۳۔ ارتق بوکا دوسرا بیٹا تولی خان کا قرقرم میں بجائے چمپے بجائی کے

نخت نشین ہوا۔ اور دونوں بھائیوں قویلا قاآن اور ارتق بوکا۔ بین لڑائی ہوئی۔
آخرش ارتق بوکانے قویلا قاآن کی اطاعت کی۔ قویلا قاآن نے ۲۵ برس
حکومت کی سترہ مہینہ مرگیا۔

یمورقاآن بن جیم کیم بن قویلا قاآن اپنے دادا کی جگہ بیٹھا۔ اور چھ برس مملکت
کر کے مرگیا۔ اور اس کے بعد اس کی اولاد میں پشت در پشت چودہ شخصوں نے
بادشاہت کی۔

۴۔ ہلاکو خان بن تولی خان بن چنگیز خان۔

اسکواسکے بھائی منکوقاآن نے واسطے فتح بلاد عرب کے تعینات کیا۔ وہ سوا لاکھ
آدمیوں سے روانہ ہوا اور سالہ میں تراقیم سے چلا پہلے قلعہ الموت کو کہ
طبرستان میں تھا قبضہ کیا۔ یہ رافضیوں کے دخل میں تھا اُن کی بیخ کنی کر ڈالی اور مؤید الدین
محمد وزیر خلیفہ بغداد بھی رافضی تھا۔ اور ابوبکر بن خلیفہ مستعصم نے رافضیوں کو
خارت کرایا۔ اس لیے مؤید الدین کو بدلائین مفسود ہوا اور خلیفہ ہلاکو خان کے
سازش کر کے عہاسیوں کو ذلیل کرانا چاہا۔ وزیر مذکور نے خلیفہ بغداد سے یہ بات پیش کی کہ
بالفعل اس قدر لشکر رکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اُس میں تخفیف کی تاہر جو باقی رہے
اسکو کسی سمت روانہ کر دیا۔ جب ہلاکو خان قریب بغداد کے ہو چکا نہایت خون ہوا۔
اہل شہر بغداد نے کہ قریب میں لاکھ کے تھے۔ ہتھیار اٹھانا چاہا۔ تب وزیر مذکور نے کہا کہ
بھگوا اجازت ہو تو ہلاکو کو راضی کر دینا ہوں۔ خلیفہ مستعصم اُس وقت اس کے لکر نہ سمجھے
اور اسکو اجازت دی جب ہلاکو خان کے پاس گیا گنتوں تنہائی میں اُس سے
باتیں رہیں۔ پھر واپس اگر خلیفہ سے کہا کہ ہلاکو خان مثل لعل بیگ ترک کے آہلی
بیعت کو آیا ہے۔ اور انہی بیٹی سے ابوبکر آپ کے بیٹے کی شادی چاہتا ہے اور آپ کو
عمائد اور علماء وغیرہ کے ملاقات کے واسطے لایا ہے۔ خلیفہ مستعصم اس فقرے میں

آگے اور اُسکے پاس مع علماء و فضلاء اور عمائد کے گئے اُسٹے سب کو قتل کرایا۔ بعد ازاں
قبضہ کر لیا خوب خزانہ ہاتھ آیا اور قتلِ مہم کیا۔ پھر دہان سے مراغہ کی طرف بڑھا۔
سلطان بدر الدین حاکم موصل اور سلطان عزالدین بادشاہ ارضِ ریم نے
اطاعت قبول کی۔ اُسکے بعد پھر ہلاکو خان ملک شام کی طرف بڑھا اور حلب کو لوٹا
اہل دمشق نے یہ سنکر قاسد اطاعت کے واسطے روانہ کیا۔ اسی درمیان میں۔
منکو قاآن کے مرنے کی خبر ہو چکی اور ہلاکو خان دہان سے موٹا اور بٹھموت
بن ہلاکو نے موصل کو لوٹا لیکن جب دمشق کا قصد کیا تب ملک مظفر بادشاہ مصر کے ہاتھ
سے شکست اٹھائی۔ یہ ملک مظفر غلامان سے خاندان صلاح الدین بن یوسف کے تھے
فرنگیوں سے بیت المقدس وغیرہ لے لیا۔ انرض ہلاکو خان در بند سے ہو کر جانے
میں حضرت ابو یعقوب اور محمد خواجہ در بندی کے تصرفات کو دیکھ کر مسلمان ہو گیا۔
سلسلہ ہجری میں مر گیا ہلاکو کی جگہ اُسکا بیٹا ابقا قاآن تبریز میں تخت نشین ہوا وہ بھی
مصریوں سے شکست کھا کر سلسلہ حرمین مر گیا۔ اُس کی جگہ اُسکا بھائی نکودار۔ بن
ہلاکو خان تخت نشین ہوا وہ مسلمان ہو گیا۔ اور اپنا نام احمد رکھا۔ سلسلہ ہجری میں مر گیا
اُسکی جگہ اُسکا بھائی ارغون خان بن ابقا خان تخت چڑھیا اور سات برس شاہت
کر کے سلسلہ حرمین مر گیا۔ اُسکی جگہ اُسکا بھائی کینخا تو خان بن ابقا قاآن تخت نشین ہوا۔
اور چار برس حکومت کر کے سلسلہ ہجری میں مر گیا۔ اُس کی جگہ اُسکا بھتیجا غازان بن
ارغون خان بن ابقا قاآن تخت نشین ہوا۔ اور مسلمان ہو کر سلطان محمود کا لقب لیا
دین کو رونق دی سلسلہ حرمین مر گیا۔

الجبائیتو خان بن ارغون خان کینخائی کی جگہ تخت نشین ہوا۔ اور اپنا نام سلطان
محمد خدا بندہ رکھا۔ اُسکا حکم تمام شام۔ کرمان۔ سیستان۔ قبیاق۔ ارس۔ روس۔
بلغار۔ ماوراء النہر۔ خطا۔ خوارزم۔ اور۔ گیلان۔ پریاری۔ تھلہ۔ اور دین اسلام کو بہت

رواق ہوئی۔ تمام تاتاری اور مغول اسی کے باعث سے مسلمان ہو گئے۔ اسکے بعد سلطان ابو سعید خان بن سلطان محمد خدا بہت مدت تخت نشین ہوا۔ یہ بارہ برس کی عمر میں بیٹھا۔ اٹھارہ برس بادشاہی کی پستہ بھری میں مر گیا۔ اسکے بعد تمامی سلطنت مغول میں طوائف الملوک آگئی۔ چنگیز خان کے خاندان سے جو حمان کا حاکم تھا وہ خود سر حاکم بن گیا۔ یہاں تک کہ امیر تیمور گورکان کا زمانہ پہنچا۔

دولت ازبک

ازبک ایک شخص اولاد سے چنگیز خان کے تھا کہ ماوراء النہر کا حاکم رہا۔

دولت آل کرت

یہ لوگ بامروت اور دیر ہوئے ہیں۔ اصل انکی ترک ہے اور سلطنت خاندان چنگیز سے آئو ہوئی۔ سلطنت بلخ اور ہرات اور غزنی اور کابل کی مدتوں ان سے متعلق رہی ہے اور آٹھ آدمی اس خاندان میں بادشاہ ہوئے۔ اول ان بن ملک شمس الدین محمد بن ابا بکر کرت ہے۔ اور آخر ان میں کابلک غیاث الدین ہے کہ اسکے ملک کا نندال امیر تیمور گورکان کے ہاتھ پر ہوا۔ اور ملک شمس الدین بجا نجا ملک رکن الدین غوری کا ہے کہ وقت میں چنگیز خان کے پناہ دوس برس حکومت کر کے شہید ہوئے۔

سال جلوس	نام ملک	محل	کیفیت
۶۶۷ھ	ملک شمس الدین کرت	بلخ	تبریز میں مر گیا۔
۶۷۷ھ	ملک شمس الدین کہین بن شمس الدین	ہرات	
۶۸۵ھ	ملک فخر الدین بہمن بن کہین	بجایتو خان سے لڑا۔ اور ہکا	
۶۸۷ھ	ملک غیاث الدین بن کہین	سالار شکر مار گیا۔	
۶۸۹ھ	ملک شمس الدین بن غیاث الدین	ایک عہد میں مولانا محمد بن جہاں الدین	
۶۹۰ھ	ملک حافظ بن شمس الدین		

سال جلوس	نام ملوک	محل سلطنت	کیفیت
۳۳۷ھ	ملک مزار الدین حسین بن شمس الدین	ہرات	اسکے زمانہ میں مولانا مظفر بنی تھے اور انھوں نے قصیدہ بادشاہ کی طرح میں لکھا۔
۳۳۸ھ	ملک غیاث الدین بن علی لورسٹ	..	یہ خاندان تیمورنگ کے گھر سے ۳۳۷ھ میں ختم ہوا۔

دولت آل مظفر

انہیں کا پہلا شخص محمد مظفر ہے۔ اور انکی اصل خراسان ہے۔ اسکے باپ نے سلطان محمد خدا بندہ کے زمانے میں کچھ قوت پائی۔ اور امارت حاصل کی وہ ملا اور شجاع تھا اور سلطان ابوسعید خان کے زمانے میں مر گیا۔ اُس کے بیٹے محمد مظفر نے اُسکی جگہ امارت کا پایا۔ اور جب بعد نے ابوسعید خان کے انقلاب ہوا۔ محمد مظفر نے بدرفتار ہو گیا۔ اور بادشاہ شیخ ابواسحاق کہ شیراز کا حاکم تھا اُس سے لڑا۔ اور اُسکو ہلاک کیا۔ اس شاہ شیخ ابواسحاق کا باپ شیراز کا حاکم ابوسعید خان کے عہد میں مقرر ہوا تھا۔ محمد مظفر اب فارس پر تصرف ہوا اور جس طرف رخ کرتا اُسکو فتح نصیب ہوتی۔ یہاں تک کہ اُمیرین سلطنت کی تب اس کے بیٹے شاہ شجاع نے ۳۳۷ھ میں اسیر بغداد کی اور اُسکو قید کر کے اندھا کیا۔ شاہ شجاع اپنے فضائل میں یگانہ تھا۔ اور بعد محمد مظفر کے عراق عجم۔ فارس اور کرمان پر سلطنت کی لیکن اُس کے درمیان اور درمیان اس کے بھائی قطب الدین شاہ محمود کے کہ حاکم اصفہان تھا نزاع ہوئی۔ اس نزاع میں سلطان اویس نے کہ حاکم بغداد تھا اپنے داماد شاہ محمود کی مدد کی اور اُسکو کامیابی ہوئی اور شیراز پر تصرف ہو گیا۔ پھر شاہ محمود سولہ برس حکومت کر کے اپنے بھائی شاہ شجاع کے زمانہ زندگی میں مر گیا۔

آخر میں شاہ شجاع اور سلطان اویسی سے لڑائی ہوئی اور شاہ شجاع کو کامیابی ہوئی۔ شاہ شجاع کا انتقال ۳۳۷ھ میں ہوا۔ اسکا وزیر خواجہ جلال الدین توران شاہ تھا جسکی تعریف خواجہ حافظ نے اپنے اشعار میں کی ہے۔

شاہ شجاع کے بعد اسکا بیٹا زین العابدین۔ تخت نشین ہوا۔ جب اس نے تیمور کے زور شور کا حال سنا اس کے خوف سے کسریٰ کی طرف گیا جہاں اسکا چچا شاہ منصور بن محمد عالم تھا اس نے اسے ہجری میں شاہ زین العابدین کو قید کیا۔ اور خود بادشاہ عراق اور فارس وغیرہ کا ہو گیا۔ یہاں تک کہ ۳۹۵ھ میں تیمور سے لڑا اور تیمور نے اس کو شکست دے دی اور یہ خاندان ختم ہوا۔

سال طیس	نام سلاطین	کیفیت
۳۱۷ھ	محمد مظفر	
۳۶۷ھ	شاہ شجاع بن محمد مظفر	
۳۸۷ھ	زین العابدین بن شاہ شجاع	۳۹۵ھ میں یہ خاندان ختم ہوا۔
۳۹۱ھ	منصور بن محمد مظفر	

تفصیل بادشاہان فارس یعنی ملک ایران

فارس یا فارس ایک وسیع ملک ہے۔ حد شرقی۔ بلخ و ہند۔ حد جنوبی۔ بحر عمان و ہند۔ حد غربی۔ عرب و یاربکر۔ حد شمالی۔ چرکس و بدخشان اس میں بہت دلائیات ہیں۔ مکران۔ سیستان۔ زابلستان۔ خراسان۔ استرآباد۔ کرمان۔ خورستان۔ بومستان۔ عراق عجم۔ طبرستان۔ آذرباجان۔ ایران شروان۔ گرجستان۔ جیلان۔ داغستان۔ ان کے بلعات اور دولت کا حال اوپر

لکھا گیا ہے۔ سوائے دولت صفویہ کے کہ ان کے بادشاہوں کا اور دوسرے بابعد کے بادشاہوں کو بھی یہاں لکھا جاتا ہے۔

واقع رہے کہ جب اسلام آیا۔ پہلے ملک بنی امیہ حاکم ہوئے۔ پھر خلفائے عباسیہ اکثر ولایات کے حکام ہوئے۔ بعد وفات خلیفہ مامون الرشید عباسی کے۔ اکثر حکام مذہبی مستقل بن بیٹھے۔ طوائف الملوک ہو گیا۔ خراسان میں آل طاہر تھے۔ عراق میں ذیاب تھے۔ غزنی میں آل ناصر غزنوی تھے سیستان میں آل یثرب۔ ماوراء النہر میں سلاجقہ ہوئے۔ پھر خوارزم شاسیان آئے۔ پھر چنگیز خان کا دور آیا۔ چنگیز خان کا لشکر ہارل میں سلسلہ ہجری میں آیا اس کا بیٹا اس کے بعد تخت مغولستان پر بیٹھا۔ ۱۲۵۶ ہجری میں بغداد ملاکو خان کے ہاتھ پر فتح ہوا۔ ۱۲۵۷ ہجری میں ملاکو خان شام کی طرف متوجہ ہو۔ ۱۲۵۸ ہجری میں مر گیا۔ ملک ایران اپنے پانچون بیٹوں پر تقسیم کر گیا۔ پھر طوائف ملوک ہو گئی۔ ۱۲۵۹ ہجری تک بابل میں اولیس جلاہر حاکم رہا۔ ۱۲۶۰ ہجری تک عراق میں طغایموری تھے ۱۲۶۱ ہجری تک خراسان پر سردار تھے ۱۲۶۲ ہجری تک شیراز میں آنجوی آنا باک تھے پھر کرمان میں آل مظفر تھے ۱۲۶۳ ہجری میں فارس میں۔ آنجوی حکمران تھے ۱۲۶۴ ہجری میں تیمور نے ایران لے لیا۔ ۱۲۶۵ ہجری میں سلطان ابو سعید۔ آخرین تیموریہ تھا۔ ۱۲۶۶ ہجری میں دولت صفویہ شروع ہوئی ۱۲۶۷ ہجری میں محمود غلامی غالب ہو گیا۔ ۱۲۶۸ ہجری میں نادر شاہ تخت پر بیٹھا۔ ۱۲۶۹ ہجری میں جلوس اور اسماعیل ملوک تیمور سے تاج محمد شاہ قاجار اس طرح پرہن۔ واضح رہے کہ خاندان صفویہ حضرت سید معنی الدین اردوبیلی کی اولاد سے ہیں جس کا حال اوپر لکھا۔

سال جلوس	نام ملوک	کیفیت مختصر
۱۲۶۷	تیمورنگ صاحبقران	
۱۲۶۹	شاہ رخ مرزا بن امیر تیمور	

سال جلوس	نام ملوک	کیفیت مختصر
۵۵۰ھ	مرزا انج بیگ بن مرزا شاہ رخ	یہی شخص اول بادشاہ قلاتان صفوی کا ہی جو سادات صفوی اور ایران کے بادشاہ ہوئے
۵۵۳ھ	مرزا عبد اللطیف بن مرزا انج بیگ	
۵۵۴ھ	بابر مرزا بن بابا یساق بن مرزا شاہ رخ	
۵۵۶ھ	سلطان ابوسعید بن سلطان محمد بن مہران شاہ	
۵۵۸ھ	سید اسماعیل صفوی بن سلطان جیستدر بن جیستدر	
۹۳۲ھ	سید طہاسب صفوی بن اسماعیل صفوی	
۹۸۳ھ	سید اسماعیل ثانی صفوی بن طہاسب شاہ	
۹۸۵ھ	سید محمود خدا بندہ	
۹۸۹ھ	سید عباس بن خدا بندہ بن طہاسب شاہ	
۱۰۰۳ھ	سید شاہ صفی ثانی بن صفی مرزا بن عباس	
۱۰۱۲ھ	سید عباس ثانی بن شاہ صفی	سلطین ایران بعد خاندان صفوی
۱۰۱۶ھ	سید سلیمان بن عباس	
۱۰۱۷ھ	سید صفی ثالث بن سلیمان	
۱۰۲۵ھ	سید طہاسب ثانی بن سلطان حسین	
۱۱۳۴ھ	شاہ محمود خان	
۱۱۳۶ھ	شاہ اشرف خان	عباس
۱۱۳۸ھ	عباس	

سال جلوس	نام ملوک	مختصر کیفیت
۱۱۶۰ھ	نادر شاہ	یہ ایک لوہڑا تھا پھر اس نے سیستان کی مازت کی
۱۱۶۱ھ	مادل شاہ	ذریعہ سے حاصل کی۔ پھر ایران کا بادشاہ ہو گیا۔
۱۱۶۳ھ	ابراہیم شاہ رخ۔ سلیمان و اسماعیل	ہندوستان میں آیا خوب لوٹا۔ احمد شاہ ابدالی کے ہاتھ سے دقت واپسی ایران کے مارا گیا۔
۱۱۶۴ھ	کریم خان زند	
۱۱۶۵ھ	ذکی خان۔ ابوالفتح خان صادق خان	
۱۱۶۶ھ	علی مروان	
۱۱۶۷ھ	حمزہ اسماعیل	
۱۱۶۸ھ	جعفر خان	
۱۱۶۹ھ	سید مرزا خان	
۱۱۷۰ھ	نطف علی خان	
۱۱۷۱ھ	محمد خان قاجار	
۱۱۷۲ھ	فتح علی شاہ	
۱۱۷۳ھ	محمد شاہ قاجار	
اس وقت ناصر الدین شاہ قاجار حکمران میں		
احوال امیر تیمور گورکان اور اس کے خاندانوں کا۔		
واضح رہے کہ امیر تیمور گورکان صاحبقران کا نسب تو منہ خان سے کہ جد چارم چٹنیہ خان کا ہو ملتا ہے۔ اور اس سے امیر تیمور تک نوان واسطہ ہوتا ہے تو منہ خان۔		
سرکستان کا بادشاہ تھا اس کے دو بیٹے تھے قبل خان اور قاجولی بہادر		

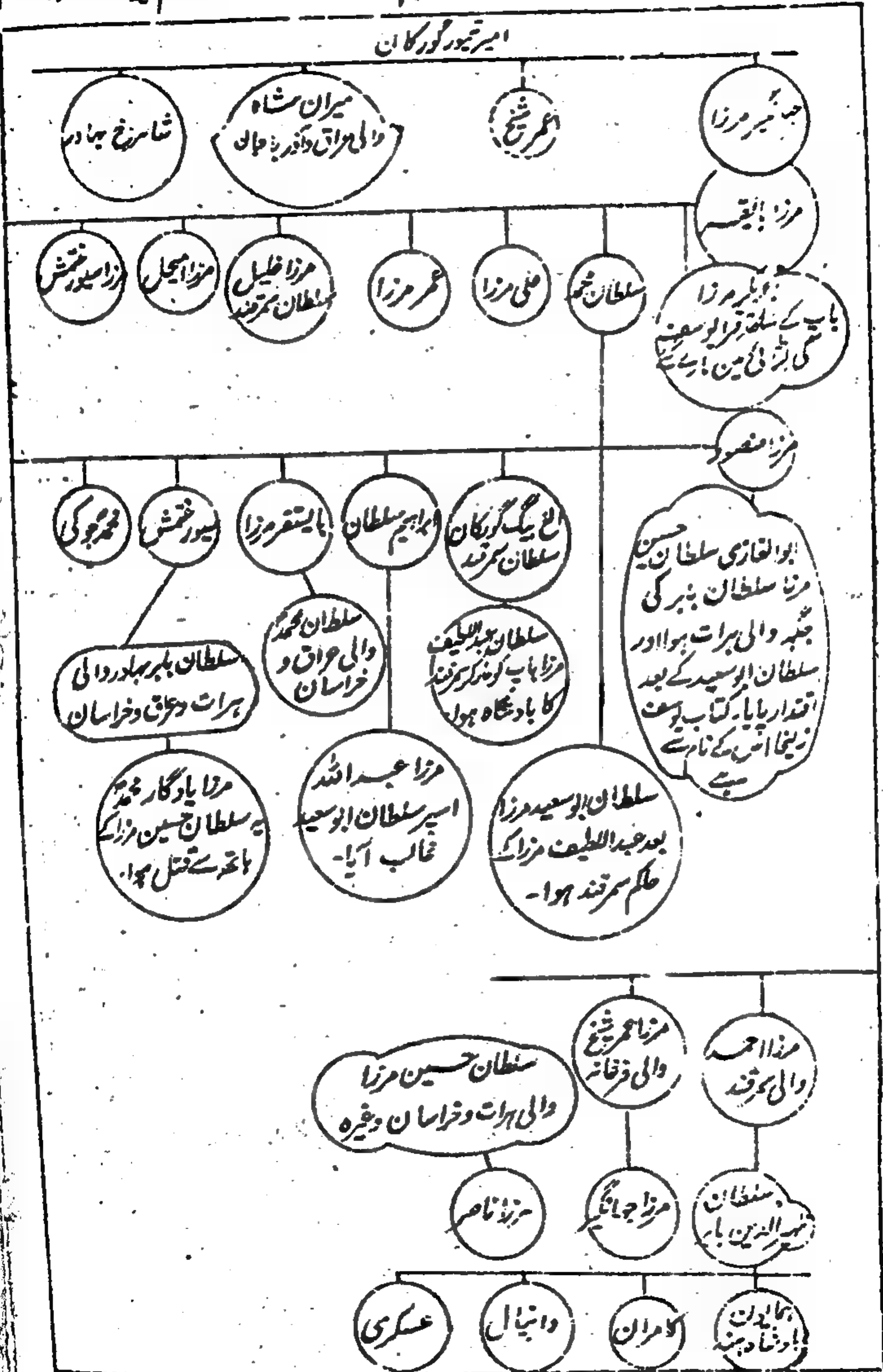
قبل خان کی اولاد میں جنگیر خان ہے اور امیر تیمور۔ قاچولی بہادر کی نسل سے ہے
 امیر تیمور کے باپ کا نام امیر طراغانی تھا۔ صاحبقران کی پیدائش۔ شعبان
 ۷۷۳ھ میں موافق ۱۰۔ اپریل ۱۳۷۱ء میں ہوئی۔ شہر کشانکا مولد ہے۔ انکی ماں کا نام۔
 تکیہ خاتون ہے اسنے اپنی عمر کے پچیسویں برس میں امیر حسین والی بلخ کی بہن سے شادی کی
 اور دونوں نے مل کر تمام ترکستان اور ماوراء النہر میں امن قائم کی۔ لیکن آخرین امیر
 تیمور اور امیر حسین کے درمیان میں تکرار ہوئی اور امیر تیمور کی بی بی یعنی امیر حسین کی بہن کا
 انتقال ہو چکا تھا۔ اور امیر امیر حسین کی بد مزاجی سے تنگ تھا اسنے بھونے امیر تیمور
 کی مدد کی جس سے امیر تیمور کا سیلاب ہوا اور امیر حسین قتل ہوا۔ اور ۷۸۳ھ میں موافق
 ۱۳۸۱ء کے بادشاہی کی ٹوپی سر پر رکھی اور بلخ کو اپنے ہوا خواہوں میں اسے ایک کے سپرد
 کر کے کشان میں آیا اور وہاں سے سمرقند کی طرف رخ کیا۔ اور اسکو اپنا پائے تخت بنایا
 اور قلعہ اور عمارت بنائے کا حکم دیا۔ تھوڑے عرصہ میں تمام شہروں پر اس شہر کو فوقیت ہو گئی
 ۷۹۳ھ ہجری میں قمر الدین خان حاکم ترکستان کو متا صل کیا۔ اور ۸۰۳ھ ہجری میں۔
 خوارزم کو مسخر کیا۔ اور دو سال کے بعد ہرات سے اپنے توابع کے اس کے قبضہ میں در آیا اور
 ۸۱۳ھ ہجری میں سلطانیہ تک قبضہ کیا۔ اور اسی سال آذرباجان کو مسخر کیا۔ اور
 گرجستان کو فتح کیا۔ اور بعد دو شنبہ ۸۱۳ھ کو صفہان میں بسبب اس فساد کے کہ
 وہاں کے لوگوں نے کیا تھا قتل عام کیا۔ اور شیراز کو مسخر کر کے شروع میں ۸۱۵ھ ہجری کے
 شاہ منصور کو کہ مخالفت ظاہر کی تھی قتل کیا۔ اور آل مظفر کا سیلاب ہو کر فارس کو
 اپنے تصرف میں در لایا اور اس کے بعد بغداد کی طرف گیا اور وہاں کے لوگوں کو قتل کیا۔
 اور سلطان احمد جلایہ والی بغداد روم کی طرف بھاگا اور خداداد کو امیر تیمور نے مسخر کیا
 اور ۸۱۵ھ ہجری میں بغتش خان تاتاری کو کہ امیر کے حقوق کو قبول کیا تھا مغلوب کیا۔
 اور تمام شمالی ملک پر مشل ارس اور مسکو اور چرساں و قفق اور قیشاق و سیب

صوبجات ملک روم کے اس وقت میں قبضہ میں دلایا۔ اور آذرباجان میں واپس اگر ترمی
 آذرباجان اور عراق مرزا میران شاہ اپنے بڑے بیٹے کو اور خراسان مرزا
 شاہخ اپنے دوسرے بیٹے کو سپرد کیا۔ اور خود سمرقند پہنچا۔ شہر ہجری میں ہندوستان
 کا قصد کیا۔ ۱۲ محرم کو سنہ ۷۰۷ میں دریائے سندھ کو عبور کیا۔ اور محمود شاہ لودی سے کہہ ملی
 میں بادشاہی کرتا تھا۔ اور ہندوستان کو فتح کیا۔ اور وہابی میں اپنے نام کا خطبہ پڑھا۔ اور
 قتل اور غارت کر کے اور پندرہ روز وہابی میں رہ کر ایران کی طرف متوجہ ہوا۔ اور سمرقند
 کو پھر آیا۔ اور سنہ ۷۰۸ میں سیواس اور باطیہ اور ابلستان (جو کہ سابقہ بایکے
 میں) کو فتح کر کے ملک شام کی طرف چلا۔ اور اس اطراف کے تمام ملکوں پر تصرف ہو گیا
 اور دمشق کو قبضہ کر کے اُس میں آگ لگا دی۔ اور ۱۹ ذی الحجہ روز جمعہ کو سنہ ۷۰۸ ہجری میں
 انگور یہ کے حوالی میں بایزید پلدرم سے کہ ملک روم کا عثمانیہ سلطان تھا۔ اور اس پر
 غالب آیا۔ اور چند روز بعد فتح کے شہر شروع ہوا۔ اسلئے اُسکی تاریخ غلبت الروم
 فی ادنی الارض میں پائی گئی۔ یعنی غرض کہ سہ حرفی ہوا اسکا اعلیٰ حرف ا ہے اور ادنیٰ
 حرف ی ہے آخری حرف ضاد ہے۔ یہی تضاد تاریخ فتح ہوئی۔ الغرض بعد فتح روم کے۔
 امیر تیمور نے بایزید کو گرفتار کیا۔ اور مقید رکھا۔ پھر چاہا کہ اسکو ربا کرین کہ خناق کے
 عارضہ میں اسی سال مر گیا۔ امیر چاہتا تھا کہ باسفرس کو عبور کر کے قسطنطنیہ اور
 بقیہ بلاد روم پر حملہ آور ہوں کہ گرجستان کی بغاوت کی خبر پہنچی اس لیے اس نے
 اس طرف کا قصد کیا۔ سنہ ۷۰۹ میں گرجستان پہنچ کر سب کو زیر و زیر کیا۔ اور کلیساؤں کو
 توڑ کر سیدنا یحییٰ و یونس سے سمرقند کو واپس گیا اور ملک چین کے فتح کر نیکا قصد کیا۔ چنانچہ
 سنہ ۷۱۰ ہجری میں راہ میں ختن کو پہنچا اور موضع اترار میں اقامت کی تھی کہ امیر تیمور
 بیمار ہو کر شب چار شنبہ ۱۰ ماہ شعبان کو سنہ ۷۱۰ میں مطابق ۸ فروری سنہ ۱۵۰۱ عیسوی
 کے انتقال کیا۔ امیر کی وصیت کے بموجب اُس کی نعش سمرقند میں لائے۔

اور حضرت سید امیر کلال کے نقب دین کہ امیر تیمور کو جسے عقیدت تھی اور جو حضرت
خواجہ بہاء الدین نقبند کے پیر ہیں دفن کیا تھا جہاں ۳۵ برس سلطنت کی
اور اس مختصر زمانے میں تمامی ملک میں مثل ایران - توران - ترکستان - گرجستان -
چین - ختن - فارس - کاشغر - بدخشان - خراسان - خوارزم - اور
مازندران - طبرستان - گیلان - آذربایجان - عراق - عجم - عراق عرب -
کرمان - کچھ سکران - روم - شام - حجاز - اور ہندوستان کے خطبہ اور
سکے اسے نام کا جاری ہو گیا۔ اس کے چار بیٹے تھے۔
پہلا جہانگیر مرزا دوسرا عمر شیخ تیسرا میران شاہ گورکان - چوتھا -
شاہ بہر خ بہادر اور لقب گورکان کا اس واسطے ہوا کہ اس کے معنی داماد کے ہیں -
سید امیر تیمور کی بی بی خاندان بختانی جنگیزی سے تھی۔

(یہ جو عدم گنجائش مقام بیان کا شجرہ صفحہ ۶۱۳ میں ہے)

امیر تیمور گورکان



سلطان میران شاہ ابن امیر تیمور گورکان

میرزا میران شاہ ابن امیر تیمور کرانے باپ کے عہد میں حاکم عراق تھا۔ شکار میں جانے سے گھوڑے سے گر پڑا جس سے سر میں سخت زخم پہنچا۔ اگرچہ علاج کیا گیا۔ لیکن شرا کے کچھ باقی رہا جس کے باعث سے کام نہ ہو سکتا تھا۔ اس لیے اس کا بڑا بیٹا ابو بکر مرزا اسکا کام انجام دیتا تھا۔ اس درمیان میں ایک شخص قمریوسف ترکمان نے کہ حبیال عارف کا رہنے والا تھا اور اسکو بادشاہی کی ہوس تھی اور اس نے امیر تیمور کے زمانے میں بھی بغاوت کا قصد کیا تھا۔ لیکن امیر تیمور کے رعب سے ارض روم کی طرف بھاگ گیا جو سبب بایزید یلدرم کی لڑائی کا ہوا بہت آدمی فراہم کیے اور پھر سر اٹھایا۔ اور اسکی تنبیہ کو ابو بکر مرزا مع اپنے باپ کے چلا اور لڑائی ہوئی۔ ۲۴۔ ذیقعدہ کو شاہ حرمین میران شاہ مارا گیا۔ اور مرزا ابو بکر کو شکست ہوئی اور بھاگا۔ میران شاہ کی عمر چالیس برس رات میں کی تھی۔ اور تین برس سلطنت کی۔ اسکا بدلہ شاہ خرمزانے لیا۔ اور میران شاہ کے بیٹے سلطان خلیل کو شاہ رخ نے سمرقند کا حاکم بنایا تھا۔ لیکن راکمین نے اسکو قلعہ شاہ رخ میں قید کیا پھر شاہ رخ نے سمرقند بہرات سے فوج کشی کی۔ اور دشمن بھاگے اور سلطان خلیل۔ کوربا کر کے والی بہرات بنایا۔ وہ مرگیا۔ اور سمرقند اپنے بیٹے النغ بیگ کے حوالہ کیا۔ اور النغ بیگ گورکان کے ساتھ سلطان خلیل نے اپنے بھائی سلطان محمد کو سپرد کیا۔ سلطان محمد کے دو بیٹے تھے۔ سلطان ابوسعید اور منوچہر مرزا۔ سلطان محمد اپنے بیٹے سلطان ابوسعید کی سفارش اکثر النغ بیگ گورکان سے کرتا جو سلوک کے ساتھ پیش آتا۔ یہاں تک کہ سلطان محمد شکستہ حرمین مرگیا۔ اور سلطان ابوسعید النغ بیگ گورکان کے ساتھ نہا جب النغ بیگ کے بیٹے مرزا عبداللطیف نے اپنے باپ سے بغاوت کی اور اس سے بڑا باپ کو شکست دی اور قتل کرایا۔ خود بادشاہ

بنگیا۔ لیکن صرف سات مہینے بادشاہت کی تھی کہ اُسکے ایک ملازم نے اُسکا بھی قتل کیا۔ تب بعض اراکین نے سلطان ابو سعید کی مدد اُسکی جگہ کے لیے کی۔ اور مرزا عبداللہ بن ابراہیم بن شاہرخ اپنے لیے اُس جگہ کا خواہان ہوا۔ آخسرش۔ سلطان ابو سعید اور مرزا عبداللہ میں لڑائی ہوئی جس میں سلطان ابو سعید کامیاب ہوا۔ اور والی سم قندھار اور زوا المنہر بنگا۔

خاقان مرزا شاہرخ ابن امیر تیمور گورکان

مرزا شاہرخ بن امیر تیمور اپنے باپ کے بعد خوارزم۔ خراسان۔ قندھار۔ اور ایران اور کسی قدر ہندوستان کا مالک تھا۔ اُسکی پیدائش ۸۴۱ھ بمطابق ۱۴۲۹ء میں تھی اور اکثر برس کی عمر بانی۔ سات برس اپنے باپ کے ساتھ خراسان کی بادشاہی کی تھی اور تینتالیس برس باپ کے بعد مستقل طور سے مالک توران۔ ایران۔ ہند۔ اور ترکستان میں سلطنت کی۔ ہر روز ظہر کو واسطے ادا سے نماز کے مسجد جاتا اتفاقاً ایک شخص نے کہ جبکہ احمد نام تھا راہ میں فریاد کی اور جب شاہرخ نے اُسکی طرف التفات نہ کیا اُسے ایک چھری بادشاہ کے پیٹ میں ماری جس سے وہ مر گیا۔ ششہ ففات ششہ عتھا مرزا شاہرخ کے بعد اُس کا پوتا سلطان بابر ہوا اور ابن مرزا بایستغراہن مرزا شاہرخ ہرات کا والی مقرر کیا گیا تھا۔ اور اُسکے بھائی سلطان محمد کو عراق اور خراسان کا والی کیا تھا۔ بعد شاہرخ کے سلطان بابر ہوا اور نے سلطان محمد سے ہار اُسکو قتل کیا اور ششہ عتھا عراق اور خراسان پر بھی تصرف ہو گیا۔ اور ششہ عتھا میں مشہد۔ میں انتقال کیا۔ اُسکی حکومت سات برس رہی۔

سلطان ابو سعید مرزا ابن سلطان محمد بن میران شاہ بن تیمور گورکان

سلطان ابو سعید کی پیدائش ششہ عتھا میں ہوئی۔ ہمیشہ مرزا الغ بیگ گورکان کے ساتھ رہتا تھا۔ بعد مرزا الغ بیگ اُسکے بیٹے عبداللطیف کے جب عبداللہ بن مرزا ابراہیم نے سمرقند کے تخت پر چننا چاہا ششہ عتھا میں سلطان ابو سعید نے

ابوالخیر ازبک کی مدد سے اسپر فوج کشی کی اور غالب آیا۔ اور ششہ جیری میں یکپیش برس کی عمر میں سمرقند کے تحت پرٹھا۔ اور کچھ برس سمرقند اور ماوراءالنہر اور ترکستان میں بڑے رفاه کے ساتھ سلطنت کی اور شاہزادہ۔ اولیس کو کچھ پراجانی ابوالغازی۔ سلطان حسین کا قتل کرایا۔ اور بعد واقعہ بابر سلطان کے خراسان کا قصد کیا۔ اور اسکو بھی لیلیا اور گوہر شاہ سلیم کوہ شاہرخ کی بوجہ حتی بسبب فساد کے قتل کرایا۔ اور اٹھارہ برس بادشاہی کی اور بڑے فتوحات حاصل کیے چنانچہ ترکستان اور ماوراءالنہر۔ اور بدخشان اور غزنی اور کابل و قندھار اور سیفہ رهندوستان کسی قدر عراق اور خراسان اس کے تحت تصرف میں تھا۔ ششہ جوہن مرزا جہان شاہ بن قرا یوسف ترکمان۔ جسکو شاہرخ نے حاکم آذرباجان مقرر کیا تھا۔ واسطے دفع کرنے اوزن حسن کے دیار بکر گیا تھا۔ اور مارا گیا۔ سلطان ابوسعید نے آذرباجان کی تسخیر کا قصد کیا۔ کہ بعد مرنے جہان شاہ ترکمان کے اوزن حسن کے قبضے میں۔ اور آیا تھا اوزن حسن نے ہر چند معذرت کی لیکن سلطان نے قبول نہ کیا۔ تب اس نے رسد کی راہ بند کر دی جس سے سخت قحط کی حدت لشکریں ہوئی۔ جانور بے دانے مر گئے۔ اور سلطان ابوسعید کو اوزن حسن کے آدمیوں نے گرفتار کیا۔ پھر قتل کیا۔ اسے ششہ جوہن فوت کی۔ اس کے بعد اسکا ملک اس کے بیٹوں پر تقسیم ہوا۔ مرزا احمد کو سمرقند ملا۔ مرزا عمر شیخ کو اندجان یعنی فرغانہ۔ اور خراسان اور ہرات وغیرہ ابوالغازی سلطان حسین کو پہنچا۔

مرزا عمر شیخ بن سلطان ابوسعید

مرزا عمر شیخ ششہ جوہن سمرقند میں پیدا ہوا۔ سلطان ابوسعید اپنے سب لوگوں میں انکو زیادہ عزیز رکھتا تھا۔ اور اسی سبب سے اپنا ملک موروثی اور موکہ اندجان اس کے حوالہ کیا تھا انھوں نے اپنی حکومت کے زمانے میں اسکو خوب مستحکم کیا۔ کہ دشمن

شیخ
جان
بیت

وہاں تک کسی طرح نہ پہنچ سکے۔ بعد ازیں ہاپ کے سلسلہ حرمین اراکین اور امرائے اسکو
 اس ملک کا بادشاہ بنایا جسکا دارالسلطنت اندجان تھا۔ یعنی مرغمانہ۔ یہ اکثر دوشیوں
 کی صحبت میں حاضر ہوتا۔ چنانچہ حضرت خواجہ۔ عبید اللہ احرار سے نہایت خلوص
 رکھتا تھا۔ سلسلہ حرمین انتقال کیا۔ ان کے تین بیٹے اور پانچ بیٹیاں۔ ایک۔
 طہیز الدین محمد بابر جنھوں نے ہندوستان کو پھر سے فتح کیا۔ اور اگرہ دارالسلطنت
 بنایا۔ دوسرے مرزا جہانگیر تیسرا مرزا ناصر۔

احوال بادشاہان ہندوستان

واضح رہے کہ جب شہاب الدین محمد غوری نے ہندوستان کو سلسلہ
 میں فتح کیا اپنی طرف سے ایک غلام کو جسکا نام قطب الدین ایبک تھا ہندوستان
 کے انتظام کے واسطے مقرر کر کے خود غزنی۔ کو واپس گیا۔ اور سلسلہ ہجری میں شہید
 ہوا۔ اُس کے بھتیجے محمود بن غیاث الدین نے بھی جو اُسکی جگہ بادشاہ ہوا۔ قطب الدین
 ایبک ہی کو ہندوستان میں بحال اور برقرار رکھا۔ اور سلسلہ حرمین مارا گیا بلکہ کل ظاندان
 غوری تباہ ہوا۔ لیکن اسی سال قطب الدین ایبک نے بھی انتقال کیا۔ اور اُس کی جگہ
 اسن کا بیٹا آرام شاہ دہلی میں تخت نشین ہوا۔ انرض ہندوستان کی
 بادشاہت ایسوقت سے خاص ہو گئی۔

محمد غوری کے وقت سے تا آنے بابر شاہ چغتائی تیموری کے اس ہندوستان میں
 دہلی کے تخت پر پانچ خاندان نے سلطنت کی۔ پہلے شاہان مملوک غور۔
 دوسرے خاندان خلجی۔ تیسرے خاندان تغلق چوتھے خاندان سادات پانچویں
 لودی آئے تب چغتائی آئے۔ وقت ذیل سے بخوبی ظاہر ہوگا۔

بادشاہان ہندوستان کہ غوری اور مملوک غوریان تھے

سال جنوں	نام خلائعین	کیسیت مختصر
۵۸۵ھ	شہاب الدین محمد غوری۔	محمد غوری جسے ہندوستان کو راجپوتوں سے ششمر لیا۔
۵۹۵ھ	قطب الدین ایبک مملوک شہاب الدین محمد غوری۔	قطب الدین ایبک کو اپنا نائب مقرر کر کے غزنی کو واپس کیا اور سلطانہ مین بارا گیا۔
۶۰۵ھ	آرام شاہ بن قطب الدین ایبک	آرام شاہ نے اسکو ناقابل پاکر معزول کیا۔
۶۱۵ھ	شمس الدین التمش داماد قطب الدین	شمس الدین التمش یہ بزرگ زادہ تھے لیکن بھاری لڑائی میں قید ہو گئے کسی نے انکو بچا۔ بڑے عادل و راجے بادشاہ تھے ملک کو وسعت دی۔
۶۲۵ھ	رکن الدین فیروز شاہ بن شمس الدین التمش	یہ ناقابل تھا لوگ ناراض ہوئے معزول کیا گیا پھر بارا گیا۔
۶۳۵ھ	رضیہ سلطانہ بیگم بنت التمش	یہ بہت عادل تھی لیکن اسکے وقت میں بغاوت تھی اور دہلی سرہند نے اسکو قید کیا۔ اور اس کے نکاح کیا۔ اور دہلی کا رخ کیا۔ اس درمیان میں لوگوں نے اسے بھائی کو دہلی میں تخت نشین کیا۔
۶۴۵ھ	معز الدین بہرام شاہ بن شمس الدین التمش	معز الدین نے سنا کہ رضیہ مع شوہر دہلی کی طرف آتی ہے اس سے مقابل ہوا اور شکست دہلی اور متول کو حوالہ ہو رنگ ہو چمکے شکست دی۔

سال جلوس	نام سلاطین	کیفیت مختصر
۶۳۹ھ	علاء الدین مسعود شاہ بن رکن الدین	منول کو شکست دی۔ سلطان عیش بن معروف ہوا اسکے چچا حاکم بہرائچ نے ملک لے لیا۔
۶۴۰ھ	ناصر الدین محمود بن شمس الدین تمش	اس سے رائے مالوہ نے مقابلہ کیا اور شکست اٹھائی۔ اسنے کفار پر خوب جہاد کیا۔ اور سوائے ایک زوجہ کے دوسری نہ تھی۔ اور سوائے زوجہ کے کنیز تک نہ تھی۔ بڑا متقی تھا۔
۶۶۶ھ	ایغ خان لقب بغیاث الدین بلبن	یہ شمس الدین التمش کا غلام اور داماد تھا۔ تمش نے اسکو امیر بنایا۔ بہت نیکنام تھا۔
۶۸۵ھ	میر الدین کیقباد بن ناصر الدین	غیاث الدین بلبن کا پوتا تھا۔ اسکا باپ لکھنؤ سے بیٹے کی ملاقات کو آیا لیکن ناکام رہا۔ عیش بن مبتلا ہو کر بیمار ہوا۔ اسوقت تک ملکہ زادہ نے جسکے باپ کو اسنے قتل کیا تھا بدلا لیا۔ اور ۶۸۹ھ میں مر گیا۔
بادشاہان خلجی دہلی		
۶۸۹ھ	جلال الدین فیروز شاہ خلجی	یہ شخص بہادر پور کا حاکم تھا۔ وہاں سے آیا۔ اور کیقباد کی جگہ تخت نشین ہوا اور اپنے بھتیجے علاء الدین کو کرلہ کی حکومت دی۔ وہاں اسنے اقتدار پیدا کیا اور دہلی کی طرف آیا اور فیروز شاہ کو قتل کیا۔
۶۹۵ھ	علاء الدین خلجی داماد و بن فیروز شاہ	اسنے تمام ہندوستان کو فتح کیا دھن دڑنگا لکھنؤ چھوڑا۔ بہت اچھا تھا۔

سال جلوس	نام سلاطین	کیفیت مختصر
۱۵۰	شہاب الدین بن علاء الدین	ملک کافور بختیار خلجی کا لاپرواہ۔ اس کے تین ماہ تخت پر رہا۔
۱۵۱	قطب الدین مبارک شاہ بن علاء الدین	خسرو خان اپنے عشق کے ہاتھ سے سلطنت میں مارا گیا اور خسرو خان نے تاج شاہی اپنے سر پر رکھا۔
بادشاہان تغلق		
۱۵۲	سلطان غیاث الدین تغلق	ملک تغلق غیاث الدین یلین کا غلام تھا۔
۱۵۳	بن ملک تغلق	خسرو خان کو قتل کر کے تخت پر بیٹھا تغلق آباد کا قلعہ کہ متصل دہلی کے ہوا اسی نے بنایا۔
۱۵۴	سلطان محمد بن غیاث الدین تغلق	اس نے ہندو پر جہاد کیا۔ اور عادل اور سلیم الطبع تمام ہندوستان کو صرف میں در لایا عالم نخی اور بہادر تھا۔
۱۵۵	سلطان فیروز شاہ بن جب ابن	اس نے لکھنؤ کو فتح کیا اور قلعہ فیروز آباد تعمیر کیا۔
۱۵۶	محمد شاہ	تمام بہت رفاہ کیا۔
۱۵۷	غیاث الدین بن فتح خان بن فرخ عیش بن	ہوا سارا گیا۔
۱۵۸	سلطان ابو بکر بن خلفہ خان بن اسیر سلطان	فیروز نے لشکر کشی لکھنؤ کی اور کامیاب۔
۱۵۹	فیروز شاہ	اس نے قلعہ محمد علیہ کے قریب بنایا۔
۱۶۰	سلطان محمد بن فیروز شاہ	اس نے قلعہ محمد علیہ کے قریب بنایا۔
۱۶۱	علاء الدین سکندر شاہ	ہمیشہ بیمار رہتا تھا مر گیا ایک مہینے۔
۱۶۲	بن محمد شاہ	بادشاہت کی۔

سال جلوس	نام سلاطین	کیفیت مختصر
۹۶ھ	سلطان محمود بن محمد شاہ بن فیروز شاہ	اس وقت طوائف الملوکی اور بد نظمی پھیل گئی۔
		امیر تیمور کے وقت میں جاگ گیا۔
		لیکن بعد جانے امیر تیمور کے بھر
		دہلی کا قصد کیا۔ اور قلعہ بند وہاں
		۵۱ھ میں بیمار ہو کر مر گیا پھر
		سید خضر خان نے خطبہ بنام اپنے پڑپڑ

بادشاہان خاندان سادات

۱۰۰ھ	سید خضر خان	اس نے خطبہ اور سکہ بنام امیر تیمور اور اس کے بیٹے شاہ رخ مرزا کے جاری رکھا زمانہ میں فیروز شاہ کے حاکم ملتان مقسوم رہا۔ اور دولت خان دہلی دہلی سے لڑ کر اسکو قید کیا۔ اور دہلی کے تخت پر بیٹھا۔
۱۰۲ھ	سید مغزالدین ابوالفتح مبارک شاہ بن خضر خان	اس نے نیزہ بریں سلطنت بڑے انصاف اور عدل سے کی۔ سید عارن کھتری وغیرہ نے اسکو مسجد میں شہید کیا۔
۱۰۳ھ	سید سلطان محمد شاہ بن فرید خان بن خضر خان	اس سے سلطان محمود شاہ غلجی کہ صفیہ ماہود کا یاد شاہ بن گیا تھا۔ لڑا۔ ان خاندانوں کا پیچھے حال لکھا جائے گا۔
۱۰۴ھ	سید سلطان علاء الدین بن	یہ بیت شہسخت تھا۔ اسپر بھلول نودی

سال طووس	نام سلاطین	مختصر کیفیت
	سید محمد	والی پنجاب نے ۵۵۵ھ میں فوج کشی کی اسکی سلطنت سات برس رہی اس وقت تمام ہندوستان میں طوائف الملوکی ہو گئی۔
<p>واضح رہے کہ بعد جانے امیر تیمور کے ہندوستان میں طوائف الملوکی ہو گئی اور دو مہینے تک دہلی کا تخت خالی رہا۔ نسرت خان بن فیچ خان بن فیروز شاہ کہ سلطان محمود سے لڑا تھا تخت دہلی پر بیٹھا۔ لیکن پھر اقبال خان لودی۔ بن ظفر خان سے ۵۵۵ھ میں شکست اٹھا کر میوات کی طرف بھاگا۔ اور مر گیا۔ گیارہ مہینے بادشاہت کی۔</p> <p>اقبال خان ۵۵۵ھ میں دہلی کے تخت پر بیٹھا اور ملک دراب کو اپنے تصرف میں در لایا۔ لیکن بہت بڑا حصہ ہندوستان کا دوسروں کے تحت تصرف میں تھا۔ تمام دکن بہمن سپاہیوں کے دخل میں تھا۔ تمام گجرات۔ پٹنہ خان اور تاتار خان قابض تھا۔ اور ملتان۔ اور دیپال پور باختر میں سید خضر خان کے اور کراٹا دودھ قنوج بہار بہار براج۔ جو پور۔ باختر میں ملک شرقی خواجہ جہان کے تھا جو ۵۵۵ھ میں مر گیا۔ اسکی جگہ مبارک شاہ ہو ۵۵۵ھ میں اسکی جگہ اسکا بھائی سلطان ابراہیم شرقی جو پور کا بادشاہ ہوا۔ اقبال خان نے ۵۵۵ھ میں خضر خان حاکم ملتان پر فوج کشی کی۔ اور شکست اٹھا کر اسی سال قتل ہوا۔</p> <p>سلطان محمود بن محمد شاہ قتل کہ امیر تیمور کے فوج سے بھاگ گیا تھا۔ سب طلب دولت خان بن اقبال خان پھر دہلی کے تخت پر دوبارہ بیٹھا۔ میں بیٹھا۔ اور ۵۵۵ھ میں مر گیا۔</p>		

دولت خان لودی بن سلطان محمود لودی سلسلہ حرمین اپنے باپ کی جگہ دہلی میں تخت نشین ہوا۔ سلسلہ ہجری میں سید خضر خان دلی ملتان سے لڑائی ہوئی جس میں دولت خان قید ہو گیا اور خاندان سادات شروع ہوا خاندان سادات کے بعد پھر خاندان لودی سلسلہ حرمین بہاول لودی سے شروع ہوا جس کا نقشہ درج ذیل ہے۔

آخر خاندان لودی

سال جلوس	نام سلاطین	کیفیت مختصر
۸۵۵ھ	سلطان بہاول لودی	اس سے اور سلطان محمود شاہ شرقی اور اس کے بیٹے محمد شاہ سے لڑائی رہی جب محمد شاہ کے بیٹے سلطان حسین شرقی کی نوبت آئی اسکو بار بار ہزیمت ہوئی۔
۸۹۴ھ	سلطان علاء الدین سکندر شاہ بن سلطان بہاول	اسنے نہایت دینداری اور انصاف سے سلطنت کی۔ اگر کو دار السلطنت بنایا۔ اور مذہب اسلام کو قوت دی اور شاہ بنگالہ اور جنپور سے لڑا۔
۹۱۵ھ	سلطان ابراہیم حسین لودی بن علاء الدین سکندر شاہ	اسنے ۱۰ برس حکومت کی۔ آخر میں ظہیر الدین محمد یار بخانی نے اس پر فوج کشی کی۔ اور بہت تھوڑی فوج سے غالب آیا۔ پانی پت میں لڑائی ہوئی۔

مرزا قمران والی کابل
مرزا محمد حکیم والی کابل
مرزا انیسال
شہر یار
سلطان خسرو یاب سے
سلطنت کیلئے طالع آبادی
مذہب ہوا۔
سلطان داور بخش
داراشکوہ سیاح
سیاح شہر بہر شکوہ
شاہزادہ محمد حسن شاہ
والی دکن بہار و خطہ سے
مقرر کیا گیا۔
بیدار بخت
علیم اشان دلی بخت
۹
۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰
۱۰۱
۱۰۲
۱۰۳
۱۰۴
۱۰۵
۱۰۶
۱۰۷
۱۰۸
۱۰۹
۱۱۰
۱۱۱
۱۱۲
۱۱۳
۱۱۴
۱۱۵
۱۱۶
۱۱۷
۱۱۸
۱۱۹
۱۲۰
۱۲۱
۱۲۲
۱۲۳
۱۲۴
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰
۲۰۱
۲۰۲
۲۰۳
۲۰۴
۲۰۵
۲۰۶
۲۰۷
۲۰۸
۲۰۹
۲۱۰
۲۱۱
۲۱۲
۲۱۳
۲۱۴
۲۱۵
۲۱۶
۲۱۷
۲۱۸
۲۱۹
۲۲۰
۲۲۱
۲۲۲
۲۲۳
۲۲۴
۲۲۵
۲۲۶
۲۲۷
۲۲۸
۲۲۹
۲۳۰
۲۳۱
۲۳۲
۲۳۳
۲۳۴
۲۳۵
۲۳۶
۲۳۷
۲۳۸
۲۳۹
۲۴۰
۲۴۱
۲۴۲
۲۴۳
۲۴۴
۲۴۵
۲۴۶
۲۴۷
۲۴۸
۲۴۹
۲۵۰
۲۵۱
۲۵۲
۲۵۳
۲۵۴
۲۵۵
۲۵۶
۲۵۷
۲۵۸
۲۵۹
۲۶۰
۲۶۱
۲۶۲
۲۶۳
۲۶۴
۲۶۵
۲۶۶
۲۶۷
۲۶۸
۲۶۹
۲۷۰
۲۷۱
۲۷۲
۲۷۳
۲۷۴
۲۷۵
۲۷۶
۲۷۷
۲۷۸
۲۷۹
۲۸۰
۲۸۱
۲۸۲
۲۸۳
۲۸۴
۲۸۵
۲۸۶
۲۸۷
۲۸۸
۲۸۹
۲۹۰
۲۹۱
۲۹۲
۲۹۳
۲۹۴
۲۹۵
۲۹۶
۲۹۷
۲۹۸
۲۹۹
۳۰۰
۳۰۱
۳۰۲
۳۰۳
۳۰۴
۳۰۵
۳۰۶
۳۰۷
۳۰۸
۳۰۹
۳۱۰
۳۱۱
۳۱۲
۳۱۳
۳۱۴
۳۱۵
۳۱۶
۳۱۷
۳۱۸
۳۱۹
۳۲۰
۳۲۱
۳۲۲
۳۲۳
۳۲۴
۳۲۵
۳۲۶
۳۲۷
۳۲۸
۳۲۹
۳۳۰
۳۳۱
۳۳۲
۳۳۳
۳۳۴
۳۳۵
۳۳۶
۳۳۷
۳۳۸
۳۳۹
۳۴۰
۳۴۱
۳۴۲
۳۴۳
۳۴۴
۳۴۵
۳۴۶
۳۴۷
۳۴۸
۳۴۹
۳۵۰
۳۵۱
۳۵۲
۳۵۳
۳۵۴
۳۵۵
۳۵۶
۳۵۷
۳۵۸
۳۵۹
۳۶۰
۳۶۱
۳۶۲
۳۶۳
۳۶۴
۳۶۵
۳۶۶
۳۶۷
۳۶۸
۳۶۹
۳۷۰
۳۷۱
۳۷۲
۳۷۳
۳۷۴
۳۷۵
۳۷۶
۳۷۷
۳۷۸
۳۷۹
۳۸۰
۳۸۱
۳۸۲
۳۸۳
۳۸۴
۳۸۵
۳۸۶
۳۸۷
۳۸۸
۳۸۹
۳۹۰
۳۹۱
۳۹۲
۳۹۳
۳۹۴
۳۹۵
۳۹۶
۳۹۷
۳۹۸
۳۹۹
۴۰۰
۴۰۱
۴۰۲
۴۰۳
۴۰۴
۴۰۵
۴۰۶
۴۰۷
۴۰۸
۴۰۹
۴۱۰
۴۱۱
۴۱۲
۴۱۳
۴۱۴
۴۱۵
۴۱۶
۴۱۷
۴۱۸
۴۱۹
۴۲۰
۴۲۱
۴۲۲
۴۲۳
۴۲۴
۴۲۵
۴۲۶
۴۲۷
۴۲۸
۴۲۹
۴۳۰
۴۳۱
۴۳۲
۴۳۳
۴۳۴
۴۳۵
۴۳۶
۴۳۷
۴۳۸
۴۳۹
۴۴۰
۴۴۱
۴۴۲
۴۴۳
۴۴۴
۴۴۵
۴۴۶
۴۴۷
۴۴۸
۴۴۹
۴۵۰
۴۵۱
۴۵۲
۴۵۳
۴۵۴
۴۵۵
۴۵۶
۴۵۷
۴۵۸
۴۵۹
۴۶۰
۴۶۱
۴۶۲
۴۶۳
۴۶۴
۴۶۵
۴۶۶
۴۶۷
۴۶۸
۴۶۹
۴۷۰
۴۷۱
۴۷۲
۴۷۳
۴۷۴
۴۷۵
۴۷۶
۴۷۷
۴۷۸
۴۷۹
۴۸۰
۴۸۱
۴۸۲
۴۸۳
۴۸۴
۴۸۵
۴۸۶
۴۸۷
۴۸۸
۴۸۹
۴۹۰
۴۹۱
۴۹۲
۴۹۳
۴۹۴
۴۹۵
۴۹۶
۴۹۷
۴۹۸
۴۹۹
۵۰۰
۵۰۱
۵۰۲
۵۰۳
۵۰۴
۵۰۵
۵۰۶
۵۰۷
۵۰۸
۵۰۹
۵۱۰
۵۱۱
۵۱۲
۵۱۳
۵۱۴
۵۱۵
۵۱۶
۵۱۷
۵۱۸
۵۱۹
۵۲۰
۵۲۱
۵۲۲
۵۲۳
۵۲۴
۵۲۵

نقشہ خاندان چغتائیہ تیموریہ جنہوں نے ہند میں سلطنت کی	سال جنہوں	نام سلاطین	کیفیت مختصر
اس بادشاہ کو اپنے ملک فرغانہ میں بہت معرکے پیش آئے۔ آخر میں اسکو اپنا وطن چھوڑنا پڑا۔ وہاں سے بدخشان میں رہا پھر کابل فتح کیا پھر ہندوستان فتح کیا۔	۹۳۲ھ	سلطان ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ	غازی بن عمر شیخ مرزا۔
بادشاہ دس برس ہند میں بعد بابر کے حکمران رہا۔ پھر شیر شاہ سے شکست اٹھا کر ہندوستان سے بھاگا۔ پندرہ برس بعد پھر ہند میں آیا۔ صرف چھ مہینے حکمران رہا۔	۹۳۷ھ	سلطان نصیر الدین محمد ہمایوں بادشاہ	بن بابر۔ بار اول۔
شیر شاہ افغان وغیرہ خاندان سور مدون ہے۔	۹۳۹ھ	شیر شاہ افغان وغیرہ خاندان سور	شیر شاہ افغان تھا شہسوار اسکی جاگیر تھی ہند میں مدون ہے۔
دوبارہ صرف چھ مہینے تخت نشین رہا۔ پٹنہ سے گزر کر مر گیا۔	۹۴۳ھ	سلطان نصیر الدین محمد ہمایوں بادشاہ	بن بابر۔ بار دوم۔
انے باون برس سلطنت کی بڑا عدل و انصاف کیا۔	۹۴۳ھ	سلطان جلال الدین محمد اکبر بادشاہ	بن ہمایوں۔
انے نور جہان بیگم سے عقد کر کے کل انتظام سلطنت اُسکے ہاتھ میں دے دیا۔	۹۴۵ھ	سلطان نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ	بن اکبر بادشاہ۔
اسکا زمانہ بڑی دولت اور رعایا کے آرام کا تھا۔ اُسکو عالمگیر نے معطل کیا۔	۱۰۳۶ھ	سلطان شہاب الدین صاحبقران	ثانی شاہ جہان بادشاہ بن جہانگیر۔

سال جلوس	نام سلاطین	کیفیت مختصر
۱۰۶۰ھ	سلطان دارا شکوہ بن شاہ جہان بادشاہ۔	سکوعا ملگیر لے متواتر لڑائیوں میں شکست دی اور آخر میں قتل کیا۔
۱۰۶۷ھ	سلطان محی الدین محمد اورنگ زیب بن شاہ جہان۔	اُس نے پچاس برس سلطنت کی۔ دکن کو سر کیا۔
۱۱۰۹ھ	سلطان اعظم شاہ بن اورنگ زیب سلطان معظّم قطب الدین بہادر شاہ بن اورنگ زیب۔	یہ اپنے بھائی معظّم شاہ کی لڑائی میں قتل ہوا۔ اُس نے صرف چھ برس سلطنت کی۔
۱۱۲۳ھ	سلطان معز الدین جہاندار شاہ بن بہادر شاہ عالم۔	اُس نے گیارہ مہینے بادشاہت کی۔
۱۱۲۵ھ	سلطان محمد فرخ سیون عظیم الشان بن بہادر شاہ۔	اُس نے چھ برس سلطنت کی لیکن بالکل سلطنت کے امور سادات ہارہہ کے ہاتھ میں تھے۔
۱۱۳۱ھ	سلطان رفیع الدرجات بن رفیع الشان بن بہادر شاہ۔	صرف تین مہینے بادشاہت کا نام کیا۔
۱۱۳۱ھ	سلطان رفیع الدولہ بن بہادر شاہ	” ” ”
”	سلطان ناصر الدین محمد شاہ روشن اختر بن نجمتہ اختر بن بہادر شاہ۔	اُس نے سادات ہارہہ کو قتل کیا۔ نادر شاہ اسی کے عہد میں آیا۔
۱۱۶۱ھ	سلطان مجاہد الدین ابوالنصر احمد شاہ بہادر بن محمد شاہ۔	احمد شاہ ابدالی اور مرہٹوں کا نور ہوا۔
۱۱۶۷ھ	سلطان عزیز الدین عالمگیر ثانی بن جہاندار شاہ۔	یہ بھی مغزول یکے گئے۔ انگریزوں کا نمود اسی عہد میں ہوا۔

سال جلوس	نام سلاطین	مختصر کیفیت
۱۵۳۳ھ	سلطان عالی گرشاہ عالم بن عالمگیر ثانی	اسی عہد میں انگریزوں پر مسلط ہو گئے۔
۱۵۳۱ھ	سلطان محمد اکبر ثانی بن شاہ عالم	یہ نام کے بادشاہ تھے۔ انگریزوں کو تحفہ دیتے تھے۔
۱۵۳۰ھ	سلطان سراج الدین محمد بہادر شاہ بن اکبر ثانی	انکو انگریزوں نے مجوس کر کے رنگون بھیجا۔
۱۵۳۰ھ	شاہ بن اکبر ثانی معروف بہ شہشاہ	جہاں یہ مر گیا۔ یہ خاندان ختم ہو گیا۔
۱۵۳۰ھ	قبر ہند بلکہ وکٹوریہ فرنگین	یہ قوم نصاریٰ ہے۔ انکا اصل ملک ایک چھوٹا ساکن لندن ملک انگلستان
	یعنی برطانیہ۔	جزیرہ ہے جسکو برطانیہ کہتے ہیں قدیم زمانے میں انکے ملک پر رومی حکمران تھے بعد رومیوں کے یسکن کہ قوم جرمن کی اولاد تھے۔ آئے۔ انکے بعد قوم نورمن کہ فرانس کے بعض صوبہ کے نواب تھے بادشاہ رہے۔

باب بیسواں

احوال خاندان چغتائی تیموری ہند

ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ غازی

ظہیر الدین محمد بابر بن مرزا عمر شیخ بن سلطان ابوسعید مرزا بن سلطان محمد مرزا بن میران شاہ بن امیر تیمور گورکان کی پیدائش ۶ محرم ۸۵۳ھ ہجری میں کہ مطابق ۱۵ فروری ۱۴۹۳ء کے تھی۔ اسکی ماں کا نام قتلوق نگار خاتون تھا۔

لونس خان بادشاہ مغلیہ کی بیٹی تھی۔ اور حضرت خواجہ عبید اللہ احرار نے کہ
 قطب وقت تھے اپنی زبان مبارک سے انکا نام ظہیر الدین محمد رکھا تھا۔ لیکن چونکہ مغول کی
 زبان پر یہ لفظ نہ آتا تھا اس لیے بابر کہتے تھے۔ اپنے باپ مرزا عمر شیخ کے مرئیے بعد
 بابر برس کی عمر میں اند جان میں کہ دار السلطنت فرغانہ کا تھا تخت نشین ہوا اور
 جس قدر سخت اور ترود ممالک کی تسخیر میں اسکو پیش آیا وہ کم بادشاہوں کو پیش آیا ہوگا۔ گیارہ
 برس ماوراء النہر میں سلاطین ازبک کہ جنگلہ خان کی اولاد سے تھے اور سلاطین
 چغتائی سے ملا اور تین مرتبہ اپنے چچا احمد مرزا پر حملہ کیا مگر فتح میں غالب آیا۔ اور اخیر میں
 جب سلاطین ازبک نے بڑا لشکر بخارا کی طرف روانہ کیا۔ اور ظہیر الدین محمد بابر نے
 اپنے میں اس کے مقابلے کی طاقت نہ دیکھی فرار اختیار کیا۔ اور چونکہ مشیت یہ تھی کہ ہندوستان
 کی بادشاہت اسکو ملے۔ اس لیے وہ بدخشان کی طرف متوجہ ہوا۔ اور اس پر متصرف ہو گیا۔
 بیچ الاول کے آخر سال میں کابل پر بھی قبضہ کیا۔ اور سلسلہ میں قندھار کو فتح کیا اور
 چونکہ اس وقت تک تیمور کی اولاد کو مرزا کہتے تھے اس نے کہا کہ اس کے بعد مجھ کو بادشاہ کہو
 اور اس سال کے آخر میں شاہزادہ محمد ہمایون کابل میں پیدا ہوا۔ سلسلہ ہجری میں
 خان مرزا حاکم بدخشان مگیا۔ اس لیے بابر نے ہمایون کو ۱۳ برس کی عمر میں اس کی جگہ حاکم
 بدخشان مقرر کیا۔ سلسلہ میں بابر نے ہندوستان کے فتح کرنے کا قصد
 کیا۔ لاہور اور دیپالپور کو فتح کر کے واپس گیا۔ سلسلہ میں مطابق ۱۵۲۶ء عیسوی کے
 ہندوستان پر پھر فوج کشی کی اور دہلی کے قریب بارہ ہزار آدمیوں سے آہو نچا۔ پانی پت
 کے میدان میں سلطان ابراہیم حسین بہکندر لودھی نے ایک لاکھ آدمیوں سے
 مع جنگی ہاتھیوں کے مقابلہ کیا اور ہار گیا۔ بابر تخت دہلی پر جا نشین ہوا۔ اور اس کی تعیالی
 کا سبب اتنی قلیل فوج سے یہ ہوا کہ بابر کے ساتھ توپ اور بندوق تھی جو ان
 کو معلوم ہی نہ تھی۔ بعد کامیابی کے بابر نے اپنے بیٹے ہمایون کو آگرہ۔

رمانہ کیا کہ وہاں کے قزاقوں نے پر قابض ہو۔ وہیں راجہ بکرماجیت گوالیار کے راجہ نے ایک سردار
نزد دیا جو بے بہا نکلا۔ القرض با بر نے پانچ برس سلطنت کی سلسلہ ہجری میں مر گیا بخار کا
عارضہ ہوا۔ یہ بادشاہ نہایت عقلمند اور ہوشیار ذی علم تھا۔ اس نے اپنا احوال آپ -
واقعات با بری میں لکھا ہے۔ اسکے اشعار فارسی اور ترکی میں بہت ہیں۔ دو
دیوانوں میں مجتمع ہیں۔ یہ شعر اسی کا ہے ۔

باز آئے اے ہمارے کہ بے طوطی خطت | نزدیک شد کہ نلغ بردا استخوان من
نہایت سادہ دل اور مترحم مزاج شخص تھا۔ دل میں کچھ کچھ نہ تھا۔ مصنوعات قدرت
کو دیکھ کر نہایت مسرور ہوتا۔ گل و گلزار سے صانع قدرت پر تسبیح پڑھتا۔ اور افسوس کرتا کہ اہل مشرک
اس ذاتقہ سے بے بہرہ ہیں۔ اپنے آرا و دن میں نہایت مستقل رہتا ایک معرکہ کا اس نے
قصد کیا۔ ایک ہنجم نے کہا کہ اس میں آپ کو شکست ہوگی۔ لیکن اس میں وہ کامیاب
ہوا ہنجم کو بلوایا۔ شرمندہ کیا۔ اور انعام دے کر رخصت کیا اور کہا کہ میرے عطا
سے چلے جاؤ۔

ہماری کی وجہ یہ لکھی ہو کہ ہمایوں نہایت بیمار تھا اور زیست کی امید منقطع تھی۔ علما
نے خیر اندیشی کی راہ سے کہا کہ جو چیز ہزاروں کو بہت مرغوب اور عزیز ہو وہ ایسی حالت
میں اسپر نثار کی جائے۔ اور اس سے انکا مقصد یہ تھا کہ ہیرے کی انگوٹھی جو شاہزادے
کے ہاتھ میں ہے وہ نثار کی جائے۔ لیکن با بر نے کہا کہ ہم ہمایوں کے باپ ہیں ہم سے
زیادہ کوئی چیز اسکو عزیز نہ ہوگی۔ چنانچہ یہ کہہ کر ہمایوں کے پلنگ کے گرد تین مرتبہ
پھرا اور کہا کہ اسکی بیماری ہلکا جائے۔ چنانچہ اسی روز سے ہمایوں کو آفاقہ شروع ہوا۔ اور
با بر بیمار ہوا۔ اور مر گیا۔ چھ مہینے لاشن اگرہ میں رہی پھر حسب وصیت اسکو کابل پہنچایا
اور روضہ با بر میں مدفون ہے۔

اسی عہد میں شمس الدین محمد روحی نے کہ عارف حق تھے سلسلہ ہجری میں۔ اور

اسی سال امیر کمال الدین حسنین نے کہ بڑے عالم تھے اور مولانا حسین واعظ صاحب تفسیر حسینی نے کہ حضرت جامی کے شاگرد اور مرید تھے سلسلہ ہجری میں اور خواجہ آصفی بن خواجہ نعمت اللہ نے کہ بڑے شاعر تھے سلسلہ ۹۲۶ھ میں۔ اور مولانا عبداللہ ہاتھی نے کہ حضرت جامی کے خواہر زادہ تھے اور مشائخ جامی کے عارف اور شاعر تھے سلسلہ ۹۲۷ھ میں اور مولانا عبدالغفور لاری نے کہ حضرت جامی کے شاگرد رشید اور خلیفہ تھے۔ سلسلہ ۹۲۸ھ میں۔ اور میر غیاث الدین نے بھی کہ بڑے شاعر اور فاضل تھے اور مولانا امیدی نے کہ شاعر تھے سلسلہ ۹۲۵ھ میں۔ اور شاہ اسماعیل صفوی نے کہ اول بادشاہ ایران کا خاندان صفویہ سے تھا سلسلہ ۹۲۳ھ ہجری میں۔ اور مولانا ہلالی استرآبادی نے کہ بڑے شاعر تھے۔ سلسلہ ۹۳۱ھ میں اور حضرت خواجہ عبدالرحیم المشہر بن محمد الدین نے کہ پوتے خواجہ عبید اللہ احرار کے اور بڑے عارف تھے سلسلہ ۹۳۵ھ میں انتقال فرمایا۔

شاہ اسماعیل صفوی بن سلطان حیدر بن جنید اولاد سے حضرت سید شیخ صفی الدین کے ہیں کہ جب احوال تیسرے خلیفہ عباسیہ مصر کے تحت میں لکھا گیا ہے۔ اسماعیل صفوی کے دادا جنید مذہبی اپنے باپ کی جگہ سند شائخی پر بیٹھے اور ان کا ارشاد اس قدر بڑھا اور خلافت کا اجماع انکی طرف آتا ہوا کہ عراق میں کے حاکم مرزا جہان شاہ نے کہ اولاد تیموری سے تھا انکے نکلنے کا اشتہار دیا۔ تب وہاں سے دیار بکر کی طرف چلے جہان کے حکم حسن بیگ نے انکی خاطر کی۔ اور انہی میں سے انکا نکاح کر دیا۔ وہاں بھی انکے ساتھ درویشوں کا بہت ہجوم ہوا۔ اور سلسلہ ۹۴۰ھ میں جہاد کے لیے گرجستان کی طرف بڑھے اطراف کے بادشاہ مثل شرکان شاہ وغیرہ کے ڈرے اور انکو خیمہ کیا تب انکے بیٹے سلطان حیدر کا زمانہ آیا۔ حسن بیگ نے اپنی بیٹی انکے نکاح میں دی۔ اور انکے ساتھ بھی درویشوں نے وہی ہجوم کیا۔ ان کے ساتھ ترک بھی تھے جنکو انھوں نے سرخ ٹوپی تقسیم کی اور اسی سبب سے وہ سب قزلباش کہلائے۔ انغرض انھوں نے

شاہ صفی
بن جنید
سلسلہ ۹۲۳ھ
ہجری میں
پیدا ہوئے

اپنے باپ کی طرح جہاد کا قصد کیا۔ اور شہید ہوئے۔ تین بیٹے چھوڑے جن میں سے ایک اسماعیل صفوی تھے۔ کہ ایران کے تخت پر بیٹھے جب اُنکے باپ سلسلہ میں شہید ہوئے۔ یہ ایک برس کے تھے۔ شروان شاہ کے ہاتھ میں گرفتار رہے۔ بعد کئی برس کے سلطان یعقوب کے خوف سے بھاگ کر گیلان میں بسر کرتے تھے۔ جب اُنکے باپ کے مریدوں کو معلوم ہوا۔ وہاں ہر طرف سے جمع ہوئے اور اُن کے باپ اور دادا کے خون کے انتقام میں بڑی کوشش کی۔ چنانچہ بڑا لشکر قزلباشوں کا جمع ہو گیا۔ اور سلسلہ ہجری میں الوندیگ حاکم شروان پر غالب آئے۔ اور تھوڑے عرصہ میں ایران کے اکثر حصوں پر غالب آئے۔ اور شاہ اسماعیل صفوی کا لقب لیا۔ ایران میں اسوقت سے اثنا عشری مذہب کو رونق ہوئی۔ اُنکے وقت میں فتوحات ملک میں برابر ترقی رہی سلسلہ میں انھوں نے انتقال کیا۔

حضرت خواجہ عبدالحق بن خواجہ عبداللہ کلان بن خواجہ عبید اللہ احرار نے بڑے عارف کامل تھے یہ اپنے دادا حضرت خواجہ عبید اللہ احرار کے مرید اور خلیفہ تھے اُنکے والد حضرت خواجہ کے سامنے انتقال کر چکے تھے۔ یہ بزرگ ظہیر الدین محمد بابر کے ساتھ ہندوستان میں تشریف لائے تھے۔ اور اُنکو لوگ محی الدین ثانی کہتے تھے بابر بادشاہ انکا مقصد تھا لیکن جب زمانہ آپکے انتقال کا قریب آیا۔ آپ نے فرمایا ہندوستان کفرستان ہے یہاں مرنانا اچھا نہیں اور شہر سمرقند میں پہنچ کر انتقال کیا آپ کے خلیفہ حضرت خواجہ محمد بنی جنکو خواجہ محمد بھی کہتے ہیں ہندوستان میں رہے انکا ذکر اکبر بادشاہ کے عہد سلطنت میں کیا جا گیا۔ آپ کے تصرفات وغیرہ کا بیان اس مختصر کتاب میں کمان ہو سکتا ہے۔ مفصل حال اخبار الاصفیاء میں درج ہے جس کا جی چاہے دیکھ لے۔

نصیر الدین محمد ہمایون بن ظہیر الدین محمد بابر

نصیر الدین محمد ہمایون جیسا ہم اوپر لکھ چکے ہیں سلسلہء حمین کا بل میں پیدا ہوئے اور ۳۳۶ھ میں بعد باپ کے چوبیس برس کی عمر میں اگر دہلیں تخت نشین ہوئے۔ سب منصب داروں کو جگہ مناسب دی اور اپنے بھائیوں اور اقربان کو جاگیر دی مرزا کا مران کو کابل۔ قندھار اور غزنی۔ اور پنجاب دیا۔ اور صوبہ سندھ و مغل مرزا عسکری کو دیا۔ اور صوبہ الہور مرزا ہندال کو دیا۔ یہ سب نے بھائی تھے۔ اور صوبہ بدخشان مرزا سلیمان خان بن سلطان محمود بن سلطان ابو سعید کو بخشا۔ بعد تھوڑے عرصے کے دریائے جمنہ کی سیر کا قصد کیا۔ اور ایک کشتی زرے سے بھری ہوئی لٹائی اسکی تاریخ کشتی زر لکلی چھ مہینے سلطنت کر کے قلعہ کالنجر کی تسخیر کا ارادہ کیا وہاں کے حاکم نے بارہ من سونا اور دوسری چیزیں پیشکش کر کے اطاعت قبول کی۔ اور دوسرے ممالک بھی بادشاہ کے تصرف میں درآمد ہوئے۔ اور سلسلہء حمین قریب دہلی کے ایک شہر آباد کیا جسکا نام دین پناہ رکھا۔ سلسلہء حمین سام مرزا شاہ ظہار سب صفوی کے بھائی نے خواجہ گلخان بیگ کو قندھار میں محاصرہ کیا۔ مرزا کا مران نے لاہور سے فوج کشی کی اور سام مرزا کو شکست دی۔

چونکہ محمد زمان۔ مرزا ابن مرزا بدیع الزمان ابن سلطان حسین مرزا نے بغاوت کی اور سکھ اور خطبہ اپنے نام کا کر لیا۔ آخر شہر بھاگ کر سلطان بہادر گجراتی سے جا ملا۔ اسلئے ہمایون نے ۳۴۹ھ میں سلطان بہادر گجراتی پر فوج کشی کی اسکو شکست ہوئی اور سندھ کی طرف بھاگا۔ تمام گجرات پر ہمایون متصرف ہوا پھر قلعہ جانیپانیر کو فتح کیا۔ پھر سلطان بہادر وہان سے بھاگ کر ڈالو کے بندر گاہ میں پہونچا۔ جہاں فرنگیوں کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ تھوڑے عرصہ میں قندھار سے صوبہ بہار تک تصرف میں ہمایون کے در آیا۔ یہاں تک کہ زمانہ کی گردش سے ۳۵۶ھ ہجری میں جو

کی راہ میں دریائے گنگا کے کنارے شیرشاہ افغان سے کہ قوم سور سے تھا اور اُس کے پیشتر ایک سپاہی تھا اور بعد ازاں قوج کا افسر ہوا تھا صوبہ بہار میں شکست اٹھائی۔ اور پھر دوسری شکست اُسی کے ہاتھ سے قنوج میں شکستہ میں ہوئی۔ اور بھائیوں کی مخالفت اور نا اتفاقی سے تنگ آکر خراسان اور عراق کی طرف راہ لی اُس کے بعد شیرشاہ کے خاندان کے پانچ شخصوں نے پنڈتہ برسنگ جیسا کہ نقشہ ذیل سے واضح ہوگا بادشاہیت کی۔ اُس کے بعد پھر ہمالیوں کے نصیب نے مدد کی اور ہندوستان کی بادشاہت پر جانشین ہوا۔

نقشہ خاندان سور افغانی

سن جلوس	نام سلاطین	کیفیت مختصر
۹۴۸ھ	سلطان شیرشاہ بن حسن خان سور افغانی۔	اس کا اصل نام فرید خان تھا چونکہ شیر کو مارا تھا اس لیے شیر خان کہلایا۔ جب بادشاہ ہوا۔ شیرشاہ کا لقب لیا اس کا دادا ابراہیم خان رنجیدہ ہو کر گھڑ سے یعنی افغانستان سے ہندوستان میں آیا۔ اور مرا کی خدمت میں نوکری کرتا تھا۔ اور اُس کا باپ جمال خان کے لشکر میں کہ حاکم جوہر تھا رہتا تھا۔ اور شہسلازم اور خواص پورا اس کو جاگیر میں ملا۔ شیرشاہ کو بھی باہر سے پورب میں جاگیر دی تھی۔ اُسی ذریعہ سے اقتدار پا کر بہار اور بنگالہ پر مشرف

کیفیت مختصر	عام سلاطین	سن جلوس
ہوا پھر ہمالیوں کو شکست دی۔ لاہور کے قریب نہایت مضبوط قلعہ بنایا۔ اسنے بنگالہ سے پنجاب تک ایک سڑک ایسی بنائی کہ آج تک یادگار ہے اور ہر کوس پر مسجد اور سرائے تعمیر کی۔ یہ بڑا عقلمند تھا۔ قلعہ کابل کی فتح میں جگہ مر گیا۔	سلطان سلیم شاہ بن شیر شاہ سلطان فیروز شاہ بن سلیم شاہ سلطان محمد شاہ عدلی ہر اور زادہ شیر شاہ۔ سلطان ابراہیم شاہ۔ سلطان سکندر شاہ ہر اور زادہ شیر شاہ	۹۵۳ء ۹۶۱ء ۹۶۱ء ۹۶۲ء ۹۶۲ء
الغرض جب ہمالیوں بڑی حیرانی اور پریشانی کے ساتھ کئی برس بعد عراق پہنچا۔ یہ قلعہ شاہ ظہار سب صفوی کے حضور میں گذرانا۔	خسرو اعلیٰ بہت ناعقائے عالی بہتر روزگار سفلہ و گندم نما و جو فروش و شمن شیرست و عمری پشت برین کردہ بود اتہاس لر شاہ آن دارم کہ بامن آن کند	
قلعہ قاف قناعت را تہمین کردہ است طوطی طبع ملا قانع بار زن کردہ است جاے از کین عداوت رو بامن کردہ است انچہ با سلمان علی در دشت ازلن کردہ است	شاہ نے اس خوشخبری کو مسکرا حاضری کا حکم دیا اور توفیر اور منزلت کے سامان کا فرمان جاری کیا۔ اور یہ شعر مکتوب کے آغاز میں لکھا	

اہم ہے اوج سعادت بلام ما افتد اگر ترا گذرے بر مقام ما افتد

پانچ سہدہ مرین بادشاہ سے ملاقات ہوئی۔ بھون نے ہمایوں کی تعظیم کی اور شاہ
والا چاہ ہمایوں کے آئے کو مبارک بھکر لازم بادشاہی بجالایا۔ اور مہانداری میں کوشاں
ہوا۔ اور کئی روز تک جشن رہا۔ اور ہمایوں نے بے بہا لباس اور چپاس لعل بدخشاںی نذر گزارا
بعد کئی روز کے شاہ لہما سب نے سامان بادشاہت کا ہمایوں کو عطا کیا اور اپنے بیٹے اور بیٹیوں
کو مع بارہ ہزار سوار کے ہمایوں کی مدد میں روانہ کیا ہمایوں قندھار کی طرف متوجہ ہوا۔ اور
رہے کہ جب ہمایوں بادشاہ اس حیرانی میں تھا۔ مرزا کامران نے اُس سے بھدہ ہو کر
سکہ اور خطبہ اپنے نام کا جاری کیا۔ اور غزنی عسکری مرزا کو دیامادر بدخشاں کو سلیمان مرزا
سے چھین لیا۔ اور قندھار کے قلعہ میں قید کیا۔ آخر میں جب ہمایوں نے امدادی
شکر سے قندھار کا محاصرہ چھ مہینے تک کیا۔ وہاں کی حکومت مرزا عسکری کو کامران
نے دی تھی سو وہ امان کے لیے قلعہ سے نکل آیا۔ ہمایوں نے اُسکی خطا معاف کی
قندھار پر قبضہ کر کے کابل کی طرف بڑھا۔ مرزا ہندال اور مرزا ناصر باج کے
بھائی مرزا کامران سے بھاگ کر شاہی راہ میں ہمایوں سے آئے۔

مرزا کامران ہمایوں کی خبر شکر کابل سے غزنی کی طرف بھاگا۔ ہمایوں ۹۵۲ھ
میں بغیر لڑائی کے کابل پر تصرف ہوا۔ اور اپنے بیٹے اکبر اور بی بی کے دیدار سے جو مقید
ہوئے مسرور ہوا۔ اکبر کا سن اس وقت تین برس کا تھا۔ اس درمیان میں سلیمان مرزا
قید سے رہا ہو کر بدخشاں پر تصرف ہوا جب ہمایوں ۹۵۳ھ مرین بدخشاں کی
طرف گیا تیغے میں مرزا کامران نے پھر کابل پر قبضہ کیا جب یہ خبر بادشاہ ہمایوں
کو ملی بدخشاں مرزا سلیمان کے حوالہ کیا۔ اور قندھار مرزا ہندال کے سپرد کیا اور
مرزا ناصر کو کہ باعث فساد نئے قتل کیا اور کابل کی طرف چلے اور
مرزا کامران سے لڑ کر کابل کو ۹۵۴ھ ہجری میں پھسہ و غل کیا

اور مرزا کا مران پھر بھاگا۔ بعد ان فتوحات کے بھی مرزا کا مران اور مرزا عسکری سے بڑے بڑے
تصور سرزد ہوئے اور کئی مرتبہ ہمایون بادشاہ سے لڑے۔ ناچار ہمایون کو اُسے لڑنا پڑا۔
یہاں تک کہ مرزا ہندوستان قتل ہوئے اور مرزا عسکری گرفتار ہوئے مرزا کا مران
سلطان آدم کھکھر کے پاس پناہ گزین ہوا اُس نے قید کر کے ہمایون کے پاس بھیجا اور بھول
ہوئے اور مکہ کو گئے۔ اور مرزا عسکری قید سے بھاگ کر بلخ پہنچے اور وہاں سے مکہ کو
گئے اور دونوں مر گئے۔

جب ہمایون کو اطمینان بھائیوں کی طرف سے ہوا۔ ہندوستان کا قصد کیا اور
سلاطین ہندوستان سے فال لیا۔ اور یہ شعر نکلا

جلت از مرغ ہمایون طلب سایا دو | زانکہ با نایغ زرغن شہر دولت بنود

اور لاہور تک بے نزاع قابض ہو گئے۔ افغانوں میں انتشار آیا اور اطراف رہتاس
میں پراگندہ ہو گئے ہمایون نے لاہور میں خطبہ اور سکہ اپنے نام کا جاری کیا۔
سرہند میں سکندر شاہ۔ افغان اسی ہزار آدمیوں سے ہمایون کے مقابل ہوا
لیکن اسکو براہ شکست ہوتی گئی۔ یہ فتح سلاطین ہندوستان میں ہوئی اور سکندر شاہ کو
سوالک کی طرف بھاگا۔ اس فتح کے بعد ہمایون بادشاہ غزہ رمضان کو دہلی
میں داخل ہوا۔ اور سجدہ شکر بجالایا۔ اور خطبہ اور سکہ اپنے نام سے جاری کیا لیکن
صرف سات مہینے زندہ رہا۔ اتفاق سے کوٹے کی سیڑھی سے گرا اور مر گیا اور
دہلی میں مدفون ہوا۔

اور قصہ نظام سقہ کا یوں ہے کہ ہمایون بادشاہ کو جب چوسا میں شکست ہوئی اور
بھاگا گھوڑے کو دریا میں ڈالا۔ کہ دریا کے پار ہو۔ لیکن گھوڑا ہٹ میں گھوڑا بران سے
نکل گیا۔ اور نوبت غرق کی پہنچی کہ۔ نظام سقہ نے اپنی مشک کو ہوا سے بھر کر اور
مضبوط باندھ کر بادشاہ کے پاس بھیجی۔ جس کے ذریعہ سے بادشاہ ڈوبنے سے بچا

اسکے عوض بادشاہ نے اُسکو حکومت تمام ہندوستان کی ایک روز کے لیے بخشی۔ اسے اسی عرصہ میں چڑے کا سکہ جاری کیا کہ آج تک یادگار ہے۔

اسی ہمایوں۔ بادشاہ کے عہد میں شاد علاء الدین اکبر آبادی مجذوب تھے کہ بڑے عارف تھے ۹۵۳ھ ہجری میں اور شیخ محمد رفیع الدین محدث اکبر آبادی نے ۹۵۴ھ میں اور مولانا ابوالخیر خوارزمی نے کہ بڑے محقق اور طبیب کامل تھے ۹۵۵ھ میں اور مرزا اشرف کہ وزیر شاہ طہماسپ صفوی کے تھے اور نہر کر بلا ان کی بنائی ہے ۹۵۶ھ میں انتقال کیا۔

جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی بن محمد ہمایوں بادشاہ

جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی پیدائش ۵۔ رجب ۹۵۶ھ ہجری میں مطابق ۱۵۔ اکتوبر ۱۵۴۲ء کے ہوئی انکی پیدائش کی جگہ امرت کوٹ متعلقہ ملک مارواڑ جس وقت انکے باپ ہمایوں شیر شاہ سے شکست اٹھا کر بھاگے اور امرت کوٹ میں۔ پہنچے۔ انکے ساتھ انکی بی بی حمیدہ بانو بیگم۔ بھی تھیں جو حضرت شیخ احمد جام کی اولاد سے تھیں۔ انھیں سے محمد اکبر۔ بادشاہ پیدا ہوئے۔ بعد وفات محمد ہمایوں بادشاہ کے دوپہرون کو دوسری رجب الثانی ۹۵۶ھ ہجری میں مطابق ۱۵۵۶ء عیسوی کے چودہ برس کی عمر میں کلانور کے باغ میں باتفاق خانخانان بیرم خان اور دوسرے امرا کے کہ۔ ہمایوں کے حکم سے سکندر شاہ افغان کی مدافعت میں مصروف تھے تخت نشین کیا۔ اور منصب وزارت اور کالت کا خانخانان بیرم خان کو عطا کیا گیا۔ اور جلوس کے پانچ روز بعد نوروز سال الہی کا ہوا کہ اکبر بادشاہ نے ایجاد کیا تھا پہلے سال جلد میں سکندر شاہ افغان نے کوہ سواک میں آدمی فراہم کیے اور یورش کی لیکن شکست اٹھائی۔ دوسرے سال میں سیمو بقال نے کہ دعویٰ سکندر شاہ کی وزارت کا رکھتا تھا۔ بادشاہ اکبر کی محبت میں حاکم دہلی پر فوج کشی

کی اور اُس پر قابض ہو گیا تھا۔ اسیلے بادشاہ نے علی قلی خان سیستانی کو دہلی کی طرف روانہ کیا۔ پنجشنبہ کے روز ۳۔ محرم ۹۷۶ء حرمین یانی بیت کے میدان میں درمیان علی قلی خان اور ہیمو بقال کے لڑائی ہوئی۔ ایک تیرہیمو کی آنکھ میں لگا اور اسکے سر تک کو تھیبہ کر بار ہو گیا۔ وہ بیہوش ہو کر گر پڑا۔ اُسکے گرد کے لوگ بھگے اور خانخانان بیرم خان اُسکو گرفتار کر کے اکبر بادشاہ کے سامنے حاضر لایا۔ اور اُسکا کام تمام کیا۔ اکبر بادشاہ بھی اسوقت تک وہاں پہنچ گیا تھا اور بادشاہ مع اراکین بڑی مسرت اور خوشی کے ساتھ مع اسباب غنیمت دہلی میں داخل ہوا۔ اور جتنی دولت کہ ہیمو نے شیر شاہ کے زمانے سے اسوقت تک فراہم کی تھی ضائع ہوئی۔

محمد بیرم خانخانان ہمایوں بادشاہ کے بڑے خواہن سے تھے اور اکبر شاہ کے ابتدائی جلوس سے پانچ برس تک عہدہ جلیل القدر وکالت اور وزارت کا اُس سے متعلق تھا۔ لیکن چونکہ نے بادشاہ کو کم سن تصور کر کے جو چاہا بادشاہ کی بے اجازت کیا۔ یہ بات بادشاہ کو گران معلوم ہوئی تھی اور کچھ نہیں کہتا تھا۔ بیان تک کہ پانچ برس بعد جب قابو پایا اُسکو وزارت کے عہدے سے معزول کیا۔ اُس کی تفصیلات میں سے ایک یہ بھی تھی کہ تردی بیگ خان حاکم دہلی کو اس جیلے سے قتل کیا۔ کہ ہیمو کی لڑائی میں بھاگا اور یہ بلا اجازت بادشاہ کیا۔ حاصل کلام معزولی کے بعد کئی مرتبہ بیرم خان نے بادشاہ سے جنگ وجدل کیا۔ اور شکست اٹھائی۔ آخر سب سے ناامید ہو کر غفو تقصیر چاہی اور حرمین شریفین کا قصد کیا۔ اور گجرات کی طرف چلا۔ راہ میں مبارک خان افغان نے کہ اسکا باپ بیرم خان کی لڑائی میں مارا گیا تھا۔ اُسکو قتل کیا۔ یہ واقعہ ۹۷۸ء حرمین پیش آیا۔ یہ شخص شاعر اور بڑا قابل تھا۔ اسی کا شعر ہے۔

کان نمک جهان شد از شیخ برو بجز | | آن کز نمک شکر کند و از نمک شکر

لوگوں نے اسکی نعش کو شیخ حسام کے مقبرہ میں دفن کیا۔ شیخ عبدالقادر بدایونی نے تاریخ وفات اس مصرعہ میں لکھی ہے کہ گفت گل در گلشن خوبی مانند۔ اور قاسم ارسلان نے یہ تاریخ لکھی ہے کہ

بیم بطواف کعبہ چون بست احرم	در راہ شہداء شہادتش کار تمام
در واقعہ ہاتھ پیے تاریخش	گفتا کہ شہید شد محمد سرام

۹۶۸ھ ہجری میں اکبر بادشاہ نے احمد شاہ گجراتی کے وارث سلطان محمود ثانی سے گجرات اور مالوہ فتح کیا۔

نقشہ خاندان شاہان گجرات

سنہ جلوس	نام بادشاہ	مختصر کیفیت
۸۰۶ھ	تاتار خان بن ظفر خان	انے اپنا نام محمد شاہ رکھا اور خطبہ اور سکہ اپنا جاری کیا۔
۸۱۰ھ	مظفر شاہ	
۸۱۳ھ	احمد شاہ بن مظفر شاہ	
۸۳۶ھ	محمد بادر شاہ	
۸۵۵ھ	قطب الدین	
۸۶۳ھ	سلطان داؤد و سلطان محمود	
۹۱۴ھ	سلطان بہادر	
۹۲۳ھ	سلطان محمود گجراتی	
۹۶۱ھ	سلطان احمد شاہ گجراتی	
۹۶۸ھ	سلطان مظفر	اس سے جنال لدین محمد اکبر شاہ نے ملک لے لیا۔

خان اعظم نے جبکا نام شمس الدین خان تھا۔ اور۔ ہمایون کو چوسا کے مقام میں ڈوبنے سے بچایا تھا۔ ہمایون کے عہد ثانی میں نہایت مقتدر عہدہ پایا۔ اور پنجاب کی لڑائی کی فتح کے بعد۔ خان اعظم کا لقب ملا۔ اکبر بادشاہ نے اپنے زمانے میں وکالت کا منصب عطا کیا۔ اور پہلا وہی شخص ہے جس نے منصب ہفت ہزاری پایا اس منصب پر ادھم خان نے کہ وہ بھی منصب وکالت کا رکھتا تھا۔ جس کا کیا۔ اور خان اعظم کو ۹۶۹ ہجری میں شہید کیا۔ بادشاہ نے اس کے مکافات میں ادھم خان کو کوٹے پر سے گروا کر مار ڈالا۔ ایک نے تاریخ لکھی ہے

کاش سائے دگر شہید شد سے کہ شہید سال فوت چاہی شہید

اسی عہد میں محمد یوسف کابلی کہ نہایت خوشنویس تھا اور اکبر بادشاہ کا منشی تھا۔ ۹۷۰ ہجری میں مر گیا۔ اس کی وفات کی تاریخ اشرف خان نے لکھی کہ زع کجاشد یوسف مصرے عزیزان۔

۹۷۱ ہجری میں اکبر بادشاہ کے دو بیٹے لوام پیدا ہوئے۔ اور ان کا نام مرزا حسن اور مرزا حسین ہوا۔ لیکن یہ نہ بچے۔

خان زمان علی قلی خان اور بہادر خان بیٹے حیدر سلطان ازبک کے تھے اور دونوں بھائی بہادر اور سخی تھے۔ اور حیدر سلطان بوجہ خیر خواہی کے ہمایون کے زمانے میں ممتاز تھا۔ اور محمد اکبر۔ بادشاہ نے بھی اس صلہ میں پورب کی جاگیر اور جو پٹوان دونوں کے لیے برقرار رکھی۔ لیکن ان لوگوں نے نمک حرامی کو راہ دی۔ اور فتنہ اور فساد برپا کیا۔ اور بادشاہ سے بغاوت ظاہر کر کے مرزا محمد حکیم کو کہ بادشاہ کا بھائی کابل میں حکمران تھا طلب کیا اور خطبہ اور سکے اس کے نام کا جاری کیا۔ اس سے محمد اکبر بادشاہ نے خانخانان شمع خان کو اکبر آباد کی حسرت میں بھیج دیا کہ خود مرزا حکیم کے مقابلہ کو جولاہور میں آگیا تھا۔ روانہ ہوا۔ جب

یہ غیر محمد حکیم مرزا کو ملی وہاں سے بھاگا اور کابل پہنچا۔ اور اکبر بادشاہ نے وہاں سے
بیر کر علی قلی خان اور اسکے بھائی پر فوج کشی کی۔ اور قریب مانکیپور کے کہ بین کو سن بچم۔
الہ آباد سے ہر دریاے گنگا کے پار ہوا۔ علی قلی خان نے بھی فوج فراہم کی اور کئی روز
تک بادشاہ سے لڑا۔ یہاں تک کہ رز دو شنبہ کو غزہ ذیچہ کے ۹۶۳ھ میں دونوں
بھائی مارے گئے۔ یہ لڑائی قریب الہ آباد کے ہوئی جسکو اُس وقت پریاگ کہتے تھے
اور جہان فتح نصیب ہوئی اُسکا نام فتحپور ہوا۔ اور وہ اس وقت الہ آباد سے چھ
کوس کے فاصلہ پر ہے شیخ ابوالفضل نے اول دفتر میں اکبر نامہ کے یہ حال لکھا ہے جس کو
اُس نے ۹۶۳ھ میں اکبر بادشاہ کے نام سے تصنیف کیا ہے اُس میں لکھا ہے کہ الہ آباد کا نام
اکبر شاہ نے آلہ باس رکھا تھا۔

۹۶۴ھ میں اکبر بادشاہ نے راجپوتانہ کے قلعہ چتور کی تسخیر کا قصد کیا۔ اور اُسکا
محاصرہ کر کے سُرنگ کھود کر بارود سے اڑا دیا۔ اور تیس ہزار راجپوت مارے گئے۔
بعد اِس فتح کے بادشاہ نے واسطے نیاز خواجہ معین الدین چشتی کے اجمیر میں دیگ
رو میں بہت بڑی بنوائی۔

اِسی سال جو پور کابل دریا سے گومتی پر بنایا گیا کہ آج تک یادگار ہے منعم خان
خانخانان نے کہ بعد مغربی بیرم خان کے عہد خانخانان پر بحال ہوا ۹۶۴ھ
میں تمام جاگیر علی قلی خان کی جو پورادینار میں اور غازیپور سے جہانپور
بادشاہ کے پایا۔ اسی خانخانان نے بہت مسجد اور عمارت تعمیر کرنے کے بعد گومتی کا
میل تیار کرایا۔ اور اُسکا ستم فہم نامے اُسکا غلام تھا۔

۹۶۵ھ میں ایک مہینے میں قلعہ رتن پور کو پھر فتح کیا۔ جسکو علاء الدین خلجی حاکم مانوہ
نے ایک برس میں فتح کیا تھا۔

۹۶۵ھ میں بادشاہ نے قلعہ اکبر آباد کی تعمیر کا پھر سے حکم دیا کہ عرض اُس کا

تیس گز بادشاہی ہوا اور ساٹھ گز بلند ہو۔ چنانچہ ایسا ہی بنایا گیا۔ اور سلسلہ عہد میں تیار ہو گیا۔ چاروں طرف دروازہ بنایا گیا۔ آخری دروازہ سلسلہ عہد میں بنایا گیا۔

واقعہ یہ کہ سلطان محمد مرزا کے اولاد سے امیر تیمور کے تھے اُن کے تین بیٹے تھے الخ مرزا کہ سلسلہ بحری میں مر گئے۔ اور ابراہیم حسین مرزا۔ اور محمد حسین مرزا یہ دونوں مرزا اکبر بادشاہ سے باغی ہو کر کچھ آدمی فراہم کر کے گجرات کی طرف گئے اور اُس پر متصرف ہوئے۔ اور جانا پناہ نیر۔ اور سورت کو بھی لے لیا۔ اور سلسلہ بحری میں قطعہ بڑوچ پر قابض ہو گئے۔

اسی سال میں ملا نور الدین اسفیدونی نے کہ نواب ترخان کا لقب رکھتے تھے اور ہمایون کے مساجدون سے تھے اور پرگنہ سفیدون جاگیر میں رکھتے تھے۔ نہر شیخونی دیا گیا۔ جہاں سے پچاس کوس کنال کی طرف لے گئے جس سے زراعت کو بہت فائدہ ہوا۔ اور شیخونی اس لیے نام رکھا کہ شیخو کے لقب سے جہانگیر بادشاہ کو اکبر بادشاہ پکارا کرتا تھا۔ چونکہ شہزادہ سلطان سلیم جہانگیر بادشاہ کی پیدائش بسبب دما، حضرت شیخ سلیم چشتی فتحپور سیکری کے بچا تھا۔ اور سلطان سلیم اسی سال پیدا ہوا تھا۔

سلسلہ عہد میں شہزادہ سلطان شاہ مراد اکبر بادشاہ کی مجلس میں پیدا ہوئے اور یہ دونوں شہزادے فتحپور سیکری میں پیدا ہوئے۔ اس لیے بادشاہ نے وہاں خوب عمارت تعمیر کرائی۔

سلسلہ عہد میں بادشاہ نے بسبب فساد مرزا ابراہیم حسین اور مرزا محمد حسین کے گجرات کی تسخیر کا قصد کیا۔ اور وہاں پہونچ کر گجرات پر قابض ہو گیا وہاں سے مرزا ابراہیم حسین اور محمد حسین کہ سورت اور بڑوچ اور برودہ اور جانا پناہ متصرف تھے۔ بندر سورت کے قلعہ میں محسوس ہوئے۔ بادشاہ نے وہاں پہونچ کر محاصرہ کیا۔ دہرہ میں تک محاصرہ رہا۔ پھر سمون نے قلعہ کو بادشاہ کے حوالہ کیا۔

سلسلہ مرین اکبر بادشاہ کو خبر ملی کہ داؤد شاہ بادشاہ بنگالہ بن سلیمان کرانی کے بعد قتل کر کے اپنے بڑے بھائی یایزید کے ولایت بنگالہ کا بادشاہ ہوا ہے اور شہر زمانہ کو جس کو خان زمان علی قلی خان نے بسایا تھا لوٹا اور لودی خان کو کہ قلعہ رہتاس پر تصرف تھا مقید کیا اور مار ڈالا۔ اس خبر کو شکر بادشاہ کشتی پر سوار ہو کر اکبر آباد سے چلا۔ قصہ بیخ نشانی کو حوالی میں قلعہ پٹنہ کے پہونچے۔ اور وہاں لڑائی ہوئی۔ داؤد شاہ وہاں سے کشتی پر سوار ہو کر بنگالہ کی طرف بھاگا۔ اور وہاں بعد چند روز کے سلسلہ مرین مارا گیا۔ سلسلہ ہجری میں شاہزادہ سلیم شاہ کی شادی راجہ بھگوانداس اور اودے سنگھ کی بیٹی سے ہوئی۔ اور اسی سال محمد حکیم بریلواکیر بادشاہ کا انتقال ہوا جو کابل کا حاکم تھا۔ بادشاہ خود وہاں گیا۔ اور راجہ بھگوانداس۔ اور کنور مان سنگھ امیر حاکم مقر جو راجہ بھگوانداس کی بیٹی سے شایہماں بادشاہ پیدا ہوئے۔ سلسلہ مرین راجہ بیربل نے کہ بادشاہ کے مقر میں سے تھا انتقال کیا۔

مرزا سلیمان حاکم بدخشان نے والی بلخ۔ عبداللہ خان ازبک سے محاربہ کیا۔ جس میں اسکا بیٹا۔ ابراہیم مارا گیا۔ ابراہیم کے بیٹے مرزا شاہ رخ نے اقتدار اپنے دادا کے ملک میں پیدا کیا۔ اور مرزا سلیمان اپنے دادا کو معزول کرنا چاہا اس لیے وہ وہاں سے فرار ہوا۔ اور محمد اکبر بادشاہ کے حضور میں حاضر آیا۔ اُسے ہربانی کی اور حج کی صلاح دی اور مرزا سلیمان حج کو گیا۔ پھر عبداللہ خان ازبک نے اقتدار پیدا کیا۔ اور مرزا شاہ رخ سے بدخشان چھین لیا۔ اسلئے وہ بھی حضور میں۔ اکبر بادشاہ کے حاضر آیا۔ اور مدد چاہی۔ اُسوقت بادشاہ بسبب انتقال محمد حکیم کے کابل جانا تھا یہ بھی ساتھ ہوا۔ اور مرزا سلیمان بھی کابل میں حاضر تھا۔ بادشاہ کی مدد سے مرزا سلیمان بدخشان پر قابض ہوا لیکن پھر ازبک کے خوف سے بھاگا اور مر گیا بادشاہ نے قلعہ الہ آباد میں تعمیر کیا۔

الغرض اس بادشاہ کے عہد میں سلطنت کو بڑی ترقی ہوئی۔ تمام افغانستان اور ہندوستان میں
 میں سوائے چند صوبہات دکن کے جیسے ریاست احمد نگر۔ گول کنڈہ۔ اس کی حکومت تھی۔
 اور ملک کو عدل اور آسائش سے بھر دیا تھا۔ اور ہر قسم کے اہل علم و ہنر جمع تھے سب کی قدر
 کرتا تھا اکثر کتابیں سنسکرت اور یونانی زبان سے فارسی میں ترجمہ کرائیں۔ اور علما اور فضلا
 ہر مذہب کے جمع کرتا اور انکی حجت سنتا اور سب کو العام و اکرام اور خطاب سے سروسر کرتا۔
 باوجود اسکے کہ خود علم سے بہرہ نہ رکھتا تھا لیکن شاعری کا ذائقہ تھا۔ اسنے ایسے قانون نظام
 سلطنت کے لیے بنائے کہ عقل حیران ہے۔ اسکے وزراء سے راجہ بھگوانداس و ماننگو
 ٹوڈرمل و ملک اشرف ابوالفیض فیضی اور علامہ عصر ابوالفضل تھا۔ راجہ ٹوڈرمل دیوان عام
 تھا۔ نے ہاون برس سلطنت کی اور سلطنت بحری میں انتقال کیا۔

اسی کے عہد میں کبیر داس کہ ہندی کا شاعر اور کامل تھا مرگیا۔ اسی کے عہد میں سید
 محمد غوث گوالیاری نے کہ عارف تھے ۸۹۷ھ میں اور حضرت شیخ علی متقی گجراتی نے
 کہ اولیاء اللہ سے تھے ۹۰۵ھ میں اور حضرت سلیم چشتی فچپوری نے ۹۱۰ھ میں اور
 ملک اشرف مولانا غزالی شہدی نے ۹۱۵ھ میں اور مولانا قاسم کاہی نے کہ بڑے
 شاعر تھے اور حضرت جامی کے شاگرد تھے ۹۲۵ھ میں۔ اور ملا حسین نقشبندی نے کہ
 کمالات ظاہری اور باطنی سے بہرہ تمام رکھتے تھے اور مرکنی میں بے نظیر تھے ۹۳۰ھ میں
 اور اسی سال حضرت شیخ جلال تھانیسری نے بھی کہ بڑے عارف تھے۔ اور حضرت
 شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی نے کہ بڑے عالم صاحب تصانیف کثیرہ ہیں اور سید محمد
 غوث گوالیاری نے ۹۳۵ھ میں اور ۹۳۹ھ میں مولانا عرفی نے کہ بڑے شاعر تھے
 اور اسی سال حضرت خواجہ محمد عینی نے کہ بڑے عارف کامل اور اولاد سے حضرت خواجہ
 عبید اللہ احرار کے تھے اور شیخ عہد تھا اور بدایونی نے کہ عارف اور شاعر تھے اسی سال در
 ملک اشرف ابوالفیض فیضی نے ۹۴۵ھ میں اور علامہ عصر ابوالفضل نے ۹۵۰ھ میں

انتقال کیا اور حضرت خواجہ باقی باللہ نقشبندی نے اور عبد الواحد فاروقی سرہندی نے
 کہ مرید شیخ رکن الدین بن عبد القدوس گنگوہی کے اور باب شیخ احمد سرہندی کے تھے۔
 ۱۲۰۰ھ میں انتقال کیا۔ اور اسی سال حضرت مخدوم احمد چشتی ساکن نوابا رہ بہار اور
 ان کے بیٹے حضرت مخدوم اخوند شمس نے کہ اس عاجز کے مورث ہیں اور عارف کامل تھے
 انتقال کیا۔ حضرت خواجہ محمد بختی کہ جن کو بعض لوگ خواجہ محمد یحییٰ کہتے ہیں بڑے
 برگزیدہ عارف تھے۔ ان کا نسب حضرت خواجہ عبید اللہ احرار سے ملتا ہے یعنی
 خواجہ محمد یحییٰ بن ابوالفیض بن خواجہ عبید اللہ کلان بن خواجہ عبید اللہ
 احرار بزرگ مرید حیا حضرت خواجہ عبد الحق بن خواجہ عبید اللہ کلان کے
 تھے جن کا ذکر بابر شاہ کے تحت سلطنت میں ارقام پایا ہے۔ خواجہ محمد یحییٰ بڑے سخاوت مند
 اور صاحب کمال تھے مفصل حال آپ کا اخبار الاصفیاء میں درج ہے۔ آپ کی
 قبر اور ایک آپ کے مرید امیر عبد اللہ کی قبر شہر آگرہ میں کنارے پر دریائے جمنہ کے
 متصل راج گھاٹ کے واقع ہے آپ کی وفات ۱۱۰۰ھ رجب الاول ۱۱۰۰ھ میں ہوئی اور
 آپ ہی امیر عبد اللہ حضرت امیر ابوالعلا ابراہادی کے پیر ہیں۔ اور خواجہ بختی کے بھانجے
 تھے اور خلیفہ اور مولانا عرفی شاعر شہد کلام شیریں سخن تھا اس کے اشعار میں لطافت
 اور منانیت بہت تھی۔ اصل میں یہ شاعر عدیم المثل شہر شیراز کا رہنے والا تھا۔ اور
 مصنف تذکرہ ہفت اقلیم لکھا ہے کہ اوائل عمر میں یہ فاضل مشہور دکن میں
 وارد ہوا لیکن اس جگہ بیاعت اس کی نہ ترقی ہوئے کے اس طرف چلا آیا اور مسیح الدین ابوالفتح
 نے عرفی کی بہت خاطر داری کی اور بہت پرسان حال اس کا رہا۔ لیکن جب مسیح الدین
 نے وفات پائی اس وقت عبد الرحیم خان خانان سپہ سالار شہنشاہ اکبر نے عرفی کی شہرت
 سن کر طلب کیا۔ اور زمرہ میں بندگان خاص کے معزز کیا۔ اور بہت تواضع کی۔
 اور بعد چند روز کے مرض اسہال میں اس صفحہ روزگار سے ہاتھ ہار دیا اور بروقت

وفات کے دور باغی پڑھیں انکو ذیل میں درج کرتا ہوں رباعی

حرفی دم نزع ست وہمان سستی تو	آخر بچہ مایہ بار بر سستی تو
فرد است کہ دوست نقد فرد دس کین	جو یاسے متاع است و تمید سستی تو
یارب بر غفوت بہ پناہ آمدہ ام	سر تا بقدم غرق گناہ آمدہ ام
جستے بہ کرم بخش کہ از غایت شوق	بے دیدہ با مید نگاہ آمدہ ام

شیخ ابوالفیض فیضی بڑا عالم اور شاعر تھا شیخ مبارک فاضل کا بیٹا تھا۔ علوم و فنون اور شعر شاعری میں عظیم المثل تھا اور جدت طبع اور کثرت فکر میں کمال رکھتا تھا۔ خاقان محمد اکبر اس شخص کو نہایت عزیز رکھتا تھا۔ اور شہنشاہ ہند نے خطاب ایک شعر کا عطا کیا۔ ایک کتاب علم اخلاق میں اس نے تصنیف کی کہ کوئی حرف اس میں منقوطہ نہیں ہے۔ اور تفسیر کلام اللہ کی بے نقط تصنیف کی اور اسکا نام سواطع الامام رکھا۔ اس کے دیوانوں میں پندرہ ہزار اشعار ہیں۔ اور قصائد نل و من کو بھی بادشاہ کے حکم سے نظم کیا۔ اور اس کے برابر فصیح اور بلیغ دوسری کتاب کم ہے۔ اس نے سنسکرت زبان بھی بھیس بدل کر اچھے اچھے ہندوؤں سے کاشی میں سیکھا۔ اور بہت کتابیں ترجمہ کیں۔ اور تصنیف کیں اور کتاب نہلاوتی اور مہاجارت کو سلیس فارسی میں ترجمہ کیا۔ اکبر کے سنگھ جلوس میں مر گیا۔

شیخ ابوالفضل اپنے وزیر کے ساتھ اکبر بادشاہ نے قدردانی کی اپنے جلوس کے انیسویں برس شیخ ابوالفضل شیخ مبارک کے بیٹے کو کہ فیضی سے چھوٹا تھا۔ اپنے پاس بلایا اور اسکی ذہانت اور علم کو دیکر نہایت خوش ہوا۔ اور روز بروز بادشاہ کا موردالطاف ہوا۔ اسکا مرتبہ امراء عظام اور وزراء کے کرام سے زیادہ ہو کر بادشاہ کا مقرب اس مرتبہ میں ہوا کہ بادشاہ کے مقرب اس پر حسد کرنے لگے اور شاہزادہ سلیم درپے اس کے ہوا کہ منہج کئی کرے اتفاقاً شیخ مبارک نے اپنی حیات میں کلام اللہ

کی تفسیر تصنیف کی تھی اور نام بادشاہ کا اُس میں درج نہ کیا تھا۔ شیخ نے باپ کے مرنے کے بعد چند نسخہ لکھوا کر دلائیوں کی طرف بھجوائے۔ اور موافق رسم اہل دنیا کے اس کتاب کو اکبر بادشاہ کے نام سے مزین نہ کیا۔ اکبر بادشاہ اس بات کے دریافت ہونے سے بہت آزر وہ ہوا۔ اور سب امرانے قابو پا کر اُسکی بخش کو بڑھایا۔ پھر بعد چند ہی بادشاہ نے اُسکی طرف التفات کی اور اُسکو دکن کی طرف ایک لشکر کا سردار مقرر کر کے روانہ کیا اس مہم کی انجام دہی کے بعد جب اگرے کو واپس آتا تھا۔ شہزادہ سلیم نے کہ اُس سے عداوت قلبی رکھتا تھا واسطے قتل کرنے شیخ کے سرسنگھ دیو کو کہ اُسپر بھی بادشاہ کا عتاب تھا روانہ کیا اُس نے قریب شہر اجمین کے اُسکا کام تمام کیا۔ بادشاہ نے یہ خبر سنکر بہت رنج و الم کیا۔ اور شیخ کے بیٹے عبدالرحمن کو واسطے انتقام کے تعینات کیا چنانچہ اُس نے بدلہ لیا۔ الغرض شیخ ابوالفضل بٹاؤہین اور ذکی اور خوش کلام تھا۔ اُس کی تصنیف سے اکبر نامہ۔ اکین الکبریٰ۔ اور ابوالفضل یادگار ہے۔

حضرت مخدوم احمد چشتی نوآبادی بہاری۔ یہ بزرگ بڑے عارف کامل تھے اور علامہ وقت تھے اپنے وقت کے مولانا شرف الدین احمد بہاری رحمۃ اللہ علیہ تھے صاحب تصرف اور کرامت تھے اور یہ اول بزرگ ہیں جنہوں نے بڑے نوآبادی۔ صوبہ بہار میں اقامت کی۔ انکے محدث موضع کچا نوان میں اقامت گزین تھے یہ موضع بھٹہ اسٹیشن سے ایک کوس پورب اور دکن گوشہ پر ہے انکا نسب حضرت سلیمان ننگرین ساکن کا کوہ مخدوم عبدالعزیز منیری بن امام محمد تاج فقیر۔ مکی سے پاینج واسطہ کی درمیانگی سے ملتا ہے۔ مخدوم عبدالعزیز کی قبر اپنے بھتیجے مخدوم حضرت احمد بکھی منیری کی قبر میں ہے سلسلہ نسب یوں ہے مخدوم احمد چشتی نوآبادی بن حضرت عبدالوہاب بن حضرت عبدالغنی بن حضرت عبدالملک بن حضرت شیخ ابن

بن حضرت مخدوم عطاء الدین مخدوم سلیمان لنگرزمین کا کوئی۔ یہ بزرگان بھی اپنے وقت میں بڑے عالم اور عارف کامل تھے اور اپنے اپنے وقت میں مرج خلافت اور شہد عام تھے آپ نے ۲۷ رجب کو انتقال فرمایا آپ کو بیت خلافت چار واسطہ کی درمیانگی سے حضرت انخی سراج سے تھی۔ حضرت مخدوم آخوند چشتی شیخ بن مخدوم احمد چشتی نوآبادی مثل اپنے باپ کے برگزیدہ عالم عارف اور صاحب کرامات تھے۔ لیکن آپ نے اپنی اقامت چھوٹے نوآبادہ میں کر کے نوآبادہ سے قریب ہے (۱)۔ آپ اپنے والد ماجد کے خلیفہ اور مرید تھے۔ اور چھوٹے نوآبادہ میں مدفون ہیں جہاں آپ کی اور دوسرے فرزندان کی بھی قبر ہے۔ یہ بزرگ بھی اس عاصی کے مورث ہیں۔ آپ کی وفات ۹ ذیقعد کو ہوئی۔ اور اس تاریخ کو آج تک آپکا عرس تکلف سے ہوتا ہے۔ آپ کی اولاد سے ہنوز اس جگہ پر مقیم اور قابض ہیں۔

ذکر نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ بن محمد اکبر بادشاہ

محمد جہانگیر بادشاہ ۳۷ برس کی عمر میں سلطنت پر بیٹھا۔ اور نور الدین محمد جہانگیر کا لقب لیا اپنے باپ کے وقت میں شاہزادہ سلیم کے لقب سے لقب تھا۔ باپ کے انتقال کے وقت اسکا بیٹا سلطان خسرو گروہ میں موجود تھا۔ اور یہ آئہ آباد سے اس وقت پہنچا تھا ہنوز کشتی پر تھا کہ باپ نے انتقال کیا اور اکبر بادشاہ اپنے پوتے سلطان خسرو کو زیادہ عزیز رکھتا تھا اور شاہزادہ سلیم سے ناراض تھا اور سوائے ان دونوں کے دوسرا وارث نہ تھا۔ بعضوں نے چاہا تھا کہ سلطان خسرو کو اکبر بادشاہ کی جگہ جانشین کریں لیکن اُنہوں نے یہ خیال کیا کہ باپ کے رہتے بڑے کا جانشین ہونا فساد سے خالی نہ ہوگا اسلئے شاہزادہ سلیم کو بہ لقب محمد جہانگیر بادشاہ تخت نشین کیا۔ ہر چند سلطان خسرو نے باپ سے بغاوت کی اور لڑا۔ اسکو شکست ہوئی اور مقید رہا مسئلہ میں مر گیا اور اکبر بادشاہ میں مدفون کیا۔ بادشاہ نے ایک دربار عام کیا۔ اور تمام امرا اور رؤسا کو فراہم کیا۔ اور خطاب و منصب سے

سلاز کیا چنانچہ حضرت سیدنا امیر ابو العلا بھی کہ اس وقت اپنے نانا خواجہ فیضی کی جگہ
ناظم صوبہ بروان تھے اور منصب سہ ہزاری رکھتے تھے ماحرہ ہوئے اور لقب
امیر ابو العلا خان کا پایا اور بڑے مقربان درگاہ جہانگیری کے تھے لیکن یہ بادشاہ
کی نشہ خواری کی وجہ سے کنارہ کش ہوئے۔

انقرض بادشاہ نے چند زمانے تک امور سلطنت میں بڑی سرگرمی دکھائی اور ایک
زنجیر عدل کی ایوان خانے میں لٹکائی اور ملک کو وسعت دی لیکن آخر شیش
نور جہان بیگم کا دور ہوا جس پر بادشاہ دل و جان سے فریفتہ تھا یہ عورت شیر افکن
خان کی زوجہ تھی بادشاہ اس عورت کی فریفتگی کے باعث شیر افکن خان کی
زندگی کا خواہان ہوا اس وقت یہ شیر افکن خان صوبہ بروان میں جاگیر دار تھا اسکے
قتل کے واسطے جہانگیر نے قطب الدین خان کو روانہ کیا اور اس نے اس بات
کو شیر افکن خان کے روپ میں کیا اسکو خیرت آئی اور قطب الدین خان کا
کام تمام کیا اسکے آدمیوں نے شیر افکن خان سے بدلہ لیا اور اسکو بھی قتل کیا
اور ناظم بروان نے حسب فرمان جہانگیر نور جہان بیگم کو اگرہ روانہ کیا اور یہ بادشاہ
کے نکاح میں درآئی اس زمانے سے جہانگیر امور مملکت کو بھول گیا اور انتظام
ملک کا بالکل نور جہان بیگم کرتی اور سکھ اسکے نام کا جاری ہوا ہے

بحکم شاہ جہانگیر یافت صد زیور | بنام نور جہان شاہ بیگم انکہ در
اسکے بعد نور جہان کے بھائی آصف خان کی بیٹی شہزادہ شاہ جہان کی
نوجہت میں درآئی اور ممتاز محل لقب ہوا انھیں سے شہزادہ دارا شکوہ
اور شجاع اور اورنگزیب پیدا ہوئے اور شیر افکن خان کی بیٹی نور جہان
بیگم کے بطن سے تھی شہزادہ شہر پار بن دانیال کے عقد میں درآئی کہ بھتیجا جہانگیر
بادشاہ کا تھا جہانگیر نے اپنی آخر عمر میں کشمیر کا سفر کیا اور وہاں سے واپس آنے میں

بیمار ہوا اور راہ میں مر گیا سلسلہ حرمین لاہور میں دفن ہوا اور دریائے راوی کا کنارہ تھا
قریب ساٹھ برس کے عمر ہوئی اور بائیس برس آٹھ مہینے سلطنت کی۔

خاموش رہے کہ بادشاہ اکبر کی اولاد زندہ نہیں رہتی تھی اس لیے بادشاہ اکبر کو درویش
کامل کی تلاش رہتی تھی چنانچہ حضرت سلیم چشتی نقیوری کی شہرت اکبر بادشاہ شکر آفکے
پاس حاضر ہوا اور عرصہ دراز تک ان کی خدمت کی اور حاضر باش رہا ان کی دعا
سے جہانگیر بادشاہ پیدا ہوئے اس لیے بادشاہ کو ان سے بڑی عقیدت تھی اور انھیں
کے نام پر جہانگیر کا نام شاہزادہ سلیم رکھا تھا اور ان کے حکم سے کئی مرتبہ پیادہ پا اگر
سے اجیر شریف تک مع اہلیہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی قبر پر حاضر
ہوا جہانگیر نے اپنے حالات اپنی کتاب ترک جہانگیری میں لکھے ہیں اور اسکو مذاق
شاعری کا تھا۔

اسی حمد میں شیخ بہاء الدین آملی تخلص بہاؤ نے کہ جامع کمالات اور فضائل اور
صاحب تصانیف کثیرہ تھے اور شاعر تھے سلسلہ حرمین اور حضرت شیخ احمد
سرہندی نے کہ بڑے عالم اور صاحب کمالات تھے اور صاحب تصانیف کثیرہ ہیں
اپنے والد کے مرید اور حضرت باقی باللہ کے خلیفہ تھے سلسلہ حرمین اور اسی سال
ملک الشعر اطالب آملی نے کہ شاہ جہانگیر سے لقب ملک الشعر کا پایا اور عبد الجوم خان
خانخانان بن بیرم خان خانخانان نے سلسلہ حرمین انتقال کیا اور حضرت شاہ
تیم اللہ نوا بادی کہ بڑے عالم اور عارف تھے اور حضرت مخدوم آخوند شیخ کے بیٹے
تھے ۱۶ و ۱۷ سلسلہ حرمین وفات فرمائی آپ کا مزار اپنے والد کے بغل میں ہے اور
اپنے والد کے خلیفہ تھے یہ بزرگ بھی اس کاتب کے مورث ہیں تلمشی داس ہندی کا
شاعر بھی اسی زمانہ میں تھا اور حضرت امیر عبید اللہ نے کہ عارف حق تھے۔
سلسلہ حرمین انتقال فرمایا۔

ذکر شہاب الدین محمد شاہ جہان بادشاہ بن جہانگیر بادشاہ

جہانگیر کے مرنے کے بعد امرانے آصف خان سے جو شاہ جہان کا سر تھا موافقت کی اور وہ اپنی بہن نور جہان بیگم سے ہنگام تھا اس لیے اسکو نظر بند کیا اور شہر یار جو نور جہان بیگم کا داماد تھا اور شاہ جہان کا چچا بھائی تھا اپنی زوجہ کے ذریعہ سے بادشاہی خزانے پر تصرف ہوا اور لاہور کے کارخانوں پر غالب آیا اور اپنا لشکر دریائے پارکر کے ابرا کا مقابلہ کیا اور پہلے ہی حملے میں شکست اٹھائی اور قلعہ بند ہوا رات کو ارادت خان نے قلعہ میں داخل ہو کر شہر یار پر قبضہ پایا صبح کو امرانے مصلحتاً داؤد بخش بن سلطان خسرو بن جہانگیر بادشاہ کو تخت پر بٹھلایا اور شہر یار کو کھول کیا اسوقت شاہ جہان دکن میں تھا اور بیجاپور کی فتح میں باپ کے حکم سے مصروف تھا باپ کی وفات کی خبر سکر روانہ ہوا جب دہلی کے اطراف میں پہونچا حکم جاری کیا جس کے مطابق امرانے داؤد بخش اور اس کے بھائی اگر شاسپ کو اور طلومرث اور ہوشنگ اور شہر یار پسران دانیال کو قتل کیا تاہم شاہ جہان اگرہ میں پہونچ کر دو شنبہ کے روزہ جمادی الثانی کو ۱۰۲۶ھ میں تخت پر بیٹھا اور ہر ایک کو امرانے خطاب اور منصب عطا کیا اور آصف خان بھی شہزادہ محمد وارا شکوہ اور محمد شجاع اور اورنگ زیب کو ہمراہ لیکر لاہور سے اگرہ میں پہونچے بادشاہ نے انکو بڑی عزت دی اور منصب و کالت اور وزارت کا عطا کیا اور دسویں رجب کو جشن نوروز ترتیب دیا اور اس میں ایک کرد رشتی لاکھ روپیہ نقد و جنس اور چار لاکھ بیگہ اور سو اسوموضع مستحقین کو انعام دیا اور شنبہ جلوس میں بندر ہنگلی قوم پرتگیس فرنگی سے لیکر قاسم علی خان صوبہ دار سنگالہ کے حوالے کیا اور قاسم علی خان کے

بعد اعظم خان صوبہ دار ہوا اور سلسلہ جلوس میں شاہجہان کے حکم سے
 چھتر بجائے بنارس کے قریب گئے یہ امر معرفت اور رنگ زیب کے
 تعمیل پایا اور اکبر آباد میں تخت مرصع ایک کرور کے خرچ سے تیار ہوا۔
 اور اس کا نام تخت طاووسی رکھا سلسلہ جلوس میں بادشاہ نے
 اجمیر کا قصد کیا اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ عنہ کے مزار کی زیارت
 سے شرف ہوئے اور ایک مسجد سنگ مرمر کی روضہ کی پشت پر چالیس ہزار
 روپیہ کے خرچ سے تعمیر کرائی اور بعد اسکے ساٹھ لاکھ کے خرچ سے عمارت
 شاہجہان آباد تعمیر کرائی اور دس لاکھ روپیہ کے خرچ سے جامع مسجد
 بنوائی اور روضہ تاج محل جس میں شاہجہان بادشاہ مع ممتاز محل کے مدنون
 میں اکبر آباد میں اسی بادشاہ کا تعمیر کرایا ہے اور سب سنگ مرمر سے بنا ہے
 یہ عمارت دنیا میں لاثانی ہے اور جامع مسجد آگرہ کی بھی اسی کی تعمیر کرائی ہے
 سلسلہ ہجری میں قلعہ بیڑ اور رنگ زیب کے ہاتھ سے دکن میں فتح ہوا۔
 اور اسی سال بادشاہ بیمار ہوا اور دار شکوہ اور اورنگ زیب در دوسرے
 بھائیوں میں لڑائی ہوئی اور اورنگ زیب تخت نشین ہوا اور باپ کو قید کیا
 آٹھ برس اس کے بعد شاہجہان زندہ رہا۔

اسی بادشاہ کے دور سلطنت میں بلخ اور بدخشان بھی فتح ہوا تھا۔
 اس نے آگرہ کے قلعہ میں مسجد تعمیر کرائی سب سنگ مرمر کی ہے اسکا نام
 موتی مسجد ہے۔

واضح رہے کہ قلعہ بیڑ جس کو اورنگ زیب نے اپنے باپ شاہجہان
 کے عہد میں فتح کیا۔ بہمن شاہوں کا تعمیر کیا ہوا تھا۔ جنکا خاندان بہان
 مذکور ہوتا ہے۔

سند	نام سلاطین	کیسیت
۷۴۰ھ	سلطان علاء الدین حسن کانگری بہمنی	
۷۵۹ھ	سلطان محمد شاہ بہمنی	
۷۶۲ھ	سلطان مجاہد شاہ بہمنی	
۷۶۹ھ	سلطان داؤد شاہ بہمنی	
۷۸۰ھ	سلطان محمد شاہ بہمنی	
۷۹۹ھ	سلطان غیاث الدین بہمنی	
"	سلطان شمس الدین بہمنی	
"	سلطان فیروز شاہ بہمنی پسر داؤد شاہ	
۸۲۵ھ	سلطان احمد شاہ بہمنی	اسے شہر بیدرت تعمیر کیا۔
۸۳۸ھ	سلطان علاء الدین بہمنی	
۸۶۲ھ	سلطان ہمایون شاہ بہمنی	
۸۶۵ھ	سلطان نظام شاہ بہمنی	
۸۶۷ھ	سلطان محمد شاہ بہمنی	
۸۸۷ھ	سلطان نظام شاہ بحری بہمنی	۸۳۲ھ میں یہ خاندان ختم ہو گیا۔

اس خاندان بہمنی کے ضعف اور زوال کے رفتہ رفتہ پانچ خاندان قائم ہوئے ایک سلطنت عادل شاہیان جس کی بنیاد عادل شاہ نے ۸۸۹ھ میں ڈالی اسکا پایہ تخت بجا پور تھا۔

دوسرے سلطنت نظام شاہیہ جسکا بانی ایک شخص ملک احمد ۸۸۷ھ میں خود مختار بن گیا۔ اسکا دار السلطنت احمد نگر تھا۔

سوم سلطنت قطب شاہیہ جس کا بانی ایک شخص قطب الملک گدرا اس کا آغاز

سلطنت میں ہوا ان کا دارالسلطنت گو لکنڈہ تھا۔

چوتھے سلطنت عماد شاہیہ درق ملک برار اسکو بادشاہ احمد نگر نے ۱۵۷۴ء عیسوی میں فتح کر لیا۔

پانچویں برید شاہیہ جو بیڈر میں تھے۔

جانتا چاہیے کہ بہمن شاہیوں کا پہلا بادشاہ ایک شخص حسن تھا یہ ایک غریب آدمی تھا حضرت نظام الدین اولیاء نے اسکو بشارت دی تھی کہ تجھکو ملک دکن میں بادشاہت ہوگی اس سبب سے وہ دکن کو گیا اور ایک ہومن نجم نے اسکا قیادہ دیکھ کر اعلان کیا کہ یہ بادشاہ ہوگا اور اس کے معاملات میں کوشاں ہوا اور اس کو ترقی ہوتی گئی۔ اس برہمن کا نام کنکوہ تھا یہاں تک کہ جب بد نظمی دہلی کی سلطنت میں آگئی دکن کے اہل شکر نے اپنا بادشاہ علیحدہ مقرر کرنا چاہا اور اسی حسن کو بادشاہ تجویز کیا۔ حسن نے اپنے محسن برہمن کا نام بھی اپنے نام کے ساتھ ضم کیا اور سلطان علاؤ الدین حسن کنکوہ بہمنی کا لقب لیا اس خاندان میں بادشاہت قریب دو سو سال کے رہی اور ان لوگوں کا دارالسلطنت مختلف رہا کبھی تو دولت آباد کبھی حیدر آباد کبھی احمد آباد پٹنہ اور بہار سے دماغدار ہوئے آخر میں جب خاندان میں کوئی نہ رہا تو ایک ایران کا شاہزادہ ابوالحسن کو اپنا داماد بنایا اور لقب تانا شاہ کا دیا اور نگ زیب نے اسی تانا شاہ پر فتح پائی۔

اسی خاندان برہمنی کے مہضر ایک اور ریاست خود سر ہند کی سبجے نگر میں قائم ہوئی تھی یہ اسی خاندان کے راجہ نے انگریزوں کو ۱۶۴۴ء عیسوی میں دہلی زمین عطا کی جس میں شہر مدراس اب واقع ہے۔

اسی محمد بن میر ملا محمد باقر داماد نے کہ شاعر خاندان میں اور شیخ مدیح الدین صاحب ساہی پوری ۲۰

۱۵ شاعرین بکرائی علی شہر مدوح

نے کس شیخ احمد سرہندی کے خلیفہ تھے سلسلہ بھری میں اور حضرت شیخ پیر برہمائی نے
 کہ جہانگیر بادشاہ کے مرشد تھے سلسلہ بھری میں اور نواب بہاوت خان نے
 کہ جہانگیر اور نور جہان کو قید کیا تھا اور شاہجہان نے اپنے عہد میں دہلی کا صوفیہ دار بنایا
 تھا سلسلہ عہد میں اور شیخ میر لاہوری نے کہ ملا شاہ بدشی۔ ان کے مریدان سے
 تھے سلسلہ عہد میں اور باقر خان نے کہ ناظم بنگالہ تھا اور خان زمان بہادر نے
 کہ ناظم کین تھا سلسلہ عہد میں اور سید عبدالقادر بخاری اکبر آبادی نے کہ عارف تھے سلسلہ
 میں اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے کہ بڑے عالم اور محدث اور امام وقت تھے
 سلسلہ عہد میں انتقال کیا لمعات شرح مشکوٰۃ اور شرح سفر السعادت اور شرح
 غنیۃ الطالبین انکی یادگار ہے اور شیخ محمد صادق گنگوہی تخلص بہ صیاد نے کہ اولاد کے
 شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے اور مرید اپنے چچا ابوسعید کے تھے اور عارف تھے سلسلہ
 بھری میں اور اسی سال شیدائے کہ شاعر تھا اور محمد جان قدسی نے کہ ملک الشعراء کا
 لقب شاہجہان سے پایا تھا سلسلہ عہد میں اور اسی سال میں شیخ کبیر بالا پیر نے کہ
 شاہ قائم سلیمانی چار گڑھی کے بیٹے تھے قنوج میں اور اسی سال حضرت دیوان
 تاج الدین نوآبادی بہاری نے کہ بڑے عارف کامل صاحب تصرف اور عالم
 تھے اور اپنے باب حضرت تیم اللہ جشتی کے خلیفہ تھے اور اس کاتب کے حورث
 ہیں اور حضرت شیخ ناصر اکبر آبادی نے کہ بڑے صاحب تصرف عارف کامل تھے
 سلسلہ عہد میں اور اسی سال حضرت ولی محمد ناروئی نے کہ عارف کامل تھے
 اور میر نعمان اکبر آبادی نے کہ خلیفہ شیخ احمد سرہندی کے تھے سلسلہ عہد میں اور حضرت
 سید ناصر امیر ابوالعلا حسینی الاحرار نے کہ بڑے عارف کامل اور قطب وقت تھے
 سلسلہ عہد میں وفات فرمائی اور اسی سال ملک الشعراء ابی طالب کلیم نے بھی انتقال کیا۔
 حضرت سیدنا امیر ابوالعلا بن امیر ابوالوفان امیر عبدالسلام رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا امیر ابوالعلا رضی اللہ عنہ

نصبہ تبرکہ نزلہ میں جب آپ کے دادا امیر عبدالسلام شہر سمرقند سے آگرہ کو آئے تھے ۹۹۰ھ میں پیدا ہوئے آپ کا نسب باپ کی جانب سے حسینی سید اور مان کی طرف سے احراری خواجہ، چنانچہ آپ کے والد امیر ابوالوفا حضرت خواجہ عبید اللہ کے پردوتے خواجہ ابوالفیض کے نواسے تھے اور آپ کے دادا امیر عبدالسلام حضرت خواجہ مذکور کے بیٹے اور خواجہ عبید اللہ کلان کے نواسے تھے اور آپ خواجہ فیضی عبید اللہ احرار کے پردوتے کے نواسے تھے اور آبائی آپ کا نسب یوں ملتا ہے امیر ابوالاعلام امیر ابوالکوفان امیر عبدالسلام بن امیر عبدالملک بن امیر عبدالباسط بن امیر تقی الدین کرمانی بن امیر شہاب الدین بن امیر عماد الدین بن امیر شہ علی بن امیر نظام الدین بن امیر شہ محمد اشرف بن امیر اعز الدین بن امیر اشرف الدین بن امیر سید محبتی بن امیر شہ گیلانی بن امیر شہ بادشاہ بن امیر شہ حسن بن امیر شہ حسین بن امیر شہ محمد بن امیر شہ عبداللہ بن امیر شہ محمد بن امیر شہ علی بن امیر شہ عبداللہ بن امیر شہ حسین بن امیر شہ اسمعیل بن امیر شہ محمد بن امیر شہ عبداللہ بلہ بن حضرت امام ترین العابدین بن حسین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ آپ کے اجداد سے اکثر بزرگان بڑے بڑے اولیاء عالی مقام گندے ہیں چنانچہ امیر عماد الدین امیر حاج کے خوارق عادات اطراف کرمان میں نہایت مشہور ہیں اجد امیر تقی الدین کرمانی خواجہ عبید اللہ احرار کے ہم عصر تھے حضرت خواجہ نے اُن کی نقش مبارک اپنے درشن مبارک پر رکھی تھی اسی سے اُنکی بزرگی سمجھنا چاہیے جب آپ کے جدامیر عبدالسلام ہند میں آئے زمانہ اکبر بادشاہ کا تھا اس زمانے میں فتحپور سیکری میں بوجہ عقیدت شاہ سلیم چشتی کے اکثر وہاں رہتے تھے اس سبب سے امیر عبدالسلام بھی

دہان اقامت پذیر ہوئے لیکن بعد چندے مکہ معظمہ کو تشریف لگئے اور دہن انتقال فرمایا
آپ کے والد امیر ابو الوفا نے بھی عرصہ قلیل میں انتقال فرمایا اور ان کی نعش لوگوں نے
مدرسہ لعل دروازہ کے قریب دہلی میں دفن کی اس سبب سے آپ کے نانا حضرت
خواجہ فیضی نے آپ کی تعلیم کی اور چونکہ آپ ہونہار تھے تھوڑے دنوں میں تمام علوم
اور فنون میں یگانہ نہانہ ہوئے پھر آپ کے نانا خواجہ فیضی کو راجہ مان سنگھ نے اپنی طرف
سے ناظم بنگالہ مقرر کیا تو آپ ان کے ساتھ دہان رہا کرتے تھے۔

آپ کا قد کشیدہ تھا چہرہ مبارک سرخ و سپید انگھین بڑی بڑی رسیلی آواز نرم اور
خوش الحان تقریر نہایت شیوہ اور بجا و نئی تھی۔

آپ کے نانا خواجہ فیضی جب کسی معرکہ میں شہید ہوئے تب راجہ مان سنگھ نے انکی جگہ
آپ کو مقرر کر کے منصب سہ ہزاری ذات اور سہ ہزار سوار حضور سے بادشاہ کے
دلوایا انگھین : نون میں آپ نے خواب میں تین بزرگوں کو دیکھا کہ فرماتے ہیں کہ کیا وضع
تم نے اختیار کی ہو بلکہ جو وضع ہماری ہو اختیار کرو ان میں سے ایک بزرگ نے
استرہ لیکر آپ کا سر مونڈا اور دوسرے بزرگ نے قمیض پہنائی اور تیسرے نے سر پر
عمامہ رکھ دیا اس کا یہ اکثر ہوا کہ آپ نے صبح کو حجام بلوا کر سر حلق کرایا اور ایک کفن
بطور درویشوں کے پہنا جب یہ خبر راجہ مان سنگھ کو پہونچی وہ خود آپ کے پاس چلا آیا
تسکین دی کہ ہم بہت جلد آپ کی ترقی کرینگے۔ برخاستہ خاطر ہو جئے آپ نے جواب دیا کہ میرا
دل نہیں معلوم کہ کیوں اب دنیا کے کام میں نہیں لگتا مجھ کو معاف فرمائیے اور کسی کو یہ
خدمت عطا کر دیجئے تب آپ نے یہ کہا کہ مجھ کو جو ہم داؤد شاہ والی حاجی پور سے
پیش آنے والی ہے شاید اسی خوف سے آپ گریز کرتے ہیں تب آپ نے فرمایا
کہ جب راجہ صاحب کو یہ خیال ہو تو یہ ہم میرے ہی اوپر چھوڑ دیا وے چنانچہ کسی وجہ
سے راجہ مان سنگھ اس ہم میں خود شریک نہوسکا اور آپ نے عظیم آباد پٹنہ

میں پہونچ کر ویاے لنگ کو عبور کر کے داؤد شاہ سے مقابلہ کیا اور اسکو شکست میں پور
 میں دے کر عین معرکہ میں قتل کیا جب آپ واپس آئے راجہ مان سنگھ نے آپ کے
 منصب کا اضافہ کیا لیکن اسی زمانے میں پھر آپ نے ایک بزرگ کو خواب میں
 دیکھا کہ فرماتے ہیں کہ ہماری دفع اختیار کرو اور آپ کا چہرہ مبارک مثل آفتاب کے
 روشن تھا اتفاقات وقت سے اکبر بادشاہ کا انتقال ہوا اور جہانگیر تخت نشین ہوا
 اسکا حکم پہونچا کہ سب امرا حاضر آویں اور یہی حکم آپ کے نام بھی تھا آپ نے اسکو غنیمت
 جانا اور روانہ ہوئے راہ میں ایک روز مقام منیر میں کہ پٹنہ سے ایک منزل پچھم ہو قیام
 کیا وہاں کے لوگوں سے معلوم ہوا کہ بڑے بزرگ حضرت مخدوم دولت کہ فرزندوں سے
 مخدوم الملک شرف الدین احمد بھی منیری کے ہیں نہایت صاحب کمال اور عارف
 ہیں اپنے اٹنے لے ملاقات کی صحبت اٹھائی اور فیضیاب ہوئے اور وہاں سے اجازت
 لیکر روانہ ہوئے اور اگرہ میں پہونچے تیر اندازی کے باعث آپکا وقار جہانگیر نے بہت
 کیا لیکن نشہ کی حالت میں ایک پیالہ شراب کا ایک طرف بڑھایا اپنے آنکھ بچا کر گرا دیا
 لیکن بادشاہ نے کسی طرح دیکھ لیا اور عتاب کیا اس پر آپ نے ایک نعرہ کیا اور
 بادشاہ کی نظروں میں دو شیر حملہ کرتے ہوئے معلوم ہوئے اور وہ بھاگا تب آپ
 اپنے مکان کو چلے آئے اور اسی رات کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی زیارت سے خواب
 میں مشرف ہوئے اور سنا کہ فرماتے ہیں کہ تمہارا کثود کار خواجہ معین الدین چشتی کے
 مزار سے ہوگا چنانچہ صبح کو آپ نے اپنا کل اسباب لٹا دیا اور صرف ایک چادر
 لنگی باندھ کر روانہ ہوئے لیکن راہ میں خیال ہوا کہ دہلی کے بزرگوں کے مزار سے
 بھی مشرف ہوتے چلے چنانچہ وہاں سے ہو کر اور حضرت نظام الدین اولیا اور
 حضرت قطب الدین بختیار کاکی کی درگاہ سے مشرف ہو کر اجمیر شریف پہونچے
 اور نہانہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے مزار پر آپ مراقب رہتے ایک روز

آپ نے حضرت خواجہ بزرگ کو ان آنکھوں سے دیکھا کہ فرماتے ہیں تم نے اتنی دیر کیوں
 کی تمہاری تعلیم نسبت حضرت علیؑ کی تاکید ہے پھر آپ کو خدشہ ہوا کہ لوگ مزار کا
 طواف کیوں کرتے ہیں حضرت خواجہ نے فرمایا کہ جس طرح جانور کو بیمار کے گرد گھمانے
 سے اس میں مریض کا اثر ہوتا ہے اسی طرح صاحب مزار کا اثر طواف کرنے والے
 میں آتا ہے اور تم نے جو طواف کیا اسکا ظہور دیکھو یہ لکڑی حضرت خواجہ نے آپ کو
 آنکھوں سے توجہ دی اور ایک چیز سرخ موتی کے دانہ کی ایسی آپ کے منہ میں دیدی
 جسکے نکلنے سے آپ کا سینہ مثل آفتاب کے روشن ہو گیا اور آپ نے فرمایا کہ یہ بڑی نعمت
 تمکو ملی میرے زمانے میں مجھکو ملی تھی اب اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے تمکو عطا کی
 تم اکبر آباد جاؤ اور لوگوں کو خدا کی راہ بتاؤ تب آپ نے بیعت کی درخواست کی
 حضرت خواجہ نے فرمایا کہ تمہارے چچا حضرت امیر عبداللہ بن امیر عبدالسلام اگرچہ
 منصب صوبہ داری پر صوبہ برہان پور کے متعین ہیں وہ قطب وقت ہیں اسے
 بیعت کرو وہ بھی اکبر آباد میں آدین گے زندہ کے رہتے موتی کی بیعت کا کیا فائدہ
 اور وہ تم کو سماع کی اجازت دیں گے اگرچہ نقشبندیہ میں اور سماع خود نہیں سنتے
 چنانچہ آپ وہاں سے اکبر آباد آئے اور اپنے چچا سے بیعت کی جنگو بیعت اور
 خلافت اپنے مامون خواجہ محمد عیسیٰ سے عقی جکا ذکر اکبر بادشاہ کے تحت سلطنت
 میں لکھا گیا ہے الغرض حضرت امیر ابوالعلا کی شادی بھی حضرت امیر عبداللہ
 کی لڑکی سے ہوئی اور آپ ان کی جگہ سند شجرت پر بیٹھے اور بہت لوگوں کو
 اپنے باطنی آب رحمت سے سیراب کیا اور بڑے بڑے تصرف آپ سے سرزد
 ہوئے بنجلہ ان کے ایک یہ ہے کہ ملا محمد عمر آپ کے یاروں میں تھے انکو وحد کی
 حالت طاری تھی ایک نعرہ الا اللہ کا کیا اور جان بحق ہو گئے لوگوں نے یہ خبر
 آپ سے کہی کہ ملا محمد عمر مر گئے۔ آپ نے فرمایا ایسا کیا ہو گا میرے پاس لاؤ

جب آپ کے پاس لائے آپ نے ان کی طرف نظر پھیری اور وہ نعرہ کرتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

دوسری نقل یہ ہے کہ ایک ہاتھی شاہجہان بادشاہ کا بدست ہو گیا تھا اور چھوٹ گیا تھا۔ جو سلسلے آنا اسکو ہلاک کرتا آپ ایک روز راہ میں جا رہے تھے اور وہ ہاتھی مقابلہ میں آگیا لوگوں نے آپ سے کہا کہ بھاگے اور آپ نہ بھاگے اور ہاتھی کی طرف نگاہ گرم سے دیکھا وہ ہاتھی شک کے بھل بیٹھ گیا اور آپ اپنے مکان پر پہنچے پیچھے آپ کے ہاتھی بھی آپ کے دروازے پر بیٹھا آپ نے اس کے سر پر اپنا ہاتھ پھیرا اور کہا کہ خلق اللہ کو آزار دینا نہیں اچھا بلکہ آرام دینا چاہیے راج گھاٹ پر جہنا کے کنارے گزارے کی کشتی نہیں ہے تو وہاں جا اور لوگوں کو پار کیا کر تجھ کو غذا ان سے ملا کرے گی۔

ایک اور واقعہ قابل غور ہے کہ ایک روز آپ مسجد میں نماز کے واسطے وضو فرما رہے تھے اور آپ کے یاران حاضر تھے ایک جوگی ایک مینا کا پنجرہ لیے آپ کے سامنے سے گزرا آپ نے اس کو پاس بلوایا اور وضو کا پانی اس پنجرہ پر ڈالا وہ پنجرہ ٹوٹ کر اس میں سے وہ مینا نکل پڑی اور بصورت ایک عورت کے شکل ہوئی۔ آپ نے جوگی سے کہا کہ کیون جوگی جی یہ کیا حرکت ہو آپ فقیری کا نام بگاڑنے میں اس عورت نے بیان کیا کہ میں ہندو زمیندار کی بیٹی ہوں اپنے دروازے پر کھڑی تھی یہ دیکھ کر عاشق ہو گیا اور جادو سے مجھے مینا بنا کر پنجرے میں رکھ لیا رات کو فصلی صورت بنا کر میری بے حرمتی کرتا ہے۔ میری قسمت نے رہبری کی کہ یہاں تک پہنچی اور وہ مسلمان ہو گئی وہ جوگی بھی شرمندہ ہوا اور آپ کے قدموں پر گر پڑا اور مسلمان ہو کر بڑا کامل ہو گیا اور دونوں میں آپ نے عقد مابعد میں کر دیا انکا مزار بھی احاطہ سے باہر آپ کے مزار کے پائین میں ہے اور زیارت گاہ خلایق ہی ایسی ہے۔

کرامتیں آپ کی بہت ہیں آپ اپنے وقت کے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اور
خواجہ معین الدین چشتی تھے آپ کا مفصل احوال حضرت حیات اللہ منعمی نے
حجۃ العارفین میں اور صاحب اذکار الاحرار نے اذکار الاحرار میں اور حضرت
جدی حاجی سید شاہ عطا حسین منعمی القمری دام برکاتہ نے اپنی کتاب نسبہ العاشقین میں
اور حضرت جدی مرشدی مولائی ویشی حضرت مولانا محمد قاسم ابوالعلائی القمری
البرکاتی دانا پوری نے اپنی کتاب نجات قاسم میں تحریر فرمایا ہے الغرض
حضرت سیدنا امیر ابوالعلا رضی اللہ عنہ نے و صفر کو سال ۱۰۶۱ ہجری میں انتقال
فرمایا آپ کا مزار سنگ مرمر کا ہے اور اس پر سبحان ربی الاعلیٰ لکھا ہے نہایت
پر فیض مزار ہے۔ اور کچھ تک تقرقات وہاں سے سرزد ہوتے ہیں اور
ہر سال میلہ وہاں ہوتا ہے آپ کے دو بیٹے تھے امیر فیض العلماء اور امیر نور العلماء
یہ لوگ کامل اور آپ کے خلفا اور جانشین بھی ہوئے آپ کے پوتے حضرت امیر نور اللہ
بن امیر نور العلماء نے کہ بڑے عارف کامل اور شارح شہسوی مولانا روم کے تھے۔
اور اپنے جد اعلیٰ کے خلیفہ تھے یہ تاریخ وفات آپ کی لکھی ہے۔

شد مقامش مقام علیین
رفت قطب زمان بعالم پاک
چند بوی پئے امور تباہ
جہد کن تا دہمت آن شاہی
دل ز سودے ماسوا بر کن

در سن الف و واحد و ستین
یافت تاریخ ادول غناک
اے سہرا پاک شاہ نور اللہ
جو توار و دومان آن شاہی
خیزد راہ حق و قدم در زن

ذکر محی الدین اورنگ زیب محمد عالمگیر بادشاہ
بن شاہ جہان بادشاہ

اورنگ زیب نے خرباپ کی بیماری اور انکی بے اختیار کی شکر شکر

اور بنگال باد و کس سے طرف دارا خلافت اکبر آباد کے روانہ ہوا۔ اور راہ میں۔
 احمد آباد و کجرات سے اپنے بھائی سلطان مراد کو کہ وہ بان حکمران تھا ساتھ لیا۔
 اور جوامر اور رؤسا کہ بیماری میں شاہجہان کے دارا شکوہ کی طرف سے متعین ہوئے
 تھے ان کو راہ میں شکست دی اور اعز آباد میں پہنچے اور نامہ اور پیام
 درمیان باپ اور بیٹے کے جاری ہوئے اور بنگال زیب اعز آباد میں خلافت
 مرضی باپ کے تخت نشین ہوا اور شاہجہان آباد میں روز یک شنبہ۔
 ۲۔ رمضان کو سلاطین میں تخت پر بیٹھا اور اپنا سکہ جاری کیا دارا شکوہ نے
 کئی مرتبہ مقابلہ کیا لیکن شکست اٹھا کر آخر مقید ہوا اور مع اپنے بیٹے سلیمان شکوہ
 اور سپہر شکوہ کے شہید ہوا۔ سلطان شجاع حاکم بنگالہ نے فوج کشی کی
 اور اس کو معظم خان خان نے شکست دی اور صوبہ کو تاج بہار اور آسام
 کو فتح کیا۔ اور کاشانی خان ناظم بنگالہ مقرر ہوئے اور انھوں نے
 ملک کا انتظام نہایت عدل اور انصاف سے کیا مسجدین مسافر خانے تعمیر کیے
 اور ملک کا خرچ بہت بڑھ گیا پھر شاکستہ خان نے استغفا دیا اسکی جگہ ابراہیم
 خان ناظم مقرر ہوئے یہ سست آدمی تھا اسکے وقت میں رحیم خان افغان
 نے کرمیندا کا نوکر تھا موقع پاکر فوج فراہم کی اور بغاوت کی اس لیے عالمگیر کے
 پوتے عظیم الشان بن بہادر شاہ نے بڑے لشکر سے مقابلہ کیا اور رحیم خان کو قتل
 کیا اور شہزادہ عظیم الشان صوبہ بنگالہ کا صوبہ دار ہوا اور دیوانی کا کام محمد افضل
 کے متعلق ہوا اور خان مذکور کی کوشش سے تیس لاکھ روپیہ سرکاری۔
 خزانے میں داخل ہوا اسکے بعد محمد بادی خان نے اس قدر خزانے کو بڑھا یا کہ چالیس
 لاکھ تک پہنچا۔ ہر گاہ عظیم الشان بیس و عشرت میں غافل تھا اُس نے
 اپنے بیٹے فرخ سیر کو بنگالہ میں جھوٹا اور دارا خلافت کی طرف روانہ ہوا۔

اثنائے راہ میں اپنے جد بزرگ کی وفات کی خبر سنی۔

عالمگیر نے سال ۹۷۶ھ میں قلعہ بیجا پور کو فتح کیا اور سال ۹۷۷ھ میں حیدر آباد دکن اور قلعہ گول کنڈہ کو فتح کیا اور سال ۹۷۸ھ میں قلعہ اودنی کے شہر بیدر سے پچائش کوس کے فاصلہ پر پہنچ گیا۔

سال ۹۷۹ھ میں سمجھا جی مرہٹہ کہ سیوا جی مرہٹہ کا بیٹا تھا اور فتنہ اور فساد برپا کیا تھا قتل کیا گیا سیوا جی کو عالمگیر نے سال ۹۸۰ھ میں قید کیا تھا لیکن وہ مغذور ہوا اور اپنے وطن میں بیوی بچہ بھر فتنہ و فساد برپا کیا اور اکثر ممالک اپنے تصرف میں لایا ان کی جگہ پونا اور ستارہ میں تھی یہ جگہ دکن میں ہے سال ۹۸۱ھ میں عالمگیر نے قلعہ بلسٹ گڑھ اور قلعہ ستارہ اور قلعہ بھڑونی کو دکن میں فتح کیا۔

سال ۹۸۱ھ میں عالمگیر بادشاہ اورنگ آباد میں مر گیا اور وہیں مدفون ہوا اسی عہد میں ملا شاہ بدخشی نے کہ داراشکوہ کے پیر و مرشد اور میان شاہ میر لاہوری قادری کے مرید اور خلیفہ تھے سال ۹۸۲ھ میں اور سردار منی نے کہ مرشد داراشکوہ کے تھے سال ۹۸۳ھ میں اور شیخ معصوم نے کہ شیخ احمد سرہندی کے بیٹے مرید اور خلیفہ اور بڑے عالم تھے سال ۹۸۴ھ میں اور غنی کشمیری نے کہ شاعر نازک خیال تھا اور شیخ محسن فانی کا شاگرد تھا سال ۹۸۵ھ میں اور سید نعمت اللہ تارنولی نے کہ عارف حق تھے اور سلطان شجاع کے پیر تھے اور مرزا صائب اور شیخ محمد محسن فانی نے کہ شاعر تھے سال ۹۸۶ھ میں اور میر محمد زمان تخلص راسخ نے کہ شاعر تھے سال ۹۸۷ھ میں اور حضرت عنایت اللہ لوری نے کہ عالمگیر بادشاہ کے پیر اور اپنے والد حضرت دیوان تاج الدین چشتی نوآبادی کے مرید اور خلیفہ تھے اور صاحب تصرف تھے سال ۹۸۸ھ میں اور ان کے معاصرانہ حضرت منور اللہ نوآبادی نے کہ خلیفہ اپنے والد کے اور مثل ان کے برگزیدہ تھے اور اس کتاب کے مؤلف

بین سلسلہ ہجری میں اور اسی سال خواجہ ناصر علی سرہندی نے کہ بڑے شاعر تھے اور حضرت سید دوست محمد نے سلسلہ حمین کہ خلیفہ حضرت سیدنا امیر ابو العلاء قدس سرہ کے تھے اور حضرت امیر نور العلاء نے کہ بیٹے اور خلیفہ حضرت امیر ابو العلاء کے تھے اور آپ کے دوسرے بیٹے اور خلیفہ نے جن کا نام امیر فیض العلاء تھا سلسلہ حمین اور آپ کے پوتے امیر تاج العلاء نے کہ اپنے والد امیر فیض العلاء کے تالیف تھے سلسلہ حمین انتقال فرمایا۔

حضرت سید دوست محمد کی پیدائش صوبہ برہان پور کے اطراف میں تھی۔ آپ نے علم ظاہر کی تحصیل دہلی میں کی بعد کمال علم ظاہر کے حق طلبی دل میں پیدا ہوئی۔ بنگالے کی طرف اس لیے نکل گئے وہاں حسب دل خواہ کوئی کام نہ نکلا حضرت سیدنا امیر ابو العلاء کی فیض سانی کا شہرہ سکر آپ کے پاس حاضر ہوئے اور کاپی کی معری بطور تحفہ کے لے گئے تھے وہ پیشکش کیا حضرت نے آپ کے آنے کا سبب دریافت کیا اور اسی روز آپ کو تلقین کی اور توجہ عینی سے آپ کا دل روشن کیا آپ باوجود معرفت کی مستی میں بخود رہے یہاں تک کہ نماز عصر اور مغرب قضا ہوئی صبح کو حضرت سے بیعت کی اور خلافت پائی برہان پور میں۔ اقامت کرنے کا حکم ہوا اُس پر بھی آپ کی صحبت میں اجازت لیکر ایک برس طغر رہے۔ بڑے مخصوصین سے ہوئے برہان پور میں آپ کا بڑا ارشاد ہوا مسافر شاہ کے تکیے میں آپ کا مزار ہے آپ کے ممتاز خلیفہ مسافر شاہ محمود شاہ اور حضرت شاہ فراد تھے آپ کی تصنیف سے یم کہانی اور ملفوظات سے لے کر مکتوبات سیدنا ابو العلاء ہے۔

ذکر قطب الدین شاہ عالم بہادر شاہ بن اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ اورنگ زیب نے اپنے بعد تین بیٹے وارث چھوڑے تھے اعظم شاہ

کہ صوبہ احمد نگر و کن کا دلی تھا۔ اور شاہزادہ کام بخش کہ صوبہ بیجا پور کے والی تھے اور قطب الدین معظم شاہ شاہ عالم بہادر کہ والی کابل تھا اور شاہزادہ محمد اکبر ایران میں باپ کی ناراضی سے بھاگا اور مر گیا اور سلطان محمد نے قلعہ گوالیار میں انتقال کیا اور پانچ بیٹان بھی تھے جن میں زیب النساء بیگم کہ بڑی عالمہ اور شاعرہ تھی ممتاز تھی۔

شاہزادہ اعظم شاہ نے صوبہ احمد نگر میں بارہ روز اپنے باپ کی وفات کے بعد حسب صلاح دہان کے امرا کے تاج شاہی سر پر رکھا اور اس کا جانشین ہوا۔ جب معظم شاہ نے یہ سنا کابل سے روانہ ہوا اور اس کے مقابلہ کو اعظم شاہ بھی روانہ ہوا معظم شاہ نے نامہ و پیام کیا کہ ملک تقسیم کر لیا جائے لیکن اعظم شاہ راضی نہ ہوا۔ اور درمیان دونوں کے دھول پور میں لڑائی ہوئی جس میں اعظم شاہ کو شکست ہوئی اور مارا گیا اور معظم شاہ بہ لقب شاہ عالم بہادر شاہ اگرہ میں بجائے باپ کے سلطانہ حسین جانشین ہوئے عظیم الشان بن معظم شاہ بھی کہ والی بنگالہ تھا اس وقت باپ کی مدد کو آگیا تھا شاہزادہ کام بخش والی بیجا پور بھی اپنے بھائی بہادر شاہ سے لڑ کر قتل ہوا اس وقت منعم خان بہ لقب خانان وزیر ہوا اور عمدہ و کالت کا اسد خان کو ملا اور عمدہ بخشی گری کا انکے بیٹے یعنی ذوالفقار خان کو بہ لقب امیر الامرا ملا بہادر شاہ عالم باطن اور ذی مروت تھا سلطانہ حسین مر گیا اسی سال حضرت شیخ محمد افضل الہ آبادی نے انتقال کیا یہ بزرگ بڑے عالم عارف اور شاعر تھے اور یہ حضرت سید محمد کاپلی کے خلیفہ تھے جو حضرت سیدنا امیر ابو العلاء کے خلیفہ تھے۔ انکا دائرہ الہ آباد میں مشہور ہے اور قاضی محب اللہ بہاری نے کہ سلم العلوم علم منطق میں اور سلم الثبوت علم اصول فقہ میں ان کی تصنیف سے ہے اور عالمگیر نے ان کو پہلے قاضی لکھنؤ پھر قاضی اورنگ آباد پھر قاضی

کابل مقرر کیا اور لقب فاضل خان کا دیا اور انھوں نے ثابت کیا کہ جملہ علوم نقلی تفسیر و حدیث وغیرہ بے علم اصول کے ہرگز نہیں آسکتا ۱۱۵ھ میں انتقال فرمایا۔

ذکر معزالدین جہاندار شاہ بن شاہ عالم بہادر شاہ

بعد مرگے شاہ عالم بہادر شاہ کے اسکے چاروں بیٹوں معزالدین جہاندار شاہ اور ربیع الشان اور خجستہ اختر جہان شاہ ایک طرف اور عظیم الشان میں لڑائی ہوئی اور عظیم الشان قتل ہوا پھر تینوں بھائیوں میں لڑائی ہوئی اور ذوالفقار خان نے عظیم الشان اور جہان شاہ کا کام تمام کیا۔ معزالدین جہاندار شاہ کو تخت پہنچایا ذوالفقار خان نے سلطان محمد کریم عظیم الشان کے بیٹے کو بھی قتل کیا اُس وقت شہزادہ فرخ سیر عظیم الشان کا دوسرا بیٹا کراچ محل بنگالہ میں تھا اپنے باپ کے مارے جانے کی خبر سن کر روانہ ہوا اور سید حسن علی خان والی صوبہ بہار سے موافقت کر کے فوج فراہم کی اور اسی ذریعہ سے سید عبداللہ والی الہ آباد سے موافقت کی اور دونوں کو ہمراہ لیکر اکبر آباد کی طرف بڑھا جہاندار شاہ نے یہ خبر سن کر اپنے بیٹے اعزالدین کے ساتھ لشکر روانہ کیا اور خود بھی تیغ سے روانہ ہوا مقام کجھوہ میں اعزالدین سے اور فرخ سیر سے مقابلہ ہوا اور سید اعزالدین کو شکست ہوئی اور مارا گیا اکبر آباد میں۔ جہاندار شاہ کو بھی شکست ہوئی اور وہ بھاگا اسکی سلطنت صرف گیارہ مہینے کے لیے تھی۔

ذکر محمد فرخ سیر شاہ بن عظیم الشان بن بہادر شاہ

محمد فرخ سیر بعد فتحیابی کے اکبر آباد میں تخت نشین ہوا اور وہاں سے شاہ جہان آباد پہنچا ذوالفقار خان کو قتل کیا اور اپنے بھائی ہمایوں نجبت اور اعزالدین کو قتل کیا اور سید عبداللہ خان قطب الملک کے لقب سے وزیر ہوئے اور ان کے بھائی سید حسن علی خان نے امیر الامرا کا لقب پایا اور

حسین علی خان کو صوبہ واردکن کا بنایا اور رقب نظام الملک کا دیا اور قاضی عبداللہ توری کو کہ جہانگیر نگر کا قضا یا رکھتا تھا خطاب خان خانان میر جملہ کا دیا میر جملہ نے سادات کا اختیار دیکھ کر حسد کیا اور بادشاہ سے تفرقہ ڈلوایا لیکن بادشاہ کی مان نے معذرت کی حسن علی خان نے راجہ راجپور پر فوج کشی کی اس نے خراج دینا قبول کیا اور لہنی بیٹی نزدیکی کہ فرخ سیر کے نکاح میں درآئی اور بڑا جشن ہوا لیکن سادات کے دل میں تفرقہ بڑھتا گیا یہاں تک کہ سال ۱۰۳۱ھ میں موقع پران لوگوں نے بادشاہ کو بے عزت کیا اور اندھا بنایا اور مقید کیا اور یہ سادات بارہ مرتبہ کے تھے۔

اسی عہد میں ملا شیخ احمد المعروف بہ ملا جیون جو پوری نے کہ عالمگیر کے استاد تھے اور تفسیر احمدی اور نور الالوارہ انھیں سے ہو اور قاضی تھے سال ۱۰۳۱ھ میں انتقال فرمایا۔

ذکر رفیع الدرجات و رفیع الدولہ بن رفیع الشان بن بہادر شاہ

بعد معزولی فرخ سیر بادشاہ کے سادات نے رفیع الدرجات بن رفیع الشان کو تخت نشین کیا لیکن وہ ہمیشہ بیمار رہتا تھا اور تین مہینے کے بعد مر گیا۔ تب اسکے بڑے بھائی رفیع الدولہ کو سادات نے تخت نشین کیا وہ بھی تین مہینے بعد مر گیا یہ لوگ برائے نام بادشاہ تھے کل امور سلطنت سادات بارہ مرتبہ کے ہاتھ میں تھا۔

ذکر ابو الفتح ناصر الدین محمد شاہ بن نجست اختر جهان شاہ بن بہادر شاہ۔

بعد رفیع الدولہ کے سادات عبداللہ خان وغیرہ نے محمد شاہ کو شاہ جهان آباد سے جہان دہ قید تھے اگر وہ سے طلب کر کے تخت پر بٹھلایا انکا نام اصل میں مرد شیر اختر تھا۔ ۱۰۵۰ھ اذیقہ سال ۱۰۳۱ھ ہجری میں تخت نشین ہوئے

داخل رہے کہ بعد وفات اوننگ زیب باخود ہا کے اختلاف کے باعث دکن میں تسلط و امن نہ رہا اور سیواجی مرہٹے کے در ثانی پھر زور کیا اور غارتگری کا شیوہ شروع کیا یہاں تک کہ اکثر ممالک ہند ان کے قبضہ میں آتے گئے اور تمام ہندوستان میں اس کے عہد سلطنت میں خلل آگیا۔

ابتداءے سلطنت میں محمد شاہ نے عقلندی اور ہوشیاری ظاہر کی یعنی سادات عبداللہ خان اور حسن علی خان کی دجوبی میں متعذر رہا لیکن قابو پا کر آخر میں ان دونوں سادات کو قتل اور شہید کرایا حسن علی خان صوبہ دار دکن میں۔ ۱۳۲۲ھ صوبہ دار سے محمد شاہ کے شہید ہوئے لیکن سید عبداللہ خان ۱۳۳۳ھ میں محمد شاہ سے لڑے اور آخر شہید ہوئے اور ان کو زہر دیا گیا ان سادات کو معظم شاہ یعنی بہادر شاہ نے صوبہ دار بہار اور الہ آباد کا مقرر کیا تھا۔ انھوں نے نہر طیسر گنج نہر شاہجہانی سے بنوائی، کوہ انکی یادگار ہوئی اور خلق اللہ انکو شہید بھکران کے مزار کی منزلت کرتے ہیں۔

محمد امین خان بعد معزولی سید عبداللہ خان کے وزیر ہوئے اور لقب اعتماد الدولہ کا پایا۔ لیکن ۱۳۳۵ھ میں وہ بھی مر گیا۔ اور اسکی جگہ عنایت اللہ خان وزیر ہوا اسی عرصہ میں نظام الملک اکثر ملک دکن کو اپنے تصرف میں در لایا محمد شاہ کی شادی فرخ سیر کی بیٹی سے ہوئی۔

اسی عرصہ میں تادر شاہ بادشاہ ایران نے شاہ البحر علی بن ہندوستان پر حملہ کیا پہلے قندھار پر قبضہ کیا پھر وہلی میں آیا اسوقت دو بڑے آدمیوں کے ہاتھ میں ملک کی حنان تھی ایک نواب آصف جاہ نظام الملک والی دکن اور دوسرے برہان الملک سادات خان والی افودہ۔

برہان الملک نے بسبب لقب امیر الامراء آصف جاہ نظام الملک کے

حسد کیا اور پردہ پردہ نادر شاہ کو اشتعال دی نادر شاہ نے دہلی میں آکر قتل عام کیا اور
بڑا خزانہ فراہم کر کے اور اپنے بیٹے کی شادی محمد شاہ کے خاندان میں کر کے اور
تخت طاووسی کو لیکر اور صوبہ قندھار کو داخل مالک ایران کر کے واپس گیا مگر سالہ
ہجری میں مارا گیا۔

ایک شخص احمد شاہ ابدالی کہ درانی افغان تھا نادر شاہ کے لشکر میں تھا اور
اس نے بعد قتل نادر شاہ کے اُس کے خزانے پر قابو پایا اور اس ذریعہ سے اپنی قوم
افغان کو فراہم کر کے تمام افغانستان پر یعنی کابل قندھار۔ غزنی۔ اور ہرات پر
قابض ہو گیا اور سات مرتبہ ہندوستان پر حملہ آور ہوا ایک مرتبہ محمد شاہ کے بیٹے
احمد شاہ نے اپنے لشکر حار سے سرہند میں اُس کو شکست بھی دی لیکن تاہم اُس کے
بعد کئی مرتبہ حملہ آور ہوا۔ اور پنجاب پر قابض ہو گیا سالہ ہجری میں۔
محمد شاہ مر گیا۔

اسی عہد میں جناب حضرت شاہ فرہاد قدس سرہ لے کہ بڑے عارف کامل
اور خلیفہ حضرت دوست محمد سید قدس سرہ کے تھے جو حضرت سیدنا امیر ابو الطاہر کے
خلیفہ تھے ۵ جمادی الاول کو ۱۱۵۰ھ ہجری میں اوران کے ممتاز خلیفہ میرا سدا اللہ
قدس سرہ نے ۲۵ جمادی الثانی کو ۱۱۵۰ھ ہجری میں اوران کے دوسرے ممتاز خلیفہ
حضرت مولانا برہان الدین خدائے سلا اللہ صہین اور حضرت مولانا امین اللہ
نوا بادی حبشی نے کہ خلیفہ اپنے والد بزرگ حضرت نور اللہ نوا بادی حبشی کے تھے
اور بڑے عالم اور عارف و عامل اور اس کاتب کے مورث تھے ۱۱۵۰ھ ہجری میں اور
شیخ خوب اللہ آبادی نے کہ داماد اور بیٹے اور خلیفہ حضرت محمد افضل الز آبادی کے
تھے ۱۱۵۰ھ صہین انتقال فرمایا۔

حضرت شاہ محمد فرہاد قدس سرہ ایک امیر زادے تھے آپ کے والد صوبہ

برہانپور کے حاکم ہو کر گئے تھے اور جناب سید دوست محمد قدس سرہ کے پاس واسطے دعا اپنی ترقی کے مع صاحبزادہ اپنے شاہ فرہاد قدس سرہ کے جایا کرتے تھے حضرت شیخ کی صحبت نے حضرت شاہ فرہاد کے دل میں اثر کیا تب آپ کے والد نے درخواست کی کہ یہ لڑکا آپ کی صحبت میں بہت حاضر رہتا ہے آپ اسکو اپنے پاس نہ آئے دین شاید آپ کی طرح یہ بھی دنیا کو نہ چھوڑ دے آپ نے جواب دیا کہ میں فقیر ہوں کمان کسی کو روک سکتا ہوں آپ خود انتظام کیجئے لیکن میں دیکھتا ہوں کہ آپ چاہتے ہیں کہ بادشاہ کے دربار میں دست بستہ یہ لڑکا حاضر رہے اور اللہ تعالیٰ نے مقدر کیا ہے کہ بادشاہ اس کے دربار میں دست بستہ حاضر ہو پھر چند روز بعد میں حضرت شاہ فرہاد کے والد دہلی کے صوبہ دار ہونے اور وہاں سے دہلی آئے تب بھی آپ نے اپنے پیر کی صحبت سے کنارہ کشی نہ کی بعد وفات اپنے پیر کے آپ دہلی میں تشریف لائے اور بڑے کالمین سے گذرے ہیں آخر میں آپ کا یہ حال ہوا کہ بادشاہ اکثر آپ کے مکان پر دست بستہ حاضر ہوتے اور دعا خیر اپنے حق میں چاہتے آپکو اس قدر بخودی غالب رہتی کہ آپ بستر چلے کوئی کھوئی ہوئی چیز تلاش کرتے ہیں جب لوگ پوچھتے کہ کیا چیز ڈھونڈتے ہیں تو کہتے کہ فرہاد کو ڈھونڈتے ہیں اور اکل و شرب آپ اپنے سے نہ چاہتے جب کوئی کھلاتا اور پلاتا تو کھانی لیتے اکثر لوگ ایک یا دو توجہ میں غرق دریا سے بخودی ہو جاتے اور اپنے مقصد کو پہنچنے آپ کے تصرفات بہت ہیں۔

آپ کے دو خلیفہ ممتاز ہیں ایک حضرت امیر اسد اللہ قدس سرہ کہ آپ کی جگہ پر دہلی میں جانشین ہوئے اور ایک عالم کو سیراب کیا اور دوسرے ممتاز خلیفہ آپ کے حضرت مولانا برہان الدین خداما قدس سرہ ہیں جن سے آپ کے نواسے حضرت رکن الدین عشق قدس سرہ کو فیض پہنچا ہے۔ اور عظیم آباد پٹنہ میں ان کا

مزار ہو آپ کے سواے ایک لڑکے اور ایک لڑکی کے اور کوئی اولاد نہ تھی اور آپ کا مزار دہلی میں ہے۔

حضرت میر اسد اللہ قدس سرہ کہ مرید اور خلیفہ حضرت شاہ فرہاد قدس سرہ کے تھے ایام جوانی میں بادشاہ کی حضوری کے نوکرتھے اور اپنے طریقت کے کاموں کو نہایت پوشیدہ طور سے انجام دیتے تھے یہاں تک کہ کوئی نہیں جانتا تھا اور آپ کی نسبت استغراقیہ تھی۔ یعنی بخودی کی اس سبب سے جو شخص آپ کے پائین رہتا اس پر بخودی اور بدحواسی غالب رہتی بادشاہ اپنے نوکروں کو اس بخودی اور بدحواسی میں دیکھ کر متعجب رہتا آخر اس کو سبب معلوم ہوا اور آپ کی بزرگی کا قائل ہوا آپ کے منصب میں اضافہ کیا اور آپ سے کام لینا چھوڑ دیا جب آپ کو یہ معلوم ہوا آپ نے ترک منصب کیا اور توکل اختیار کیا اور شبانہ روز یاد الہی میں مصروف رہتے اور اکثر تنہائی میں بسر کرتے دو حبشی آپ کی حالت وجد میں حاضر آئے اور آپ نے ان کی طرف نظر توجہ سے دیکھا لیکن ان پر کچھ اثر نہ ہوا تب آپ نے ایک پتھر کی طرف دیکھا اور وہ پتھر پھٹ گیا بعد افاقہ کے آپ نے اسے کہا کہ تمہارا دل پتھر سے بھی زیادہ سخت تھا آپ کا انتقال ۲۵ جمادی الثانی ۷۵۰ھ بمصر میں ہوا آپ دہلی میں مدفون ہیں۔

حضرت مولانا برہان الدین خدائے قدس سرہ حضرت شاہ فرہاد قدس سرہ کے ممتاز خلیفہ ہیں حضرت رکن الدین متخلص بہ عشق سنے کہ آپ کے مرید اور ممتاز خلیفہ اور حضرت شاہ فرہاد قدس سرہ کے نواسے تھے یوں تحریر فرمایا ہے کہ آپ کی پیدائش کی جگہ قصبہ گویا مٹو ہے کہ اس بندین پور میں ہو اور نشوونما اور تحصیل علم ظاہری اور باطنی کی شاہجہان آباد میں کی اور بعد میر اسد اللہ قدس سرہ کے سند ہدایت اور ارشاد پر رونق بخش رہے جب آپ کو علم ظاہر

کی تحصیل سے فراغت ہوئی اور آپ کے علم کی شہرت پھیلی عالم گیر بادشاہ کا خواجہ سرا
کہ منصب سترہ ہزاری رکھتا تھا آپ کی شاگردی میں در آیا اور شرح ضیائی پڑھنا تھا
اسی زمانے میں آپ کو تصوف کی کتابوں کا شوق ہوا اور ان کو مطالعہ فرمایا کرتے تھے
عثنوی مولانا سے رومی و فصوص الحکم وغیرہ کے اور اس سے آپ کے دل میں
اشتیاق اس علم کی تحصیل کا پیدا ہوا اور اولیاء اللہ کے دیکھنے سے جن کے بارے
میں قول مشہور جند من جنود اللہ وارد ہے ذوق بھڑکا۔

حاصل کلام اسی درمیان میں وہ خواجہ سرا بد مزہ ہوا۔ اور اس کے مصاحبوں سے
ایک دن کہ جنگا نام میرا حمد علی تھا ایک روز پانی کا آنچورہ لائے اور کہا کہ اسکو ایک
درویش صاحب دل سے دم کرا کر لایا ہوں اسکو اعتقاد کے ساتھ نوش کیجئے اور
اللہ تعالیٰ کی فات سے اُمید قوی ہو کہ صحت ہو چونکہ حضرت مولانا برہان الدین
قدس سرہ کو صاحب دل کی ملاقات کا اشتیاق تھا اس صاحب دل کا حال میرا حمد علی
سے پوچھا۔ اور کہا کہ اس دنیا کے حصول کے لیے تم نے کیوں دردنگوئی اور خوشاند
کی اُسے جواب دیا کہ میں انہی بات میں سچا ہوں اور اگر آپ کا دل اس کی تحقیقات
کا جوہان ہو تو میں مقابلہ کروں گے کو حاضر ہوں ان باتوں سے آپ کو مقصود ان بزرگ
کی زیارت تھی اس لیے آپ اس صاحب دل کی خدمت میں جانے کو آمادہ ہو گئے
اور دونوں آدمی جناب حضرت شاہ فرہاد قدس سرہ کے مکان پر حاضر ہوئے
اتفاقاً اس رات کو آپ تمام شب بیدار تھے اور دن کو واسطے استراحت کے حویلی
میں تشریف لے گئے تھے شیخ پیر محمد نے کہ آپ کے عزیزوں سے تھے حضرت کے
ساتھ ملاقات اور گرمجوشی کی اور صورت حال عرض کی لیکن کہا کہ مکن سے کہ
آپ کے آنے کی خبر اندرونی حویلی میں بھیج دوں لیکن آپ کا اُس وقت آنا تکلیف
سے خالی نہوگا اس سبب سے آپ مع میرا حمد علی کے واپس آئے اور ملاقات ہوئی۔

استغناء مشوقی پر محمول کیا اور سمجھا کہ بیان سے کچھ مقدربے اور دیر ہونے سے اشتیاق بڑھا۔ دوسری مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ حضرت موصوف اپنے مرشد کے عرس میں گئے تھے اس روز بھی ملاقات نہوئی اور اشتیاق دو بالا ہوا تیسری مرتبہ کے جانے میں حضرت مذکور کی زیارت سے آپ مشرف ہوئے اگرچہ احتیاج بیان کی نہ تھی لیکن حسب عادت اس عالم کے حضرت نے آپ سے سبب آنے کا پوچھا اور آپ نے اپنا مدعا حصول علم باطنی کا بیان فرمایا حضرت فرما دے سرہ نے سمجھا کہ آپ ذی علم ہیں اور پوچھا کہ آپ نے نتیجہ کیا سمجھا اور اللہ کا دیدار کس رنگ میں چاہتے ہیں آپ نے فرمایا کہ اسکا دیدار از دوسے شریعت کے اس عالم میں ناممکن ہے لیکن متصوفین کے نسبت بیعت کا حصول لکھا ہے وہی چاہتا ہوں اور کشف و کرامت کی خواہش نہیں ہے تب حضرت مذکور نے یہ سکر فرمایا کہ سلوک کی راہ میں قلت طعام۔ قلت مقام۔ قلت کلام۔ قلت صحبت با اہلکار شرط ہے آپ نے فرمایا کہ یہ سب کام مجھے نہیں ہوتا مجھ میں صرف ایک درد و طلب ہے اور آتش شوق ہمیشہ شعلہ زن ہے حضرت موصوف نے کہا کہ دینے اور دہش میں اس عاجز کو کچھ اختیار نہیں جو مقدر ہوگا ملے گا یہ لکھا آپ مکان میں تشریف فرما ہوئے جب آپ جانے لگے میرا سدا اللہ قدس سرہ نے کہ آپ سے نو مینے پیشتر سے فیضیاب تھے کما صبح کو حضرت شیخ کی بزم کا وقت مراقبہ کے تصور کیجئے گا اور اس سے یہ حال ہوا کہ آپ پر بخودی طاری ہوئی جب پھر حاضر ہوئے جمعہ کا روز تھا حضرت موصوف خبر شکر تشریف لائے اور توجہ فیض بخشی کے ہوئے آپ کے دل میں بقراری پیدا ہوئی اور بڑی سوزش آئی یہاں تک کہ سکر حقیقی غالب آیا اور آپ بڑے کا ملین سے ہوئے آپ کے خلفاء کھن پورب اور خیاب میں بدتون فیض بخش رہے آپ کی نسبت آگنی کی تھی۔ آپ کے ممتاز خلفاء حضرت شاہ عزت اللہ قدس سرہ

اور حضرت رکن الدین عشق قدس سرہ تھے۔

ذکر مجاہد الدین ابوالنصر احمد شاہ بن محمد شاہ

احمد شاہ اپنے باپ کی وفات کی خبر پائی بت میں شکر شاہجہان آباد میں آیا اور تخت نشین ہوا اور ابو منصور خان صفدر جنگ کو وزیر بنایا احمد ابدالی نے تیسری مرتبہ لاہور پر فوج کشی کی اور وہاں کے صوبہ دار معین الملک نے چار محال دے کر صلح کر لی جو تھی مرتبہ احمد ابدالی نے ہندوستان کا قصد کیا معین الملک نے مقابلہ کیا چار مہینے لڑائی رہی معین الملک کو شکست ہوئی احمد ابدالی نے معین الملک کے ساتھ سلوک کیا اور اسکو اپنی طرف سے نائب مقرر کیا اور ملتان اور لاہور تک ہندوستان کی سلطنت سے نکل گیا عماد الملک غازی الدین خان نے ہو لکر بلہار اور مصنام الدولہ کو موافق کر کے احمد شاہ کو مع اسکی مان کے دسویں شعبان کو ۱۱۷۷ھ میں مقید کیا اور وزارت کا دعویٰ کر کے عزیز الدین عالمگیر ثانی کو تخت نشین کیا اور اسکی سلطنت سات برس رہی۔

ذکر عزیز الدین محمد عالمگیر ثانی بن جہاندار شاہ بن شاہ عالم بہادر شاہ

عماد الملک نے محمد عالمگیر ثانی کو تخت بہر ٹھہلا کر بالکل نظام سلطنت اپنے ہاتھ میں لیا اور شاہزادہ عالی گوہر کو مع دوسرے امرا کے ساتھ لیکر واسطے چھین لینے علاقہ پنجاب کے ہاتھ سے گماشتگان احمد ابدالی کے روانہ ہوا اور لودھیانہ میں پہنچ کر ایک خط اپنے مامون معین الملک کو بہ طلب اپنی منسوبہ اس کی بیٹی کے روانہ کیا اسے اس لڑکی کو مع جہیز وغیرہ حوالے کیا تب لڑکی کی مان کو بھی طلب کیا اور یہ اسے پر زبردستی لے آیا اور آدینہ بیگ خان کو صوبہ لاہور کا والی مقرر کیا اور احمد شاہ ابدالی نے اس گستاخی کو شکر غصہ کیا اور پانچویں مرتبہ لاہور میں پہنچا اور آدینہ بیگ خان بجاگا اور ابدالی وہاں سے شاہجہان آباد میں پہنچا

اور عالمگیر ثانی سے ملاقات کر کے لوٹ کے مال کی طرف دست درازی کی۔ اور ایک سینارہ کراپے بیٹے تیمور شاہ کی شادی عالمگیر ثانی کی بیٹی سے کر کے سوچ مل جاٹ کی تنبیہ کو روانہ ہو قلعہ بلم گدھ اور تمہرا کے آدمیوں کو قتل اور غارت کیا۔ لیکن لشکر میں واپس آنے سے بھرپوری میں آیا اور محمد شاہ کی بیٹی کو اپنے عقد نکاح میں لایا اور لاہور پہونچ کر اپنے بیٹے تیمور شاہ کو وہاں کا والی مقرر کیا اور خود قندھار پہونچا۔ اسی زمانے میں انگریزوں کی کمپنی نے کہ کلکتہ اور اس کے اطراف میں تجارت کرتی تھی بد نظمی کے باعث اقتدار پیدا کر کے ناظم بنگالہ سے مقابلہ کیا اور پلاسی میں لڑ کر اس صوبہ پر قابض ہو گئے اگر احمد ابدالی تک یہ خبر پہونچتی اور وہ پورب کا قصد کرتا تو تاریخ ہندوستان کی بدل جاتی۔ بعد جانے احمد شاہ ابدالی کے عماد الملک نے قوم مرہٹہ کو کہ بعد انتقال اورنگ زیب کے اقتدار پیدا کر کے بہت جلد اکثر حصوں پر دھن اور وسط ہندوستان کے قابض ہو گئے تھے طلب کر کے شاہ جہان آباد کا محاصرہ کیا پینتالیس روز بعد مصالحت ہو ا اور نجیب الدولہ جس کو احمد ابدالی نے وزیر مقرر کیا قلعہ سے نکل کر کے سہارنپور کو گیا اور عماد الملک پھر سلطنت پر حاوی ہو گیا چونکہ بادشاہ اس کی طرف سے مطمئن نہ تھا اس لئے شاہزادہ علی گہر کو ہانسی وغیرہ جاگیر میں دے کر ڈرے بھاری لشکر کے ساتھ روانہ کیا عماد الدولہ نے بادشاہ کو قابو میں کر کے شاہزادہ کے نام سے طلبی کا رقعہ لکھوایا اور جب آیا قلعہ میں داخل نہ ہونے دیا علی موافقت کی حویلی میں فرود کیا اور قید کرنے کے لیے دس ہزار آدمیوں سے اس مکان کا محاصرہ کیا شاہزادہ نے ایک طرف کی دیوار توڑ کر اپنے ساتھیوں سے مقابلہ کیا اور بڑی دلیری دکھائی اور بہتوں کو مارا اور سہارنپور پہونچا اور وہاں سے اودھ گیا۔ شجاع الدولہ نے کہ اودھ کا

حاکم تھا۔ استقبال کیا اور تدرگزرانی وہاں سے الہ آباد آیا۔ عماد الدولہ کو اس باعث سے نجیب الدولہ اور شجاع الدولہ سے عداوت تھی اسلئے مرہٹوں سے اتفاق کر کے نجیب الدولہ پر فوج کشی کی نجیب الدولہ نے جارہینے تک مقابلہ مرہٹوں کا کیا اور جب شجاع الدولہ کو معلوم ہوا اُس نے بھی لکھنؤ سے آکر مرہٹوں کو قتل کیا اور شکست دی۔ اور شجاع الدولہ کو فتح اور فیروزی نصیب ہوئی تب سعد اللہ خان اور حافظ رحمت خان اور دونوں سے خان افغان شجاع الدولہ سے ملے لیکن شجاع الدولہ نے باوجود فتحیابی کے احمد شاہ ابدالی کے آنے کی خبر مسکرمہٹوں سے صلح کر لی اور لکھنؤ کو واپس گیا چونکہ عماد الملک کو بادشاہ کی طرف سے اطمینان نہ تھا اس لیے پہلے اپنے مامون انتظام الدولہ کو قتل کیا پھر بادشاہ کو قتل کر کے لاش دریا میں ڈالی اور بروز پچشنبہ ۸ ربیع الثانی کو سلا اللہ ہجری میں محی السنہ بن کام بخش بن اورنگ زیب کو تخت نشین کیا اور لقب شاہجہان کا دیا عالمگیر ثانی نے پانچ برس اچھے معینے سلطنت کی۔

اسی حمد میں سراج الدین علی خان تخلص بہ آرزو نے کہ خاندان شاہی سے تھا اور حکومت بعض علاقہ کی بادشاہ کی طرف سے رکھتا تھا اور فارسی اور اردو کا بڑا نامی شاعر تھا ۱۱۶۹ھ میں انتقال کیا اور سید محمد یوسف واسطی بگرامی نے کہ بڑے عارف اور عالم اپنے نانا حضرت سید عبد الجلیل بگرامی کے مرید اور خلیفہ۔ اور اردو۔ فارسی اور عربی کے بڑے شاعر تھے اور حضرت سید شاہ محمد یسین۔ داتا پوری قدس سرہ نے کہ ولی اللہ اور عارف کامل تھے ۱۱۷۲ھ ہجری میں انتقال فرمایا۔

حضرت سید شاہ محمد یسین قدس سرہ داتا پوری بیٹے حضرت سید شاہ محمد باصر قدس سرہ کے تھے اور خلیفہ اور نو اسے حضرت سید جہانگیر صوفی داتا پوری قدس

سرڈ کے تھے آپ کے خاندان کے بزرگان نانہالی اور دادہالی دونوں طرف سے
اکابر و ن سے تھے آپ کا جدی نسب حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ملتا ہے
اور وہ یونان پر حضرت سید شاہ محمد لیسین بن سید محمد باقر بن سید حسینی بن
سید اولیا بن سید صدر جہان بن سید قطب الدین بن سید ثودی کاوی
بن سید جلال کاوی بن سید محمد کاوی بن سید جمال کاوی بن سید
علاء الدین بن سید تاج بن سید اسماعیل بن سید اسحاق لاہوری بن
سید داؤد بن سید یعقوب لاہوری بن سید یوسف طوسی بن سید عبداللہ
بن سید حسن بن سید ابوالقاسم بن سید ابراہیم مدنی بن سید اسماعیل بن
سید حسین بن سید علی رضا مدنی بن سید جعفر خراسانی بن سید محسن بن
سید ہاشم بن سید امام عبداللہ بن حضرت امام محمد باقر بن حضرت
امام زین العابدین بن حسین بن علی کرم اللہ وجہہ اور نانہالی نسب حضرت
امام علی رضا بن موسی کاظم سے ملتا ہے اور وہ یونان سے حضرت سید محمد لیسین بن موسی
حضرت میر سید محمد بن سید جہانگیر بن سید اکبر بن قاضی عماد الدین بن
قاضی سید بڑے بن سید عالم بن سید ابوالفتح بن سید میر بن سید محمد بن
سید زین العابدین بن سید مبارک بن سید علی شیر جاجیری بن سید
علی اکبر بن سید علی اصغر بن سید عبداللہ بن سید زین العابدین بن سید محمد
بن سید نوح بن سید ابراہیم بن سید زین العابدین بن سید عبدالطلب
بن حضرت امام علی موسی رضا بن امام موسی کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد
باقر بن امام زین العابدین۔

حضرت سید شاہ محمد لیسین قدس سرڈ کے اجداد کرام سے حضرت سید شاہ اسحاق
لاہوری قدس سرڈ تھے کہ حضرت ابوالنصر بن عبدالرزاق بن سیدنا

شیخ عبدلہ نقاد و حبیلانی کے خلفاء عظام سے تھے اور ان کے بعد کے اجداد سے حضرت سید محمد گیسو دراز کا پبی تھے کہ حضرت نصیر الدین چلغ دہلوی کے خلفاء سے تھے اور شہر کالپی میں مدفون ہیں اور یہ علاوہ ان کے ہیں کہ دکن میں مقام گلبرگہ میں مدفون ہیں اور ان کے والد حضرت سید جمال کالپی خلیفہ حضرت سلطان جی نظام الدین بدایونی رضی اللہ عنہ کے خلفاء سے تھے اور ان کے والد حضرت سید علاء الدین خلیفہ حضرت بابا فرید شکر گنج کے تھے اور ان کے والد حضرت سید تاج خلیفہ حضرت قطب الدین بختیار کاکی کے تھے اور ان کے والد حضرت سید اسماعیل لاہوری خلیفہ حضرت خواجہ معین الدین حسن بھری کے تھے۔ آپ کے والد حضرت سید محمد باصر قدس سرہ اپنے آبائی سلسلہ چشتیہ میں کہ حضرت سید محمد کالپی سے نسلاً بعد نسل ملتا ہے۔ اپنے والد کے مرید اور خلیفہ تھے۔

آپ کے اجداد سے حضرت سید قطب الدین۔ قدس سرہ بھی تھے کہ ابراہیم شرقی کے وزیر تھے اور یہ ابراہیم شرقی جو نیور کا بادشاہ تھا اور سید قطب الدین کے بیٹے۔ حضرت سید صدر جہان والی بنگالہ داؤد شاہ کے وزیر تھے۔

حضرت سید صدر جہان اکبر آباد میں مدفون ہیں اور سید قطب الدین اور ان کے بھائی حضرت بچول شاہ قدس سرہ شہر عظیم آباد پشہ محلہ کچوری گلی میں مدفون ہیں۔ آپ کے اجداد فاسد سے حضرت قاضی سید عبدالفتاح عرف سید بڑے تھے کہ نور الدین جہانگیر بادشاہ کے عہد میں برگنہ بھلواری کے قاضی مقرر ہوئے تھے اور سکونت دانا پور میں محلہ بھلواری میں کہ اس نام سے محلہ شاہ صاحبان کے مشہور ہے اختیار کی۔ ان کو لوگ قاضی بڑے بھی کہتے تھے اور اس محلہ میں پہلے سے بھی شرفا رہتے تھے کیونکہ حضرت مخدوم شعیب قدس سرہ نے کہ ابن عم اور خلیفہ حضرت مخدوم الملک شرف الدین احمد بہاری رنہ کے تھے تحریر فرمایا ہے کہ میں میر سے شیخ پورہ چلنے میں دانا پور میں مقیم ہوا اور عزیزوں کے

دیوار سے دل خوش کیا آنحضرت عہدہ قضا کئی پشت مابعد میں بھی اسی خاندان میں رہا اور اسکے بعد خاندان نبی پور پھلواری میں آیا اور آپ کے نانا حضرت سید محمد جہانگیر قدس سرہ بڑے عارف کامل تھے اور اپنے آبائی سلسلہ چشتیہ میں اجازت اور خلافت رکھتے تھے چونکہ حضرت سید شاہ محمد حسین قدس سرہ اپنے جد فاسد کی آغوش شفقت میں پرورش پائی اجازت و خلافت انھیں سے ملی اور بڑے کاملین سے گزرے ہیں اکثر باتیں بطور پیشین گوئی کے فرماتے اور اسکا ظہور ہوتا۔

آپ کے والد حضرت سید محمد باصر قدس سرہ معظم شادین عالمگیر شاہ کے اراکین خاص سے تھے ایک عمر ان کے ساتھ بسر کی پھر اتفاق علیحدگی کا ہوا جب معظم شاہ بادشاہ ہوا ان کو وزیر مقرر کیا لیکن بسبب پیری کے معذرت کی تب اس نے صاحبزادے کو عہدہ وزارت پر سرفراز کیا لیکن چونکہ عمر کم تھی اور جد فاسد کے عزیز تھے انھوں نے جانے نہ دیا اور صغیر سی کی معذرت لکھی۔

آپ ہی کے اجداد فاسد سے حضرت میر سید علی شیر خا جیری شہید تھے کہ بہار میں مدفون ہیں اور ان لوگوں کا بادی نسب حضرت غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی سے بھی حضرت عبدالرسول داتا پوری کے ذریعہ سے ملتا ہے اور عجیب کیا کہ یہی بزرگان حضرت مخدوم شعیب کے وقت میں موجود ہوں۔

ذکر ابوالمظفر جلال الدین محمد علی گہر شاہ عالم بادشاہ بن عالمگیر ثانی

شہزادہ محمد علی گہر نے اپنے باپ کی شہادت کی خبر موضع کھولی میں سنی اور جنت نشین ہوا لقب شاہ عالم کا لیا۔ وزیر الدولہ کو سفیر مقرر کر کے احمد شاہ ابدالی کے پاس بھیجا اور پنجپلہ الدولہ والی سہارنپور اور شجاع الدولہ والی اودھ کو غلٹ سے سرفراز کیا اور اللہ پر بھروسہ کر کے کامیابی کا منتظر تھا کہ کامگار خان غرہ مع اقوام بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بادشاہ سے انعام پایا۔

بعد جانے احمد شاہ ابدالی کے آدینہ بیگ خان کے اغوا سے سکھ اور مرہٹوں نے اتفاق کر کے تیمور شاہ بن احمد ابدالی کے بیٹے کو لاہور سے نکالا اور قوم مرہٹہ ملتان تک مسلط ہو گئی اس لئے موافق استدعا شاہ عالم کے احمد شاہ ابدالی نے چھٹوین مرتبہ ہندوستان کا قصد کیا اور دریائے اٹک کو عبور کیا اس خبر کو شکر مرہٹے دہلی کی طرف واپس آئے اور احمد شاہ شاہجہان آباد کی طرف بڑھا۔ راہ میں پانی پت کے میدان میں دونوں طرف کے لشکر مقابل ہوئے مرہٹوں کے بادشاہ پیشوا اکلانے تھے اس کا بیٹا راؤ بجاؤ اس لشاکا افسر تھا ایک لاکھ آدمی موٹوں کی طرف سے تھے اور تیس ہزار احمد ابدالی کے لشکر میں تھے اور نجیب الدولہ اور شجاع الدولہ دس ہزار آدمیوں سے احمد ابدالی کی مدد میں آئے سخت لڑائی ہوئی راؤ بجاؤ قتل ہوا مرہٹوں کو ایسی شکست ہوئی کہ پھر سر نہ اٹھا سکے اور ہو لکڑ اور سینہ حیا پونا کی طرف بھاگے احمد شاہ دہلی میں پہونچا ہند کی سلطنت شاہ عالم کے واسطے قائم کی اور اس کے بیٹے شاہزادہ جوان بخت کو نائب شاہ عالم مقرر کیا اور شجاع الدولہ کو وزیر اور نجیب الدولہ کو امیر الامرا مقرر کیا اس وقت تک شاہ عالم پورب میں تھا اور احمد ابدالی لاہور میں واپس آیا اور وہاں اپنی

طرف سے حاکم مقرر کر کے قندھار کو واپس گیا اور شجاع الدولہ اودھ کی طرف گیا شاہ عالم عظیم آباد پٹنہ سے بنارس گیا اور شجاع الدولہ وہاں ملازمت میں حاضر ہوا اور وہاں سے دونوں دارالسلطنت کو گئے اور کالپی وغیرہ کو مرہٹوں کے خالی کر کے اپنے نائب مقرر کیے اور ۱۷۵۵ء ہجری میں خلعت وزارت کی شجاع الدولہ کو بخشی اور اس کے بیٹے مرزا امانی کو داروغہ علی خاص سے سرفراز کیا اور سورج مل جاٹ بوجھ جانے احمد شاہ کے نجیب الدولہ اور شہنشاہ جوان بخت کو دست بھکر اور اکبر آباد کے قلعہ سے سازش کر کے اس پر قابض ہو گیا اور قوم سکھ نے احمد شاہ ابدالی کے نائب کو قتل کر کے جہاننامے کو لاہور میں حاکم مقرر کیا اس خبر کو شہزادہ احمد شاہ ساتوین مرتبہ ہند میں آیا سکھ سب قریب ڈولاکھ آدمیوں کے سر ہند میں بھاگے وہیں ہوٹل قریب سین ہزار سکھوں کو قتل کیا اور بہت اسباب لوٹ کا احمد شاہ کے ہاتھ آیا لیکن خراسان کی بد نظمی کی خبر شکر فوراً ہی وہاں روانہ ہوا اس سبب سے لاہور ملتان اور ٹھٹھہ کا پورا ہندوستان نہ کر سکا اور ان جگہ ن بے سکھ پیر قابض ہو گئے کشمیر بھی عبداللہ خان نے احمد شاہ ابدالی کا سردار تھانچ کیا تھا اور سکھ جیون سنگھ اور خواجہ کنجک کو وہاں بھجھوڑ کر چلا آیا تھا لیکن سکھ جیون نے خواجہ کو قتل کیا اور حاوی ہو گیا اس کی اسدا کو احمد ابدالی نے لورا الدین کو بھیجا اور اس نے سکھ جیون کو قید کیا اور وہی وہاں کا حاکم رہا پھر لاہور اور ملتان کے سکھوں نے کشمیر کو دخل کیا اور رعیت سنگھ کے قبضہ میں بعد انتقال احمد ابدالی کے در آیا احمد ابدالی کا انتقال ۱۷۵۷ء ہجری میں ہوا جب کہ شاہ عالم اپنے باپ کی حیات میں تھے ان کو خبر ملی کہ انگریزوں کی پنی کہ گتہ میں تجارت کرتی تھی اور علی وردی خان ناظم ہنگالہ کے حکم سے وقت فساد مرہٹوں کے کارخانے کی کوٹھی

کے گرو و حص بنایا تھا اور اس کے بعد اسکے نانی سراج الدولہ ناظم بنگالہ سے لیکر
صوبہ بنگالہ برتاوی ہو گئے اور میر قاسم علی ناظم بنگالہ کا تعاقب پٹنہ تک کیا ہے اس سبب
سے شاہ عالم والی پٹنہ کی مدد کو گئے۔ لیکن قبل پہنچنے کے انگریز قابض ہو چکے تھے
اس لیے واپس آئے اور شجاع الدولہ سے ملائی ہو کر میر قاسم علی خان کی مدد
کو دونوں صاحبان مقام بکسر میں آئے اور بکسر کے قلعہ میں کہ اب تک وہ
موجود ہے مقیم ہوئے صاحبان انگریز جنھوں نے سال ۱۷۵۷ء میں مطابق ۱۷۵۷ء کے
پلاسی میں سراج الدولہ پر قہیاب ہوئے اور سال ۱۷۵۷ء میں میر قاسم علی کو کہ داماد۔
میر جعفر علی خان کا تھا پٹنہ میں شکست دی تھی لارڈ کلارک کے زیر حکومت بکسر میں
بادشاہی لشکر سے مقابل ہوئے اور سال ۱۷۵۷ء ہجری میں مطابق سال ۱۷۵۷ء عیسوی کے
شجاع الدولہ کو شکست دی شجاع الدولہ اودھ کی طرف فرار ہوا اور
شاہ عالم نے جب دیکھا کہ شجاع الدولہ کو شکست ہوئی انگریزوں سے صلح کا
پیغام کیا اور بنگالہ بہار۔ اور اڑیسہ کی دیوانی بلکہ کل تحصیل وصول عدالت
نوبدار ہی بھی حوالہ کیا اور جو بیس لاکھ سالانہ خراج مقرر کیا اور چالیس ہزار
سالانہ ناظم بنگالہ کے اخراجات کے واسطے مقرر ہوا۔ پھر سال ۱۷۵۷ء میں
انگریزوں کی مدد سے مرہٹوں کو کاپی وغیرہ سے نکالا اور اسی سال سے
انگریزی عملداری ہندوستان میں کھنچا جائیے۔
مرزا جعفر علی خان نے قلعہ اکبر آباد کو جاٹ سے چھین لیا اس لیے انکو لقب
ذوالفقار الدولہ کا ملا۔

اسی حالت بد نظمی میں دکن میں ایک صوبہ میسور ہے جہاں کا راجہ ہندو تھا
اسکا افسر لشکر ایک شخص حیدر علی تھا اس نے اقتدار پا کر راجہ کو مح اہل و عیال
قید کیا اور خود وہاں کا بادشاہ ہو گیا سال ۱۷۵۷ء ہجری میں یہ واقعہ ہوا اس نے

کرنا ملک کے ذاب محمد علی بن نور الدین سے بھی جس کے علاقہ میں شہر مداس واقع ہے جہاں انگیز قابض تھے مگر اندیش کی جس کی وجہ سے انگیزوں سے اور حیدر علی سے برابر نزاع رہی اور بڑے بڑے معرکے پیش آئے جس میں اکثر حیدر علی کامیاب رہا یہ شخص ۹۵۰ھ ہجری میں مر گیا اور اس کی جگہ اسکا بیٹا بیو سلطان جانشین ہوا اور وہ بھی برابر انگیزوں سے لڑا آخر شہر ہانتک کہ ۱۲۳۰ھ میں انگیزوں کی لڑائی میں شہید ہوا اور انگیزوں نے صوبہ میسور کو راجہ قدیم کے خاندان میں حوالہ کیا۔

۱۲۳۱ھ ہجری میں شاہ عالم نے ۹۴ برس سلطنت کر کے انتقال کیا لیکن سوقت صرف نام بادشاہی کا رہ گیا تھا۔ شاہ عالم کے بعد لگے بیٹے۔

معین الدین محمد اکبر شاہ ثانی بن شاہ عالم
شاہ جہان آباد میں جانشین ہوئے اور ۱۲۳۵ھ ہجری میں انتقال کیا ان کے بعد ان کے بیٹے۔

ابو ظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بن محمد اکبر ثانی بن شاہ عالم

دہلی میں جانشین ہوئے ۲۹ ستمبر ۱۲۵۰ھ قمری اور ۱۷ برس بعد جب ۱۲۷۹ھ میں تھک ہوا یا انگیزوں نے ان کو قید کر کے رنگون میں بگا لکھیا جہاں وہ مر گئے اور خاندان تیموریہ کی حکومت ختم ہو گئی یہ بادشاہ اُردو کا شاعر اور فقیر دل تھا۔ اسکا تخلص ظفر ہے اور دیوان ظفر مشہور ہے اسی شاہ عالم کے دور حکومت میں شیخ محمد علی حزین نے کہ فارسی کا شاعر خوش کلام تھا بنارس میں ۱۲۸۰ھ ہجری میں اور حضرت مرزا مظہر جاننادر دہلوی قدس سرہ نے کہ عارف حق اور عالم اور شاعر خوش کلام تھے ۱۲۹۰ھ میں اور اسی سال حضرت خواجہ میر درد نقشبندی دہلوی قدس سرہ نے کہ عارف حق اور اُردو اور فارسی کے شاعر شیریں بیان تھے

اور اسی سال حضرت شاہ محمد منعم عظیم آبادی قدس سرہ نے کہ اولیاء کبار سے
تھے اور حضرت میرا سدا اللہ قدس سرہ کے خلیفہ تھے انتقال فرمایا اور شاہ
ولی اللہ محدث دہلوی لے کہ بڑے عالم محقق اور عارف تھے ۱۱۷۶ھ ہجری میں اور
میر غلام علی آزاد بگرامی لے کہ بڑے عالم محقق عارف اور شاعر تھے ۱۱۷۶ھ ہجری میں
اور مولانا خیر الدین دہلوی چشتی نے کہ اولیاء کبار سے تھے ۱۱۹۹ھ ہجری میں اور
حضرت رکن الدین عشق دہلوی عظیم آبادی نے کہ اولیاء اللہ سے تھے ۱۲۰۳ھ
میں اور حضرت شاہ ولی اللہ دانا پوری قدس سرہ لے کہ عارف حق تھے ۱۲۰۵ھ
میں اور حضرت مخدوم شاہ حسن علی عظیم آبادی قدس سرہ نے کہ اولیاء اللہ سے
تھے ۱۲۰۵ھ میں انتقال فرمایا۔

حضرت مرزا مظہر جانجاناں دہلوی علوی تھے۔ محمد بن حنفیہ کی نسل سے تھے۔
بڑے عالم فاضل محدث کامل فقیہ متبحر جامع فضائل ظاہری و باطنی عساکر
زیادہ اور متوکل تھے حدیث کو خارج سیال کوئی سے پڑھا اور دیگر علوم کو اپنے
زیادہ کے علما اور فضلاء سے اخذ کیا مدت تک شیخ احمد مجدد الف ثانی کے
خلیفہ کی مصاحبت کی اور ان سے افادہ صوری و معنوی حاصل کیا آپ کو
قوت کشفیہ اور اتباع سنت بنویہ میں شان عظیم حاصل تھی آپ کے اشعار و
مکاتیب نافع اور یادگار ہیں وفات آپ کی ۱۲۰۵ھ میں ہوئی اور تاریخ وفات
عاش حمیدات شہیدات سے نکلتی ہے۔

حضرت شاہ محمد منعم عظیم آبادی قدس سرہ لواحق پستہ کے رہنے والے تھے
آپ دربار اور مجاز شاہ خلیفہ بہاری قدس سرہ کے تھے اور طریقہ قادریہ میں بیعت
کی تھی چونکہ آپ کا ظرف عالی تھا آپ کو دوسرے طرق کے نعمات باطنی کا ہوا سہل
آب دہلی تشریف لے گئے اور حضرت شاہ فرہاد ابوالعلائی قدس سرہ کی فیض رسانی کا

شہرہ منکر آپ کے پاس حاضر ہوئے اور باریاب ہوئے لیکن حضرت شاہ فرہاد قدس سرہ کا جلا انتقال ہوا اسلئے آپ کے جانشین حضرت میراسد اللہ قدس سرہ کی صحبت میں رہتا رہا۔
 آئے اس طریقہ ابوالعلائیہ کا اکتساب کر کے آپ کے بعد دین دہلی میں اُس مدرسہ میں کہ جامع مسجد کی پشت پر ہے مسند ارشاد پر بیٹھے اور پچاس برس تک ایک حال سے ایک عالم کو سیراب کرتے رہے آپ حضرت میراسد اللہ قدس سرہ کے ممتاز خلیفوں میں تھے آپ کو فیض اویسی حضرت غوث الاعظم کا پہونچا تھا اور حضوری ہوتی تھی اور حضرت مخدوم الملک شرف الدین احمد منیر البہاری سے بھی اویسیت تھی آپ کے یاروں سے ایک نے پوچھا کہ یا حضرت یہ جو مشہور ہے کہ اہل کمال اپنی صورت عنصری کو بدلتے ہیں یہ صحیح ہے۔ ہمارے فہم میں تو غلط معلوم ہوتا ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ جب اہل دل کا جسم ریاضت سے لطیف ہو جاتا ہے تو کچھ شک نہیں کہ یہ بات ہو سکتی ہے تھوڑے عرصہ کے بعد آپ حضرت قطب الاقطاب قطب الدین بختیار کاکی کے مزار کی زیارت کو تشریف لے گئے اور وہ سب یاران آپ کے ہمراہ چلے۔ آپ مقبرہ میں داخل ہوئے اس کے بعد جب وہ یار جس نے سوال کیا تھا داخل ہونا چاہا تو ایک شیر دیکھا اور ڈرا اور لپٹا ہوا اور سمجھا کہ آپ کو شیر نے کھا لیا اور اسی صورت سے شاید قضا تھی اور بھاگنا چاہا لیکن پھر آپ کو دیکھا کہ بلاتے ہیں تب سمجھا کہ آپ ہی شیر کی شکل میں شکل ہوئے آپ کے ایک مرید نے یہ عرض کیا کہ یا حضرت سنتے ہیں کہ غوث کے پاتوں ہاتھ جدا ہو جاتے ہیں اور پھر مل جاتے ہیں آپ کے بزرگوں میں شاید یہ بات ہو لیکن اب تو محال معلوم ہوتی ہے اسی شب کو جو تہجد کے لیے اٹھا تو آپ کے ہاتھ پاتوں جدا دیئے سمجھا کہ کسی نے آپ کو شہید کیا اور چاہتا تھا کہ فریاد کرے کہ آپ بہ ہیبت جموعی اٹھ کھڑے ہوئے

اور اخفا کی تاکید کی جب مولانا فخر الدین دہلوی جیستی اور ننگ آباد سے دہلی میں آئے
 آپ نے قبل آنے کے پیشین گوئی کی تھی اور فرمایا تھا کہ جب وہ آدین کے تو میں
 یورب کو جاؤں گا چنانچہ بعد آئے مولانا مکر کے کہ قطب وقت تھے حضرت شاہ
 محمد منعم قدس سرہ عظم آباد میں آئے۔ یہاں ایک بزرگ شاہ محمد فاضل مجددی
 رہتے تھے اور ہر بزرگ کا احوال بزور کشف بیان کرتے تھے جب آپ
 تشریف لائے ہر چند کشف کو دخل دیا دریافت سے عاجز رہے ایک روز آپ کے
 عرض کیا کہ مجھ کو آپ کے مقام کا پتہ بتلاؤ آپ نے فرمایا کہ میں آلودہ دامن ہوں مجھ کو پتہ
 پائیخانے کی خبر نہیں رہتی لیکن جس شخص کو طلب حق ہوتی ہے اس کی نگاہ میں کشف
 کی کچھ حقیقت نہیں رہتی شاہ محمد فاضل اس تقریر کو سنا بہت شرمندہ ہوئے
 اور کشف و کرامت کا خیال دل سے اٹھایا اور بارہ برس آپ کی صحبت میں
 رہے ان کی ترقی کی روک وہی کشف و کرامت کی طلب تھی آپ نے اس
 مرتبہ سے ترقی دی اور وہ کاملین سے ہوئے۔

گورنمنٹ ایک نانک شاہی جوگی تھا۔ آپ کے حضور میں آیا اور عرض کیا کہ
 مجھ کو آرزو تھی کہ کشن جی کا درشن ہوتا۔ آپ متبسم ہوئے اور اس کی طرف متوجہ
 ہوئے اور مراقب ہوئے۔ وہ بھی مراقب ہوا بعد تھوڑی دیر کے اس نے وجد
 کرنا شروع کیا بعد افاقہ کے اس نے بیان کیا کہ میں نے دیکھا کہ بندرا بن پہونچا اور
 کشن جی مع انبی گویوں کے بالنسلی بجا رہے ہیں اور اس بالنسلی کی آواز سے
 کلمہ طیب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ نکلتی اور رقص کرتے ہیں میں بھی ان کے
 ساتھ رقص کر لے لگا آغوش آپ کی صحبت میں برابر وہ حاضر رہا اور بعد چندے
 ولی کامل ہوا۔

آپ تمام عمر مجھ پر رہے اور سوائے یاد آتی کے کچھ کام نہ تھا توکل پیشہ تھا۔

تین چار روز کے فاقہ کے بعد جو میر کا تناول کرتے اور اکثر یارانِ طریقت جو آپ کے ساتھ رہتے تھے جب بھوک کی شکایت کرتے تو آپ فرماتے کہ خاصانِ حق کے لیے تو فقر و فاقہ آیا ہے اور انکی بھوک رفع ہو جاتی۔ آپ سال میں ایک عرس حضرت سید پاک امیر ابوالعلا کا کرتے۔ محض بے سامانی میں جب یارانِ عرض کرتے کہ عرس کیونکر ہو سکے گا تو آپ دشمنوں کو روکنا اور مناجات کے لیے ہاتھ اٹھاتے اور سب سامان مہیا ہو جاتا۔ آپ کو اکثر وجد کی کیفیت سماں اور غیر سماں میں ہوتی اور اسکا اثر یاروں پر پڑتا۔ آپ کے بڑے بڑے خلفاء گذشتہ ہیں ان میں سے ممتاز خلیفہ پانچ ہیں حضرت مخدوم شاہ حسن علی عظیم آبادی قدس سرہ اور حضرت رکن الدین عشق قدس سرہ اور حضرت مولانا حسن رضا رائے پوری اور حضرت صوفی شاہ دائم ڈھاکوی اور حضرت شاہ غلام نبی الوری قدس سرہ اور حضرت شاہ غلام حسین دانا پوری قدس سرہ بھی آپ کے خلفا سے تھے کتابِ لمعات منجمی آپ کی یادگار ہے۔

حضرت مولانا فخر الدین دہلوی جیسی۔ دکن کے رہنے والے تھے بڑے عالم اور عارف کامل تھے۔ آپ سے بہت تصرفات سرزد ہوئے ہیں آپ نے طریقہ چشتیہ کو زندہ کیا۔ حضرت سید محمد گیسو دراز آپ کے ادب کے پیروں سے تھے اور آپ کے خلفا بھی نامی گرامی گذرے ہیں چنانچہ حضرت شاہ نیاز احمد بریلوی کہ عارف و عالم اور شاعر شیریں کلام تھے آپ ہی کے خلفا سے تھے اور شاہ سلیمان صاحب بھی آپ کے خلیفہ تھے حضرت شاہ محمد منعم عظیم آبادی قدس سرہ نے وقت آئے عظیم آباد کے میر احمد اللہ قدس سرہ کے سزاوارے کو آپ کے سپرد کیا تھا اور دہلی کے بادشاہ شاہ عالم اور اکبر نے وغیرہ آپ کے حضور میں عقیدت مند تھے۔ آپ کا مزار خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے بائیں میں شہر میں ہے۔

کلبے۔ آپ کے تعزینات سے یہ بھی ہے کہ کسی شہر کے اداش نے جب آپ استراحت میں تھے ایک ماہرادی فاحشہ عورت کو نگا آپ کے بستر پر سلوا دیا اور اس سے انکا مطلب امتحان لینا تھا جب آپ بیدار ہوئے اور ایک نامحرم کو ہم بستر دیکھا آپ نے آنکھیں بند کر لیں اور انہی پگڑی اتار کر اس کی تہہ باندھی اور فرمایا کہ اس شہم کی شرم اللہ رکھے اس کا اثر یہ ہوا کہ وہ عورت تائب ہوئی اور بڑے کالین سے گذری۔

حضرت مرکن الدین عشق تخلص نواسے حضرت شاہ فرہاد قدس سرہ کے تھے آپ کا نسب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے آپ کو بیعت اور خلافت حضرت مولانا برہان الدین خدامن قدس سرہ سے تھی اور خلافت حضرت شاہ منعم قدس سرہ کے حضور سے بھی پائی ہے آپ ابتدا میں نوکری پیشہ یہ وضع سپاہیوں کے تھے۔ آپ اسی نوکری کے ذریعہ سے دہلی سے عظیم آباد آئے اور جب حضرت شاہ منعم قدس سرہ کی فیض بخشی کا حال سنا تو آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے جب گفتگو ہوئی تو معلوم ہوا کہ حضرت شاہ محمد منعم قدس سرہ آپ کے نانا کے فیض یافتہ ہیں اس سبب سے آپ کے فیض صحبت سے کامل اور مکمل ہوئے اگرچہ پہلے سے مولانا برہان الدین خدامن قدس سرہ کے فیض سے بہرہ ور ہو چکے تھے حضرت شاہ محمد منعم قدس سرہ کی مرضی سے آپ عظیم آباد سے دہلی تشریف لے گئے اور حضرت مولانا قدس سرہ سے بیعت کر کے اور خلافت سے لے کر واپس آئے اور مسند شیخت پر جلوہ افروز ہوئے۔ ایک عالم آپ کے فیض صحبت سے فیضیاب ہوا۔ آپ نے بعد تکمیل علم باطن کے علم ظاہر کی تحصیل کی اور بڑے عالم ہوئے اور اکثر مثنوی شریف کا درس فرماتے آپ اکثر نزرگون کا عرس فرماتے اور ایک نظام بنادالی کہ آج تک موجود ہے اور شاہ گمبستا کا تکیہ کہلاتا ہے اور آج تک

آپ کا عرس ہوتا ہی۔ آپ کے ممتاز خلفائے حضرت سید شاہ ابوبکرات قدس سرہ
عظیم آبادی اور مولانا عبدالرحمن شہرگماٹی کے تھے۔ آپ کا دیوان اردو میں بہت
بڑا ہے کلام آپ کا نہایت شیرین ہے۔

حضرت سید شاہ ولی اللہ دانا پوری قدس سرہ بیٹے حضرت سید شاہ
محمد نسیم دانا پوری قدس سرہ کے ہیں آپ بڑے عارف کامل تھے اجازت
و خلافت اپنے جد فاضل حضرت شاہ مبارک نوا آبادی قدس سرہ سے طریقہ چشتیہ
میں تھی۔

تو اب جعفر علی خان کم سن ہی آپ کے مدرسے میں طالب علمی کرتے تھے
لیکن جب صوبہ بنگالہ کی نظامت ان کے علاقہ میں ہوئی تو انھوں نے ایک فرمان
آپ کو عطا کیا۔ ان کے اکثر مریدان مرشد آباد میں تھے۔ اور شاہ عالم نے آپ ہی
کو فرمان بخشا تھا۔

حضرت مخدوم شاہ حسن علی قدس سرہ کا مکان شیخوہ میں کہ اطراف بہار
میں ہے تھا۔ آپ حضرت مخدوم شعیب قدس سرہ کی اولاد میں ہیں جن کا ذکر اوپر حضرت
مخدوم الملک شرف الدین ہماری قدس سرہ کے ذکر میں بیان ہو چکا ہے یعنی
حضرت مخدوم شعیب حضرت مخدوم شرف الدین ہماری رحمۃ اللہ علیہ کے
صحبت یافتہ اور نبی عم تھے یعنی حضرت مخدوم عبدالعزیز منیری کی اولاد سے
ہیں اور اس سبب سے اس کا تب کے بھی ہمجہ ہوئے۔

حضرت مخدوم شاہ حسن علی قدس سرہ کو بکھیندی سے زہد و پرہیزگاری کی طرف
انتہات تھی۔ آپ اپنے جد بزرگ کے مزار پر اکثر حاضر ہوتے اور غلات کی تہ
میں ہاتھ دے کر قدر ضرورت نقد پاتے اور ان کو ان میں تقسیم کرتے ایک روز
آپ کے والد نے دیکھا سمجھے کہ شاید کسی نے نذر درگاہ شریف پر گنہ رانی ہو اور

اس لڑکے نے نگاہ بچا کر اٹھالی ہو اس لیے آپ کو تنبیہ کی آپ نے فرمایا کہ ایسا نہیں
ہے بلکہ جب مجھ کو حاجت ہوتی ہے جد بزرگ کے مزار کے غلاف میں ہاتھ دیتا ہوں
بقدر ضرورت یا لیتا ہوں آپ کے والد نے منع فرمایا اور اس تاریخ سے آپ نے
اس کام کو ترک کیا۔ آپ نے لوہین ہی میں عتوا تر ایک بزرگ کو خواب میں دیکھا کہ
فرماتے ہیں کہ نماز کی عادت کریں اس پر بھی غافل رہے ایک روز انھیں بزرگ
کو خواب میں دیکھا کہ بہت غصہ میں اور ایک تیاچہ مارا کہ نماز کیوں نہیں پڑھتا۔
اسی وقت نیند ٹوٹی غسل کیا اور نماز پڑھی جب سے نماز پھر کبھی قضا نہ ہوئی۔
آپ نے اسی بزرگ کو پھر خواب میں دیکھا کہ درود شریف کا ورد بتایا جس سے
آپ کو بہت فائدہ ہوا اور بہشت کی سیر خواب میں نصیب ہوئی اور ایک
نے بہشتی لوگوں میں سے کہا کہ یہ دولت تجھ کو بسبب درود کے نصیب ہوئی
جو تجھ کو مخدوم شرف الدین بہاری قدس سرہ نے بتایا ہے۔ الغرض آپ بنظر
تحصیل علم ظاہر اور باطن کے شیخوہ سے عظیم آباد میں آئے اور بڑے کمال کو
پہنچے اور آپ حضرت شاہ محمد شمس قدس سرہ کی فیض سانی کی خبر سنا آپ کی
خدمت میں حاضر ہوئے اور طریقہ قادریہ میں بیعت کرنی چاہتے تھے کہ مخدوم الملک
کو خواب میں دیکھا کہ اپنا ہاتھ آپ کے ہاتھ پر رکھا اور کہا کہ فردوسیہ میں بیعت کرو۔
چنانچہ آپ نے حضرت شاہ محمد شمس قدس سرہ سے طریقہ فردوسیہ میں بیعت
کی آپ کو کشف و کرامت یحییٰ ہی میں حاصل تھی بعد بیعت کے آپ بڑے
کالمین سے ہوئے اپنے وقت کے قطب زمانہ تھے آپ کے تصرفات بہت
ہیں آپ کے چار خلفا ممتاز تھے حضرت حکیم شاہ فرحت اللہ حضرت شاہ
یحییٰ علی مولانا شاہ عبدالغنی اور مولوی عماد الدین قدس اسرار ہم آپ نے
عمر تجرید میں گزرائی۔

میر غلام علی آزاد بلگرامی بن سید نوح ماسطی بلگرامی حسان المندلقب تھا اور
آزاد تخلص ۲۵ ماہ صفر ۱۲۸۵ء میں پیدا ہوئے نسب آپ کا امام زید شہید
بن امام زین العابدین سے ملتا ہے۔ ابتدا و شعور میں کتب درسیہ کو میر طفیل احمد
بلگرامی سے پڑھا۔ اور کتب گفت و حدیث و سیر اور فنون ادب کو میر عبد طفیل
بلگرامی اپنے نانا سے تحصیل کیا اور عروض و قوافی وغیرہ کو اپنے مامون میر
سید محمد سے حاصل کیا اور سند صحیح بخاری اور صحاح ستہ وغیرہ کی
شیخ محمد حیات مدنی سے اور سماعت بعض فوائد علم حدیث کی شیخ
عبد الوہاب طنطاوی سے مکہ معظمہ میں جا کر حاصل کی اور طنطاوی نے آپ کے
عربی اشعار سنکر بڑی تحسین کی آپ نے رسم بیعت کو سید لطف اللہ بلگرامی
سے حاصل کیا اور از روئے طریقت کے آپ چشتی تھے آپ کے تصانیف
سے مختلف علوم کی کتابیں بہت ہیں سات دیوان صرف عربی کے اور فارسی
اور اردو دیوان اس کے علاوہ ہیں۔

محمد اکبر بادشاہ ثانی کے عہد حکومت میں قاضی شاد اللہ بانی پنی نے
کہ بڑے عالم اور عارف مرزا منظر جانجنان کے خلیفہ تھے ۱۲۲۵ء
ہجری میں اور اسی سال مولانا عبد العلی بحر العلوم لکھنوی نے کہ بڑے
عالم اور عارف تھے اور اسی سال حضرت شاہ طیب اللہ
ہماری قدس سرہ نے کہ عارف کامل اور بیٹے حضرت مولانا شاہ
امین اللہ نواہادی قدس سرہ کے تھے۔ اور مولوی سلام اللہ
محدث شاہ۔ دہلوی اپنے کہ اولاد سے شاہ عبد الحق محدث دہلوی کے تھے۔
۱۲۲۹ء حرمین اور علامہ احمد طنطاوی نے کہ فقیہ عصر۔ وحید دہر۔ محدث جید۔ علامہ
محقق فاضل مدق ملک مصر کے تھے اور حاشیہ در المختار ان کی تصنیف سے ہر ۱۲۳۳ء

نور اللغات

نور اللغات

مین اور مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے ۱۲۳۹ھ ہجری مین اور حضرت حکیم شاہ فرحت اللہ قدس سرہ نے کہ خلیفہ اعظم حضرت مخدوم شاہ حسن علی قدس سرہ کے ۱۲۲۶ھ ہجری مین انتقال فرمایا۔

حضرت طیب اللہ بہاری چھوٹے بیٹے حضرت مولوی شاہ امین اللہ نوابادی کے تھے۔ آپ کو اپنے والد ماجد کی صحبت کا اتفاق نہ ہوا۔ آپ نے اپنے جد فاضل حضرت شاہ سید سیف اللہ قدس سرہ کی آغوش شفقت مین پرورش پائی اور انھیں کے مرید اور خلیفہ ہوئے۔ اور بڑے عارف کامل سے ہوئے اور حضرت شاہ سیف اللہ قدس سرہ موٹرے مین کہ بہار کے محلون سے ہے اقامت پذیر تھے اور اولاد اجماد سے حضرت مخدوم بندگی دانشمند قدس سرہ کے تھے جنکا مزار وہیں ہے۔ اور یہ حضرت مخدوم الملک شرف الدین احمد بہاری قدس سرہ کے ہم عصر تھے۔ آپ کے بڑے بھائی شاہ بدرا الحق قدس سرہ اپنے والد ماجد حضرت مولانا شاہ امین اللہ نوابادی کے خلیفہ اور عارف کامل تھے۔ وہ اپنے والد کی آغوش مین پرورش پائے اور ان کا مزار بھی اپنے والد ماجد کی بغل مین ہے۔ انکے بیٹے مولانا شاہ محمد یعقوب نوابادی قدس سرہ اپنے والد ماجد شاہ بدرا الحق قدس سرہ کے خلیفہ تھے۔ اور مولانا شاہ محمد یعقوب قدس سرہ کے صاحبزادگان شاہ مظہر الحق و شاہ غفور الحق اپنے والد کے خلیفہ تھے۔ اور جناب شاہ نصیر الحق و شاہ صغیر الحق۔ نوابادی اپنے والد شاہ مظہر الحق کے مرید اور مجاز مین اور جناب شاہ نظام الدین نوابادی اپنے والد شاہ غفور الحق کے مرید اور مجاز طریقہ آبائی پشتیہ مین الی الان موجود مین۔

حضرت شاہ طیب اللہ بہاری کے کئی بیٹے تھے لیکن سب سے ممتاز شاہ تراب الحق تھے جو ماجد مین بوجہ کد خدائی اپنے دانا پور مین مقیم ہوئے۔

اور ہمیں آپ کا مزار بھی ہے۔ دوسرے بیٹوں سے آپ کی اولاد موڑہ میں آج تک موجود ہیں یہ بزرگ بھی اس عاجز کے مورث ہیں۔

مولانا شاہ عبدالغفر محدث دہلوی بیٹے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے ہیں۔ آپ بڑے عالم فقیہ۔ محدث۔ عارف کامل تھے۔ آپ سے ایک عالم فیضیاب ہوا۔ اور اس دورِ اخیر میں ایسا جامع آدمی بہت کم نکلا۔ آپ کی تصانیف کثیرہ ہیں۔ اور بستان المحققین اور فارسی کی تفسیر فتح الغریز وغیرہ آپ کی یادگار ہیں۔ مولانا رفیع الدین دہلوی کہ آپ کے ایک برس پہلے انتقال کیا اور راہِ نکاح ان کی تصنیف سے ہے۔ آپ کے بھائی تھے۔ اور مولانا شاہ عبدالقادر دہلوی جنکا اردو ترجمہ قرآن کا مشہور ہے آپ کے بھائی تھے اور تین برس بعد انتقال کیا۔

حضرت حکیم شاہ فرحت اللہ قدس سرہ اولادِ امجاد سے حضرت عمر فاروق رضی خلیفہ دوم کی ہیں۔ آپ طبیب حاذق تھے اور علم ظاہری میں کمال حاصل کر کے حضرت شاہ محمد منعم عظیم آبادی قدس سرہ کی فیض سانی کا حال سکر آپ کے پاس حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا کہ فدوی چاہتا ہے۔ کہ اگر دنیا کی سلطنت نصیب ہو تو سکندریہ می ہوں اور اگر حکمت طہابت قسمت میں ہو تو افلاطون و جالینوس وقت ہوں اور اگر دولتی عنایت ہو تو بایزید وقت ہوں۔ حضرت شاہ محمد منعم قدس سرہ نے فرمایا کہ جو تم چاہتے ہو انشاء اللہ تعالیٰ وہی ہوگا۔ لیکن شاہ حسن علی سے جا کر کہو۔ مطابق ارشاد کے مخدوم شاہ حسن علی کے پاس حاضر ہوئے اور صورت واقعہ کو بیان کیا یہ سنکر مخدوم شاہ حسن علی نے ایک نعرہ کیا جس کا یہ اثر ہوا کہ حکیم شاہ فرحت اللہ قدس سرہ تین روز تک بخود پیسے رہے اور بڑے کامل اکمل ہوئے۔ آپ سیف زبان تھے جو زبان سے

مولانا شاہ
عبدالغفر محدث
دہلوی۔

شاہ
حسن علی

مکمل اسکا ظہور ہوا بہت تعزفات آپ سے سرزد ہوئے۔ آپ کے بڑے بڑے خلفاء
 ہوئے۔ لیکن سب سے ممتاز آپ کے عا جزادے حضرت حکیم شاہ منظر حسین
 قدس سرہ اور حضرت سید شاہ قمر الدین حسین قدس سرہ عظیم آبادی تھے۔ جنھوں نے
 رسالہ مرشد میں آپ کے ملفوظات فراہم کیے ہیں اور حضرت شاہ منظر حسین کے
 خلیفہ آپ کے بھتیجے اور داماد حکیم مہدی حسن تھے اور مرید اور مجاز آپ کے جناب حکیم
 فرحت حسن ہیں کمالی الان موجود اور آپ کے پوتے ہیں۔ آپ کا مزار محلہ کریم چک
 میں شہر چیمبرہ کے ہے۔ اور حضرت سید شاہ علی حسین دانا پوری بن۔
 سلطان احمد بن سید شاہ غلام حسین بھی آپ کے خلفاء سے ہیں۔
 ابو ظفر بہادر شاہ کے دور میں بلکاسوقت تک جو گندے ارد میں سے حضرت سید شاہ
 غلام حسین۔ دانا پوری قدس سرہ نے کہ بڑے بیٹے جناب سید شاہ ولی اللہ
 دانا پوری کے اور خلیفہ حضرت شاہ محمد منعم۔ قدس سرہ کے تھے ۱۲۵۴ھ ہجری میں اور
 آپ کے چھوٹے بھائی سید شاہ شمس الدین۔ دانا پوری قدس سرہ نے
 ۱۲۵۴ھ ہجری میں۔ اور حضرت سید شاہ قمر الدین حسین قدس سرہ نے کہ اولیاء
 کبار سے تھے اور عالم باعمل اور بیٹے سید شاہ شمس الدین حسین قدس سرہ کے
 تھے ۱۲۵۵ھ ہجری میں اور حضرت خواجہ سید ابوالبرکات۔ قدس سرہ نے کہ خلیفہ
 حضرت اعظم مولانا رکن الدین عشق عظیم آبادی قدس سرہ کے تھے ۱۲۵۶ھ ہجری میں اور
 حضرت شاہ یحییٰ علی۔ قدس سرہ نے کہ خلیفہ اعظم حضرت مخدوم شاہ حسن علی۔
 قدس سرہ کے تھے ۱۲۵۶ھ ہجری میں اور مولانا شاہ محمد اسحاق۔ محدث دہلوی نے کہ مولانا
 شاہ عبدالغفور دہلوی کے نواسے اور عالم محقق تھے ۱۲۵۷ھ ہجری میں اور مولوی سید
 شاہ وحید الدین احمد دانا پوری قدس سرہ نے کہ بیٹے سید شاہ غلام حسین
 دانا پوری قدس سرہ اور خلیفہ حضرت خواجہ سید ابوالبرکات قدس سرہ کے تھے ۱۲۵۸ھ

مین اور اسی سال حضرت شاہ تراب الحق - قدس سرہ نے کہ اس کاتب کے پورٹ اور
 حضرت سید شاہ غلام حسین دانا پوری قدس سرہ کے خویش تھے۔ اور مولانا فضل حق
 خیر آبادی نے کہ بڑے عالم تھے مسئلہ ہجری مین اور مفتی محمد صدر الدین دہلوی
 نے کہ بڑے عالم تھے مسئلہ ۱۲۰۵ھ مین دانا پوری مولانا حافظ عبدالحلیم انصاری
 لکھنوی نے کہ والد مولانا مولوی عبدالحی لکھنوی کے تھے کہ اولاد اجماد سے
 حضرت ابوالیوب انصاری کے تھے اور دونوں صاحبان بڑے عالم اور محقق گذرے
 مین۔ اور حضرت مولانا سید شاہ محمد قاسم دانا پوری قدس سرہ نے کہ
 نواسے سید شاہ غلام حسین دانا پوری کے اور بیٹے شاہ تراب الحق - قدس سرہ
 کے تھے اور خلیفہ عظم حضرت سید شاہ قمر الدین حسین عظیم آبادی قدس سرہ اور
 سرہ اور مجاز حضرت خواجہ سید شاہ ابوالبرکات قدس سرہ کے تھے مسئلہ ۱۲۰۶ھ مین اور
 آپ کے برادر اوسط حضرت سید محمد واحد قدس سرہ نے کہ اس کاتب کے
 پورٹ تھے ۱۲۸۳ھ ہجری مین اور حضرت سید شاہ فخر الدین حسین الملقب
 بمبارک حسین قدس سرہ نے کہ بیٹے اور خلیفہ اپنے والد حضرت شاہ قمر الدین حسین -
 قدس سرہ کے تھے ۱۲۸۴ھ مین اور مفتی مولانا سعد اللہ مراد آبادی نے کہ
 بڑے عالم ہجرت تھے ۱۲۹۳ھ ہجری مین اور مولانا اب قطب الدین محدث دہلوی نے
 کہ شاگرد مولانا شاہ محمد اسحاق کے اور مؤلف اردو ترجمہ شکوۃ کے مین ۱۲۸۹ھ مین
 اور مولوی شاہ عبد الغنی دہلوی نے کہ مجاہد نشین مرزا منظر جانجنان
 قدس سرہ کے تھے ۱۲۹۴ھ ہجری مین اور مولانا احمد علی محدث سہارنپوری نے
 اور مولانا محمد قاسم محدث نانوتوی نے ۱۲۹۵ھ مین دانا پوری مولانا جمیل احمد
 بکرامی نے کہ عالم باعمل اور سرکاری مدرسہ سارن کے مدرس تھے اور اس
 کاتب کے استاد تھے۔ اور حضرت مولانا سید شاہ حاجی محمد سجاد قدس سرہ نے

کہ فیض یافتہ حضرت شاہ قمر الدین حسین قدس سرہ کے اور مزید حضرت شاہ ابوالبرکات
قدس سرہ کے اور چھوٹے بھائی اور خلیفہ حضرت سیدنا شاہ محمد و شاسم وانا پوری
قدس سرہ کے تھے مسئلہ ہجری میں ساور حضرت سیدنا شاہ علی حسین - اور
حکیم کاظم حسین قدس امرارہانے کہ عارف اور پوتے سیدنا شاہ غلام حسین -
وانا پوری کے تھے مسئلہ ہجری میں اور حضرت شاہ ولایت علی قدس سرہ
نے کہ خلیفہ حضرت شاہ یحییٰ علی قدس سرہ کے تھے مسئلہ ہجری میں اور حضرت
مولوی محمد وزیر رحمۃ اللہ علیہ نے کہ والد اس کا تب کے اور بیٹے شاہ محمد واجد بن -
شاہ تراب الحق وانا پوری کے تھے مسئلہ ہجری میں انتقال فرمایا۔

حضرت سیدنا شاہ غلام حسین وانا پوری قدس سرہ ۶۹۹ھ ہجری میں پیدا ہوئے
آپ کم عمر ہی تھے کہ آپ کے والد حضرت شاہ ولی اللہ وانا پوری ابن
حضرت سیدنا شاہ محمد حسین وانا پوری قدس سرہ نے انتقال فرمایا۔ آپ
بچپن ہی سے نیک طبیعت اور ولی مادر زاد تھے۔ آپ اپنے چچا حضرت شاہ
بساون کور جوئی قدس سرہ کی محبت میں حضرت شاہ محمد منعم قدس سرہ کے
حضور میں حاضر ہوئے اور طریقت کے حصول میں کوشاں ہوئے۔ اور بیعت
کر کے بڑے مدارس کو پہنچے۔ آپ کو حضرت سیدنا شاہ محمد حسین وانا پوری
آپ کے جد کے حالت طفلی میں دیکھا تھا۔ اور خبر دی تھی کہ یہ لڑکا بادشاہ کی گود
میں بیٹھے گا۔ اور ولی ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ شاہ عالم بادشاہ آپ کے
والد حضرت شاہ ولی اللہ وانا پوری کی درویشی کی خبر سنا وانا پور میں حاضر
ہوا اور چند مواضعات واسطے خرچ آپ کے خالقانہ کے وقف کیے۔ اور
دعا چاہی اور حضرت شاہ غلام حسین وانا پوری کو کہ چار برس
کے لڑکے تھے گود میں لیا۔ آپ کے چھوٹے بھائی حضرت سیدنا شاہ

حضرت
غلام
حسین

Marfat.com

شمس الدین حسین دانا پوری۔ اُس کے بعد پیدا ہوئے۔ اور آپ کی آغوش شفقت میں بعد پید بر گوار کے تعلیم پائی۔

حضرت سید شاہ غلام حسین دانا پوری خلفا سے حضرت شاہ محمد منعم عظیم آبادی قدس سرہ کے ہوتے۔ اور آپ کے چار صاحبزادے تھے چاروں یکساں نام نہ تھے۔ ایک حضرت مولوی وحید الدین احمد کہ بڑے عالم خوشنویس صوفی باصفا تھے۔ آپ ممتاز خلیفہ حضرت خواجہ سید ابوالبرکات۔ قدس سرہ کے تھے۔ دوسرے بیٹے سید شاہ فرید الدین احمد قدس سرہ تھے کہ مزید اور مجاز اپنے والد بزرگوار کے تھے تیسرے بیٹے حضرت سید شاہ سلطان احمد شہید تھے کہ بڑے ولی کامل اور خلیفہ حضرت مخدوم شاہ حسن علی اور حکیم شاہ فرحت اللہ قدس سرہ رہا کے تھے۔ چوتھے بیٹے حکیم مراد علی قدس سرہ کہ۔ طیب حاذق۔ عالم۔ خوشنویس۔ اور صوفی باصفا تھے۔ آپ مرید حضرت سید شاہ ابوالبرکات۔ قدس سرہ اور خلیفہ اپنے ابن عم حضرت سید شاہ قمر الدین حسین۔ قدس سرہ کے تھے۔ آپ کے خلفا سے آپ کے دو پوتے حضرت حاجی سید شاہ عطا حسین بن حضرت سید سلطان احمد شہید اور حضرت حکیم محمد کاظم حسین بن حکیم مراد علی قدس سرہ بھی ہیں اور حضرت حکیم محمد کاظم حسین۔ قدس سرہ آپ کے سجادہ نشین بھی ہوئے تھے اور حضرت حاجی سید شاہ عطا حسین۔ دام برکاتہ۔ اپنے خال مخم حضرت سید شاہ قمر الدین حسین۔ قدس سرہ کے بھی محبت یافتہ اور خلیفہ ہیں۔ اور الی الان اپنے فیض رحمت سے طالبان حق کو سیراب کرتے ہیں۔ ان غرض آپ کا انتقال چھبیس برس کی عمر میں ۱۱۵۲ھ بمطابق ۱۷۳۹ء ہوا۔

حضرت خواجہ سید شاہ ابوالبرکات قدس سرہ کی سکونت چنار گڑھ کے اطراف میں تھی۔ ابتدائے آپ سبب پیروی وغیرہ تھے۔ آپ کے بزرگان سادات

حضرت خواجہ سید شاہ ابوالبرکات قدس سرہ

عظیم اور اولیاء کرام سے تھے۔ آپ پٹنہ کے اطراف میں بسبیل نوکری کے تھے کہ
حضرت رکن الدین عشق قدس سرہ کی فیض رسانی کی خبر سنا کر آپ کے استیصال پر
حاضر ہوئے۔ اور زمین پر دوڑنا لوبیٹھ گئے۔ آپ کے ساتھ دو اور شخص بھی طلب
حق میں آئے تھے اور زمین پر بلا فرش بیٹھے میں انکو تکلف ہوا۔ حضرت عشق۔
قدس سرہ نے ان کی حالت دیکھ کر فرمایا کہ ان میں ہونا صرف آپ ہی ہیں۔ چنانچہ
ایسا ہی ہوا۔ آپ کی حالت ایک عرصہ تک مجذوبوں کی ایسی رہی اور انکے
جنگل وغیرہ میں نکل جاتے۔ ایک مرتبہ حضرت مخدوم بڑے سیستانی کے مزار پر حاضر
ہوئے جو بہار کے کاغذی محلہ میں ہے۔ اور اسکے بعد سلوک کی راہ میں آئے۔ آپ
سے اکثر تصرفات سرزد ہوئے۔ چنانچہ دانا پور کے ایک جلابی کے لڑکے کی قتل
جو مر گیا تھا اور آپ کے بچہ اپکارنے سے زندہ ہوا مشہور ہے۔ اور اس تاریخ سے
آج تک وہ بچہ کہلاتا ہے اور اس عاجز نے اسکو دیکھا ہے۔ آپ خلیفہ اعظم حضرت
رکن الدین عشق کے تھے۔ اور ایک عالم کو اپنے فیض باطن سے سیراب
کیا۔ آپ کے خلفاء سے آپ کے چھوٹے صاحبزادے حضرت خواجہ سید
شاہ ابوالحسن قدس سرہ تھے اور حضرت سید شاہ مولانا قمر الدین حسین
عظیم آبادی قدس سرہ اور حضرت خواجہ احمد حسین قدس سرہ
حضرت عشق قدس سرہ کے صاحبزادے بھی آپ کے خلفاء عظام سے تھے
لیکن آپ کے سامنے انتقال فرمایا تھا۔ آپ کے اقوال اور ملفوظات کو حضرت
سید شاہ قمر الدین حسین قدس سرہ نے رسالہ فیاض البرکات میں کہ
سراسر بجا سارا ہے فراہم کیا ہے۔

حضرت شاہ یحییٰ علی قدس سرہ اور دادا ماجد سے حضرت احمد ابدال
کے ہیں۔ آپ کو ابتدائی تعلیم اپنے خال محترم حضرت سید شاہ غلام حسین دانا پوری

سے ہوئی۔ آپ بھی مثل اپنے مامون کے نیک طینت اور ولی مادرزاد بچپن ہی سے تھے۔ آپ کی پیدائش بڑے نوابوں کے مین ہوئی اور وہیں آپ کا مزار بھی ہے۔ آپ کو بعد تکمیل علم ظاہر کے اکثر اہل باطن صاحب کمال کی صحبت کی تلاش رہتی۔ اور اسی تلاش میں آپ حضرت مولانا مخدوم حسن رضا قدس سرہ سے پوری کے حضور میں حاضر ہوئے۔ اور عقیدت مند تھے کہ انھوں نے انتقال فرمایا۔ آپ کو نہایت ماسع ہوا۔ تب آپ نے اپنے جدا جدا ابدال کے نام فاتحہ پڑھا اور سو رہے کہ اس بارہ میں خواب میں کسی قسم کی بشارت حاصل ہو چنانچہ آپ کا حضرت احمد ابدال کو خواب میں دیکھا کہ اشارہ ایک بزرگ کی طرف فرماتے ہیں کہ ان سے بیعت اور صحبت حاصل کرو۔ اور ان کا چہرہ نہایت نورانی تھا۔ اسی تلاش میں آپ عظیم آباد پہنچے لیکن پتہ نہ لگتا تھا تب آپ نے اس بشارت کو اپنے مامون حضرت سید شاہ غلام حسین۔ دانا پوری قدس سرہ سے ذکر کیا کہ وہ آپ کے استاد بھی تھے انھوں نے حضرت مخدوم شاہ حسن علی قدس سرہ کا نشان دیا۔ اور جب آپ وہاں حاضر ہوئے تو مجھے ہی طلبہ پایا جو خواب میں دیکھا تھا۔ طریقت کی تحصیل آپ کی صحبت میں کی اور بیعت کی۔ کامل اکمل ہوئے۔ ابتدا میں جذب نہایت غالب تھا۔ لیکن جب شیخ کے حضور میں شکایت کی اور انھوں نے فرمایا کہ آئندہ سے ایسا نہ ہو گا تو آپ کو سلوک کی کیفیت پیدا ہوئی۔ آپ سے تصرفات سزود ہوئے۔ لیکن ان خاںہاں مرکز تھا۔ آپ کے خلفاء عظام سے مولانا اشرف علی آپ کے صاحبزادے اور شاہ جمال علی۔ سجادہ نشین خانقاہ مخدوم شعیب قدس سرہ اور حضرت شاہ ولایت علی۔ قدس سرہ اسلام پوری اور تافظ مولوی امیر حسن عظیم آبادی تھے۔ دوسرے اور حضرت شاہ جمال علی اور حضرت شاہ ولایت علی قدس سرہ ہمارے طلبہ اعظم جناب مولوی سید شاہ امین الدین احمد باری فردوسی فلم برکاتہ میں جنہوں نے ان

بزرگوں کے حالات فارسی نظم میں عمدہ طور سے لکھے ہیں۔ اور حضرت مخدوم شرف الدین احمد
قدس سرہ کے سجادہ نشین میں سادہ علم ظاہر و باطن میں یگانہ عصر ہیں۔

حضرت سید شاہ قمر الدین حسین عظیم آبادی قدس سرہ شہید عجمی میں عظیم آباد پٹنہ میں
پیدا ہوئے آپ کے والد حضرت سید شاہ شمس الدین حسین۔ دانا پوری
قدس سرہ تھے۔ جو حضرت سید شاہ محمد یسین قدس سرہ دانا پوری کے پوتے تھے۔
اور آپ حضرت سید شاہ عبد المنان قادری دہلوی کے نواسے تھے۔
حضرت سید شاہ عبد المنان قدس سرہ حضرت غوث الاعظم سید عبد القادر جیلانی
رضی اللہ عنہ کی اولاد سے تھے۔ اور آبائی سلسلہ طریقت و خلافت بہت صحیح طور سے
ان تک پہنچا تھا۔ بلکہ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کا خرقہ و تعلیم شریف کہ بہت
صحیح طور سے دانا پور میں موجود ہے آپ ہی کا تھا۔ چونکہ اولاد و کور سے کوئی نہ رہا۔
اس لیے نواسہ کو پہنچا۔ چونکہ حضرت سید شاہ شمس الدین حسین قدس سرہ کی
سیاست ہی میں آپ کو پہنچا اس لیے دانا پور میں لایا گیا۔ ہر سال یازدہم میں اس
کی زیارت ہوتی ہے۔ الغرض چونکہ آپ ہونہار تھے۔ اس لیے ابتدا ہی سے آپ کو
علم کی طرف التفات تھا۔ آپ نے ابتدائی احوال تھوڑا سا رسالہ جواہر الانوار میں
اس طرح تحریر فرمایا ہے کہ چودہ برس کی عمر میں حضور میں مولانا سید شعیب الحق
سافر رحمۃ اللہ علیہ کے درس میں مستعد تھا۔ اور ان کا مذہب کہ باطن میں وحدت
وجود تھا اور ظاہر میں مشہود فقط تھا اپنے عقیدے کو بطور تکلمین کے
ظاہر کرتے تھے۔ بلکہ روافض ان کو خارجی کہتے تھے اور میں کہ حقیقت سے
نہیں واقف تھا آٹھ برس تک بسبب ان کی صحبت کے ویسا ہی
تقلیدی عقیدہ ظاہر کار رکھتا تھا۔ اور اگر اپنے استاد کا قصہ لکھوں تو
قصہ کوٹول ہوتا ہے۔ اور دوسری باتیں عرض کی رہ جاتی ہیں۔

جبکہ میں تعلقہ میں بزرگان عرفان کے در آیا بعد مدت کے فہم کو انکی باتوں کے سمجھنے کی قابلیت ہوئی۔ با اینہم دل سے یقین وحدت وجود کا نہیں ہوتا تھا۔ آخر الامر میں صاحب دعویٰ ہوا۔ اور کچھ عرصہ تک اسی حالت پر رہا۔ بعد چند سال کے شہودیوں کا عقیدہ دل پر غالب آیا۔ مدت دراز تک اسی حال سے رہا۔ اور پہلا مضمون کفر معلوم ہوتا تھا۔ پھر طفیل سے شیخ کے ان مہلکات سے نجات پائی اور عقیدہ وجود مع الشہود دل پر ثابت ہوا۔ آپ لکھتے ہیں کہ پہلے آپ حضرت مخدوم شاہ حسن علی قدس سرہ کے حضور میں حاضر ہوئے اور ایک مہینے تک داخل حلقہ رہے۔ لیکن فائدہ ظاہر نہ ہوا۔ اور آپ کا انتقال ہو گیا تب دو برس بعد آپ کی وفات کے حضور میں اپنے بھائی اور استاد حضرت شاہ یحییٰ علی قدس سرہ کے کہ ان کے خلفائے تھے۔ پہونچے۔ اور چار روز تک توجہ ملی اور تاثیر ظاہر ہوئی۔ اور دل لگنے لگا۔ تب ان کے ارشاد کے موافق حضور میں صاحب تصرف و کرامات حضرت خواجہ سید شاہ ابوالبرکات قدس سرہ کے کہ خلیفہ انظم حضرت رکن الدین عشق۔ قدس سرہ کے تھے حاضر ہوئے۔ اور وہ نسبت آگاہی کی رکھتے تھے۔ تین مہینے تک آپ کی صحبت میں حاضر ہوئے پھر آپ سے جدائی کا اتفاق ہوا لیکن فکر کہ مثل جان کے طریقت میں ہے اس وقت تک پیدا نہ ہوئی تھی۔ اور اسی درمیان میں۔ حضرت مخدوم حکیم شاہ فرحت اللہ قدس سرہ بسبب اس محبت کے کہ آپ کے والد کے ساتھ تھی آپ کو ساتھ لے گئے اور اپنے طریقے کی تعلیم کہ نسبت استفراقیہ شعیہ رکھتے تھے فرمائی۔ چہرے مہینے تک آپ کی صحبت میں رہے اور وہ نسبت حاصل و ربک ہو گئی۔ بعد وفات آپ کے پھر حضور میں حضرت سید شاہ ابوالبرکات قدس سرہ کے سابق رابطہ کے ذریعہ سے حاضر ہوا۔

ہوئے۔ کئی برس کی صحبت میں قلب بخودی اور استغراق سے آگاہی کی طرف بھرا۔
اور یہ نسبت بھی ملکہ ہو گئی۔

انہیں آپ بڑے کامل اکمل ہوئے۔ اور علم ظاہر میں کوئی آپ کا مقابل اپنے
زمانہ میں نہ تھا۔ جب حضرت سید شاہ ابوالکرام کات قدس سرہ گوالیار کی
طرف جہان آپ کا بہت رشد ہوا۔ جانے لگے تو آپ کو اپنا جانشین اور خلیفہ
کیا۔ اور آپ کو خلافت حضور سے حکم شاہ فرحت اللہ قدس سرہ کے بھی تھی
آپ سے بہت تصرفات سرزد ہوئے۔ آپ کے تصرفات اور موقوفات کو
حضرت مولانا محمد قاسم داتا پوری قدس سرہ نے اپنے رسالہ انوار قمریہ میں اور حضرت
حاجی سید شاد عطا حسین دام فیضاتہ نے اپنے رسالہ سہار قمریہ میں مفصل تحریر
فرمایا ہے۔ آپ کے تصرفات سے ایک یہ بات بھی کہ اس شعر پر آپ کو وجد تھا
سے تیغ در کفش بدیدم + بخون میں بجوش آمد۔ اور ہرین موسے خون کا فوارہ جاری
ہوا کہ اکثر خون کے لباس خون آلودہ ہو گئے۔ بعد افاقہ کے یہ حالت زائل ہو گئی۔
ایک مرتبہ آپ کو پانچا نہ کی حاجت تھی اور بارش شدت سے تھی کہ آدمی
کا باہر جانا مشکل تھا۔ آپ نے فرمایا کہ تھوڑی دیر کے لئے بارش رک
جاتی چنانچہ بارش رکی رہی۔ جب آپ فارغ ہو کر آئے۔ بارش شدت
سے ہوئی۔ ایک مرتبہ آپ کو کشتی پر چہرہ یورب کو جانا تھا۔ اور وہ مخالف
تھی۔ آپ نے فرمایا چلو پروارانی اور یورب کی ہول چلنے لگی۔ ازین قبیل اکثر
آپ کی کرامتیں تھیں۔ آپ اپنے معصرون میں نہایت ممتاز اور ہر دل عزیز تھے
آپ کی صحبت کی تاثیر نہایت تیز تھی اور اکثر دن کو ایک دو توجہ میں پایہ
تکمیل کو پہنچایا۔ آپ کی تصنیف سے رسالہ جواہر الا نوار ہے۔ جسے
دیکھنے سے اور اس پر عامل ہونے سے بشرطیکہ شیخ کی صحبت اتنی بھی حاصل

کیے ہو کر اہمکی نسبت ملک ہو گئی ہو۔ مرتبہ ولایت کو لاریب پہنچ سکتا ہے۔
 تصوف میں بہت کتابیں لیکن سب کا بیج ایک ہی ہے۔ لیکن یہ کتاب اپنے فن
 میں کسی کی تقلید نہیں۔ آپ اپنے مرشد حکیم فرحت اللہ قدس سرہ کے عرس میں
 ۹۔ شعبان کو چہرہ تشریف لے گئے تھے اور اس مصرع پر آپ کو وجد تھا ع ترے
 در پہ جو بیٹھے تو خوب ہوا کہ کشاکش دیرو حرم سے چھٹے + اسی حالت میں آپ نے
 فرمایا کہ یہ آخری حاضری ہے۔ اور افاقہ کے بعد واپس آئے۔ اور ۲۱۔ شعبان
 ۱۲۵۵ھ ہجری میں انتقال فرمایا۔ وقت وفات کے آپ نے حضرت امیر خسرو دہلوی
 کے اس شعر کے معنی بیان کیے ۵ سلطان خوبان میرو و گردش ہجوم عاشقان
 چلبک سواران یک طرف مسکین گدایان یک طرف یعنی سلطان خوبان سے
 مراد روح لی۔ اور چالبک سواران اور مسکین گدا سے مراد حواس ظاہری و
 باطنی لیے۔ اور کیفیت میں انتقال کیا۔ آپ کا مزار حضرت منعم قدس سرہ کے
 روضہ کے حلقہ میں ہے۔

آپ کے صاحبزادے حضرت سید شاہ فخر الدین المشہور بمبارک حسین قدس سرہ
 شاہ گرو اور خلیفہ اپنے والد کے تھے۔ اور برگزیدہ مثل اپنے آبا سے کرام کے تھے۔ آپ
 خوشنویس بھی تھے اور شاعری کا بھی ذائقہ تھا کلام آپ کا نہایت پاکیزہ تھا۔ شہنوی موی
 ہر دم کا نہایت ذوق تھا۔ پوری شہنوی شریف اپنے دست مبارک سے تحریر فرمائی
 ہے۔ آپ کا شعر ہے۔ ۵ سب کچھ تو تو ہی تھی ہر کون ہون کمان ہون + خود در میان میں
 ناحق اک دم ہون گمان ہون + آپ کو اپنے جد امجد حضرت سید شاہ شمس الدین قدس سرہ
 سے بیعت اور خلافت تھی۔ آپ کا انتقال چالیس برس کی عمر میں دہلی میں ہوا اور وہیں آپ کا
 مزار مبارک ہے۔ آپ کا بھی رشد خوب ہوا۔ آپ کے خلیفہ شاہ جمال حسین دہلی پوری تھے
 حضرت سید مولانا شاہ محمد قاسم بیٹے شاہ تراب الحق دہلی پوری۔

حضرت شہین
 الدین حسین
 المشہور بمبارک
 حسین
 صاحبزادہ
 حضرت سید
 شاہ فخر الدین
 حسین
 صاحبزادہ
 حضرت سید
 شاہ محمد قاسم
 بیٹے شاہ تراب
 الحق

ابن سید شاہ طیب لکھنوی کے تھے اور نواسے سید شاہ غلام حسین
دانا پوری کے تھے۔ آپ نے اپنے نانا کی آغوش شفقت میں تعلیم پائی اور گیارہ سال
ہوئے۔ ولادت باسعادت آپ کی سلسلہ ہجری روز پنجشنبہ کو مقام دانا پور میں
واقع ہوئی۔ آپ کو تعلیم باطنی اپنے خال بزرگ حضرت سید شاہ قمر الدین حسین
قدس سرہ سے ہوئی۔ اور بیعت و خلافت آپ کو حضرت مولانا سید شاہ ابوالبرکات
قدس سرہ سے طریقہ نقشبندیہ ابوالعلائیہ میں تھی۔ اور حضرت سید شاہ قمر الدین
حسین سے بھی اجازت و خلافت تھی۔ لہذا آپ بھی قدیم ترین ہیں حال مبارک
آپ کا ایسا تابان تھا کہ مفتی صدر الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جس نے
صحاب رسول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہ کی بعدہ جناب شاہ
محمد قاسم دانا پوری قدس سرہ کو دیکھے۔ فصیح البیان ایسے تھے کہ مفتی اسد اللہ
جونپوری اور مفتی ریاض الدین صاحب کا کوری فرماتے تھے کہ ہم نے
ایسا سلسلہ کلام سلسلہ سلسلہ نہیں۔ آپ خود بہت کم سلسلہ کلام آغاز فرماتے تھے۔
جب کسی نے کسی امر میں استفسار فرمایا تو جواب دیتے تھے۔ آپ کے
خاندان میں کسی نے انگریزی نوکری کو آپ سے پہلے نہیں کیا تھا۔ پٹنہ سے حکام
اکبر آباد جب صدر کے واسطے منتخب ہوئے۔ تو آپ نے بشوق زیارت مزار
فائض الانوار حضرت سیدنا امیر ابوالعلا اکبر آبادی رضی اللہ عنہ کے انگریزی نوکری
کی خواہش کی۔ چنانچہ پہلے ہی مرتبہ آپ صدر دیوانی کے مثل خوان مقرر ہوئے
اور اکبر آباد تشریف لائے۔ دو برس وہاں مقیم رہے اس کے بعد صدر اکبر آباد
کو منتقل ہوا۔ اور سترہ برس آپ حضرت سیدنا رضی اللہ عنہ کے مزار
مبارک پر حاضر رہے۔ اور جو ہوتا تھا ہوئے۔ آپ کی تصانیف سے
نجات قاسم کہ تذکرہ سیدنا امیر ابوالعلا قدس سرہ کا ہے اور اعجاز غوثیہ کہ

تذکرہ حضرت سید عید القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور انشا و فرمانِ علیم کہ زبانِ فارسی بلیس میں مرقوم ہے۔ اور جہلغ مکتب ہے۔ آپ کے حالات میں لوگ بیان کرتے ہیں کہ مظفر علی شاہ اکبر آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روز بتقریب اوائے نذر حضرت سیدنا ابوالعلاء اکبر آبادی رضی اللہ عنہ کا فاتحہ کیا۔ اور حسبِ مادتِ معمولہ عشا کے وقت پالکی پر سوار ہو کر درگاہ شریف پر حاضر ہوئے۔ بعد فاتحہ پائین مزار مبارک میں مراقب ہو گئے چند ساعت کے بعد حضرت کے جمالِ پاک سے مشرف ہوئے۔ مگر حضرت سید شاہ محمد قاسم رضی اللہ عنہ کی صورت پر تبسم ہو کر فرمایا اور ہاتھ بڑھایا کہ میرا حصہ دو۔ پس فوراً مراقبہ سے افاقہ ہو گیا۔ اور نہایت کیفیت میں مکان پر آئے۔ صبح کو بے سانس اور گمان حضرت سید شاہ محمد قاسم رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آئے اور اسی طرح تبسم ہو کر لہز ہاتھ بڑھا کر فرمایا کہ میرا حصہ دو۔

جناب میر طفیل علی صاحب آلہ آبادی ابوالعلاء دامِ مجددہ فرماتے تھے کہ ایک روز چند مثلِ کتب کے دارِ آلہ آباد ہوئے۔ اُن حضرات کی دعوت شاہِ حجت اللہ صاحب کے دائرے میں تھی۔ اور میں بھی اُس دعوت میں مدعو تھا۔ جب سماء شروع ہوا۔ تو اکثر بزرگوں کو وجد ہوا۔ جب مجلسِ قریب اختتام کے پہنچی۔ تو مجھے کیفیت آئی۔ میں نے برائے العین حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صدر مجلس میں مجلس پایا۔ اُس وقت میں نہایت بیتاب ہو کر آپ کے قدم مبارک پر جا کر گرا اور بیہوش ہو گیا۔ جب افاقہ ہوا تو مجلس کا اور ہی رنگ پایا۔ یعنی سب اہل مجلس کیف تھے اور میرے گرد حلقہ۔ کہتے تھے۔ میں نے اس واقعہ کی خبر آپ کے پاس کہ نئی تال میں جلوہ افروز تھے کی۔ آپ نے اُسکے جواب میں سرفراز نامہ مجھے نگارش فرمایا۔

اس مؤلف نے بھی اس خط کو دست فاضل کا لکھا ہوا دیکھا ہے۔ نقل مکتوب سرور
 سینہ دعا گویاں راحت دلائے مشتاقان سلمہ اللہ تعالیٰ بعد سلام مسنون دعوات
 شجون واضح باد کہ مکتوب رسید احوال معلوم گردید این جملہ فیضان حضرت محبوب
 جل و علا سیدنا امیر الواعظین اللہ سرہ ہست کہ از پس برہ صورت
 بے معنی من جلوہ مے فرماید شکر این نعمت بجا آرند و ذکر اثبات نفی را با پاس
 انفس مداومت دارند ترکیب آن خود کشوف شدہ باشد اما احتیاطاً نوشتہ
 مے شود کہ وقتے کہ نفس اندر شکم رود از تصور لالہ گویند و چون نفس
 بیرون آید از تصور لالہ گویند البتہ اگرین شغل خوب دوام آگاہی حاصل
 مے شود آیندہ این فقیر را ہر آن و ہر زمان نزد خود داشتہ و بکار خود مشغول
 باشد الشار اللہ ترقی ہاست زیادہ ایقان و عرفان روزے باد بالنون
 والصاد۔ راقم محمد قاسم از کوہ غنی تال ۲۵۔ رجب حضرت جدی قدوہ السالکین
 حاجی سید شاہ عطا حسین منہی القری دانا پوری دام فیوضاتہ کہ خلیفہ اپنے
 جد محترم حضرت سید شاہ غلام حسین۔ دانا پوری قدس سرہ اور اپنے
 عم مکرم حضرت سید شاہ قمر الدین حسین قدس سرہ کے الی الان اور
 فیض بخش طالبان دین اور صاحب تصانیف کثیرہ ہیں اور مقام گیارہ میں مسد آرا
 ثلث اپنے رسالہ معمولات اشرف میں کہ بنام اپنے ایک خلیفہ مولوی اشرف علی
 سورتی کے تحریر فرمایا ہے یوں لکھتے ہیں کہ ایک روز شہر اکبر آباد میں جناب
 مولوی غلام امام شہید رحمۃ اللہ علیہ کے مکان پر مجلس سماع تھی اور قوال
 نے یہ غزل شروع کی تھی ہر دم از ردگی غیر سبب را چہ علاج ؟ ما گد شتیم ز لطف
 تو غضب را چہ علاج ؟ جب اس شعر پر قوال پہونچا سہ میتوان درشت نہان
 عشق ز مردم لیکن ؟ زردی رنگ رخ و خشکی لب را چہ علاج ؟ مجھے کیفیت آئی

امیری حالت اس شر کے مثل ہو گئی۔ حاضرین مجلس مجھے دیکھ کر منتشر الحواس ہو گئے
 یمنین ساقط ہو گئیں۔ انتظام انفا س میں فرق آگیا جناب مولوی غلام امام شہید
 نے فوراً حضرت کو اپنے شاہ محمد قاسم قدس سرہ کو اطلاع دی آپ
 فوراً بالکل پر سوار ہو کر تشریف لائے اور مجھے معافہ صلیبہ سے شرف فرمایا ایک
 گھنٹے کے بعد مجھے افاقہ ہوا۔

جناب مفتی صدر الدین صاحب ارشاد فرماتے تھے کہ ایک روز حضرت
 سلطان جی کے عرس میں جناب حضرت سید شاہ محمد قاسم قدس سرہ کو کیفیت
 آئی اور ابو ظفر شاہ بھی اُس مجلس میں موجود تھے۔ پائین مجلس میں کچھ ایسے لوگ
 جو اس مذاق سے بیگانہ تھے کھڑے ہوئے بنظر انکار آپ کی کیفیت کو دیکھ کر تعجب
 کر رہے تھے آپ نے ان کی طرف دیکھ کر ایک نعرہ فرمایا۔ اور یہ مصرع پڑھا۔
 اور بد من ومن در او چون بوبہ گلاب اندر پد وہ کوئی آٹھ دس آدمی تھے سب
 بیہوش ہو کر گر پڑے۔ اور پھر تو مجلس کا یہ رنگ ہوا کہ شاید ہی کوئی شخص گریہ و بکا
 سے خالی ہو۔ ہمارے شاہ کو آپ کی ملاقات کا شوق ہوا مجھے آپ کی جناب میں
 دعوت کا پیام لیکر بھیجا مگر با اینہم گویائی مہر بر لب ہو گیا۔ اور کوئی تاویل آپ کی
 تاویلات سے عمدہ نہ معلوم ہوئی۔ اس وقت آپ کی بیویائی اور علو مقامات کی
 حقیقت معلوم ہوئی۔ ایک روز آپ طاہرین صاحب حاکم اول صدر
 دیوانی اکبر آباد کے اجلاس میں ایک مقدمہ کی مثل جس میں یہ لکھا تھا کہ ایک
 کمار نے ضلع باندا کے ایک کالینڈ کے چتر برس کے لڑکے کا زیور اُتار کر
 ایک کنوین میں ڈال دیا تھا۔ اور چتر مہینے کے بعد وہ لڑکا اس کنوین سے زندہ
 نکلا۔ اور اس لڑکے کے بیان سے یہ بات معلوم ہوئی کہ وہ دانی جس نے
 اسے پالا تھا شب و روز اس تیرہ و تار چاہے آپ میں اس کے ساتھ تھی اور روز

کھیرکا کرکھلاتی تھی اور حالانکہ وہ اُسکے باپ کے گھر میں ہمیشہ موجود رہی۔ کبھی فائس نہ ہوئی۔ پڑھ رہے تھے۔ ایک بار آپ نے چند نعرے پے درپے کیے۔ اور شل طامسین صاحب کی گود میں جا پڑی اور گری سے اٹھ کھڑے ہوئے اور اسی حالت میں مکان پر تشریف لائے۔ دو روز تک آپ کو کیفیت رہی اور پھر ہی نہیں گئے۔ اور اُدھر طامسین صاحب کو بخارا گیا۔ تیسرے روز طامسین صاحب نے مولوی غلام امام شہید کو بلا کر پوچھا کہ اُس روز مولوی محمد قاسم کو کون ہماری ہوئی تھی۔ انھوں نے اُن کی اصطلاح کے موافق اُنکو سمجھا دیا۔

الغرض جب آپ اپنے وطن مانوف کو بعد پیش لینے سرکاری عہدے کے واپس آئے۔ بسبب ناموافقیت آپ وہاں کے اکثر بد مزہ رہتے۔ بھارت ظاہری بالکل زائل ہو گئی تھی۔ تاہم آپ فرماتے تھے کہ وہ اوراد کہ جنکی مزاوت کی آرزو تھی خود بخود یاد ہو گئے۔ اور وقت علالت کے آپ کو ٹھہری میں بنے اسپر بھی نوریا طن کے زور سے جو شخص انگن میں آتا اُنکا نام پکار کر کہتے کہ فلان آگیا ہے۔ اور زیادہ تعجب کی یہ بات ہے کہ بسبب ضعف کے دواؤمی کی اعانت سے پاخانہ کی چوکی تک جانے لگے اور وقت آمد جذب کے بے اعانت اٹھ کھڑے ہوئے اور کھڑے ہو کر اُدھر گھنٹہ تک وجہ کرتے۔ اور اس عاجز نے ان واقعات کو عالم شعور میں خود دیکھا ہے۔ آپ نے روزہ نمائش شرمین شوال کو ۱۲۸۱ھ ہجری میں انتقال فرمایا۔ چنانچہ شاہ محمد یحییٰ عظیم آبادی نے کہ بیٹے اور خلیفہ اپنے والد حضرت شاہ وجہ اللہ قدس سرہ کے تھے جو خلیفہ حضرت سید شاہ محمد الدین حسین عظیم آبادی قدس سرہ کے تھے تاریخ وفات یوں فرمائی تھی۔

<p>قاسم کہ بعد سید و سالار اہل فقر تاریخ زندہ سال و مہ انتقال او</p>	<p>رخت حیات خویش ز قافی سرا بہ بست یوم النخیس از مہ شوال ہفتہ است</p>
<p>آپ کی وصیت کے موافق آپ کا مزار منور منبر شریف میں حلقہ میں حضرت مخدوم سید محسن منیری قدس سرہ کے پائین میں ہے۔ آثار فیض مزار منور سے ہنوز جاری ہیں۔ آپ کے خلفائے عظام سے جناب حضرت سید شاہ منیر الدین حسین^۷ بن حضرت سید شاہ مبارک حسین بن حضرت سید شاہ قمر الدین حسین قدس سرہ تھے حضرت سید شاہ محمد سجاد رضوان اللہ علیہم چھوٹے بیٹے حضرت شاہ شیراب علی دانا پوری بن حضرت شاہ طیب لکھنوی بن مولانا شاہ امین اللہ نواباوی کے تھے۔ آپ کی پیدائش دوشنبہ کے روز صبح صادق کے وقت ۲۱۔ رجب ۱۱۳۱ ہجری کو مقام دانا پور میں واقع ہوئی۔ تاریخ ولادت مظهر العجاائب میں ہے۔ ابتدا سے آپ کو تصوف کی طرف توجہ پیدا ہوئی۔ اور زمانہ طفولیت میں بھی مردعب کی طرف توجہ نہ رہتی تھی۔ تحصیل علوم ظاہری اور فن خوشنویسی کی اپنے خال خرد حضرت سید شاہ حکیم مراد علی۔ قدس سرہ العزیز سے کی۔ آپ جبل الصورت اور وجہ تھے آپ نے اپنے بڑے بھائی حضرت سیدنا شاہ محمد قاسم قدس سرہ کی آغوش شفقت میں پرورش پائی۔ اور تعلیم طریقت آپ کو اپنے خال اقدس حضرت مولانا سید شاہ قمر الدین حسین قدس سرہ سے تھی اور بہت طریقہ عالیہ ابوالعلائیہ نقشبندیہ میں۔ حضرت مولانا سید شاہ محمد ابوالبرکات قدس سرہ سے پائی۔ آپ کی عمر شریف کا بہت بڑا حصہ حضرت سیدنا شاہ محمد قاسم۔ قدس سرہ کے ساتھ اکبر آباد میں بسر ہوا اور انھیں سے آپ کو خلافت بھی تھی اکبر آباد میں رہنے سے آپ اکثر حضرت سیدنا امیر ابوالعلا رضی اللہ عنہ</p>	

تین
طرز
کا
۱۰

کے مزارِ مقدس پر حاضر ہوئے اور فیوضات و نعمات سے بہرہ اندوز ہوتے رہتے آپ
نے اپنی عمر میں پہنچ ج کیے۔ پہلا حج آپ کا ۱۱۷ھ ہجری میں واقع ہوا۔ اور
دو حج کر کے واپس آئے اس مرتبہ آپ نے جب عالم مراقبہ میں مشغول تھے
دیکھا کہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے اپنا دست شفقّت مبارک پر
پھیرا اور کہا کہ حج بہرہ و ثمر کو مبارک ہو۔ اور اسکا اثر بھی ظاہر ہوا کہ روز بروز آپ
کے تقویٰ اور ریاضت میں ترقی ہوتی گئی۔ آپ ہند میں واپس آئے ہی حضرت
خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ کے روضہ پاک پر اجمیر میں حاضر
ہوئے۔ دوسرا سفر حج آپ کا ۱۲۹ھ ہجری میں تھا اور ۱۳۰ھ ہجری میں واپس
آئے تیسرا سفر حج آپ کا ۱۳۹ھ ہجری میں تھا۔ اس مرتبہ آپ کے ساتھ جناب
خواجہ وحید جان صاحب مدظلہ بھی تھے کہ مولانا برہان الدین خدائما
کی آل امجاد سے ہیں۔

اور آخری سفر حج آپ کا ۱۳۹ھ ہجری میں ہوا۔ اس سفر میں آپ کی ہر کاری میں
جناب حضرت سید شاہ عزیز الدین حسین مدظلہ بھی تھے کہ صاحبِ جزائے جناب
حضرت سید شاہ فخر الدین حسین المشہد شاہ مبارک حسین بن حضرت سید شاہ
قمر الدین حسین عظیم آبادی قدس سرہ کے او آپ کے خلفائے عظام سے ہیں
اور فیض بخش سمار شاد ہیں۔ اس سفر سے آپ کو بہت ضعف رہا تھا۔ اکثر طبیعت
بد مزہ رہتی تھی تاہم آپ اکثر بزرگوں کے فاتحہ اور عرس میں شریک ہوتے کیفیت
جدید اکثر طاری ہوتی اور آپ کی آنکھوں سے آثارِ فیض اور انوارِ مترشح ہوتے
جو آپ کی کیفیت کو دیکھتا بے اختیار اسکا دل کھینچ جاتا اور آپ کا حقد ہو جاتا۔ اس
زمانہ آخر میں ایسا فیاض شخص بہت کم ہوا۔ آپ کو تصرفات سے احتراز تھا اور
دل میں نہایت درجہ کا اخلا اور بے ریائی تھی اہل دل کو آپ کے مقامات

رفیع کا حال مجلس سماع میں ظاہر ہوتا۔ جو آپ کی محفل فیض منزل میں بیٹھتا اسکا دل نور
 باطن سے روشن ہو جاتا۔ جب آپ حالت میں کوئی مضمون بیان فرماتے سننے والے
 کو کثرت بکا ہوتی۔ اکثر ایسا اتفاق ہوا کہ دل میں خطرہ آتے ہی اس پر شرف ہو کر
 آپ نے بیان فرما دیا۔ آخر میں آپ نے ترک جلالی و جمالی فرمایا۔ اور غلامین نہایت
 تغلیل کی۔ آپ اکثر فرماتے تھے کہ بیماری طویل ہو کر مرنا پسند نہیں آتا۔ دو ایک
 روز کی بیماری میں اللہ اٹھائے۔ چنانچہ یہی ہوا۔ یعنی آپ اپنے جد حضرت
 مخدوم اخوند شیخ کے عرس میں نوآبادہ تشریف لے گئے اور یہ عاجز اور
 جناب حضرت سید شاہ رضی الدین حسین بن حضرت سید شاہ مبارک حسین۔
 بن حضرت سید شاہ قمر الدین حسین عظیم آبادی کہ آپ کے خلفائے ہیں اور مولوی
 شاہ نظیر حسن صاحب دانا پوری کہ آپ کے بھانجے اور مرید تھے ہر کابی میں ساتھ
 تھے ایک روز قبل اسکے بیٹے روپیہ کا ایک نوٹ آپ نے حضرت سید شاہ
 رضی الدین حسین کو عنایت فرمایا اور کچھ کلمات مایوسی کے ساتھ کہے کہ ہمارا۔
 مزار خام ہوا اور چلم وغیرہ میں تکلف نہ کیا جائے۔ اور خرچہ تجنیز و تکفین اسی روپیہ
 سے ہو جب نوآبادہ پہنچے اور آپ مجلس عرس میں شریک بھی ہوئے۔ اس وقت
 تک کچھ آثار علالت کے ظاہر نہ ہوئے۔ دفعۃً آپ مجلس سے اٹھ کر اپنے خلوت خانہ
 میں خلاف معمول تشریف فرما ہوئے۔ سب لوگ دیکھنے گئے۔ اور مستفسر حال
 ہوئے۔ فرمایا کہ لرزہ کے ساتھ بخار آیا ہے۔ آپ کے اعزایمارداری میں مصروف
 ہوئے اور آپ کی مرضی ہوئی کہ بہت جلد مکان کو لے چلو۔ چنانچہ صبح ہوئے ہی
 سب اعز آپ کے ساتھ دانا پور واپس آئے۔ اور یہ عاجز بھی ساتھ تھا اور
 دیکھتا تھا کہ جناب سید شاہ رضی الدین حسین صاحب مدظلہ نہایت ہراسان
 تھے اور مجھ سے اثنائے راہ میں فرمایا کہ حضرت نے چند کلمات اس قسم کے

کل فرماتے جس سے مایوسی ہوتی ہے۔ عاجز نے تشفی دی لیکن دانا پور پہونچ کر تیسرے روز جب آپ کا انتقال ۱۴ ذیقعد کو ۹۷۰ ھ بمطابق ۱۶۷۱ء ہوا۔ تو مفصل حال حضرت سید شاہ رشی الدین حسین مدظلہ سے معلوم ہوا۔ وقت انتقال کے بھی یہ عاجز حاضر تھا۔ تمام مکان آپ کے فیض نسبت سے معمور تھا اور بارہا آپ کو لوگوں نے براہین اسی مقام میں بعد میں دیکھا ہے۔ آپ کا مزار مبارک دانا پور میں ہے اور فیض ہنوز جاری ہے کہ کسی آسیب زدوں نے چلہ کش ہو کر صحت پائی۔ آپ کو شاعری کا بھی ذائقہ تھا۔ کلام آپ کا تمنایت شیریں اور خوش کلام چنانچہ یہ اشعار آپ ہی کے زبان زد عام و خاص ہیں۔

جھاو قاہن یہ دونوں پیار کی باتیں	دہی یہ جانے جو جانے ہے یار کی باتیں
اُس گل کے سوا گلشن دنیا میں نہیں کچھ	دیکھو ن کے دکھائی بھی دیتا ہے کہیں کچھ

آپ کے خلفائے ایک آپ کے صاحبزادے جناب حضرت سید شاہ محمد اکبر مدظلہ العالی ہیں جنکو بیعت اور خلافت اپنے عم بزرگ حضرت شاہ محمد قاسم قدس سرہ سے بھی ہو اور آپ کے بعد انکے جانشین ہوئے لیاقت ظاہری و باطنی میں یگانہ ہیں اور فن شعر میں لاثانی ہیں۔ اور مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہیں۔

حضرت سید شاہ محمد واجد۔ قدس سرہ فرزند اوسط حضرت شاہ تراب الحق قدس سرہ کے تھے آپ کا احوال علمی و استادی حضرت سید شاہ محمد اکبر مدظلہ العالی نے اپنے رسالہ نذر محبوب میں یوں ارقام فرمایا ہے کہ آپ نے اپنے مامون حضرت سید شاہ قمر الدین حسین قدس سرہ سے کتاب طریقت فرمایا۔ اور بیعت حضرت حکیم شاہ مظهر حسین کریم چلی قدس سرہ سے حاصل کی۔ اور اجازت و خلافت اپنے بڑے مامون حضرت مولانا سید شاہ وحید الدین احمد قدس سرہ سے حاصل کی کیفیت آپ کی ایسی پر مذاق اور با اثر تھی کہ دیدہ شنیدہ جس نے ایک مرتبہ آپ کی کیفیت دیکھی عمر بھر متمنی رہا۔ اور اک و فہم خدا داد تھا۔ اشعار

عبارت تشوٹ کے معنی اس لغت سے بیان فرماتے تھے کہ اطراف و جوانب
اعتراضات معترضین منکروں سے بچے ہوئے۔ گفتگو میں وہ تاثیر کر بے اختیار
دل اس خزن کیچے جاوے۔ چونکہ کلمتہ میں آپ کا قیام بہت رہا اکثر لوگ اس طرف
کے آپ سے فیضیاب ہوئے۔ آپ کے خلفائے ایک شخص میر محمد وزیر ساکن
گنہ تھے۔ آپ نے ۱۸ جمادی الثانی ۱۰۸۸ھ میں انتقال فرمایا۔ آپ کا مزار
دانا پور میں ہے اور اس سے آثار فیض جاری ہیں۔ آپ کو ذائقہ شاعری کا نہایت
عمدہ تھا۔ کلام آپ کا نہایت پاکیزہ اور شیریں تھا۔ آپ کے کلام کو اہل لکھنؤ
نے بھی پسند کیا۔ آپ کے اشعار سے یہ ہیں۔

دل چاک ہوا چاند شب بست و نہم کا	سرخ دیکھ ترا ماہ شب چار و ہم کا
شاید کہ بھکرا ہے بدور کی دم کا	نحت دل پر دل غلگب لے آئے اڑے
کوہکن کا خون کیا کیا رنگ بھی دکھلایگا	باغ میں گر لالہ صد برگ پھولا کیا جب

حضرت مولوی شاہ محمد وزیر رحمۃ اللہ علیہ بیٹے حضرت شاہ محمد واجد
قدس سرہ کے تھے۔ آپ کی تعلیم علم ظاہری حضرت مولانا وحید الدین احمد
قدس سرہ اور حکیم کاظم حسین قدس سرہ سے تھی۔ اور تعلیم باطنی جناب حضرت
سید شاہ فخر الدین حسین بن مبارک حسین بن حضرت سید شاہ قمر الدین حسین
عظیم آبادی سے تھی۔ اور بیعت و خلافت آپ کو اپنے عم بزرگ حضرت سیدنا
شاہ محمد قاسم قدس سرہ سے تھی۔ آپ نہایت حلیم اور سلیم الطبع تھے۔ اپنی اوقات
مزربے فائدہ کٹانے نہ فرماتے۔ طبیعت میں نہایت درجہ کی جفاکشی تھی۔ اور اکثر
وقت اپنا بزرگوں کے تذکرہ کو نظم کرنے میں صرف فرماتے۔ چنانچہ گلشن میلاد
کو مولود سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات میں نظم فرمایا
تھا۔ خود چھپوایا اور اس کے بعد آپ کے معجزات کو نیزہ کو نظم فرمایا اور ایک

حضرت مولوی
شاہ محمد واجد

جس کا تبار بجز ہو کئی۔ اور امام حسین علیہما السلام کے حالات کو نظم کیا اور اس کا نام شہر آتشین بکیر رکھا۔ اور ایڑ سا مریخی خراسانی کے حالات بطور داستان کے فارسی سے ترجمہ کر کے اردو میں آگئے۔ اور عبارت مسجع اور معنی میں تحریر فرمائے۔ یہ داستان چار جلدوں میں لکھی گئی۔ لیکن ہنوز ان سب کی طبع کی نوبت نہ آئی تھی کہ انتقال کیا۔ آپ کی کیفیت سے لوگ اکثر متاثر ہوتے تھے۔ چنانچہ حضرت عمی شام الفستحسین بہاری فرماتے تھے کہ ایک روز آپ مسجد میں بہار کی مراقب تھے اور حالت ذوق و شوق میں نعرہ فرمایا۔ ایک عزیزوں سے کہ منکر فقر کی حالت سے بچنا سکر بیہوش گزرا۔ اور بعد کچھ عرصہ کے اس پر حالت وجد غالب آئی۔ اور آپ کے معتقدین سے ہوا۔ بعد وفات آپ کے آپ کے چھوٹے بیٹے کے فقہ فکاح میں اکثر دن کو آپس میں اختلاف ہوا۔ متواتر چند اشخاص نے فریقین کے آپ کو خواب میں دیکھا۔ اور امر مختلف فیہ کا تصفیہ فرمایا۔ آپ کی عمر ۵۵ برس کی ہوئی مزار آپ کا دانا پور میں ہے۔ آپ اس کا تب کے والد ماجد ہیں۔

سلطنت مہجورہ اہل اسلام

ہمارے اس زمانہ میں اسلام کی آزاد سلطنتیں دنیا میں آٹھ معلوم ہوتی ہیں۔ سلطنت عثمانیہ رومی ترکی سلطنت ایران پارس سلطنت مراکشی سلطنت ہوسا جشی سودانی سلطنت افغانستان سلطنت بوجیان سلطنت امام سقط زنگیاری خارجی اور سلطنت بخاری وسط عرب و ہابی علاوہ ان کے چھوٹی حکومتیں مثل ریاست کے ہیں۔

یہ سب سلطنت عثمانیہ رومی ترکی سب اسلام کی سلطنتوں میں ممتاز اور باشکوت ہے۔ اس کا دار السلطنت قسطنطنیہ ہے۔ جو قدیم زمانے میں رومی و

یونانیوں کا دار الحکومت تھا۔ اس سلطنت میں بعض حصے اقلیم یورپ اور ایشیا اور
افریقہ کے داخل ہیں جیسے رومانیہ۔ بلغاریہ وغیرہ یورپ میں اور ایشیا
کچھ۔ ارمنیہ۔ حجاز عرب۔ یمن۔ الحبشہ عرب۔ عراق۔ عرب و
عجم۔ اقلیم ایشیا و میں اور ملک مصر۔ باریقہ اور ملک طرابلس مغرب
اور ملک نینویہ اقلیم افریقہ میں ہیں ملک مصر جس کے تحت یمن مینویہ بھی ہے۔ برائے
خاص ایک سلطنت عظیم ہے جس کا خراج قریب القریب ہندوستان کے ہے۔ اور
خدیو مصر توفیق پاشا کے زیر حکومت اور ازروے معاہدہ کے وہ سلطان کا باج
گنوار ہے۔ بالفعل بوجہ تعمیر نرسوینر نیل کے اہل فرانس اور اہل انگریزوں سے
بھی معاہدہ ہے۔ جس کے باعث کسی قدر انکی فوج بھی وہاں رہتی ہے۔ سلطنت عثمانیہ
کا حال ادھر لکھا گیا۔ یہاں کا بادشاہ سلطان عبدالحمید خان ہے۔ ان کا
مذہب سنی ہے۔

دوسری بڑی سلطنت اسلام کی ایران یعنی فارس ہے جس کا دار السلطنت
طهران ہے۔ یہ بھی اقلیم ایشیا میں داخل ہے اور اسے بہت حصے ہیں اس کا حال
ادھر لکھا گیا۔ ان کا بادشاہ شاہ ناصر الدین خان قاجار ہے ان کا مذہب
شیعہ ہے۔

تیسری سلطنت مراکو ہے جس کا دار السلطنت مراکش ہے۔ یہ سلطنت عربوں
کی ہے۔ اور سلطنت شریفیہ کہلاتی ہے۔ یہ سلطنت اتھامے مغرب میں اقلیم افریقہ کے
جس کے کچھ جزائر اطلس تک ہے۔ اور اس کے محاذی میں اندلس اور ملک اسپانیہ
اور جزیرہ الگاسٹان برطانیہ ہے۔ یہاں کی حکومت اہل اسلام میں بنی امیہ
کی خلافت میں آئی ہے خلفائے عباسیہ عالم ہوئے۔ پھر سادات حسنہ
جنگو اور لسیہ کہتے ہیں فرغانہ روا ہوئے۔ پھر مرا بطین آئے۔ پھر مدینہ فاطمین

کا قُدر ہوا۔ پھر عبداللہ بن مسعود کے خاندان میں بادشاہت آئی۔ جو مہدویہ کا سب سالار تھا۔ اب سن ۹۱ ہجری سے ساوات حنیفہ کہ ایک جانب سے عباسیہ میں حکمران ہیں۔ یہاں کے بادشاہ کا نام سید عبداللہ شاہ ہے اس ملک کے آدمی نہایت قوی اور سُرُخ و سپید ہوتے ہیں۔ اور قدیم اسلام کے خلافت کی ہی سلطنت نشانی ہے۔ اسلئے اہل یورپ یہاں کے بادشاہ کو شہنشاہ کہتے ہیں۔ اس ملک کی وسعت ملک یارک کے برابر ہے۔ ان کا مذہب سنی ہے۔

چوتھی۔ سلطنت ہوسا کی ہے۔ کہ وسط افریقہ میں واقع ہے۔ اسکا دار السلطنت قلا ماط کا نو ہے۔ یہاں کے لوگ جشی ہوتے ہیں اور ملک سودان اسی کے تحت میں سمجھا جاتا ہے۔ جہاں سے مہدی سودانی کے لوگوں نے خروج کیا اور بعد خلافت نبی امیہ و مشق کے یہ ملک برابر آنا اور ہا۔ ان سلطنتوں کا مفصل احوال اس کے اطراف تک نہیں پہنچا۔ ان ملکوں کی وسعت بہت بڑی ہے۔ یہاں کا بادشاہ عبدالکریم شاہ شاہ ہے۔ کہ خاندان عباسیہ سے ہے۔ اور ان کا مذہب سنی ہے۔

پانچویں سلطنت اسلام کی افغانستان ہے۔ یہ ملک ایران سے چھوٹا ہے یہ ملک سابق میں ہندوستان کا اک جزو سمجھا جاتا تھا۔ لیکن۔ احمد شاہ ابدالی نے کچھ حصہ خراسان کا اور ہراست فتح کر کے ایک خاص سلطنت قائم کی اس کے بعد اسکا بیٹا تیمور شاہ پھر نورا شاہ شجاع تخت نشین ہوا۔ پھر دوست محمد اس کے وزیر کو حکومت سر ہوئی۔ پھر اس کا بیٹا شیر علی۔ تخت پر بیٹھا اب شیر علی کا بھتیجا عبدالرحمن خان والی افغانستان ہے ان کا مذہب سنی ہے۔

چھٹی سلطنت بلچستان ہے کہ افغانستان سے جنوب میں مکر۔ اور اس سے

کسی قدر چھوٹی ہے۔ اسکا دارالسلطنت قلات ہے۔ ان دونوں ملکوں میں افغانستان
بیتے ہیں۔ ان کا مذہب بھی مسیحی ہے۔

ساتویں سلطنت امام سقط کی عمان میں کہ جزیرستان ہے اور ملک رنگبار
میں ہے کہ اقلیم افریقہ میں لب ساحل مشرق کی طرف واقع ہے۔ یہاں کا بادشاہ
شاہ بارکش کہلاتا ہے۔ یہاں کا مذہب خارجی ہے۔

آٹھویں سلطنت نجد کی ہے کہ وسط عربستان میں واقع ہے۔ انکا دارالسلطنت
ریاض ہے۔ یہاں کا مذہب دیوبانی یعنی غیر مقلد ہے۔

ان سلطنتوں کے علاوہ چھوٹی حکومتیں ہیں۔ کہ کفار کی باج گزار ہیں۔ جیسے
خان خیوا۔ خان بخارا۔ اور خان قوقند کہ وہیں کے تحت میں ایشیا میں ہیں اور
تاتار چین تحت میں چین کے ایشیا میں اور تاتار روس تحت میں روس کے
ایشیا میں۔ اور ریاست۔ چین در آباد کن۔ اور۔ رام پور اور ٹونک تحت
میں انگریزوں ہند کے اور تونس اور الجزائر تحت میں فرانس کے افریقہ میں
اور بزدلوں تحت میں انگریزوں کے۔ افریقہ میں۔

ریاست حیدر آباد دکن وادھ

فارغ رہے کہ یہ دونوں ریاستیں محمد شاہ تیموری سلطان دہلی کے
عہد سلطنت میں قائم ہوئیں نواب برہان الملک سید سعادت علیخان وادھ
کے صوبہ دار شہلاہجری میں مقرر ہوئے۔ پھر ان کے بعد ان کے بھانجے اور داماد
منصور علی خان ہدے شہلاہجری میں یہ احمد شاہ کے وزیر ہوئے۔ پھر
۱۱۶۵ھ ہجری میں بادشاہ اور وزیرین نزاع ہوئی شہلاہہ میں منصور علی خان
مر گئے۔ انکی جگہ شجاع الدولہ بیٹھے شہلاہہ ہجری میں مقام بکسر میں انگریزوں سے
لڑتے پھر شہلاہہ ہجری میں صلح ہو گئی شہلاہہ ہجری میں حافظ رقت خان سے

لڑے اور ان کو قتل کیا۔ ملک کٹھیر کو صوبہ اودھ میں داخل کیا۔ ۱۸۹۹ء ہجری میں
 مر گئے۔ اُنکی جگہ آصف الدولہ ہوئے۔ مسئلہ ہجری میں رام پور سے لڑے
 مسئلہ ہجری میں مر گئے۔ پھر چار مہینے کے لیے وزیر علی خان ہوئے۔ پھر
 سعادت علی خان بنارس سے آئے۔ مسئلہ ہجری میں آدھا ملک انگریزوں کو
 دے دیا۔ ۱۹۰۹ء ہجری میں زہر سے مارے گئے۔ ان کے بڑے بیٹے غازی الدین حیدر
 بیٹھے۔ ۱۹۱۵ء ہجری میں انگریزوں نے بادشاہ کا خطاب دیا۔ سکھ اور خطبہ ان کے
 نام کا جاری ہوا۔ ۱۹۱۶ء ہجری میں یہ مر گئے۔ نصیر الدین حیدر بادشاہ ہوئے۔
 ۱۹۱۷ء ہجری میں مر گئے۔ بادشاہ بگم نے فریادوں کی جست کو بھایا۔ انگریزوں
 ناگوار ہوا۔ اُس کو اتار کر محمد علی شاہ کو بھایا۔ یہ ۱۹۱۸ء ہجری میں مر گئے۔
 ان کی جگہ امجد علی شاہ بیٹھے۔ یہ بھی مسئلہ ہجری میں مر گئے۔ ان کی جگہ واجد علی
 شاہ بیٹھے۔ اُن کو مسئلہ ہجری میں انگریزوں نے معزل کیا اور کلکتہ میں
 نظر بند رکھا۔ یہاں تک کہ ۱۹۱۹ء ہجری میں مر گئے۔ ان کا بیٹا برجیس قدر
 کچھ عرصہ تک انگریزوں سے لڑا پھر بھاگ گیا۔ اب انگریزوں کا انتظام ہے۔
 حیدر آباد مسئلہ ہجری میں زمانہ محمد شاہ میں صوبہ دار دکن فواید۔
 آصف جاہ نظام الملک مقرر ہوئے۔ ان کا نام میر قمر الدین فتح جنگ
 ہے۔ مسئلہ ہجری میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۲۰ء ہجری میں رئیس ہوئے۔ ۱۹۲۱ء ہجری میں
 مر گئے۔ ان کے بعد ان کے فرزند دوم۔ میر احمد نظام الدولہ ناصر جنگ آصف جاہ
 رئیس ہوئے۔ ۱۹۲۲ء ہجری میں فرانسیسیوں کے ہاتھ سے مارے گئے۔
 میر غلام علی آزاد ان کے استاد تھے۔ پھر ان کے بڑے بیٹے فیروز جنگ سند آرا
 ہوئے۔ یہ ۱۸۰۱ء محرم ۱۲۲۲ء ہجری میں مر گئے۔ ان کی جگہ ہدایت
 محی الدین خان فواید سے آصف جاہ کے بیٹے۔ یہ بھی ہاتھ سے فرانسیسیوں

کے اسی سال مارے گئے۔ انکی جگہ صلابت جنگ پسردوم آصف جاہ سند نشین ہوئے۔ ان کو ان کے چھوٹے بھائی نظام علی خان نے سلسلہ ہجری میں قید کیا۔ یہ بیسویں ربیع الاول سلسلہ ہجری میں مر گئے۔ ان کی جگہ میر نظام علی خان سرہ آرا ہوئے سلسلہ ہجری میں مر گئے ان کی جگہ ان کے بیٹے میر اکبر علی خان سکندر جاہ تخت نشین ہوئے۔ یہ ۱۷۰۰ ذیقعد سلسلہ ہجری میں مر گئے۔ ان کے بعد انکے بیٹے ناصر الدولہ فرخند علی خان۔ آصف جاہ چہارم بیٹھے۔ اور سلسلہ ہجری میں مر گئے۔ انکی جگہ انکے بیٹے میر تنہیت علی خان افضل الدولہ۔ آصف جاہ پنجم بیٹھے۔ ان سے بہت خیر ہوئی۔ انھوں نے سلسلہ ہجری میں وفات کی۔ انکی نماز مکہ معظمہ میں غائبانہ پڑھی گئی۔ اب انکی جگہ انکے بیٹے میر محبوب علی خان آصف جاہ ششم ہیں۔ یہ ۵۔ ربیع الثانی سلسلہ ہجری میں پیدا ہوئے۔ اور ہنوز اپنے ملک پر فرمان روا ہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ مثل اپنے آبا کے صاحب قبال اور خدا ترس پر مہر گار اور انصاف و ربنا دے یہ ریاست ہندوستان میں سلطنت اسلام کی یادگار ہے۔ اللہ تعالیٰ اس ریاست کو ترقی روز افزون عطا کرے اور مہر اص کمال اور علم و عمل کا مخزن بنا دے۔

واضح رہے کہ اگرچہ اسلام کی سلطنت بعض ملک سے جاتی رہی ہے۔ جیسے ہند۔ تاتار چین۔ ترکستان۔ ماوراء النہر۔ استراخان۔ قازان۔ سائبیریا۔ رومانیہ۔ ہنگری۔ قرمان۔ گرجستان۔ سرود۔ مونٹی نگرو۔ یونان۔ طونس اور الجیرس ہیں۔ لیکن تاہم اہل اسلام کی تعداد میں ترقی روز افزون ہے۔ سوائے ایک ملک اسپانیہ کے جسے اندلس کے جہان سے اسلام کا نام مٹ گیا۔ اگرچہ ایک زمانے میں وہاں بڑے بڑے محدث مثل یحییٰ اندلسی اور قسطلانی شارح بخاری کے

اور فضلہ اور عرفا مثل محی الدین ابن عربی کے گذرے۔ اور بڑے بڑے بادشاہ
 مثل عبدالرحمن اول اور سونم کے ہوئے۔ اور ملک کو عدل و انصاف سے
 بھر دیا تھا۔ اور علم اور ہنر کی بڑی قدردانی کی اور خوب ترقی دی۔ بڑا مدرسہ
 ہنر کا اور علم کا تعمیر کیا۔ اور بڑا کتب خانہ مروانیہ بنایا جس سے اہل یورپ نے
 اقتساب صنعت اور علم کیا۔ اور برابر ترقی کرتے رہے اور اہل اسلام بالبعد میں
 باخود ہاکی تکرار میں سب بھول گئے۔ یہاں تک کہ نہایت ترقی بخش اور مفید علوم
 کو بھی مثل علم جغرافیہ۔ تواریخ۔ کیمیا۔ طبیعی۔ ہیئت۔ ریاضی
 جبر مقابلہ۔ مساحت۔ جتنے گویا موجد خود اہل عرب تھے۔ فراموش کر کے
 اسکا نام بھی بھول گئے۔ اے برادران اسلام اب بھی وقت نہیں گیا ہوا۔ ہوش
 کرنا چاہیے اور اصحاب اور تابعین کے زمانے کی تمثیل اور واقعات دیکھ کر
 ہم سب کو کوشاں ہونا چاہیے۔ بلا لحاظ غربت اور امارت کے ہم کو چاہیے کہ ہم
 ان ضروری علوم اور دستکاری میں کمال پیدا کریں۔ اور نئے علوم تار برقی و
 انجن و ریل وغیرہ کو سیکھ کر خود دستگاہ پیدا کریں کہ انھیں چیزوں نے اہل یورپ
 کو اس قدر ترقی بخشی ہے۔

یہی سب باتیں سلطنت عثمانیہ میں رائج ہیں جس سے وہ سلطنت بھی ممتاز ہو
 اور سلطنت ایران میں بھی انکا رواج پائے لگا۔

خلاصہ علم جغرافیہ

چونکہ علم تاریخ کا مدار علم جغرافیہ پر ہے اس لیے علم جغرافیہ کا خلاصہ یہاں لکھا
 جاتا ہے۔ کل زمین دنیا میں پیمائش کی رو سے چار کروڑ چار سو لاکھ ساٹھ ہزار
 میل مربع ٹھہر کر پانچ حصوں پر تقسیم ہے۔ یورپ۔ ایشیا۔ افریقہ
 امریکہ۔ اوشینیا۔

بیان زمین یورپ

یورپ کی پیمائشی زمین اثنالیس لاکھ میل مربع ہے۔ یہاں سولہ قوموں کی سلطنت ہے۔ اس تفصیل سے سلطنت انگلستان۔ فرانس۔ ہالینڈ۔ جیمز۔ جرمنی۔ شمول پروشیا۔ آسٹریا۔ سویٹزرلینڈ۔ اٹالی۔ اسپین۔ پرتوگال۔ ترکی۔ یونان۔ ڈنمارک۔ سویڈن۔ ناروے۔ روسیا کے سلاطین یہاں کے عیسائی مذہب کے ہیں۔ فقط سلطنت ترک اسلامی حکومت ہے۔

ترکی سلطنت جو اس علاقہ یورپ میں ہے پہلے پیمائشی زمین اسکی ڈولاکھ میل مربع تھی لیکن صین جنگ شدہ سے تین عیسائی صوبے آزاد اور سلطنت ترکی سے علیحدہ ہو گئے۔ تخمیناً ان آزاد شدہ صوبوں کی پیمائشی زمین دس ہزار میل مربع ہے۔ بعد منہا کرنے دس ہزار میل کے اب صرف ایک لاکھ نوے ہزار میل مربع زمین سلطنت اسلام ترکی کی یورپ میں شامل ہے۔ باقی ستائیس لاکھ دس ہزار میل مربع زمین سلطنت عیسائی کی یورپ میں واقع ہے۔

بیان زمین ایشیا

ایشیا کی پیمائشی زمین ایک کروڑ پچھتر لاکھ میل مربع واقع ہے۔ اور آبادی یہاں کی تخمیناً شکر و آدمی کی ہے۔ قومی سلطنت یہاں کی یہ ہے۔

ایک سلطنت ترکی جس میں چودہ لاکھ پچاس ہزار میل مربع زمین صرف ایشیا کی داخل ہے اس زمین میں قدیم اقوام مغربی ایشیائی یعنی عرب و شامی و ایشیائے کوچک وغیرہ سب داخل ہے۔ عامۃً اس علاقہ کا مذہب اہل سنت و الجماعت ہے۔

بعد اس سلطنت کے ایشیا میں سلطنت ایران ہے جسکی پیمائشی زمین پانچ لاکھ میل مربع ہے۔ یہ سلطنت بھی اسلامی مذہب شیعہ کی ہے۔

تیسری سلطنت اسلامی افغانستان ہے۔ زمین ڈولاکھ میل مربع اس

سلطنت میں داخل ہو۔ اور مذہب اس سلطنت کا سنت و الجماعت ہو۔
 چوتھی سلطنت اسی کے برابر۔ غرستان کی ہے۔ کہ جس کی پیمائشی زمین ایک لاکھ
 پچاس ہزار میل مربع ہو۔ مذہب اس سلطنت کا بھی اسی ہو۔
 پانچویں سلطنت اسلامی نیم آزاد یعنی زیر نگرانی۔ روس حکومت بخارا ہے۔
 کل لوگ اس حکومت کے تین خواتین کے ماتحت ہیں خیوا۔ قوقند۔ بخارا پیمائشی زمین
 اس قومی حکومت کی پانچ لاکھ میل مربع ہو مذہب یہاں کا عامہ اسی ہے۔ کل خواتین
 و طاعت روس میں داخل ہیں۔

چھٹی سلطنت ایشیائے مملکت ہندوستان ہے۔ پیمائشی زمین اس خطے کی پندرہ لاکھ
 میل مربع سمجھی جاتی ہے جس میں نو لاکھ میل مربع زمین خالصہ حکومت انگریزی ہو۔
 باقی چھ لاکھ میل مربع زمین قبضے میں اُن روسا کے ہے۔ جو حکومت انگریزی کو
 مطلقاً کچھ نہیں دیتے۔ اور اسی حکومت صرف کشمیر خیال۔ جھوٹان۔ ٹونک۔
 مقبوضات قوم فرانس مقبوضات قوم پرتگال ہے۔ غالب رعایا ہندوستان
 ہندو مذہب ہیں۔ قریب آئیس کروڑ۔ اور مسلمان ساڑھے پانچ کروڑ ہیں اور
 پانچ لاکھ عیسائی ہیں۔ اور کئی لاکھ آتش پرست۔ یہود۔ نانک شاہی وغیرہ ہیں۔
 سب پچیس کروڑ آدمی ہیں۔

ساتویں حکومت ایشیائے چین کی ہے جس میں پچیس لاکھ میل مربع زمین ہے اس جگہ
 عامہ مذہب بدعراج ہے۔ اگرچہ اندرونی رعایا چین مذہب اسلام و عیسائی و غیرہ
 بھی رکھتی ہے۔ بادشاہ چین یعنی مغولیہ مذہبی رعایا کا معبود بھجنا جاتا ہے۔ بادشاہ کی
 عبادت صرف اسی جگہ رائج ہے۔

آٹھویں حکومت ایشیائے جاپان کی ہے۔ پیمائشی زمین اس حکومت کی۔
 دو لاکھ ساٹھ ہزار میل مربع ہے۔ اس حکومت کا بادشاہ بھی بدع مذہب کا ہے۔

اپنی رعایا کا مجبور کچھا جاتا ہے۔

یورپین حکومت ایشیائے جانب شمال قوم دس کی ہر چھپن لاکھ میل مربع زمین اس حکومت میں شامل ہے مذہب رعایا کا اس حکومت میں نالک اسلام ہے۔ پھر عیسائی اور بد مذہب کے بھی کچھ لوگ ہیں۔

استثنائے ممالک ایشیائے ایشیائے کے جزائر میں بھی اہل حکومت ہیں۔ بجا ایشیائے میں ان جزائر کی آٹھ لاکھ پچاس ہزار میل مربع ہے۔ ان جزائر میں اسلام اور بد مذہب کا رواج ہے۔ حکومت مختلف اقوام عیسوی کی بھی یہاں پر ہے۔

بیان زمین افریقہ

حصہ سوم۔ افریقہ کی زمین بطور عیالیش ایک کروڑ بیس لاکھ میل مربع ہے۔ باستثناء ان چار پانچ حکومتوں کے۔ کل افریقہ کی زمین نہ حکومت و تصرف اسلام ہے۔ اور وہ یہ ہیں۔ ایشینیا۔ بے جیش۔ عیسائی۔ و سنیلیمبیا۔ و کینی۔ جس میں یورپین بھی حکومت کرتے ہیں و کیپ کالونی۔ نیٹال۔ جہان۔ انگلستان کی حکومت ہے اور مقام الجیریا۔ جہان فرانس کی حکومت سمجھی جاتی ہے۔ اور حکومتیں اسلامی افریقہ میں مصر۔ نیوبیا۔ تونس۔ ٹریپولی یعنی طرابلس قرآن۔ بارقہ۔ تکبرٹیا۔ ہیں۔ اور حکومت اسلامی میں ملک مراکو۔ و ملک۔ ہونسا بھی شامل ہے۔

بیان زمین امریکہ

حصہ چہارم امریکہ جنوبی و شمالی بہ تمول جزائر کل بحساب پیمائش زمین کے ایک کروڑ پچاس لاکھ میل مربع ہے۔ اور اس کل خطے میں عامۃ یورپین سلطنتوں کی۔ اولاد ہے۔ اور امریکہ میں جس قدر غلبہ عیسائی و نیچری مذہب کا ہے اُس قدر یورپ میں بھی نہیں ہے۔ لیکن عیسائی یورپ میں حکومتیں صرف کیا نا۔ اور کلمبیا۔ اور

کناڈا۔ اور بعض جزائر میں ہیں۔ ان ملکوں کو اولاً حکیم کلیم نے دریافت کیا۔

بیان زمین اوشینیا

حصہ پنجم اوشینیا ہے۔ اس کی پچاسی زمین کل چالیس لاکھ میل مربع ہے اور یہ زمین حصوں میں منقسم ہے۔ ملیشیا۔ آسٹریلیا۔ پولینیشیا۔ اس پورے حصہ ملیشیا میں ایک ثلث اسلام کی حکومت ہے۔ اور دو ثلث میں مذہب بدھ دیور میں کی حکومت ہے۔ اب حصے میں بارہ لاکھ میل مربع زمین مقبوضہ عیسائی ہے۔ اور اٹھارہ لاکھ میل مربع مقبوضہ اسلام ہے۔ اور دس لاکھ میل مربع مذہب بدھ کی حکومت میں ہے۔

میزان کل مقبوضہ زمین اہل مذاہب
چار کروڑ پچاس نوے لاکھ ساٹھ ہزار

۴۹۵۶۰۰۰۰

زمین مقبوضہ مذہب اسلام		زمین مقبوضہ مذہب عیسائی	
ایک کروڑ باون لاکھ نوے ہزار		دو کروڑ پچھتر لاکھ دس ہزار	
ایشیا میں	یورپ میں	ایشیا میں	یورپ میں
تینتیس لاکھ	ایک لاکھ نوے ہزار	پچھتر لاکھ	ستائیس لاکھ دس ہزار
میل مربع	میل مربع	میل مربع	میل مربع
امریکہ میں	افریقہ میں	امریکہ میں	افریقہ میں
ندارد	ایک کروڑ	ایک کروڑ پچاس لاکھ	دس لاکھ
	دس لاکھ	میل مربع	میل مربع
	اوشینیا میں		اوشینیا میں
	اٹھارہ لاکھ میل مربع		بارہ لاکھ میل مربع

زمین مقبوضہ مذہب بدلتہ

یورپ میں	ایشیامین	افریقہ میں	امریکہ میں	اوشینیامین
ندارد	ستاون لاکھ	ندارد	ندارد	دس لاکھ میل مربع

یہ ہے مردم شماری مرتبہ شدہ کے اشخاص و نیادی بقید مذہب حسب میل
 منقسم بین جملہ ایک ارب ایکس کروڑ دس لاکھ
 مذہب عیسوی کے اشخاص
 مسیحیت کروڑ پچاس لاکھ
 مذہب یود کے اشخاص ساٹھ لاکھ مذہب بدھ و ستارہ دیت پرست و غیرہ شرک و
 نقشہ اسمائے شاہان و نیادی موجودہ حال بابت شدہ بقید مذہب سلاطین
 جنکا دارالحکومت یورپ میں ہے۔

نمبر	نام	مذہب	نام دارالسلطنت
۱	سلطان عبدالحمید خان	مسلمان سنی	قسطنطنیہ قوم ترک عثمانیہ میں
۲	خلد اللہ ملکہ	عیسائی گریک جرج	ملک ترکی روم کہلاتا ہے۔
۳	ابن الکزنڈر	عیسائی رومن کنٹھک	سینٹ پیٹرز برگ ملک روس کا دارالسلطنت
۴	فرڈرک	عیسائی پروٹسٹنٹ	برلن دارالامارت جرمنی و پردیش۔
۵	ملکہ وکٹوریہ	عیسائی رومن کنٹھک	لندن دارالامارت انگلینڈ۔
۶	فرانسیس جوزف	ایضاً	ویانا دارالامارت ملک آسٹریہ۔
۷	ہمبرٹ	ایضاً	رومہ دارالامارت اطالیہ۔
۸	الفانسو ہمبرٹ	ایضاً	میدرو دارالامارت ملک سپانیہ۔
۹	ایوس	ایضاً	سین دارالامارت پرتگال۔
۱۰	اسکر	عیسائی گریک جرج	اسٹاک ہولم دارالامارت سویڈن۔

۱۰	کرتھن	عیسائی رومن کیتھولک	گوین بھن - دارالامارت ڈنمارک -
۱۱	ولیم	ایضاً	ایمپسٹروام - دارالامارت ہالینڈ -
۱۲	یوہولڈ	ایضاً	بروسلز - دارالامارت جیسیم -
۱۳	جویمس گروی	ایضاً	پریڈیڈنٹ قائم مقام بادشاہ - پیرس - ملک فرانس

یہ تیرہ نام ان شاہان یورپ کے ہیں جو بالفعل یورپ - میں سلطنت کر رہے ہیں۔ جنکی سلطنت عامۃً دنیا میں پھیلی ہوئی ہے۔ انھیں تیرہ اشخاص میں مشورت بصیفہ کانفرنس و کانگریس اکثر امورات اہم ترین ہوا کرتی ہے۔ باہم ان سب کے راج کل عموماً صلح کا برتاؤ ہے۔ ان کے علاوہ شاہ لیوش حاکم مستقل حصہ بویریا - شاہ البرٹ حاکم مستقل خطہ بیکزنی - شاہ چارس حاکم مستقل خطہ درجہ برگ - شاہ فریڈرک حاکم مستقل خطہ ویدین - شاہ چارس حاکم مستقل خطہ رومانیہ - شاہ جارجس حاکم مستقل خطہ گریک - یعنی یونان - شاہ میلن حاکم مستقل خطہ سربیا - شاہ نکیشا حاکم مستقل خطہ مانتی نگرو -

یہ آٹھ اشخاص اگرچہ صاحب حکومت مستقل ہیں۔ لیکن ان کو بمقابلے ان تیرہ سلاطین کے چندان وجاہت ملتی نہیں ہے۔ بلکہ ایک قسم کی ماتحتی ہے۔ لیکن ان سب سلطنتوں میں پانچ بڑی سلطنتیں ہیں۔ انگلستان - روس - جرمن - فرانس - آسٹریا اور اطالیہ اور اسپین۔ اس سے چوٹی ہے ان بھون میں سخت معاہدہ ہے کہ ایک دوسرے کے ملک کو تقسیم نہ کریں۔ صرف غیر مذہب عیسائی کے ملکوں کو تقسیم کر سکتے ہیں

اسماء سلاطین موجودہ جنگا دارالسلطنت الیشیامین ہے			
نمبر	نام بادشاہ	مذہب	نام دارالسلطنت
۱	شاہ ناصر الدین قاجار	سلمان شیعی	طهران دارالحکومت ایران۔
۲	امیر عبدالرحمن خان	سلمان سنی	کابل دارالحکومت افغانستان۔
۳	شاہ شہسو	بدعہ مذہب	پکین دارالحکومت چین۔
۴	شاہ مکادو	ایضاً	جڈو دارالحکومت جاپان۔
اسماء سلاطین موجودہ حال جنگا دارالخلافہ افریقہ میں ہے			
نمبر	نام بادشاہ	مذہب	نام دارالسلطنت
۱	شاہ عبداللہ	سلمان سنی	مراکو دارالحکومت مراکش یا مراکو۔
۲	شاہ جان	عیسائی یونان	لیکس اب اسکے ملک حبشہ کو مہدی ہودانی کے لوگوں نے لے لیا۔
۳	شاہ بارکش بن مجید	سلمان خارجی	زنگبار سرحد مشرقی افریقہ۔
۴	شاہ عبدالکریم	سلمان سنی	قلا مالکانو دارالحکومت ملک ہوسا یعنی سوان
اسماء سلاطین موجودہ حال جنگا دارالحکومت امریکہ میں ہے			
نمبر	نام بادشاہ	مذہب	نام دارالسلطنت
۱	ڈال پدرو	عیسائی یونان	ریو ڈی جنیرو دارالحکومت ملک برزیل۔
۲	پرنس آرٹھر	ایضاً	واشنگٹن دارالحکومت یونائیٹڈ اسٹیٹس
خاتمہ			
<p>مؤلف کتاب ہذا کا نام محمد کبیر بن مولوی محمد زبیر علی سیالپوری ہے۔ لکھنؤ اور حیدرآباد میں سید ہر سکونت قصبہ دانا پور ضلع چنہ میں ہے اور یہی جگہ مولد بھی ہے۔ پیدائش مؤلف کی اٹھارہویں صفر ۱۲۸۵ھ میں تھی۔ نام تاریخی۔ ناظر حسن ہے۔ چنانچہ جہانگیر نے یہ قلعہ تاریخ فرمایا ہے۔</p>			

درخانہ اکن وزیر من شد

لکھنے چونکہ دلم چہ بش گفت
ہالہ ہمہ ناظر حسن گفت

ساجد دل مانخواست تاریخ

تعلیم ظاہری مؤلف کی حضرت جد امجد مولانا سید شاہ محمد قاسم دانا پوری اور
مولانا جمیل احمد بگرامی سے تھی۔ حضرت مولانا شاہ محمد قاسم مصنف
نجات قاسم اور اعجاز غوثیہ۔ وغیرہ کے ہیں اور مولانا جمیل احمد بگرامی
فرزدق کے اُس قصیدہ کے شارح ہیں جو حضرت امام زین العابدین کی
منقبت میں لکھا ہے۔ اور ضلع سارن کے سرکاری مدرسہ میں مدرس تھے۔ مؤلف
نے انگریزی کی تحصیل ضلع سارن کے سرکاری مدرسہ میں کی تھی اور اُس کے
بعد پٹنہ کے کالج میں تعلیم پائی۔ نسبت غلامی اور تعلیم باطنی کی جد محترم حضرت
مولانا محمد قاسم و مولانا حاجی محمد سجاد دانا پوری سے ہے۔ کہ خدائی مؤلف
کی سن ۱۲۹۰ ہجری میں ہوئی چنانچہ شاہ محمد یحییٰ عظیم آبادی نے یہ قطعہ تاریخ
فرمایا ہے۔

وزیر من کہ کوس شاہی خود بر فلک فرشت
سال ازدواجش بند و یحییٰ نغز تاریخیشدا ز لوشاہی فرزند دلبندش دلم خرم
زبے نوشتہ کبیر ابن وزیر من شدہ گفت

تَذَكُّرُكَ الْعِزَّةِ

تَارِيخ

خلفائے عرب و اسلام

(رسول کریم کے حالات و واقعات سے لے کر
دور حاضر تک کے خلفائے اسلام
اور صاحبانِ کمال کا تذکرہ)

مُصَنَّفُکَ

مولانا سید شاہ محمد کبیر ابوالعلا دانا پوری

نفیس اکیڈمی ^{تیتھ داس روڈ} ^{اردو بازار} کراچی